شرحِ انتخابِ احادیث

سُنن النسائی

سُنن ابن ماجہ

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

اردو بازار ○ لاہور

شرح انتخاب احادیث

سُنن النسائی
سُنن ابن ماجة

3

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی
دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز®
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب: شرح انتخاب احادیث جلد ۳

مترجم: ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ: ورڈز میکر

باہتمام: ملک شبیر حسین

سن اشاعت: مارچ 2016ء

سرورق: اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور

طباعت: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ: -/900 روپے

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ھو القادر

تنبیہ

ترتیب

سنن نسائی شریف

کتابُ النِّکاح

کِتَابُ عِشْرَۃِ النِّسَاءِ

کِتَابُ الزِّیْنَۃِ

سنن ابن ماجہ شریف

بَاب : فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

بَابُ ثَوَابِ الْقُرْاٰنِ

كِتَابُ الدُّعَآءِ

كتاب الزهد

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

نام:

آپ کا نام احمد بن شعیب ہے اور آپ کی کنیت ''ابوعبدالرحمٰن'' ہے۔

اسم منسوب:

آپ کا اسم منسوب ''نسائی'' ہے جو خراسان کے شہر ''نسا'' کی نسبت سے ہے جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش ہے۔

پیدائش:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ 215 ہجری میں خراسان کے شہر ''نسا'' میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی حضرات شامل ہیں۔

تلامذہ:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خلق کثیر نے استفادہ کیا جن میں ابوبکر بن حداد، ابوجعفر عقیلی، ابوعلی بن ہارون، عبدالکریم بن احمد، ابوعلی نیشاپوری، ابوالقاسم طبرانی اور دیگر کئی حضرات شامل ہیں۔

شخصیت:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ وجیہہ وشکیل شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا جسم توانا اور صحت مند تھا۔ خوش خوراک تھے، عمدہ لباس پہنتے تھے لیکن اس کے ہمراہ نہایت عبادت گزار اور پرہیزگار شخص تھے۔

تصانیف

(1) السنن الکبریٰ (2) المجتبیٰ من السنن (سنن نسائی) (3) مسند مالک (4) مسند منصور (5) کتاب الضعفاء (6) فضائل الصحابہ (7) کتاب الجرح والتعدیل (8) کتاب التمییز (9) کتاب الاخوۃ (10) کتاب المدلسین (11) اسماء الرواۃ (12) مشیخۃ النسائی (13) مناسک حج (14) خصائص علی (15) مسند علی

ان کتب میں سے ''المجتبیٰ من السنن'' کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور یہی کتاب ''سنن نسائی'' کے نام سے مشہور ہے اور ''صحاح ستہ'' میں پانچویں نمبر پر شمار کی جاتی ہے۔

سنن نسائی میں بعض ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بدولت بعض محققین نے اس کتاب کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر فضیلت دی ہے۔ تاہم جمہور کے نزدیک اس کا وہی مقام ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

شروحات

شروح کے حوالے سے سنن نسائی پر بہت کم کام ہوا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ابھی تک سنن نسائی کی ایک باقاعدہ شرح اور ایک حاشیہ شائع ہوئے ہیں۔

یہ حاشیہ ''حاشیہ سندھی'' کے نام سے مشہور ہے اور سنن نسائی کے مطبوعہ نسخے کے ہمراہ دستیاب ہے۔

سنن نسائی کی جو شرح شائع ہو چکی ہے اس کے مولف دسویں صدی ہجری کے ممتاز محقق اور قلمکار امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس شرح کا نام ''زھر الربی علی المجتبیٰ'' ہے اور یہ شرح بھی شائع ہو چکی ہے۔

وفات

مشہور روایت کے مطابق دمشق کی جامع مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں خطاب کرنے کی وجہ سے بنوامیہ کے حامیوں نے آپ کو زدوکوب کیا جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔

ایک روایت کے مطابق 13 صفر 303 ہجری میں مکہ مکرمہ میں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کو صفا اور مروہ کے درمیان دفن کیا گیا۔

ایک روایت کے مطابق آپ کا انتقال راستے میں ہوا اور آپ کی میت کو مکہ مکرمہ پہنچا کر وہاں دفن کیا گیا۔

فہرست ابواب

کتاب النکاح	
کتاب عشرۃ النساء	
کتاب الزینۃ	

کِتَابُ النِّکَاحِ
یہ کتاب نکاح کے بیان میں ہے

نکاح کے معنی ومفہوم کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔نکاح کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا لیکن اس لفظ کا اطلاق مجامعت کرنے اور عقد کے معنی پر بھی ہوتا ہے کیونکہ مجامعت اور عقد دونوں ہی میں جمع ہونا اور ملنا پایا جاتا ہے لہٰذا اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی یعنی جمع ہونا بمعنی مجامعت کرنا مراد لینا چاہئے بشرطیکہ ایسا کوئی قرینہ نہ ہو جو اس معنی کے خلاف دلالت کرتا ہو۔

علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد ومعاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد وعورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔نکاح کا لغوی معنی جمع کرنا اور ملانا ہے۔جیسے عربی کی ضرب المثل ہے

انکحنا الفریٰ فسنریٰ

یعنی ہم نے مذکر نیل گائے اور مؤنث نیل گائے کا ملاپ کرا دیا ہے اور اب ہم دیکھیں گے کہ ان کے ہاں کیا پیدا ہوتا ہے۔یہ ضرب المثل ان لوگوں کے لئے بیان کی جاتی ہے جو کسی معاملے پر اکٹھے ہو جائیں اور انہیں یہ سمجھ نہ آ رہا ہو کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟

لفظ ''نکاح''، وطی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس میں ''ملانے'' کا مفہوم پایا جاتا ہے۔البتہ مجازی طور پر یہ لفظ ''عقد'' کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔لفظ نکاح عقد کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے:

''فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ''(النساء:۲۵)

''یعنی تم ان خواتین کے گھر والوں کی اجازت سے ان کے ساتھ عقدِ نکاح کرو''۔لفظ نکاح کے وطی کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے۔

حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (النساء:۶)

''یہاں تک کہ وہ لوگ نکاح (کی عمر) تک پہنچ جائیں''۔یہاں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:''شرح اسبیجابی'' میں یہ بات تحریر ہے۔لغت میں نکاح کا مطلب مطلق جمع (اکٹھے کرنا) ہے۔جبکہ شریعت میں مخصوص شرائط کے ہمراہ کیا جانے والا عقد ''نکاح'' کہلاتا ہے۔

(البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۵،ص ۳،حقانیہ ملتان)

فخر الاسلام فرماتے ہیں: نکاح' شرعی عقد کو کہتے ہیں اور اس کے ذریعے وطی مراد لی جاتی ہے۔ زیادہ صحیح رائے یہ ہے: اس سے مراد حقیقت میں وطی ہوتی ہے' کیونکہ وطی کرنے میں ضم کرنے کا مفہوم حقیقت کے اعتبار سے پایا جاتا ہے' جبکہ مجازی طور پر اس سے مراد عقد ہوگا۔ نکاح سے مراد حقیقت میں عقد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ اس صورت میں لفظ نکاح کو وطی اور عقد دونوں معانی کے لیے مشترک ماننا پڑے گا' اور یہ بات اصل کے خلاف ہے۔

تعریف نکاح میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمٰن جزیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ فقہاء احناف میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک شخص کو کسی کی ذات سے حصول نفع کا مالک بنا دینا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ خاص شخص صرف مخصوص عضو سے نفع حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

بعض فقہاء احناف نے یہ لکھا ہے کہ کسی شخص کو ملکہ متعہ کا مالک بنا دینا نکاح ہے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ نکاح صرف عضو خاص نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء سے نفع حاصل کرنے کے لئے ہے۔

فقہاء شوافع میں بعض نے نکاح کی تعریف یوں کی ہے کہ نکاح ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج یا اس کے ہم معنی لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے مباشرت کی ملکیت حاصل ہو اور غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص لذت معلومہ سے نفع حاصل کرے۔

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ نکاح ایک محض جنسی لذت کے لئے ایک معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کی قیمت واجب الادا نہیں ہوتی۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ نکاح منفعت استمتاع کے لئے ایک معاملہ ہے جس میں انکاح یا تزویج کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور استمتاع سے مراد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ مرد کا خود نفع حاصل کرنا ہے۔ (مذاہب اربعہ، ج ۴، ص ۴، اوقاف پنجاب)

قرآن کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (النساء ۳)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین ،تین اور چار، چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (کنز الایمان)

(۲) وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّکَاحِ وَ اَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَکُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔(البقرہ، ۲۳۵)

اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں۔ یا وہ زیادہ دے۔ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(۳) وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۔ (النساء ۶)

اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔

احادیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے اس کے دین اس کے مال اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے لہٰذا تم دیندار عورت کو نکاح کے لیے اختیار کرو۔ پھر فرمایا کہ تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ اس باب میں عوف بن مالک، عائشہ، عبداللہ بن عمر، اور ابوسعید سے بھی روایت ہے کہ حدیث جابر حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۷۶، مرفوع)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین، تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہئے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے۔ (صحیح بخاری، ج ۳، رقم الحدیث ۸۲)

(۳) امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے (یعنی نکاح کر لینے سے اجنبی عورت کی طرف نظر مائل نہیں ہوتی اور انسان حرام کاری سے بچتا ہے) اور جو شخص جماع کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لئے خصی کرنے کا فائدہ دے گا (یعنی جس طرح خصی ہو جانے سے جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے بھی جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم)

اس خطاب عام کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نکاح کے دو بڑے فائدے

ظاہر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر بازی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کام سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں انبیاء کی سنتوں میں سے ہیں، حیاء کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، اور نکاح کرنا۔ اس باب میں حضرت عثمان، ثوبان، ابن مسعود، عائشہ، عبداللہ بن عمر، جابر، اور عکاف سے بھی روایت ہے حدیث ابی ایوب حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۰، مرفوع)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین واخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کروا گر ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت فساد ہوگا۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۴، مرفوع)

(۶) حضرت ابوحاتم مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ وہ مفلس ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا اگر اس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو اسی سے نکاح کرو۔ یہی الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۵، مرفوع)

اہل فقہ کے نزدیک نکاح کی اہمیت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔ علامہ حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

لیس لنا عبادة شرعت من عهد آدم علیه السلام الی الآن ثم تستمر فی الجنة الا النکاح و الایمان

(درمختار کتاب النکاح)

" کوئی عبادت ایسی نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے "

نکاح کی شرعی حیثیت کا فقہی بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یونہی جبکہ اجنبی

عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا۔ تو نکاح واجب ہے۔ یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اوران باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح)

نکاح کی فقہی حیثیت کا بیان

1- حنفی مسلک کے مطابق نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہوتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور بیوی کے مہر پر اور اس کے نفقہ پر قدرت حاصل نہ ہو اور یہ خوف نہ ہو کہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بجائے اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ ہوگا۔

2- نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہو جاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر اس درجہ کا غلبہ نہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو، نیز مہر ونفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔ اگر کسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ تو ہو مگر وہ مہر اور بیوی کے اخراجات کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ نکاح نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا جب کہ مہر اور نفقہ پر قادر شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

3- اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اعتدال کی حالت سے مراد یہ ہے کہ جنسی ہیجان کا غلبہ تو نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت ومجامعت کی قدرت رکھتا ہو اور مہر ونفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو۔ لہٰذا اس صورت میں نکاح نہ کرنے والا گنہگار ہوتا ہے جب کہ زنا سے بچنے اور افزائش نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے۔

4- نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب کہ بیوی پر ظلم کرنے کا خوف ہو یعنی اگر کسی شخص کو اس بات کا خوف ہو کہ میرا مزاج چونکہ بہت برا اور سخت ہے اس لئے میں بیوی پر ظلم وزیادتی کروں گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے

5- نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ بیوی پر ظلم کرنے کا یقین ہو یعنی اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ میں اپنے مزاج کی سختی وتندی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک قطعاً نہیں کر سکتا بلکہ اس پر میری طرف سے ظلم ہونا بالکل یقینی چیز ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہوگا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے نکاح کے بارے میں مختلف حالات کی رعایت رکھی ہے بعض صورتوں میں تو نکاح کرنا فرض ہو جاتا ہے بعض میں واجب اور بعض میں سنت مؤکدہ ہوتا ہے جب کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ بھی ہوتا ہے اور بعض میں تو حرام ہو جاتا ہے لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اسی صورت کے مطابق عمل کرے جو اس کی حالت کے مطابق ہو۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: وہ شخص جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور بغیر شادی کے رہنے سے اسے اپنے نفس اور دین میں ضرر ونقصان کا اندیشہ ہو اور اس نقصان سے شادی کے بغیر بچنا ممکن نہ ہو تو ایسے شخص پر شادی کے وجوب میں کوئی بھی

اختلاف نہیں ہے۔

اور مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الانصاف" میں کہا ہے کہ: جسے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ ہو اس کے حق میں نکاح کرنا واجب ہے اس میں ایک ہی قول ہے کوئی دوسرا قول نہیں، اور یہاں پر عنت سے مراد زنا ہے اور صحیح بھی یہی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زنا سے ہلاکت میں پڑنے کو العنت کہتے ہیں۔

دوم: اس سے مراد ہے کہ اسے اپنے آپ کو محظور غلط کام میں پڑنے کا خدشہ ہو، جب اسے یہ علم ہو یا اس کا گمان ہو کہ وہ اس میں پڑ جائے گا۔ (الانصاف، کتاب النکاح، احکام النکاح، بیروت)

ملت ابراہیمی میں نکاح کا طریقہ

اسلام سے پہلے اولاد اسماعیل اور ملت ابراہیمی میں نکاح کی یہ صورت تھی کہ مرد و عورت دونوں کے بڑے جمع ہو کر اپنے اپنے خاندانی فضائل پر روشنی ڈالتے تھے اور اس کے بعد مرد اور عورت کے درمیان ایک ساتھ زندگی گزارنے کا معاملہ طے پا جاتا تھا اور مہر کی ایک رقم یا کچھ سامان مرد کے ذمہ واجب کر دیا جاتا تھا، جو وہ ادا کر دیا کرتا تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اس قدیم رسم اور قدیم طریقہ کو قائم رکھا، کیوں کہ وہ طریقہ فطری طور پر معاملات کے طے ہونے کا مناسب طریقہ تھا، البتہ آپ نے خاندانی فضائل بیان کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تعریف وثنا کے ساتھ خطبہ دینے کا سلسلہ شروع کیا، موجودہ خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی تاریخی نکاح میں حضور علیہ السلام کی طرف سے بطور وکیل آپ کے چچا ابو طالب تھے اور حضرت خدیجہ کے وکیل ان کے چچا عمرو بن اسد تھے اور بیس اونٹ بطور مہر مقرر ہوئے تھے۔

اولاد اسماعیل پر جب تین سو سالہ جاہلیت کا عہد مسلط ہوا تو اس دور میں معاشرہ کے اندر کچھ خرابیاں پیدا ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خرابیوں کی اصلاح کر دی، آپ نے ایک طرف نکاح کی اہمیت قائم کی اور دوسری طرف نکاح کو آسان سے آسان تر کر دیا، تاکہ غریب سے غریب آدمی بھی بے نکاح نہ رہے، نکاح کے ذریعہ مرد اور عورت کو جو کردار کی حفاظت حاصل ہوتی ہے اور نسل انسانی کے سلسلہ میں، جو پاکیزگی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے، وہ پیدا ہو جائے۔

زمانۂ جاہلیت میں رائج شادی کے مختلف طریقے

شادی جو خاندانی زندگی کے قیام وتسلسل کا ادارہ ہے، اہل عرب کے ہاں اصول وضوابط سے آزاد تھا جس میں عورت کی عزت وعصمت اور عفت وتکریم کا کوئی تصور کارفرما نہ تھا۔ اہل عرب میں شادی کے درج ذیل طریقے رائج تھے۔

(۱) زواج البعولة

یہ نکاح عرب میں بہت عام تھا۔ اس میں یہ تھا کہ مرد ایک یا بہت سی عورتوں کا مالک ہوتا۔ بعولت (خاوند ہونا) سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت عام مال ومتاع جیسی ہوتی۔

زواج البدل

بدلے کی شادی، اس سے مراد دو بیویوں کا آپس میں تبادلہ تھا۔ یعنی دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے بدل لیتے اور اس کا نہ عورت کو علم ہوتا، نہ اس کے قبول کرنے، مہر یا ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ بس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک مختصری مجلس میں یہ سب کچھ طے پا جاتا۔

نکاح متعہ

یہ نکاح بغیر خطبہ، تقریب اور گواہوں کے ہوتا۔ عورت اور مرد آپس میں کسی ایک مدت مقررہ تک ایک خاص مہر پر متفق ہو جاتے اور مدت مقررہ پوری ہوتے ہی نکاح خود بخود ختم ہو جاتا تھا طلاق کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی اسے باپ کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔

نکاح الخذن

دوستی کی شادی، اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح، خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا اور بعد ازاں یہ تعلق باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا کسی قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتی۔ یہ طریقہ آج کل مغربی معاشرے میں بھی رائج ہے۔

نکاح الضغینہ

جنگ کے بعد مال اور قیدی ہاتھ لگتے اور جاہلیت میں فاتح کے لیے مفتوح کی عورتیں، مال وغیرہ سب مباح تھا یہ عورتیں فاتح کی ملکیت ہو جاتیں اور وہ چاہتا تو انہیں بیچ دیتا چاہتا تو یونہی چھوڑ دیتا اور چاہتا تو ان سے مباشرت کرتا یا کسی دوسرے شخص کو تحفہ میں دے دیتا۔ یوں ایک آزاد عورت غلام بن کر بک جاتی۔ اس نکاح میں کسی خطبہ، مہر یا ایجاب وقبول کی ضرورت نہ تھی۔

نکاح شغار

وٹے سٹے کی شادی۔ یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی زیر سرپرستی رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دیتا کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا۔ اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت فرما دی۔

نکاح الاستبضاع

فائدہ اٹھانے کے لیے عورت مہیا کرنے کا نکاح۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تا کہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ظاہر ہو جاتا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آ جاتی۔

اجتماعی نکاح

اجتماعی نکاح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لیے جمع ہوتے اور ہر ایک اس سے مباشرت کرتا اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلواتی اور وہ بغیر کسی پس وپیش کے آ جاتے پھر وہ جسے چاہتی (پسند کرتی یا اچھا سمجھتی) اسے کہتی کہ یہ بچہ تیرا ہے اور اس شخص کو اس سے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

نکاح البغایا

فاحشہ عورتوں سے تعلق، یہ بھی نکاح رہط سے ملتا جلتا ہے مگر اس میں دو فرق تھے، ایک تو یہ کہ اس میں دس سے زیادہ افراد بھی ہو سکتے تھے جبکہ نکاح رہط میں دس سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان مردوں سے بچہ منسوب کرنا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا کام ہوتا تھا۔

مذکورہ طریقہ ہائے زواج سے ثابت اور واضح ہوتا ہے کہ عورت کی زمانۂ جاہلیت میں حیثیت نال ومتاع کی طرح تھی اسے خرید اور بیچا جاتا تھا۔ (۱)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب النکاح، 9:. 185182 (۲) بخاری، کتاب النکاح 5:1970، رقم: 4834 (۳) ابوداؤد، السنن، کتاب الطلاق، 2:281، رقم: 2272 (۴) دارقطنی، السنن الکبریٰ، 7:110 (۵) بیہقی، السنن الکبریٰ، 7:110 (۶) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 3: 120 (۷) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 3:120 (اسلام میں خواتین کے حقوق)

نکاح کی اہمیت میں اخلاقی فوائد

نکاح یعنی شادی صرف دو افراد کا ایک سماجی بندھن، ایک شخصی ضرورت، ایک طبعی خواہش اور صرف ایک ذاتی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ انسانی کے وجود وبقاء کا ایک بنیادی ستون بھی ہے اور شرعی نقطہ نظر سے ایک خاص اہمیت وفضیلت کا حامل بھی ہے۔ نکاح کی اہمیت اور اس کی بنیادی ضرورت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کوئی ایسی شریعت نہیں گزری ہے جو نکاح سے خالی رہی ہو اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ ایسی کوئی عبادت نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے چنانچہ ہر شریعت میں مرد وعورت کا اجتماع ایک خاص معاہدہ کے تحت مشروع رہا ہے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد وعورت کا باہمی اجتماع کسی بھی شریعت ومذہب نے جائز قرار نہیں دیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف رہی ہیں اور اس کے شرائط واحکام میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اسلام نے جو شرائط مقرر کی ہیں جو احکام نافذ کیے ہیں اور جو قواعد وضوابط وضع کیے ہیں اس باب سے ان کی ابتداء ہو رہی ہے۔

نکاح کے فوائد وآفات کا بیان

نکاح کا جہاں سب سے بڑا عمومی فائدہ نسل انسانی کا بقاء اور باہم توالد وتناسل کا جاری رہنا ہے وہیں اسمیں کچھ مخصوص فائدے اور بھی ہیں جن کو پانچ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1- نکاح کر لینے سے ہیجان کم ہو جاتا ہے یہ جنسی ہیجان انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک ہلاکت خیز مرحلہ ہوتا ہے جو اپنے سکون کی خاطر مذہب واخلاق ہی کی نہیں شرافت وانسانیت کی بھی ساری پابندیاں توڑ ڈالنے سے گریز نہیں کرتا، مگر جب اس کو جائز ذرائع سے سکون مل جاتا ہے تو پھر یہ پابند اعتدال ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جائز ذریعہ صرف نکاح ہی ہو سکتا ہے۔

2- نکاح کرنے سے اپنا گھر بستا ہے خانہ داری کا آرام ملتا ہے گھریلو زندگی میں سکون واطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور گھریلو زندگی کے اس اطمینان وسکون کے ذریعہ حیات انسانی کو فکر وعمل کے ہر موڑ پر سہارا ملتا ہے۔

3- نکاح کے ذریعہ سے کنبہ بڑھتا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو مضبوط وزبردست محسوس کرتا ہے اور معاشرہ میں اپنے حقوق ومفادات کے تحفظ کے لئے اپنا رعب داب قائم رکھتا ہے۔

4- نکاح کرنے سے نفس مجاہدہ کا عادی ہوتا ہے کیونکہ گھربار اور اہل وعیال کی خبر گیری ونگہداشت اور ان کی پرورش وپرداخت کے سلسلہ میں جدوجہد کرنا پڑتی ہے اس مسلسل جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بے عملی اور لاپرواہی کی زندگی سے دور رہتا ہے جو اس کے لئے دنیاوی طور پر بھی نفع بخش ہے اور اس کیوجہ سے وہ دینی زندگی یعنی عبادات وطاعات میں بھی چاق وچوبند رہتا ہے۔

5- نکاح ہی کے ذریعہ صالح ونیک بخت اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص کی زندگی کا سب سے گراں مایہ سرمایہ اس کی صالح اور نیک اولاد ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دنیا میں سکون واطمینان اور عزت ونیک نامی کی دولت حاصل کرتا ہے بلکہ اخروی طور پر بھی فلاح وسعادت کا حصہ دار بنتا ہے۔

یہ تو نکاح کے فائدے تھے لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جو نکاح کی وجہ سے بعض لوگوں کے لیے نقصان وتکلیف کا باعث بن جاتی ہیں اور جنہیں نکاح کی آفات کہا جاتا ہے چنانچہ ان کو بھی چھ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

1- طلب حلال سے عاجز ہونا یعنی نکاح کرنے کی وجہ سے چونکہ گھربار کی ضروریات لاحق ہو جاتی ہیں اور طرح طرح کے فکر دامن گیر رہتے ہیں اس لئے عام طور پر طلب حلال میں وہ ذوق باقی نہیں رہتا جو ایک مجرد وتنہا زندگی میں رہتا ہے۔

2- حرام امور میں زیادتی ہونا۔ یعنی جب بیوی کے آجانے اور بال بچوں کے ہو جانے کی وجہ سے ضروریات زندگی بڑھ جاتی ہیں تو بسا اوقات اپنی زندگی کا وجود معیار برقرار رکھنے کے لئے حرام امور کے ارتکاب تک سے گریز نہیں کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ذہن وعمل سے حلال وحرام کی تمیز بھی اٹھ جاتی ہے اور بلا جھجک حرام چیزوں کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔

3- عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہونا۔ اسلام نے عورتوں کو جو بلند وبالا حقوق عطا کئے ہیں ان میں بیوی کے ساتھ اچھے سلوک اور حسن معاشرت کا ایک خاص درجہ ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو بیوی کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوں بلکہ بدقسمتی سے چونکہ بیوی کو زیردست سمجھ لیا جاتا ہے اس لئے عورتوں کے حقوق کی پامالی اور ان کے ساتھ برے سلوک وبرتاؤ بھی ایک ذاتی معاملہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، حالانکہ یہ چیز ایک انسانی اور معاشرتی بداخلاقی ہی نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر بھی بڑے گناہ کی حامل ہے اور اس سے دین ودنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔

4- عورتوں کی بدمزاجی پر صبر نہ کرنا عام طور پر شوہر چونکہ اپنے آپ کو بیوی سے برتر سمجھتا ہے اس لئے اگر بیوی کی طرف سے ذرا سی بھی بدمزاجی ہوئی تو نا قابل برداشت ہو جاتی ہے اور صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے فوراً چھوٹ جاتا ہے۔

5- عورت کی ذات سے تکلیف اٹھانا بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی بدمزاجی و بداخلاقی کی وجہ سے اپنے شوہروں کے لئے تکلیف و پریشانی کا ایک مستقل سبب بن جاتی ہیں اس کی وجہ سے گھریلو ماحول غیر خوشگوار اور زندگی غیر مطمئن واضطراب انگیز بن جاتی ہے۔

6- بیوی بچوں کی وجہ سے حقوق اللہ کی ادائیگی سے باز رہنا یعنی ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو اپنی گھریلو زندگی کے استحکام اور بیوی بچوں کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ ساتھ اپنی دینی زندگی کو پوری طرح برقرار رکھتے ہوں جب کہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ بیوی بچوں اور گھر بار کے ہنگاموں اور مصروفیتوں میں پڑ کر دینی زندگی مضمحل و بے عمل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تو عبادات وطاعات کا خیال رہتا ہے نہ حقوق اللہ کی ادائیگی پورے طور پر ہو پاتی ہے۔

نکاح کے ان فوائد وآفات کو سامنے رکھ کر اب یہ سمجھئے کہ اگر یہ دونوں مقابل ہوں یعنی فوائد وآفات برابر، برابر ہوں، تو جس چیز سے دین کی باتوں میں زیادتی ہوتی ہو اسے ترجیح دی جائے مثلاً ایک طرف تو نکاح کا یہ فائدہ ہو کہ اس کی وجہ سے جنسی ہیجان کم ہوتا ہے اور دوسری طرف نکاح کرنے سے یہ دینی نقصان سامنے ہو کہ عورت کی بدمزاجی پر صبر نہیں ہو سکے گا تو اس صورت میں نکاح کرنے ہی کو ترجیح دی جائے کیونکہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جائیگا اور ظاہر ہے کہ یہ چیز عورت کی بدمزاجی پر صبر نہ کرنے سے کہیں زیادہ دینی نقصان کا باعث ہے۔

نکاح کرنے کا مستحب طریقہ

1، اعلانیہ ہونا۔ 2 نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو۔ 3 مسجد میں ہونا۔ 4 جمعہ کے دن۔ 5 گواہانِ عادل کے سامنے۔ 6 عورت عمر، حسب، مال، عزّت میں مرد سے کم ہو اور 7 چال چلن اور اخلاق وتقویٰ و جمال میں بیش ہو (درمختار) حدیث میں ہے: "جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اس کی ذلت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی بڑھائے گا اور اُس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا تو اُس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی الفتح)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار وسلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ اور بدخلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔

عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی

جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کر دے۔

یہ مستحبات نکاح بیان ہوئے، اگر اس کے خلاف نکاح ہو گا تب بھی ہو جائے گا۔ ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے۔

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خوہ مرد ہو یا عورت تو چاہئے کہ نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات کی اور عادات واطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لی جائے تا کہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جو طبیعت و مزاج کے خلاف ہونیکی وجہ سے زوجین کے درمیان ناچاقی و کشیدگی کا باعث بن جائے۔

یہ مستحب ہے کہ عمر، عزت، حسب اور مال میں بیوی خاوند سے کم ہو اور اخلاق و عادات خوش سلیقی وآداب حسن و جمال اور تقوی میں خاوند سے زیادہ ہو اور مرد کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ وہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کو نکاح سے پہلے دیکھ لے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میں اگر اس کو پیغام دوں گا تو منظور ہو جائے گا۔ (ردمختار، کتاب النکاح)

مستحب ہے کہ نکاح کا اعلان کیا جائے گا اور نکاح کی مجلس اعلانیہ طور پر منعقد کی جائے جس میں دونوں طرف سے اعزہ واحباب نیز بعض علماء وصلحا بھی شریک ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ نکاح پڑھانے والا نیک بخت وصالح ہو اور گواہ عادل وپرہیزگار ہوں۔

بَابُ ذِكْرِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي النِّكَاحِ وَاَزْوَاجِهٖ وَمَا اَبَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَحَظَرَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ زِيَادَةً فِيْ كَرَامَتِهٖ وَتَنْبِيْهًا لِّفَضِيْلَتِهٖ ۔

یہ باب ہے کہ نکاح اور ازواج کے معاملے میں نبی اکرم کا تذکرہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مباح قرار دیا اور ان کی بزرگی میں اضافے اور فضیلت پر متنبہ کرنے کے لیے آپ کو اپنی دیگر مخلوق پر فوقیت دی

1- اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ مَيْمُوْنَةُ اِذَا رَفَعْتُمْ جَنَازَتَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ مَعَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ

1-اخرجه البخاري في النكاح، باب كثرة النساء (الحديث 5067) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (الحديث 51 و 52) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، القسم للنساء (الحديث 38) . تحفة الاشراف (5914) .

فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَّوَاحِدَةٌ لَّمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا .

✧✧ عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں ''سرف'' کے مقام پر شریک ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں، جب تم ان کے جنازے کو اٹھاؤ تو آرام سے اٹھانا، اسے جھٹکا نہ دینا۔

نبی اکرم ﷺ کی نو (9) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں جن میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔

باری مقرر کرنے سے متعلق فقہی احکام کا بیان

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ شب باشی کے لئے نوبت باری مقرر کرنا واجب ہے یعنی ان بیویوں کے پاس باری باری سے جانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں چند باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

1- جب باری مقرر ہو جائے تو ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کے ہاں شب باشی جائز نہیں ہے مثلاً جس رات میں پہلی بیوی کے ہاں جانا ہو اس رات میں دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔

2- ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دیدیں اور وہ خود بھی اس کے لئے تیار ہوں تو جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں ایک سے زائد بیویوں سے جماع کیا ہے تو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کے باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا یا یہ کہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں کی اجازت حاصل تھی اس کے علاوہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ باری مقرر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہیں تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم اور اپنی عنایت سے اپنی ہر زوجہ مطہرہ کے ہاں رہنے کی باری مقرر کر دی تھی۔

3- سفر کی حالت میں بیویوں کو باری کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ کسی بیوی کی باری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بلکہ اس کا انحصار خاوند کی مرضی پر ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ سفر میں لے جائے اگرچہ بہتر اولیٰ یہی ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈال لے اور جس کا نام قرعہ میں نکلے اس کو سفر میں ساتھ رکھے۔

4- مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔

درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کے کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر حق ہوتا ہے اور وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے اور مدت ایلاء کے بقدر یعنی چار چار مہینہ تک جماع نہ کرنا خاوند کے لئے مناسب نہیں ہے ہاں اگر بیوی کی مرضی سے اتنے دنوں جماع نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہر بیوی کے ہاں ایک ایک رات اور ایک ایک دن رہنا چاہئے لیکن برابری کرنا رات ہی میں ضروری ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کے ہاں مغرب کے فوراً بعد چلا گیا اور دوسری بیوی کے ہاں عشاء کے بعد گیا تو اس کا یہ فعل برابری کے منافی ہوگا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس نے باری کے حکم کو ترک کیا۔

کسی بیوی سے اس کی باری کے علاوہ یعنی کسی دوسری بیوی کی باری میں) جماع نہ کرے اسی طرح کسی بیوی کے پاس اس کی باری کے علاوہ کسی رات میں نہ جائے ہاں اگر وہ بیوی بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لئے جا سکتا ہے بلکہ اگر اس کا مرض شدید ہو تو اس کی باری کے علاوہ بھی اس کے پاس اس وقت تک رہنا جائز جب تک کہ وہ شفایاب نہ ہو یا اس کا انتقال ہو جائے لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کے پاس کوئی اور تیمارداری اور غم خواری کے لئے نہ ہو اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں ہو تو وہ اپنی ہر بیوی کو اس کی باری میں بلاتا رہے۔ (درمختار، کتاب نکاح، بیروت)

عورت کا اپنے بعض حقوق کو ساقط کر کے مرد سے صلح کر لینا

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر عورت کو متعدد قرینوں سے معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر اس کی طرف رغبت نہیں کرتا مثلاً وہ اس کے ساتھ محبت آمیز سلوک نہ کرے اس کی ضروریات کا خیال نہ رکھے اس سے بات چیت کم کرے یا بالکل نہ کرے نہ اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے خواہ اس کی وجہ اس کی بدصورتی ہو یا وہ زیادہ عمر کی ہو یا اس کے مزاج میں شوہر کے ساتھ ہم آہنگی نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے شوہر کے معیار کی نہ ہو یا جہیز کم لائی ہو اور اب عورت کو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہی صورت حال رہی تو شوہر اس کو طلاق دے کر الگ کر دے گا اور عورت یہ چاہتی ہو کہ نکاح کا بندھن قائم رہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے بعض حقوق کو ساقط کر دے اور شوہر کو طلاق دینے منع کرے مثلاً وہ اس کو دوسری شادی کی اجازت دے دے اور اگر اس کی دوسری بیوی ہو جس سے شوہر کو دلچسپی ہو تو اپنی باری ساقط کر دے یا اس کا خرچ جو شوہر کے ذمہ ہے اس کو ساقط کر دے اور اس طرح شوہر کے ساتھ صلح کر لے شوہر اپنی پسند کی بیوی کے ساتھ وقت گزارے گا اور وہ مطلقہ ہونے سے بچ جائے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دے دیں گے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیں مجھے نکاح میں برقرار رکھیں۔ اور میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں آپ نے ایسا کر لیا تو یہ آیت نازل ہوئی: تو ان دونوں پر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح کرنا بہتر ہے۔ (النساء: ۱۲۸) حضرت ابن عباس نے فرمایا شوہر اور بیوی جس چیز پر صلح کر لیں وہ جائز ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۵۱)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں ایک

شخص کے نکاح میں کوئی عورت ہوتی وہ اس عورت سے زیادہ فائدہ حاصل نہ کرتا اور اس کو طلاق دینا چاہتا تو وہ عورت کہتی میں اپنے معاملہ میں تمہارے لیے فلاں چیز کی اجازت دیتی ہوں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ امام نسائی نے اس میں یہ زیادہ روایت کیا ہے کہ وہ عورت کہتی تم مجھے طلاق نہ دو مجھے اپنے نکاح میں برقرار رکھو اور میں اپنا خرچ اور اپنی باری تم سے ساقط کرتی ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۰۱ سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث:۱۱۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور دلوں میں مال کی حرص رکھی گی ہے۔ اور اگر تم نیک کام کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو بیشک اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے۔ (النساء:۱۲۸)

صلح کرنے کے لیے اپنے بعض حقوق کو چھوڑنا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت اور طبیعت کا بیان فرمایا ہے کہ وہ فطرتاً بخل پر حرص کرتا ہے عورتیں اپنے حقوق پر حریص ہیں وہ چاہتی ہیں کہ ان کو اپنی باریوں سے حصہ ملتا رہے اور ان کو رہائش کھانے اور کپڑوں کا خرچ ملتا رہے اور شوہر ان کے ساتھ خوشگوار عائلی زندگی گزارے اور ان کا پورا مہر ادا کرے اور طلاق کی صورت میں عدت کا خرچ اٹھائے اسی طرح مرد مال کو اپنے پاس رکھنے پر حریص ہوتے ہیں وہ اپنی پسند کی بیوی کے پاس زیادہ وقت گزارنا چاہتے ہیں اور جو بیوی ناپسند ہو اس کو طلاق دے کر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مہر معاف کرا لینا چاہتے ہیں سو دونوں میں سے ہر فریق اپنا حق زیادہ سے زیادہ لینا چاہتا ہے اور دوسرے کا حق کم سے کم دینا چاہتا ہے لیکن صلح کرنے کے لیے ہر فریق کو اپنے کچھ حقوق چھوڑنے پڑتے ہیں اور دوسرے فریق کو کچھ حقوق دینے پڑتے ہیں ہر چند کہ دلوں میں حرص رکھی گئی ہے لیکن صلح کرنے کے لیے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہونا ناگزیر ہے۔

جیسا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہونا نہیں چاہتی تھیں اور ان کو معلوم تھا کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہبہ کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کو طلاق نہ دیں۔

اپنا حق کسی دوسرے کو ہبہ کر دینے کا بیان

2- اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ یُصِیْبُهُنَّ اِلَّا سَوْدَةَ فَاِنَّهَا وَهَبَتْ یَوْمَهَا وَلَیْلَتَهَا لِعَائِشَةَ.

✧✧ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کی نو ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے ہاں (رات کے وقت) رہا کرتے تھے صرف سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نہیں رہتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنا مخصوص دن اور مخصوص رات سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھیں۔

2-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5950) .

شرح

حضرت سودہ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام سموس تھا پہلے ان کی شادی حضرت سکران کے ساتھ ہوئی تھی یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی ایام میں اسلام لے آئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے جب ان کے خاوند حضرت سکران کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد مکہ میں ان سے نکاح کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ان کے نکاح کے بعد ہوا۔ حضرت عمر یا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی بیوی اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں شوہر کی طرف سے کسی لالچ یا جبر کا دخل نہ ہو نیز اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دینے والی عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جب چاہے اپنی پیش کش کو واپس لے لے۔

ازواج مطہرات اور رشک کا بیان

3- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواج رضی اللہ عنہن کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے' آپ کی اس وقت نو ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔

4- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَقُوْلُ اَوَتَهَبُ الْحُرَّةُ نَفْسَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ) قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ ۔

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' مجھے ان خواتین پر بہت غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سے نکاح کے لئے) پیش کر دیتی تھیں' میں یہ کہا کرتی تھی' کیا کوئی آزاد عورت اپنے آپ کو (نکاح کے لئے) پیش کر سکتی ہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''تم ان خواتین میں سے جسے چاہو پیچھے کر دو اور جنہیں چاہو اپنے پاس جگہ دے دو (یعنی ان کے ساتھ نکاح کر لو)''۔

3-اخرجه البخاري في الغسل، باب الجنب يخرج و يمشي في السوق وغيره (الحديث 284)، وفي النكاح، باب كثرة النساء(الحديث 5068)، و باب من طاف على نسائه في غسل واحد (الحديث 5215) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طواف الرجل على نسائه في الليلة الواحدة (الحديث 148) . تحفة الاشراف (1186) .

4-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ترجي من تشاء منهن و تو و ي اليك من تشاء و من ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك) (الحديث 4788) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (الحديث 49) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، تاويل قول الله . جل ثناوه: (ترجي من تشاء منهن و تووي اليك من تشاء) (الحديث 41)، و في التفسير: سورة الاحزاب، قوله تعالى: (ترجي من تشاء منهن و تووي اليك من تشاء) (الحديث 431) . تحفة الاشراف (16799) .

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کے پروردگار کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی خواہش بہت جلدی پوری کرتا ہے۔

ازواج مطہرات کے حالات زندگی کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی، قصی پر پہنچ کر انکا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا، اور لوری بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلے میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آ کر اقامت کی، عبدالدارین ابن قصٰی کے جوان کے ابن عم تھے، حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے 15 سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، (طبقات ابن سعد ج8 و) سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ (اصابہ ج8 ص60) کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

آپ کا نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور توزات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج2 ص378) ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج8 صفحہ 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضا ص81 ج1 ق1)

تجارت کا بیان

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت دقت واقع ہوئی، ذریعہ معاش تجارت تھی جسکا کوئی نگران نہ تھا تاہم اپنے اعزہ کو مال تجارت دیکر بھیجتی تھیں، ایک وقت مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تمکو خدیجہ (رضی اللہ عنہ) سے جا کر ملنا چاہیے، انکا مال شام جائے گا۔ بہتر ہے کہ تم بھی ساتھ لے جاتے، میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمھارے لیے سرمایہ مہیا کر دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپکے حسن معاملت، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاقی کا چرچا عام تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں، جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اسکا مضاعف دونگی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور مالِ تجارت لے کر میسرہ (غلام خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ بصری تشریف لے گئے، اس سال کا نفع سال ہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا، (طبقات ج اق اص81) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عقد نکاح میں آتی ہیں:۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا، اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا، لیکن کارکنان قضاوقدر کی نگاہ انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی، آنحضرت مال تجارت لے کر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کا پیغام بھیجا، نفیسہ بنت مینہ (یعلی بن امیہ کی ہمشیر) اس خدمت پر مقرر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا، (ایضاً ص 84) اور شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اگرچہ وفات پاچکے تھے تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے، عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرسکتی تھیں، اسی بناء پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہ راست تمام مراتب طے کیے، تاریخ معین پر ابوطالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا، ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے 500 طلائی درہم مہر قرار پایا اور خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ حرم نبوت ہوکر ام المومنین نے شرف سے ممتاز ہوئیں، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی۔ یہ بعثت سے پندرہ سال قبل کا واقعہ ہے۔ (اصابہ ج 8 ص 60)

اسلام کا بیان

پندرہ برس کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے اور فرائض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیغام سنایا وہ سننے سے پہلے مومن تھیں، کیونکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق دعویٰ کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کرسکتا تھا، صحیح بخاری باب بدء الوحی میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور وہ یہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدہ۔۔۔۔۔صبح کی طرح نمودار ہوجاتا تھا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت گزیں ہوگئے، چنانچہ کھانے پینے کا سامان لے کر غار حرا تشریف لے جاتے اور وہاں تحنث یعنی عبادت کرتے تھے۔

جب سامان ہوچکتا تو پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جاکے مراقبہ میں مصروف ہوتے یہاں تک کہ ایک دن فرشتہ غیب نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے پڑھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں، اس نے زور سے دبایا، پھر مجھ کو چھوڑ دیا، اور کہا پڑھ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں پھر اس نے دوبارہ زور سے دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا پڑھ پھر میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں اسی طرح تیسری دفعہ دبا کر کہا کہ پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا کریم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو جلال الٰہی سے لبریز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھ کو کپڑا اڑھاؤ، مجھ کو کپڑا اڑھاؤ، لوگوں نے کپڑا اڑھایا تو ہیبت کم ہوئی پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا "مجھ کو ڈر ہے" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم متردد نہ ہوں، خدا آپکا ساتھ نہ چھوڑے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کے معاونت رہتے ہیں، مہمان نوازی

اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں پھر وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہبا نصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے، اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ نے کہا اپنے بھتیجے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سنو، بولے ابن الاخ تو نے کیا دیکھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے نکال دینگے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو تمھاری وزنی مدد کرونگا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لیے رک گئی۔ (صحیح بخاری ج اص 2،3)

اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھا کرتے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپکے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں، ابن سعد کہتے ہیں۔ (طبقات ج 8 ص 10)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کیئے۔ عفیف کندی سامان خریدنے کے لیے مکہ آئے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں فروکش ہوئے، صبح کے وقت ایکدن کعبہ کی طرف نظر تھی۔ دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف قبلہ رُخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف کھڑا ہوا، پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی، نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے، تو عفیف نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جوابدیا، ہاں، پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجا محمد ہے، یہ دوسرا بھتیجا علی ہے اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) ہے، میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اسکا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے، دنیا میں جہاں تک مجھکو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں، (ایضاص 10،11)

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں، درایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں، روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طریق ہیں محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے، بغوی، ابویعلی اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، حاکم، ابن خثیمہ، ابن مندہ اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔ اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا، اوپر گزر چکا ہے۔ کہ آغاز نبوت میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھکو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا" آپ متردد نہ ہوں، خدا آپکا ساتھ نہ چھوڑے گا" دعوت اسلام کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی اور تشفی دی، استیعاب میں ہے، (طبقات ج 2 ص 740)" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کے پاس آ کر ختم ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپکے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں،" سن 7 نبوی میں جب قریش نے اسلام کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو یہ تدبیر سوچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے، چنانچہ ابوطالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب میں پناہ گزین ہوئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں، سیرت ابن ہشام میں ہے۔ (سیرت ابن ہشام ج اص 192)

اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابوطالب میں تھیں،" تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حجرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا۔ تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے، راہ میں ابوجہل نے دیکھ لیا، اتفاق سے ابوالبختری کہیں سے آ گیا، وہ اگرچہ کافر تھا، لیکن اس کو رحم آیا، ابوجہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لیے کچھ بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے، (ایضا)

وفات کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں اور 11 رمضان سن 10 نبوی (ہجرت سے تین سال قبل (بخاری ج اص 551) انتقال کیا، اس وقت ان کی عمر 64 سال 6 ماہ کی تھی، چنانچہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے، اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر جون میں ہے، (طبقات ابن سعد ج 8 ص 11) اور زیارت گاہ خلائق ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا تھا، اور وہ نہایت بیرحمی و بیباکی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے، اسی زمانہ میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے۔

اولاد کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت سی اولاد ہوئی، ابوہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے، جنکے نام ہالہ و ہند تھے، دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اسکا نام بھی ہند تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ اولادیں پیدا ہوئیں، دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں! نام حسب ذیل ہیں، (زرقانی جلد 3 ص 221)

(1) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے بیٹے تھے، انہی کے نام پر آپ ابوالقاسم کنیت کرتے تھے، صغرسنی میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت پیروں چلنے لگے تھے۔

(2) حضرت زینب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، (3) حضرت عبداللہ نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (4) حضرت رقیہ

(5) حضرت ام کلثوم (6) حضرت فاطمہ زہرا، اس سب میں ایک ایک سال کا چھٹا پا بڑا پا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں، اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا یعنی صاحب ثروت تھیں، اس لیے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا، وہ انکو کھلاتی و دودھ پلاتی تھیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں، وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کے قریب تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

فضائل ومناقب کا بیان

ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی، کوہ حرا، وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں نور الہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں، جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کر دی تھی، چنانچہ مسند ابن حنبل میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "بخدا میں کبھی لات وعزی کی پرستش نہ کرونگا" انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجیئے، عزی کو جانے دیجیئے، یعنی انکا ذکر نہ کیجیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت بنوی کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے، ابن ہشام میں ہے، "وہ اسلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مشیر کار تھیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور دولت وثروت کے جو انکو حاصل تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خود کرتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لا رہی ہیں۔ آپ انکو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیجیے، (صحیح بخاری ج اص 539) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے سخت محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکو آزاد کرایا، اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کی بجائے شہنشاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بپناہ محبت تھی آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپکا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھکو جس قدر ان پہ رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انکا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو ان کی محبت دی ہے، (صحیح مسلم ج2 ص 333) ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں اور

استیذان کے قاعدے سے اندر آنے کی اجازت مانگی، ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی آپکے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہ یاد آ گئیں اور آپ جھجک اٹھے، اور فرمایا" کہ ہالہ ہونگی۔" حضرت عائشہ بھی موجود تھیں انکو نہایت رشک ہوا، بولیں کہ "آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں، جو مر چکیں، اور خدا نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں،" صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی، اور میری اولاد ان ہی سے ہوئی۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں، صحیح بخاری و مسلم میں ہے، "عورتوں میں بہترین مریم بنت عمران ہے اور پھر عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں" ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ آئیں تو فرمایا۔ "انکو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجیئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور وغل اور محنت ومشقت نہ ہوگی،"

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

سودہ نام تھا، قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی، ماں کا نام شموس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں، انکا پورا نام و نسب یہ ہے، ستموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجا۔

نکاح کا بیان

سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے جو ان کے والس کے ابن عم تھے، شادی ہوئی،

قبول اسلام کا بیان

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ اس بنا پر انکو قدیم السلام ہونے کا شرف حاصل ہے، حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے، لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لیے آمادہ ہوئی تو ان میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں، اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نہایت پریشان وغمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے، آپ نے فرمایا ہاں، گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا، آپکے ایماء سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے والد کے پاس گئیں، اور جاہلیت کے طریقہ پر اسلام کیا، انعم صباحا، پھر نکاح کا پیغام سنایا، انہوں نے کہا ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شریف کفو ہیں، لیکن سودہ رضی اللہ عنہ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہ کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا، نکاح کے بعد عبداللہ بن زمع (حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، آئے اور انکو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت ونادانی پر ہمیشہ انکو افسوس آتا تھا، (زرقانی ج3 ص261)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا نکاح رمضان سن دس نبوی میں ہوا، اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے، اسلیئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے، ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہ کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم سمجھتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج8 ص36۔37۔38۔39 وزرقانی ج3 ص360)

بعض روائتوں میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا، ان سے بیان کیا تو بولے کہ شائد میری موت کا زمانہ قریب ہے، اور تمھارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا، چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا، (زرقانی ج3 ص260 وطبقات ابن سعد ج8 ص38،39۔)

عام حالات کا بیان

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حجرت سودہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو لے کر آئیں، چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں،

سن دس ہجری میں جب آنحجرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھیں، چونکہ وہ بلند وبالا و فربہ اندام تھیں اور اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل انکو چلا جانا چاہیے، کیونکہ انکو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی، (صحیح بخاری ج1 ص228)

وفات کا بیان

ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا، فرمایا کہ جسکا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگوں نے ظاہرہ معنی سمجھے، ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا تھا، (طبقات ج8 ص37) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصد سخاوت وفیاضی تھی، بہر حال واقدی نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا سال وفات 54 ہجری بتایا ہے، (طبقات ابن سعد ج8 ص37،39) لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ

خلافت میں انتقال کیا۔ (اسد الغابہ واستیعاب وخلاصہ تہذیب حالات سودہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن 23 ہجری میں وفات پائی ہے اس لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سال 22 ہجری ہوگا خمیس میں یہی روایت ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے، (زرقانی ج3 ص262) اور اس کو امام بخاری، ذہبی، جزری ابن عبد البر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران رضی اللہ عنہ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جسکا نام عبدالرحمٰن تھا، انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔ (زرقانی ج2 ص260)

حلیہ کا بیان

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بلند بالا نہ تھا، حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جس نے انکو دیکھ لیا، اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ (صحیح بخاری ج3 ص707) زرقانی میں ہے کہ انکا ڈیل لانبا تھا، (زرقانی ض3 ص459۔)

فضل وکمال کا بیان

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے، صحابہ رضی اللہ عنہما میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور یحیٰ بن عبدالرحمٰن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے،

اخلاق کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ (طبقات ج8 ص37) سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

اطاعت وفرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے ممتاز تھیں، آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا، (زرقانی ج3 ص291) چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج وعمرہ دونوں کر چکی ہوں، اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھونگی، (طبقات ج8 ص38)

سخاوت وفیاضی بھی انکا ایک اور نمایاں وصف تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا، اس میں کیا ہے؟ بولا درہم، بولیں کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہکر اسی وقت سبکو تقسیم کر دیا، (اصابہ ج8 ص118) وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں، (ایضاص65 حالات خیسہ)

ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں، وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے نکاح میں آئیں تھیں لیکن چونکہ انکا

سن بہت زیادہ تھا۔ اس لیے جب بوڑھی ہوگئیں تو انکو سوء ظن ہوا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیں، اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں، اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی،

(صحیح بخاری و مسلم (کتاب النکاح جواز ہبتہ نوبہتا لصرتہا)

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بیحد معترف تھیں، لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں، ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لیے صحرا کو جا رہی تھیں، راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا قد نمایاں تھا، انہوں نے پہچان لیا، حضرت عمر کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے، اس لیے بولے سودہ رضی اللہ عنہ تمکو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کو سخت ناگوار ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، اسی واقعہ کے بعد آیتِ حجاب نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج1 ص26)

بااین ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں، کہ آپ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھکو نکسیر پھوٹنے کا شبہہ ہو گیا، اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی، آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے، (سعد ج8 ص37)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ رہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہ یہ سنکر گھبرا گئیں، ایک خیمہ جس میں کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے، قریب تھا، فوراً اس کے اندر داخل ہو گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ ہنستی ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی، آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے، یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہ باہر آئیں۔ تو مکڑی کا جالا بدن میں لگا ہوا تھا، اس کو باہر آ کر صاف کیا، (اصابہ ج8 ص6) (میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سنداً ضعیف ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا، ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے بار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں، صدیق اکبر کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا، جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتو فگن ہوئیں، اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی، خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے

والدین کو پہچانا انکو مسلمان پایا، (بخاری ج1 ص 252)

حضرت عائشہ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا، وائل کی کنیت ابوالقعیس تھی، وائل کے بھائی افلح، حضرت عائشہ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں، (ایضاً ص 320) رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا، (ایضاً ص 361)

نکاح کا بیان

تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں، لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا، اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا،

بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خولہ کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر دیا، پانچ سو درہم مہر قرار پایا، یہ سن دس نبوی کا واقعہ ہے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں،

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا، عطیہ رضی اللہ عنہا اسکا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں، ان کی انا آئی اور انکو لے گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکت نکاح پڑھا دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ "جب میرا نکاح ہوا تو مجھکو کچھ خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا، اس کے بعد میری بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا"۔ (طبقات ابن سعد ج8 ص 40)

نکاح کے بعد مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تین سال تک رہا، سن تیرہ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ اور اہل وعیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں، مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں، اشتداد مرض سے سر کے بال جھڑ گئے، (صحیح بخاری، باب الہجرۃ) صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال کی تھی، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آواز دی، انکو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی، ماں کے پاس آئیں، انہوں نے منہ دھویا بال درست کیئے گھر میں لے گئیں انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں، یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارکباد دی، تھوڑی دیر کے بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، (صحیح بخاری تزویج عائشہ رضی اللہ عنہا وسیرۃ النبی مجلد 2) شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی 1)) عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بنا پر جب خولہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر کیا، تو انہوں نے حیرت سے کہا" کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے" لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انت اخ فی السلام تم تو صرف مذہبی بھائی ہو 2)) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے، زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات کا بیان

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری میں حجرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں (بخاری ج2 ص581)

غزوہ بنی مصطلق میں کہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپکے ساتھ تھیں، واپسی میں انکا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلے کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا، تمام صحابہ پریشان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمّم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا، "اے آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم لوگوں کے لیے سرمایہ برکت ہو،"

اسی لڑائی میں واقعہ افک پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں مذکور ہے، کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ "بالکل افترا ہے" اسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

سن نو ہجری میں تحریم اور ایلاء وتخییر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئے گی۔ البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے، ازواج مطہرات گوشرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جسم سے ممتاز ہوگئیں تھیں۔ تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو سکتی تھی، خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اسکا ادنی حصہ بھی ان کی راحت وآرام کے لیے کافی ہوسکتا ہے، ان واقعات کا اقتضا تھا کہ ان کے صبر قناعت کا جام لبریز ہو جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں، اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے، دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے، لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دینگے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی، کہ آپ

نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا آپ نے بالا خانے پر تنہا نشینی اختیار کی، واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی؟ تو آپ نے فرمایا" نہیں" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر پکار اٹھے،

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ بالا خانہ سے اتر آئے، سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ ایک ایک دن گنتی تھیں، بولیں "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ایک مہینہ کے لیے عہد فرمایا تھا، ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے ہیں، "ارشاد ہوا" مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔"

اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی، اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرما دیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں، دنیا اور آخرت، اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمکو رخصتی جوڑے دیکر عزت واحترام کے ساتھ رخصت کر دوں، اور اگر تم خدا اور رسول اور ابدی راحت کی طلبگار ہو تو خدا نے نیکوکاروں کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں، آپ نے انکو ارشاد الٰہی سے مطلع فرمایا، انہوں نے کہا" میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہوں،" تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جوابدیا، (صحیح بخاری (جلد 2 ص 793) وصحیح مسلم الایلاء)

ربیع الاول سن گیارہ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تیرہ دن علیل رہے، جن میں آٹھ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی، خلق عمیم کی بنا پر ازواج مطہرات سے صاف طور پر اجازت نہیں طلب کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہونگا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا، ازواج مطہرات نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں، ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا، حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں بازو تھام کر بمشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے،

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا،" عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا، جاؤ انکو خدا کی راہ میں خیرات کردو،"

(مسند ابن حنبل ج 6 ص 49)

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا، آپ پر غشی طاری ہوتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے مع الذین انعم اللہ علیھم اور کبھی یہ فرماتے اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر دانتوں سے

نرم کی، اور خدمت اقدس میں پیش کی، آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخریہ یہ کہا کرتی تھیں کہ "تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ نے منہ میں لگایا۔"

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتہً بدن کا بوجھ معلوم ہوا، دیکھا تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں تھیں اور روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم عالم اقدس میں پرواز کر گئی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بننا نصیب ہوا، اور نعش مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی۔ چونکہ ازواج مطہرات کے لیے خدا نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 48 سال بیوگی کی حالت میں بسر کیئے، اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد واحد قرآن وحدیث کی تعلیم تھا، جسکا ذکر آئندہ آئے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو برس بعد سن تیرہ ہجری میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے جس قدر حضرت عائشہ کی دلجوئی کی وہ خود اسطرح بیان فرماتی ہیں۔ "ابن خطاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کیئے، (مستدرک حاکم ج4 ص78) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وظیفہ بارہ ہزار تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں، (مستدرک)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مدینہ جا کر انکو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی، جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے، جمل اونٹ کو کہتے ہیں، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں، اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی، اسلیئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگئی، یہ جنگ اگر چہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہمیشہ اسکا افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ "مجھے روضہ نبوی میں آپکے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ازواج کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ میں نے آپکے بعد ایک جرم (کتاب الجنائز ومستدرک حاکم جلد 4 ص 8) کیا ہے" ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو۔" تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا، (طبقات ابن سعد ص 59 جز ثانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا،

وفات کا بیان

امیر معاویہ کا اخیر زمانہ خلافت تھا کہ رمضان سن اٹھاون ہجری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی، اس وقت سرسٹھ برس کا سن تھا، اور وصیت کیمطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں، قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن ابی عتیق، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا، اس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا، مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے، اس لیے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اولاد کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی، ابن الاعرابی نے لکھا ہے کہ ایک ناتمام بچہ ساقط ہوا تھا، اسکا نام عبداللہ تھا، اور اسی کے نام پر انہوں نے کنیت رکھی تھی، لیکن یہ قطعاً غلط ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے تھی، جسکو انہوں نے متبنی بنایا تھا،

حلیہ کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش رو اور صاحب جمال تھیں، رنگ سرخ وسفید تھا،

فضل وکمال کا بیان

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عورتوں پر نہ صرف دوسری امہات المومنین پر، نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر بلکہ باستثنائے چند تمام صحابہ پر فوقیت حاصل تھی، جامع ترمذی میں حضرت ابوموسی اشعری سے روایت ہے،

"ہمکو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جسکو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس سے متعلق کچھ معلومات نہ ملے ہوں،"

امام زہری جو سرخیل تابعین تھے، فرماتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے، (طبقات ابن سعد جزو 2 قسم 2 ص 26)

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ وشاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھکر کسی کو نہیں دیکھا،"

امام زہری کی ایک شہادت ہے۔ اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے، اور اس حیثیت سے وہ قس قدر بلند ہیں کہ بیتکلف انکا نام حضرت عمر، حضرت علی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ لیا جا سکتا ہے، وہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتوے دیتی تھیں، اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کیئے ہیں

انکو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے، اس رسالہ کا نام عین الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہ ہے،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کثرین صحابہ میں داخل ہیں، ان سے 2210 حدیثیں مروی ہیں، جن میں 174 حدیثوں پہ شیخین نے اتفاق کیا ہے، امام بخاری نے منفرداً ان سے 54 حدیثیں روایت کی ہیں، 6 حدیثوں میں امام مسلم منفرد ہیں، بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے،

علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں، چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت اور سماع موتی وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کیئے ہیں، انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی وقت نظر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے،

علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں، چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحیں کی ہیں،

طب کے متعلق وہی عام معلومات تھیں، جو گھر کی عورتوں کو عام طور پر ہوتی ہیں۔

البتہ تاریخ عرب میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں، عرب جاہلیت کے حالات ان کے رسم و رواج، ان کے انساب اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کیں ہیں، جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں، اسلامی تاریخ کے متعلق بھی بعض اہم واقعات ان سے منقول ہیں مثلاً آغازِ وحی کی کیفیت، ہجرت کے واقعات، واقعہ افک، نزول قرآن اور اس کی ترتیب، نماز کی صورتیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے حالات، غزوہ بدر، احد، خندق، قریظہ کے واقعات، غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجۃ الوداع کے ضروری حالات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات، خلافت صدیقی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا دعوی میراث، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ملال خاطر اور پھر بیعت کے تمام مفصل حالات ان ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں۔

ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں، ترمذی میں موسی ابن طلحہ کا قول نقل کیا ہے،

"میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔" (مستدرک حاکم ج 4 ص 11)

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنی کا عام طور پر رواج ہے، اور روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہے تاہم جہاں حضرت عائشہ کے اصل الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں، پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے، مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں،

"آپ جو خواب دیکھتے تھے سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا،"

آپ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی، تو جبیں مبارک پر عرق آ جاتا تھا اس کو اسطرح ادا کرتی ہیں، پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے،" واقعہ افک میں انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، اس کو اسطرح بیان فرماتی ہیں، میں نے سرمۂ خواب نہیں لگایا،"

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے، وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں۔

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھیں جنگ جمل میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں، وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں، ایک تقریر میں فرماتی ہیں۔

لوگو! خاموش، تم پر میرا مادری حق ہے، مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے، سوا اس شخص کے جو خدا کا فرمانبردار نہیں ہے، مجھکو کوئی الزام نہیں دے سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پہ سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے، میں آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں خدا نے مجھکو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مومن ومنافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا،

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسی ہلنے ڈلنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونوں سرے تھام لیے، جس نے نفاق کی باگ روک دی، جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا، جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی، تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کیے غدر وفتنہ کے منتظر تھے اور شور وغوغا پر گوش برآواز تھے۔ اس نے شگاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا، گرتوں کو سنبھالا، دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا، جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے، انکو تھان تک پہنچا دیا، جو پیاسے تھے انکو گھاٹ پر لے آیا، اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انکو دوبارہ پانی پلایا جب وہ نفاق کا سر کچل چکا، اور اہل شرک کے لیے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے اٹھا لیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے، جسکو میں پامال کرنا چاہتی ہوں، جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لیے۔"

(عقد الفرید باب، الخطیب وذکر واقعہ جمل ص 14)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے، ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوئے تھے، امام بخاری نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا، اس قصیدہ میں کم وبیش چالیس اشعار تھے، کعب کے علاوہ انکو دیگر جاہلیت اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے، جنکو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں چنانچہ وہ احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں، بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں، چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے، اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جنکو زیادہ قرب واختصاص حاصل تھا، وہ حسب ذیل ہیں،

عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمان، مسروق، عمرۃ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ، معاذۃ عدویہ،

اخلاق عادات کا بیان

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں، وہ نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتیں، اگرچہ خودستائی ناپسند تھی تاہم خوددار تھیں، شجاعت ودلیری بھی انکا خاص جوہر تھا۔

انکا سب سے نمایاں وصف جودوسخا تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا، ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کردیئے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا، اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا، لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا، (مستدرک حاکم ج4 ص13)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جوان کے متبنی فرزند تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب انکا ہاتھ روکنا چاہیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کرینگی، چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتوب رہے اور بڑی دقت سے انکا غصہ فرو ہوا، (صحیح بخاری باب مناقب قریش)

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے، اور مجھکو منع کرے تب بھی باز نہ آؤں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ لیتی تھیں، رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں، ذکوان انکا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں، حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں، غلاموں پر شفقت کرتیں، اور انکو خرید کر آزاد کرتی تھیں، ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے، (شرح بلوغ المرام کتاب العتق)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

حفصہ نام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے، (حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباع بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک) والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، جو مشہور صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی ہمشیرہ تھیں، اور خود بھی صحابیہ تھیں، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بھائی بہن ہیں۔ حضرت حفصہ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں، اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے،

نکاح کا بیان

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا۔ جو خاندان بنوسہم سے تھے،

اسلام کا بیان

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں،

ہجرت اور نکاح ثانی کا بیان

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، غزوہ بدر میں خنیس رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے اور واپس آ کر انہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی، عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی، اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے کہا میں اس پر غور کرونگا، چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی، تو انہوں نے صاف انکار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا انہوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا، اس کے بعد خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور میں خاموش رہا، تو تمکو ناگوار گزرا، لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ذکر کیا تھا اور میں انکا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لیے آمادہ تھا، (صحیح بخاری ج 2 ص 571 واصابہ ج 8 ص 51)

وفات کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شعبان سن پنتالیس ہجری میں مدینہ میں انتقال کیا، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا، اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ جمادی الاول سن 41 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 59 سال کا تھا۔ لیکن اگر سن وفات 45 ہجری قرار دیا جائے۔ تو ان کی عمر 63 سال کی ہوگی، ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا، یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن 27 ہجری میں فتح ہوا۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے۔ افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا۔ اس دوسری فتح کا فخر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، جنہوں نے امیر معاویہ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے، اس کو صدقہ کر کے وقف

کردیا، (زرقانی ج3 ص271)

اولاد کا بیان

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل وکمال کا بیان

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں، اور وہ ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حمزہ رضی اللہ عنہ (ابن عبداللہ) صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہ (زوجہ عبداللہ) حارثہ بن وہب، مطلب ابی وادعہ، ام مبشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، (ایضاً)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حدیثیں منقول ہیں، (ایضاً) جوانہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں،

تفقہ فی الدین کے لیے واقعہ ذیل کافی ہے، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر وحدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہونگے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے "تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہو گا" آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے۔ "پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دینگے اور ظالموں کو اس پر زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دینگے" (مسند ابن حنبل ج6 ص285)

اسی شوق کا اثر تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی، حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا، ایکدن وہ گھر میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو منتر سکھلادو، (ایضاً ص281)

اخلاق کا بیان

وہ (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا) صائم النہار اور قائم الیل ہیں۔" (اصابہ ج8 ص52)

دوسری روایت میں ہے۔ انتقال کے وقت تک صائم رہیں۔" اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں، جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو فتنہ سمجھکر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے، لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں، تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے، کیونکہ لوگوں کو تمھاری رائے کا انتظار ہوگا، اور ممکن ہے کہ تمھاری عزلت گزینی ان میں اختلاف پیدا کردے۔ (صحیح بخاری ج2 ص589)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا، دجال کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامتیں بتائی تھیں، اس میں بہت سی موجود تھیں، اس سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایکدن راہ میں ملاقات ہوگئی، انہوں نے اس کو بہت سخت سست کہا، اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حفصہ کو خبر ہوئی تو بولیں، تمکو اس سے کیا غرض، تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اسکا غصہ

ہوگا، (مسند ج6 ص283 و مسلم کتاب الفتن ذکر ابن صیاد)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ے مزاج میں ذرا تیزی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی دو بدو گفتگو کرتیں، اور برابر کا جواب دیتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "ہم لوگ جاہلیت میں عورت کو ذرہ برابر بھی وقعت نہ دیتے تھے، اسلام نے انکو درجہ دیا، اور قرآن میں ان کے متعلق آیتیں اتریں، تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی، ایکدن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھکو رائے دی، میں نے کہا، "تمکو رائے و مشورہ سے کیا واسطہ "بولیں،" ابن خطاب تمکو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ تمھاری بیٹی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو برابر کا جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں،" میں اٹھا اور حفصہ کے پاس آیا، میں نے کہا" بیٹی میں نے سنا ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہو" بولیں" ہاں ہم ایسا کرتے ہیں" میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الہی سے ڈراتا ہوں، تم اس عورت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ) کی ریس نہ کرو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔

(بخاری ج2 ص کتاب التفسیر و فتح الباری ج8 ص504)

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ مجھکو حفصہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ "تم یہودی کی بیٹی ہو" آپ نے فرمایا حفصہ (رضی اللہ عنہا) خدا سے ڈرو، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہوا" تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمھارا چاچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حفصہ (رضی اللہ عنہا) تم پر کس بات میں فخر کرسکتی ہے۔" (ترمذی باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک بار حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچازاد بہن بھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا، کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہوسکتی ہو، میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسی علیہ السلام ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں جو تقریب نبوی میں دوش بدوش تھے، اس بنا پر حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں۔ چنانچہ واقعہ تحریم جو سن نو ہجری میں پیش آیا تھا، اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا، ایک دفعہ کئی دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے، جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا، انہوں نے آپ کو پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ نے نوش فرمایا، اس میں وقت مقررہ سے دیر ہوگئی، حجرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے اور تمھارے گھر میں آئیں تو کہنا کہ آپکے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، (مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغافیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں) (مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوتی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں سہد نہ

کھاؤں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری، (صحیح بخاری ج2 ص29)

اے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟" کبھی کبھی (حضرت حفصہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما) میں باہم رشک ورقابت کا اظہار ہو جایا کرتا تھا،

ایک مرتبہ حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں، رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو عائشہ کے اونٹ پر چلتے تھے اوران سے باتیں کرتے تھے، ایکدن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمھارے اونٹ پر سوار ہوں تا کہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حفصہ سوار تھیں جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نہیں پایا تو اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں، "خداوندا! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے۔" (صحیح بخاری (و سیرۃ النبی جلد دوم) یہ حضرت حفصہ سے رقابت کا اظہار نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سفر جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ پسند کرتے تھے اس سے محرومی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کی بجائے حضرت حفصہ کو حضور کی مرضی کے خلاف اونٹ پر بٹھانا تھا۔ از صحیح امداد اللہ انور)

میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوئیں، اور ادھر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کی۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (مفہوم) حفصہ کو وہ ملے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کو وہ ملے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادرزادہ اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج2 ص378)

ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج8 صفحہ 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضاً ص81 ج1 ق1)

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

زینب نام تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ، چونکہ فقراء و مساکین کو بہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسلیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوگئیں، نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا، نکاح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینے رہ نہیں پائی تھیں کہ انکا انتقال ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی، اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر 30 سال کی تھی۔ (اصابہ ج 8 ص 94، 95 (وسیرۃ النبی جلد دوم)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی امیہ سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، والدہ بنو فراس سے تھیں اور انکا سلسلہ نسب یہ ہے، عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ،

ابو امیہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ کے مشہور مخیّر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لیے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ (اصابہ ج 8 ص 240) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہی کی آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔

نکاح کا بیان

عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں، اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا،

اسلام کا بیان

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں،

ہجرت حبشہ کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی، ہجرت میں انکو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔

ہجرت مدینہ کا بیان

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (انکا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی، اس لیے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ انکو چھوڑ کر

مدینہ چلے گئے تھے، اور یہ اپنے گھر واپس آ گئیں تھیں (ادھر سلمہ رضی اللہ عنہ کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے چھین لے گئے) اس لیے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی، چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتیں۔ سات آٹھ دن تک یہی حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایکدن ابطح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا تو اسکا دل بھر آیا گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ "اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اسکا بچہ اس کے حوالے کر دو،" روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا، تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا "کدھر کا قصد ہے؟" کہا "مدینے کا" پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے، کہا "خدا اور یہ بچہ،" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہوسکتا تم تنہا کبھی نہیں جاسکتیں" یہ کہکر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر پرے ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ "سوار ہو جاؤ" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا۔ مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا "اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، وہ یہیں مقیم ہیں" یہ ادھر روانہ ہوئیں، اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا، (زرقانی ج 3 ص 272، 273)

قبا پہنچیں تو لوگ انکا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو انکو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفا کی عورتیں اسطرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں، لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں، ابوامیہ قریش کے چونکہ نہایت مشہور اور معزز شخص تھے، اسلیےحضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ (مسند ابن حنبل ج 6 ص 307)

وفات ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، نکاح ثانی اور خانگی حالات کا بیان

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شہسوار تھے، بدر اور احد میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں چند زخم کھائے، جنکے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، جمادی الثانی سن چار ہجری میں انکا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ (زرقانی ج 3 ص 273) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں کہرام مچا تھا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، "ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر کرو، ان کی مغفرت کی دعا مانگو، اور یہ کہو کہ خداوندا! ان سے بہتر انکا جانشین عطا کر" اس کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام کے ساتھ پڑھائی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو تکبیریں کہیں، لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے، وفات کے وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے

آنکھیں بند کیں، اوران کی مغفرت کی دعامانگی،

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعدام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، وضع حمل کے بعدعدت گزرگئی تو حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا،لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہانے انکار کردیا،ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہانے کہا مجھے چندعذر ہیں 1)) میں سخت غیور ہوں۔2)) صاحب عیال ہوں 3)) میراسن زیادہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان زحمتوں کوگوارہ فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کواب عذرکیا ہوسکتا تھا؟

اپنے لڑکے سے (جنکا نام عمرتھا) کہااٹھورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرانکاح کراؤ۔ (سنن نسائی ص511) شوال سن چار ہجری کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کوحضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جوشدید صدمہ ہواتھا، خداوندتعالیٰ نے اس کوابدی مسرت میں تبدیل کردیا، سنن ابن ماجہ میں ہے،

جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جسکووہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھےتو میں نے دعاشروع کی اور جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوندا! مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا ہےلیکن میں نے دعا کو پڑھناشروع کیا تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکودوچکیاں، گھڑا، اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی،عنایت فرمایا، یہی سامان اور بیبیوں کوبھی عنایت ہواتھا، (مسندج6ص295)

بہت حیادارتھیں، ابتدا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان پرتشریف لاتے تو حضرت ام سلمہ فرط غیرت سے لڑکی (زینب) کوگود میں بٹھالیتیں، آپ یہ دیکھ کرواپس جاتے، حضرت عماربن یاسررضی اللہ عنہ کوجوحضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے،معلوم ہواتو بہت ناراض ہوئے، اورلڑکی کوچھین لے گئے، (ایضا)

لیکن بعدمیں یہ بات ختم ہوگئی، اورجسطرح دوسری بیبیاں رہتی تھیں وہ بھی رہنےلگیں، نکاح سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکاذکرکیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑارشک ہوا، ابن سعد میں ان سے جوروایت منقول ہےاس میں یہ فقرہ بھی ہے "یعنی مجھکوسخت غم ہوا،" (ج8ص24)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوان سے بیحدمحبت تھی، یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پرجب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو (سواحضرت عائشہ رضی اللہ عنہاکے) حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرنا تھا، توانہوں نے حضرت ام سلمہ کوہی اپنا سفیر بناکرحضورصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دوگروہ تھے، ایک میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ، سودہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں، دوسرے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوزیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیہ بھیجتے تھے، حضرت ام سلمہ کی جماعت نے ان سے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کی خواہاں ہیں، اس بناپررسول صلی اللہ علیہ وسلم جسکےبھی مکان میں ہوں۔ لوگوں کوہدیہ بھیجنا چاہیے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہانے آپ سے

یہ شکایت کی تو آپ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا، تیسری مرتبہ کہا" ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ، کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے، جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو، (صحیح بخاری ج1 ص532)
"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں"۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب باش ہوتے تو انکا بچھونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانماز کے سامنے بچھتا تھا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔) (مسند ج6 ص322)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا بہت خیال رکھتی تھیں، حجرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام ہیں، دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، انکو آزاد کیا تو اس شرط پر کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی (ایضا ص316)

عام حالات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں، غزوہ خندق میں اگر چہ وہ شریک نہ تھیں، تاہم اس قدر قریب تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اسطرح سنتی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خود یاد ہے کہ جب سینۂ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعتۂ عمار بن یاسر پر نظر پڑی فرمایا" (افسوس) ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا،" (ایضا ص289)

محاصرہ بنوقریظہ سن پانچ ہجری میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ تم لوگ قتل ہو جاؤ گے، لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں "خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟" فرمایا" ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوگئی" عرض کی "تو کیا میں انکو یہ مژدہ سنا دوں" فرمایا" ہاں اگر چاہو" حضرت ام سلمہ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا" ابولبابہ مبارک ہو تمھاری توبہ قبول ہو گئی،" اِس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ (زرقانی ج2 ص153 وابن سعد ج2 ق1 ص54)

اسی سن میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بعض دور کے اعزہ واقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں، اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام کلثوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے، اس لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آیا کرتے تھے، ایکدن آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا، "ان سے پردہ کرو" بولیں "وہ تو نابینا ہیں" فرمایا" تم تو نابینا نہیں ہو، تم تو انہیں دیکھتی ہو" (مسند ج6 ص296)

صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، صلح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں

قربانی کریں، لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا، (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لیے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، انہوں نے عرض کی "آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں" آپ نے باہر آ کر قربانی کی اور بال منڈوائے اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایکدوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا،

(صحیح بخاری ج6 ص380)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں انکو کس درجہ کمال حاصل تھا، امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کر سکتی۔ (زرقانی ج3 ص272)

غزوہ خیبر میں شریک تھیں، مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کرکراہٹ کی آواز ان کے کانوں میں آئی تھی، (استیعاب ج2 ص803)

سن نو ہجری میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں، ان سے بھی گفتگو کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا،

(صحیح بخاری ج2 ص730)

عمر رضی اللہ عنہ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔"

چونکہ جواب نہایت خشک تھا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے، رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو طلاق دے دی صبح کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا تو آپ مسکرائے،

حجۃ الوداع میں جو سن دس ہجری میں ہوا۔ اگرچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں، تاہم ساتھ آئیں، نبہا (غلام) اونٹ کی مہار تھامے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے، (مسند ج6 ص308 و ص289)

طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر ہو، تم اونٹ پر سوا ہو کر طواف کرو چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، (صحیح بخاری ج1 ص219، 220)

سن 11 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، مرض نے طول کھینچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر آپ کو دیکھنے کے لیے جایا کرتی تھیں، ایکدن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چیخ اٹھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں، (طبقات ج2ق2ص13) ایکدن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج نے دوا پلانی چاہی، چونکہ گوارہ نہ تھی، آپ نے انکار فرمایا لیکن جب غشی طاری ہوگئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے دوا پلا دی (صحیح بخاری ج2ص641 وطبقات ج2ق2ص32) (بعض روائتوں میں ہے کہ ان دونوں نے اسکا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں ایک روز حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے جو حبشہ ہو آئی تھیں، وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالبا رومن کیتھولک گرجے ہونگے) اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں، اور اسکا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں، قیامت کے روز خدائے عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہونگے، (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

وفات سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت بیتابانہ پوچھنے لگیں، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے توقف کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پوچھا، (طبقات ج2ق2ص40)

سن اکسٹھ ہجری میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حال ہے، ارشاد ہوا، "حسین (رضی اللہ عنہ) کے مقتل سے واپس آ رہا ہوں" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے (صحیح ترمذی ص224) اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، خدا انکو قتل کرے اور حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے، (مسند ج6ص98)

سن تریسٹھ ہجری میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا، جہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پناہ گزیں تھے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا، بعض کو شبہ ہوا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا، اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیاباں میں وہیں دھنس جائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو لوگ جبراً شریک کیئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں وہ بھی لیکن قیامت میں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے (حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا،

(صحیح بخاری ج2ص493،494)

وفات کا بیان

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی سن 63 ہجری) اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا اس وقت 84 برس کا سن تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا (زرقانی ج3ص276) اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا، چونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ

پڑھائے، اس لیے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ (طبری کبیر ج3 ص2443)

اولاد کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ، حبشہ میں پیدا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انہوں نے ہی کیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فارس و بحرین کے حاکم تھے،

دُرّہ، انکا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے، اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ کسی طرح میرے لیے حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

(صحیح بخاری ج2 ص764)

زینب رضی اللہ عنہا پہلے برہ نام تھا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا۔ (زرقانی ج3 ص272)

حلیہ کا بیان

اصابہ میں ہے، "یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حسین تھیں۔"

ابن سعد (ابن سعد ج8 ص66) نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں، مگر یہ واقدی کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بال نہایت گھنے تھے۔ (مسند ج6 ص389)

فضل و کمال کا بیان

علمی حیثیت اگرچہ تمام ازواج بلند مرتبہ تھیں، تاہم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی جواب نہیں تھا، چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں، (طبقات ابن سعد ج6 ص317)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔ مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں،" (مسند ج6 ص317)

حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے، (ایضاً ص312) تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سر برتھا۔

قرآن اچھا پڑھتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکر قرأت کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلا دیا۔

(ایضا ص 300،301)

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا انکا کوئی حریف نہ تھا، ان سے 378 روائتیں مروی ہیں۔ اس بنا پر وہ محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گوندوا رہی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے ایھا الناس (لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں، اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا، (ایضا ص 301)

مجتہد تھیں، صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے،

"یعنی وہ کامل العقل اور صاحب الرائے تھیں۔" (اصابہ ج 8 ص 241)

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کیئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے، (اعلام الموقعین ج 1 ص 13) ان کے فتاوی کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نقطہ چینی کا کرشمہ ہے، ان کی نکتہ چینی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے، چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے سنی تھی، مروان نے ان کے پاس تصدیق کیلیے آدمی بھیجا، انہوں نے کہا مجھکو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی گیا اور انکو یہ قول نقل کیا تو بولیں، "یعنی خدا عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی،" (مسند احمد ج 6 ص 299، یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے ج 2 ص 239)

کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔"

(مسند احمد ج 6 ص 303)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیے، ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا دونوں نے کہا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا، اسی خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کو زیادہ علم ہے۔ (مسند احمد ج 6 ص 306،307) (اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا فتوی واپس لے لیا) (ایضا ص 306)

ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے متعلق کچھ ارشاد کیجئے، فرمایا "آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیتو آپ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے بہت اچھا کیا،

(ایضا ص 309)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کی تشفی ہو جائے، ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا، وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آ کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر سنائی تو بولیں، نعم واشفیک! ذرا ٹھہرو میں تمھاری تشفی کرنا چاہتی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق یہ حدیث سنی ہے، (ایضاص 297)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث وفقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا، اور یہ وہ فن تھا جسکے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم خصوصی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جنکو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھونگا نہ وہ مجھکو دیکھیں گے، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کہا، "خدا کی قسم! سچ سچ کہنا کیا میں انہی میں ہوں۔" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں، لیکن تمھارے علاوہ میں کسی کو مستثنےٰ نہیں کرونگی، (مسند احمد ص 307 ج 6)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، ہند رضی اللہ عنہا بنت الحارث الفراسیہ، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت شیبہ، عمر رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا (اولاد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) مصعب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ (برادرزادہ) نبہان (غلام مکاتب) عبداللہ بن رافع، نافع رضی اللہ عنہ، شعبہ، پسر شعبہ رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، خیرۃ والدۂ حسن بصری، سلیمان رضی اللہ عنہ بن یسار، ابوعثمان رضی اللہ عنہ الہندی، حمید رضی اللہ عنہ، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیّب، ابووائل، صفیہ بنت محصی، شعبی، عبدالرحمان، ابن حارث بن ہشام، عکرمہ، ابوبکر بن عبدالرحمان، عثمان بن عبداللہ ابن موہب، عروہ بن زبیر، کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ، قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ، نافع مولا ابن عمر یعلےٰ بن مالک،

اخلاق وعادات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ (ایضا ج 6 ص 319، 323) ہر مہینے میں تین دن (دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں، (ایضا ص 389) ثواب کی متلاشی رہتیں، ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی، اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ مجھکو اسکا کچھ ثواب بھی ملے گا۔ اپ نے فرمایا "ہاں"

(صحیح بخاری ج 1 ص 1198)

اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں، آیت تطہیر انہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر کمبل اڑھایا اور کہا "خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور کر اور

انہیں پاک کر" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعا سنی تو بولیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں ارشاد ہوا۔ تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہوں۔ (صحیح ترمذی ص 530)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں، نماز کے اوقات میں بعض امراء نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکو تنبیہہ کی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ (مسند ج6 ص 289)

ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی، وہ سجدہ کرتے عقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روکا کہ یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش کے خلاف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا، ترب وجھک اللہ! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو۔ (ایضاً ج6 ص 301)

فیاض تھیں، اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے آ کر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے، فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں کہ جو مجھکو میری موت کے بعد پھر نہ دیکھیں گے! (ایضاً ص 290)

ایک مرتبہ چند فقراء، جن میں عورتیں بھی تھیں، ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا، ام الحسن بیٹھی تھیں، انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہمکو اسکا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی کو کہا کہ انکو کچھ دیکر رخصت کرو۔ کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو، (استیعاب ج2 ص 803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی اسکا یہ اثر تھا کہ آپکے موئے مبارک تبرکاً رکھ چھوڑے تھے۔ جنکی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں، (مسند احمد ج6 ص 296) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی

"ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات" (ایضاً ص 301)

مناقب کا بیان

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، حضرت جبرئیل آئے اور باتیں کرتے رہے، ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا۔ "انکو جانتی ہو؟" بولیں دحیہ رضی اللہ عنہ تھے، لیکن جب اپ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل تھے، (صحیح مسلم ج2 ص 241 مطبوعہ مصر) (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے۔)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

زینب نام، ام الحکیم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ، والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

دختر تھیں، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام کا بیان

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں، اسد الغابہ میں ہے۔ شروع دور اسلام میں اسلام قبول کیا تھا۔

(اسد الغابہ ج5 ص463)

نکاح کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ وآپکے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے انکا نکاح کر دیا، اسلام نے مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جسطرح ایک جگہ لا کھڑا کر دیا ہے، اگر چہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے، قریش اور خصوصا خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا، اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعوی نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض "تقوی" کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر وادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے، اس بنا پر اگر چہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم وہ چونکہ (مسلمان اور مرد صالح تھے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک اور مقصد بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے اس لیے کیا تھا کہ انکو قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔"

(اسد الغابہ ج5 ص463)

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنج پڑھ گئی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی (صحیح ترمذی ص531) اور طلاق دے دینا چاہا۔

"زید (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب (رضی اللہ عنہا) مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں انکو طلاق دینا چاہتا ہوں۔" (فتح الباری ج8 ص403 تفسیر سورۃ احزاب)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار انکو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں، قرآن مجید میں ہے "اور جبکہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لیے رہو اور خدا سے خوف کرو۔"

لیکن یہ کسی طرح صحبت برآنہ ہو سکے، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انکو طلاق دے دی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں۔ اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں، آپکے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا۔ جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ غلام رہ چکے تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارہ نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ نے ان کی دلجوئی کے لیے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنی اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس لیئے عام لوگوں کے خیال سے اپ تامل فرماتے تھے، لیکن چونکہ محض یہ جاہلیت کی رسم تھی اور اس کو

مٹانا مقصود تھا، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

"اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسکو خدا ظاہر کر دینے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ، زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں، چاہا ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا "زینب (رضی اللہ عنہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں" جواب ملا "میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی" یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہوگئیں، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی۔ فلما زید منھا وطرا زوجنا کھا، اور نکاح ہوگیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے ولیمہ ہوا جو اسلام کی سادگی کی اصل تصویر تھا اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا۔ 300 آدمی شریک ہوئے۔ کھانے کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس آدمیوں کی ٹالیاں کر دیں تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری، جسکی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی مدعو تھے، کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط مروت سے خاموش تھے، بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے، اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، اور انکا منہ دیوار کی طرف تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے، اطلاع دی، آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اسطرح گویا ہوئی۔

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو، مگر جس وقت تمکو کھانے کے لے اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تمکو بلایا جائے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے، سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ سے باہر مانگو۔"

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا، اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہوگئی یہ ذوالعقدہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں، ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک اور رسم کہ متبنی اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے، مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر سامنے آیا کہ آزاد کردہ غلام کی تمیز اٹھ گئی، پردہ کا حکم ہوا۔ نکاح کے لیے وحی الٰہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہ اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی

تھیں۔(ترمذی ص561، اسد الغابہ ج5 ص464)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعوی رکھتی تھیں، ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں، خود حجرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

"ازواج میں سے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں،"

(صحیح مسلم باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حجرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سفیر بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اور وہ ناکام واپس آئیں، تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لیے حجرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں تھیں، انہوں نے بڑی دیدہ دلیری سے پیغام ادا کیا، اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپ ہو کر سن رہی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب تقریر کر چکیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا لاجواب ہو کر رہ گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیوں نہ ہو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے"

(صحیح مسلم فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

وفات کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا۔تم میں مجھ سے جلد وہ ملیں گی جسکا ہاتھ لمبا ہوگا۔"

یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس کو حقیقت سمجھیں چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیشن گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا سامان خود تیار کر لیا تھا۔اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا، انہوں نے کہا وہ شخص جوان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا، چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش نے انکو قبر میں اتارا اور بقیع میں سپرد خاک کیا،

(صحیح بخاری ج1 ص191، مسلم ص341 ج2، اسد الغابہ ص465 ج5)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن بیس ہجری میں انتقال کیا اور 53 برس کی عمر پائی، واقدی نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت 35 سال کی تھیں لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے، عام روایت کے مطابق انکا سن 38 سال کا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا، جسکو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ

حکومت میں پچاس ہزار درہم پر خرید کیا اور مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا، (طبری ص 2449 ج 13)

حلیہ کا بیان

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ (زرقانی ص 283)

فضل وکمال کا بیان

روائتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روائتیں منقول ہیں، راویوں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش (برادر زادہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ یعنی حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) نیک خو، روزہ دار ونماز گزار تھیں۔"

(زرقانی بحوالہ ابن سعد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیز گار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، مخیر" اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی، جس پر انکو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔" (مسلم ج 2 ص 335 (فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد وتورع میں یہ حال تھا۔ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ شریک تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ مجھ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق وقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں کچھ بول پڑیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا، آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ اَوَّاہ ہیں (اصابہ ج 8 ص 93) (یعنی خاشع ومتضرع ہیں۔)

نہایت قانع وفیاض طبع تھیں، خود اپنے دست وبازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، تو مدینہ کے فقراء کو مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہوگئی اور وہ گھبرا گئے (اصابہ 113 ج 8 بحوالہ ابن سعد) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکا سالانہ نفقہ بھیجا، انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کردو۔ برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمھارا ہے، دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا اسی سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے عطیہ کے فائدہ نہ اٹھاؤ، دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہوگیا۔ (ابن سعد ج 8 ص 78)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:۔

جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ج2 ق1 ص45)

نکاح کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کو اشارے سے یا خود سے مدینے پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا، انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی اپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا، 2 شعبان سن پانچ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے نو منزل ہے پہنچ کر قیام کیا، لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں، اس لیے اس کی جمیعت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا، لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے، انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعۃً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے، 11 آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے، جنکی تعداد تقریباً 600 تھی، مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے۔ ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی وغلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کرلو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، ثابت نے 9 اوقیہ سونے پر منظور کیا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا، چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحٰق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے انکو نبی کریم صلی اللہ علہ وسلم کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کے حسن وجمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمکو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "تمھاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں" حضرت جویریہ راضی ہوگئیں آپ نے تنہا وہ رقم ادا کر دی، اور ان سے شادی کر لی۔

لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں، تو حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں، آپ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھکو رسوا نہ کرنا، انہوں نے کہا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔" چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انکا زر فدیہ کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ سے جب نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے، دفعۃً رہا کر دیئے گئے، فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا،

(ابوداؤد کتاب العتاق ج2 ص105 طبقات ج2 ق1 ص46 صحیح مسلم ص61)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا، ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر گئے گئے، (اسد الغابہ ج5 ص420) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بد فالی تھی۔ (صحیح مسلم ج2 ص231)

وفات کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول سن 50 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 65 برس کا تھا، مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں،

حلیہ کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور موزوں اندام تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

کانت امرۃ حلوۃ ملاحۃ لا یراھا احد الا اخذت نبفسہ۔ (اسد الغابہ ج5 ص420)

فضل و کمال کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، عبید بن السباق، طفیل، ابوایوب مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد، کریب۔

اخلاق کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایکدن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی انکو اسی حالت میں پایا۔ (صحیح ترمذی ص 590)

جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں؟ بولیں، "نہیں" فرمایا "تو کل رکھوگی؟" جواب ملا "نہیں" ارشاد ہوا "تو پھر تمکو افطار کر لینا چاہیے۔"

(صحیح بخاری ج1 ص 267)

دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے ان تین دنوں میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا۔ اس لیے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے، آئمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالک سے بھی جواز کی روایت ہے۔ بعض شافعیہ نے اس سے روکا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد 4 صفحہ 204۔

امام ابو یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جایا کرے (بذل المجہور جلد صفحہ 169) یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق ہے اور دنوں سے اسکا تعلق نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے ایک مرتبہ آ کر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے؟" جواب ملا۔ "میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں" فرمایا "اسے اٹھالاؤ، کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا" (صحیح مسلم ج1 ص 400)

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

رملہ نام، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں،

حضرت ام حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 17 سال پہلے پیدا ہوئیں۔ (اصابہ ج8 ص84)

نکاح کا بیان

عبیداللہ بن جحش سے کہ حرب امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا۔ (ایضا) زرقانی ج3 ص 276 بحوالہ ابن سعد)

اسلام کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں، اور حبش کو ہجرت کی حبش میں جا کر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اب وہ وقت آ گیا کہ انکو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہو۔ عبیداللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی، مے نوشی کی عادت ہوگئی، آخر انکا انتقال ہوگیا،

نکاح ثانی کا بیان

عدت کے دن ختم ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ پیغام دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو تمھارے نکاح کے لیے لکھا ہے، انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز میں بیٹھکر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ سن 6 ہجری کا واقعہ ہے (مسند ج6 ص427 وتاریخ طبری واقعات سن 6 ہجری) اس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر 36 یا 37 سال کی تھی،

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق کئی رووائتیں ہیں، ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روائتوں کے مطابق کی ہے، البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر چار چار سو درہم تھا، اسی بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے، اس موقع پر ہمکو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے،

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور ان کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بنا پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیجیئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ (صحیح مسلم ج2 ص361) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ راوی کا وہم ہے چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی۔ ابن اثیر، بیہقی اور عبدالعظیم منذری نے اس کے خلاف روائتیں کی ہیں، اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وفات کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سن 44 ہجری میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں، اس وقت 73 برس کا سن تھا۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ "یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے" چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا، (استیعاب جلد 2 ص750)

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حجرت عائشہ وحضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی کبھی ہو جایا کرتا تھا، اس لیے مجھکو معاف کر دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی تو بولیں تم نے مجھکو خوش کیا خدا تمکو خوش کرے،

(اصابہ ج8 ص85 بحوالہ ابن سعد (ابن سعد جزء نساء ص71))

اولاد کا بیان

پہلے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے، عبداللہ اور حبیبہ رضی اللہ عنہ، حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آغوش نبوت میں تربیت پائی، اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں، جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ کا بیان

خوبصورت تھیں، صحیح مسلم میں خود ابوسفیان کی زبانی منقول ہے۔ (صحیح مسلم جلد2 ص361) میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے۔

فضل وکمال کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں 65 روائتیں منقول ہیں، راویوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے، بعض کے نام یہ ہیں، حبیبہ رضی اللہ عنہا (دختر) معاویہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ پسران ابوسفیان عبداللہ بن عتبہ، ابوسفیان بن سعید ثقفی (خواہرزادہ) سالم بن سوار (مولی) ابوالجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوصالح السمان، شہر بن حوشب۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ ابوسفیان کفر کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا، ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے۔ بولیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش ہے۔ اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں، ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی،

(اصابہ ج8 ص85 بحوالہ ابن سعد)

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں۔ اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو کھا کر کلی کی تو بولیں تمکو وضو کرنا چاہیے کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ (مسند ج2 ص326) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

(یہ حکم منسوخ ہے، یعنی پہلے تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی نہیں رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے اور اگر پہلے سے وضو ہوتا تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئندہ ملے گی۔)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے، البتہ شوہر کے لیے 4 مہینہ 10 دن سوگ کرنا چاہیے۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا، فرماتی ہیں فما برحت اصلیھن بعد! میں انکو ہمیشہ پڑھتی ہوں، اسکا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اویس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے رہے۔ (مسند ج 6 ص 327)

فطرۃً نیک مزاج تھیں، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کر لیجیے فرمایا" کیا تمہیں یہ پسند ہے۔"بولیں" ہاں میں ہی آپ کی تنہا بیوی نہیں ہوں، اس لیے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو۔" (صحیح بخاری ج 2 ص 764) (وامھاتکم اللاتی ارضعنکم و یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

اصلی نام زینب تھا لیکن وہ چونکہ جنگ خیبر میں خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصے کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے صفیہ کہتے تھے اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں، یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔ باپ کا نام حیی بن اخطب تھا۔ جو قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں جسکا نام ضرو تھا، سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی۔ اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القریظی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس اور خیبر کا بھتیجا تھا۔ کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا، لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنونضیر وقریظہ کو دحیہ کو دے دیا، وہ تو صرف آپکے لیے سزاوار ہے، مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا، (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب مایذکر فی الفخذ صحیح مسلم ج 1 ص 546) خیبر

سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی، (اصابہ ج 8 ص 126) اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا۔ اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی، وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ نے انکو خود اپنے اونٹ پر سوار کرلیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہوگئیں۔ (طبقات ج 8 جزء النساص 86)

عام حالات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے، جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں جو سن 35 ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بیحد مدد کی تھی، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ضروریات زندگی مسدود کردی گئیں، اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آ کر خچر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھکو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں میں واپس جاتی ہوں تم خچر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا، وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (اصابہ ج 1 ص 127 بحوالہ ابن سعد)

وفات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے رمضان 50 ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا، اور ایک ثلث کے لیے اپنے یہودی بھانجے کے لیے وصیت کر گئیں، (زرقانی ج 3 ص 296)

حلیہ کا بیان

کوتاہ قامت اور حسین تھیں۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 548)

فضل وکمال کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں، جنکو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اسحاق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے، دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں، چنانچہ حضرت صہیرہ رضی اللہ عنہا بنت جیفر حج کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں، صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا۔ اس لیے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے اور ایک فتوی نبیذ کے متعلق تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں، (مسند ج 6 ص 377)

اخلاق کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے، اسد الغابہ میں ہے، (اسد الغابہ ج 5 ص 490) "وہ عقلمند عورتوں میں نہایت عقلمند تھیں۔ زرقانی میں ہے۔ (زرقانی ج 3 ص 296)

یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عقل والی، فاضلہ اور حلم والی تھیں۔ حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی،

ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انکو یہودیہ کہا، انکو معلوم ہوا۔ تو رونے لگیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی، چنانچہ ایکدن کہا ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں۔ اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جوابدیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہمکو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش و اقارب ہیں اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے میری شکایت کی تھی؟ بولی "ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔" حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا، (اصابہ ج 8 ص 127 و زرقانی ج 3 ص 296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش آپ کی بیماری مجھکو ہو جاتی۔" ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ (زرقانی ج 3 ص 296 بحوالہ ابن سعد) (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں تھے، ازواج مطہرات بھی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ سوئے اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اونٹ ضرورت سے زیادہ تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیدو۔ انہوں نے کہا، کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے، (اصابہ ج 8 ص 126 بحوالہ ابن سعد و زرقانی ج 3 ص 296) ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے

(ابوداؤد ج 2 ص 193) (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

ایک بار آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رو رہی ہیں آپ نے رونے کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے کہا کہ "عائشہ و حفصہ (رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں، ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہنیں بھی ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہدیا کہ "ہارون میرے باپ، موسیٰ میرے چچا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے شوہر ہیں اسلیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو،" (صحیح ترمذی ص 638 باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم،)

سفر حج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر

سے گزرے تو دیکھا کہ زاروقطار رو رہی ہیں، آپ نے رداء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔ (زرقانی ج3 ص296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صاحب چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں، چنانچہ جب وہ ام المومنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ (زرقانی ج3 ص296)

کھانا بہایت عمدہ پکاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفۃً بھیجا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اسکا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

5- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَنَا فِى الْقَوْمِ اِذْ قَالَتِ امْرَاَةٌ اِنِّىْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِىْ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَ اَفِىَّ رَاْيَكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيْهَا . فَقَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ شَىْءٌ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اس وقت حاضرین میں موجود تھا جب ایک خاتون نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں (یعنی آپ سے نکاح کے لئے خود کو پیش کرتی ہوں۔) آپ میرے بارے میں جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی' کیا آپ میری شادی اس خاتون کے ساتھ کر دیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور تلاش کرو اگر چہ (مہر میں دینے کے لئے) لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ صاحب گئے انہیں کوئی چیز نہیں ملی لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن پاک کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یاد قرآن پاک کی سورتوں کی وجہ سے ان کی شادی اس خاتون کے ساتھ کر دی۔

بَابُ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَّمَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ لِيَزِيْدَهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قُرْبَةً اِلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ وہ چیزیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے اور دیگر مخلوق کے لئے حرام قرار دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں نبی کے مرتبہ اور مقام کو زیادہ کرے

5-اخرجه البخاري في النكاح، باب التزويج على القرآن و بغير صداق (الحديث 5149) مطولًا . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لم يا يجحف به (الحديث 77) مطولًا . و اخرجه النسائي في النكاح، باب الكلام الذي ينعقد به النكاح (الحديث 3280) . تحفة الاشراف (4689) .

6- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ النَّيْسَابُوْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَائَهَا حِيْنَ اَمَرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُخَيِّرَ اَزْوَاجَهُ - قَالَتْ عَائِشَةُ - فَبَدَاَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اِنِّیْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تَعْجَلِیْ حَتّٰی تَسْتَأْمِرِیْ اَبَوَيْكِ" . قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَیَّ لَا يَاْمُرَانِّیْ بِفِرَاقِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ) فَقُلْتُ فِیْ هٰذَا اَسْتَأْمِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دینے کے بارے میں کہا گیا تو آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز مجھ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے معاملہ رکھنے لگا ہوں تم نے جلدی نہیں کرنی اور اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے علیحدگی کی ہدایت نہیں کریں گے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

''اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی چاہتی ہو اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آگے آؤ میں تمہیں مال ومتاع دے دوں (اور پھر طلاق دے دوں)''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: کیا میں اس معاملے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی' میں اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

7- اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدِ الْعَسْكَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نِسَائَهُ اَوَكَانَ طَلَاقًا .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق ہو گئی تھی۔

8- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ

6-اخرجه البخاري في التفسير، باب (قل لا زواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا و زينتها فتعالين امتعكن و اسرحكن سراحًا جميلًا) (الحديث 4785)، و باب (وان كنتن تردن الله و رسوله و الدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجرًا عظيماً) (الحديث 4786) تعليقاً . و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقًا الا بالنية (الحديث 22) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3204) واخرجه النسائي في الطلاق، باب التوقيت في الخيار (الحديث 3439) . تحفة الاشراف (17767) .

7-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير ازواجه (الحديث 5262) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقًا الا بالنية (الحديث 28) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الخيار (الحديث 2203) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحديث 1179 م) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة تختار زوجها (الحديث 3444 و 3445) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحديث 2052) . تحفة الاشراف (17634) .

مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرلیا تو یہ طلاق نہیں ہوئی تھی۔

9- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى اُحِلَّ لَهُ النِّسَآءُ ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک آپ کے لئے خواتین کو حلال نہیں کردیا گیا (یعنی آپ بیک وقت زیادہ خواتین کے ساتھ شادی کرسکتے تھے)

10- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ - وَهُوَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى اَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَا شَآءَ ۔

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ بات حلال قرار دے دی کہ آپ جتنی چاہیں خواتین کے ساتھ شادی کرسکتے ہیں۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى النِّكَاحِ ۔

یہ باب نکاح کی ترغیب کے بیان میں ہے

11- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى فِتْيَةٍ - قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمْ اَفْهَمْ فِتْيَةً كَمَا اَرَدْتُ - فَقَالَ: "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ" ۔

✧✧ علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' وہ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی چند نوجوانوں کے پاس تشریف لائے امام عبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' مجھے لفظ فتیۃ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا جو میں نے ارادہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں)

8-اخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير ازواجه (الحديث 5263) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقًا الا بالنية (الحديث 24 و 25 و 26 و 27) . و اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحديث 1179) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة تختار زوجها (الحديث 3441 و 3442 و 3443) . تحفة الاشراف (17614) .

9-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3216) . تحفة الاشراف (17389) .

10-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (16328) .

11-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2242) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہے اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ پست رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو ایسا نہ کر سکتا ہو تو روزہ اس کے لئے شہوت کو ختم کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

شرح

اس خطاب عام کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نکاح کے دو بڑے فائدے ظاہر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر بازی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ جوانی کی حد انسان بالغ ہونے کے بعد جوان کہلاتا ہے لیکن جوانی کی یہ حد کہاں تک ہے؟ اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام شافعی کے نزدیک جوانی کی حد تیس برس کی عمر تک ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک انسان چالیس برس کی عمر تک جوان کہلانے کا مستحق رہتا ہے۔

12- اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ هَلْ لَكَ فِي فَتَاةٍ اُزَوِّجُكَهَا . فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ عَلْقَمَةَ فَحَدَّثَ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" .

✧✧ علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو کسی لڑکی (کے ساتھ شادی) میں دلچسپی ہے تو میں آپ کی شادی اس کے ساتھ کروادوں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو تو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو جھکا کر رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا نہ کر سکتا ہو اسے روزہ رکھ لینا چاہئے کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

13- اَخْبَرَنِي هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَسْوَدُ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ لَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ .

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے اور جو نہ کر سکتا ہو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ اس کی شہوت کو ختم کر دیں گے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اس حدیث میں "اسود" نامی راوی "محفوظ" نہیں ہے۔

12-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2239) .

13-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2239) .

14- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَنْكِحْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ".

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کرسکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے جو ایسا نہ کرسکے اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کردے گا۔

15- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ". وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کرسکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

16- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا اُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً فَلَعَلَّهَا اَنْ تُذَكِّرَكَ بَعْضَ مَا مَضٰى مِنْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ".

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں جا رہا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ان کے ساتھ ملاقات ہوئی تو وہ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور بات چیت کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا ہم آپ کی شادی کسی نوجوان لڑکی کے ساتھ نہ کروادیں تاکہ وہ آپ کو گزرے ہوئے دنوں کی یاد تازہ کردے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہ کہتے ہیں (تو ٹھیک ہے) ویسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا' اے نوجوانو! تم میں سے جو نوجوان شادی کرسکتا ہو؟ اسے شادی کر لینی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ.

یہ باب مجرد رہنے کی ممانعت میں ہے

17- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

14-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238) .

15-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238) .

16-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2239) .

الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى عُثْمَانَ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا۔

✧✧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجرد رہنے کی خواہش کو مسترد کر دیا تھا اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو پھر ہم سب (خود کو) خصی کروا لیتے۔

تبتل کی ممانعت کا بیان

تبتل کے معنی ہیں عورتوں سے انقطاع اور ترک نکاح، نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین) کے ہاں تبتل ایک اچھا اور پسندیدہ فعل ہے کیونکہ ان کے نزدیک دینداری کی آخری حد یہ ہے کہ انسان عورتوں سے اجتناب کرے اور نکاح وغیرہ سے پرہیز کرے۔ لیکن جس طرح عیسائیت یا بعض دوسرے مذاہب میں نکاح کو ترک کر دینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عبادت اور نیکی وتقوی کی آخری حد سمجھا جاتا ہے اس طرح کی کوئی بات اسلام میں نہیں ہے بلکہ شریعت اسلامیہ نے نکاح کو انسانی زندگی کے لئے ایک ضرورت قرار دے کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ لذائذ زندگی سے مکمل کنارہ کشی اور خود ساختہ تکالیف برداشت کرنا عبادت نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جسے اس دین فطرت میں کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی اتنا ضرور کہتے ہیں کہ بغیر نکاح زندگی گزارنا افضل ہے لیکن امام شافعی کا یہ قول بھی نکاح کے بارے میں شریعت اسلامیہ کے بنیادی منشاء کے منافی نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کا تعلق صرف فضیلت سے ہے اور دوسرے یہ کہ یہ فضیلت بھی نفس نکاح یعنی کرنے یا نہ کرنے) کے بارے میں نہیں ہے بلکہ صرف تخلی للعبادۃ (یعنی عبادت کے لئے مجرد رہنا) کے نکتہ نظر سے ہے گویا امام شافعی کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ عبادات میں مشغول رہنا نکاح کی مشغولیت سے افضل ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری نے مرقات میں امام شافعی کی دلیلیں نقل کرنے کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ کی بہت سی دلیلیں نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ تجرد بغیر نکاح رہنے کے مقابلہ میں تاہل نکاح کرنا ہی افضل ہے۔ بہرکیف حضرت عثمان بن مظعون نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تبتل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ،کیونکہ اسلام مسلمانوں کے ہاں نکاح کے ذریعہ افزائش نسل کو پسند کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اللہ کے حقیقی نام لیوا موجود رہیں اور وہ ہمیشہ کفر و باطل کے خلاف جہاد کرتے رہیں۔

اسی سلسلہ میں حدیث کے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ کہا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم سب اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے تاکہ ہمیں عورتوں کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہمیں عورتوں سے متعلق کسی برائی میں مبتلا ہونے کا خوف رہتا۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس موقع کے مناسب تو یہ تھا کہ حضرت سعد یہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تبتل کی اجازت دیدیتے تو ہم بھی تبتل کرتے۔ مگر حضرت سعد نے یہ کہنے کی بجائے یہ کہا کہ ہم سب اپنے آپ کو خصی کر ڈالتے لہٰذا حضرت سعد نے یہ بات دراصل بطور مبالغہ کہی یعنی اپنی اس بات سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو

اجازت دے دیتے تو ہم بھی تبتل میں اتنا مبالغہ اوراتنی سخت کوشش کرتے کہ آخر کار خصی کی مانند ہو جاتے۔ گویا اس جملہ سے حضرت سعد کی مراد حقیقۃً خصی ہو جانا نہیں تھا کیونکہ یہ فعل یعنی اپنے آپ کو خصی کر ڈالنا جائز نہیں ہے۔

اور علامہ نووی کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے یہ بات اس وجہ سے کی کہ ان کا گمان یہ تھا کہ خصی ہو جانا جائز ہے حالانکہ انکا یہ گمان حقیقت و واقعہ کے خلاف تھا کیونکہ خصی ہو جانا انسان کے لئے حرام ہے خواہ چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا اس موقع پر جانوروں کے بارے میں جان لینا چاہئے کہ ہر اس جانور کو خصی کرنا حرام جو غیر ماکول یعنی کھایا نہ جاتا ہو اور جو جانور کھایا جاتا ہے اس کو خصی کرنا چھوٹی عمر میں تو جائز ہے لیکن بڑی عمر میں حرام ہے۔ جانوروں کو خصی کرنے کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیل علامہ نووی شافعی نے لکھی ہے جب کہ فقہ حنفی کی کتابوں اور مختار اور ہدایہ میں بڑی عمر اور چھوٹی عمر کی تفصیل کے بغیر صرف یہ لکھا ہے کہ جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے۔

18- اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

19- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . اَنَّهُ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَتَادَةُ اَثْبَتُ وَاَحْفَظُ مِنْ اَشْعَثَ وَحَدِيْثُ اَشْعَثَ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: قتادہ' اشعث سے زیادہ مستند اور زیادہ حافظ ہیں۔ تاہم اشعث سے منقول حدیث زیادہ درست ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

20- اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ قَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ طَوْلًا اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ اَفَاَخْتَصِيْ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰى قَالَ ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ

17-اخرجه البخاري في النكاح، باب ما يكره من التبتل و الخصاء (الحديث 5073 و 5074) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مونه و اشتغال من عجز عن المون بالصوم (الحديث 6 و7 و 8) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل (الحديث 1083) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 1848) . تحفة الاشراف (3856) .

18-انفرد به النسائي، وسياتي في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 3216) موقوفاً . تحفة الاشراف (16100) .

19-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن التبتل (الحديث 1082) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن التبتل (الحديث 1849) . تحفة الاشراف (4590) .

20-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15207) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ دَعْ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَوْزَاعِيُّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قَدْ رَوَاهُ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک نوجوان آدمی ہوں مجھے اپنی ذات کے حوالے سے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور میں اتنا صاحب حیثیت بھی نہیں ہوں کہ خواتین سے شادی کرسکوں تو کیا میں خصی ہو جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! قلم خشک ہو چکا ہے اس بارے میں جو تم نے کرنا ہے' اب تمہاری مرضی ہے تم خصی ہو جاؤ یا اسے چھوڑ دو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اوزاعی نے اس حدیث کو زہری نے نہیں سنا ہے۔ تاہم یہ حدیث "صحیح" ہے۔ اسے یونس نے زہری سے روایت کیا ہے۔

21- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَآئِشَةَ قَالَ قُلْتُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنِ التَّبَتُّلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيْهِ قَالَتْ فَلَاتَفْعَلْ اَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً) فَلَاتَتَبَتَّلْ.

✧✧ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ امیر المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپ سے مجرد رہنے کے بارے میں دریافت کروں' اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تم ایسا نہ کرو' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

"اور ہم نے تم سے پہلے رسول مبعوث کیے تھے اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی تھی"۔

(تو جب رسولوں کی بیویاں اور اولاد تھی) تو تم مجرد نہ رہو۔

22- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ بَعْضُهُمْ لَا اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا آكُلُ اللَّحْمَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا اَنَامُ عَلٰى فِرَاشٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَصُوْمُ فَلَااُفْطِرُ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا لٰكِنِّيْ اُصَلِّيْ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ".

21-تقدم (الحديث 3213).

22-اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و جود مونه و اشتغال من عجز عن الومن بالصوم (الحديث 5). تحفة الاشراف (334).

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ حضرات نے یہ کہا کہ میں خواتین سے شادی نہیں کروں گا' کچھ نے یہ کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا' ایک نے یہ کہا: میں بستر پر سوؤں گا نہیں' ایک نے یہ کہا کہ میں نفلی روزے رکھتا رہوں گا کوئی روزہ ترک نہیں کروں گا' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں' میں نفل نماز پڑھتا بھی ہوں اور سو بھی جاتا ہوں (نفل) روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں اور میں نے خواتین سے شادی بھی کی ہے' جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَعُوْنَةِ اللّٰهِ النَّاكِحَ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ .

یہ باب ہے کہ وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامنی چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کا اس کی مدد کرنا

23- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتَبُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِیْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ ان کی مدد کرے ایک وہ مکاتب جو اپنی ادائیگی کرنا چاہتا ہو دوسرا وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی چاہتا ہو اور ایک وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

شرح

مکاتب اس غلام کو کہتے تھے جس کا آقا اس سے یہ کہہ دیتا تھا کہ اگر تم مجھے اتنا روپیہ کما کر دیدو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اسی طرح روپیہ کی وہ مقدار جو اس غلام کا آقا آزادی کے لئے ضروری قرار دیتا تھا بدل کتابت کہلاتی تھی۔

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ .

یہ باب کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے میں ہے

24- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ (صَلَّى اللّٰهُ

23-تقدم (الحديث 3120) .

24-اخرجه البخاري في النفقات، باب عون المراة زوجها في ولده (الحديث 5367) مطولًا، و في الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6387) مطولًا . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح البكر (الحديث 56) مطولًا . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تزويج الابكار (الحديث 1100) مطولًا . و اخرجه النسائي في عشرة النساء منالكبرى، ملاعبة الرجل زوجته (الحديث 51) . تحفة الاشراف (2512) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ: "بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا". فَقُلْتُ ثَيِّبًا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ".

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے شادی کرلی' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کرلی ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کنواری لڑکی کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ' میں نے عرض کی: بیوہ کے ساتھ' آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تا کہ تم اس کے ساتھ خوش مزاجی کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی کرتی۔

25- اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "يَا جَابِرُ هَلْ اَصَبْتَ امْرَاَةً بَعْدِيْ". قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "اَبِكْرًا اَمْ اَيِّمًا". قُلْتُ اَيِّمًا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ".

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے بعد کسی خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے میں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ یا ثیبہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی: ثیبہ کے ساتھ! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تا کہ وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی سے رہتی۔

شرح

تم اس کے ساتھ کھیلتے الخ، سے آپ کی بے تکلفی اور کمال الفت ورغبت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت سے نکاح کرنے میں آپس کی زندگی زیادہ الفت ورغبت کے ساتھ گزرتی ہے اور بے تکلفی اور چاہت زیادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف بیوہ عورت جب کسی دوسرے کی زوجیت میں آتی ہے چونکہ اس کا دل پہلے خاوند کی یاد کی کسک محسوس کرتا ہے دوسرے یہ کہ اگر رہن سہن اور میل ملاپ میں اس دوسرے خاوند کو اپنے پہلے خاوند کی طرح نہیں پاتی تو اس کی طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اتنی زیادہ بے تکلف اور خوش مزاج ثابت نہیں ہوتی جتنی ایک کنواری عورت ہوتی ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں جانے میں جلدی نہ کرو بلکہ کچھ دیر توقف کروتا کہ تمہاری بیویاں رات سے پہلے اپنا بناؤ سنگھار کرکے تمہاری مجامعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں اور جب تم رات میں ان کے پاس پہنچو تو تمہیں کسی قسم کا کوئی تکدر اور کوئی بے لطفی نہ ہو۔ اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہوسکتا ہے کہ دوسری حدیثوں میں تو اپنے گھر واپس آنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے جب کہ یہاں رات کے وقت گھروں میں داخل ہونے کو فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گھر لوٹنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ بغیر اطلاع کے یکایک گھر میں چلا جائے اور اگر گھر والوں کو پہلے سے اطلاع ہو جیسا کہ اس موقع پر ہوا تو اس

25-انفرد به النسائي . وسياتي في النكاح، على ما تنكح المراة (الحديث 3226) . تحفة الاشراف (2465) .

صورت میں رات کے وقت اپنے گھر میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

بَابُ تَزَوُّجِ الْمَرْاَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ .

یہ باب ہے کہ عورت کا اس کے ہم عمر شخص کے ساتھ شادی کرنا

26- اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ" . فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کمسن ہے' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کردی۔

بَابُ تَزَوُّجِ الْمَوْلٰى الْعَرَبِيَّةَ .

یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا

27- اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فِيْ اِمَارَةِ مَرْوَانَ ابْنَةَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّاُمُّهَا بِنْتُ قَيْسٍ الْبَتَّةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تَأْمُرُهَا بِالْاِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمِعَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ فَاَرْسَلَ اِلَى ابْنَةِ سَعِيْدٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى مَسْكَنِهَا وَسَاَلَهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى الْاِنْتِقَالِ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ مَسْكَنِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُخْبِرُهُ اَنَّ خَالَتَهَا اَمَرَتْهَا بِذٰلِكَ فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ فَلَمَّا اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ وَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِتَطْلِيْقَةٍ هِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا وَاَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَتِهَا فَاَرْسَلَتْ - زَعَمَتْ - اِلَى الْحَارِثِ وَعَيَّاشٍ تَسْاَلُهُمَا الَّذِيْ اَمَرَ لَهَا بِهٖ زَوْجُهَا فَقَالَا وَاللّٰهِ مَا لَهَا عِنْدَنَا نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ حَامِلًا وَّمَا لَهَا اَنْ تَكُوْنَ فِيْ مَسْكَنِنَا اِلَّا بِاِذْنِنَا فَزَعَمَتْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا . قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاَيْنَ اَنْتَقِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "اِنْتَقِلِيْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمَى الَّذِيْ سَمَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ" .

26-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1972) .

27-اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 41) و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2290) . و اخرجه النسائي في الطلاق، نفقة الحامل المبتوتة (الحديث 3554) . تحفة الاشراف (18031) .

قَالَتْ فَاطِمَةُ فَاعْتَدَدْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ رَجُلًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَكُنْتُ اَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ حَتّٰى اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا مَرْوَانُ وَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَحَدٍ قَبْلَكِ وَسَاٰخُذُ بِالْقَضِيَّةِ الَّتِيْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا . مُخْتَصَرٌ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنی اہلیہ کو) طلاق دے دی وہ نوجوان آدمی تھے' یہ مروان کی حکومت کے زمانے کی بات ہے' ان کی اہلیہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور اس خاتون کی ماں حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں شوہر نے انہیں طلاق بتہ دی تھی اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں پیغام بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ وہ عبداللہ بن عمرو کے گھر سے کہیں اور منتقل ہو جائے مروان کو اس بارے میں پتہ چلا تو اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو پیغام بھیجا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے سابقہ گھر میں واپس چلی جائے مروان کو یہ بات بری لگی جو اس خاتون نے اپنی عدت ختم ہونے سے پہلے اپنی رہائش سے دوسری جگہ اپنی رہائش منتقل کر دی تھی اس خاتون نے مروان کو پیغام بھیجا اور انہیں بتایا کہ ان کی خالہ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی تو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی: وہ حضرت ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر مقرر کیا تو یہ صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے گئے انہوں نے باقی رہ جانے والی ایک طلاق فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو بھجوا دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابو ربیعہ کو ان کے لئے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کا خرچ ادا کر دیں تو اس خاتون نے حارث اور عیاش کو یہ پیغام بھیجا اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کے شوہر نے اس کو جو خرچ دینے کی ہدایت کی تھی اس کو وہ دیا جائے تو ان دونوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اس خاتون کو دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی خرچ نہیں ہے اگر یہ حاملہ ہوتی تو دے دیتے اسی طرح یہ ہمارے گھر میں ہماری اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی رائے کی تصدیق کی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم جو نابینا ہے اس کے ہاں منتقل ہو جاؤ (یا شاید راوی کے الفاظ ہیں) یہ وہ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے ان کے ہاں اپنی عدت بسر کی وہ صاحب ایسے تھے کہ ان کی بینائی رخصت ہو چکی تھی اس لئے میں ان کی موجودگی میں سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی تھی یہاں تک کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شادی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کر دی۔

(راوی بیان کرتے ہیں) مروان نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور بولا ہم نے یہ حدیث آپ سے پہلے کسی سے نہیں سنی' ہم اس بارے میں وہی فیصلہ کریں گے جو ہم نے لوگوں کو دیتے ہوئے دیکھا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) یہ روایت مختصر ہے۔

28- اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ

28-اخرجه البخاري في النكاح، باب الاكفاء في الدين (الحديث 5088) . تحفة الاشراف (16467) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - تَبَنَّى سَالِمًا وَّاَنْكَحَهُ ابْنَةَ اَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدًا وَّكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ فَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ (اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوا آبَائَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيكُمْ) فَمَنْ لَّمْ يُعْلَمْ لَهُ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّاَخًا فِي الدِّيْنِ . مُخْتَصَرٌ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا' اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کے ساتھ اس کی شادی کردی تھی وہ شخص ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اسی طرح ان لوگوں نے اسے بنایا ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بناتے تھے تو لوگ اس بیٹا بنانے والے کے بیٹے کے طور پر اس شخص کو بلایا کرتے تھے اور وہ شخص اپنے منہ بولے باپ کی وراثت میں وارث ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ حکم نازل کیا۔

''تم ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کے زیادہ مطابق ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ دادا کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور آزاد کردہ غلام ہیں''۔

راوی بیان کرتے ہیں' جس شخص کے باپ کا پتہ نہیں چلتا تھا اسے ''مولیٰ'' کہا جاتا تھا' اور دینی بھائی قرار دیا جاتا تھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ روایت مختصر ہے)

29 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ قَالَ يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ - وَاَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَبَنّٰى سَالِمًا وَّهُوَ مَوْلًى لِامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَاَنْكَحَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ سَالِمًا ابْنَةَ اَخِيهِ هِنْدَ ابْنَةَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَكَانَتْ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ اَفْضَلِ اَيَامٰى قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ (اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ) رُدَّ كُلُّ اَحَدٍ يَّنْتَمِي مِنْ اُولٰئِكَ اِلٰى اَبِيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ يُّعْلَمُ اَبُوْهُ رُدَّ اِلٰى مَوَالِيهِ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن عبدالشمس رضی اللہ عنہ ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا یہ صاحب ایک

29-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16686) .

انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے بالکل اسی طرح جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے سالم کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کردی۔ ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ ابتدائی زمانے میں ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل تھیں اور یہ اس وقت قریش کی بیوہ عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتی تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

''ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ مطابق ہے''۔

تو جن لوگوں کو (منہ بولے باپ کی طرف) منسوب کیا جاتا تھا ان میں سے ہر ایک کو اس کے باپ کی طرف منسوب کردیا گیا اگر کسی کے باپ کا علم نہیں ہوسکا تو اسے اس کے آزاد کرنے والے کی طرف منسوب کیا گیا۔

بَابُ الْحَسَبِ .

یہ باب حسب کے بیان میں ہے

30- اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِیْ يَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ الْمَالُ" .

✧✧ حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' اہل دنیا کے نزدیک حسب کی بنیاد مال ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا دوم اس کا حسب نسب والی ہونا سوم اس کا حسین وجمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا لہٰذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔ (بخاری ومسلم)

حسب ونسب والی سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف وبلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان وقبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان وقبیلہ بھی عزت ووجاہت اور شرف وبلندی کا حامل ہو چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے بیاہ کرے جو باحیثیت وباعزت خاندان وقبیلہ کی فرد ہوتا کہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف وبلندی کا امتیاز حاصل ہو۔

بہرکیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطور خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ اچھے حسب ونسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں

30-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1970) .

بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین وجمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہٰذا دین ومذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لئے پسند کرے کیونکہ اس میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔

اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت وخواری اور ہلاکت کی بددعا کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

بَابُ عَلٰى مَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ .

یہ باب ہے کہ کن خوبیوں کی وجہ سے کسی خاتون سے شادی کی جاسکتی ہے

31-اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ" . قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: "بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا" . قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا . قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُكَ" . قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّ لِيْ اَخَوَاتٌ فَخَشِيْتُ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُنَّ . قَالَ: "فَذَاكَ اِذًا اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! تم نے شادی کر لی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی بلکہ ثیبہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ کھیلتی؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری بہنیں ہیں مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ میرے اور بہنوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: پھر ٹھیک ہے عورت سے اس کے دین، اس کے مال، اس کی خوبصورتی (میں سے کسی ایک وجہ سے) نکاح کیا جاتا ہے تم پر لازم ہے کہ تم دین دار عورت کو ترجیح دو تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيْجِ الْعَقِيْمِ .

یہ باب ہے کہ بانجھ عورت کے ساتھ شادی کا مکروہ ہونا

32- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ

31-اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 54) . و الحديث عند: ابن ماجه في النكاح، باب تزويج الابكار (الحديث 1860) . تحفة الاشراف (2436) .

مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنِّيْ اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّمَنْصِبٍ اِلَّا اَنَّهَا لَا تَلِدُ اَفَاَتَزَوَّجُهَا فَنَهَاهُ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ: "تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمْ".

✧✧ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: مجھے ایک ایسی عورت کے ساتھ شادی کا موقع مل رہا ہے جو صاحب حیثیت ہے البتہ وہ بچے پیدا نہیں کر سکتی' کیا میں اس کے ساتھ شادی کرلوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس سے منع کیا وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر منع کر دیا وہ تیسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے اسے منع کر دیا اور فرمایا: اولاد پیدا کرنے کے قابل اور محبت کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) فخر کروں گا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الزَّانِيَةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرنا

33- اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ مَرْثَدَ بْنَ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ - وَكَانَ رَجُلًا شَدِيْدًا - وَكَانَ يَحْمِلُ الْاُسَارٰى مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ . قَالَ فَدَعَوْتُ رَجُلًا لِاَحْمِلَهٗ وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيْقَتَهٗ خَرَجَتْ فَرَاَتْ سَوَادِيْ فِيْ ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ مَنْ هٰذَا مَرْثَدٌ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا يَا مَرْثَدُ انْطَلِقِ اللَّيْلَةَ فَبِتْ عِنْدَنَا فِي الرَّحْلِ . قُلْتُ يَا عَنَاقُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَرَّمَ الزِّنَا . قَالَتْ يَا اَهْلَ الْخِيَامِ هٰذَا الدُّلْدُلُ هٰذَا الَّذِيْ يَحْمِلُ اُسَرَائَكُمْ مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ . فَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَطَلَبَنِيْ ثَمَانِيَةٌ فَجَاءُوْا حَتّٰى قَامُوْا عَلٰى رَاْسِيْ فَبَالُوْا فَطَارَ بَوْلُهُمْ عَلَيَّ وَاَعْمَاهُمُ اللّٰهُ عَنِّيْ فَجِئْتُ اِلٰى صَاحِبِيْ فَحَمَلْتُهٗ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ بِهٖ اِلَى الْاَرَاكِ فَكَكْتُ عَنْهُ كَبْلَهٗ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحُ عَنَاقَ فَسَكَتَ عَنِّيْ فَنَزَلَتِ (الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ) فَدَعَانِيْ فَقَرَاَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: "لَا تَنْكِحْهَا".

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک صحت مند آدمی تھے یہ مکہ مکرمہ کے قیدیوں کو اونٹ پر سوار کروا کے مدینہ منورہ لایا کرتے تھے وہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو بلایا تا کہ میں اسے سوار کر کے لے جاؤں مکہ میں ایک بدکار عورت موجود تھی جس کا نام عناق تھا یہ اس شخص کی سہیلی تھی ایک دن وہ نکلی اور اس نے دیوار کے سائے میں میرا ہیولی دیکھا وہ عورت بولی کون ہے؟ مرثد ہو؟ تمہیں خوش آمدید اے مرثد! آج

32-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء (الحديث 2050) . تحفة الاشراف (11477) .

33-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في قوله تعالى (الزاني لا ينكح الا زانية) (الحديث 2051) مختصراً . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (و من سورة النور) (الحديث 3177) . تحفة الاشراف (8753) .

رات آ جاؤ اور رات ہمارے ساتھ خیمے میں رہو میں نے کہا: اے عناق! نبی اکرم ﷺ نے زنا کرنے کو حرام قرار دیا ہے تو وہ عورت بولی اے خیمے میں رہنے والو! تم اس پرندے کو دیکھو یہ جو تمہارے قیدیوں کو مکہ سے سوار کروا کے مدینے تک لے جائے گا (یہ میرے ساتھ زنا بھی نہیں کر سکتا) میں خندمہ میں چل پڑا آٹھ آدمی میرے پیچھے آئے' وہ آئے یہاں تک کہ وہ میرے سر پر کھڑے ہوئے (میں اس وقت سو رہا تھا) انہوں نے پیشاب کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت چھین لی میں اپنے ساتھی کے پاس آیا تا کہ اسے سوار کر کے لے کر آؤں جب میں اسے لے کر ''اراک'' پہنچا تو میں نے اس کی بندش کو کھول دیا اس کے بعد میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں عناق کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

''زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا شخص یا مشرک شخص شادی کریں گے''۔

نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا اور ان آیات کو میرے سامنے تلاوت کیا اور فرمایا' تم اس کے ساتھ شادی نہ کرو۔

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کا عدم جواز

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ساتھ مخالطت کا جواز بیان فرمایا تھا جس کا تقاضا یہ تھا کہ یتیم کے مال کے ساتھ اپنا مال مخلوط کرنا بھی جائز ہے اور یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی کے ساتھ اپنا یا اپنی اولاد کا نکاح کرنا بھی جائز ہے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعض مسائل بیان فرمائے کہ مشرک مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ نکاح کی وجہ سے شوہر اور بیوی کے ساتھ جسمانی اور ذہنی قرب ہوتا ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے عقائد نظریات افکار اور خیالات سے متاثر ہوتے ہیں اس لیے یہ خدشہ ہے کہ مشرک شوہر کے عقائد سے بھی ہو سکتا تھا کہ مسلمان بیوی متاثر ہو یا مشرک عورت کے نظریات سے مسلمان شوہر متاثر ہو اس لیے اسلام نے یہ راستہ ہی بند کر دیا اگر چہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ مسلمان شوہر یا بیوی سے مشرک بیوی یا شوہر متاثر ہو جائے لیکن جب کوئی چیز نفع اور نقصان کے درمیان دائر ہو تو نقصان سے بچنے کو نفع کے حصول پر مقدم کیا جاتا ہے اس لیے اسلام نے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مناکحت کا معاملہ کلیۃً منقطع کر دیا۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے اس لیے ملحد مجوسی بت پرست اور کسی قسم کے بھی کافر سے نکاح جائز نہیں ہے مسلمان مرد کا نہ مسلمان کا عورت کا۔

حافظ جلال الدین سیوطی اس آیت کے شان نزول متعلق لکھتے ہیں: امام ابن ابی حاتم اور امام ابن المنذر رنے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو مرثد غنوی کے متعلق نازل ہوئی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے نکاح کر لیں جو نہایت ہوئی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرکہ عورت سے نکاح کر لیں جو نہایت حسین وجمیل عورت تھی اور حضرت ابو مرثد مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ عورت مجھے بہت اچھی لگتی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی: اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ الایۃ

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی ایران)

اس آیت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آزاد مشرک کی بہ نسبت مسلمان غلام بہتر ہے اور کسی آزاد مسلمان عورت کا نکاح مسلمان غلام سے کر دینا اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ اس کا نکاح آزاد مشرک سے کیا جائے حالانکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے سو غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے یہ آیت صریح جزیہ ہے۔

مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود اہل کتاب سے نکاح کے جواز کی توجیہ

اسلام میں یہ جائز ہے کہ اہل کتاب عورتوں کے ساتھ مسلمان مرد نکاح کر لیں لیکن اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے قرآن مجید نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کی اجازت دی ہے۔

(آیت) وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذین اوتو الکتب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مصفحین ولا متخذی اخدان ۔ (المائدہ:۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور (تمہاری) آزاد پاک دامن مسلمان عورتیں اور تم سے پہلے اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم ان سے نکاح کر کے ان کا مہر ادا کرو نہ ان سے ظاہرا بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو۔

اب یہ سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کر دی تھی تو پھر کتابیہ سے نکاح کی اجازت کیوں دی جب کہ اہل کتاب یہودی اور عیسائی بھی مشرک ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح ابن اللہ ۔ (التوبہ:۳۰)

ترجمہ: اور یہود نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہود و نصاریٰ دونوں مشرک ہیں لیکن قرآن مجید کی اصطلاح ہے کہ اس نے بت پرستوں پر مشرکین کا اطلاق کیا ہے اور یہود و نصاریٰ پر اہل کتاب کا قرآن مجید میں ہے؛

(آیت) ما یود الذین کفروا من اھل الکتب ولا المشرکین ۔ (البقرہ:۱۰۵)

ترجمہ: کافروں میں سے اہل کتاب اور مشرکین یہ پسند نہیں کرتے کہ

(آیت) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ ۔ (البینۃ:۱)

ترجمہ: کافر اہل کتاب اور مشرکین بغیر واضح دلیل کے اپنے دین کو چھوڑنے والے نہ تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکات کے عموم سے اہل کتاب عورتوں کو مستثنیٰ کر لیا اور یہ اصطلاح میں عام مخصوص عنہ البعض ہے حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

امام ابن جریر امام ابن المنذر امام ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (آیت) ولا تنکحوا المشرکت . (البقرہ:۲۲۱) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اہل کتاب کی عورتوں کو مستثنیٰ کرلیا ہے اور دلیل استثناء یہ آیت ہے۔

(آیت) والمحصنت من الذین اوتوا الکتب . (المائدہ:۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں)

(الدر المنثور ج ا ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

باقی رہی یہ بحث کہ خالص مشرک عورتوں اور اہل کتاب میں نکاح کے جواز کا فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک نہ خدا کو مانتا ہے نہ کتاب کو نہ رسول اللہ کو نہ قیامت اور جزاء اور سزاء کو نہ حلال اور حرام کا قائل ہوتا ہے اس کے برعکس اہل کتاب ان تمام امور کو مانتے ہیں ان کے کفر کی صرف یہ وجہ ہے کہ انہوں نے غلو محبت میں اپنے اپنے رسول کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

دوسری بحث یہ ہے کہ مسلمان مردوں کا اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیا ہے اور مسلمان عورتوں کا اہل کتاب مردوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں کیا اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عائلی اور گھریلو زندگی میں مرد حاکم ہوتا ہے اور اس کا گھر میں قبضہ اور اقتدار ہوتا ہے اور عورت فطرۃً منفعل مزاج اور گھر میں محکوم ہوتی ہے۔ اگر کسی یہودی یا عیسائی مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح جائز ہوتا تو عین ممکن تھا کہ وہ مسلمان عورت اپنے کافر شوہر کے معتقدات اور خیالات سے متاثر ہو جاتی اور اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتی۔ اس کے برعکس جب شوہر مسلمان ہو اور بیوی یہودی یا عیسائی ہو تو چونکہ گھر میں حاکم اور مقتدر شوہر ہوتا ہے اس لیے گھر میں اسلامی ماحول اور لٹریچر فراہم ہوگا اور اس اہل کتاب عورت کو اسلام کو قریب سے دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے گا اسلامی معاشرہ اسلام کی تہذیب اور مسلمان خاندان سے میل جول اور ربط وضبط کی وجہ سے اس کے اسلام قبول کرنے کے بہت ذرائع میسر ہوں گے اور وہ جلد یا بہ دیر مسلمان ہو جائے گی اور اگر بالفرض وہ مسلمان نہ بھی ہو تو بچے بہرحال باپ کے دین کے تابع رہیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام مواقع دار السلام میں ہی میسر ہوتے ہیں اس لیے ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ دار الکفر میں اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہاں کفر کا غلبہ ہوتا ہے اور جس حکمت کی وجہ سے اہل کتاب عورت کیساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اس کے پورے ہونے کے مواقع وہاں میسر نہیں ہیں۔

اہل کتاب باندیوں سے نکاح میں فقہاء کے مذاہب کا بیان

امام ابوحنیفہ کے نزدیک آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی یا کتابیہ باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے کیونکہ باندی کی اولاد بھی اس کے مالک کی غلام ہوتی ہے اور آزاد شخص کے لئے یہ باعث عار ہے کہ اس کی اولاد لونڈی اور غلام بن جائے۔

اس آیت میں باندیوں کے ساتھ مسلمان ہونے کی صفت کوذکر کیا ہے امام شافعی کے نزدیک چونکہ مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اس لئے ان کے نزدیک یہ صفت بمنزلہ شرط ہے اور جو شخص آزاد (کنواری) مسلمان عورت سے نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ باندی سے اسی وقت نکاح کرسکتا ہے جب باندی مسلمان ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک باندی کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مستحب ہے باندی اگر اہل کتاب ہو پھر بھی وہ اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ (النکت والعیون ج اص ۴۷۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک جو شخص آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ بھی باندی سے نکاح کرسکتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک آزاد مسلمان عورت کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں (الجامع احکام القرآن ج ۵ص ۱۳۶) اہل کتاب باندیوں سے نکاح کے جواز پر امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرمات کے علاوہ ہر عورت سے نکاح کرنے کو حلال قرار دیا ہے ماسوا ان کے جن کی کتاب اللہ میں تخصیص کرلی گئی ہے اور اہل کتاب باندی کی تخصیص نہیں کی گئی وہ آیتیں یہ ہیں۔

(آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء

ترجمہ: تو اپنی پسند کے موافق عورتوں سے نکاح کرلو۔

(آیت) واحل لکم ما ورآء ذالکم ۔ (النسا:۲۴)

اور محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال کردی گئی ہیں۔ (روح المعانی ج ۵ص ۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) ان آیات کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ اہل کتاب باندی کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

34- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَّعَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - عَبْدُ الْكَرِيْمِ يَرْفَعُهُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهَارُوْنُ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَا جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنَّ عِنْدِىْ امْرَاَةً هِىَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَىَّ وَهِىَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ ۔ قَالَ: "طَلِّقْهَا" ۔ قَالَ لَا اَصْبِرُ عَنْهَا ۔ قَالَ: "اسْتَمْتِعْ بِهَا" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَّعَبْدُ الْكَرِيْمِ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ وَهَارُوْنُ بْنُ رِئَابٍ اَثْبَتُ مِنْهُ وَقَدْ اَرْسَلَ الْحَدِيْثَ وَهَارُوْنُ ثِقَةٌ وَّحَدِيْثُهٗ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ ۔

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' میری بیوی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو روکتی نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے طلاق دے دو اس نے کہا: میرا اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا آپ نے فرمایا: پھر تم اس کے ساتھ گزارا کرو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث مستند نہیں ہے۔ عبدالکریم نامی راوی قوی نہیں ہے۔ ہارون بن رئاب اس سے زیادہ مستند

34-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 3465) . تحفة الاشراف (5807) .

ہے۔اس نے حدیث میں "ارسال" کیا ہے۔ ہارون ثقہ ہے۔ اور اس کی روایت کردہ حدیث عبدالکریم سے منقول روایت سے زیادہ درست ہے۔

بَابُ کَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزُّنَاةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا مکروہ ہے

35- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "تُنْكَحُ النِّسَآءُ لِاَرْبَعَةٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی خاتون سے چار خوبیوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے شادی کی جاسکتی ہے؟ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تم دیندار عورت کو ترجیح دو! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ اَیُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ .

یہ باب ہے کہ کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟

36- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَیُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ قَالَ: "الَّتِىْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِىْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرض کی گئی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہ جب آدمی اسے دیکھے تو وہ اسے اچھی لگے جب اسے حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور وہ عورت اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں شوہر کی ایسی مخالفت نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔

بَابُ الْمَرْاَةِ الصَّالِحَةِ .

یہ باب نیک عورت کے بیان میں ہے

35-اخرجه البخاري في النكاح، باب الاكفاء في الدين (الحديث 5090) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 53) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يومر به من تزويج ذات الدين (الحديث 2047) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تزويج ذات الدين (الحديث 1858) . تحفة الاشراف (14305) .

36-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، طاعة المراة زوجها (الحديث 75) . تحفة الاشراف (13058) .

37- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حَیْوَۃُ وَذَکَرَ آخَرَ اَنْبَاَنَا شُرَحْبِیْلُ بْنُ شَرِیْکٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اِنَّ الدُّنْیَا کُلَّهَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ" .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ دُنیا ساری کی ساری مال ومتاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

بَابُ الْمَرْاَۃِ الْغَیْرَاءِ .

یہ باب رشک کرنے والی عورت کے بیان میں ہے

38- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَتَزَوَّجُ مِنْ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ قَالَ: "اِنَّ فِیْهِمْ لَغَیْرَۃً شَدِیْدَۃً" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم انصار کی خواتین کے ساتھ شادی نہ کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں رشک کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

بَابُ اِبَاحَۃِ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ .

یہ باب ہے کہ شادی سے پہلے (خاتون کو) دیکھنے کا مباح ہونا

39- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ - وَهُوَ ابْنُ کَیْسَانَ - عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ خَطَبَ رَجُلٌ امْرَاَۃً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ نَظَرْتَ اِلَیْهَا" . قَالَ لَا . فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَیْهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک (مہاجر) صاحب نے ایک انصاری خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب سے دریافت کیا: کیا تم نے اس خاتون کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو دیکھ لے۔

40- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ رِزْمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیِّ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَۃً عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

37-اخرجه مسلم في الرضاع، باب خير متاع الدنيا المراة الصالحة (الحديث 64) واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب افضل النساء (الحديث 1855) . تحفة الاشراف (8849) .

38-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (171) .

39-اخرجه مسلم في النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة و كفيها لمن يريد تزوجها (الحديث 74 و 75) مطولًا . واخرجه النسائي في النكاح، اذا استشار رجل رجلًا في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246 و 3247) . تحفة الاشراف (13446) .

فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "اَنَظَرْتَ اِلَیْهَا" . قُلْتُ لاَ . قَالَ: "فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا" .

✧✧ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو یہ تم دونوں کے درمیان محبت پیدا کرنے میں زیادہ مناسب ہوگا۔

شرح

اپنی منسوبہ کو نکاح کا پیغام بھیجنے سے پہلے ایک نظر دیکھ لینا مستحب ہے کیونکہ اگر وہ عورت پسند آگئی اور طبیعت کو بھا گئی تو اس نکاح کے بعد وہ اس عورت کیوجہ سے بدکاری سے بچا رہے گا جو نکاح کا اصل مقصود ہے اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ایک موقع پر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی عورت سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کیا جائے تو اس حکم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ حسن و جمال کو ملحوظ ہی نہ رکھا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی حسین و جمیل عورت سے نکاح کرنے میں کوئی دینی نقصان وفساد ہو تو اس دینی نقصان کوتاہی سے بالکل صرف نظر کر کے اس سے محض اس بناء پر نکاح نہ کیا جائے کہ وہ حسن و جمال کی حامل ہے۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے منگنی کا ارادہ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس عورت کو ایک نظر دیکھ لو کیونکہ دیکھ لینا بہت مناسب و بہتر ہے (احمد ترمذی نسائی (ابن ماجہ دارمی)

یعنی اگر تم اپنی منسوبہ کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد اس سے نکاح کرو گے تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت، الفت بہت زیادہ ہوگی کیونکہ جب منسوبہ کو دیکھ لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے تو عام طور پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوتا اور نہ اپنے اس انتخاب پر کوئی شرمندگی و پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

منگیتر کو دیکھنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

مخطوبہ سے مراد وہ عورت ہے جس سے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو عورت سے مراد جس کے وہ اعضاء ہیں جن جن کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ منسوبہ کو دیکھنے کا مسئلہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور اکثر علماء کے نزدیک اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا جائز ہے خواہ منسوبہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے۔ حضرت امام مالک کے ہاں اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھنا اسی صورت میں جائز ہے جب کہ اس کی اجازت حاصل ہو اس کی اجازت کے بغیر دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک کے ہاں منسوبہ کو دیکھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اس بارے میں فقہی مسئلہ یہ بھی ہے کہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کی بجائے کسی تجربہ کار اور معتمد عورت کو بھیج دے تاکہ وہ اس کی منسوبہ کو دیکھ کر مطلوبہ معلومات فراہم کر دے۔

40-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النظر الى المخطوبة (الحديث 1087) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النظر الى المراة اذا اراد ان يتزوجها (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (11489) .

بَابُ التَّزْوِيجِ فِيْ شَوَّالٍ

یہ باب ہے کہ شوال کے مہینے میں شادی کرنا

41- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ شَوَّالٍ وَّاُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِيْ شَوَّالٍ وَّكَانَتْ عَآئِشَةُ تُحِبُّ اَنْ تُدْخِلَ نِسَائَهَا فِيْ شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَائِهٖ كَانَتْ اَحْظٰى عِنْدَهٗ مِنِّيْ

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شوال کے مہینے میں شادی کی تھی اور شوال کے مہینے میں' میں آپ کے ہاں (رخصت ہوکر) آئی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ خواتین کی رخصتی شوال کے مہینے میں ہو۔ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت اور کون سی زوجہ محترمہ کی تھی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل لوگ شوال کے ماہ میں شادی بیاہ کرنے کو جو منحوس سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے بلکہ اس مہینہ میں شادی بیاہ کرنا یا دولہن کو رخصت کرا کر اپنے گھر لانا مستحب ہے۔ چنانچہ عرب میں بھی زمانہ جاہلیت کے لوگ یہی عقیدہ رکھتے تھے اور شوال میں نکاح کرنے اور دولہن کو گھر میں لانے کو برا سمجھتے تھے۔ اسی غلط عقیدہ کی تردید میں حضرت عائشہ نے یہ بات فرمائی کہ اگر شوال کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا اپنے اندر کوئی نحوست رکھتا ہے تو پھر آخر میں شادی میرے حق میں منحوس کیوں نہیں رہی جب کہ شوال ہی میں میرا نکاح ہوا اور شوال ہی کے مہینہ میں رخصت کرا کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی اور اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں جو خوش نصیبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے نصیب ہوئی وہ کسی بھی زوجہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

بَابُ الْخِطْبَةِ فِي النِّكَاحِ ـ

یہ باب نکاح کا پیغام بھیجنے کے بیان میں ہے

42- اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ

41-اخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب التزوج و التزويج في شوال واستحباب الدخول فيه (الحديث 73) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الاوقات التي يستحب فيها النكاح (الحديث 1093) . و اخرجه النسائي في النكاح، البناء في شوال (الحديث 3377) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب متى يستحب البناء بالنساء (الحديث 1990) . تحفة الاشراف (16355) .

42-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18028 و 18384) .

سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ - وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ - قَالَتْ خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَخَطَبَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى مَوْلَاهُ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّقَدْ كُنْتُ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنْ اَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ اُسَامَةَ" . فَلَمَّا كَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ اَمْرِي بِيَدِكَ فَاَنْكِحْنِي مَنْ شِئْتَ . فَقَالَ: "انْطَلِقِي اِلٰى اُمِّ شَرِيكٍ" . وَاُمُّ شَرِيكٍ امْرَاَةٌ غَنِيَّةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ فَقُلْتُ سَاَفْعَلُ . قَالَ: "لَا تَفْعَلِي فَاِنَّ اُمَّ شَرِيكٍ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ فَاِنِّي اَكْرَهُ اَنْ يَّسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ اَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ وَلٰكِنِ انْتَقِلِي اِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ" . وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فِهْرٍ فَانْتَقَلْتُ اِلَيْهِ . مُخْتَصَرٌ .

✧✧ حضرت عامر بن شراحیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' یہ پہلی ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل ہیں' وہ بیان کرتی ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مجھے نکاح کا پیغام بھیجا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لئے بھی مجھے نکاح کا پیغام بھیجا اس سے پہلے مجھے یہ بات پتہ چل چکی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہو وہ اسامہ سے بھی محبت کرے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تو میں نے عرض کی: میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس سے چاہیں میری شادی کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ام شریک کے پاس چلی جاؤ (راوی کہتے ہیں) سیّدہ ام شریک رضی اللہ عنہا خوشحال خاتون تھیں یہ انصار سے تعلق رکھتی تھیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کیا کرتی تھیں ان کے ہاں مہمان بہت زیادہ آیا کرتے تھے (فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: میں ایسا کرلوں گی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ شریک کے ہاں مہمان بہت زیادہ آتے ہیں مجھے یہ اچھا نہیں لگتا اس دوران تمہارے سر سے چادر اتر جائے یا تمہاری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تمہارے جسم کے اس حصے کو دیکھیں جو تمہیں اچھا نہ لگے تم اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ! وہ بنو فہر سے تعلق رکھتے تھے تو میں ان کے ہاں منتقل ہوگئی (یہ روایت مختصر ہے)

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقا مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقا مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر دف بجانا حرام ہے۔ خطبہ علماء نے اسے خ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور خ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں

فرق یہ ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہوسکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع وشراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔

بَابُ النَّهْيِ اَنْ يَّخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيهِ .

یہ باب ہے کہ ایک شخص کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں دوسرے شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنے کی ممانعت ۔

43- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لاَ يَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ" .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص دوسرے کے پیغام میں نکاح کی موجودگی کا پیغام نہ بھیجے۔

44- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ مُحَمَّدٌ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لاَ تَنَاجَشُوْا وَلاَ يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلاَ يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ وَلاَ يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيهِ وَلاَ تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلاَقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِءَ مَا فِىْ اِنَائِهَا" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مصنوعی بولی نہ لگاؤ کوئی بھی شہری شخص

43-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 49) مطولًا . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن البيع على بيع اخيه (الحديث 1292) . و الحديث عند: النسائي في البيوع،بيع الرجل على بيع اخيه (الحديث 4515) . تحفة الاشراف (8284) .

44-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يترك (الحديث 2140) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 51) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في كراهية ان يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 2080) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء ان لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1134) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 1867) مختصراً . و الحديث عند: مسلم في البيوع ، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 18) . و ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي عن النجش (الحديث 3438) . و الترمذي في الطلاق، باب ما جاء لا تسال المراة طلاق اختها (الحديث 1190)، و في البيوع ، باب ما جاء لا يبيع حاضر لباد (الحديث 1222)، و باب ما جاء في كراهية النجش في البيوع (الحديث 1304) و ابن ماجه في التجارات، باب لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه (الحديث 2172)، وباب ما جاء في النهي عن النجش (الحديث 2174)، وباب النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 2175) . تحفة الاشراف (13123) .

(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) دیہاتی کے ساتھ سودا نہ کرے کوئی شخص دوسرے کے سودے کے مقابلے میں سودا نہ کرے اور کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے حصے کا رزق بھی اسے حاصل ہو جائے۔

45- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبْ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔

46- اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ شخص شادی کر لے یا وہ اس معاملے کو ترک کر دے۔

47- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبُ اَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ".

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا پیغام نہ بھیجے۔

بَابُ خِطْبَةِ الرَّجُلِ اِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ اَوْ اَذِنَ لَهُ .

یہ باب ہے کہ جب پہلے نکاح کا پیغام بھیجنے والا شخص اس کو ترک کر دے یا دوسرے شخص کو اجازت دیدے تو کسی شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنا

48- اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ

45-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13968) .

46-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13372) .

47-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14545) .

48-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا يخطب على خطبة اخيه حتى ينكح او يدع (الحديث 5142) . تحفة الاشراف (7778) .

بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے اور کوئی ایک شخص دوسرے کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا نکاح کا پیغام بھیجے البتہ اگر دوسرا شخص نکاح کا پیغام ترک کردے یا اسے اجازت دیدے تو وہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔

49- اَخْبَرَنِیْ حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ اَنَّهُمَا سَاَلَا فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَنْ اَمْرِهَا فَقَالَتْ طَلَّقَنِیْ زَوْجِی ثَلَاثًا فَكَانَ يَرْزُقُنِیْ طَعَامًا فِيْهِ شَیْءٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ لِیَ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰی لَاَطْلُبَنَّهَا وَلَا اَقْبَلُ هٰذَا ۔ فَقَالَ الْوَكِيْلُ لَيْسَ لَكِ سُكْنٰی وَلَا نَفَقَةٌ ۔ قَالَتْ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكِ سُكْنٰی وَلَا نَفَقَةٌ فَاعْتَدِّیْ عِنْدَ فُلَانَةَ" ۔ قَالَتْ وَكَانَ يَاْتِيْهَا اَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: "اعْتَدِّیْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ اَعْمٰی فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِیْ" ۔ قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ آذَنْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَمَنْ خَطَبَكِ" ۔ فَقُلْتُ مُعَاوِيَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَاِنَّهُ غُلَامٌ مِّنْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ لَا شَیْءَ لَهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاِنَّهُ صَاحِبُ شَرٍّ لَا خَيْرَ فِيْهِ وَلٰكِنِ انْكِحِی اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" ۔ قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ ۔ فَقَالَ لَهَا ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَنَكَحَتْهُ ۔

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان دونوں نے سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں' اس نے مجھے کھانے کے لئے بھی کچھ دیا جس میں کچھ کمی تھی' میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر خرچ اور رہائش میرا حق ہے تو میں اس کو ضرور طلب کروں گی اور میں اس کو قبول نہیں کروں گی۔ وکیل نے کہا: تمہیں خرچ' رہائش کا حق نہیں ملے گا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں رہائش اور خرچ کا حق نہیں ملے گا تم فلاں خاتون کے ہاں عدت بسر کرو' وہ خاتون بیان کرتی ہیں' ان خاتون کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آیا کرتے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو تم مجھے بتا دینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' جب میری عدت ختم ہو گئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

49- اخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها (الحديث 36 و 37 و 38 و 39 و 40) . و اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2284 و 2235 و 2236 و 2237 و 2239) . واخرجه النسائي في النكاح، باب اذا استشارت المراة رجلًا فيمن يخطبها هل يخبرها بما يعلم (الحديث 3245) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثًا نفقة لها (الحديث 37 و 38 و 39 و 40) . و ابي داؤد في الطلاق، باب نفقة المبتوتة (الحديث 2289) . و النسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3405) . و الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها (الحديث 3548)، و في عشرة النساء من الكبرى، وضع المراة ثيابها عند الاعمى (الحديث 361) . تحفة الاشراف (18036 و 18038) .

تمہیں نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور قریش سے تعلق رکھنے والے ایک اور شخص نے (راوی نے اس کا نام ذکر نہیں کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ قریش کا لڑکا ہے اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور جہاں تک دوسرے شخص کا تعلق ہے تو وہ اچھا آدمی نہیں ہے اور اس میں بھلائی نہیں ہے البتہ تم اسامہ کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) مجھے یہ اچھا نہیں لگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ کہی تو میں نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔

بَابُ اِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلاً فِيمَنْ يَّخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی خاتون کسی مرد سے مشورہ کرے اس شخص کے بارے میں جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو کیا وہ مرد اپنے علم کے مطابق اسے بتائے گا

50 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ . فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ . فَجَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ" . فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِىْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ: "تِلْكَ امْرَاَةٌ يَّغْشَاهَا اَصْحَابِىْ فَاعْتَدِّىْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِىْ" . قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَايَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لاَ مَالَ لَهُ وَلٰكِنِ انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: "انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَيْرًا وَّاغْتَبَطْتُ بِهِ .

✧✧ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ' سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' ابوعمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دے دی وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے' انہوں نے اس خاتون کو اپنے وکیل کے ذریعے کچھ "جو" بھجوائے وہ خاتون اس وکیل پر ناراض ہوئیں تو وہ وکیل بولا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے آپ کو کوئی ادائیگی لازم نہیں ہے وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں خرچ کا حق حاصل نہیں ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی' تم ام شریک کے ہاں عدت بسر کرو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے اصحاب بکثرت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا شخص ہیں تم وہاں اپنے سر سے چادر اتار بھی دوگی تو کوئی بات نہیں ہے جب تمہاری عدت ختم ہوجائے تو تم مجھے بتادینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں' جب میری عدت ختم ہوگئی

50-تقدم في النكاح، خطبة الرجل اذا ترك الخاطب او اذن له (الحديث 3244) .

میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے تو وہ اپنی لاٹھی کندھے سے نیچے نہیں رکھتا جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون کہتی ہیں) مجھے وہ اچھے نہیں لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا: تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی کرلو! تو میں نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں میرے لئے بھلائی رکھ دی اور مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

بَابُ اِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَّجُلاً فِی الْمَرْاَةِ هَلْ یُخْبِرُهٗ بِمَا یَعْلَمُ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے خاتون کے بارے میں مشورہ کرے تو کیا وہ شخص اسے اپنے علم کے مطابق اطلاع دے گا

51- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِیْدِ عَنْ یَّزِیْدَ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "اَلاَ نَظَرْتَ اِلَیْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِیْثَ فِیْ مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ یَّزِیْدَ بْنِ کَیْسَانَ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَ وَالصَّوَابُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک انصاری شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہی حدیث میں نے ایک اور مقام پر زید بن کیسان کے حوالے سے دیکھی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے جبکہ درست روایت یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

52- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ یَّزِیْدَ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً اَرَادَ اَنْ یَّتَزَوَّجَ امْرَاَةً فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "اُنْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا" ۔

51-اخرجه مسلم في النكاح، باب ندب النظر الى وجه المراة و كفيها لمن يريد تزوجها (الحديث 74 و 75) . واخرجه النسائي في النكاح، اذا استشار رجل رجلا في المراة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3247) و الحديث عند: النسائي في النكاح، اباحة النظر قبل التزويج (الحديث 3234) تحفة الاشراف (13446) .

52-تقدم في النكاح، اذا استشار رجل رجلا في المراة هل يخبره بمايعلم (الحديث 3246) .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (نقص) ہوتا ہے۔

بَابُ عَرْضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ عَلٰی مَنْ یَّرْضٰی .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی (کے ساتھ شادی کے لئے) اپنے پسندیدہ شخص کو پیشکش کرنا

53- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسٍ - یَعْنِی ابْنَ حُذَافَةَ - وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلَقِیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُكَ حَفْصَةَ . فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ ذٰلِكَ . فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ فَلَقِیْتُهٗ فَقَالَ مَا اُرِیْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا . قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُكَ حَفْصَةَ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا فَکُنْتُ عَلَیْهِ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ فَخَطَبَهَا اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْكَ شَیْئًا . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْكَ شَیْئًا اِلَّا اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) یَذْکُرُهَا وَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَکَهَا نَکَحْتُهَا .

✧✧ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' (ان کی بیٹی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا' خنیس رضی اللہ عنہ یعنی ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کے (انتقال کی) وجہ سے بیوہ ہوگئیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میری ملاقات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے انہیں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی' میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کی شادی کروا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس بات کا جائزہ لوں گا کچھ دن گزرنے کے بعد جب میں ان سے ملا تو انہوں نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں تو انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جتنا غصہ آیا تھا اس سے زیادہ ان پر آیا' کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے مجھے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کردی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے تو انہوں نے فرمایا: شاید جب تم نے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی تھی اور میں نے جواب نہیں دیا تھا تو اس وجہ سے تمہیں مجھ پر غصہ آیا تھا' میں نے جواب دیا: جی ہاں انہوں نے فرمایا: میں

53-اخرجه البخاري في المغازي، باب . 12 . (الحديث 4005)، و في النكاح، باب عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير (الحديث 5122) . و باب من قال: لا نكاح الا بولي (الحديث 5129) مختصراً، وباب تفسير ترك الخطبة (الحديث 5145) مختصراً . و اخرجه النسائي في النكاح، انكاح الرجل ابنته الكبيرة (الحديث 3259) . تحفة الاشراف (10523) .

نے اس وقت اس لئے جواب نہیں دیا تھا جب تم نے میرے سامنے پیشکش کی تھی کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا اس لئے میں نبی اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اگر نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ شادی نہ کرتے تو میں کر لیتا۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا عَلٰى مَنْ تَرْضٰى .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے پسندیدہ شخص کے سامنے اپنے ساتھ نکاح کی پیشکش کرنا

54- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَّهُ فَقَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ فِيَّ حَاجَةٌ

✧✧ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ اس وقت ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئی اور اس نے اپنے آپ کو (نکاح کے لیے) نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کی۔ کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہیں گے۔

55- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَاَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَضَحِكَتِ ابْنَةُ اَنَسٍ فَقَالَتْ مَا كَانَ اَقَلَّ حَيَآئَهَا . فَقَالَ اَنَسٌ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ شادی کی پیشکش کی۔ (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہنس پڑیں اور بولی: وہ عورت کتنی کم حیا والی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ بہتر تھی کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے خود سے نکاح کی پیشکش کی تھی۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ اِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتِهَا رَبَّهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جائے تو اس کا نماز ادا کرنا اور اپنے پروردگار سے استخارہ کرنا

56- اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

54-اخرجه البخاري في النكاح، باب عرض المراة نفسها على الرجل الصالح (الحدى 5120) مطولًا، و في الادب، باب ما لا يستحيا من الحق للتفقه في الدين (الحديث 6123) مطولًا . و اخرجه النسائي في النكاح، باب عرض المراة نفسها على من ترضى (الحديث 3250) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب التي وهبت نفسها للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2001) . تحفة الاشراف (468) .

55-تقدم في النكاح، باب عرض المراة نفسها على من ترضى (الحديث 3249) .

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِزَيْدٍ "اذْكُرْهَا عَلَيَّ" . قَالَ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ فَقُلْتُ يَازَيْنَبُ اَبْشِرِيْ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَذْكُرُكِ . فَقَالَتْ مَا اَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى اَسْتَأْمِرَ رَبِّيْ فَقَامَتْ اِلٰى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِغَيْرِ اَمْرٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے سامنے میرے نکاح کے پیغام کا ذکر کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں آیا اور میں نے کہا: اے زینب! آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کے رسول نے مجھے بھیجا ہے۔ انہوں نے (نکاح کے لیے) آپ کا ذکر کیا ہے تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک میں اپنے پروردگار کا حکم معلوم نہ کرلوں۔ پھر وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوئیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس بارے میں قرآن نازل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی ان کے گھر میں اجازت لیے بغیر اندر آ گئے۔

آسمان سے حکم نکاح کے آنے کا بیان

57- اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ اَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْكَحَنِيْ مِنَ السَّمَاءِ . وَفِيْهَا نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام ازواج کے سامنے فخر کا اظہار کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میرا نکاح کیا ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں) انہی کے بارے میں حجاب کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی۔

استخارہ کے معنی ومفہوم کا بیان

استخارہ کے معنی ہیں خیر طلب کرنا، اور شریعت کی زبان میں اس سے خاص دعا مراد ہے۔ جب کسی معاملے کے مفید یا مضر ہونے میں تردد ہو اور کوئی ایک فیصلہ انسان کے لئے مشکل ہو جائے تو اس مشکل اور تردد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کرنا تاکہ اس معاملے میں تردد دور ہو جائے اور مفید پہلو متعین ہو جائے، یہ دعاء استخارہ کہلاتی ہے اور نماز استخارہ وہ نفل نماز ہے جو اس دعاء سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

استخارہ درحقیقت مشورے کی ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ ترین شکل ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ مشورہ اپنے ہم جنس افراد سے کیا جاتا ہے تاکہ ان کے علم وتجربہ سے فائدہ اٹھا کر مفید سے مفید تر قدم اٹھایا جائے، جبکہ استخارہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا جاتا ہے

55-اخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات وليمة العرس (الحديث 89) مطولاً . تحفة الاشراف (410) .

57-اخرجه البخاري في التوحيد، باب (وكان عرشه على الماء) (و هو رب العرش العظيم) (الحديث 7421) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الافتخار (الحديث 32) . تحفة الاشراف (1124) .

کہ اے اللہ! ہمارے اس معاملے کے مفید اور مضر تمام پہلوؤں سے آپ بخوبی واقف ہیں، آپ کے علم میں جو پہلو ہمارے لئے مفید اور بہتر ہو اسے ہمارے سامنے روشن کر کے، ہمارے دلوں کو اس کی طرف مائل و مطمئن کر دیجئے۔

اسلامی تعلیمات جو تمام کی تمام انسان کی دنیا و آخرت اور معاش و معاد کی درستی و صلاح کی کفیل ہیں، استخارہ بھی انہیں میں سے ایک زریں اصول ہے، جو تر دد اور مشکلات میں انسان کی درست رہنمائی اور سہولت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمایا ہے۔ در اصل انسان کتنا ہی عقلمند، زیرک، و دانا اور تجربہ کار و ہوش یار ہو، بہر حال اس کا علم حد درجہ ناقص، معلومات انتہائی محدود، تجربات کا دائرہ تنگ اور وہ بھی غیر یقینی، فہم میں نہایت کمزوری اور بے انتہاء تفاوت اور سب سے بڑھ کر اس کی بشری درماندگیاں اور عیوب و نقائص ایسا داغ ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ ہیں، اس لئے انسان کا اپنی آراء و افعال میں غلطی کر جانا اور مفید کو مضر یا مضر کو مفید سمجھ لینا ایک ایسی مشاہداتی، تجرباتی اور واقعاتی حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔ اس کے بر خلاف اللہ تعالیٰ کا وسیع و محیط علم اور بے مثال قدرت و بصیرت ایسی کامل و مکمل اور ہر شئی کو شامل و محیط ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ، ماضی و مستقبل سب اس کے احاطہ علم میں ہیں اور زیر قدرت ہیں اور وہ ہر چیز کے ہر پہلو سے بخوبی و بکمال واقفیت رکھتا ہے۔ اب ایسی علیم و خبیر اور قادر و بصیر ذات عالی سے اگر کسی معاملے میں رہنمائی لی جائے اور خیر طلب کی جائے تو کیا اس سے بڑھ کر کسی اور کی رہنمائی ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔

استخارہ انسان کی عملی زندگی کی ایک اہم ضرورت اور لازمی جزو ہے، کیوں کہ انسانی زندگی صبح و شام ایسے نو بنو حادثات اور تغیر پذیر حالات سے دوچار ہوتی ہے جہاں وہ لاچار ہو جاتا ہے کہ کسی نہایت باخبر ذات سے رہنمائی لے۔ مولانا عبد الماجد دریابادی نے ان حادثات و تغیرات کا بڑا صاف نقشہ پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ہر فرد بشر کو اپنی اپنی حیثیت و مرتبہ کے لحاظ سے دنیا کی کیسی کیسی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اختیار و اضطرار دونوں کی کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ رنج و راحت، غم و مسرت، ضعف و قوت، محبت و عداوت، تنگ دستی و فراغت، افسردگی و نشاط، بخل و جود، حلم و غضب، شقاوت و سعادت کی کیسی کیسی وادیوں میں سے ہو کر گزرنا ہوتا ہے۔ اپنے ضمیر سے کبھی دباؤ، کبھی مروت کے ماتحت کیسے کیسے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ شاعر ہو کہ ادیب، مورخ ہو کہ مفسر، صوفی ہو کہ فقیہ، زندگی کے اس اتار چڑھاؤ سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ ان ہوش ربا، دلخراش اور مدہوش کن حالات سے سابقہ پڑنے پر جو شخص، اللہ علیم و خبیر سے رہنمائی کا سوال کرلے اور سوال کا ڈھنگ بھی وہ ہو جو اس کے عظیم و جلیل پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھلایا ہوا ہو تو بتلایا جائے کیا ایسا شخص کبھی ندامت و پشیمانی اٹھائے گا؟ یقین نہ آئے تو صادق و امین آمنہ کے در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنیے!

> ترجمہ: جس نے استخارہ کیا وہ ناکامی سے دور رہا، جس نے مشورہ کیا وہ ندامت سے محفوظ رہا اور جس نے (معاشرت و معیشت میں) متوسط راہ اپنائی وہ محتاجی اور فقر سے بچ گیا۔ (کنز)

سر دست اس موضوع پر چند مزید احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیں تاکہ بظاہر معمولی نظر آنے والے عمل کی اصل حقیقت و اہمیت اور قدر و منزلت سے آگاہی ہو جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اور اس کے حکم پر راضی رہنا انسان کی نیک بختی اور بڑی سعادت ہے جبکہ استخارہ نہ کرنا اور اللہ

کے حکم پر ناراض ہونا بدبختی اور بڑی شقاوت ہے۔ (ترمذی)

(۲) جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے رب سے اس کے بارے میں استخارہ کرو پھر دیکھو کہ سب سے پہلے دل میں کیا خیال آتا ہے جو خیال پہلے آئے اسی میں خیر ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی دعا اس طرح تعلیم فرماتے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے اور تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تاکید فرماتے تھے (احیاء العلوم)

بعض حکماء کا مقولہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ چار چیزوں کی توفیق عطاء فرمادیں وہ چار چیزوں سے محروم نہ رہے گا 1) جس کو شکر کی توفیق عطا ہو وہ نعمتوں کی بڑھوتری سے محروم نہ ہوگا۔ جس کو توبہ کی توفیق مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا۔ جس کو استخارہ کی طرف متوجہ کردیا جائے وہ درست رائے اور مفید نتیجہ سے محروم نہ کیا جائے گا۔ جس کو مشورہ کرنے کی عادت ہو وہ درست مشورہ سمجھنے میں دھوکہ نہ کھائے گا۔

یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ استخارہ کن کاموں میں کیا جاتا ہے؟ آیا اس بارے میں کوئی تخصیص ہے یا ہر کام میں استخارہ کیا جاسکتا ہے اس کا مختصر اور آسان سا جواب یہ ہے کہ استخارہ صرف ان کاموں میں کیا جاتا ہے جن میں مفید یا مضر دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو، کیوں کہ ایسے موقع پر انسان متردد اور شش و پنج میں پڑ جاتا ہے، اور اس تردد کو ختم کرنے اور مفید پہلو جاننے کیلیے ہی استخارہ کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ مثلاً معاشی ضروریات کے لئے تجارت و ملازمت یا زراعت و مزدوری وغیرہ امور میں تردد ہو کہ آیا تجارت کی جائے یا ملازمت؟ اسی طرح یہ تردد کہ تجارت اپنے شہر میں کی جائے یا کسی دوسرے شہر کا سفر کیا جائے؟ وغیرہ۔ الغرض تمام وہ معاملات خواہ ان کا تعلق معاشرے سے ہو، معاملات سے ہو یا معیشت سے ہو جن کو اسلام نے جائز کہا ہو جب ان کے مختلف پہلوؤں میں تردد پیدا ہو جائے تو اس تردد کو دور کرنے کے لئے استخارہ مسنون اور مبارک و پسندیدہ عمل ہے۔

بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں شریعت نے فرض و واجب یا حرام قرار دیا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، جہاد اور حج عبادات میں، صداقت، امانت، دیانت، اخلاص وغیرہ اخلاق میں فرض اور مطلوب و پسندیدہ ہیں۔ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں استخارہ نہیں ہوتا کیوں کہ ان کا کرنا ہی مطلوب ہے اور اسی کا حکم ہے۔ اسی طرح جو چیزیں حرام اور گناہ ہیں مثلاً ناحق قتل کرنا، زناء کاری، شراب نوشی، ڈکیتی وغیرہ جرائم میں، اور سود خوری، ناجائز ملاوٹ، ناپ تول میں کمی بیشی، ناجائز ذخیرہ اندوزی خرید و فروخت میں حرام اور گناہ ہیں تو ان میں استخارہ نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ اوپر جو چیزیں ذکر کی گئیں جن میں استخارہ نہیں ہوسکتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں شریعت نے جو پہلو متعین کردیا اس پر عمل ضروری ہے اور خاص اسی پہلو میں استخارہ نہیں ہوسکتا کسی اور حیثیت سے استخارہ ممکن ہوسکتا ہے مثلاً جس پر حج فرض ہو اس کے لئے اس کی ادئیگی لازمی ہے اب یہ استخارہ نہیں ہوسکتا کہ حج کروں یا نہ کروں کیوں کہ کرنا ضروری ہو چکا ہے البتہ اس میں استخارہ ہوسکتا ہے کہ رفیق سفر کس کو بنایا جائے اور راستہ کون سا اختیار کیا جائے؟ وغیرہ۔

بَابُ كَيْفَ الْإِسْتِخَارَةُ .

یہ باب ہے کہ استخارہ کیسے کیا جائے؟

58- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ "اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَعِيْنُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ . اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ اَمْرِي - اَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ اَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ اَمْرِي - اَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ اَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِي بِهِ - قَالَ - وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ" .

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اس طرح کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ یہ فرماتے تھے: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔ پھر یہ پڑھے۔

''اے اللہ! میں تیرے علم کے مطابق تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے مطابق تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا تو غیوب کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے' میرے دین کے لیے' میری زندگی اور میرے انجام کے اعتبار سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان کر دے۔ پھر میرے لیے اس میں برکت کر دے۔ اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لیے' میرے دین کے لیے میری زندگی اور میری آخرت کے اعتبار سے برا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔

58-اخرجه البخاري في التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى (الحديث 1162)، و في الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة (الحديث 6382)، و في التوحيد ، باب قول الله تعالىٰ: (الحديث 7390) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في الاستخارة (الحديث 1538) و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 480) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 1383) . تحفة الاشراف (3055) .

حدیث استخارہ کی شرح کا بیان

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں: الاستخارۃ: اسم ہے، اور استخار اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس نے بہتر چیز اور خیر طلب کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت دو کاموں میں سے بہتر اور اچھا کام طلب کرنا۔

قولہ: "ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب معاملات میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے۔

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: عام کہہ کر خاص مراد لیا گیا ہے، کیونکہ کسی واجب اور مستحب کام کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جائیگا اور نہ ہی کسی حرام اور مکروہ کام کو ترک کرنے کے لیے استخارہ ہوگا، بلکہ جب کوئی مباح اور مستحب کام میں سے دو معاملے ایک دوسرے کے معارض ہوں کہ اسے کونسے عمل سے ابتدا کرنی چاہیے اور کس کام پر اقتصار کرنے کے لیے استخارہ ہوگا۔

میں کہتا ہوں: یہ عموم ہر حقیر اور عظیم کام کو شامل ہے، ہوسکتا ہے کسی حقیر اور چھوٹے سے کام کرنے کے نتیجہ میں امر عظیم حاصل ہو جائے۔

قولہ: "اذا ھم" جب اسے کوئی کام درپیش ہو۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "جب تم میں کوئی کام کرنا چاہے تو وہ یہ کہے۔

قولہ: "تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔

اس میں نماز فجر سے احتراز کیا گیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "الاذکار" میں کہتے ہیں: مثلاً اگر کسی نے نماز ظہر کے فرضوں یا دوسری سنت مؤکدہ کے بعد دعاء استخارہ کہی، ۔۔۔ اور ظاہر یہ ہوتا ہے ایسا کہا جائے:

اگر اس نے بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ کی نیت کی تو یہ کافی ہوگی، لیکن اگر نیت نہ کی تو پھر نہیں۔

اور ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: نماز کو دعاء سے مقدم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: استخارہ سے مراد دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی جمع کرنا ہے، اس لیے مالک الملک کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز سے بہتر اور افضل اور نفع مند چیز کوئی نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی حمد و تعریف اور ثناء، اور مالی اور حال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاجگی ہے۔

قولہ: "ثم لیقل" پھر یہ کہے" ظاہر یہ ہے کہ یہ دعاء دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائیگی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں نماز کے اذکار اور دعاء کی ترتیب ہو تو اس طرح فراغت کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء پڑھے۔

قولہ: "اللھم انی استخیرك" یہاں باء تعلیل کے لیے ہے، یعنی اس لیے کہ اے اللہ تو زیادہ علم والا ہے۔

اور اسی طرح "بقدرتک" میں بھی باء تعلیل کے لیے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء استعانۃ کی ہو۔

قولہ: "استقدرک" اس کا معنی یہ ہے: میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ مطلوبہ عمل اور کام پر مجھے قدرت عطا کر، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو: میں تجھ سے اس کام میں آسانی اور سہولت کا طلبگار رہوں، یعنی میری قدرت میں کر دے۔

قولہ: "و اسئلك من فضلك" یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ رب کی جانب سے عطاء اس کی جانب سے فضل ہے، اور کسی ایک کو بھی اس کی نعمتوں میں اس پر حق حاصل نہیں، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قولہ: "فانك تقدر و لا اقدر، و تعلم و لا اعلم" تو قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یقیناً علم اور قدرت صرف اللہ وحدہ کے لیے ہی ہے، اور اس میں سے بندے کے لیے وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں رکھا ہے۔

قولہ: "اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر" اے اللہ اگر تجھے علم ہے کہ یہ کام۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "پھر اس کام کا بعینہ نام لے" اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ اسے زبان سے ادا کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دعاء کرتے وقت اس کام کو اپنے ذہن میں رکھے۔

قولہ: "فاقدرہ لی" یعنی اسے میرے لیے پورا کر دے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے: میرے لیے اس کام کو آسان کر دے۔

قولہ: "فاصرفه عني و اصرفني عنه" اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے۔ یعنی اس کام کو چاہنے کے باوجود اس کام کو نہ کر سکنے کی حالت میں اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

قولہ: "و رضني" یعنی مجھے اس پر راضی کر دے، تاکہ میں اسے طلب کرنے اور نہ ہی اسے کرنے پر نادم نہ رہوں، کیونکہ مجھے اس کے انجام کی خبر نہیں، اگرچہ میں اس کام کو کرنے کی خواہش کے وقت اس پر راضی تھا۔

اس میں راز یہ ہے کہ اس کا دل اس کام کے ساتھ معلق نہ رہے اور وہ کبیدہ خاطر نہ ہو، بلکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے، اور فیصلہ اور قضاء پر راضی اور سکون نفس حاصل ہو سکے۔

استخارہ کی تعلیم دینے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تمام کاموں کے لئے دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کی تعلیم کا بہت اہتمام رکھتے تھے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت (نفل) پڑھے پھر یہ دعائے پڑھے۔" اے اللہ! میں تیرے علم کے وسیلے سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (نیک عمل کرنے کی) تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو ہی (ہر چیز پر) قادر ہے میں (تیری مرضی کے بغیر کسی چیز پر) قادر نہیں ہوں، تو (سب چیزوں کو) جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یعنی مقصد) میرے لئے میرے دین میں، میری دنیا میں، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اس جہان (یعنی دنیا) میں اس جہان (آخرت) میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مہیا فرما دے اور اسے میرے لئے آسان فرما دے، پھر اس میں میرے واسطے برکت دے اور اگر تو اس امر (یعنی میرے مقصد اور میری مراد) کو میرے دین، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اور اس جہان اور اس جہان میں برا جانتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے پھیر دے اور

میرے لئے جہاں بھلائی ہو وہ مہیا فرما پھر اس کے ساتھ مجھے راضی کر۔" روای کہتے ہیں کہ لفظ ہذا الامر کی جگہ) اپنی حاجت کا نام لینا چاہیے۔ (صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث، **1296**)

اگر ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک و تردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ استخارے کو اپنا راہبر و مشیر بنایا جائے۔ کھانے پینے یا اسی قسم کے دوسرے مقرر و متعین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ نہ کیا جائے استخارے کی برکت یہ ہے کہ کام شروع کرنے والے کے حق میں جو بات بھی بہتر ہوتی ہے وہ اس کے دل میں جگہ لے لیتی ہے اور دل اپنے حق میں بہتر بات ہی کا فیصلہ کرتا ہے۔ استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہ کے استخارے کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے۔ اگر سنت کی، تحیۃ المسجد کی یا تحیۃ الوضو کی پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ہی دو رکعت پڑھنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ علیحدہ سے دو رکعت نماز بطور خاص استخارہ کی نیت ہی سے پڑھنی چاہیے۔

اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنی چاہیے پڑھ سکتا ہے کسی خاص سورت کا تعین نہیں ہے تاہم بعض روایتوں میں ہے کہ قل یا ایُّھا الکافرون اور قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ دعا کے الفاظ "او عاجل امری" میں صرف اور صرف راوی کے شک کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی راوی کو شک واقع ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فرمایا ہے یا ان تینوں الفاظ کی جگہ عاجل امری واجلہ فرمایا۔ بہر حال افضل یہ ہے کہ اس دعا میں یہ دونوں جملے پڑھے جائیں۔

حدیث کی آخری الفاظ ویسمی حاجتہ کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں لفظ ھذا الامر بطریق عموم واقع ہے استخارہ کرنے والا اپنی دعا میں اس جگہ اپنا مقصد اور اپنی مراد ظاہر کرے مثلاً "ھذا الامر" کی بجائے یوں کہے: "ھذا السفر یا ھذا الا قامۃ" یا اسی طرح جو بھی مقصد ہو ذکر کرے نیز یہ بھی جائز ہے کہ پہلے ھذا الامر کہہ لے اس کے بعد اپنا مقصد اور اپنی مراد کا ذکر کرے۔ ایک اور روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے کہ "اگر کسی آدمی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صرف یہ پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ اخِرلِیْ وَاخْتَرلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ ۔ "اے اللہ! (میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے) میرے لئے پسند اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے (یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے، جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے۔

مسائل کے حل کے لئے استخارہ کرنے کا بیان

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق فرماتے ہیں میرے اور حضرت صدیق کے درمیان کلالہ کے بارے میں اختلاف ہوا اور بات وہی تھی جو میں کہتا تھا۔ حضرت عمر نے سگے بھائیوں اور ماں زاد بھائیوں کو جبکہ وہ جمع ہوں، ثالث میں شریک کیا تھا اور حضرت

ابوبکراس کے خلاف تھے۔ابن جریر میں ہے کہ خلیفۃ المومنین جناب فاروق نے ایک رقعہ پر دادا کے ورثے اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا پھر استخارہ کیا اور ٹھہرے رہے اور اللہ سے دعا کی کہ پروردگار اگر تیرے علم میں اس میں بہتری ہے تو تو اسے جاری کر دے پھر جب آپ کو زخم لگایا گیا تو آپ نے اس رقعہ کو منگوا کر مٹا دیا اور کسی کو علم نہ ہوا کہ اس میں کیا تحریر تھا پھر خود فرمایا کہ میں نے اس میں دادا کا اور کلالہ کا لکھا تھا اور میں نے استخارہ کیا تھا پھر میرا خیال یہی ہوا کہ تمہیں اسی پر چھوڑ دوں جس پر تم ہو۔

(تفسیر ابن کثیر، النساء، ۱۷۶، بیروت)

مشرکین کو حدود حرم سے نکال دینے کا بیان

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اپنے پاک دین والے پاکیزگی اور طہارت والے مسلمان بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ دین کی رو سے نجس مشرکوں کو بیت اللہ شریف کے پاس نہ آنے دیں یہ آیت سنہ 9 ہجری میں نازل ہوئی اسی سال نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کر دو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی ننگا شخص بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ کے گھر کا طواف کیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ غلام اور ذمی شخص کو مستثنیٰ بناتے ہیں۔

مسند کی حدیث میں فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہماری اس مسجد میں اس کے بعد سوائے معاہدہ والے اور تمہارے غلاموں کے اور کوئی کافر نہ آئے۔لیکن اس مرفوع سے زیادہ صحیح سند والی موقوف روایت ہے۔خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان جاری کر دیا تھا کہ یہود و نصرانی کو مسلمانوں کی مسجدوں میں نہ آنے دو ان کا یہ امتناعی حکم اسی آیت کے تحت تھا۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حرم سارا اس حکم میں مثل مسجد حرام کے ہے۔یہ آیت مشرکوں کی نجاست پر بھی دلیل واثق ہے۔ صحیح حدیث میں ہے مومن نجس نہیں ہوتا۔باقی رہی یہ بات کہ مشرکوں کا بدن اور ذات بھی نجس ہے یا نہیں؟ پس جمہور کا قول تو یہ ہے کہ نجس نہیں۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا ہے۔

بعض ظاہر یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے بدن بھی ناپاک ہی۔حسن فرماتے ہیں جوان سے مصافحہ کرے وہ ہاتھ دھو ڈالے۔اس حکم پر بعض لوگوں نے کہا کہ پھر تو ہماری تجارت کا مندا ہو جائے گا۔ہمارے بازار بیرونق ہو جائیں گے اور بہت سے فائدے جاتے رہیں گے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ غنی وحمید فرماتا ہے کہ تم اس بات سے نہ ڈرو اللہ تمہیں اور بہت سی صورتوں سے دلا دے گا تمہیں اہل کتاب سے جزیہ دلائے گا اور تمہیں غنی کر دے گا تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ رب جانتا ہے اس کا حکم اس کی ممانعت کسی نہ کسی حکمت سے ہی ہوتی ہے۔یہ تجارت اتنے فائدے کی نہیں جتنا فائدہ وہ تمہیں جزیئے سے دیتا۔ان اہل کتاب سے جو اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور قیامت کے منکر ہیں جو کسی نبی کے صحیح معنی میں پورے متبع نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کے اور اپنے بڑوں کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی شریعت پر پورا ایمان ہوتا تو وہ ہمارے اس نبی پر بھی ضرور ایمان لاتے ان کی بشارت تو ہر نبی دیتا رہا ان کی اتباع کا حکم ہر نبی نے دیا لیکن باوجود اس کے وہ اس اشرف الرسل کے انکاری ہیں پس اگلے نبیوں کے شرع سے بھی دراصل انہیں کوئی دور کا سروکار بھی نہیں اسی وجہ سے ان نبیوں کا زبانی اقرار ان کے لئے بیسود ہے کیونکہ یہ سید الانبیاء افضل الرسل خاتم النبین اکمل المرسلین سے کفر کرتے ہیں اس لئے ان سے بھی جہاد کرو۔ ان سے جہاد کے حکم کی یہ پہلی آیت ہے اس وقت تک آس پاس کے مشرکین سے جنگ ہو چکی تھی ان میں سے اکثر توحید کے جھنڈے تلے آچکے تھے جزیرۃ العرب میں اسلام نے جگہ کر لی تھی اب یہود و نصاریٰ کی خبر لینے اور انہیں راہ حق دکھانے کا حکم ہوا۔

سنہ 9 ہجری میں یہ حکم اترا اور آپ نے رومیوں سے جہاد کی تیاری کی لوگوں کو اپنے ارادے سے مطلع کیا مدینہ کے اردگرد کے عربوں کو آمادہ کیا اور تقریباً تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کا رخ کیا۔ بجز منافقین کے یہاں کوئی نہ رکا سوائے بعض کے۔ موسم سخت گرم تھا پھلوں کا وقت تھا روم سے جہاد کے لئے شام کے ملک کا دور دراز کا کٹھن سفر تھا۔ تبوک تک تشریف لے گئے وہاں تقریباً بیس روز قیام فرمایا پھر اللہ سے استخارہ کر کے حالت کی تنگی اور لوگوں کی ضعیفی کی وجہ سے واپس لوٹے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں گی۔ یہی بات تھی جسے آپ نے ظاہر نہ فرمایا اور حضرت زید کو سمجھایا کہ وہ اپنی بیوی کو الگ نہ کریں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ کی وحی کتاب اللہ میں سے ایک آیت بھی چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا لیتے۔ وطر کے معنی حاجت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب زید ان سے سیر ہو گئے اور باوجود سمجھانے بجھانے کے بھی میل ملاپ قائم نہ رہ سکا بلکہ طلاق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کو اپنے نبی کے نکاح میں دے دیا۔ اس لئے ولی کے ایجاب وقبول سے مہر اور گواہوں کی ضرورت نہ رہی۔

مسند احمد میں ہے حضرت زینب کی عدت پوری ہو چکی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے کہا کہ تم جاؤ اور انہیں مجھ سے نکاح کرنے کا پیغام پہنچاؤ۔ حضرت زید گئے اس وقت آپ آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زید پر ان کی عظمت اس قدر چھائی کہ سامنے پڑ کر بات نہ کر سکے منہ پھیر کر بیٹھ گئے اور ذکر کیا۔ حضرت زینب نے فرمایا ٹھہرو! میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لوں۔ یہ تو کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے اطلاع چلے آئے پھر ولیمے کی دعوت میں آپ نے ہم سب کو گوشت روٹی کھلائی۔ لوگ کھا پی کر چلے گئے مگر چند آدمی وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

آپ باہر نکل کر اپنی بیویوں کے حجرے کے پاس گئے۔ آپ انہیں السلام علیک کرتے تھے اور وہ آپ سے دریافت کرتی تھیں کہ فرمائیے بیوی صاحبہ سے خوش تو ہیں؟ مجھے یہ یاد نہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی یا آپ خبر دیئے گئے کہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد آپ اس گھر کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا میں نے آپ کے ساتھ ہی جانے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے پردہ گرا دیا اور میرے اور آپ کے درمیان حجاب ہو گیا اور پردے کی آیتیں اتریں اور صحابہ کو نصیحت کی گئی اور

فرمادیا گیا کہ نبی کے گھروں میں بے اجازت نہ جاؤ۔ (مسلم وغیرہ)

بیت اللہ کی تعمیر اور استخارہ کا بیان

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعد ازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبۃ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اس کی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بنا تا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سرِ نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہوگا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذا نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ ۱۲۸، بیروت)

بَابُ اِنْكَاحِ الْاِبْنِ اُمَّهُ ۔

یہ باب ہے کہ بیٹے کا اپنی ماں کی (دوسری) شادی کروا دینا

59- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ حَدَّثَنِىْ ابْنُ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ اِلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوَّجْهُ فَبَعَثَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ اَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنِّىْ امْرَاَةٌ غَيْرٰى وَاَنِّىْ امْرَاَةٌ مُّصْبِيَةٌ وَّلَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَوْلِيَائِىْ شَاهِدٌ ۔

فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ: "اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا اَمَّا قَوْلُكِ اِنِّىْ امْرَاَةٌ غَيْرٰى فَسَاَدْعُو اللّٰهَ لَكِ فَيُذْهِبُ غَيْرَتَكِ وَاَمَّا قَوْلُكِ اِنِّىْ امْرَاَةٌ مُّصْبِيَةٌ فَسَتُكْفَيْنَ صِبْيَانَكِ وَاَمَّا قَوْلُكِ اَنْ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَوْلِيَائِىْ شَاهِدٌ فَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَّلَا غَائِبٌ يَّكْرَهُ ذٰلِكَ" ۔ فَقَالَتْ لِابْنِهَا يَا عُمَرُ قُمْ فَزَوِّجْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَزَوَّجَهٗ ۔ مُخْتَصَرٌ ۔

✧✧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کی عدت ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو

59-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18204) .

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ شادی نہیں کی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ رسول اللہ کو بتا دیں کہ میں ایک تیز مزاج عورت ہوں اور بال بچے دار بھی ہوں۔ میرے سرپرستوں میں کوئی یہاں موجود بھی نہیں ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم اس کے پاس جا کر اس سے یہ کہو کہ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے میں تیز مزاج عورت ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں گا کہ وہ تمہارے مزاج کی تیزی کو ختم کر دے۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ تم بال بچے دار عورت ہو تو تم اپنے بچوں کی کفایت کرلوگی۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ میرا کوئی سرپرست نہیں ہے تو تمہارے سرپرست موجود ہوں یا نہ ہوں ان میں سے کوئی بھی اس بات کو ناپسند نہیں کرے گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! تم اٹھو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (میری) شادی کروا دو تو اس صاحبزادے نے وہ شادی کروادی (راوی بیان کرتے ہیں) یہ حدیث مختصر ہے۔

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيْرَةَ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کم سن بیٹی کی شادی کروانا

60- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تھی وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ جب ان کی رخصتی ہوئی وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔

61- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَدَخَلَ عَلَيَّ لِتِسْعِ سِنِيْنَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے تو شادی کی تو میں اس وقت سات سال کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔

62- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِتِسْعِ سِنِيْنَ وَصَحِبْتُهُ تِسْعًا .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں نو سال کی تھی اور میں نو سال آپ کے ساتھ رہی۔

60-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الاب البكر الصغيرة (الحديث 70) . تحفة الاشراف (17203) .

61-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16781) .

62-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17796) .

63- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَّمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کی تو اس وقت وہ نو سال کی تھیں اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔

باپ کے لئے عدم اجازت صغیرہ پر اجماع کا بیان

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ باپ اپنی چھوٹی عمر کی بچی کی شادی کرسکتا ہے اور اس میں اسے بچی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے شادی کی تو ان کی عمر ابھی چھ یا سات برس تھی، ان کا نکاح ان کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ (الاستذکار (ج16/ 49-50.)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ چھوٹی بچی کا والد اس کی شادی کرے گا اس پر اتفاق ہے بخلاف شاذ قول کے ۔کیونکہ اسی پر اتفاق ہے۔ (فتح الباری (ج۹ص۳۳۹)

چھوٹی بچی کی رخصتی اور اس سے دخول کرنا

عقد نکاح کرنے سے یہ چیز لازم نہیں آتی، کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ بعض اوقات بڑی عمر کی عورت کا نکاح ہوتا ہے لیکن اس سے اس کا دخول لازم نہیں آتا، اور اس کا پوری وضاحت سے بیان اس طرح ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات عقد نکاح کے بعد اور دخول یعنی رخصتی سے قبل ہی طلاق ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں اس کے کچھ احکام بھی ہیں اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے چھوٹی عمر کی بچی کو بھی شامل ہے اگر مہر مقرر کیا گیا ہے تو اسے نصف مہر ادا کرنا ہوگا، اور اس کی کوئی عدت نہیں ہوگی۔

نصف مہر کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:) اور اگر تم انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کردیا ہو تو مقرر کردہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کردیں، یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کردے (البقرۃ (237.) اور دوسری عورت یعنی جس پر عدت نہیں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:) اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو، چنانچہ تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو اور بھلے طریقہ سے انہیں رخصت کردو (الاحزاب (49.)

اس بنا پر جس چھوٹی بچی کا نکاح ہو جائے تو اسے خاوند کے سپرد اس وقت نہیں کیا جائیگا جب تک وہ رخصتی اور مباشرت کے قابل نہیں ہو جاتی، اور اس میں اس کے بالغ ہونے کی شرط نہیں؛ بلکہ مباشرت کو برداشت کرنے کی طاقت ہونی چاہیے، اور اگر رخصتی ہونے کے بعد طلاق ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں علماء کے یہ اقوال ہیں جو کہ چھوٹی بچی سے استمتاع یا اس سے دخول کا گمان کرنے والے کا رد ہیں۔

63-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الاب البكر الصغيرة (الحديث 72) . تحفة الاشراف (15956) .

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: " چھوٹی عمر کی لڑکی کی رخصتی اور اس سے دخول کا وقت یہ ہے کہ: اگر خاوند اور ولی کسی ایسی چیز پر متفق ہوئے ہوں جس میں چھوٹی بچی کو نقصان اور ضرر نہیں تو اس پر عمل کیا جائیگا، اور اگر ان میں اختلاف ہو تو امام احمد اور ابو عبید کہتے ہیں کہ: نو برس کی بچی کو اس پر مجبور کیا جائیگا لیکن اس سے چھوٹی بچی کو نہیں۔

اور امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کہتے ہیں۔ اس کی حد جماع برداشت کرنے کی استطاعت ہے، اور یہ چیز عورتوں میں مختلف ہوتی ہے اس میں عمر کی قید نہیں لگائی جاسکتی، اور صحیح بھی یہی ہے، اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں عمر کی تحدید نہیں، اور نہ ہی اس میں منع کیا گیا ہے کہ اگر وہ اس عمر سے قبل استطاعت رکھتی ہو اس کی رخصتی نہیں کی جائیگی۔ اور نہ ہی اس کے لیے اجازت پائی جاتی ہی جو نو برس کی ہونے کے باوجود جماع کی استطاعت نہ رکھتی ہو۔ داودی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بہتر جوان ہوئی تھیں۔ (شرح مسلم (9/ 206.)

نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد ملنے والے اختیار کا حکم

اگر باپ یا دادا ان دونوں کی شادی کر دیتے ہیں۔ نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کی' تو ان دونوں کے بالغ ہونے کے بعد ان دونوں کو اسے ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا' کیونکہ وہ دونوں کامل رائے رکھتے ہیں اور زیادہ شفقت رکھتے ہیں' تو ان دونوں کی موجودگی کی وجہ سے عقد لازم ہو جائے گا' جیسا کہ اس لڑکے اور لڑکی کے بلوغت کے بعد رضامندی کی وجہ سے یہ لازم ہو جاتا۔

اگر باپ یا دادا کے علاوہ کوئی اور (رشتے دار) ان کی شادی کر دیتا ہے' تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو (نکاح کو ختم کرنے کا) اس وقت اختیار حاصل ہوگا جب وہ بالغ ہو جائے اگر وہ چاہے تو نکاح کو برقرار رکھے گا اگر چاہے تو فسخ کر دے۔ یہ رائے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ان دونوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ انہوں نے اسے بھی باپ اور دادا پر قیاس کیا ہے۔ ان دونوں حضرات (یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد) کی دلیل یہ ہے: بھائی کی رشتے داری ناقص ہوتی ہے اور یہ کمی شفقت میں کمی کا احساس دلاتی ہے جس کے نتیجے میں مقاصد میں خلل کا امکان در آتا ہے' تو اس کا تدارک صرف بالغ ہونے پر اختیار دینے سے ہی ممکن ہے۔ حکم کے مطلق ہونے میں باپ' دادا کے علاوہ میں' ماں اور قاضی بھی شامل ہوں گے' اور یہی صحیح روایت ہے' کیونکہ ان میں سے ایک میں رائے کمزور ہوتی ہے اور دوسرے میں شفقت کی کمی پائی جاتی ہے' تو ایسی صورت میں اس کو اختیار دیا جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب نکاح، لاہور)

بلوغ کی علامت و مفہوم کا بیان

لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت یہ کہ اس کو احتلام ہونے لگے اور اس میں عورت کو حاملہ کر دینے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور انزال ہو سکتا ہو۔ اسی طرح لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو ماہوری آ جائے اور احتلام ہو جائے اور اس کے حمل ہو سکتا ہو اگر یہ علامتیں نہ پائی جائیں تو پھر جب لڑکے اور لڑکی دونوں کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ کے حکم میں داخل ہو جائیں گے فتوی اسی قول پر ہے لڑکے کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت بارہ برس کی عمر ہے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت

نو برس ہے۔

اگر لڑکا لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان دونوں کی اس بات کو صحیح سمجھا جائے گا اور وہ دونوں حکم میں بالغ کی مانند ہوں گے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ تین ہجری میں غزوہ احد کے موقع پر جہاد میں جانے کے لئے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس کر دیا یعنی جہاد میں شرکت کے لئے مجھ کو نہ لے گئے) پھر غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جہاد میں جانے کی اجازت عطاء فرمادی کیونکہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے (بخاری مسلم مشکوۃ شریف، ج ۳، حدیث ۵۶۴)

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ حدیث سنی تو مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا کہ جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ جب لڑکا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور جو پندرہ سال کی عمر کو نہ پہنچے اس کو نابالغ لڑکوں میں شمار کیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے۔

نکاح میں خیارِ بلوغ کا فقہی مفہوم وحکم

نابالغ لڑکی یا لڑکے کا بلوغت سے قبل ولی کے کیے ہوئے نکاح کو بالغ ہونے پر رد کر دینے کا اختیار خیارِ بلوغ کہلاتا ہے۔

اسلام نے خواتین کو ازدواجی حقوق عطا کرتے ہوئے خیارِ بلوغ کا حق عطا کیا جو اسلام کے نزدیک انفرادی حقوق کے باب میں ذاتی اختیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ احناف کے نزدیک اگر کسی ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کیا ہو تو وہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہونے پر خیارِ بلوغ کا حق استعمال کر کے نکاح ختم کر سکتے ہیں۔

جس طرح بالغ خاتون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر ولی نے اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا ہو تو عدم رضا کی بناء پر اسے اس نکاح کو تسلیم نہ کرنے اور باطل قرار دینے کا اختیار حاصل ہے، اسی طرح ایک نابالغہ کو بھی جس کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں کسی ولی نے کیا ہو، بلوغ کے بعد عدم رضا کی بناء پر خیار بلوغ حاصل ہے۔

خیارِ بلوغ کے حق کی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں قدامہ بن مظعون نے اپنی بھتیجی اور حضرت عثمان بن مظعون کی صاحب زادی کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیا تھا اور وہ لڑکی بوقت نکاح نابالغ تھی۔ بلوغت کے بعد اُس لڑکی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور پسماندگان میں خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سے ایک بیٹی چھوڑی اور اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی۔ راوی عبداللہ کہتے ہیں: یہ دونوں میرے خالو

تھے۔ میں نے قدامہ بن مظعون کو عثمان بن مظعون کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرا نکاح اس سے کرا دیا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آیا اور اسے مال کا لالچ دیا۔ وہ عورت اس کی طرف مائل ہوگئی اور لڑکی بھی اپنی ماں کی خواہش کی طرف راغب ہوگئی پھر ان دونوں نے انکار کر دیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا۔

قدامہ بن مظعون نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور میرے بھائی نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی پس میں اس کی شادی اس کے ماموں زاد عبداللہ بن عمر سے کردی۔ میں نے اس کی بھلائی اور کفو میں کوئی کمی نہ کی لیکن یہ عورت اپنی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہوگئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یتیم ہے، لہٰذا اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میرا اس کے مالک بننے کا جھگڑا ہی ختم ہوگیا اور اس نے مغیرہ سے شادی کرلی۔

(احمد بن حنبل، المسند، رقم ۶۱۳۶)

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علیحدگی کا حکم دیا اور فرمایا: یتیم بچیوں کا نکاح ان کے اجازت کے بغیر نہ کیا جائے پس اگر وہ خاموش رہیں تو وہی ان کی اجازت ہے۔ (بیہقی، السنن الکبری، 7:121)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی کہ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا (یعنی اگر وہ چاہے تو نکاح فسخ کر دے)۔

سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 331)

دعویٰ بلوغت میں قول مدعی قبول کیا جائے گا

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح نابالغہ سمجھ کر اس کے باپ نے کر دیا وہ کہتی ہے میں بالغہ ہوں میرا نکاح صحیح نہ ہوا اور اس کا باپ یا شوہر کہتا ہے نابالغہ ہے اور نکاح صحیح ہے تو اگر اس کی عمر نو برس کی ہو اور مراہقہ (۹ برس عمر تقریباً) ہو تو لڑکی کا قول مانا جائے گا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو بلوغ کے گواہ کو ترجیح ہے۔ یونہی اگر لڑکے مراہق (۱۲ سال تقریباً عمر ہو) نے اپنے بلوغ کا دعویٰ کیا تو اسی کا قول معتبر ہے، مثلاً اس کے باپ نے اس کی کوئی چیز بیچ ڈالی، یہ کہتا ہے میں بالغ ہوں اور بیع صحیح نہ ہوئی اس کا باپ یا خریدار کہتا ہے نابالغ ہے تو بالغ ہونا قرار پائے گا جب کہ اس کی عمر اس قابل ہو۔ (درمختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۶۵، بیروت)

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیارِ بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے اس پر عملدرآمد بھی نہ کیا، اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی کہ اس کے لیے جہل عذر نہیں اور لونڈی کسی کے نکاح میں ہے اب آزاد ہوئی تو اسے خیارِ عتق حاصل ہے کہ بعد آزادی چاہے اس نکاح پر باقی رہے یا فسخ کرالے۔ اس کے لیے جہل عذر ہے کہ باندیوں کو مسائل سیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور حرہ کو ہر وقت حاصل ہے اور نہ سیکھنا خود اسی کا قصور ہے لہٰذا قابلِ معذوری نہیں۔ لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیارِ بلوغ باطل نہ ہوگا، جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً

بوسہ لینا، چھونا، مہر لینا دینا، وطی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔ رہا یہ امر کہ فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں اگر اُس سے وطی نہ ہوئی تو مہر بھی نہیں اگر چہ فرقت جانب زوج سے ہو اور وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم ہوگا اگر چہ فرقت جانب زوجہ سے ہو۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی نے عورت بالغہ کا نکاح اس کے سامنے کردیا اور اُسے اس کا علم بھی ہوا اور سکوت کیا تو یہ رضا ہے۔ یہ احکام جو مذکور ہوئے ولی اقرب کے ہیں، اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کو آری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔ اور اگر ولی نے عورت سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ فلاں سے تیرا نکاح کردوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، جب چلا گیا تو کہنے لگی میں راضی نہیں اور ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور نکاح کردیا تو صحیح ہو گیا۔

(درمختار، کتاب النکاح)

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيْرَةَ ۔

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بڑی بیٹی کی شادی کروانا

64- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ يَعْنِىْ تَاَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِىِّ - وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَتُوُفِّىَ بِالْمَدِيْنَةِ - قَالَ عُمَرُ فَاَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ۔ قَالَ سَاَنْظُرُ فِىْ اَمْرِىْ فَلَبِثْتُ لَيَالِىَ ثُمَّ لَقِيَنِىْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِىْ اَنْ لاَ اَتَزَوَّجَ يَوْمِىْ هٰذَا ۔ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ ۔ فَصَمَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ اِلَىَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّىْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِىَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِىْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَىَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَىَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَيْكَ شَيْئًا ۔ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ ۔ قَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِىْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ شَيْئًا فِيْمَا عَرَضْتَ عَلَىَّ اِلَّا اَنِّىْ قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ ذَكَرَهَا وَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِىَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَبِلْتُهَا ۔

✧✧ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ کے انتقال کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت

64- تقدم (الحديث 3248) .

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا' اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں۔ وہ بولے میں اس کا جائزہ لیتا ہوں۔ کچھ دن گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے تو وہ بولے کہ میرا یہ خیال ہے کہ ابھی مجھے شادی نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کروا دیتا ہوں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے اور انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ آیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور بولے کہ شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہے کہ جب مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی تھی تو میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کو اس لیے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے میرے سامنے یہ پیشکش کی تھی کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے نکاح کا پیغام بھیجنے والے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

صاحب رائے عورت کی ولایت میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک جب عورت بڑی عمر کی ہو جائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہو رہ سکتی ہے، اور ثیبہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب امن نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں، ابتدا میں یہی لکھا ہے۔

اور مالکی کہتے ہیں: عورت کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی، حتیٰ کہ شادی تک نفسی ولایت ہو گی اور جب خاوند کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہو گی۔

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ: جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا۔

اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ: اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آ جائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کر دے، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے

(الموسوعۃ الفقھیۃ (8/204-205.)

اولاد کی مسئولیت و ذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں، اور علماء کرام کا تقریباً اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہو جائے، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاوند ذمہ دار موجود ہے، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ امن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

ولایت نکاح کے اطلاق میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

امام شافعی کا مؤقف یہ ہے: ولایت کا حق دینے کی بنیاد شفقت اور مہربانی کا جذبہ ہے کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں میں یہ جذبہ کم پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی کمی کی وجہ سے باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے کسی رشتے دار میں یہ ولایت ثابت نہیں ہوگی۔

اپنے مؤقف کی تائید میں امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں: یہی وجہ ہے: باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ولی نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے مال میں تصرف نہیں کرسکتا۔ حالانکہ مال کی حیثیت ذات کے مقابلے میں کم ہوتی ہے تو پھر ذات کے بارے میں تصرف کرنے کا حق باپ دادا کے علاوہ کسی اور کو کیسے دیا جاسکتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے: نفسِ قرابت (رشتے داری) شفقت اور رحمت کا تقاضا کرتی ہے اس لئے باپ اور دادا کی طرح دیگر رشتے داروں کو ولایت کا حق حاصل ہوگا' کیونکہ قرابت کا پہلو ان میں بھی موجود ہے' لیکن کیونکہ دوسرے رشتے داروں میں باپ اور دادا سے کم شفقت پائی جاتی ہے۔ اس لئے ہم باپ دادا کو ولایت الزام بھی دیتے ہیں' یعنی ان کا کیا ہوا عقد لازم ہوگا' جسے وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی' بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں کرسکتے' اس کے برخلاف دیگر رشتے دار نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرسکتے ہیں' لیکن اس لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے پر یہ اختیار حاصل ہوگا' اگر وہ چاہیں تو اس نکاح کو فسخ کردیں۔

امام شافعی نے نکاح میں باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتہ داروں کی نکاح میں ولایت کو مال میں ولایت پر قیاس کیا تھا۔ مصنف فرماتے ہیں: مال میں تصرف کرنے کی صورت اس سے مختلف ہے' کیونکہ اس تصرف میں تکرار پایا جاتا ہے اور تصرف کے نتیجے میں پیش آنے والے خلل کا تدارک ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں وہی ولایت مفید ثابت ہوسکتی ہے جس میں الزام (لازم) کرنے کا پہلو پایا جاتا ہو' تو کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو ولایت الزام کا حق حاصل نہیں ہوتا اس لئے انہیں مال میں تصرف کا حال دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اگر نابالغ لڑکی ثیبہ ہو' تو امام شافعی کے نزدیک حکم مختلف ہوتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے: ہمارے نزدیک ولایت کا حق دینے کی وجہ بچی کا نابالغ ہونا ہے' جبکہ امام شافعی کے نزدیک اس حق کی وجہ بچی کا باکرہ ہونا ہے۔ امام شافعی اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں: عقل اور فہم ہونا ایک باطنی معاملہ ہے اور جب لڑکی ثیبہ ہو جائے تو اس کے ذریعے اس عقل اور تجربے کا ظہور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے: ہم اس نابالغ لڑکی کے ثیبہ ہونے پر حکم کی بنیاد رکھیں' کیونکہ ثیبہ کا تعلق مرد سے قائم ہو چکا ہوتا ہے' اس لئے وہ اپنا نفع نقصان بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے اور اس کے لئے کسی دوسرے کی ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا ثیبہ خواہ بالغ یا نابالغ ہو اس پر ولایت کا حق کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

احناف یہ دلیل پیش کرتے ہیں: ولایت کا مدار دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ضرورت اور کامل شفقت نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے لئے ولایت کی ضرورت ہوتی ہے' جبکہ باپ اور دادا میں کامل شفقت پائی جاتی ہے' اس لئے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے حق میں یہ

بات ثابت ہوگی خواہ وہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ۔

امام شافعی کا یہ کہنا: مرد کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے نتیجے میں ثیبہ لڑکی سمجھدار ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی' ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے: اس کی وجہ یہ ہے: نابالغ لڑکی میں شہوت موجود نہیں ہوتی اور شہوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے مرد کے ساتھ تعلق ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے' اس لئے یہ تعلق اس لڑکی کی سمجھ بوجھ میں اضافے کا باعث نہیں بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے: ہم ولایت کے بارے میں' باکرہ ہونے کی بجائے نابالغ ہونے کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہاں مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ہم نے باپ دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو نابالغ لڑکی کا نکاح کروانے کا جو حق دیا ہے اس کی تائید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے ذریعے ہوتی ہے۔ ''نکاح' عصبات کے سپرد ہوگا''۔ مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مطلق طور پر ارشاد فرمائی ہے' اس میں کوئی فصل نہیں ہے' یعنی فلاں کو یہ حق ہوگا اور فلاں کو نہیں ہوگا۔ کیونکہ عصبہ' رشتے دار مختلف قسم کے ہوتے ہیں' تو اس کے بارے میں مصنف نے یہ اصول بیان کیا ہے' ان میں ولایت کا حق اسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب کے مطابق وہ عصبہ رشتے دار' وراثت کے حق دار بنتے ہیں اور وراثت کی طرح نکاح میں بھی قریبی عصبہ دور کے عصبہ کو مجحوب کر دے گا۔

باکرہ کے سقوط اختیار کے فقہی مسائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی اس عورت سے خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اجازت لینے گیا اس نے سکوت کیا تو یہ رضا ہے اور اگر نکاح اپنے سے کرلیا اب خبر دی اور سکوت کیا تو یہ رد ہے رضا نہیں۔ اور اگر کسی خاص کی نسبت عورت سے اذن مانگا اس نے انکار کر دیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کر دیا۔ اب خبر پہنچی اور ساکت رہی تو یہ اذن ہوگیا اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اُس سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہے اور اگر جس وقت خبر پہنچی انکار کیا پھر بعد کو رضا ظاہر کی تو یہ نکاح جائز نہ ہوا۔

اور اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے جس کو وہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یوں اذن نہیں ہوسکتا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں یا فلاں سے تیرا نکاح کر دوں اور عورت نے سکوت کیا تو اذن ہوگیا۔ ان دونوں میں جس ایک سے چاہے کر دے یا یوں کہا کہ پڑوس والوں میں سے کسی سے نکاح کر دوں یا یوں کہا کہ چچا زاد بھائیوں میں کسی سے نکاح کر دوں اور سکوت کیا اور ان دونوں صورتوں میں ان سب کو جانتی بھی ہو تو اذن ہوگیا۔ ان میں جس ایک سے کرے گا ہو جائے گا اور سب کو جانتی نہ ہو تو اذن نہیں۔

اور اگر عورت نے اذنِ عام دے دیا، مثلاً ولی نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے پیغام بھیجا ہے، عورت نے کہا جو تو کرے مجھے

منظور ہے یا جس سے تو چاہے نکاح کردے تو یہ اذنِ عام ہے جس سے چاہے نکاح کردے مگر اس صورت میں بھی اگر کسی خاص شخص کی نسبت عورت پیشتر انکار کرچکی ہے تو اس کے بارے میں اذن نہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہٰذا ذکر ہو جانا چاہیے کہ اختلاف سے بچنا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر زیادہ کمی ہو تو اگرچہ عورت راضی ہو اولیا کو اعتراض کا حق حاصل ہے یعنی جب کہ کسی غیر ولی نے نکاح کیا ہو اور ولی نے خود ایسا کیا تو اب کون اعتراض کرے۔ (ردمحتار، ج۲،ص۱۵۹، بیروت)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ فِيْ نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لینا

65- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی کے مقابلے میں اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

66- اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بِسَنَةٍ وَّلَهٗ يَوْمَئِذٍ حَلْقَةٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْيَتِيْمَةُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی سے زیادہ اپنی ذات کی حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

67- اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الرِّبَاطِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اَلْاَيِّمُ اَوْلٰى بِاَمْرِهَا وَالْيَتِيْمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِىْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا

65-اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 66 و 67 و 68) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الثيب (الحديث 2098 و 2099 و 2100) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في استئمار البكر و الثيب (الحديث 1108) . و اخرجه النسائي في النكاح، استئذان البكر في نفسها (الحديث 3261 و 3262 و 3263) و استئمار الاب البكر في نفسها (الحديث 3264) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب استئمار البكر و الثيب (الحديث 1870) . تحفة الاشراف (6517) .

66-تقدم في النكاح، استئذان البكر في نفسها (الحديث 3260) .

67-تقدم (الحديث 3260) .

صُمَاتُهَا“۔

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے معاملے کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی مرضی ہے (یا اجازت ہے)۔

68- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: ”لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ وَّالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فَصَمْتُهَا اِقْرَارُهَا“۔

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے: ولی، بیوہ (یا طلاق یافتہ) کے ساتھ زبردستی نہیں کرسکتا اور کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے (ان ہی پہلے خاوندوں کے) ساتھ نکاح کرنے سے روکو جب وہ دستور کے مطابق ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں۔ (البقرہ:۲۳۲)

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتی کہ ان کی عدت پوری ہوگئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کردیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا ازخود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا ازخود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن ازخود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کرلیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۸۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح ازخود کرلے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان

68-تقدم (الحديث 3260)۔

کا حق ہے کیونکہ وہی اہل مباشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا در آں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۷۷۸۔۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا: اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا:) جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔

(المصنف ج ۴۔ص ۱۳۴۔۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۴: ص مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۴۔ص ۱۳۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ اسْتِئْمَارِ الْاَبِ الْبِكْرَ فِيْ نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ باپ کا کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم کرنا

69 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا اَبُوْهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ مرضی معلوم کرے گا اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

ولایت کے انتقال میں مذاہب اربعہ کا بیان

مذاہب اربعہ کے فقہاء اس پر متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ والد اور دادا کی وفات کے بعد بڑا بھائی بہنوں کا ولی ہو گا، لیکن ولی کی ترتیب میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ اگر لڑکی کا باپ یا دادا یا بیٹا یا والد کی جانب سے وصیت کردہ شخص نہ ہو تو اس کا بڑا بھائی ہی لڑکی کا ولی ہوگا۔

لڑکی کی ولایت نفسی میں لڑکی کی شادی کرنا بھی شامل ہے اور راجح یہی ہے کہ لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کے ولی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دوسرا امر مالی ولایت کا معنی یہ ہے کہ: قاصر شخص کے مالی امور کی نگرانی کرنا یعنی اس کے مال کی حفاظت اور معاہدے وغیرہ کرنے، اور تمام مالی معاملات طے کرنا شامل ہیں، اور یہ چھوٹے بچے اور بچی اور جو مال میں تصرف کا اہل نہیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً مجنون اور کند ذہن. اور اگر بہن یا بھائی مکلّف ہونے کی عمر کا ہو جائے اور لڑکی مال میں حسن تصرف رکھتی ہو تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور یتیموں کو پرکھوحتی کہ وہ جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر دیکھو تو انہیں ان کے مال سونپ دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ مت کرو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین ومحتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے، پھر جب انہیں ان کے مال سونپو تو گواہ بنا لو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ (نساء، ۵)

بھائی کے لیے بہن کے مال میں سے اس کی رضامندی کے بغیر کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے. ان اموال اور نفس پر ولی اور نگران بننے والے شخص میں عقل وبلوغت کی شرط ہونا ضروری ہے، اس لیے کسی بچے اور مجنون کے لیے ولایت نہیں ہوگی یعنی وہ ولی نہیں بن سکتا۔ یہاں تنبیہ کے لیے ایک گزارش ہے کہ: نفسی ولایت باپ سے دادا کی طرف اور پھر بھائی کی طرف منتقل ہوتی ہے، لیکن مالی

69-تقدم (الحدیث 3260) .

ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں۔

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہوگا۔

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔

اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔ چوتھا قول: مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہوگی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایک روایت ہے۔ (الانصاف (324/5.)

بَابُ اسْتِئْمَارِ الثَّيِّبِ فِيْ نَفْسِهَا ۔

یہ باب ہے کہ بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے اس کے بارے میں معلوم کرنا

70- اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ" ۔ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ: "اِذْنُهَا اَنْ تَسْكُتَ" ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے تب تک شادی نہیں کی جاسکتی جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کی اس وقت تک شادی نہ کی جائے' جب تک اس کی مرضی نہ معلوم کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اس کی اجازت یہ ہوگی کہ وہ خاموش رہے۔

بَابُ اِذْنِ الْبِكْرِ ۔

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی کا اجازت دینا

71- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اسْتَأْمِرُوا النِّسَاءَ فِيْ اَبْضَاعِهِنَّ" ۔ قِيْلَ فَاِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِيْ وَتَسْكُتُ ۔ قَالَ: "هُوَ اِذْنُهَا" ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' خواتین سے ان کی شادی کے بارے میں مرضی معلوم کیا کرو۔ ان سے کہا گیا

70-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15433) .

71-اخرجه البخاري في النكاح ، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضا هما (الحديث 5137) مختصراً، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6971) بنحوه . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 65) بنحوه . تحفة الاشراف (16075)

کنواری لڑکی تو شرما جاتی ہے اور خاموش رہتی ہے تو انہوں نے فرمایا: یہی اس کی اجازت ہے۔

72- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ: "اَنْ تَسْكُتَ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: طلاق یافتہ (یا بیوہ) کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری لڑکی کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے۔ جب تک اس کی مرضی معلوم نہ کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! اس کی اجازت کیسے ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتی کہ ان کی عدت پوری ہوگئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کر لیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ا ص ۲۸۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان کا حق ہے کیونکہ وہی اہل مباشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

72-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضا هما (الحديث 5136) و في الاكراه، باب لا يجوز نكاح المكره (الحديث 6946)، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6968) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت (الحديث 64) . تحفة الاشراف (15425) .

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابوحنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا در آں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۷۷۸۔۷۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا: اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا:) جاؤ جس سے چاہو نکاح کرلو۔ (المصنف ج ۴ ص ۱۳۴۔۱۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۴ ص ۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۴ ص ۱۳۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ الثَّيِّبِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ .

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ (یا بیوہ) عورت کے باپ کا اس کی شادی کرنا جبکہ اس عورت کو یہ ناپسند ہو

73- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ وَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَۃَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ اَنَّ اَبَاھَا زَوَّجَھَا وَھِیَ ثَیِّبٌ فَکَرِھَتْ ذٰلِکَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَرَدَّ نِکَاحَہٗ ۔

✧✧ حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے والد نے ان کی شادی کردی۔ وہ اس وقت (طلاق یافتہ) یا بیوہ تھیں۔ انہیں یہ رشتہ پسند نہیں آیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو ختم کروادیا۔

بَابُ الْبِکْرِ یُزَوِّجُھَا اَبُوْھَا وَھِیَ کَارِھَۃٌ ۔

یہ باب ہے کہ اگر کنواری کا باپ اس کی شادی کرے اور وہ (اس رشتے کو) ناپسند کرتی ہو

74- اَخْبَرَنَا زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا کَھْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ فَتَاۃً دَخَلَتْ عَلَیْھَا فَقَالَتْ اِنَّ اَبِیْ زَوَّجَنِیْ ابْنَ اَخِیْہِ لِیَرْفَعَ بِیْ خَسِیْسَتَہٗ وَاَنَا کَارِھَۃٌ ۔
قَالَتِ اجْلِسِیْ حَتّٰی یَاْتِیَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرَتْہُ فَاَرْسَلَ اِلٰی اَبِیْھَا فَدَعَاہُ فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَیْھَا فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِیْ وَلٰکِنْ اَرَدْتُ اَنْ اَعْلَمَ اَلِلنِّسَآءِ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک خاتون ان کے پاس آئی اور بولی: میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کردی تاکہ میری وجہ سے اس کی کم حیثیت کو ختم کیا جاسکے۔ مجھے وہ پسند نہیں ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم بیٹھ جاؤ جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آجاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کا معاملہ اس لڑکی کے سپرد کیا۔ اس لڑکی نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد نے جو کیا ہے میں اس کو برقرار رکھتی ہوں لیکن میں یہ چاہتی تھی کہ میں یہ جان لوں کہ کیا اس بارے میں عورتوں کو کوئی اختیار ہے؟۔

75- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) "تُسْتَاْمَرُ الْیَتِیْمَۃُ فِیْ نَفْسِھَا فَاِنْ سَکَتَتْ فَھُوَ اِذْنُھَا وَاِنْ اَبَتْ فَلَاجَوَازَ عَلَیْھَا" ۔

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کردے تو اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی جاسکتی۔

73-اخرجه البخاري في النكاح، باب اذا زوج الرجل ابنته و هي كارهة فنكاحه مردود (الحديث 5138 و 5139)، و في الاكراه، باب لا يجوز نكاح المكره (الحديث 6945)، و في الحيل، باب في النكاح (الحديث 6969) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الثيب (الحديث 2101) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب من زوج ابنته و هي كارهة (الحديث 1873) . تحفة الاشراف (15824) .
74-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16186) .
75-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15110) .

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ بحالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی رخصت

76- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّفِيْ حَدِيْثِ يَعْلَى بِسَرِفَ .

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔

یعلیٰ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''سرف'' کی مقام پر کی تھی۔

77- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِى الشَّعْثَاءِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

78- اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَكَحَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ جَعَلَتْ اَمْرَهَا اِلَى الْعَبَّاسِ فَاَنْكَحَهَا اِيَّاهُ .

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔ آپ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سرپرست حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائی تھی۔

79- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ مُوْسٰى - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

76-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6200) .

77-تقدم (الحديث 2837 و 2838) .

78-انفرد به النسائي، و سياتي في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3274) . تحفة الاشراف (5929) .

79-تقدم في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3273) .

حالت احرام میں نکاح سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (الحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُحرم اپنا نکاح کرسکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج۱ص،۴۵۳،قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے، تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہٰذا یہ نفی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم ج۱،۴۵۳قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں ایک ایزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں (صحیح مسلم ج۱، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ.

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی ممانعت

80- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ".

✧✧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کرا سکتا ہے نہ کسی کا نکاح کروا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجوا سکتا ہے۔

81- حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ مَّطَرٍ وَّيَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ

80-تقدم (الحديث 2842).

81-تقدم (الحديث 2842).

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ قَالَ: "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ".

✧✧ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کرسکتا ہے نہ ہی کسی کا نکاح کرواسکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجواسکتا ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ .

یہ باب ہے کہ نکاح کے وقت کون سا کلام مستحب ہے

82- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ التَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ "اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ.

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کے دوران تشہد کا طریقہ تعلیم دیا اور ضرورت کے وقت تشہد طریقہ کا تعلیم دیا (یعنی نکاح کا خطبہ سکھایا تھا) آپ نے ضرورت کے تشہد (یعنی نکاح کے خطبے میں یہ الفاظ تعلیم دیے تھے)

بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں ہم اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں ہم اپنی ذات کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

پھر آپ نے تین آیات تلاوت کیں۔

83- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا كَلَّمَ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

82-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في خطبة النكاح (الحديث 2118م) و اخرجه الترمذي في النكاح، ما جاء في خطبة النكاح (الحديث 1105) مطولًا . و اخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ما يستحب من الكلام عند الحاجة (الحديث 488 و 489 و 493) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1892) . تحفة الاشراف (9506) .

83-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 46) مطولًا واخرجه ابن ما جه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1893) تحفة الاشراف (5586) .

اَمَّا بَعْدُ"۔

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معاملے میں بات چیت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پڑھا:

"بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں' ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں"۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ .

یہ باب ہے کہ کس طرح کا خطبہ مکروہ ہے

84- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ تَشَهَّدَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اَحَدُهُمَا مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ" .

✧✧ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے خطبہ دیا اس میں سے ایک نے یہ پڑھا۔

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ ہدایت حاصل کر گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا"۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہت بُرے خطیب ہو۔

بَابُ الْكَلَامِ الَّذِيْ يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ .

یہ باب ہے کہ وہ کلام جس کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

85- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَّقُوْلُ اِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَامَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ

84-اخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة (الحديث 48) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب الرجل تخطب على قوس (الحديث 1099)، و في الادب، باب - 85 . (الحديث 4981) . تحفة الاشراف (9850) .

85-تقدم في النكاح، ذكر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم في النكاح و ازواجه و ما اباح الله عزوجل لنبيه صلى الله عليه وسلم و حظره على خلقه زيادة في كرامته و تنبيهًا لفضيلته (الحديث 3200) .

فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ . فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: "هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ" . قَالَ لاَ . قَالَ: "اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ لَمْ اَجِدْ شَيْئًا وَّلاَ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ . قَالَ: "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا . قَالَ: "قَدْ اَنْكَحْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" .

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ ایک عورت کھڑی ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اپنا آپ' آپ کے لیے ہبہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ اپنا آپ' آپ کے لیے ہبہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! میری شادی اس کے ساتھ کر دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی شے ہے' اس نے عرض کی نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور تلاش کرو۔ اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ گیا' اس نے تلاش کیا اور بولا: مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ لوہے کی کوئی انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کی: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں تمہاری شادی اس عورت کے ساتھ کرتا ہوں۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح میں شرائط رکھنے کے بیان میں ہے

86- اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ يُوَفّٰى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ" .

✧✧ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

87- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

86-اخرجه البخاري في الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح (الحديث 2721)، و في النكاح، باب الشروط في النكاح (الحديث 5151) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح (الحديث 63) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يشترط لها دارها (الحديث 2139) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الشرط عند عقدة النكاح (الحديث 1127) . و اخرجه النسائي في النكاح، الشروط في النكاه (الحديث 3282) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1954) تحفة الاشراف (9953) .

87-تقدم في النكاح، الشروط في النكاح (الحديث 3281) .

قَالَ: "اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ يُوَفَّى بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ".

✧✧ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

شرح

سب سے اہم شرط سے مراد بیوی کا مہر ہے یا پھر بیوی کے وہ تمام حقوق مراد ہیں جو شوہر کے ذمہ ہوتے ہیں لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ تم اپنی بیوی کے مہر ادا کرو ان کے کھانے پینے کا خرچ ان کو دو، انہیں رہنے کے لئے مکان دو اور ان کی دیگر ضروریات زندگی اپنی استطاعت کے مطابق پوری کرو اور صرف یہ نہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی زندگی اس حسن سلوک میل جول اور پر محبت انداز سے گزارو جو ایک باوقار اور شریف انسان کی شان کے عین مطابق ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ان چیزوں کو شرط کیوں کہا گیا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کے ذہن میں تصور کے ہر گوشہ میں یہی عزم ہوتا ہے کہ وہ جس عورت کو اپنی بیوی بنا کر اپنے گھر لا رہا ہے اس کے تمام حقوق کی ادائیگی پورے طور پر کرے گا اور پھر وہ ان حقوق کی ادائیگی کا التزام بھی کرتا ہے لہٰذا اس کا یہ عزم اور پھر یہ التزام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا اس نے حقوق کی ادائیگی کی شرط کی ہے۔

بَابُ النِّكَاحِ الَّذِىْ تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لِّمُطَلِّقِهَا .

یہ باب ہے کہ وہ نکاح جس کی وجہ سے تین مرتبہ طلاق یافتہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال ہو جاتی ہے

88- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِىْ فَاَبَتَّ طَلَاقِىْ وَاِنِّىْ تَزَوَّجْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ . فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ: "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِىْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِىْ عُسَيْلَتَهٗ".

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' رفاعہ کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس نے عرض کی: رفاعہ نے مجھے طلاق دیدی ہے اور طلاق بتہ دی ہے۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی۔ اس کا ساتھ میرے لیے کپڑے کے اس کنارے کی طرح ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا

88-اخرجه البخاري في الشهادات، باب شهادة المختبيء (الحديث 2639) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثًا لمطلقها حتى تنكح زوجًا غيره و يطاها ثم يفارقها و تنقضي عدتها (الحديث 111) واخرجه الترمذي في النكاح ، باب ما جاء فيمن يطلق امراته ثلاثًا فيتزوجها آخر فيطلقها قبل ان يدخل بها (الحديث 1118) . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب احلال المطلقة ثلاثًا و النكاح الذي يحلها به (الحديث 3411) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يطلق امراته ثلاثًا فتزوج فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول (الحديث 1932) . تحفة الاشراف (16436) .

چاہتی ہو۔ ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ (عبدالرحمٰن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حَجْرِهِ .

باب 44: زیر پرورش (سوتیلی بیٹی) کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے

89- اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ - وَاُمُّهَا اُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنْكِحْ اُخْتِي بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَوَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ" . فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ يُشَارِكُنِي فِي خَيْرٍ اُخْتِي . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ اُخْتَكِ لَا تَحِلُّ لِي" . فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ" . فَقُلْتُ نَعَمْ . فَقَالَ: "وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّهَا رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِي وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ" .

✧✧ عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی: سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان نے انہیں یہ بات بتائی: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری بہن جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں اور مجھے یہ پسند ہے کہ میری اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بہن میرے لیے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم تو یہ بات چیت کر رہی ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ابوسلمہ کی بیٹی؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

محرمات نکاح سے متعلق تفصیلی احکام کا بیان

محرمات کی تفصیل جو عورتیں محرمات میں سے ہیں ان کی نوقسمیں ہیں یا یوں کہیے کہ نکاح کے حرام ہونے کے نوسبب ہیں جن

89-اخرجه البخاري في النكاح، باب (و امهاتكم اللاتي ارضعنكم)، ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5101)، باب (وربائبكم الاتي في حجوركم من نسائكم الاتي دخلتم بهن) (الحديث 5106)، و باب (و ان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف) (الحديث 5107)، و باب عرض الانسان ابنته او اخته على اهل الخير (الحديث 5123) مختصراً، و في النفقات، باب المراضع من المواليات و غيرهن (الحديث 5372) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الربيبة و اخت المراة (الحديث 15 و 16) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم الجمع بين الام و البنت (الحديث 3285) و (3286) مختصراً، و تحريم الجمع بين الاختين (الحديث 3287) . و اخرجه ابن ماجهٔ في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1939) . تحفة الاشراف (15875) .

کی نمبروار تفصیل یوں ہے: پہلا سبب: نسبی رشتہ: جو عورتیں نسبی رشتہ کے سبب حرام ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ ماں بیٹی بہن پھوپھی خالہ بھتیجی اور بھانجی۔ لہٰذا ان رشتوں سے نکاح کرنا جماع کرنا اور ایسے کام کرنا جو جماع کے محرک اور سبب بن جاتے ہیں جیسے بوسہ لینا وغیرہ یہ سب کام ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

ماں سے اپنی ماں بھی مراد ہے اور دادی اور نانی خوہ اوپر کے درجہ کی ہوں جیسے پردادی اور پرنانی وغیرہ) بھی مراد ہیں۔ بیٹی کے حکم میں اپنی حقیقی بیٹی اپنے بیٹے کی بیٹی پوتی اپنی بیٹی کی بیٹی یعنی نواسی اور اس طرح نیچے تک سب شامل ہیں۔ اسی طرح بہن خواہ حقیقی ہو خواہ سوتیلی صرف باپ شریک ہو اور خواہ اخیافی صرف ماں شریک ہو سب حرام ہیں۔ بھتیجی اور بھانجی سے بھی تین طرح کی بھتیجیاں اور بھانجیاں یعنی حقیقی بھائی بہن کی اولاد، سوتیلے بھائی بہن کی اولاد اور اخیافی بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں (اگرچہ نیچے درجہ کی ہوں کہ یہ سب محرمات میں سے ہیں۔

پھوپھی بھی تینوں طرح کی مراد ہیں یعنی حقیقی پھوپھی سوتیلی باپ شریک) پھوپھی اور اخیافی صرف ماں شریک پھوپھی اسی طرح پھوپھی کے حکم میں باپ کی پھوپھی اور دادا کی پھوپھی اور دادی کی پھوپھی بھی شامل ہیں کہ یہ سب پھوپھیاں بھی محرمات میں سے ہیں، ہاں پھوپھی کی پھوپھی حرام ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے۔ اگر مثلاً زید کی پھوپھی اس کے باپ کی حقیقی بہن ہو یا سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو اس پھوپھی کی پھوپھی زید کے لئے حرام ہوگی اور اگر زید کی پھوپھی اس کے باپ کی اخیافی (یعنی صرف ماں شریک) بہن ہو تو ایسی پھوپھی زید کے لئے حرام نہیں ہوگی۔

خالہ بھی کئی طرح کی مراد ہیں تفصیل یہ ہے کہ: اگر مثلاً سوتیلی خالہ اخیافی خالہ اپنے باپ کی خالہ اور اپنی ماں کی خالہ یہ سب خالائیں حرام ہیں لیکن خالہ کی خالہ کے بارے میں تفصیل ہے اگر مثلاً زید کی خالہ اس کی ماں کی حقیقی بہن ہو یا اخیافی یعنی صرف ماں شریک بہن ہو تو اس خالہ کی خالہ زید کے لئے حرام ہوگی یعنی اس سے زید کا نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر زید کی خالہ اس کی ماں کی سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو ایسی خالہ حرام نہیں ہوگی اس سے زید کا نکاح جائز ہوگا۔

دوسرا سبب سسرالی رشتہ: وہ عورتیں جو بسبب صہریت یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں ان کی چار قسمیں ہیں ایک ساس یعنی بیوی کی ماں دو یا ساس یعنی بیوی کی دادی، ننیا ساس یعنی بیوی کی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کی مثلاً بیوی کے باپ اور ماں کی دادی وغیرہ بیوی کی بیٹی اور بیوی کے بیٹوں کی اولاد اور اس سے نیچے کے درجہ کی مثلاً بیوی کی نواسی کی اولاد وغیرہ یہ سب حرام ہیں بشرطیکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو خواہ وہ بیوی کی بیٹی اس مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو اور حنفی علماء نے بیوی کی بیٹیوں کی حرمت کے سلسلہ میں خلوت صحیحہ کو جماع کا قائم مقام قرار نہیں دیا یعنی بیوی کی بیٹیوں کی حرمت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ مرد نکاح کے بعد بیوی سے جماع بھی کر لے اگر صرف خلوت صحیحہ ہوئی ہو یعنی جماع کرنے کا پورا موقع مل گیا ہو) مگر دونوں نے جماع نہ کیا ہو تو اس صورت میں اس بیوی کی بیٹی (جو دوسرے شوہر کے نطفہ سے ہو) کی حرمت ثابت نہیں ہوگی بہو یعنی بیٹے کی بیوی پوت بہو یعنی پوتے کی بیوی اور نواسی بہو یعنی نواسے کی بیوی اور اسے نیچے کے درجہ کی (یعنی پڑپوتے کی بیوی وغیرہ) اور ان عورتوں کے ساتھ ان کے شوہروں یعنی بیٹے اور پوتے وغیرہ نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں۔ ہاں لے پالک یعنی

منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی یعنی مثلاً زید بکر کا منہ بولا بیٹا ہے تو زید کی بیوی بکر کے حق میں محرمات میں سے نہیں ہوگی اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو بکر اس کی مطلقہ یا وہ بیوہ سے اپنا نکاح کرسکتا ہے باپ کی بیوی یعنی سوتیلی ماں اور دادا اور نانا کی بیویاں یعنی سوتیلی دادی اور سوتیلی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کے یہ سب بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہیں نہ ان سے نکاح ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے طریقہ سے جماع ہوسکتا ہے۔

سسرالی رشتہ سے حرمت اس صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ نکاح صحیح ہو فاسد نکاح سے حرمت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو زنا کرنے والے کے لئے اس عورت کی ماں، دادی، نانی اور اس عورت کی بیٹی پوتی نواسی سب حرام ہوجائیں گی اسی طرح اس عورت کے لئے زنا کرنے والے کے باپ دادا نانا اور اس عورت کے لڑکے پوتے نواسے سب حرام ہوجائیں گے۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے جماع کیا جس کی وجہ سے اس عورت کے پیشاب اور پاخانہ کا مقام ایک ہوگیا تو اس عورت کی ماں جماع کرنے والے کے لئے حرام نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے عورت کے پیشاب کے مقام ہی میں جماع کیا ہے ہاں اگر جماع کے بعد وہ عورت حاملہ ہوجائے اور یہ معلوم بھی ہوجائے کہ یہ حمل اسی شخص کے نطفہ سے قرار پایا ہے تو اس صورت میں اس کی ماں اس کے لئے حرام ہوجائے گی۔

اور جس طرح یہ حرمت جماع کرنے سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ) عورت کو چھونے بوسہ لینے اور شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے سے ثابت ہوجاتی ہے۔ اور یہ مذکورہ چیزیں یعنی چھونا وغیرہ خواہ نکاح کی صورت میں پیش آئیں یا خواہ ملکیت کی صورت میں اور خواہ فجور کی صورت میں حنفیہ کے نزدیک یہ تینوں یکساں ہیں۔ نیز حنفی علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس بارے میں شبہ اور غیر شبہ برابر ہیں اور اس سلسلہ میں شہوت کے ساتھ مباشرت (مرد و عورت کا شہوت کے ساتھ ایک دوسرے سے لپٹنا) بھی بوسہ کے حکم میں ہے اسی طرح معانقہ کا بھی یہی حکم ہے ایسے ہی اگر شہوت کے ساتھ دانتوں سے اس کو کاٹا تو بھی یہی حکم ہے یعنی ان تمام صورتوں میں حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔

اگر کسی نے شہوت کے ساتھ مرد کے عضو مخصوص کی طرف دیکھا یا شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا تو اس صورت میں اس کے ساتھ حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی اور باقی دوسرے تمام اعضاء کی طرف دیکھنے سے اور ان کو ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہاں اگر یہ دیکھنا یا ہاتھ لگانا شہوت کے ساتھ ہو تو پھر بغیر کسی اختلاف کے حرمت ثابت ہوجائے گی۔

حرمت کے سلسلہ میں عورت کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اندر کے حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوا کرتی ہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مرد کسی کھڑی ہوئی عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لے تو اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ عورت جب کھڑی ہوئی ہو تو اس کی شرم گاہ کے اندرونی حصہ پر نظر نہیں پڑتی بلکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر اس وقت نظر پڑے گی جب وہ پشت سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی ہو۔

اگر کسی مرد نے عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو اس طرح دیکھا کہ درمیان میں باریک پردہ یا شیشہ حائل تھا لیکن اندرونی حصہ نظر آرہا تھا تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص آئینہ دیکھ رہا تھا اور اس میں کسی عورت کی شرمگاہ نظر آگئی اور پھر

مرد نے اس کو شہوت کے ساتھ دیکھا تو اس مرد پر نہ اس عورت کی ماں حرام ہوگی اور نہ بیٹی حرام ہوگی کیونکہ اس نے شرمگاہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کا برعکس دیکھا۔ اگر کوئی عورت پانی کے حوض کے کنارے پر یا پل پر بیٹھی ہو اور کسی مرد نے اس کا عکس پانی میں دیکھا اور پھر اس کے بعد وہ شہوت کے ساتھ پانی ہی میں اس کی شرمگاہ کا عکس دیکھتا رہا تو اس صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی ہاں اگر عورت پانی میں ہو اور مرد کی نگاہ اس کی شرمگاہ پر پڑ جائے اور پھر اسے شہوت کے ساتھ دیکھے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت ثابت ہونے کے سلسلے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ قصداً چھوئے تب ہی حرمت ثابت ہوگی بلکہ چاہے قصداً چھوئے یا چاہے بھول کر چھوئے چاہے کسی کے زبردستی کرنے سے یا خود غلطی سے چھوئے اور چاہے نیند کی حالت میں چھوئے ہر صورت میں حرمت ثابت ہو جائے گی۔ چنانچہ اگر کسی مرد نے جماع کرنے کے لئے اپنی بیوی کو نیند سے اٹھانا چاہا مگر غلطی سے اس کا ہاتھ لڑکی پر پڑ گیا اور پھر یہ سمجھ کر کہ یہی میری بیوی ہے شہوت کے ساتھ اس کی چٹکی بھر لی اور وہ لڑکی بھی جوان تھی قابل شہوت تھی تو اس صورت میں اس مرد کے لئے اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی مرد نے شہوت کے ساتھ عورت کے ان بالوں کو ہاتھ لگایا جو سر سے ملے ہوئے ہیں تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر لٹکے ہوئے بالوں کو ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی مگر ناطفی نے اس تفصیل کے بغیر مطلقاً بالوں کے چھونے کو حرمت کا باعث لکھا ہے اسی طرح اگر مرد نے عورت کے ناخن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ جو بتایا گیا ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونا اور ہاتھ لگانا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے تو اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ عورت کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے اسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جب کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل نہ ہو اور اگر کپڑا حائل ہو تو وہ اس قدر باریک ہو کہ چھونے والے کا ہاتھ بدن کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی خواہ اس کی وجہ سے مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہی کیوں نہ ہو جائے، اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے موزہ کے نیچے کا حصہ چھوا تو حرمت ثابت ہو جائے گی ہاں اگر موزے پر چمڑا چڑھا ہوا ہو جس کی وجہ سے عورت کے پاؤں کی ایڑھی چھونے والے کو محسوس نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے عورت کا بوسہ لیا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی بشرطیکہ بوسہ لینے والے کو عورت کے دانتوں کی یا ہونٹوں کی ٹھنڈک محسوس ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ چھونے کے بعد دیر تک چھوتا ہی رہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے شہوت کے ساتھ اپنی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ ہاتھ بیوی کی بجائے اپنی لڑکی کی ناک پر پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی شہوت زیادہ ہوگئی تو اس لڑکی کی ماں یعنی بیوی اس مرد کے لئے حرام ہو جائے گی اگر چہ اس نے اپنا ہاتھ فوراً ہی ہٹا لیا ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس عورت کو ہاتھ لگایا جائے یا بوسہ لیا جائے اور وہ قابل شہوت ہو اور فتویٰ اس پر ہے کہ کم سے کم نو سال کی لڑکی قابل شہوت ہوتی ہے اس سے کم نہیں، چنانچہ اگر کسی مرد نے کسی ایسی نابالغہ لڑکی سے جماع کیا جو قابل شہوت نہ ہو ئیں تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اس کے برخلاف اگر عورت اتنی بوڑھی ہو جائے کہ قابل شہوت نہ رہے تو وہ حرمت ثابت ہونے کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ وہ حرمت کے حکم میں داخل ہو چکی تھی اور بڑھاپے کی وجہ سے اس حکم سے باہر نہیں ہو سکتی جب کہ نابالغہ ابھی حرمت کے حکم میں داخل ہی نہیں ہوئی۔ جس طرح حرمت ثابت ہونے کے لئے عورت کا قابل شہوت ہونا

شرط ہے اسی طرح مرد کا بھی قابل شہوت ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اگر چار سال کے بچہ نے مثلا اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے جماع کرلیا تو اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر جماع کرنے والا ایسا بچہ ہو جس کے ہم عمر بچے عام طور پر جماع کرسکتے ہوں تو تو اس کا وہی حکم ہوگا جو بالغ کا ہوتا ہے اور اس بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ ایسے بچہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ جماع کرنے پر قادر ہو عورت کی طرف اس کا میلان ظاہر ہوتا ہو اور عورتیں اس سے شرم کرتی ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں یعنی چھونے اور دیکھنے کے بارے میں شہوت یعنی ہیجان کا ہونا شرط ہے یعنی عورت کو ہاتھ لگانے بوسہ لینے اور شرم گاہ کے اندرونی حصہ کی طرف دیکھتے وقت اگر شہوت ہو تب حرمت ثابت ہوگی لہٰذا اگر یہ دونوں چیزیں بغیر شہوت کے پائی جائیں اور پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور شہوت کا معیار مرد کے لئے یہ ہے کہ اس کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہو جائے اور اگر ایستادگی پہلے سے تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے۔ اس مسئلہ میں یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے لہٰذا اگر کسی مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی تھی ایسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو اپنے پاس بلایا اور پھر اسی دوران کسی طرح اس کا عضو مخصوص اس کی لڑکی کی دونوں رانوں کے درمیان داخل ہوگیا تو اس صورت میں اگر اس کے عضو مخصوص کی ایستادگی میں زیادتی نہ پیدا ہوگئی ہو تو اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی اس کے لئے حرام نہیں ہوگی۔ اور شہوت کا معیار اس مرد کے لئے ہے جو جوان اور جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر مرد بوڑھا ہو تو اس کے حق میں شہوت کا معیار یہ ہے کہ خواہش کے وقت اس کے قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اگر پہلے سے حرکت نہیں تھی اور اگر قلب میں پہلے سے حرکت موجود تھی تو اس خواہش میں زیادتی ہو جائے اور عورت کے لئے اس اس مرد کے لئے جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو شہوت کا معیار یہ ہے کہ قلب میں خواہش پیدا ہو اور ہاتھ لگانے وغیرہ سے جنسی لذت حاصل ہو۔ اگر خواہش وغیرہ پہلے سے موجود نہ تھی اور اگر یہ پہلے سے موجود تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے اور یہ بات ملحوظ رہے کہ مرد و عورت میں سے کسی ایک میں شہوت کا ہونا حرمت ثابت ہونے کے لئے کافی ہو۔ ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے وغیرہ سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے اس میں یہ شرط اور ضروری ہے کہ انزال نہ ہو اگر ہاتھ لگانے یا شرمگاہ کی طرف دیکھنے کے وقت انزال ہوگیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اب انزال ہونے سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ چھونا وغیرہ جماع لینے کا سبب نہیں بنا۔ اگر کسی مرد نے عورت کی مقعد کی طرف دیکھا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے پیچھے کی طرف بدفعلی کی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ ایسے ہی اگر مرد کے ساتھ جماع کے افعال کئے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ حرمت مصاہرت کا اقرار کیا تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور ان دونوں یعنی میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کرادی جائے گی اسی طرح اگر مرد نکاح سے قبل زمانہ کی طرف حرمت کی نسبت کرے یعنی اپنی بیوی سے یوں کہے کہ میں نے تم سے نکاح کرنے سے پہلے تمہاری ماں سے جماع کیا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور دونوں میں جدائی کرادی جائے گی لیکن اس عورت کا پورا مہر (جو نکاح کے وقت متعین ہوا تھا) واجب ہوگا عقد واجب نہیں ہوگا اور اس اقرار کے لئے مداومت شرط نہیں یعنی صرف ایک مرتبہ اقرار کرلینا کافی ہے بار بار اقرار کرنا ضروری نہیں ہے اسی لئے اگر کوئی شخص اپنے اقرار سے رجوع کرلے یعنی ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد پھر انکار کردے تو قاضی اس نکاح کو صحیح تسلیم نہیں کرے گا ہاں اگر اس نے واقعۃً غلط اقرار کیا تھا تو عند اللہ وہ عورت اس کی بیوی رہے گی

اگر چہ ظاہرًا قاضی جدائی کرا دے گا۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت کے بارے میں یہ کہا کہ میری رضاعی ماں ہے (یعنی اس عورت نے مجھے دودھ پلایا ہے) اور پھر کچھ عرصہ بعد جب اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور یہ کہے کہ میں نے پہلے غلط کہا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں ہے تو اس صورت میں اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا استحسانا جائز ہوگا۔ اگر کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا یا عورت کو چھوا اور یا اس کی شرم گاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو بوسہ لینے کی صورت میں تو فورًا حرمت کا حکم لگا دیا جائے گا جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے واقعی شہوت کے ساتھ بوسہ نہیں لیا تھا اور دوسری دونوں صورتوں میں حرمت کا حکم فورًا لگا دیا جائے گا جب یہ یقین ہو جائے کہ یہ چیز شہوت کے ساتھ سرزد ہوئی ہے تو حرمت کا حکم لگایا جائے گا اور یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ بوسہ عام طور پر شہوت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور بوسہ کی بنیاد ہی شہوت پر ہوتی ہے بخلاف چھونے اور دیکھنے کے کہ یہ دونوں فعل بغیر شہوت کے بھی سرزد ہوتے ہیں مگر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ شرمگاہ کے علاوہ کسی اور عضو کو چھوا ہو اور اگر کسی شخص نے عورت کی شرمگاہ کو چھوا ہو اور پھر کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو ایسی صورت میں اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے عورت کی چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ شہوت کے ساتھ نہیں پکڑی تھی تو اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اسی طرح اگر عورت کے ساتھ جانور پر سوار ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ ہاں اگر عورت کی پشت پر سوار ہو کر دریا کو پار کیا اور کہا کہ اس وقت شہوت نہیں تھی تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ایک شخص نے لوگوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے یا اس کا بوسہ لیا ہے اور ان لوگوں نے اس کے اس اقرار کی گواہی دی تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اسی طرح اگر گواہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تھا یا بوسہ لیا تھا تو ان کی گواہی مانی جائے گی کیونکہ شہوت ایک ایسی چیز ہے جو فی الجملہ معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ جن لوگوں کے عضو میں حرکت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر اور جن کے عضو میں حرکت نہیں ہوتی ان کے بارے میں دوسری علامتوں سے شہوت کا معلوم ہو جانا ممکن ہوتا ہے۔ قاضی علی سعدی فرماتے ہیں کہ اگر نشہ میں مدہوش کسی شخص نے اپنی لڑکی کو پکڑ کر اپنے بدن سے لپٹایا اور اس کا بوسہ لیا اور پھر جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو لڑکی نے کہا کہ میں تمہاری لڑکی ہوں، یہ سن کر اس شخص نے لڑکی کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں بھی لڑکی کی ماں یعنی اس شخص کی بیوی اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے جماع کیا ہے تو اس صورت میں بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اگر چہ سوال کرنے والے نے مذاق میں سوال کیا ہو اور اس شخص نے بھی از راہ مذاق ہی جواب دیا ہو پھر اس کے بعد وہ شخص لاکھ کہے کہ میں نے یہ بات غلط کہی تھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت میں ہو یہ کہا کہ میں نے اس لونڈی سے جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کے لڑکے کے لئے حلال نہیں ہوگی اور اگر اس نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت نہیں ہے بلکہ کسی اور کی ہے یہ کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو اس صورت میں اس کے لڑکے کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اپنے باپ کی اس بات کا اعتبار نہ کرے اور اس لونڈی کو اپنی ملکیت میں لے کر اس سے جماع کر لے اور اگر کسی شخص کو اپنے باپ کی میراث میں کوئی لونڈی ملی تو وہ اس سے جماع کر سکتا ہے جب تک کہ یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ

باپ نے اس لونڈی کے ساتھ جماع کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ باکرہ ہے لیکن شادی کے بعد جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ باکرہ نہیں ہے پھر اس نے عورت سے پوچھا کہ تمہارا پردہ بکارۃ کس طرح زائل ہوا ہے (یعنی تمہارے ساتھ کسی مرد نے جماع کیا ہے؟) عورت نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے اس صورت میں اگر وہ شخص خاوند اس کی بات کا اعتبار کرے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ اور عورت مہر کی حقدار نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ شخص اس کی بات کا اعتبار نہ کرے اور کہے کہ تم جھوٹ بولتی ہو تو نکاح باقی رہے گا۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے لڑکے کے بارے میں کہا کہ اس نے مجھے شہوت کے ساتھ چھوا ہے لہٰذا میں اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہی تو عورت کی اس بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ شوہر کے لڑکے کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا یا کسی باپ نے اپنے لڑکے کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا اور شوہر نے کہا کہ یہ عمل شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ اسی کی بیوی رہے گی لیکن اگر شوہر نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ بوسہ لینا واقعی شہوت ہی کے ساتھ تھا تو پھر دونوں میاں بیوی) میں جدائی ہو جائے گی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا مگر شوہر وہ رقم جو اس نے مہر میں ادا کی ہے اس شخص سے وصول کرلے گا جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے بشرطیکہ اس نے فتنہ پھیلانے کے لئے یہ حرکت کی ہو اور اگر یہ حرکت فتنہ پھیلانے کے مقصد سے نہیں تھی تو پھر کچھ بھی وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر اس مسئلہ میں بوسہ لینے کی بجائے باپ نے لڑکے کی بیوی سے یا لڑکے نے باپ کی بیوی سے جماع کر لیا تو اس صورت میں شوہر مہر میں دی ہوئی رقم کسی طرح بھی وصول نہیں کر سکتا کیونکہ جماع کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور ضابطہ یہ ہے کہ شرعی حد کے ساتھ کوئی مالی جرمانہ واجب نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ نکاح کیا اور پھر اس کے قبل کہ اس کا خاوند جماع کرتا باندی نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا خاوند نے دعویٰ کیا کہ میری بیوی نے میرے لڑکے کا بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہے مگر باندی کے آقا نے کہا کہ یہ غلط ہے، اس صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا کیونکہ شوہر نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ میری بیوی نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے لیکن شوہر پر پورا مہر واجب نہیں ہوگا بلکہ نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ اس باندی کے مالک نے اس کی بات کو جھٹلایا ہے اس بارے میں لونڈی کا قول معتبر نہیں ہوگا کہ میں نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تھا لہٰذا پورا مہر دو۔ اگر کسی عورت نے لڑائی جھگڑے میں اپنے دادا کا عضو مخصوص پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے شہوت کے ساتھ نہیں پکڑا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ حرمت مصاہرت یا حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے (جس کی وجہ سے جماع کرنا حرام ہو جاتا ہے لہٰذا شوہر کو چاہئے کہ طلاق دیدے اگر وہ طلاق نہ دے تو پھر قاضی دونوں کے درمیان جدائی کرا دے) چنانچہ جدائی سے پہلے اگر شوہر نے جماع کر لیا تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی خواہ اس نے جماع شبہ میں مبتلا ہو کر ہی کیا ہو یا بغیر شبہ کے کیا ہو۔

اگر کسی شخص نے ایک عورت سے حرام کاری کی یا ایسا کوئی بھی فعل کیا جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے جیسے چھونا وغیرہ اور پھر توبہ کر لی تو یہ شخص اس عورت کی لڑکی کا محرم ہی رہے گا اس لئے کہ اس کی لڑکی سے نکاح کرنا اس کے حق میں ہمیشہ کے

لئے حرام ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محرمت، زنا سے ثابت ہو جاتی ہے اور ایسے ہی ان تمام چیزوں سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جن سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جیسے چھونا وغیرہ۔ اگر مثلاً زید نے خالدہ سے نکاح کیا اور زید کے لڑکے نے (جو خالدہ کے پیٹ سے نہیں ہے) خالدہ کی بیٹی سے جو خالدہ کے پہلے شوہر سے ہے) نکاح کر لیا یا خالدہ کی ماں سے نکاح کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر اپنی بیوی سے جماع کیا تو دیکھا جائے گا کہ وہ کپڑا باریک تھا اور مرد کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس ہونے سے نہیں روکتا تھا تو وہ عورت جماع کے بعد پہلے شوہر کے لئے جس نے اسے طلاق مغلظہ دیدی تھی) حلال ہو جائے گی اور اگر کپڑا ایسا تھا جس کی وجہ سے اس کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس نہیں ہو رہی تھی تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو گی۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب نکاح، بیروت)

حرمت رضاعت کا بیان

تیسرا سبب دودھ کا رشتہ: یعنی وہ عورتیں جو رضاعت دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہیں چنانچہ تمام وہ رشتے جو نسبی اور سسرالی ہونے کی وجہ سے حرام ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام رہیں گے اگر کسی عورت نے کسی بچہ کو اس کی شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پلایا ہے تو ان دونوں میں ماں اور اولاد کا تعلق پیدا ہو جائے گا لہٰذا دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ والے بچہ کا رضاعی باپ ہو گا جس کی وجہ سے رضاعی ماں اور باپ کے تمام وہ رشتے دار اس بچہ کے لئے حرام ہوں گے جو حقیقی ماں اور باپ کی رشتہ داری کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ شیر خوارگی کی عمر میں مطلقاً دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ زیادہ دودھ پیا ہو خواہ کم پیا ہو اور کم کی آخری حد یہ ہے کہ دودھ کا پیٹ میں مطلقاً پہنچ جانا یقینی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ شیر خوارگی کی عمر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق تو تیس مہینہ تک ہے اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دو برس تک ہے۔ اگر کسی بچہ نے شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پینا بند کر دیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے شیر خوارگی ہی کی عمر میں دودھ پیا تو یہ رضاعت کے حکم میں داخل ہو گا کیونکہ دودھ پلانا شیر خوارگی ہی کی مدت میں واقع ہوا ہے۔

شیر خوارگی کی مدت رضاعت گزر جانے کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت کے استحقاق کے سلسلے میں شیر خوارگی کی مدت دو برس ہی تسلیم کی گئی ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اس مطلقہ نے اس کے بچہ کو دو برس کی عمر کے بعد دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ بچہ کے باپ یعنی اپنے سابق شوہر سے کیا تو اس کا مطالبہ تسلیم نہیں ہو گا اور بچہ کے باپ کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی مطلقہ کو دو برس کے بعد کے عرصہ کے دودھ پلانے کی اجرت دے ہاں اس کی مطلقہ نے دو برس کے عرصہ میں جو دودھ پلایا ہے اس کی اجرت دینے پر اسے مجبور کیا جائے گا۔

حرمت رضاعت جس طرح رضاعی ماں یعنی دودھ پلانے والی کی رشتہ داروں میں ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضاعی باپ کے رشتہ داروں میں بھی ثابت ہوتی ہے اور رضاعی باپ سے مراد دودھ پلانے والی کا وہ خاوند ہے جس کے جماع کی وجہ سے دودھ

اترتا ہے۔" رضیع یعنی دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان رضاعی ماں باپ کے اصول یعنی ان کے باپ دادا وغیرہ) اور ان کے فروع یعنی ان کی اولاد خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی سب حرام ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے دودھ پینے سے پہلے اس کی رضاعی ماں کے ہاں جو اولاد ہو چکی ہوگی یا اس کے دودھ پینے کے بعد جو اولاد ہوگی اور وہ اولاد خواہ اس کے رضاعی باپ سے ہو خواہ اس کی رضاعی ماں کے کسی دوسرے شوہر سے ہو یا اس کی رضاعی بہن اور بھائی بہن کی اولاد اس کے بھتیجے، بھتیجی اور بھانجے بھانجی ہوں گے، اسی طرح رضاعی باپ کا بھائی اس کا چچا ہوگا رضاعی باپ کی بہن اس کی پھوپھی ہوگی رضاعی ماں کا بھائی اس کا ماموں ہوگا۔ رضاعی ماں کی بہن اس کی خالہ ہوگی اور رضاعی ماں کا دادا اور اس کی دادی و نانی رضیع کا دادا اور اس کی دادی و نانی ہوگی۔ جس طرح رضاعت میں نسبی رشتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اسی طرح رضاعت میں حرمت مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ رضاعی باپ کی بیوی اور رضیع دودھ پینے والے پر حرام ہیں اور رضیع کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے اسی دوسرے رشتوں کو بھی قیاس کیا جاتا ہے لیکن دو صورتیں مستثنیٰ ہیں اول تو یہ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کرلے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے لیکن رضاعت یعنی دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ کسی شخص کے نسبی بیٹے کی بہن اگر اس کے نطفہ سے ہے تو وہ اس کی حقیقی بیٹی ہوگی اور اگر اس کے نطفہ سے نہیں ہے تو پھر یہ یعنی اس کی سوتیلی بیٹی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں چنانچہ اگر نسبی رشتہ میں بھی ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی بات نہیں پائی جائے گی تو نکاح درست ہوگا مثلاً کسی ایسی لونڈی کے بچہ پیدا ہوا جو دو آدمیوں کی مشترک مملوکہ ہے اور وہ دونوں شریک اس بچہ پر اپنا اپنا دعویٰ کرتے ہیں یہاں تک کہ اس بچہ کا نسب ان دونوں سے ثابت ہو گیا ہے، ادھر ان دونوں کے ہاں اپنی اپنی عورت سے ایک ایک بیٹی ہے تو اب ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شریک کی بیٹی سے اپنا نکاح کرلے کیونکہ اس صورت میں دونوں باتوں میں اسے ایک بات بھی نہیں پائی گئی باوجودیکہ ان میں سے جس نے بھی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا ہے اس نے گویا اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرے اور دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ نسبی رشتہ میں یا تو یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں اخیافی یعنی سسرالی صرف ماں شریک) بھائی ہوں گے اسی طرح دونوں کی ماں ایک ہی ہوگی یا یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں سوتیلے صرف باپ شریک بھائی ہوں گے اسی طرح بھائی کی ماں اپنے باپ کی بیوی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

دودھ شریک بھائی کی بہن سے یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جس طرح کہ نسبی رشتہ میں جائز ہے مثلاً زید کا ایک سوتیلا بھائی ہے جس کا نام بکر ہے اور بکر کی ایک اخیافی بہن ہے یعنی دونوں کی ماں تو ایک ہے مگر باپ الگ الگ ہیں تو بکر کی اس اخیافی بہن سے نکاح کرنا زید کے لئے جائز ہوگا جو بکر کا سوتیلا بھائی ہے۔ دودھ شریک بھائی کی ماں یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی ماں) محرمات میں سے نہیں ہے اسی طرح رضاعی چچا رضاعی ماموں رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کی ماں بھی محرمات میں سے نہیں۔

اپنی رضاعی پوتی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اپنے رضاعی بیٹے کی دادی اور نانی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے۔ رضاعی بیٹے کی پھوپھی اس کی بہن کی ماں اس کی بھانجی اور اس کی پھوپھی کی بیٹی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح عورت کو اپنی رضاعی بہن کے باپ اپنے رضاعی بیٹے کے بھائی اپنے رضاعی پوتے کے باپ اور اپنے رضاعی بیٹے کے دادا اور ماموں سے نکاح کرنا جائز ہے جب کہ نسبی رشتہ میں یہ سب محرمات میں سے ہیں جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے اپنی بیوی کو جس کے دودھ اترا ہوا تھا طلاق دیدی پھر اس مطلقہ نے عدت کے دن گزار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس دوسرے خاوند نے اس سے جماع کیا تو اس بارے میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اس دوسرے خاوند کے نطفہ سے اس کے بچہ پیدا ہوگا تو اس عورت کے دودھ کا سبب بھی دوسرا خاوند قرار پائے گا اس کے دودھ سے پہلے خاوند کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ہاں اگر دوسرے خاوند سے حاملہ نہیں ہوگی تو اس دودھ کا سبب پہلا ہی خاوند سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہ صورت ہو کہ دوسرے شوہر سے حاملہ تو ہوئی مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جب تک اس دوسرے شوہر کا بچہ پیدا نہ ہو جائے دودھ پہلے شوہر ہی کا کہلائے گا۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس سے کبھی بھی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا پھر (بغیر کسی ولادت کے) اس کے دودھ اتر آیا اور وہ دودھ اس نے کسی دوسرے کے بچے کو پلایا تو وہ دودھ اسی عورت کا کہلائے گا اس کے خاوند کا اس دودھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس صورت میں اس دودھ پینے والے بچہ اور اس شخص کی اس اولاد کے درمیان جو دوسری بیوی سے ہو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں اس کے ہاں ولادت ہوئی اور پھر اس عورت نے کسی دوسری لڑکی کو دودھ پلایا تو اس زنا کرنے والے اس کے باپ دادا اور اس کی اولاد کو اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں زنا کرنے والے کا چچا اور اس کا ماموں نکاح کر سکتا ہے جس طرح کہ زنا کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لڑکی سے زنا کرنے والے کا چچا اور ماموں نکاح کر سکتا ہے۔ کسی شخص نے شبہ میں مبتلا ہو کر یعنی کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک عورت سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس نے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو یہ بچہ اس جماع کرنے والے کا رضاعی بیٹا ہوگا اس پر یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت ہوتا ہے انہی صورتوں میں رشتہ رضاعت بھی اس سے ثابت ہوگا اور جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا اس صورت میں رشتہ رضاعت دودھ پلانے والی عورت سے ثابت ہوگا۔ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور بعد میں دودھ خشک ہوگیا کچھ عرصہ کے بعد دودھ پھر اتر آیا اور اس نے کسی دوسرے لڑکے کو وہ دودھ پلایا تو اس لڑکے کے لئے اس شخص کی اس اولاد سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو اس دودھ پلانے والی عورت کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے بطن سے ہو۔ کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے وہ دودھ کسی بچی کو پلایا تو یہ اس بچی کی رضاعی ماں ہوگی اور رضاعت کے تمام احکام دونوں کے حق میں ثابت ہوں گے لہٰذا اگر کسی شخص نے اس کنواری لڑکی سے نکاح کیا اور جماع سے پہلے اسے طلاق دیدی تو اس شخص کے لئے اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہوگا (کیونکہ اس صورت میں بیوی کی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے) اور اگر جماع کے بعد طلاق دی تو اس لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز ہوگا۔ اگر کسی ایسی لڑکی کے دودھ اتر آیا جس کی عمر نو برس سے کم تھی اور پھر اس نے وہ

دودھ ایک لڑکے کو پلایا تو اس سے دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ دودھ نو برس یا نو برس سے زائد کی عمر میں اترے۔ اسی طرح اگر کسی کنواری لڑکی کی چھاتیوں میں زرد رنگ کا پانی اتر آیا تو اس کے پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کسی عورت نے ایک بچہ کے منہ میں اپنی چھاتی داخل کر دی لیکن بچہ کا اس کی چھاتی سے دودھ چوسنا معلوم نہیں ہوا تو اس صورت میں شک کی وجہ سے حرمت رضاعت کا حکم نافذ نہیں کیا جائے گا البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حرمت ثابت ہو جائے۔ کسی عورت کی چھاتی سے زرد رنگ کی بہنے والی پتلی چیز بچہ کے منہ میں پہنچ گئی تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور یہی کہا جائے گا کہ یہ دودھ ہی ہے جس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ اگر کسی مرد کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور حرمت ثابت ہونے کے لئے زندہ اور مردہ عورت کے دودھ کا یکساں حکم ہے۔ اور اگر دو بچوں نے کسی ایک چار پائے جانور کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ رضاعت کا حکم دار الاسلام اور دار الحرب دونوں جگہ یکساں ہے لہٰذا اگر کسی کافر عورت نے دار الحرب میں کسی کافر بچہ کو دودھ پلایا اور پھر وہ دودھ پلانے والی اس کے قرابت دار اور دودھ پینے والا بچہ مسلمان ہو گئے یا وہ دار الحرب میں اسلام ہی کی حالت میں تھے اور پھر دار الحرب سے دار الاسلام میں آ گئے تو پھر رضاعت کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔ جس طرح عورت کی چھاتی سے دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اسی طرح بچہ کے منہ میں دودھ ڈال دینے یا ناک میں نچوڑ دینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے البتہ کان میں ٹپکانے عضو مخصوص کے سوراخ میں ڈالنے حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے اور مقعد میں اور دماغ اور پیٹ کے زخم میں ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ دودھ ان زخموں کے ذریعہ دماغ اور پیٹ میں پہنچ جائے۔ لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر غذا کی کسی چیز میں دودھ مل گیا اور اسے آگ پر پکا کر کھانا بنا لیا گیا جس کی وجہ سے دودھ کی حقیقت بدل گئی تو اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب ہو اور اگر دودھ ملی ہوئی چیز آگ پر پکائی نہیں گئی تو اس صورت میں بھی اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ اس چیز میں دودھ غالب نہ ہو اور اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ جب بہنے والی چیز جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو گئی تو بہنے والی چیز اس جمی ہوئی چیز کے تابع ہو گئی اور مشروبات کی قسم سے خارج ہو گئی یعنی پینے کے قابل نہیں رہی اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ جس چیز میں دودھ مخلوط ہو گیا اگر وہ غالب نہ ہو اور اب بھی وہ دودھ بہنے کے قابل ہو تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائیگی۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

دودھ کا بکری وغیرہ کے دودھ سے مکس ہو جانے کا بیان

اگر عورت کا دودھ (کسی جانور مثلاً) بکری کے دودھ میں مخلوط ہو گیا اور عورت کا دودھ غالب ہے تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی بھگوئی اور روٹی نے دودھ کو جذب کر لیا یا اپنے دودھ میں ستو گھولا اور پھر وہ روٹی یا ستو کسی بچہ کو کھلا دیا تو اگر اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن ذائقہ کی موجودگی کی شرط اسی صورت میں ہے جب کہ اس کو لقمہ لقمہ کر کے کھلایا جائے اور اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا تو پھر اگر ذائقہ موجود نہ ہو تب بھی

حرمت ثابت ہو جائے گی۔

اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا جانور کے دودھ میں مخلوط ہو گیا تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو اس کو پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر پانی وغیرہ غالب ہوگا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی) اس طرح اگر عورت کا دودھ کسی بھی پتیل سیال چیز یا کسی بھی جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اور غالب سے مراد یہ ہے کہ اس کا رنگ بو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک چیز محسوس و معلوم ہو۔ اور اگر دونوں چیزیں یعنی دودھ اور وہ چیز جس میں دودھ مخلوط ہو گیا ہے برابر ہوں تو حرمت کا ثابت ہونا ضروری ہو جائے گا کیونکہ دودھ مغلوب نہیں ہے۔

اگر دو عورتوں کا دودھ باہم مل گیا ہے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس عورت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی جس کا دودھ زیادہ اور غالب ہو لیکن حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں عورتوں سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت امام ابوحنیفہ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور اقرب الی الاحتیاط ہے اور اگر دونوں عورتوں کا دودھ برابر ہو تو متفقہ طور پر یعنی ان تینوں ائمہ کے نزدیک مسئلہ یہی ہے کہ دونوں عورتوں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کسی عورت نے اپنے دودھ کا چھاچھ یا دہی یا پنیر اور یا ماوا وغیرہ بنالیا اور اسے کسی بچہ کو کھلا دیا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس پر رضاعت یعنی دودھ پینے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بستی وگاؤں کی کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا مگر بعد میں یہ کسی کو بھی یاد و معلوم نہیں رہا کہ وہ دودھ پلانے والی عورت کون تھی اور پھر اس بستی کے کسی شخص نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلا ضرورت کسی بچی کو اپنا دودھ نہ پلائیں اور اگر کسی بچہ کو اپنا دودھ پلائیں تو یاد رکھیں یا لکھ لیا کریں عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کے منہ میں اپنی چھاتی دے دیتی ہیں اور انہیں دودھ پلا دیتی ہیں اور پھر بعد میں انہیں یاد بھی نہیں رہتا کہ کس بچہ کو میں نے اپنا دودھ پلایا ہے اس کی وجہ سے حرمت رضاعت کے احکام کی صریحاً خلاف ورزی ہوتی ہے لہٰذا اس بارے میں احتیاط ضروری ہے۔

دودھ خواہ پہلے پلایا ہو خواہ بعد میں پلایا گیا ہو حرمت رضاعت بہر صورت ثابت ہو جائے گی پہلے اور بعد میں کوئی فرق نہیں ہو گا لہٰذا اگر کسی شخص نے ایک شیر خوار بچی سے نکاح کر لیا اور پھر بعد میں اس شخص یعنی خاوند کی نسبی یا رضاعی ماں نے یا بہن نے یا لڑکی نے آ کر اس کو اپنا دودھ پلا دیا تو یہ بچی اس شخص کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس پر نصف مہر واجب ہوگا لیکن اس نصف مہر کے طور پر جو رقم وہ ادا کرے گا اسے وہ مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی سے وصول کر لے گا بشرطیکہ اس دودھ پلانے والی نے محض شرارت یعنی نکاح ختم کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا ہو اور اگر اس نے شرارت کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو بلکہ وہ بچی بھوک سے بلک رہی تھی اور اس عورت نے ہمدردی کے جذبہ سے اسے دودھ پلا دیا تو پھر خاوند اس سے اپنی رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ کسی شخص نے دو شیر خوار بچیوں سے نکاح کیا اس کے بعد ایک اجنبی عورت نے آ کر ان دونوں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو وہ دونوں بچیاں شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جسے وہ پسند کرے نکاح کر سکتا

ہے۔ اور اگر اس کے نکاح میں دو کی بجائے تین بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو وہ تینوں حرام ہو جائیں گی اس کے بعد وہ ان تینوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر تینوں کو یکے بعد دیگرے پلایا تو پہلی دو تو حرام ہو جائیں گی اور تیسری اس کی بیوی رہے گی اور اگر پہلے تو دو بچیوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا اور اس کے بعد تیسری کو پلایا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر پہلے ایک لڑکی کو پلایا اور بعد میں دو کو ایک ساتھ پلایا تو تینوں حرام ہو جائیں گی اور ان میں سے ہر ایک بچی کا نصف مہر اس پر واجب ہوگا جسے وہ دودھ پلانے والی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے دودھ پلایا ہو اور اگر اس کے نکاح میں چار بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان چاروں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دودھ پلایا ہو تو چاروں حرام ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک کو اور پھر تین کو ایک ساتھ پلایا ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر پہلے تین کو ایک ساتھ اور بعد میں چوتھی کو پلایا تو چوتھی حرام نہیں ہوگی۔ اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوار بچی سے نکاح کیا اور پھر بڑی نے چھوٹی کو اپنا دودھ پلا دیا تو شوہر کے لئے دونوں حرام ہو جائیں گی اب اگر اس شخص نے بڑی سے جماع نہیں کیا تھا تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا اور چھوٹی کو اس کا آدھا مہر دینا واجب ہوگا جسے وہ بڑی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شرارت کی نیت سے اسے دودھ پلایا ہو اور اگر اس نے دودھ شرارت کی نیت سے نہیں پلایا تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس بڑی کو یہ معلوم ہو کہ یہ چھوٹی بچی میرے شوہر کی بیوی ہے۔ رضاعت دودھ پلانے کا ثبوت دو باتوں میں سے کسی ایک بات سے ہو جاتا ہے ایک تو اقرار یعنی کوئی عورت خود اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو دودھ پلایا ہے اور دوسرے گواہی یعنی گواہ یہ گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے) اور رضاعت کے سلسلہ میں گواہی یا تو دو مردوں کی معتبر ہوتی ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی بشرطیکہ وہ عادل ہوں۔ (حرمت رضاعت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان) جو تفریق جدائی ہوتی ہے وہ قاضی کے حکم کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے اور جب دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں کسی میاں بیوی کے درمیان رضاعت کے رشتہ کی گواہی دیں اور اس کی بنیاد پر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دے تو عرت کو کچھ نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو اور اگر جماع ہو چکا ہوگا تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر خاوند پر واجب ہوگا اور نفقہ و سکنہ یعنی کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان واجب نہیں ہوگا۔ اگر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے نکاح ہو جانے کے بعد شادی شدہ عورت کے سامنے گواہی دی اور کہا کہ شوہر کے ساتھ تمہارا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے) تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شہادت صحیح ہے بایں طور کہ جس طرح یہ شہادت اگر قاضی کے سامنے دی جاتی تو رضاعت ثابت ہو جاتی اور وہ دونوں کے درمیان تفریق کرا دیتا ہے) اسی طرح جب یہ شہادت عورت کے سامنے آئے گی تو اس کا حکم بھی وہ یہی ہوگا اور اگر رضاعت کی یہ خبر صرف ایک شخص دے اور اس عورت کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو شوہر سے پرہیز کرنا بہتر ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد ایک دوسری عورت نے آ کر ان دونوں میاں بیوی سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہوں گی، 1- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار کر لیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو۔ 2- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار نہ کیا تو نکاح بحالہ

باقی رہے گا لیکن اگر وہ عورت جس نے رشتہ رضاعت کی خبر دی ہے) عادل ہے تو پھر احتیاط کا تقاضہ یہی ہوگا کہ خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ دے اب اگر اس نے چھوڑ دیا تو بہتر ہے کہ خاوند نصف مہر دیدے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ نہ لے بشرطیکہ چھوڑنا جماع سے پہلے ہو اور اگر چھوڑنے سے پہلے جماع ہو چکا ہو تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس کا پورا مہر بھی دیدے اور عدت کے ایام پورے ہونے تک نفقہ وسکنہ بھی دے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر مثل ومہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہو وہ لے لے اور نفقہ وسکنہ نہ لے اور اگر خاوند نے بیوی کو نہیں چھوڑا یعنی اس نے طلاق نہیں دی) تو بیوی کو خاوند کے پاس رہنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر دو عورتوں نے یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا دو غیر عادل مردوں نے یا غیر عادل ایک مرد اور دو عورتوں نے رضاعت کی گواہی دی تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی خاوند کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ 3-اگر خاوند نے اس عورت کا اعتبار کیا اور بیوی نے اعتبار نہیں کیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور مہر دینا واجب ہوگا 4-اگر بیوی نے اس عورت کا اعتبار کیا مگر خاوند نے اس کا اعتبار نہیں کیا تو نکاح بحالہ باقی رہے گا لیکن بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاوند سے قسم کھلوائے کہ وہ واقعۃً اس عورت کی بات کو صحیح نہیں سمجھتا) اور اگر خاوند قسم کھانے سے انکار کردے تو دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا اس کی طرف اسی قسم کے کسی اور رضاعی رشتہ کی نسبت کی اس کے بعد اس نے کہا کہ مجھے وہم ہو گیا تھا میں نے جو کچھ کہا تھا غلط تھا تو استحساناً ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی بشرطیکہ وہ اپنی اس دوسری بات پر قائم رہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) اور اگر وہ اپنی پہلی بات پر قائم رہے اور یہ کہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی پھر اس کے بعد وہ اپنی پہلی بات سے انکار کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر عورت نے اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق کردی تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) اور اگر اس عورت کے ساتھ جماع ہو چکا ہو اور وہ اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق نہ کرے تو مرد پر اس کا پورا مہر اور نفقہ وسکنہ واجب ہوگا۔

اور اگر مرد نے کسی عورت کے بارے میں اس سے نکاح کرنے سے پہلے یہ کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا رضاعی ماں ہے اور پھر بعد میں کہنے لگا مجھے وہم ہو گیا تھا یا مجھ سے چوک ہوگئی تھی (یعنی میں نے پہلے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) تو اس شخص کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر اپنی سابقہ بات پر قائم رہا یعنی بعد میں اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں اس عورت سے اس کو نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کے باوجود نکاح کرلے تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی اور اگر وہ اپنے سابقہ اقرار ہی سے مکر جائے (یعنی یہ کہنے لگے کہ میں نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں یا بہن ہے) لیکن دو شخص اس بات کی گواہی دیں کہ اس نے اقرار کیا تھا تو پھر اس صورت میں ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

اگر کسی عورت نے کسی مرد کے بارے میں اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ رضاعی بھائی یا رضاعی بھتیجا ہے لیکن مرد نے اس کا انکار کیا اور اس کے بعد پھر عورت نے بھی اپنے قول کی تردید کی اور کہا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی تو اس عورت سے نکاح جائز ہو جائے

گا اور اسی طرح اگر مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا قبل اس کے کہ وہ عورت اپنے قول کی تردید کرتی تو نکاح صحیح ہوگا۔ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے جو اس کے نکاح میں ہو اپنے نسبی رشتہ کا اقرار کیا یعنی یوں کہا کہ یہ عورت میری حقیقی ماں ہے یا حقیقی بہن ہے یا حقیقی بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب کسی کو معلوم نہیں ہے نیز وہ مرد یہ صلاحیت رکھتا ہے (یعنی اس کے بارے میں یہ گمان ہوسکتا ہے کہ وہ عورت اس کی ماں یا بیٹی ہو تو) اس مرد سے دوبارے پوچھا جائے گا اب اگر وہ یہ کہے کہ مجھے وہم ہو گیا تھا یا میں چوک گیا تھا، یا میں نے غلط کہا تھا تو استحساناً ان کا نکاح باقی رہے گا اور اگر دوبارہ پوچھے جانے پر اس نے یہ کہا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہی صحیح ہے تو پھر دونوں میں تفریق کرادی جائے گی۔

اور اگر مرد یہ صلاحیت نہیں رکھتا یعنی ان دونوں کی عمر میں اس قدر تفاوت ہے کہ وہ اس بات کا امکان نہیں رکھتا) کہ وہ عورت جس عمر کی ہے اس عمر کی کوئی عورت اس کی حقیقی ماں یا اس کی حقیق بہن ہو سکے تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور ان دونوں کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اگر مرد نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری حقیقی لڑکی ہے اور پھر بعد میں اپنی اس بات کی تردید بھی نہیں کی بلکہ اس پر اصرار کرتا رہا حالانکہ لوگوں کو اس لڑکی کا نسب معلوم ہے (یعنی دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑکی اس کی نہیں ہے بلکہ دوسرے کی ہے) تو ان دونوں کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ یہ میری حقیقی ماں ہے حالانکہ لوگوں کو اس کا نسب معلوم ہے (یعنی سب جانتے ہیں کہ یہ اس کی ماں نہیں ہے) تو اس صورت میں بھی دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی چوتھا سبب جمع کرنا: یعنی وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے ساتھ جمع ہو کر محرمات میں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اجنبی عورتوں کو جمع کرنا (۲) ذوات الارحام کو جمع کرنا پہلی قسم یعنی اجنبی عورتوں کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جس قدر نکاحوں کی اجازت دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا چنانچہ شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت اور غلام کو ایک وقت میں دو نکاح تک کی اجازت دی ہے لہٰذا کسی آزاد شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے (یعنی چار سے زیادہ عورتوں کو اپنی بیوی بنائے) اور غلام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں دو سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے آزاد شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک وقت میں جتنی چاہے بغیر نکاح باندیاں رکھے باندیاں رکھنے کی تعداد کی کوئی قید نہیں ہے لیکن غلام کو بغیر نکاح باندی رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کا آقا اجازت دیدے آزاد شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ چار عورتیں خواہ آزاد ہوں خواہ باندیاں ہوں اور آزاد دونوں ملی جلی ہوں۔

اگر کسی شخص نے پانچ عورتوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلی چار کا نکاح جائز اور پانچویں کا باطل ہوگا اور اگر پانچوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو پانچوں کا نکاح باطل ہوگا اسی طرح اگر کسی غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو یہی تفصیل ہوگی کہ ان تینوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے کی صورت میں تو پہلی دونوں کا نکاح صحیح ہو جائے گا اور تیسری کا باطل ہوگا اور اگر تینوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو تینوں کا نکاح باطل ہوگا۔ اگر کسی حربی کافر نے پانچ کافرہ عورتوں سے نکاح کیا اور پھر وہ سب یعنی

بانچوں بیویاں اور شوہر مسلمان ہو گئے تو اگر یہ پانچوں نکاح یکے بعد دیگرے ہوئے تھے تو پہلی چار بیویاں جائز رہیں گی اور پانچویں بیوی سے جدائی کرادی جائے گی اور اگر پانچوں نکاح ایک ہی عقد میں ہوئے تھے تو پانچوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اور ان پانچوں سے شوہر کی جدائی کرادی جائے گی۔ اگر کسی عورت نے ایک عقد میں دو مردوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک شخص کے نکاح میں پہلے سے چار عورتیں تھیں تو اس کا نکاح اس دوسرے شخص کے ساتھ صحیح ہوگا (جس کے نکاح میں پہلے چار بیویاں نہیں تھیں اور اگر ان دونوں کے نکاح میں پہلے سے چار بیویاں تھیں یا ان میں سے کسی ایک کے بھی نکاح میں چار عورتیں نہیں تھیں تو یہ نکاح کسی کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہوگا۔ جمع کرنے کی دوسری قسم یعنی ذوات الارحام کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا جائے گا جو آپس میں ذی رحم اور نسبی رشتہ دار ہوں چنانچہ دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو باندی بنا کر ان سے جماع کرنا بھی حرام ہے یعنی اگر دو بہنیں بطور باندی کسی کی ملکیت میں ہوں تو دونوں سے جماع نہ کیا جائے اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے خواہ وہ دونوں نسبی حقیقی بہنیں ہوں یا رضاعی بہنیں ہوں۔

اس بارے میں اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو آپس میں ان دونوں کا نکاح درست نہ ہو خواہ وہ رشتہ نسبی حقیقی ہو یا رضاعی ہو تو ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوتا لہٰذا جس طرح دو حقیقی یا رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے اسی طرح لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی پھوپھی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے ایسے ہی کسی لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی خالہ یا اسی قسم کی کسی اور رشتہ دار کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں کسی عورت اور اس کے پہلے خاوند کی لڑکی کو جو اس عورت کے بطن سے نہیں ہے) بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے کیونکہ اگر اس عورت کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے شوہر کی اس لڑکی سے اس کو نکاح کرنا جائز ہوگا بخلاف اس کے عکس کے کہ اگر اس لڑکی کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے لئے اس عورت یعنی باپ کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا) اسی طرح کسی عورت اور اس کی باندی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے اس باندی سے نکاح کیا ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ .

باب ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

90 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنْكِحْ بِنْتَ اَبِي تَعْنِي اُخْتَهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ" . قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ اُخْتِي . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ" . قَالَتْ اُمُّ حَبِيبَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ تَحَدَّثْنَا اَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ" .

90-تقدم في النكاح، تحريم الربيبة التي في حجره (الحديث 3284) .

قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ نَعَمْ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَوَاللَّهِ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ" .

✧✧ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میری بہن کے ساتھ شادی کر لیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ انہوں نے عرض کی' جی ہاں! یارسول اللہ! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ حلال نہیں ہے۔ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ کی قسم! ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی! سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ تم میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

91- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ أَنِّي لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ" .

✧✧ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں۔ اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ .

یہ باب ہے کہ دو بہنوں کو (نکاح میں) اکٹھے کرنا حرام ہے

92- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي قَالَ: "فَأَصْنَعُ مَاذَا" . قَالَتْ تَزَوَّجُهَا . قَالَ: "فَإِنَّ ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكِ" . قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ يَشْرَكُنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي . قَالَ: "إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي" . قَالَتْ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ . قَالَ: "بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ" . قَالَتْ نَعَمْ . قَالَ: "وَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ" .

✧✧ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ میری بہن میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

91-تقدم (الحديث 3284) .

92-تقدم (الحديث 3284) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری بہن بھی اس بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

ہمیں تو یہ پتہ چلا ہے کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کو نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوسلمہ کی بیٹی کو۔ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ تم لوگ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

نکاح میں محرمات کو جمع کرنے کی ممانعت میں فقہی مسائل کا بیان

اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا اور ان دونوں کو ان کے شوہر سے جدا کرا دیا جائے گا اور پھر یہ جدائی اگر دخول یعنی جماع سے پہلے ہوگی تو ان دونوں کو مہر کے طور پر کچھ نہیں دلوایا جائے گا اور اگر جدائی دخول کے بعد ہوگی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو دیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے مختلف عقد میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو جو نکاح بعد میں ہوگا وہ فاسد ہو جائے گا اور شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس سے علیحدگی اختیار کرے اگر وہ خود سے علیحدگی اختیار نہ کرے اور قاضی کو اس کا علم ہو جائے تو قاضی علیحدگی کرا دے۔ اور پھر یہ علیحدگی اگر دخول جماع سے پہلے واقع ہو گئی تو علیحدگی کے احکام (یعنی مہر و عدت وغیرہ) میں سے کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا اور اگر دخول کے بعد علیحدگی واقع ہو گئی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر مل جائے گا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس شخص کو اپنی بیوی یعنی پہلی منکوحہ سے اس وقت تک علیحدہ رہنا ہوگا جب تک کہ اس کی بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے اور اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے دو عقدوں میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کر لیا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس بہن سے پہلے اور کس بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو ایسی صورت میں شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بیان کرے اگر وہ بیان کر دے کہ فلاں بہن سے پہلے اور فلاں بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو اس بیان کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی پہلی کا نکاح باقی اور دوسری کا نکاح باطل قرار دیا جائے اور اگر شوہر بھی بیان نہ کر سکے تو پھر قاضی ان دونوں ہی سے شوہر کی علیحدگی کرا دے، علیحدگی کے بعد ان دونوں کو نصف مہر ملے گا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہوا اور عقد کے وقت متعین ہوا ہو اور یہ علیحدگی بھی جماع سے پہلے واقع ہوئی ہو اور اگر دونوں کا مہر برابر نہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے مہر کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر عقد کے وقت مہر متعین نہ ہوا تو آدھے مہر کی بجائے ایک جوڑا کپڑا دونوں کو دیا جائے گا۔ اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی ہو تو ہر ایک کو اس کا مہر پورا ملے گا۔

اور ابو جعفر ہندوانی فرماتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ کا یہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ ان دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ پہلے مجھ سے نکاح ہوا تھا اور گواہ کی ایک کے بھی پاس نہ ہوں تو دونوں کو نصف مہر دلایا جائے گا لیکن اگر دونوں یہ کہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم میں سے کس کا نکاح پہلے ہوا ہے تو ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ دونوں کسی ایک بات پر متفق ہو کر صلح نہ کر لیں اور دونوں کے صلح کی صورت یہ ہوگی کہ وہ دونوں قاضی کے پاس جا کر یہ کہیں کہ ہم دونوں کا مہر ہمارے خاوند پر

واجب ہے اور ہمارے اس مطالبہ میں کوئی تیسرا دعوی دار شریک نہیں ہے (یعنی ہمارے خاوند پر مہر کی جو رقم واجب ہے اس میں ہم دونوں کے علاوہ اور کسی تیسری عورت کا کوئی حق نہیں ہے) لہٰذا ہم دونوں اس بات پر صلح و اتفاق کرتی ہیں کہ نصف مہر لے لیں اس کے بعد قاضی فیصلہ کر دے گا اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنا نکاح پہلے ہونے پر گواہ پیش کئے تو مرد پر نصف مہر واجب ہوگا جو دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا اس حکم میں تمام علماء کا اتفاق ہے نیز دو بہنوں کے سلسلہ میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ ایسی تمام عورتوں میں بھی جاری ہوں گے جن کا جمع کرنا (یعنی جن کو یک وقت اپنے نکاح میں رکھنا) حرام ہے اور اگر یہ شخص یعنی جس نے دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کر لیا تھا اور یہ نکاح باطل ہونے کی وجہ سے ان دونوں بہنوں اور اس کے درمیان علیحدگی کرادی تھی) ان دونوں بہنوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ علیحدگی جماع سے پہلے ہوئی ہو اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی تھی تو اس صورت میں دونوں بہنوں کی عدت گزر جانے سے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر ایک عدت میں ہے اور دوسری کی عدت پوری ہو گئی ہے تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو عدت میں ہے دوسری سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جو عدت میں ہے ۔اور اگر علیحدگی سے پہلے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جماع ہو گیا تھا تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جس سے جماع ہو چکا تھا اور اگر اس بہن سے نکاح کرنا چاہے جس سے جماع نہیں ہوا تھا تو) اس سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا، ہاں اگر اس بہن کی عدت پوری ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا تو پھر ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

جس طرح بیک وقت دو بہنوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح بیک وقت دو باندی بہنوں سے جنسی لطف حاصل کرنا یعنی مساس و جماع کرنا بھی جائز نہیں ہے (یعنی اگر کسی شخص کی ملکیت میں بیک وقت دو بہنیں بطور باندی ہوں تو وہ ان دونوں سے جنسی تلذذ حاصل نہ کرے بلکہ ان میں سے کسی ایک ہی سے مساس و جماع وغیرہ کرے) کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جنسی لطف لینے کے بعد دوسری بہن حرام ہو جائے گی اس دوسری بہن سے اسی وقت جنسی لطف حاصل کر سکتا ہے جب کہ پہلی بہن کو اپنے اوپر حرام کر لے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اس سے جماع کر لیا پھر اس کے بعد اس کی بہن کو خرید لیا تو صرف پہلی ہی سے جماع کر سکتا ہے دوسری سے جماع اس وقت تک حرام ہوگا جب تک کہ پہلی کو اپنے لئے حرام نہ کر لے اور حرام کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یا تو کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنی ملکیت سے نکال دے یا آزاد کر دے یا کسی کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ کر دے اور یا مکاتب بنا دے۔اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض حصہ کو آزاد کرنا کل حصہ کو آزاد کرنے کے مترادف ہے (مثلاً کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تیرا آدھا حصہ یا تیرا چوتھائی حصہ آزاد کیا تو یہ کل کو آزاد کرنے کے مرادف ہوگا اور اس سے جماع کرنا ناجائز ہوگا) اسی طرح اس کے بعض حصہ کو اپنی ملکیت سے نکالنا کل کو اپنی ملکیت سے نکالنے کے مرادف ہوگا۔

اگر صرف یہ کہہ دیا جائے کہ پہلی مجھ پر حرام ہے تو اس کو کہہ دینے کی وجہ سے دوسری سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ ایک کے حیض ونفاس اور احرام وروزہ کی وجہ سے دوسری حلال نہیں ہو جاتی یعنی جس طرح اگر ایک بہن حیض وغیرہ کی حالت میں حرام ہو جاتی ہے تو محض اس کی وجہ سے اس کی دوسری بہن حلال نہیں ہو جاتی اسی طرح فقط اتنا کہہ دینا کہ پہلی میرے لئے حرام ہے دوسری کو حلال کر دینے کے لئے کافی نہیں ہے) اگر کسی شخص نے ان دونوں بہنوں سے جماع کر لیا جو بطور باندی اس کی ملکیت میں تھیں تو اس کے بعد ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ جماع نہیں کر سکتا تاوقتیکہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق دوسری کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ اگر کسی شخص نے ان دونوں باندی بہنوں میں سے کہ جو بیک وقت اس کی ملکیت میں تھیں کسی ایک کو فروخت کر دیا لیکن وہ کسی عیب کی وجہ سے لوٹ کر آ گئی یا اس کو ہبہ کر دیا تھا لیکن اپنے ہبہ کو ختم کر کے اسے واپس لے لیا یا اس کا نکاح کر دیا تھا مگر اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس کی عدت بھی پوری ہو گئی تو ان صورتوں میں وہ شخص ان میں سے کسی ایک سے بھی جماع نہ کرے تاوقتیکہ دوسری بہن کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ کسی شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی بہن کو خرید لیا تو اس کے لئے خریدی ہوئی باندی سے جنسی لطف حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فراش یعنی زوجتی کا استحقاق نفس نکاح سے ثابت ہو جاتا ہے اس لئے اگر وہ خریدی ہوئی باندی سے جماع کرے گا تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے فراش یعنی زوجیت کا استحقاق) میں دو بہنوں کو جمع کیا اور یہ حرام ہے۔

اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کر لیا اور اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہو گیا تو اب وہ باندی سے جماع نہ کرے گا اگرچہ ابھی تک منکوحہ سے جماع نہ کیا ہو اور اس منکوحہ سے اس وقت تک جماع نہ کرے جب تک کہ اپنی باندی یعنی منکوحہ کی بہن کو مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے اپنے لئے حرام نہ کر لے اور اگر اس نے اپنی باندی کی بہن سے ایسی صورت میں نکاح کیا کہ اس باندی سے جماع نہیں ہوا ہے تو پھر منکوحہ سے جماع کر سکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے جماع کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا مگر وہ نکاح کسی وجہ سے فاسد ہو گیا تو محض نکاح سے وہ باندی حرام نہ ہوگی ہاں اگر نکاح کے بعد وہ منکوحہ سے جماع کرلے تو باندی سے جماع کرنا حرام ہو جائے گا۔

اگر دو بہنوں نے کسی شخص سے یہ کہا کہ ہم نے اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنا نکاح کیا اور یہ الفاظ دونوں کی زبان سے ایک ساتھ ادا ہوئے اور اس شخص نے ان میں سے ایک کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور اگر پہلے خود اس شخص نے ان دونوں بہنوں سے یہ کہا کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کے عوض اپنا نکاح کیا اور ان میں سے ایک نے قبول کر لیا اور دوسری نے انکار کر دیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا۔ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنا نکاح کروانے کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر کسی دوسرے آدمی کو بھی اسی کام کے لئے اپنا وکیل بنا دیا اس کے بعد ان دونوں میں سے ہر ایک وکیل نے ایک ایک عورت سے اس شخص کا نکاح ان عورتوں کی اجازت کئے بغیر کر دیا اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں عورتیں رضاعی بہنیں ہیں، نیز ان دونوں وکیلوں کی زبان سے نکاح کے الفاظ ایک ساتھ ادا ہوئے تھے تو اس صورت میں دونوں عورتوں کے نکاح باطل ہوں گے۔

اسی طرح اگر یہ دونوں نکاح ان عورتوں کی اجازت سے ہوں یا ایک کی اجازت سے اور ایک کی بغیر اجازت تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایک شخص مثلاً زید نے دو بہنوں سے نکاح کیا حالانکہ ان میں سے ایک بہن کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی یا کسی دوسرے شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے ابھی عدت کے دن گزار رہی تھی تو اس صورت میں زید کا نکاح صرف دوسری بہن کے ساتھ صحیح ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی یا ایک طلاق بائن یا تین طلاق دی یا نکاح فاسد ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا یا شبہ ہو کر کسی عورت سے جماع کر لیا غرضیکہ ان میں سے کسی بھی صورت کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ عورت کہ عدت کے دن گزار رہی ہو تو اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے وہ شخص نکاح نہیں کر سکتا اور جس طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کی کسی بھی ایسی رشتہ والی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں جو اس کے لئے ذوات الارحام میں سے ہو اور دونوں کا بیک وقت کسی ایک کے نکاح میں رہنا حرام ہو (مثلاً اس کے زمانہ عدت میں اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں) اور اسی طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کے علاوہ مزید چار عورتوں سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں۔

اگر کسی شخص نے اپنی باندی کو جو ام ولد یعنی اس کے بچہ کی ماں تھی آزاد کر دیا تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کے ماسوا چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر کسی شوہر نے کہا کہ میری مطلقہ بیوی نے بتایا کہ اس کی عدت کے دن پورے ہو گئے ہیں (لہٰذا میں اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہوں) تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ طلاق دیئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ اگر طلاق دیئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے جس میں عدت پوری ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں تو شوہر کا قول معتبر نہیں ہوگا اس طرح اس کی مطلقہ بیوی کا یہ کہنا کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے قابل اعتبار نہ ہوگا ہاں اگر وہ کوئی ایسی صورت بیان کرے جس میں عدت پوری ہونے کا احتمال ہو جیسے وہ یہ بیان کرے کہ طلاق کے دوسرے دن میرا حمل جس کے اعضاء پورے تھے ساقط ہو گیا ہے تو اس صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا۔ اور طلاق کو اتنا عرصہ گزر چکا ہو کہ اس میں عدت پوری ہونے کا امکان ہو تو اگر عورت اپنے شوہر کے قول کی تصدیق کر دے یا اس مجلس میں موجود نہ ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس کے لئے بیک وقت چار دوسری عورتوں سے یا سابقہ بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا بلکہ حنفی علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اگر بیوی شوہر کو جھٹلا دے تو بھی شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص کی بیوی مرتد ہو کر دار الحرب چلی جائے تو شوہر کے لئے اس کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جیسا کہ اس کے مر جانے کی صورت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

پھر اگر وہ مرتدہ عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے لوٹے اور اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کر چکا ہو تو اس کی بہن کا نکاح فاسد نہیں ہوگا اور اگر وہ بہن کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے لوٹے تو حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو اس صورت میں بھی وہ شخص اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص اس صورت میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔

ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے جو ایک دوسرے کی پھوپھی یا ایک دوسرے کی خالہ ہوں اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کی ماں سے اور عمرو نے زید کی ماں سے نکاح کیا اور ان دونوں کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی یا یہ کہ مثلاً زید نے عمرو کی لڑکی سے اور عمرو نے زید کی لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں سے ہر ایک لڑکی کی خالہ ہوگی اور ان دونوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایسی دو عورتوں سے نکاح کر لیا جن میں سے ایک تو اس شخص کے لئے حرام تھی خواہ اس کی محرم ہونے کی وجہ سے یا شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اور یا بت پرست ہونے کی وجہ سے اور دوسری عورت ایسی تھی جس سے اس شخص کو نکاح کرنا جائز تھا تو ایسی صورت میں اس کا اس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا جو اس کے لئے حلال تھی اور اس عورت کے ساتھ نکاح باطل ہوگا جو اس کے لئے حرام تھی اور مقرر کردہ کل مہر اسی عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح صحیح ہوا ہے یہ حکم امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہے اور اگر اس شخص نے نکاح کے بعد اس عورت سے جماع کر لیا جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے حلال نہیں تھا تو اس کو مہر مثل ملے گا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو اور مقرر کردہ کل مہر اس عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال تھا۔

سبب مملوکہ ہونے کا بیان

وہ باندیاں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جب کہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو اسی طرح آزاد عورت سے اور باندی سے ایک ساتھ نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ مدبر یعنی وہ لونڈی جس سے اس کا آقا کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہو جائے گی) اور ام ولد (یعنی وہ باندی جس کے پیٹ سے اس کے آقا کا بچہ پیدا ہو) اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک عقد میں ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا تو آزاد عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ آزاد عورت ایسی ہو جس سے نکاح کرنا اس کے لئے جائز تھا اگر وہ آزاد عورت ایسی ہو جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے جائز نہیں تھا جیسے وہ اس کی پھوپھی یا خالہ تھی تو پھر باندی کا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے پہلے باندی سے نکاح کیا اور پھر آزاد عورت سے نکاح کیا تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو ایک آزاد عورت ہے طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں اور وہ ابھی تک اپنی عدت کے دن گزار رہی تھی کہ اس شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول تو یہ ہے کہ باندی کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور امام ابویوسف و امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ جائز ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی باندی سے نکاح کرلے تو اس کے بارے میں متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایک باندی اور ایک ایسی آزاد عورت کے ساتھ نکاح کیا جو نکاح فاسد یا جماع بشبہ کی عدت کے دن گزار رہی تھی تو باندی کا نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے اپنی منکوحہ باندی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اور پھر اپنی اس منکوحہ باندی سے رجوع کر لیا (یعنی اپنی دی ہوئی طلاق واپس لے کر پھر اسے بیوی بنا لیا) تو یہ جائز ہوگا۔ کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ایک آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع بھی کر لیا اور پھر آڑا کی اجازت کے بغیر کسی

باندی سے بھی نکاح کرلیا اور اس کے بعد اس کے آقا نے اس کو دونوں سے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں آزاد عورت کا نکاح صحیح اور باندی کا باطل ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا لیکن اس کے ساتھ جماع نہیں کیا اور پھر کسی آزاد عورت سے بھی نکاح کرلیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں بھی باندی کا نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے ایک باندی سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور پھر اس باندی کی لڑکی سے جو آزاد تھی نکاح کرلیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو لڑکی کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

ایک شخص مثلاً زید کے ایک بالغہ لڑکی اور ایک بالغہ باندی ہے زید نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے دونوں کا نکاح اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ کردیا اس شخص نے باندی کا نکاح قبول کرلیا تو یہ نکاح باطل ہوگا اور اگر اس کے بعد اس شخص نے آزاد لڑکی کا نکاح قبول کرلیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود کسی باندی سے نکاح کرلے اور وہ باندی خواہ مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی) تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت وقدرت رکھنے کے باوجود باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

اگر کسی شخص نے ایک ہی عقد میں چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے نکاح کیا تو صرف باندیوں کا نکاح صحیح ہوگا۔ چھٹا سبب تعلق حق غیر: یعنی ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جن کے ساتھ کسی دوسرے مرد کا حق متعلق ہو۔ چنانچہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو، یا کسی کی عدت میں ہو اور عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی یا نکاح فاسد کی کہ جس میں جماع ہو گیا تھا اور یا شبہ نکاح کی تو ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی شخص نے انجانے میں دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح کرلیا اور اس کے ساتھ جماع بھی کرلیا تو اب جب کہ ان میں جدائی ہوگی تو عورت پر عدت واجب ہوگی۔

اور اگر وہ شخص جانتا تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے تو جدائی کے بعد اس عورت پر عدت واجب نہیں ہوگی اور اس کے خاوند کے لئے اس سے جماع کرنا نا جائز نہیں ہوگا اور اگر اس کا خاوند اسے طلاق دیدے تو صاحب عدت کے لئے زمانہ عدت میں اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ عدت کے علاوہ اور کوئی مانع موجود نہ ہو۔ جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن جب تک ولادت نہ ہو جائے خاوند کو اس سے جماع کرنا نا جائز ہے اور اسباب جماع یعنی بوسہ اور مساس وغیرہ بھی نا جائز ہیں اور اگر اس حاملہ زنا سے وہ شخص نکاح کرے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا تو اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور وہ وضع حمل سے قبل جماع بھی کرسکتا ہے اور وہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد میں عورت کا حمل ساقط ہو گیا جس کے اعضاء ظاہر ہو چکے تھے اب اگر یہ اسقاط حمل نکاح سے چار ماہ یا اسے زائد عرصہ بعد ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر چار مہینہ سے کم عرصہ میں یہ اسقاط ہوا ہے تو نکاح جائز نہیں ہوگا اس لئے کہ حمل کے اعضاء چار مہینہ سے کم میں ظاہر نہیں ہوتے (حاصل یہ کہ اگر اسقاط نکاح سے چار ماہ یا اس سے

زائد عرصہ کے بعد ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ حمل اسی شخص کا ہے جس نے نکاح کیا ہے اور اگر چار ماہ سے کم عرصہ میں اسقاط ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو پھر یہ احتمال ہوگا کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اور اس کا یہ حمل ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور ایسی حاملہ عورت جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کا حمل فلاں شخص کے جائز نطفہ سے ہے تو متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اور امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی عورت ہو جو حربی کافر سے حاملہ ہوئی ہو اور وہ ہجرت کر کے یا باندی بنا کر دارالاسلام میں لائی گئی ہو تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن جب تک اس کے ہاں ولادت نہ ہو جائے اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

امام طحاوی نے اسی قول پر اعتماد کیا ہے لیکن حضرت امام محمد نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ اس صورت میں نکاح جائز نہیں ہوتا اسی پر امام کرخی نے اعتماد کیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد باندی کا نکاح کسی کے ساتھ کر دیا درآنحالیکہ وہ اپنے آقا سے حاملہ تھی تو یہ نکاح باطل ہوگا ہاں اگر وہ حاملہ نہ ہو تو پھر نکاح صحیح ہوگا۔

ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کیا اور اس کے بعد کسی سے اس کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا لیکن آقا کے لئے یہ مستحب ہوگا کہ وہ اپنے نطفہ کی حفاظت کی خاطر اس باندی سے استبراء کرائے (یعنی ایک حیض آنے کے بعد اس کو خاوند سے جماع کرانے دے اور جب یہ نکاح جائز ہو گیا تو خاوند کے لئے استبراء کا انتظار کئے بغیر) اس سے جماع کرنا بھی جائز ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کا قول ہے اور حضرت امام محمد کا یہ قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس کے استبراء کے بغیر اس سے جماع کر لے۔

فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام محمد کا قول مبنی بر احتیاط ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ائمہ کا یہ اختلاف قول اس صورت میں ہے کہ جب آقا نے باندی کا نکاح استبراء کرائے بغیر کر دیا ہو اور اگر نکاح سے پہلے استبراء ہو چکا تھا یعنی آقا سے مجامعت کے بعد باندی کو ایک حیض آ گیا تھا تو اس صورت میں سب کا متفقہ قول یہی ہے کہ خاوند کو استبراء کے بغیر اس سے جماع کرنا جائز ہوگا۔

کسی شخص نے ایک عورت کو زنا کراتے دیکھا اور پھر بعد میں خود اس سے نکاح کر لیا تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس استبراء سے پہلے بھی اس سے جماع کرنا جائز ہوگا لیکن حضرت امام محمد کا اس صورت میں بھی یہی قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس سے استبراء کے بغیر جماع کر لے۔ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح کر لے تو حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔

اگر کسی عورت کو قید کر کے دارالحرب سے دارالاسلام لایا گیا اور اس کا شوہر ساتھ نہیں ہے تو اس پر عدت واجب نہ ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام آ جائے تو امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس پر بھی عدت واجب نہیں ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی امام

ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس پر عدت واجب ہوگی۔ جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے) اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس سے جماع کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک کہ ایک حیض آ جانے کی وجہ سے استبراء نہ ہو جائے۔

سبب اختلاف مذہب ہونا

وہ عورتیں جن کے مشترک ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا حرام ہے چنانچہ آتش پرست اور بت پرست عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا باندی اور بت پرستوں کے حکم میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو سورج اور ستاروں کی پرستش کرتی ہیں یا اپنی پسندیدہ تصویروں کی پوجا کرتی ہیں یا یونانی حکماء کے نظریہ کے مطابق اللہ کے بے کار معطل ہونے کا عقیدہ رکھتی ہیں یا زندقہ (یعنی دہریت) میں مبتلا ہیں یا فرقہ باطنیہ اور فرقہ اباحیہ سے تعلق رکھتی ہیں فرقہ باطنیہ سے وہ فرقہ مراد ہے جو قرآن کے باطنی معنی کا عقیدہ رکھتا ہے اور فرقہ اباحیہ سے مراد وہ فرقہ ہے جس کے ہاں دنیا کا ہر کام خواہ وہ اچھا ہو یا برا کرنا جائز ہے) اسی طرح ہر اس مذہب کو ماننے والی عورت بھی اسی حکم میں داخل ہے جس کو اختیار کرنا کفر کا باعث ہو اسی طرح اپنی اس باندی سے جو آتش پرست مشرکہ ہو جماع کرنا بھی ناجائز ہے۔ مسلمان کو کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے جو دارالحرب میں رہتی ہو اور ذمیہ کافرہ یعنی مسلمانوں کے ملک میں خراج دے کر رہنے والی) عورت سے شادی کرنا جائز ہے خواہ وہ آزاد ہو یا باندی ہو لیکن اولیٰ یہی ہے کہ ان سے بھی شادی نہ کی جائے اور نہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور بغیر ضرورت کے کھایا جائے۔ اگر کسی مسلمان نے کسی یہودی یا عیسائی عورت سے شادی کر لی تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے عبادت خانہ (یعنی گرجا گھر وغیرہ (نہ جانے دے اور نہ اسے اپنے گھر میں شراب بنانے دے لیکن مسلمان شوہر کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اپنی عیسائی یا یہودی بیوی کو حیض و نفاس کے منقطع ہونے اور جنابت لاحق ہونے پر غسل کے لئے مجبور کرے۔ اگر کسی مسلمان نے دارالحرب میں کتابیہ حربیہ سے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح جائز ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا اور پھر اس نکاح کے بعد دونوں میاں بیوی دارالاسلام آ جائیں تو دارالحرب میں کیا ہوا نکاح باقی رہے گا۔ ہاں اگر یہ صورت ہو کہ شوہر دارالاسلام آ جائے اور بیوی کو وہیں چھوڑ آئے تو تباین دارین (ملک بدل جانے) کی وجہ سے دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔ جو لوگ کسی آسمانی مذہب کے پیروکار ہوں اور ان کے فرقہ کے لئے آسمانی کتاب بھی ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کے صحیفے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور وغیرہ تو وہ لوگ اہل کتاب میں شمار ہوں گے اور ان کی عورتوں سے مسلمانوں کی شادی بھی جائز ہے اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا بھی حلال ہوگا۔ اگر کسی شخص کے والدین میں سے ایک تو کتابی یعنی یہودی یا عیسائی ہو اور دوسرا آتش پرست ہو تو وہ شخص اہل کتاب میں شمار کیا جائے گا۔ ایک مسلمان نے کسی کتابیہ عورت سے شادی کی اور پھر وہ عورت اپنا مذہب تبدیل کر کے) آتش پرست ہو گئی تو وہ اپنے مسلمان شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور دونوں کی شادی کالعدم قرار پائیگی اور اگر یہودی عورت سے شادی کی اور پھر وہ عیسائی ہو گئی یا عیسائی عورت سے شادی کی اور شادی کے بعد وہ یہودی ہو گئی تو اس صورت میں نکاح باقی رہے گا۔ اس بارے میں اصول و ضابطہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ تبدیل مذہب کے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ خاوند بیوی میں سے جس نے بھی اپنا مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب قبول کیا ہے وہ

کوئی ایسا مذہب تو نہیں ہے کہ اگر وہ دونوں از سرنو شادی کریں تو اس مذہب کی وجہ سے ان کی شادی جائز نہ ہو سکے (مثلاً آتش پرستی ایسا مذہب ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی آتش پرست عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا) چنانچہ اگر وہ مذہب ایسا ہوگا جس کے پیروکار اور مسلمان کے درمیان شادی بیاہ سرے سے جائز ہی نہیں ہوتا تو خاوند و بیوی میں سے جو بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس مذہب کو قبول کرے گا شادی کالعدم ہو جائے گی۔ اب رہی یہ بات کہ اگر مسلمان خاوند اور یہودی یا عیسائی بیوی میں سے کوئی بھی مجوسیت (یعنی آتش پرستی) اختیار کر لے اور اس کی وجہ سے ان دونوں کی شادی فاسد ہو جائے تو اس کے بعد کیا حکم ہوگا؟ تو اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب عورت بنی ہے یعنی بیوی نے مجوسیت اختیار کر لی ہے تو دونوں کے درمیان جدائی ہو جائے گی اور اسے نہ مہر ملے گا اور نہ متعہ بشرطیکہ اس نے جماع سے پہلے اپنا مذہب تبدیل کیا ہو اور اگر اس نے اس وقت مجوسیت کو اختیار کیا جب کہ اس کا شوہر اس سے جماع کر چکا تھا تو پھر اس کو پورا مہر دیا جائے گا اور اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب مرد بنا ہے یعنی خاوند نے اپنا مذہب چھوڑ کر مجوسیت کو اختیار کر لیا ہے اور خاوند و بیوی میں جدائی ہو گئی ہے تو اسے عورت کو مقررہ مہر کا آدھا دینا ہوگا بشرطیکہ یہ صورت حال جماع سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہو اور اگر مہر مقرر نہیں تھا تو متعہ ایک جوڑا کپڑا دینا ہوگا اور اگر جماع کے بعد ایسا ہوا تو پھر اس عورت کو پورا مہر دینا واجب ہوگا۔ جو مسلمان مرتد ہو گیا ہو اس کا نکاح نہ تو کسی مرتدہ سے جائز ہوتا ہے نہ کسی کافرہ سے اور نہ کسی مسلمان عورت سے، اسی طرح جو مسلمان عورت مرتدہ ہو جائے اس کا نکاح بھی کسی کے ساتھ جائز نہیں ہوتا۔ کسی مسلمان عورت کی شادی نہ تو مشرک سے جائز ہوتی ہے اور نہ کتابی یعنی یہودی یا عیسائی سے۔ بت پرست و آتش پرست عورت کی شادی ہر مشرک و کافر سے صحیح ہو جاتی ہے مگر مرتد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ ذمی کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں۔ مسلمان کے لئے اپنی مسلمان بیوی کی موجودگی میں کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت) سے اور اپنی کتابیہ بیوی کی موجودگی میں مسلمان عورت سے عقد ثانی جائز ہے اور نوبت یعنی شب گزاری کے لئے باری مقرر کرنے کے سلسلے میں دونوں کے حقوق برابر ہوں گے۔ آٹھواں سبب مالک ہونا: یعنی وہ عورتیں جو مالک ہونے کے سبب سے اپنے مملوک غلام کے لئے حرام ہیں۔ چنانچہ کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام سے نکاح کرے اسی طرح اس کو اس غلام کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے جو اس کے اور کسی دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو۔ اگر نکاح کے بعد خاوند بیوی میں کوئی بھی ایک دوسرے کے کل یا جزء کا مالک ہو جائے تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اگر کسی مرد نے اپنی لونڈی سے نکاح کر لیا یا اس لونڈی سے نکاح کیا جس کا وہ جزوی مالک ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ ہمارے زمانہ میں لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت کا بالکل رواج نہیں رہا اور نہ آج کے دور میں وہ شرائط و قیود پائی جاتی ہیں جن کی موجودگی میں لونڈی سے جماع جائز ہوتا ہے اسی لئے بعض علماء لکھتے ہیں کہ اگر کہیں لونڈی رکھنے کا کوئی رواج ہو تو اس سے جماع نہ کرنا چاہئے بلکہ) اس لونڈی سے نکاح کر لینا چاہئے تاکہ اگر واقعۃً لونڈی نہ ہو بلکہ آزاد عورت ہو تو نکاح کی وجہ سے اس سے جماع کرنا جائز ہو جائے اگر کسی آزاد مرد نے اپنی بیوی کو جو کسی کی باندی ہو شرط خیار کے ساتھ خرید لیا تو اس صورت میں اس کا نکاح باطل نہیں ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے۔ نواں سبب طلاق: یعنی وہ عورتیں جو طلاق سے حرام ہو جاتی ہیں چنانچہ

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو آزاد عورت ہو تین طلاق دیدیں تو اس کے بعد اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت پوری کر کے) دوسرے کسی مرد سے نکاح کرلے اور دونوں میں مجامعت ہو جائے اور پھر وہ مرد اس کو طلاق دیدے تو عدت گزرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

اور اگر کسی شخص نے کسی باندی سے نکاح کیا اور پھر اسے دو طلاقیں دیدیں تو اس کے بعد اس سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا اور جس طرح اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کو باندی بنا کر اس سے جماع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی کی باندی سے نکاح کیا اور پھر طلاق دیدیں اس کے بعد اس کو خرید کر آزاد کر دیا اب اگر وہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو وہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس کے ساتھ جماع کرے اور پھر اس کو طلاق دیدے اور جب عدت کے دن پورے ہو جائیں تو وہ شخص یعنی پہلا شوہر اس سے نکاح کرلے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرنا

93- اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عورت اور اس کی پھوپھی کو اور عورت کو اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

94- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

95- اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ

93-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5109) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 33) . تحفة الاشراف (13812) .

94-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5110) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 35 و 36) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2066) . تحفة الاشراف (14288) .

95-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 34) . و اخرجه النسائي في النكاح، الجمع بين المراة و عمتها (الحديث 3291) تحفة الاشراف (14156) .

رَبِيعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

96- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ يُجْمَعُ بَيْنَهُنَّ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار طرح کی خواتین کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے۔عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ۔

97- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

98- اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

99- اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

96-تقدم في النكاح، الجمع بين المراة و عمتها (الحديث 3290) .

97-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14103) .

98-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المراة و عمتها او خالتها في النكاح (الحديث 40) . تحفة الاشراف (14990) .

99-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15434) .

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

100 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع کرنا) حرام ہے۔

101 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ بیوی کی بھتیجی یا بیوی کی پھوپھی کے ساتھ شادی کی جائے (یعنی انہیں نکاح میں جمع کیا جائے)۔

102 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَاصِمٌ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ كِتَابًا فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا" . قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ جَابِرٍ .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی' عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) نہ کیا جائے۔

103 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا .

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

104 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

100-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14552) .

101-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5108) تعليقاً . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2065) مطولاً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء لا تنكح المراة على عمتها ولا على خالتها (الحديث 1126) مطولاً . تحفة الاشراف (13539) .

102-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المراة على عمتها (الحديث 5108) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم الجمع بين المراة و خالتها (الحديث 3298) . تحفة الاشراف (2345) .

103-تقدم في النكاح، تحريم الجمع بين المراة و خالتها (الحديث 3297) .

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے۔عورت اوراس کی پھوپھی یا عورت اوراس کی خالہ کونکاح میں (جمع) کیا جائے۔

شرح

پھوپھی اور خالہ سے عمومیت مراد ہے یعنی خواہ حقیقی پھوپھی اور خالہ ہوں جیسے اس عورت کے باپ اور ماں کی بہن یا مجازی ہوں جیسے اس عورت کے دادا اور پڑدادا یا اس سے اوپر کے درجہ کی بہن اور نانی و پڑنانی یا اس سے اوپر کی درجہ کی بہن۔حدیث میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کی تخصیص محض اتفاقی ہے کہ کسی شخص نے ان دونوں ہی کے بارے میں پوچھا ہوگا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی دو کا تذکرہ فرمایا ورنہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی کچھ عورتیں ایسی ہیں جن کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

بَابُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت سے کونسی حرمت ثابت ہوتی ہے

105 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَا حَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ" .

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' ولادت جس حرمت کو ثابت کرتی ہے' رضاعت بھی اسی حرمت کو ثابت کرتی ہے۔

شرح

جو رشتے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں وہی رشتے دودھ پینے کی وجہ سے بھی ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً جس طرح نسبی یعنی حقیقی بہن اپنے بھائی کے لئے حرام ہے اسی طرح رضاعی بہن بھی حرام ہے۔ہاں کچھ مسائل ایسے ہیں جو اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ بعض صورتوں میں نسبی رشتہ اور رضاعی رشتہ کے درمیان فرق ہو جاتا ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگرچہ رضاعت سے نکاح حرام ہو جاتا ہے اور نظر و خلوت اور مسافرت حلال ہو جاتی ہے (یعنی مثلاً رضاعی ماں بیٹے کے درمیان نکاح تو حرام ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کی طرف نگاہ ڈالنا اور ایک

104-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2871) .

105-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب (الحديث 2055) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1147) . تحفة الاشراف (16344) .

دوسرے کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا اور ایک دوسرے کے ساتھ تنہا سفر کرنا جائز ہو جاتا ہے لیکن رضاعی رشتہ پر نسبی رشتہ کے تمام احکام نافذ نہیں ہوتے چنانچہ رضاعی رشتہ میں نہ تو ایک دوسرے کا وراث ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے پر نان ونفقہ واجب ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے کی ملکیت میں آ جانے سے آزادی مل جاتی ہے اور اگر دودھ پلانے والی اپنا دودھ پینے والے کو قتل کر دے تو اس کے ذمہ سے اس کا قصاص بھی ساقط نہیں ہوتا چنانچہ ان تمام صورتوں میں وہ دونوں رضاعی رشتہ دار بالکل اجنبیوں کی طرح ہوتے ہیں اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن میرے رضاعی چچا میرے گھر آئے اور انہوں نے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں کہ ان کا میرے پاس آنا درست ہے یا نہیں) چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیدو حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا کسی مرد نے تو دودھ نہیں پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تمہارے چچا ہیں اس لئے وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں (حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ) میرے رضاعی چچا کی یہ آمد اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ہمارے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہو چکا تھا (بخاری ومسلم)

تشریح: حضرت عائشہ کے جن رضاعی چچا کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نام افلح تھا اور حضرت عائشہ نے جس عورت کا دودھ پیا تھا اس کے خاوند ابوالقیس تھے اور وہ افلح کے بھائی تھے۔ اس رشتہ سے وہ حضرت عائشہ کے رضاعی چچا ہوئے۔ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا الخ، سے حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ میں نے چونکہ عورت کا دودھ پیا ہے اس لئے میرا رضاعت کا تعلق تو عورت سے قائم ہوا ہے نہ کہ مرد سے گویا حضرت عائشہ یہ سمجھتی تھیں کہ کسی عورت کا دودھ پلانا اس کے خاوند کے قرابت داروں سے رضاعت کا تعلق قائم نہیں کرتا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس گمان کی تصحیح کی کہ کسی عورت کا دودھ پلانا جس طرح اس عورت سے اور اس کے قرابت داروں سے رضاعت کا رشتہ قائم کرتا ہے اسی طرح اس کے خاوند اور خاوند کے قرابت داروں سے بھی رضاعی تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس طرح رضاعی ماں کی بہن رضاعی خالہ اور اس کی بیٹی رضاعی بہن ہوتی ہے اسی طرح اس کے خاوند کا بھائی بھی رضاعی چچا ہوتا ہے اور رضاعی چچا چونکہ حقیقی چچا کی مانند ہے اس لئے افلح تمہارے پاس شوق سے آئیں ان سے کوئی شرم و پردہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح دودھ پلانے والی کے قرابت داروں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اس طرح اس کے خاوند کے قرابت داروں سے بھی حرمت رضاعت کا تعلق ہو جاتا ہے۔

106- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمَّى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

106- اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2644) بنحوه . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 9 و 10) و اخرجه النسائي في النكاح، لبن الفحل (الحديث 3318) . تحفة الاشراف (16369) .

فَقَالَ: "لَا تَحْتَجِبِیْ مِنْهُ فَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ان کے رضاعی چچا جن کا نام افلح تھا نے ان کے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس سے پردہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

107- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

108- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ "عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ" عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولادت کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ بِنْتِ الْاَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

یہ باب ہے کہ رضاعی بھتیجی کے ساتھ (شادی کرنا) حرام ہے

109- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِیْ قُرَيْشٍ وَّتَدَعُنَا قَالَ: "وَعِنْدَكَ اَحَدٌ" . قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِیْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ" .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ قریش (کی دیگر شاخوں) میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

107-اخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 2) . تحفة الاشراف (17902) .

108-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17955) .

109-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة (الحديث 11) تحفة الاشراف (10171) .

شرح

یوں تو حضرت حمزہ ابولہب کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی تھے، جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ابولہب کے ہاں ایک لونڈی تھی جس کا نام ثوبیہ تھا ثوبیہ نے پہلے حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا اور پھر چار سال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا یہ وہ ثوبیہ ہے جس نے جب ابولہب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں اس کو آزاد کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر ابولہب نے اپنی اس خوشی و مسرت کا جو اظہار کیا تھا اس کی وجہ سے پیر کے دن حق تعالیٰ کی طرف سے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر ہی کے دن پیدا ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار عورتوں نے دودھ پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ نے، حضرت حلیمہ نے، ثوبیہ نے اور ام ایمن نے جو آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی لونڈی تھی۔

110-اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ: "اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ". قَالَ شُعْبَةُ هٰذَا سَمِعَهُ قَتَادَةُ مِنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ.

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

111- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اُرِیْدَ عَلٰی بِنْتِ حَمْزَةَ فَقَالَ: "اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاِنَّهُ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔ اللہ کی قسم! رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

110-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2645)؛ و في النكاح، باب (وامهاتكم اللاتي ارضعنكم) و يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5100) و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة (الحديث 12 و13) و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاعة (الحديث 3306) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1938) . تحفة الاشراف (5378) .

111-تقدم في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاعة (الحديث 3305) .

بَابُ الْقَدْرِ الَّذِیْ یُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت کی جو مقدار حرمت کو ثابت کرتی ہے

112- اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَائَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَقَالَ الْحَارِثُ فِیْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ - عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ یُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَهِیَ مِمَّا یُقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو حکم نازل کیا تھا۔ اس میں دس متعین مرتبہ دودھ پلانا تھا جو حرمت ثابت کرتا تھا۔ پھر اسے منسوخ کر کے پانچ مرتبہ ہو گیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس آیت کی تلاوت کی جاتی تھی۔

شرح

حضرت ام فضل کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا (یعنی ایک بار یا دو بار چوسنے سے نکاح کے لئے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی) اور حضرت عائشہ کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار چوسنا (نکاح کو) حرام نہیں کرتا۔ اور ام فضل کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار منہ میں چھاتی داخل کر لینا حرام نہیں کرتا (یہ سب روایتیں مسلم نے نقل کی ہیں)

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 380)

بظاہر ان روایتوں سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے نکاح حرام نہیں ہوتا ہاں تین بار یا اس سے زائد مرتبہ دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے چنانچہ بعض علماء نے اسی پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے لیکن حنفیہ اور اکثر علماء کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ وہ مقدار کے اعتبار سے کم سے کم ہو یا زیادہ سے زیادہ ہو بشرطیکہ دودھ بچہ کے حلق سے نیچے اتر کر پیٹ میں پہنچ جائے اور وہ دودھ بھی مدت رضاعت شیر خوارگی کی مدت میں پیا گیا ہو اور مدت رضاعت اکثر علماء بشمول صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال کی عمر تک ہے جب کہ حضرت امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ مدت رضاعت ڈھائی سال کی عمر تک ہے لیکن حنفی مسلک میں صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ جو علماء یہ کہتے ہیں کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے (وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ) (4۔ النساء: 23) اور تم پر تمہاری رضاعی مائیں حرام ہیں، اس روایت میں مطلق دودھ پینے کی حرمت رضاعت کا ذکر ہے کم و زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا خبر واحد کو چونکہ یہ درجہ حاصل نہیں ہوگا کہ وہ قرآن کریم کے کسی مطلق حکم مقید کرے اس لئے

112-اخرجه مسلم في الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات (الحديث 24) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2062) . و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء لا تحرم المصة و لا المصتان (الحديث 1150م) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 1944) بمعناه . تحفة الاشراف (17897) .

مذکورہ روایت اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے کہ جب بچہ نے تین بار یا تین بار سے زائد دودھ چوسا ہو نیز ان حضرات کی ایک دلیل حضرت عائشہ کی وہ روایت بھی ہے جس میں مطلق دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جانے کو ان الفاظ کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے حدیث (یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة) دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں حرمت رضاعت کے سلسلہ میں حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بچہ پانچ بار سے کم دودھ پیے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ان کی دلیل آنے والی حدیث ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس بار دودھ پینا جب کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو (نکاح کو) حرام کرتا ہے پھر یہ حکم پانچ بار پینے کے ساتھ کہ جس کے پینے کا کامل یقین ہو منسوخ ہو گیا (یعنی جب بعد میں یہ حکم نازل ہوا کہ پانچ بار دودھ پینا کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو حرمت رضاعت ثابت کرتا ہے تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور یہ آیت قرآن کریم میں تلاوت کی جاتی رہی (مسلم)

پہلے یہی حکم تھا کہ اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دس بار دودھ پی لے تو ان دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے بعد میں نہ صرف یہ کہ یہ حکم ہی منسوخ ہو گیا بلکہ اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی جس میں یہ حکم تھا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچ بار دودھ پینا نکاح کو حرام کرتا ہے اور پھر اس آیت کی تلاوت بھی تمام صحابہ کے نزدیک تو منسوخ ہو گئی لیکن حضرت عائشہ کی قرات میں اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی یہاں تک کہ اب حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا حکم تو باقی ہے کہ حرمت رضاعت پانچ بار دودھ پینے ہی سے ثابت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے لیکن حضرت امام اعظم اور دیگر علماء کے نزدیک اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی اور اس کا حکم بھی اس مطلق آیت (وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ) (النساء:23) کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔

حرمت رضاعت میں گھونٹ پینے کے اعتبار کا بیان

113- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ عَنْ قَتَادَةَ وَاَیُّوْبَ عَنْ صَالِحِ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) سُئِلَ عَنِ الرَّضَاعِ فَقَالَ: "لاَ تُحَرِّمُ الْاِمْلاَجَةُ وَلاَ الْاِمْلاَجَتَانِ".

وَقَالَ قَتَادَةُ "الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

✧✧ سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے ہیں۔

قتادہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں' ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا۔

114- اَخْبَرَنَا شُعَیْبُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ

113-اخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصة و المصتان (الحديث 18 و 19 و 20 و 21 و 22 و 23) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصة و لا المصتان (الحديث 1940) . تحفة الاشراف (18051) .

114-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5281) .

النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

✧✧ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

115- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

116- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - يَعْنِيْ ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَتَبْنَا اِلَى اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ النَّخَعِيِّ نَسْاَلُهُ عَنِ الرَّضَاعِ فَكَتَبَ اَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَا يَقُوْلَانِ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ . وَكَانَ فِيْ كِتَابِهِ اَنَّ اَبَا الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيَّ حَدَّثَنَا اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَقُوْلُ "لَا تُحَرِّمُ الْخَطْفَةُ وَالْخَطْفَتَانِ".

✧✧ قتادہ بیان کرتے ہیں' ہم نے ابراہیم بن یزید نخعی کو خط میں لکھا ان سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے: رضاعت کی تھوڑی اور زیادہ مقدار حرمت کو ثابت کر دیتی ہے۔

ان کی کتاب میں یہ بات تحریر تھی کہ ابوشعثاء محاربی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک یا دو گھونٹ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

117- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ . فَقَالَ: "اُنْظُرْنَ مَا اِخْوَانُكُنَّ - وَمَرَّةً اُخْرٰى - اُنْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ".

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب میرے پاس بیٹھے

115-اخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصة و المصتان (الحديث 17) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2063) . و اخرجه الترمذي في الرضاع باب ما جاء لا تحرم المصة ولا المصتان (الحديث 1150) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصة ولا المصتان (الحديث 1941) . تحفة الاشراف (16189) .

116-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (10124 و 16133) .

117-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2647)، و في النكاح، باب من قال : لا رضاع بعد حولين (الحديث 5102) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب انما الرضاعة من المجاعة (الحديث 32) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في رضاعة الكبير (الحديث 2058)واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا رضاع بعد فصال (الحديث 1945) تحفة الاشراف (17658) .

ہوئے تھے۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا رضائی بھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بات کی تحقیق کر لیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ اور دوبارہ فرمایا: اس بات کی تحقیق کر لیا کرو کہ تمہارے رضاعی بھائی کون ہیں کیونکہ رضاعت بھوک کے عالم میں ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ .

یہ باب ہے کہ دودھ (پلانے والی عورت کے) شوہر (کا حکم)

118- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ رَجُلاً يَسْتَاْذِنُ فِیْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِیْ بَيْتِكَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اُرَاهُ فُلَانًا" . لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا - لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَیَّ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ان کے پاس موجود تھے۔ آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ شخص پر آپ کے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کے بارے میں یہ بات بیان کی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' اگر فلاں شخص زندہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے رضاعی چچا کے بارے میں یہ کہا تو کیا وہ میرے ہاں اندر آ جاتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رضاعت اس حرمت کو ثابت کرتی ہے' جس کو ولادت ثابت کرتی ہے۔

119- اَخْبَرَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّیْ اَبُو الْجَعْدِ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَرَدَدْتُهُ - قَالَ وَقَالَ هِشَامٌ هُوَ اَبُو الْقُعَيْسِ - فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِئْذَنِیْ لَهُ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے چچا ابوالجعد جو میرے رضاعی چچا تھے۔ میرے گھر آئے تو میں نے انہیں واپس کر دیا۔ ہشام نامی راوی بیان کرتے ہیں' یہ ابوالقعیس تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے انہیں اس بارے میں بتایا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی۔

118-اخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2646)، و في فرض الخمس، باب ما جاء في بيوت ازواج النبي صلى الله عليه وسلم و ما نسب من البيوت اليهن (الحديث 3105) . و اخرجه البخاري في النكاح، باب (وامكاتكم اللاتي ارضعنكم) (الحديث 5099) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 1) . تحفة الاشراف (17900) .

119-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 8) . تحفة الاشراف (16375) .

120- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بِنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي "عَنْ اَبِيهِ" عَنْ اَيُّوبَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ آيَةِ الْحِجَابِ فَاَبَتْ اَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . فَقُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ . فَقَالَ: "اِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا۔ اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارا چچا ہے تمہارے ہاں اندر آ سکتا ہے۔

121- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْبَاَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ وَهُوَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے۔ انہوں نے میرے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی۔ وہ میرے رضاعی چچا تھے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔

122- اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِّي اَفْلَحُ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ فَاَتَانِي النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ .

قَالَ: "ائْذَنِي لَهُ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَاِنَّهُ عَمُّكِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے چچا فلح نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو میں نے انہیں اجازت نہیں دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے

120-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17348) .

121-اخرجه البخاري في النكاح، باب لبن الفحل (5103) . و اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 3) تحفة الاشراف (16597) .

122-اخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 4) .

عورت نے دودھ پلایا ہے' مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں' وہ تمہارے چچا ہیں۔

123- اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ وَاِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِى الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ فَقُلْتُ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ لَهُ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِى الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ. فَقَالَ: "ائْذَنِى لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ".

قُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِى امْرَاَةُ اَبِى الْقُعَيْسِ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ. قَالَ: "ائْذَنِى لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ".

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دوں گی جب تک میں نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت نہ کرلوں۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا کہ افلح آئے تھے جو ابوالقعیس کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ میں نے عرض کی: مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دینی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔

بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيْرِ.

یہ باب ہے کہ بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلانا

124- اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِى مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِى سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُوْلُ جَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّى لَاَرٰى فِىْ وَجْهِ اَبِى حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ عَلَىَّ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَرْضِعِيْهِ".

قُلْتُ اِنَّهُ لَذُوْ لِحْيَةٍ. فَقَالَ: "اَرْضِعِيْهِ يَذْهَبْ مَا فِىْ وَجْهِ اَبِى حُذَيْفَةَ". قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُهُ فِىْ وَجْهِ اَبِى حُذَيْفَةَ بَعْدُ.

ويرى الفقهاء أن المقصود بالرضاعة هنا أن تفرغ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ لبنها فى إناء وترسله لسَالِمٍ ليشربه وتكرر ذلك خمس مرات وبذلك تحرم عليه.

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں بیان کرتی ہیں' سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی

123-تقدم (الحديث 3301).

124-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 29 و 30) بنحوه. تحفة الاشراف (17841).

خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! سالم کے میرے گھر آنے کی وجہ سے میں نے اپنے شوہر (ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) جو تمہارا منہ بولا بیٹا ہے دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: وہ تو داڑھی والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو۔ اس کے نتیجے میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی نہیں دیکھی۔

(امام نسائی فرماتے ہیں:) فقہاء فرماتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ سہلہ بنت سہل نے اپنا دودھ کسی برتن میں ڈال کر سالم کو بھجوا دیا تا کہ وہ اسے پی لے پانچ مرتبہ ایسا کرنے سے وہ عورت اس مرد کے لیے حرام (رضاعی ماں) ہوگئی۔

125- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنِّىْ اَرٰى فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ عَلَىَّ ۔ قَالَ: "فَاَرْضِعِيهِ" ۔ قَالَتْ وَكَيْفَ اُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ فَقَالَ: "اَلَسْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيْرٌ" ۔ ثُمَّ جَائَتْ بَعْدُ فَقَالَتْ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا رَاَيْتُ فِىْ وَجْهِ اَبِىْ حُذَيْفَةَ بَعْدُ شَيْئًا اَكْرَهُ ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، میں نے اپنے منہ بولے بیٹے سالم کے اپنے ہاں آنے کی وجہ سے (اپنے شوہر) ابوحذیفہ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: میں اسے کیسے دودھ پلا سکتی ہوں وہ تو بڑا آدمی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ بڑا آدمی ہے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کے بعد وہ خاتون آئیں اور عرض کی، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے میں نے اس کے بعد ابوحذیفہ کے چہرے پر ایسی کوئی علامت نہیں دیکھی جو مجھے ناپسند ہو۔

126- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيْرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى وَرَبِيْعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِىُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَاَةَ اَبِىْ حُذَيْفَةَ اَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ حَتّٰى تَذْهَبَ غَيْرَةُ اَبِىْ حُذَيْفَةَ فَاَرْضَعَتْهُ وَهُوَ رَجُلٌ ۔ قَالَ رَبِيْعَةُ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ ۔

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ابوحذیفہ کی اہلیہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور (منہ بولے بیٹے سالم کو) دودھ پلا دیں تا کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم ہو جائے تو اس خاتون نے اس لڑکے کو دودھ پلا دیا تھا حالانکہ وہ بڑی عمر کا لڑکا تھا۔ ربیعہ نامی راوی بیان کرتے ہیں، یہ سالم کے لئے

125-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 26) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17484) .

126-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17452) .

رخصت تھی۔

127 - اَخْبَرَنَا حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْیَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِیْبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ سَهْلَةُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ سَالِمًا یَدْخُلُ عَلَیْنَا وَقَدْ عَقَلَ مَا یَعْقِلُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا یَعْلَمُ الرِّجَالُ . قَالَ: "اَرْضِعِیْهِ تَحْرُمِیْ عَلَیْهِ بِذٰلِكَ" . فَمَکَثْتُ حَوْلًا لَا اُحَدِّثُ بِهٖ وَلَقِیْتُ الْقَاسِمَ فَقَالَ حَدِّثْ بِهٖ وَلَا تَهَابُهُ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' حضرت سہلہ ﷝ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! سالم ہمارے گھر آجاتا ہے وہ اتنا ہی سمجھدار ہے جتنے لوگ ہوتے ہیں اسے ان باتوں کا پتہ ہے جو مردوں کو پتہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے اس وجہ سے حرام ہو جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں' میں نے ایک سال تک یہ حدیث کسی کو نہیں سنائی پھر میری ملاقات قاسم نامی راوی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا تم اس حدیث کو بیان کردو اور اس سے ڈرو نہیں۔

128 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ اَنْبَاَنَا اَیُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَالِمًا مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ کَانَ مَعَ اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَاَهْلِهٖ فِیْ بَیْتِهِمْ فَاَتَتْ بِنْتُ سُهَیْلٍ اِلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ اِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا یَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوْهُ وَاِنَّهٗ یَدْخُلُ عَلَیْنَا وَاِنِّیْ اَظُنُّ فِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا . فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "اَرْضِعِیْهِ تَحْرُمِیْ عَلَیْهِ" . فَاَرْضَعَتْهُ فَذَهَبَ الَّذِیْ فِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُهٗ فَذَهَبَ الَّذِیْ فِیْ نَفْسِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام (اور منہ بولا بیٹا سالم) حضرت ابوحذیفہ ﷝ اور ان کے گھر والوں کے ساتھ ان کے گھر میں رہا کرتا تھا۔ سہیل کی صاحبزادی (جو ابوحذیفہ کی اہلیہ تھیں) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: سالم اس عمر تک پہنچ گیا ہے جو مردوں کی ہوتی ہے وہ ہر وہ چیز سمجھتا ہے جو مرد سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے ہاں آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے ابوحذیفہ کی ناراضگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے حرام ہو جائے گا۔ وہ خاتون کہتی ہیں' میں نے اسے دودھ پلا دیا تو وہ ناراضگی جو ابوحذیفہ کی تھی ختم ہوگئی۔ اور میں دوبارہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میں نے اسے دودھ پلا دیا ہے اور حضرت ابوحذیفہ ﷝ کی جو ناراضگی تھی وہ ختم ہوگئی ہے۔

129 - اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

127-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 27 و 28) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 3323) . تحفة الاشراف (17464) .

128-تقدم في النكاح، باب رضاع الكبير (الحديث 3322) .

129-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب من حرم به (الحديث 2061) مطولًا . تحفة الاشراف (18377) .

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضْعَةِ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ - يُرِيْدُ رَضَاعَةَ الْكَبِيْرِ - وَقُلْنَ لِعَآئِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نُرٰى الَّذِیْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اِلَّا رُخْصَةً فِیْ رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَّحْدَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضْعَةِ وَلَا يَرَانَا .

✧✧ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج رضی اللہ عنہن نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس طرح دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ راوی کی مراد بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلانا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ازواج رضی اللہ عنہن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص سہلہ بنت سہیل کو سالم کو دودھ پلانے کی اجازت دی تھی۔ اس طرح سے دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ہمارے ہاں نہیں آ سکتا اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔

130 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ اَنَّ اُمَّهٗ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَتْ تَقُوْلُ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ يُّدْخَلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَآئِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نُرٰى هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) خَاصَّةً لِسَالِمٍ فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا يَرَانَا .

✧✧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر تمام ازواج رضی اللہ عنہن نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس نوعیت کی رضاعت کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں یہ وہ رخصت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص سالم کے لئے دی تھی۔ اس طرح کی رضاعت کے ذریعے کوئی ہمارے ہاں نہیں آ سکتا اور ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلیے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی یہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

130-اخرجه مسلم في الرضاع، باب رضاعة الكبير (الحديث 31) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لارضاع بعد فصال (الحديث 1947) بنحوه . تحفة الاشراف (18274) .

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقاً دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقا عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدی ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشو ونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔

امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذو رحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تیس مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحمله وفصله ثلثون شهرا ۔ (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(النکت والعیون ج اص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال ہے۔ (احکام القرآن ج اص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات امام مالک امام شافعی امام ابو یوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابوثور کا یہی مسلک ہے۔

(المغنی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دفعتہً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف: ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طفولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا عمل نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک حدیث سے دو سال متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں باقی رہتا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ ملتان سنن بیہقی ج ۷ ص ۴۴۳ مطبوعہ ملتان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے گی نیز دو سلا تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہوگا اس لیے اس کو بقیہ چھ مہینے میں بہ تدریج غذا کا عادی بنایا جائے گا اور اڑھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۃ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۳۵۱-۳۵۰ مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول مفتی بہ ہیں لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔

(درمختار علی ھامش الردج ۲ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الْغِیلَةِ .

یہ باب ہے کہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا)

131 - اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ جُدَامَةَ بِنْتَ وَهْبٍ حَدَّثَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰی عَنِ الْغِیلَةِ حَتّٰی ذَكَرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ یَصْنَعُهُ". وَقَالَ اِسْحَاقُ "یَصْنَعُوْنَهُ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ".

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جدامہ بنت وہب نے انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں غیلہ (دودھ پلانے کی حالت میں جماع کرنے) سے منع کردوں پھر مجھے خیال آیا کہ اہل فارس اور اہل روم اس طرح کر لیتے ہیں۔ "یصنعة" کی بجائے "یصنعونه" ہے۔ اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں (یہ الفاظ زائد ہیں) وہ ایسا کرتے ہیں اوران کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

شرح

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم وفارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اوران کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرما دیا۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو کیونکہ غیل سوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے گھوڑے سے گرا دیتا ہے (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 399)

اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو، کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کے ذریعہ اولاد کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حمل کی حالت میں دودھ پلانے یا مدت رضاعت میں جماع کرنے کو غیلہ کہتے ہیں لہٰذا حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ غیلہ کی وجہ سے بچہ کے مزاج میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں اور اس خرابی وضعف کا اثر اس کے بالغ ہونے کے بعد تک رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچہ بڑا ہونے کے بعد جب میدان کارزار میں جاتا ہے تو دشمن کے مقابلہ میں سست اور کمزور پڑ جاتا ہے اور گھوڑے سے گر پڑتا ہے اور یہ چیز اس کے حق میں ایسی ہے جیسا کہ اسے مقابلہ سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا ہو لہٰذا غیلہ نہ کرو تا کہ غیلہ کی وجہ سے اپنے بچے کے قتل ہو جانے کا باعث نہ بنو۔

اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ بچہ پر غیلہ کا اثر پڑتا ہے جبکہ اس سے پہلے گزرنے والی بعض

131-اخرجه مسلم في النكاح، باب جواز الغيلة و هي وطء المرضع و كراهة العزل (الحديث 140 و 141 و 142) . و اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الغيل (الحديث 3882) . و اخرجه الترمذي في الطب ، باب ما جاء في الغيلة (الحديث 2076 و 2077) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الغيل (الحديث 2011) تحفة الاشراف (15786) .

احادیث سے یہ معلوم ہوا تھا کہ غیلہ بچہ پر اثر انداز نہیں ہوتا؟ اس کا جواب طیبی نے یہ دیا ہے کہ گزشتہ احادیث میں بچہ پر غیلہ کے اثر انداز ہونے کی نفی زمانہ جاہلیت کے اس اعتقاد کی تردید کے لئے تھے کہ لوگ غیلہ ہی کو حقیقی مؤثر سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث کے ذریعہ غیلہ کے اثر انداز ہونے کا جو اثبات کیا گیا ہے وہ اس بات کے پیش نظر ہے کہ غیلہ فی الجملہ سبب بنتا ہے اور مؤثر حقیقی حق تعالیٰ کی مرضی اور اس کا حکم ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ اس حدیث میں غیلہ کی جو ممانعت بیان کی گئی ہے وہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزشتہ ارشاد (لقد ہممت) الخ تحریم پر محمول ہے اسی طرح دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد باقی نہیں رہے گا اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے) ان دونوں کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد تھا یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عرب کے لوگ جب غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے ضعیف و کمزور ہو جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کیا مگر جب بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس کے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہاں غیلہ کی وجہ سے بچہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ کی ممانعت کو ختم کر دیا۔

بَابُ الْعَزْلِ

یہ باب عزل کے بیان میں ہے

132 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّحُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّرَدَّ الْحَدِیْثَ حَتّٰی رَدَّهُ اِلٰی اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ ذُکِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "وَمَا ذَاکُمْ". قُلْنَا الرَّجُلُ تَکُوْنُ لَهُ الْمَرْاَةُ فَیُصِیْبُهَا وَیَکْرَهُ الْحَمْلَ وَتَکُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ فَیُصِیْبُ مِنْهَا وَیَکْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ. قَالَ: "لَا عَلَیْکُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا فَاِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ".

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس (عزل کرنے) کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہوتا کیا ہے' ہم نے عرض کی: ایک شخص کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے یا کسی شخص کی کنیز ہے وہ اس کے ساتھ صحبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ بھی کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ یہ تقدیر کے مطابق ہوگا۔

133 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی الْفَیْضِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ الزُّرَقِیَّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الزُّرَقِیِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ تُرْضِعُ وَاَنَا اَکْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ. فَقَالَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِی الرَّحِمِ سَیَکُوْنُ".

132-اخرجه مسلم في النكاح، باب حكم العزل (الحديث 130 و 131) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ذكر الاختلاف على الزهري في خبر ابي سعيد فيه (الحديث 209 و 210). تحفة الاشراف (4113).

133-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (12045).

✧✧ حضرت ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں دریافت کیا' اس نے عرض کی: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے مجھے یہ ناپسند ہے کہ وہ حاملہ ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کے نصیب میں جو کچھ ہے وہ ہوگا۔

عزل سے متعلق فقہی تفصیل کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کریم نازل ہوتا رہتا تھا یعنی نزول کا سلسلہ جاری تھا مگر اس بارے میں کوئی ممانعت نازل نہیں ہوئی۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ ہمارے اس فعل کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 395)

عزل کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے اس طرح جماع کیا جائے کہ مرد جب منزل ہونے لگے تو وہ اپنا عضو مخصوص عورت کی شرم گاہ سے باہر نکال کر مادہ کا باہر ہی اخراج کر دے۔ اس طریقہ سے مادہ منویہ چونکہ اندر نہیں پہنچتا اس لئے عورت حاملہ ہونے سے بچ جاتی ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عزل جائز ہے اور بعض حضرات جن میں کچھ صحابہ بھی شامل ہیں اس کو ناجائز کہتے ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ عزل کرنا جائز ہے چنانچہ درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی خاص مصلحت یا عذر کی بناء پر عزل کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے لیکن یہ ملحوظ رہے کہ اپنی لونڈی سے عزل کرنا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے جب کہ اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی جائز ہوگا اسی طرح اگر کسی دوسرے کی لونڈی اپنے نکاح میں ہو تو اس کے مالک کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اس سے عزل کرنا جائز ہوگا۔ حضرت امام شافعی کے بارے میں سید نے یہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی عزل کرنا جائز ہے لیکن لونڈی خواہ اپنی مملوکہ ہو یا منکوحہ ہو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے۔

اور امام نووی نے جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے یعنی شوافع کے نزدیک عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ انقطاع نسل کا سبب ہے۔ اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور میں اس سے جماع بھی کرتا ہوں لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حاملہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو عزل کر لیا کرو لیکن اس لونڈی کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وہ شخص نہیں آیا اور پھر جب آیا تو کہنے لگا کہ میری لونڈی حاملہ ہوگئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے تو تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ ان کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔

(مسلم)

علامہ نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عزل کرنے کے باوجود اگر حمل ٹھہر جائے تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور علامہ ابن ہمام نے اس بارے میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت کی اجازت کے بعد یا اس کی اجازت کے بغیر عزل کیا

اور اس کے باوجود اس عورت کے حمل ٹھہر گیا تو آیا اس شخص کے لئے اس حمل سے انکار کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے) جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تفصیل ہے، چنانچہ علماء کا قول ہے کہ اگر اس شخص نے عزل کرنے کے بعد دخول نہیں کیا تھا یا دخول کیا تھا مگر اس سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو پھر اس کے لئے اس حمل سے انکار کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس بات کا قوی احتمال ہوسکتا ہے کہ اس کے ذکر میں منی کا کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہو اور وہ اب دخول کی صورت میں عورت کے رحم میں چلا گیا ہو اسی طرح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلا جماع سے فارغ ہونے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے غسل جنابت کیا اور اس کے بعد جب اس نے پیشاب کیا تو منی کا کوئی قطرہ نکل آیا تو اس صورت میں اس پر واجب ہوگا کہ وہ اب پھر غسل کرے۔

اور حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی المصطلق کی جنگ میں گئے تو عرب قوم میں سے کچھ لونڈی غلام ہمارے ساتھ آئے، ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور مجرد رہنا ہمارے لئے سخت مشکل ہوگیا اور ان لونڈیوں سے جو ہمارے ہاتھ لگی تھیں ہم نے عزل کرنا چاہا) تاکہ ان کے حمل نہ ٹھہر جائے) آخر ہم نے عزل کا ارادہ کرلیا مگر پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کے قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو پیدا ہوکر رہے گی (بخاری ومسلم)

امام نووی کہتے ہیں کہ سبیا من العرب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل عرب پر بھی رق جاری ہوتا ہے جب کہ وہ مشرک ہوں (یعنی جس طرح غیر عرب مشرک وکافر جنگ میں پکڑ لئے جانے کے بعد غلام ولونڈی بنائے جاسکتے ہیں اسی طرح اگر وہ مشرک وکافر جن کا تعلق عرب نسل سے ہو کسی جنگ میں بطور قیدی ہاتھ لگیں تو وہ بھی مسلمانوں کے حق میں لونڈی غلام ہوجاتے ہیں کیونکہ یہاں جن لونڈی غلاموں کا ہاتھ لگنا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق بنی المصطلق سے تھا جو قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ تھی اور قبیلہ خزاعہ والے اہل عرب میں سے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ (ماعلیکم ان لاتفعلوا) میں حروف "الف" کے زبر کے ساتھ یعنی (ان) بھی صحیح۔ ہے اور الف کے زیر کے ساتھ یعنی ان بھی صحیح ہے اس جملہ کے معنی نووی نے یہ بیان کئے ہیں کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جب یہ بات طے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا مقدر کردیا ہے تو وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا اس لئے تم عزل کرو یا عزل نہ کرو پیدا ہونوالی جان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اگر اسے دنیا میں آنا ہے تو تم لاکھ عزل کرلو ضبط ولادت کے لاکھ طریق آزمالو وہ اس دنیا میں آکر رہے گی اور اگر اس کا پیدا ہونا مقدر نہیں ہے تو پھر اگر عزل نہ کرو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں حاصل یہ کہ تمہارا عزل کرنا کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے۔

اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ (ان لاتفعلوا) میں حرف، لا، زائد ہے اس صورت میں اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے کہ عزل کرنے میں کوئی قباحت نہیں اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے جائز ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا

(کہ عزل کرنا جائز ہے یا نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی کے ہر پانی سے بچہ بنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو پیدا ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (مسلم)

بظاہر اشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ سوال اور جواب میں کوئی مطابقت نہیں ہے حالانکہ اگر حدیث کے حقیقی مفہوم پر نظر ہو تو یہ اشکال پیدا ہونے کا کوئی محل ہی نہیں رہ جاتا کیونکہ سوال کا مقصد یہ تھا کہ عزل کرنے کی اجازت مل جائے تاکہ عورت کے ہاں ولادت ہونے کا کوئی خوف نہ رہے، سوال کے اسی حقیقی مفہوم کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم لوگ تو یہ سمجھتے ہو کہ مرد کی منی کا عورت کے رحم میں گرنا عورت کے ہاں ولادت ہونے کا سبب ہے اور عزل کر لینا ولادت نہ ہونے کا سبب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ منی کے ہر پانی سے بچہ نہیں بنتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرد کی منی عورت کے رحم تک پہنچ جاتی ہے مگر اس سے بچہ نہیں بنتا اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ عزل کرتے ہیں مگر اس کے باوجود عورت حاملہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا حاملہ ہونا مرد کے مادہ تولید کے اندر کرنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ پر موقوف ہے، اسی طرح عورت کا حاملہ نہ ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ ہی پر موقوف ہے عزل پر موقوف نہیں ہے۔ ہاں یہ ثابت ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تولد وتناسل کا ایک نظام مقرر کر دیا ہے کہ مرد کے نطفہ سے بچہ کی تولید ہوتی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ عزل کرنے کی صورت میں بھی نطفہ کا کوئی حصہ بلا اختیار عورت کے رحم میں چلا جائے اور اس سے بچہ بن جائے بلکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اگر کسی بچہ کا پیدا ہونا تقدیر الٰہی میں ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل ہے کہ وہ اس بچہ کو بغیر نطفہ کے بھی پیدا کر دے۔ بظاہر یہ احادیث عزل کے جائز نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان کا حقیقی مفہوم ومنشاء اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

اس مسئلہ میں حنفیہ اور دوسرے علماء کا جو فقہی مسلک ہے اس کا بیان حضرت جابر کی روایت کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں اس کے شیر خوار بچہ کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مدت رضاعت میں وہ حاملہ نہ ہو جائے اور اس حالت میں بچہ کو دودھ پلانا نقصان پہنچ جائے گا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نقصان پہنچاتا تو روم وفارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا (مسلم)

لوگوں کا خیال یہ تھا کہ مدت رضاعت میں جماع اور پھر حمل ٹھہرنے سے چونکہ عورت کے دودھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس دودھ کو پینے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اس کے علاوہ ایسی حالت میں عورت کا دودھ بھی کم ہو جاتا ہے اس کا حاصل یہ تھا کہ اسی خوف کی بناء پر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کی اجازت چاہی اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کا حاصل یہ تھا کہ اگر مدت رضاعت میں جماع کرنا اور حمل ٹھہر جانا شیر خوار بچہ کو نقصان دہ ہوتا تو یہ روم وفارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا کیونکہ وہ اس کے عادی ہیں اور جب ان کی یہ عادت ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مدت رضاعت میں حمل ٹھہر جانا نقصان دہ نہیں ہے لہٰذا عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور حمل ٹھہر جانے کے خوف کی وجہ سے عزل نہ کرو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عزل کی کراہت وناپسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور حضرت جدامہ بنت وہب کہتی

ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت لوگوں کی ایک جماعت وہاں موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو غیلہ سے منع کر دوں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ اپنی اولاد کی موجودگی میں غیلہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو میں نے اس ارادہ کو ترک کر دیا) پھر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عزل کرنا تو پوشیدہ طور پر زندہ گاڑ دینا ہے اور یہ ایک بری عادت ہے جو اس آیت کریمہ (وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ، (التکویر:8) (اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی) کے حکم میں داخل ہے۔ (مسلم)

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرما دیا۔ واد کے معنی ہیں زندہ درگور کرنا، جیتا گاڑ دینا، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب تنگدستی کے خوف اور عار کی وجہ سے اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان والدین سے سخت باز پرس کی جائے گی جو اپنے ہاتھوں اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کو بھی واد خفی یعنی پوشیدہ زندہ گاڑ دینے سے تعبیر فرمایا۔ اس طرح یہ حدیث منسوخ ہے یا آپ نے یہ بات محض تہدید و تنبیہ کے طور پر فرمائی ہے یا پھر یہ کہ اس ارشاد کے ذریعہ گویا اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ عزل نہ کرنا ہی اولی اور زیادہ بہتر ہے۔ ان حضرات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک مجلس منعقد تھی۔

حاضرین میں حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کے علاوہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق بھی موجود تھے۔ عزل کے سلسلہ میں مباحثہ ہو رہا تھا صحابہ کی رائے تھی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ایک صحابی نے یہ کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عزل کرنا مودۃ (چھوٹی مؤدۃ ہے یعنی جس طرح اپنی اولاد کو زندہ گاڑ دینا مؤدۃ کبری ہے اسی طرح عزل کرنا مؤدۃ صغری ہے حضرت علی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس سلسلہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے مؤدۃ کے مفہوم کا اطلاق نہیں ہوگا یعنی اگر جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل کرایا جائے یا زندہ پیدا ہونے کے بعد اسے جیتا جاگتا گاڑ دیا جائے تو اس کو مؤدۃ کہا جائے گا۔ حضرت علی کا یہ جواب سن کر حضرت عمر نے فرمایا علی! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے تم نے سچ کہا ہے چنانچہ فقہی مسئلہ یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے اسقاط حمل جائز ہے اور قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن میں حمل کے اندر جان پڑتی ہے گویا قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن کے اندر اندر تو اسقاط حمل جائز ہے اس کے بعد جائز

نہیں ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد گرامی عزل کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا البتہ اس کے مکروہ ہونے پر ضرور دلالت کرتا ہے بایں معنی کہ عزل کرنا وادِ حقیقی یعنی واقعۃً زندہ درگور کردینے کے حکم میں داخل نہیں ہے کیونکہ وادِ حقیق کا مطلب ہوتا ہے ایک جان کو ہلاک کردینا جب کہ عزل میں یہ صورت نہیں ہوتی البتہ عزل کرنا وادِ حقیقی کے مشابہ یقیناً ہے اسی واسطے اس کو پوشیدہ زندہ گاڑ دی نا فرمایا گیا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کے ذریعہ چونکہ اپنے مادہ تولید نطفہ کو ضائع کیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مادۂ تولید اللہ تعالیٰ نے بچہ پیدا ہونے کے لئے مہیا کیا ہے اس لئے یہ فعل یعنی عزل کرنا اپنے بچہ کو ہلاک کرنے یا اس کو زندہ درگور کردینے کے مشابہ ہے۔

علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کے بارے میں یہ صحیح روایت منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عزل مؤدۃ صغریٰ ہے۔ نیز حضرت ابوامامہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ جب ان سے عزل کا حکم پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی مسلمان کو عزل کرتے نہیں دیکھا سنا اس سے معلوم ہوا کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے) اسی طرح حضرت ابن عمر سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق نے بعض لوگوں کو عزل کرنے پر مارا ہے اور حضرت عثمان غنی کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ عزل کرنے سے منع کرتے تھے۔ ان تمام روایات سے عزل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن علماء لکھتے ہیں کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔

بَابُ حَقِّ الرَّضَاعِ وَحُرْمَتِهٖ .

یہ باب ہے کہ رضاعت کا حق اور اس کی حرمت کا بیان

134- اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ وَحَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّىْ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ قَالَ: "غُرَّةٌ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ" .

✧✧ حجاج بن حجاج رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! رضاعت کا حق مجھ سے کیسے ادا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک غلام یا کنیز کی ادائیگی کے ذریعے۔

شرح

جب مرد اسی عورت کو ملازم رکھ لیتا ہے جو (بچے کی ماں اور اس مرد) کی بیوی ہو یا اس کی عدت گزار رہی ہو تا کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے: دینی اعتبار سے ماں ہی دودھ پلانے کی پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں" تاہم ماں کے عاجز ہونے کے احتمال کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا جائے گا لیکن جب وہ معاوضے پر دودھ پلانے پر تیار ہوگئی تو اس سے یہ ثابت ہوجائے گا وہ دودھ پلاسکتی ہے لہٰذا یہ عمل اس پر واجب ہوجائے گا اور اس کے لئے اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہوگا۔ یہاں عدت گزارنے والی عورت سے مراد وہ عورت ہے جسے رجعی طلاق دی گئی

134-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرضخ عند الفصال (الحديث 2064) و اخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء ما يذهب مذمة الرضاع (الحديث 1153) . تحفة الاشراف (3295) .

ہواور اس بارے میں یہی ایک روایت ہے' کیونکہ نکاح ابھی برقرار ہے۔ جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو' ایک روایت کے مطابق اس کا بھی یہی حکم ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اس کے لئے معاوضہ لینا جائز ہے' کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے۔ پہلی روایت کی وجہ یہ ہے: بعض احکام کے حق میں نکاح باقی ہوتا ہے۔ اگر مرد ایسی عورت کو ملازم رکھتا ہے' جو اس کی منکوحہ ہو یا اس کی عدت بسر کر رہی ہوتا کہ وہ اس مرد کے اس بیٹے کو دودھ پلائے' جو دوسری بیوی سے ہے' تو ایسا کرنا جائز ہوگا' کیونکہ اس بچے کو دودھ پلانا اس عورت پر لازم نہیں ہے۔

اگر اس عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے' اور پھر مرد اسے ملازم رکھتا ہے' یعنی اس لیے کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو یہ جائز ہوگا اس کی وجہ یہ ہے: نکاح مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اور وہ عورت (اس مرد کیلئے) اجنبی عورت کی طرح ہے۔ اگر باپ یہ کہتا ہے: میں اس (یعنی بچے کی ماں) کو اجرت پر مقرر نہیں کرتا اور کسی دوسری عورت کو لے آتا ہے (جس کا معاوضہ کم ہو) پھر بچے کی ماں اس اجنبی عورت جتنے معاوضے پر راضی ہو جاتی ہے یا کسی معاوضے کے بغیر راضی ہو جاتی ہے' تو وہی زیادہ حقدار ہوگی' کیونکہ ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے' تو بچے کے لئے بہتری یہی ہے: اسے ماں کے سپرد کیا جائے۔ اگر وہ زیادہ معاوضے کی طلبگار ہو' تو شوہر اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا یعنی پانے سے ضرر دور کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ''ماں کو اس کی اولاد کے حوالے سے ضرر نہ پہنچایا جائے اور باپ کو اس کی اولاد کے حوالے سے'' یعنی باپ کو اس بات کا پابند نہ کیا جائے کہ وہ ماں کو اجنبی عورت سے زیادہ معاوضہ دے۔ کمسن بچے کا خرچ اس کے باپ کے ذمے لازم ہوگا۔ اگرچہ اس کا دین باپ کے دین سے مختلف ہو' جس طرح بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہوتا ہے' اگرچہ بیوی کا دین شوہر کے دین سے مختلف ہو۔ جہاں تک بچے کا تعلق ہے' تو اس کی دلیل اس آیت کا مطلق ہونا ہے' جو ہم نے تلاوت کی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: وہ بچہ اس شخص کا جزء ہے' لہٰذا وہ اس کی اپنی ذات کے حکم میں ہوگا۔ جہاں تک بیوی کا تعلق ہے' تو اس کا سبب صحیح عقد ہے' جو اس احتباس کے مقابلے میں ہو یعنی جو مرد کے لئے ثابت ہے۔ مسلمان مرد اور کافر عورت کے درمیان عقد ٹھیک ہوتا ہے اور اس عقد پر احتباس کا حکم مرتب ہوتا ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ ہم نے جتنی بھی صورتیں ذکر کی ہیں ان سب میں باپ پر خرچ اس وقت لازم ہوگا جب اس بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ لیکن اگر مال ہو' تو اصل حکم یہی ہے: انسان کا خرچ اس کے اپنے مال میں سے دیا جاتا ہے' خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ ہو۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی یہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقا دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقا عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدی ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر ذورحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تیس مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحمله وفصله ثلثون شهرا ۔ (الاحقاف:۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(النکت والعیون ج اص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال ہے۔ (احکام القرآن ج اص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات امام مالک امام شافعی امام ابو یوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابوثور کا یہی مسلک ہے۔

(المغنی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دفعتہً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (الاحقاف: ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دار قطنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طفولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا عمل نہیں ہے۔ (سنن دار قطنی ج ۴ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰ ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک حدیث سے دو سال متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں باقی رہتا۔ (سنن دار قطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ ملتان سنن بیہقی ج ۷ ص ۴۴۳ مطبوعہ ملتان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے گی نیز دو سلا تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہوگا اس لیے اس کو بقیہ چھ مہینے میں بہ تدریج غذا کا عادی بنایا جائے گا اور اڑھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۃ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۳۵۱۔۳۵۰ مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول مفتی بہ ہیں لیکن علامہ حصکفی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (در مختار علی ھامش الردج ۱ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرَّضَاعِ

یہ باب ہے کہ رضاعت کے بارے میں گواہی دینا

135- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ

اَبِیْ مَرْیَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّیْ لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ اَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَائَتْنَا امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا ـ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَائَتْنِیْ امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا ـ فَاَعْرَضَ عَنِّیْ فَاَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ ـ قَالَ: "وَكَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ" ـ

✧✧ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے ایک عورت سے شادی کرلی ایک سیاہ فام عورت آئی اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی کو) دودھ پلایا ہے۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اس کے بارے میں بتایا۔ میں نے کہا: میں نے فلاں کی صاحبزادی فلاں سے شادی کی ہے تو پھر ایک سیاہ فام عورت میرے پاس آئی ہے اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چہرہ پھیر لیا میں پھر آپ کے چہرے کے سامنے آیا اور میں نے عرض کی: وہ جھوٹ کہتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب کیا ہوسکتا ہے؟ جب کہ اس نے یہ بات بیان کردی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تم اس عورت کو چھوڑ دو۔

وہ مسائل جن میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہے

وہ مسائل جن سے مرد آگاہ نہیں ہوسکتے ان میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہوگی چاہے گواہی دینے والی ایک ہی عورت ہو

تجوز شهادة المراة الواحد فيما لا يطلع عليه الرجال. جن امور سے مرد مطلع نہیں ہوسکتے ان میں ایک عورت کی گواہی معتبر ہوگی۔ (عبدالرزاق، المصنف، 7،484، رقم 13978)

تجوز شهادة المرأة الواحدة فی الرضاع. بچے کی رضاعت میں ایک عورت کی گواہی بھی معتبر ہے۔

عبدالرزاق، المصنف، 8:335، رقم 15406)

و يقبل فی الولادة والبكارة والعيوب بالنساء فی موضع لا يطلع عليه الرجال شهادة امراة واحد. ولادت اور عورتوں کے وہ معاملات جن سے مرد آگاہ نہیں ہوسکتے وہاں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(مرغینانی، ہدایۃ، 2:154)

ہم یہاں ان معاملات اور مسائل کو بیان کریں گے جن میں مردوں کی گواہی معتبر نہیں . بلکہ صرف عورت کی گواہی معتبر ہے ان مسائل میں علماء کا اتفاق ہے اور کوئی اختلافی رائے نہیں پائی جاتی۔

135-اخرجه البخاري في العلم، باب الرحلة في المسالة النازلة و تعليم اهله (الحديث 88) بنحوه مختصرا، وفي البيوع، باب تفسير المشبهات (الحديث 2052) بنحوه مختصراً، و في الشهادات، باب اذا شهد شاهد او شهود بشيء (الحديث 2640) بنحوه، وباب شهادة الاماء و العبيد (الحديث 2659)، وباب شهادة المرضعة (الحديث 2660) مختصراً، وفي النكاح، باب شهادة المرضعة (الحديث 5104) . واخرجه ابو داؤد في الآقضية، باب الشهادة في الرضاع (الحديث 3603 و 3604) واخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء في شهادة المراة الواحدة في الرضاع (الحديث 1151) . تحفة الاشراف (9905) .

ولادت اور بچے کے رونے پر گواہی

اگر بچہ کی ولادت اور بچے کے رونے کے مسئلے میں کوئی نزاع واقع ہو جائے تو یہاں صرف عورت کی گواہی معتبر ہوگی مرد کی نہیں۔اس لئے کہ یہ ان اُمور میں سے ہے جن پر اکثر اوقات مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔اس معاملے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائی کی تنہا گواہی جائز قرار دی ہے۔

رضاعت پر عورت کی گواہی کا بیان

اسی طرح اگر رضاعت کے معاملے پر اختلاف ہو جائے اور معاملہ قاضی تک پہنچ جائے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ گواہی دے کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو عورت کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کی تنہا گواہی قبول کی جائے گی۔اس لئے کہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن حارث نے اُم یحیٰی بنت ابی اہاب سے نکاح کیا۔تو سوداء لونڈی نے آ کر کہا کہ تم دونوں کو میں نے دودھ پلایا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنہوں نے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کیف و قد قیل ففارقها و نکحت زوجا غیره. نکاح کیسے (قائم رہ سکتا ہے) اور گواہی دیدی گئی ہے۔تو عقبہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور بنت ابی اہاب نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔(بخاری، 934:2، رقم:2497)

ماہواری پر عورت کی گواہی کا بیان

ماہواری (حیض) کے کسی بھی اختلاف پر بھی گواہی عورت ہی دے سکتی ہے۔اسلام میں عورتوں کے حقوق اور عزت و احترام کے اس تذکرے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی تہذیب کے اس مرحلے پر جب عورت کو جانوروں سے بھی بدتر تصور کیا جاتا تھا اور کسی عزت و تکریم کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو وہ حقوق عطا فرمائے جس سے اسے تقدس اور احترام پر مبنی سماجی و معاشرتی مقام نصیب ہوا۔اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی یہ صرف اسلام کا عطا کردہ ضابطہ حیات ہے جہاں عورت کو تکریم اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت میسر آ سکتی ہے۔

بَابُ نِکَاحِ مَا نَکَحَ الآبَاءُ۔

یہ باب ہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا جس کے ساتھ باپ دادا میں سے کسی نے نکاح کیا ہو

136- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَکِیمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ

136-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بحريمه (الحديث 4456 و 4457) . و اخرجه الترمذيپ في الاحكام، باب فيمن تزوج امراة ابيه (الحديث 1362) و اخرجه النسائي في النكاح، نكاح ما نكح الآباء (الحديث 3332) و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من تزوج امراة ابيه من بعده (الحديث 2607) . تحفة الاشراف (15534) .

السُّدِّيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ اَيْنَ تُرِيدُ قَالَ اَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةَ اَبِيهِ مِنْ بَعْدِهٖ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ اَوْ اَقْتُلَهُ ۔

✧✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میری' میرے ماموں سے ملاقات ہوئی ان کے پاس ایک جھنڈا تھا' میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ باپ کے بعد شادی کرلی ہے (اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے) کہ میں اس کی گردن اڑا دوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میں اسے قتل کردوں۔

137- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اَصَبْتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ اَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِلٰى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةَ اَبِيهِ فَاَمَرَنِي اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ ۔

✧✧ حضرت یزید بن براء رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے چچا سے ملا ان کے پاس جھنڈا موجود تھا۔ میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کرلی۔ آپ نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور اس کے مال پر قبضہ کرلوں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جن کے ساتھ تمہارے باپ، دادا نکاح کرچکے ہیں مگر جو ہوچکا بے شک ایسا فعل بے حیائی اور موجب غضب ہے اور بہت ہی برا طریقہ ہے۔ (النساء: ۲۲)

باپ کی منکوحہ سے بیٹے کے نکاح کے متعلق مذاہب فقہاء کا بیان

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں لوگ محرمات کو حرام قرار دیتے تھے لیکن اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کو جائز سمجھتے تھے اسی طرح دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی جائز سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں کو حرام قرار دے دیا۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جس عورت سے باپ نے مباشرت کی ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہے خواہ وہ عورت اس کے باپ کی بیوی ہو یا باندی ہو یا اجنبی عورت ہو جس سے اس نے زنا کیا ہو۔ اور یہ فقہاء احناف کا مذہب ہے اور اکثر مفسرین کا مختار ہے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہے کیونکہ زنا قبیح بنفسہ ہے اس لئے وہ کسی امر مشروع کے لئے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امر مشروع سے مراد تحریم مصاہرت (سسرالی رشتوں کی تحریم) ہے کیونکہ یہ ایک نعمت ہے اور نعمت کسی حرام چیز کو شامل نہیں ہوتی ہماری دلیل یہ ہے کہ بچہ کے سبب سے ماں باپ ایک دوسرے کے جز

137-تقدم في النكاح، نكاح ما نكح الآباء (الحديث 3331) .

ہو جاتے ہیں اسی لئے بچہ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے اور عورت کے اصول وفروع بچہ کے لئے مرد کے اصول وفروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور مرد کے اصول وفروع بچہ کے لئے عورت کے اصول وفروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور باپ نے جس عورت سے مباشرت کی ہو اس سے بیٹے کا نکاح اس لئے حرام ہے کہ یہ مباشرت اولاد کا سبب ہے نہ اس لئے کہ یہ مباشرت بصورت زنا ہے۔

اسی طرح جس عورت کو باپ نے شہوت سے مس کر لیا ہو یا اس کی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام نہیں ہے امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور نکاح کا حقیقی معنی وطی اور مباشرت ہے۔ ایجاب اور قبول کا عقد نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح۔ (النساء:۶)

ترجمہ: اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو حتی کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔

اس آیت میں نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ انسان جب وطی اور مباشرت کی صلاحیت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تب ہی وہ بالغ ہوتا ہے ورنہ عقد تو بچپن میں بھی ہو سکتا ہے اور جوانی اور بڑھاپے میں بھی۔

(آیت) فان طلقها تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (البقرہ:۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اس کا شوہر اس کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے حتی کہ وہ عورت اس شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔

اس آیت میں بھی نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ دوسرے شوہر کے صرف عقد نکاح اور نکاح کے دو بول پڑھوانے سے وہ عورت پہلے شوہر پر حلال نہیں ہوتی جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے وطی نہ کرے۔

(آیت) الزانی لا ینکح الا زانیة۔ (النور:۳)

ترجمہ: زانی صرف زانیہ سے ہی نکاح کرتا ہے۔

اس آیت میں نکاح سے مراد اگر عقد لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لئے یہاں لامحالہ وطی اور مباشرت ہی مراد ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ناکح الید ملعون (عنایۃ القاضی ج ۱ ص ۴۴۹) ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے یہاں نکاح سے مراد عقد نہیں ہو سکتا اس مراد بھی وطی اور مباشرت ہے اور جن آیات میں نکاح عقد کے معنی میں ہے مثلاً (آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء۔ (النساء:۳) یا جس طرح آپ نے فرمایا النکاح سنتی۔ (الجامع الکبیر ج ۸ ص ۸) وہاں نکاح مجازاً عقد کے معنی میں ہی ہے۔

امام اللغۃ امام اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ لکھتے ہیں: نکاح کا معنی وطی ہے اور کبھی یہ عقد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ (الصحاح ج ۱ ص ۴۱۳ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۳۹۶ھ)

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں: ازہری نے کہا ہے کہ کلام عرب میں نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور تزوج کو بھی نکاح کہتے ہیں کیونکہ تزوج وطی مباح کا سبب ہے۔ (لسان العرب: ج ۲ ص ۶۲۶ مطبوعہ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ سید محمد مرتضی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں: نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وطی کے لئے عقد کرنے کا بھی نکاح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ وطی مباح کا سبب ہے قرآن مجید میں نکاح عقد کے معنی میں مستعمل ہوا ہے کیونکہ وطی جماع کے لئے صریح ہے اور عقد جماع سے کنایہ ہے اور بلاغت اور ادب کے بھی موافق ہے اسی طرح زمخشری اور راغب اصفہانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۲ ص ۲۴۲ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: باپ کی منکوحہ سے ہر حال میں نکاح حرام ہے کیونکہ نکاح جماع اور تزوج (شادی) دونوں کو کہتے ہیں پس اگر باپ نے کسی عورت سے شادی کی ہو یا بغیر نکاح کے کسی عورت سے وطی کی ہو تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہے۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیتے تھے۔ عمرو بن امیہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس سے مسافر اور ابو معیط دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ابو قیس ایک صالح انصاری تھے وہ فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے قیس نے اپنے باپ کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا اس نے کہا میں تو تم کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کروں گی۔ اس نے آ کر آپ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۱۰۴۔۱۰۳ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابو الفرج علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: نکاح وطی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجاز ہے کیونکہ نکاح کا معنی جمع کرنا ہے اور جمع صرف وطی میں ہے اور عقد اس کا سبب ہے اس لئے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں۔

(زاد المسیر ج ۲ ص ۴۴ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے خواہ دخول نکاح سے ہو خواہ زنا سے اور امام شافعی کے نزدیک باپ کی منکوحہ سے بیٹے کا نکاح حرام ہے اور باپ کی مزنیہ سے بیٹے کا نکاح حرام نہیں ہے۔

باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے کی سزا کا بیان

باپ کی منکوحہ بیٹے کی ماں ہے اور جو شخص اپنی ماں یا کسی اور محرم کے ساتھ نکاح کرے اس کی سزا اسلام میں یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے۔ امام ابوداود براء کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نے مجھے اس شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا جس نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا تھا (سنن ابوداود رقم الحدیث: ۴۴۵۷) امام ابو حنیفہ اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں جو شخص اپنی محرم سے نکاح کرے اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے اور جو شخص اس کے ساتھ زنا کرے اس پر حد جاری کی جائے۔

بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر

''اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں، ماسوائے ان کے جو تمہاری زیر ملکیت ہیں''

138- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْخَلِيلِ عَنْ اَبِىْ عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعَثَ جَيْشًا اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ وَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَايَا لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِى الْمُشْرِكِيْنَ فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ) اَىْ هٰذَا لَكُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا ان کا سامنا دشمن سے ہوا۔ انہوں نے دشمن سے جنگ کی اور ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے ان کی کچھ عورتوں کو قیدی بنا لیا جن کے شوہر مشرک تھے۔ مسلمانوں نے ان عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے میں حرج محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں البتہ وہ جو تمہارے زیر ملکیت ہوں''۔

یعنی یہ تمہاری زیر ملکیت عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں' جب ان کی عدت ختم ہو جائے۔

شرح

(آیت) والمحصنات من النسآء الا ما ملکت ایمانکم ۔ (النساء:۲۴)

ترجمہ: دوسروں کی بیویاں تم پر حرام ہیں البتہ تمہاری باندیاں تم پر حرام نہیں۔

(آیت) والذین هم لفروجهم حافظون، الا علی ازواجهم اوماملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین،

(المومنون:۵۔۶ المعارج:۳۰۔۲۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے مباشرت کرنے میں ان پر ملامت نہیں ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں باندیوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ عقد نکاح میں عورت اپنے اختیار سے یہ عقد کرتی ہے جب کہ جب باندی کو ہبہ کیا جاتا ہے یا اس کو

138-اخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز و طء المسبية بعد الاستبراء و ان كان لها زوج انفسخ نكاحها بالسبي (الحديث 33 و 34 و 35) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في وطء (السبايا (الحديث 2155) و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يسبي الامة و لها زوج هل يحل له ان يطاها (الحديث 1132م) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قول تعالىٰ: (والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم) (الحديث 116) . تحفة الاشراف (4434) .

فروخت کیا جاتا ہے تو اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی پاداش میں بطور سزا اس کا یہ اختیار سلب کرلیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب سے دنیا میں لونڈی اور غلام بنانے کا رواج ہوا لونڈیوں کے ساتھ یہی معاملہ روا رکھا گیا ہے اس لئے اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ کریں تو ان کے ساتھ بھی عمل مکافات کے طور پر یہی معاملہ روا رکھا گیا لیکن جو شخص کسی باندی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور اس سے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ اس کی حقیقی اولاد اور اس کی وارث ہوتی ہے اور وہ باندی ام ولد ہو جاتی ہے اور اس شخص کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے اسلام نے غلامی کے رواج کو ختم کرنے کے لئے بہت اقدامات کئے ہیں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے بہت بشارتیں دی ہیں

بَابُ الشِّغَارِ ۔

یہ باب شغار کے بیان میں ہے

139- اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ ۔

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے۔

140- اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا" ۔

✧✧ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جو شخص لوٹ مار کرے گا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

141- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْفَزَارِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ فَاحِشٌ وَّالصَّوَابُ حَدِيْثُ بِشْرٍ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

139-اخرجه البخاري في الحيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6960) مطولًا ۔ واخرجه مسلم في النكاح ، باب تحريم نكاح الشغار و بطلانه (الحديث 58) مطولًا ۔ واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) مطولًا ۔ تحفة الاشراف (8141) ۔

140-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1123) ۔ و اخرجه النسائي في الخيل، الجلب (الحديث 3592) و الحديث عند: ابي داؤد في الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق (الحديث 2581م) و ابن ماجه في الفتن، باب النهي عن النهبة (الحديث 3937) ۔ تحفة الاشراف (10793) ۔

141-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (566) ۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ بہت بڑی غلطی ہے اور درست یہ ہے کہ یہ روایت بشر نامی راوی کی ہے۔

شرح

شغار دو آدمیوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرنے کی ایک خاص صورت کا نام ہے جیسے کہ زید بکر سے اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کردے گا۔ اور ان دونوں کے نکاح میں مہر کچھ بھی متعین نہ ہو بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی کا تبادلہ ہی گویا مہر ہو اس طرح کا نکاح زمانہ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے مگر اسلام نے اس سے منع کر دیا ہے۔ اس بارے میں فقہی اختلاف یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے ہاں تو اس طرح کا نکاح سرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح سے نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل دینا لازم ہوگا لیکن حکم یہ ہے کہ اس طرح کے نکاح سے اجتناب کرنا چاہئے۔

بَابُ تَفْسِيرِ الشِّغَارِ .

یہ باب شغار کی وضاحت کے بیان میں ہے

142- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَالِكٌ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ ابْنَتَهٗ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی آدمی کے ساتھ اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کردے گا اور ان دونوں کے درمیان کوئی مہر نہیں ہوگا۔

143- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الشِّغَارِ . قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَالشِّغَارُ كَانَ الرَّجُلُ يُزَوِّجُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهٗ اُخْتَهٗ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے۔ عبیداللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں' شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص اپنی بہن کی شادی اس سے کردے گا۔

142-اخرجه البخاري في النكاح، باب الشغار (الحديث 5112) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم النكاح الشغار و بطلانه (الحديث 57) و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1883) . و الحديث عند: ابي داؤد في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) . و الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1124) تحفة الاشراف (8323) .

143-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح الشغار و بطلانه (الحديث 61) و الحديث عند: ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1884) . تحفة الاشراف (13796) .

شغار:

یہ عربی لفظ ہے جو شرعاً نکاحِ باطل کی ایک قسم کے لئے مستعمل ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی متعلقہ عورت کا دوسرے شخص کو اس شرط پر نکاح دے کہ وہ بھی اسے اپنی متعلقہ کا نکاح دے۔۔۔خواہ تقرر مہر ہو یا نہ۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی لفظی تحقیق

لغت میں اس کے اصلی معنی رفع یعنی اُٹھانے کے ہیں۔کہا جاتا ہے، شغر الكلب إذا رفع رجلها ليبول (کتے پیشاب کے لئے ٹانگ اُٹھائی) اور جب باب مفاعلہ سے ہو تو رفع میں مشارکت ہوگی۔شغار باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کی تائید ابی ریحانہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔لفظ یہ ہیں:۔

أن النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نهٰی عن المشاغرة (أخرجه أبو الشيخ فی كتاب النكاح)

یعنی حدیث میں شغار اور مشاغرہ دونوں لفظ آئے ہیں جو باب مفاعلہ کی مصدر ہیں۔امام اللغۃ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ شغار کے معنی میں فرماتے ہیں۔

"کل واحد منهما يشغر عند الجماع

شغار شرعی اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔کہا جاتا ہے کہ وہ

شغر البلد إذا خلا (یعنی شہر محافظ سے خالی ہو گیا۔) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کا اصل معنی بعد اور خلو ہے اور شغار کو مہر سے خالی ہونے کی وجہ سے شغار کہا جاتا ہے۔لیکن یہ مرجوح ہے کیوں کہ شغار (شرع میں) منقول ہے اور شغار لغوی منقول عنہ۔منقول کی اپنے منقول عنہ سے مناسبت ضروری ہوتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مناسبت تامہ پہلے محاورہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔کیونکہ اس صورت میں فریقین میں رفع رجل للجماع میں مشارکت مراد ہوگی جو شغر الکلب لیبول سے بہت مناسب ہے اور لغۃ میں شغر الرجل المرأۃ بھی مستعمل ہے لیکن شغر البلد سے ایسی مناسبت حاصل نہیں کیونکہ نکاح کے مہر سے خالی ہونے کی حیثیت ثانوی ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی معنوی تحقیق

شغار کی دو صورتیں ہیں۔شغار بہ تقرر مہر۔شغار بلا تقرر مہر۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔مسند احمد اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

نھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عن الشغار، والشغار أن یقول الرجل زوجنی ابنتک وأزوجک ابنتی أو زوجنی أختک وأزوجک أختی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص (دوسرے سے) کہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی یا

بہن کا نکاح دیتا ہوں (اس شرط پر) کہ تو مجھے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح دے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نکاح شغار کی جو تفسیر روایت کی ہے، اس میں آپ نے تقرر اور عدم تقرر مہر کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

شبہہ:

اگر کوئی کہے کہ شغار کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ کی ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔

ازالہ شبہہ:

جواب دو طرح سے ہے:

اولاً:

یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ جب حدیث کا پہلا حصہ مرفوع ہے تو دوسرا (تفسیر شغار) بھی مرفوع ہوگا دوسرے حصہ کو موقوف ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے جو موجود نہیں۔ اگر یہ شبہہ اس وجہ سے وارد ہوا ہے کہ تفسیرِ شغار کے الفاظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بھی ہو سکتے ہیں، جیسا کہ پہلا حصہ ان کے الفاظ ہیں جس کا مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی ہے تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ مرفوع حدیث کے لئے صرف مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ الفاظ کبھی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہیں اور کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ صحابی اس مفہوم کے لئے اگر اپنے الفاظ بھی استعمال کرے تو حدیث مرفوع ہی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے حصہ حدیث میں مسلم ہے۔ نیز دوسرے حصہ کے لئے کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں جس سے ثابت ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ لفظوں میں شغار کی تفسیر کی ہے۔ اس قسم کے کمزور شبہات سے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ تفسیر لفظاً موقوف ہو پھر بھی حکماً ہے کہ کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہلِ لسان ہیں۔ ان دونوں کے مروجہ شغار سے خوب واقف تھے اور صحابی کے لئے غالب خیال یہی ہوتا ہے کہ اس نے یہ معنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سمجھے ہیں۔ اسی بنا پر ایسی موقوف حدیث حکماً مرفوع سمجھی جاتی ہے۔ کما تقرر فی الاُصول۔

رقم الحدیث، **2**:

مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن حبان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

لاشغار فی الاسلام (یعنی اسلام میں شغار نہیں ہے۔)

اس حدیث میں لائے نفی جنس اسلام میں ایسے شغار کے وجود اور انعقاد کی نفی کر رہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں کی صاف تردید ہے جو ناجائز تو کہتے ہیں مگر نکاح کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں۔

لائے نفی جنس بطلان کی دلیل ہے:

جمہور نحاۃ کے نزدیک لائے نفی جنس حرف ہے جو کسی شے کی جنس کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے اور اس معنی کے لئے نص ہے۔

بنوتمیم اسے فعل منفی (انتی) کے معنی میں لیتے ہیں اور لا کی خبر کو صفت بناتے ہیں۔

دونوں صورتوں میں لاشغار فی الاسلام کے الفاظ شغار کے بطلان کی دلیل ہیں۔ جو سلب کلی کا صور (علامت) کی وجہ سے شغار کے ہر فرد شغار بہ تقرر مہر اور شغار بغیر تقرر مہر کو باطل قرار دیتا ہے۔

بعض لوگ نکاح شغار کو معتبر قرار دینے کے لئے لا کی خبر کی تقدیر ایسی کرتے ہیں جس سے حرام ہونے کے باوجود نکاح منعقد ہو جائے۔ حالانکہ وہ عربیت سے ناواقف ہیں، کیونکہ لائے نفی جنس کی تقدیری خبر کا قانون حسب ذیل ہے:

خبر یا تو مطلق (افعال عامہ سے) ہوگی یا مقید، مقید کی دو صورتیں ہیں یا تو مقید بر ظرف ہوگی یا مقید بغیر ظرف یعنی افعالِ خاصہ سے ہوگی۔ افعال خاصہ کی صورت میں اس کا حذف منع ہے باقی صورتوں میں حذف بہت ہے۔

اب وجود شغار باقی رکھنے کے لئے لاشغار فی الاسلام میں خبر افعال خاصہ سے بنانی عربیت کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں حذف خبر منع ہے۔ حالانکہ یہاں خبر محذوف ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں خبر افعالِ عامہ سے ہے۔

لائے نفی جنس کی طرح نہی بھی تحریم اور بطلان کے لئے ہے:

نہی میں اصل تحریم ہے، جیسا کہ خطابی نے "معالم السنن" میں کہا ہے اور اس نکاح کو ایسے ہی باطل قرار دیا ہے جس طرح نکاحِ متعہ اور لڑکی پر اس کی خالہ اور پھوپھی کا نکاح باطل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الأم" میں شغار اور متعہ میں صحت اور عدمِ صحت کا فرق کرنے والوں کی کلام کا تفصیلی معارضہ پیش کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ناجائز حیلہ قرار دیا ہے۔

اس نہی کو اصل معنی تحریم اور بطلان سے پھیرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح لائے نفی جنس کو اصلی معنی سے پھیر کر مبالغہ قرار دینا بے دلیل ہے۔

تحریم شغار اور اجماع علماء کا بیان

مذکورہ بالا احادیث سے مطلق شغار کی ممانعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تقرر مہر اور بغیر تقرر مہر کا کوئی فرق نہیں کیا، لیکن بعض علماء نے شغار کی مذکورہ بالا نبوی تفسیر سے واقف نہ ہونے کی بناء پر اس کی تعریف میں اختلاف کیا ہے جبکہ شغار کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس پر سب متفق ہیں کہ نکاح شغار ناجائز ہے۔

شغار کی تعریف بعض علما کی غلطی کی وجہ سے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطلقاً ممانعت ذکر کرنے کے بعد الگ الگ احادیث سے بھی شغار کی دونوں صورتوں کی حرمت بیان کر رہا ہوں جو حسب ذیل ہے:

نکاحِ شغار بہ تقرر مہر کا بیان

عن عبد الرحمن بن هرمز الأعرج إن العباس ابن عبد الله بن العباس أنكح بن الحكم ابنته وأنكحه عبد الرحمن بنته وقد كانا جعلا صداقا فكتب معاوية بن أبي سفيان إلى مروان بن الحكم يامره بالتفريق بينهما وقال في كتابه: هذا الشغار الذي نهى عنه رسول الله (صلى الله

علیه وسلم) أخرجه أحمد و أبو داود

عبدالرحمٰن الأعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمٰن بن الحکم کو اپنی بیٹی کا نکاح دیا اور عبدالرحمٰن بن الحکم نے عباس بن عبداللہ کو اپنی بیٹی کا اور دونوں نے مہر بھی رکھا پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو ان کے درمیان جدائی کرا دینے کا حکم لکھا اور اپنی چٹھی میں لکھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح مبادلہ بہ تقرر مہر شغار ہی ہے۔

شبہہ:

اگر کوئی کہے کہ منتقی مع شرح نیل الأوطار میں وقد کانا جعلا صداقا کی جگہ وقد کانا جعلاه صداقا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جعل مرکب ہے جس کا پہلا مفعول (ضمیر) محذوف ہے اور معنی یہ ہے کہ انہوں نے اسی نکاح کو مہر قرار دیا تھا جو عدم تقرر مہر ہی کی صورت ہے۔

ازالہ شبہہ:

وقد كانا جعلاه صداقا (ضمیر کے ساتھ) نقل کی غلطی ہے۔ منتقی متن کے نسخوں، مسند احمد اور ابوداود اصل کتابوں میں وقد كانا جعلا صداقا (بغیر ضمیر کے) ہے۔ نیز اسے محذوف جاننا قواعد عربیہ کے خلاف ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ:

جعل دو قسم کا ہوتا ہے: بسیط + مرکب۔ جعل مرکب مبتدا خبر کے افعال سے ہے اور فعل تحویل کہلاتا ہے۔ اگر بغیر قرینہ کے اس کا مفعول حذف کیا جائے تو تحویل کے معنی واضح نہ ہوں گے۔ نیز پہلا مفعول معنی مبتدا ہے جس کا تعین وتخصص ہونا چاہئے اور حذف میں ابہام پایا جاتا ہے۔ حذف سے جعل (مرکب) کا جعل (بسیط) سے التباس بھی لازم آئے گا جو مانع حذف ہے۔ نیز ضرورت کے بغیر حذف فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ خصوصاً جب کہ التباس ہو۔ اس لئے یہاں کوئی مفعول (ضمیر) محذوف نہیں بلکہ جعل (بسیط) ہے اور وقد کانا جعلا صداقا کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں نے مہر رکھا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار مع تقرر مہر سے منع فرمایا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو تفریق کا حکم دیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھا۔ نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہیں۔ باقی رہا یہ وہم کہ شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اپنی طرف سے کیا ہے، قابلِ التفات نہیں کیوں کہ جس طرح صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کرے تو حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ مفہوم بیان کرے تو بھی مرفوع ہو گی۔ یہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا مفہوم بیان کیا ہے۔

حدیث کے الفاظ ہذا الشغار" میں مبتدا خبر دونوں معرفہ ہیں اور ایک معرف باللام ہے۔ اس لئے معرف باللام محصور ہے اور یہ حصر ادعائی ہے جس سے مبالغہ مراد ہے یعنی اس صورت (مع تقرر مہر) کا شغار میں داخل ہونا ایسا یقینی ہے۔ جیسا کہ صرف یہی شغار (ممنوعہ) ہے۔ اس مبالغہ سے مقصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس صورت کے شغار سے خارج ہونے کا کسی قسم کا شبہ نہ کیا جائے۔

نکاح شغار بلاتقرر مہر کا بیان

حدثنی نافع عن ابن عمر أن رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) نھی عن الشغار، قلت لنافع: ما الشغار؟ قال ینکح ابنۃ الرجل وینکحہ ابنتہ بغیر صداق، وینکح أخت الرجل وینکحہ أختہ بغیر صداق أخرجہ البخاری (فی کتاب الحیل وفی باب الشغار) ومسلم وأحمد وأبو داود والترمذی والنسائی وابن ماجہ ولفظ أبی داود زاد مسدد فی حدیثہ قلت لنافع وما الشغار؟ (الحدیث)

عبیداللہ روایت کرتے ہیں کہ نافع نے مجھے عبداللہ بن عمر سے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ میں نے نافع سے کہا، شغار کیا ہے؟ کہا، ایک شخص دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرتا ہے اور اسے بغیر مہر کے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہے اور کسی کی بہن سے نکاح کرتا ہے اور اسے اپنی بہن کا نکاح بغیر مہر کے دیتا ہے۔ اسے جماعت نے روایت کیا اور ابوداود کے لفظ یہ ہی۔ زاد مسدد فی حدیثہ قلت لنافع: ما الشغار؟ یعنی مسدد نے (شغار کی ممانعت کے ذکر کے بعد اور شغار کی تعریف سے قبل) زیادہ کیا ہے۔ میں نے نافع سیپوچھا: شغار کیا ہے؟ یعنی بعد والی شغار کی تعریف نافع نے کی۔

یہ تعریف جو نافع نے کی ہے۔۔۔ شغار کی وہ صورت ہے جس میں مہر مقرر نہیں ہوتا۔ یہ تفسیر شغار اگرچہ نافع کی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغار مطلق (بہ تقرر مہر و بلاتقرر مہر) سے منع کرنا حدیث ابی ہریرہ میں گزر چکا ہے۔ اس لئے نافع کی بیان کردہ صورت بھی شغار ممنوعہ کی ایک شکل ہے۔

طبرانی وغیرہ کتب حدیث میں نکاح شغار کے بیان میں جن احادیث میں "لاصداق بینھما" یا "بغیر صداق" وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہ سب شغار کی مذکورہ بالا منہی عنہ صورت کا بیان ہے اگرچہ وہ احادیث ضعیف ہیں۔

تفریق:

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نکاح شغار باطل ہے اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو منعقد نہیں ہوگا اور تفریق (جدائی) کرائی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لاشغار فی الاسلام کا یہی مطلب ہے۔

نوٹ: نکاح شغار، نکاح مبادلہ اور نکاح وٹہ سٹہ ایک ہی ہیں اور نکاح میں ایسی شروط نکاح کو باطل کر دیتی ہیں۔ خواہ وہ نکاح کے وقت ہوں یا اس سے قبل کیونکہ نکاح سے قبل کی ہوئی شرط بھی نیت میں ہوتی ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے المحلی (:) میں یہی تعریف ذکر کی ہے اس کے بعد امام مالک سے نقل فرماتے ہیں:۔

لا یجوز ھذا النکاح ویفسخ دخل بھا أو لم یدخل وکذلک لو قال: از وجک ابنتی علی أن تزوجنی ابنتک بماۃ دینار فلا خیر فی ذلک ۔ کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور فسخ ہوگا خواہ زوجین جمع ہو چکے ہوں یا نہ اور یہی حکم ہے اس نکاح کا کہ کہیں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سو دینار مہر سے اپنی بیٹی کا نکاح دے۔ اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

وقال بعض أهل العلم: نكاح الشغار مفسوخ ولا يحل وإن جعل لهما صداق وهو قول الشافعي وأحمد وإسحاق کہ بعض اہل علم نے فرمایا: نکاح شغار فسخ ہوگا اور منعقد نہیں ہوگا۔ اگرچہ دونوں کے لئے مہر کا تقرر ہو اور یہ شافعی، احمد اور اسحاق کا مذہب ہے۔

عن ابن دريد: شغر الرجل المرأة إذا رفع برجليها للنكاح (تاج العروس) قاموس میں ہے شغر، كمنع الرجل المرأة شغورا رفع رجلها للنكاح ۔شغر۔ رفع کے معنی میں ہو تو منع باب سے استعمال ہوتا ہے اور خلوّ کے معنی میں ہو تو نصر سے۔

حافظ صاحب نے اس حدیث کو بطور لغوی شاہد کے ذکر فرمایا ہے کیونکہ الفاظ حدیث لغوی طور پر ٹھیک ہیں، لیکن حدیث سند ضعیف ہے۔ بعض علماء میں جو شغرالمہر کا محاورہ مشہور ہے۔ یہ عربی لغت میں مستعمل نہیں اس لئے شغار میں فریقین سے مہر کا رفع مراد لینا غلط ہے۔

افعال عامہ۔ وجود، ثبوت، کون، حصول اور استقرار ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لائے نفی جنس ۔۔۔ وجود شے کی نفی تو کرتا ہے لیکن کبھی نفی وجود سے مقصد مبالغہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب اسی کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ مجاز کی قسم سے ہے جو یہاں نہیں بن سکتی کیونکہ حقیقی معنی سے مجازی کی طرف مجبور کرنے والی یہاں کوئی دلیل نہیں جس کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر سے بھی یہی منقول ہے۔ مبسوط للسرخسی اور ہدایہ وغیرہ کی عبارات سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حنفیہ شغار کی حرمت کے قائل نہیں جس کی وضاحت یوں ہے کہ متقدمین حنفیہ اس کے ناجائز ہونے میں تو دوسرے علماء سے متفق ہیں، لیکن اس کی صحت و انعقاد کے قائل ہیں اور نکاح شغار کو (جب کہ وہ کر لیا جائے) صحیح قرار دے کر مہر مثل واجب کرتے ہیں اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ جب مہر مثل واجب ہو گیا تو نکاحِ شغار نہ رہا کیوں کہ ان کے نزدیک شغار وہ ہوتا ہے جو نکاح بلا مہر ہو۔

مذکورہ بحث میں غیر مقلدین نے لفظی و معنوی طرق و ذرائع کا سہارا لے کر بڑی کوشش کی ہے کہ مسئلہ بیان کر دیں لیکن افسوس اتنی بحث کے باوجود کسی بھی فعل کے وقوع و عدم وقوع اور مشروع و عدم مشروع یعنی ذات فعل اور وقوع فعل کے درمیان فرق نہ کر سکے۔ لہٰذا شغار منع ہے لیکن جب واقع ہوا تو اس کا وقوع ثابت ہو جائے گا۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى سُوَرٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ۔

یہ باب ہے کہ قرآن کے کسی سورۃ (کے بطور مہر ہونے) پر شادی کرنا

144- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَاَةً جَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لاَهَبَ نَفْسِىْ لَكَ ۔فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ) فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَرْاَةُ اَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا ۔ قَالَ: "هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَیْءٍ" ۔ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا ۔ فَقَالَ: "انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" ۔ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِیْ - قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ - فَلَهَا نِصْفُهُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَیْءٌ وَّاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَیْءٌ" ۔ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِیَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" ۔ قَالَ مَعِیْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا ۔ عَدَّدَهَا ۔

فَقَالَ: "هَلْ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ" ۔ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ: "مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" ۔

✧✧ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات کو (نکاح کے لئے) آپ کے سامنے پیش کروں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔آپ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا تو وہ بیٹھ گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں! اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جائزہ لو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ واپس گئے اور آ کر بولے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ کی قسم! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے البتہ صرف میرا یہ تہبند ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس شخص کے اوپر والے حصے پر کوئی چادر نہیں تھی (وہ صاحب بولے) اس تہبند کا نصف اس عورت کو دے دیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس تہبند کو پہن کر رکھو گے تو وہ عورت اس کا کیا کرے گی اس کے جسم پر اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر وہ پہن لے گی تو تم پر (یعنی تمہارے جسم پر) کچھ نہیں ہوگا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے یعنی کافی دیر بیٹھے رہے پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے حکم کے تحت انہیں بلا کر لایا گیا جب وہ آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کی گنتی کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں نے اسے تمہاری ملکیت میں دیا (یعنی اس کی شادی تم سے کر دی)

144-اخرجه البخاري في فضائل القرآن، باب القراءة عن ظهر القلب (الحديث 5030) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 76) . تحفة الاشراف (4778) .

تعلیم قرآن کو مہر قرار دینے کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یہ حکم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہبہ کو قبول کر لیتے تھے تو وہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال ہو جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کچھ مہر واجب نہیں ہوتا تھا۔ یہ اور کسی کے لئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جائز تھا اور نہ اب جائز ہے بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا یعنی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے جائز تھا چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر کوئی مؤمن عورت اپنے تئیں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہبہ کر دے یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ عورت حلال ہے لیکن اے محمد یہ اجازت صرف آپ ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔

اس بارے میں فقہی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک۔ بغیر مہر کے لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کا جواز صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے جب کہ حنفی مسلک یہ ہے کہ لفظ ہبہ کے ذریعہ نکاح کرنا تو سب کے لئے جائز ہے مگر اس صورت میں مہر کا واجب نہ ہونا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا لہٰذا اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی شخص کے لئے ہبہ کرے اور وہ شخص اس ہبہ کو قبول کر لے تو اس ہبہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہو جائے گا اور اس شخص پر مہر مثل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت مہر کا کوئی ذکر نہ کرے یا مہر کی نفی ہی کیوں نہ کر دے لہٰذا حنفی مسلک کے مطابق مذکورہ بالا آیت کے الفاظ (خَالِصَةً لَّكَ) (الاحزاب:50) کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو ہبہ کر دینے والی عورت کا مہر واجب ہوئے بغیر حلال ہونا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ (ولو خاتما من حدید) (اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو) سے معلوم ہوا کہ از قسم مال کسی بھی چیز کا مہر باندھنا جائز ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی کم تر کیوں نہ ہو بشرطیکہ مرد و عورت دونوں اس پر راضی ہوں چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کا جو مسلک ہے۔ حنفیہ کی دلیل حضرت جابر کی یہ روایت ہے جس کو دارقطنی نے نقل کیا ہے کہ حدیث (لا تنکحوا النساء الا الاکفاء) الخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا نکاح ان کے کفو ہی سے کیا جائے گا اور عورتوں کا نکاح ان کے ولی کریں اور دس درہم سے کم مہر کا اعتبار نہیں ہے۔ نیز حنفی مسلک کی تائید دارقطنی اور بیہقی ہی میں منقول حضرت علی کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ دس درہم سے کم کا مہر معتبر نہیں) حضرت سہیل کی اس روایت کو حنفیہ نے مہر معجّل پر محمول کیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے مقررہ مہر میں سے کچھ حصہ علی الفورعین جماع کرنے سے پہلے دیدیتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو بھی یہ حکم فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی بھی چیز خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو مل جائے تو لے آؤ تا کہ نکاح کے بعد اس عورت کو مہر کے طور پر کچھ نہ کچھ دے سکو۔

اسی بناء پر بعض علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نکاح کے بعد اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع نہ کیا جائے جب تک اس کے مہر میں سے کچھ نہ کچھ اسے دے دیا جائے چنانچہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت زہری اور حضرت قتادہ کا یہی مسلک تھا ان کی

دلیل یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت فاطمہ کے پاس اس وقت تک جانے سے ممانعت کردی جب تک کہ وہ حضرت فاطمہ کو ان کے مہر میں سے کچھ نہ دیدیں حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فاطمہ کو اپنی زرہ دیدو حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو اپنی زرہ دیدی اور اس کے بعد ان کے پاس گئے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال چاندی کا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس مقررہ مہر سے ایک زرہ کی بقدر دینے کا حکم دیا تھا لہٰذا ان حضرات کے نزدیک مقررہ مہر میں سے علی الفور یعنی جماع سے قبل کچھ دیدینا واجب ہے جب کہ حنفیہ کے ہاں یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا، چنانچہ بعض ائمہ نے اسے جائز رکھا ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یعنی تعلیم قرآن کو مہر قرار دے کے نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح تو صحیح ہو جاتا ہے مگر خاوند پر مہر مثل واجب ہوتا ہے اور جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو ارشاد گرامی (بما معک) الخ میں حرف با بدل کے لئے نہیں ہے بلکہ سببیت کے اظہار کے لئے ہے یعنی اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن میں سے جو کچھ تمہیں یاد ہے اس کے سبب میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا گویا تمہیں قرآن کا یاد ہونا اس عورت کے ساتھ ہوا تھا تو قبولیت اسلام ان کے نکاح کا سبب تھا اسے مہر قرار نہیں دیا گیا تھا۔ تم اس کو قرآن کی تعلیم دیا کرو یہ حکم بطور وجوب نہیں تھا بلکہ بطریق استحباب تھا لہٰذا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا تھا۔

حق مہر اور اس کی مقدار کا بیان

مہر حقوق زوجیت حاصل ہونے کے اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو عورت کو اس کے شوہر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ مہر کے نہ دینے کی نیت نہ ہونا نکاح کے صحیح ہونے کی ایک شرط ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کر لے کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ نکاح کے وقت مہر کا ذکر کرنا نکاح صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔

مہر کی مقدار: نہ تو شریعت نے مہر کے لئے کسی خاص مقدار کو متعین کر کے اسے واجب قرار دیا ہے اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے شوہر کی حیثیت و استطاعت پر موقوف رکھا ہے کہ جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ مہر کی کم سے کم ایک حد ضرور مقرر کی گئی ہے تا کہ کوئی شخص اس سے کم مہر نہ باندھے، چنانچہ حنفیہ کے مسلک میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (۶۲ء30 گرام چاندی) ہے اگر کسی شخص نے اتنا مہر باندھا جو دس درہم یعنی (۶۲ء۳۰ گرام چاندی) کی قیمت سے کم ہو تو مہر صحیح نہیں ہوگا۔

حضرت امام مالک کے نزدیک کم سے کم مہر کی آخری حد چوتھائی دینار ہے اور حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ جو بھی چیز ثمن یعنی قیمت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو اس کا مہر باندھنا جائز ہے۔ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم چاندی کی

مقدار ۱۵۷۵ ماشہ یعنی ایک کلو ۵۴۰ گرام ہوتی ہے۔ آجکل کے نرخ کے مطابق ایک کلو ۵۴۰ گرام چاندی کی قیمت تقریباً ۹۱۸ روپے ہوتی ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا، چار ہزار درہم بارہ ہزار چھ سو ماشہ یعنی بارہ کلو ۲۴۷ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت سات ہزار تین سو اڑتالیس (۷۳۴۸) روپیہ ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء کا مہر چار سو مثقال نقرہ تھا، چار سو مثقال اٹھارہ سو ماشہ یعنی ایک کلو ۷۵۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت ایک ہزار پچاس روپیہ ہوتی ہے۔

اس قدر چاندی کے ساتھ روپے کی یہ مطابقت آج کل کے دور میں درست نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں روپے کی قیمت بہت زیادہ گر چکی ہے۔ ہاں ہر زمانے میں چاندی کی قیمت معلوم کر کے روپے کی تعیین کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْإِسْلَامِ ۔

یہ باب ہے کہ اسلام قبول کرنے کی (شرط پر شادی کرنا)

145 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْاِسْلَامَ اَسْلَمَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ اَبِىْ طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ اِنِّىْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنْ اَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ ۔ فَاَسْلَمَ فَكَانَ صَدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی تو ان دونوں کے درمیان مہر اسلام تھا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر آپ مسلمان ہو جاتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ شادی کرلوں گی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان یہی مہر تھا۔

146 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا مِثْلُكَ يَا اَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَّاَنَا امْرَاَةٌ مُّسْلِمَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لِىْ اَنْ اَتَزَوَّجَكَ فَاِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِىْ وَمَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهُ ۔ فَاَسْلَمَ فَكَانَ ذٰلِكَ مَهْرَهَا - قَالَ ثَابِتٌ فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَاَةٍ قَطُّ كَانَتْ اَكْرَمَ مَهْرًا مِّنْ اُمِّ سُلَيْمٍ الْاِسْلَامَ - فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهٗ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ابوطلحہ آپ جیسی شخصیت کا نکاح کا پیغام مسترد نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں میرے لئے آپ کے ساتھ شادی کرنا حلال نہیں ہے اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو یہ میرا مہر ہوگا اس کے علاوہ آپ سے کوئی تقاضہ نہیں کروں گی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر تھا۔

145-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (968) ۔

146-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (278) ۔

ثابت نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے ایسی کسی خاتون کے بارے میں نہیں سنا جس کا مہر سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر ہو یعنی جواسلام تھا۔

پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی رخصتی کروائی اور سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے بچوں کو جنم دیا۔

شرح

حضرت ام سلیم ملحان کی بیٹی اور حضرت انس بن مالک کی ماں ہیں۔ پہلے ان کی شادی مالک بن نضر کے ساتھ ہوئی تھی جس سے حضرت انس پیدا ہوئے مالک کو قبولیت اسلام کی توفیق نہیں ہوئی اور وہ حالت شرک میں مارا گیا پھر ام سلیم نے اسلام قبول کرلیا اور ابوطلحہ نے جو اس وقت مشرک تھے ان کو اپنے نکاح کا پیغام دیا ام سلیم سے ان کا نکاح ہوگیا۔ لہٰذا حدیث کے الفاظ اور اسلام قبول کرلینا ہی مہر قرار پایا: کی وضاحت حنفیہ کے مسلک کے مطابق یہ ہے کہ ام سلیم کے ساتھ ابوطلحہ کا نکاح تو مہر کے ساتھ ہی ہوا لیکن ام سلیم نے اپنے وعدہ کے مطابق ابوطلحہ کے اسلام لانے کی وجہ سے اپنا مہر بخش دیا گویا ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا ان کے آپس کے نکاح کا سبب ہوا نہ یہ کہ قبولیت اسلام ان کا مہر تھا ہاں دوسرے ائمہ اس حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ کا اسلام قبول کرنا ہی ان کا مہر تھا۔

زوجین کے قبول اسلام کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک عورت نے اسلام قبول کیا اور پھر اس نے ایک شخص سے نکاح کرلیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسلام قبول کرچکا ہوں اور میری اس بیوی کو میرے اسلام قبول کرلینے کا علم تھا (لیکن اس کے باوجود اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے علیحدہ کرکے پہلے خاوند کے حوالے کردیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس پہلے خاوند نے یہ کہا کہ وہ عورت یعنی میری بیوی جس نے اب دوسرے شخص سے نکاح کرلیا ہے میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس عورت کو اسی پہلے شوہر کے حوالہ کردیا۔

(ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 391)

اور شرح السنۃ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم نے ان جیسی بہت سی عورتوں کو ان کے پہلے نکاح کے مطابق ان کے شوہروں کے حوالہ کردیا تھا، جن کے شوہر دین اور ملک کے فرق کے بعد ان کے ساتھ اسلام کی صف میں شامل ہوگئے تھے (یعنی غیر مسلم میاں بیوی میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کرلینے کی وجہ سے اور ایک کے دارالاسلام میں اور دوسرے کے دارالحرب میں رہنے کی وجہ سے گویا دونوں کے درمیان مذہبی اور ملکی بعد واختلاف واقع ہوجاتا تھا مگر جب وہ دوسرا بھی اسلام قبول کرلیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سابقہ نکاح کو باقی رکھتے ہوئے بیوی کو شوہر کے حوالہ کردیتے تھے۔ گویا قبولیت اسلام کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی) چنانچہ ان عورتوں میں ایک عورت ولید بن مغیرہ کی بیٹی بھی تھی جو صفوان بن امیہ کی بیوی تھی یہ عورت اپنے شوہر سے پہلے فتح مکہ کے دن مسلمان ہوگئی اور اس کے شوہر نے اسلام سے گریز کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شوہر

صفوان بن امیہ کے پاس اس کے چچا کے بیٹے وہب بن عمیر کو اپنی مبارک چادر دے کر بھیجا اور اس کو امان عطا کیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہب کو بطور علامت اپنی چادر دے کر بھیجا کہ وہ صفوان کو یہ چادر دکھا کر مطلع کریں کہ قتل وتشدد سے تمہیں امان دی گئی ہے تم بلاخوف آسکتے ہو) پھر جب صفوان آ گئے تو ان کی سیر کے لئے چار مہینے مقرر کئے گئے (یعنی انہیں اجازت دی گئی کہ وہ پورے امن وامان کے ساتھ چار مہینے تک مسلمانوں کے درمین گھومیں پھریں تا کہ وہ مسلمانوں کی عادات واطوار کا اچھی طرح مشاہدہ کرلیں چنانچہ وہ چند دنوں تک مسلمانوں کے درمیان گھومتے پھرتے رہے) یہاں تک کہ صفوان بھی اپنی بیوی کے مسلمان ہونے کے دو مہینے بعد) مسلمان ہو گئے۔ اور ولید کی بیٹی جو ان کے نکاح میں تھی ان کی بیوی برقرار رہی۔ اسی طرح ان عورتوں میں ایک عورت ام حکیم تھیں جو حارث بن ہشام کی بیٹی اور ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی تھیں انہوں نے بھی فتح مکہ کے دن مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کے خاوند عکرمہ نے اسلام سے گریز کیا اور یمن چلے گئے۔

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ام حکیم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے خاوند کو راہ راست پر لانے کے لئے) یمن پہنچیں اور انہوں نے اپنے خاوند عکرمہ کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی تا آنکہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان دونوں کا نکاح باقی رہا۔ اس روایت کو امام مالک نے ابن شہاب سے بطریق ارسال نقل کیا ہے۔

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو ان دونوں کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اس بارے میں مظہر کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اگر وہ دوسرا کہ جس نے پہلے کے ساتھ اسلام قبول نہیں کیا تھا خواہ وہ بیوی ہو یا خاوند ہو) عدت کے ایام گزرنے سے پہلے اسلام قبول کرلے تو ان کا نکاح باقی رہے گا خواہ ان دونوں کا سابقہ مذہب یکساں رہا ہو مثلا دونوں عیسائی یا یہودی اور یا بت پرست رہے ہوں خواہ دونوں کا سابقہ مذہب یکساں نہ رہا ہو مثلا ایک کا مذہب بت پرستی رہا ہو اور دوسرا عیسائی یا یہودی رہا ہو اسی طرح خواہ وہ دونوں ہی دارالاسلام میں رہنے والے ہوں یا دارالحرب میں اور خواہ ان میں ایک تو دارالاسلام میں رہتا ہو اور دوسرا دارالحرب میں۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان دونوں کے درمیان تفریق ان تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ ہی سے ہوسکتی ہے اول یہ کہ عدت کے دن پورے ہو جائیں دوم یہ کہ ان دونوں میں سے جس نے اسلام قبول کرلیا ہے وہ اسلام قبول نہ کرنے والے کو اسلام کی دعوت دے اور وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردے۔ سوم یہ کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دار الاسلام سے منتقل ہو کر دارالحرب چلا جائے یا دارالحرب چھوڑ کر دارالاسلام آ جائے۔ نیز امام اعظم کے نزدیک ان دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا خواہ مجامعت سے پہلے واقع ہوا ہو یا بعد میں دونوں صورتوں کا یکساں حکم ہے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْعِتْقِ ۔

یہ باب ہے کہ آزاد کرنے کی شرط (مہر ہونے) پر شادی کرنا

147- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدَ الْعَزِيزِ - يَعْنِيْ ابْنَ صُهَيْبٍ - عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

ح وَاَنْبَانَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّشُعَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَهُ صَدَاقَهَا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا' اور اسی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

148- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَاَنْبَانَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ الْحَبْحَابِ

عَنْ اَنَسٍ اَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا مَهْرَهَا . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا' اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

بَابُ عِتْقِ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کنیز کو آزاد کر کے پھر اس کے ساتھ شادی کر لینا

149- اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِىْ مُوْسٰى عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَعَبْدٌ يُؤَدِّىْ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتَابِ" .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کو دوگنا اجر ملے گا۔ ایک وہ شخص جس کی کوئی کنیز ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھی طرح ادب سکھائے اس کو تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اسے آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے۔ دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حق کو اور اپنے آقا کے حق کو اچھی طرح انجام دے اور

147-اخرجه البخاري في الخوف، باب التكبير و الغلس بالصبح و الصلاة عند الاغارة و الحرب (947) مطولاً، و في النكاح، باب من جعل عتق الامة صداقها (الحديث 5086) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 85) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 2054) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يعتق الامة ثم يتزجها (الحديث 1115) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 1957) تحفة الاشراف (291 و 1067) .

148-اخرجه البخاري في النكاح، باب الوليمة ولو بشاه (الحديث 5169) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 85) . تحفة الاشراف (912) .

149-اخرجه البخاري في العلم، باب تعليم الرجل امته و اهله (الحديث 97)، و في العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه و نصح سيده (الحديث 2547) مختصراً، و في الجهاد، باب فضل من اسلم من اهل الكتابين (الحديث 3011)، و في احاديث الانبياء، باب قول الله (واذكرفي الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (الحديث 3446)، و في النكاح، باب اتخاذ السراري (الحديث 5083) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الى جميع الناس و نسخ الملل بملته (الحديث 241) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الفضل في ذلك (الحديث 1116) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 1956) . تحفة الاشراف (9107) .

اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا مومن۔

150- اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي زُبَيْدٍ عَبْثَرِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ اَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ".

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے تو اسے دوگنا اجر ملے گا۔

بَابُ الْقِسْطِ فِي الْاَصْدِقَةِ .

یہ باب ہے کہ مہر میں انصاف سے کام لینا

151- اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَاَلَ عَآئِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِي هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِي حِجْرِ وَلِيِّهَا فَتُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُّقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا بِهِنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَّنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَآئِشَةُ ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعْدُ فِيْهِنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) قَالَتْ عَآئِشَةُ وَالَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهُ يُتْلٰى فِي الْكِتَابِ الْاٰيَةُ الْاُوْلٰى الَّتِي فِيْهَا (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ) قَالَتْ عَآئِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْاٰيَةِ الْاُخْرٰى (وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ) رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَّتِيْمَتِهِ الَّتِي تَكُوْنُ فِي حَجْرِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوا مَا رَغِبُوْا فِي مَالِهَا مِنْ يَّتَامَى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ .

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لو گے تو تم ان عورتوں کے ساتھ شادی

150-اخرجه البخاري في العتق، باب فضل من ادب جاريته و علمها (الحديث 2544) و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقة امته ثم يتزوجها (الحديث 86) . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يعتق امته ثم يتزوجها (الحديث 2053) . تحفة الاشراف (9108) .

151-اخرجه البخاري في الشركة، باب شركة اليتيم و اهل الميراث (الحديث 2494)، و في النكاح، باب الترغيب في النكاح (الحديث 5064) مختصرًا و اخرجه مسلم في التفسير . (الحديث 6) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء (الحديث 2068) . تحفة الاشراف (16693) .

کرو جو تمہیں اچھی لگتی ہیں''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے بھانجے یہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہوتی تھی اور اس ولی کے مال میں اس کی شراکت دار ہوتی تھی۔ اس ولی کو اس لڑکی کا مال اور خوبصورتی اچھے لگتے تھے تو اس کا ولی اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا مہر انصاف کے ساتھ ادا نہیں کرتا تھا' اور اتنا ادا نہیں کرتا تھا جتنا وہ اپنی دیگر بیویوں کو ادا کرتا تھا تو لوگوں کو اس بات سے منع کر دیا گیا کہ وہ اگر لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں انصاف کے مطابق ادائیگی کریں اور اپنے عام رواج کے مطابق انہیں مہر دیں۔ بصورت دیگر انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ان خواتین کے ساتھ شادی کرلیں جوان لڑکیوں کے علاوہ ہیں جو انہیں اچھی لگتی ہیں۔

عروہ کہتے ہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی پھر لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے نزول کے بعد ان خواتین کے بارے میں دریافت کیا: تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''لوگ تم سے خواتین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم فرمادو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''اور تم اس بات میں دلچسپی رکھتے ہو کہ تم ان کے ساتھ شادی کرلو''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جس چیز کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جو اس کی کتاب میں آیت تلاوت کی جاتی۔ ہے وہ پہلی آیت جو ان کے بارے میں ہے:

''اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کرسکو گے تو تم ان خواتین کے ساتھ شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اور تمہیں دلچسپی نہیں ہوتی کہ تم ان کے ساتھ شادی کرو''۔

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی یتیم لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا جو اس کی زیر پرورش ہو اور لڑکی مال اور خوبصورتی کے حوالے سے کم حیثیت کی مالک ہو تو ان لوگوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ انہیں جن یتیم لڑکیوں کے مال میں دلچسپی ہو وہ اس کے ساتھ نکاح کرتے ہوئے انصاف سے کام لیں کیونکہ انہیں ان میں دلچسپی ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور (وہ احکام بھی) جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے متعلق پڑھے جارہے ہیں جن کا وہ حق تم انہیں نہیں دیتے جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔ (النساء: ۱۲۷)

یتیم لڑکیوں کے حقوق کا بیان

اس آیت میں یتیم لڑکیوں کے جس حق کا ذکر کیا گیا ہے اس حق کے متعلق دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کی میراث ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کا مہر ہے اور اس آیت کے مخاطبین کے متعلق بھی دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ

اس سے مراد عورتوں کے سرپرست ہیں وہ عورتوں کے مہر پر خود قبضہ کر لیتے تھے اور ان عورتوں کو ان کا مہر نہیں دیتے تھے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یتیم لڑکی کا ولی ہے جب وہ اس یتیم لڑکی سے نکاح کرتا تھا تو اس کے مہر میں انصاف نہیں کرتا تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم ان سے نکاح کی رغبت رکھتے ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ تم ان یتیم لڑکیوں کے حسن وجمال اور ان کے مال و دولت کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو اور حسن نے اس کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ تم ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح میں رغبت نہیں رکھتے اور ان کے مال و دولت میں رغبت کی وجہ سے ان کو اپنے پاس روکے رکھتے ہو اور ان کو کہیں اور نکاح نہیں کرنے دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کمزور بچوں کے متعلق (بھی تمہیں حکم دیتا ہے) اور یہ کہ یتیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھی نیک کام کرتے ہو تو بے شک اللہ کو اس کا علم ہے۔ (النساء:۱۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے لوگ لڑکوں اور لڑکیوں کو وارث نہیں بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ہر حصہ دار کو حصہ مقرر فرما دیا اور یتیموں کے متعلق انصاف کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا مہر مقرر کرنے میں اور وراثت میں ان کا حصہ ادا کرنے میں انصاف سے کام لیا جائے۔

(زادالمسیر ج۲ص۱۲۸)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عورتوں کے حقوق کے متعلق نصیحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ عورتوں یتیم لڑکیوں اور کمزور بچوں کے وہی احکام ہیں جو پہلے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے تھے اور یہاں مسلمانوں کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پھر ان ہی احکام کی طرف متوجہ کیا ہے تا کہ مسلمان ان آیات میں غور وفکر کریں اور ان کے تقاضوں پر عمل کریں۔

152- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلٰى اثْنَتَىْ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً وَّنَشٍّ وَّذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ ۔

✧✧ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ اور ایک نش (مہر کی ادائیگی کے عوض میں شادی کی تھی اور یہ پانچ سو درہم کے برابر ہے)

153- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُّوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ الصَّدَاقُ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَشْرَةَ اَوَاقٍ ۔

152-اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 78) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب الصداق (الحديث 2105) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1886) . تحفة الاشراف (17739) .

153-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14630) .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت مہر دس اوقیہ ہوا کرتا تھا۔

154- اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ اِیَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِخِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَیُّوْبَ وَابْنِ عَوْنٍ وَّسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ - دَخَلَ حَدِیْثُ بَعْضِهِمْ فِیْ بَعْضٍ - عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ سَلَمَةُ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ نُبِّئْتُ عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ - وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ - قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَلَا لَا تَغْلُوْا صُدُقَ النِّسَآءِ فَاِنَّهٗ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ اَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِیُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) مَا اَصْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) امْرَاَةً مِّنْ نِسَائِهٖ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنَاتِهٖ اَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةً وَّاِنَّ الرَّجُلَ لَیُغْلِیْ بِصَدُقَةِ امْرَاَتِهٖ حَتّٰی یَكُوْنَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِیْ نَفْسِهٖ وَحَتّٰی یَقُوْلَ كُلِّفْتُ لَكُمْ عَلَقَ الْقِرْبَةِ وَكُنْتُ غُلَامًا عَرَبِیًّا مُّوَلَّدًا فَلَمْ اَدْرِ مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ قَالَ وَاُخْرٰی یَقُوْلُوْنَهَا لِمَنْ قُتِلَ فِیْ مَغَازِیْكُمْ اَوْ مَاتَ قُتِلَ فُلَانٌ شَهِیْدًا اَوْ مَاتَ فُلَانٌ شَهِیْدًا وَّلَعَلَّهٗ اَنْ یَّكُوْنَ قَدْ اَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهٖ اَوْ دَفَّ رَاحِلَتِهٖ ذَهَبًا اَوْ وَرِقًا یَطْلُبُ التِّجَارَةَ فَلَاتَقُوْلُوْا ذَاكُمْ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ النَّبِیُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مَاتَ فَهُوَ فِی الْجَنَّةِ".

✧✧ حضرت ابوعجفاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم زیادہ مہر مقرر نہ کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا باعث ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پرہیز گاری کا نشان ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سب کے مقابلے میں اس کے زیادہ حقدار تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو اور آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔ ایک آدمی کسی عورت کا ایک مہر تو زیادہ دے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی وجہ سے اس عورت سے نفرت کرنے لگتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمہاری وجہ سے مجھے "علق القربة" کام کرنا (راوی کہتے ہیں) میں ایک ایسا عرب نوجوان ہوں جو عجمی علاقوں میں پیدا ہوا ہوں اس لئے مجھے نہیں پتہ کہ "علق القربة" کا مطلب کیا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص جنگ میں مارا گیا فلاں شخص شہید ہو گیا اور فلاں شخص شہید ہو گیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور کی پیٹھ پر وزن لادا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور پر سونا یا چاندی لاد دے ہوں اور اس کا مقصد تجارت ہو (اور وہ راستے میں مارا گیا ہو) تم لوگ اس طرح کی باتیں نہ کیا کرو جب تم نے یہ بات کہنی ہو تو یہ کہا کرو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ جنت میں جائے گا۔

155- اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ الدُّوْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

154-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب الصداق (الحديث 2106) مختصراً . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب (منه) (الحديث 1114م) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1887) مختصرًا تحفة الاشراف (10655) .

155-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في النكاح، باب في الولي (الحديث 2086) . تحفة الاشراف (15854) .

تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ زَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ الآفٍ وَّجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ وَّكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ.

✧✧ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کر لی وہ اس وقت حبشہ کی سرزمین پر موجود تھیں۔ نجاشی نے ان کی شادی کروائی تھی اور مہر کے طور پر انہیں چار ہزار درہم دیے تھے اور اپنی طرف سے انہیں سامان فراہم کیا تھا۔ نجاشی نے انہیں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی چیز نہیں بھجوائی تھی ویسے آپ کی عام ازواج رضی اللہ عنہن کا مہر چار سو درہم ہوتا تھا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اوان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے (آپ کے لیے یہ خصوصی حکم) اس لیے ہے کہ آپ پر کوئی دشواری نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

حضرت ام ہانی کو نکاح کا پیغام دینا

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے آپ کے سامنے (اپنے بچوں والی ہونے کا) عذر پیش کیا آپ نے میرا عذر قبول فرما لیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں۔ (الاحزاب: ۵۰) حضرت ام ہانی نے کہا سو میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی اور میں طلقاء میں سے تھی (فتح مکہ کے بعد آپ نے اہل مکہ سے فرمایا تھا تم طلقاء ہو یعنی آزاد ہو)۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۱۴ المعجم الکبیر ج ۲۴ رقم الحدیث: ۱۰۰۷ المستدرک ج ۲ ص ۴۲۰ سنن کبریٰ للبیھقی ج ۷ ص ۵۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مہر

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے آپ کے

لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں مجاہد وغیرہ نے بیان کیا آپ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا یعنی **131.25** تولہ چاندی ماسوا حضرت ام حبیبہ کے ان کا مہر نجاشی نے چار سو دینار رکھا تا اور ماسوا حضرت صفیہ بنت حی کے ان کا مہر ان کی آزادی کو قرار دیا گیا تھا کیونکہ وہ غزوہ خیبر میں قید ہو کر آئیں تھیں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے آزاد کرنے کو ان کا مہر قرار دیا اسی طرح حضرت جویریہ بنت الحارث تھیں وہ بنو المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں آپ نے حضرت ثاب تبن قیس بن شماس کو ان کا بدل کتابت ادا کیا اور ان سے نکاح کر لیا۔اس کے بعد فرمایا: اور آپ کی ان کنیزوں کو آپ کے لیے حلال کر دیا جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی تھیں۔

حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ آپ کی ملک میں آئیں آپ نیان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت ریحانہ بنت شمعون النضر یہ اور حضرت ماریہ قبطیہ جو حضرت ابراہیم کی والدہ تھیں یہ آپ کی کنیزیں تھیں۔

نکاح کی اجازت کے رشتوں میں اسلام کا متوسط حکم

نصاریٰ کے ہاں چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہ تھا یہ تفریط تھی اور یہود کے ہاں بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی سے بھی نکاح جائز تھا یہ افراط تھا اسلام نے افراط اور تفریط کو ترک کر کے متوسط حکم دیا بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کو حرام کر دیا اور چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی سے نکاح کو جائز قرار دیا جیسا کہ اس آیت میں ہے۔اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی وہ بھی آپکے لیے حلال ہیں۔

جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے لیے پیش کیا

اس کے بعد فرمایا: اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ کہنے لگی یارسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس کی بیٹی نے یہ سن کر کہا اس عورت میں کس قدر کم شرم و حیا تھی وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! حضرت انس نے کہا وہ تم سے بہتر تھی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی اور اپنے آپ کو حضور پر پیش کیا۔(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۱۲۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۰۱ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۳۸۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی (یعنی وہ بری لگتی تھیں) تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو کسی پر پیش کر سکتی ہے! پھر جب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی:

ترجی من تشآء منھن و تؤی الیك من تشآء ط ومن ابتغیت ممن عزلت فلاجناح علیك ط (الاحزاب: ۵۱)

ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے پاس سے دور کردیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہے ان میں سے جس کو چاہیں پھر طلب کرلیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے۔

تب میں نے یہ کہا کہ میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۸۸ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۶۴ سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۹۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس عورت نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ حضرت میمونہ بنت الحارث ہیں اور مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت زینب بنت خزیمہ الانصاریہ ہیں اور وہی ام المساکین ہیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہوگئیں تھیں کافی عورتوں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ان میں ایک خاتون بنو بکر کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپکے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کرلیا تھا ایک خاتون بنو الجون کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ سے پناہ طلب کی تھی اور دو قیدی عورتیں تھیں ایک حضرت صفیہ اور دوسری حضرت جویریہ۔ اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے نکاح میں ایسی کوئی خاتون نہیں تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہو اس کو امام ابن ابی حاتم نے از عکرمہ از ابن عباس روایت کیا ہے اور امام ابن جریر نے یونس بن بکیر سے روایت کیا ہے جن خواتین نے اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کیا تھا آپ نے ان میں سے کسی کو قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کے لیے مباح تھا اور آپ کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اراد النبی ان یستنکحھا۔ (الاحزاب: ۵۰) اگر نبی ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں یعنی ان کو پسند کرلیں۔

بغیر مہر کے محض ہبہ سے کوئی خاتون عام مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے

اس کے بعد فرمایا: یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

عکرمہ نے کہا جو عورت اپنا نفس آپ کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرے تو اس کے لیے وہ عورت حلال نہیں ہے وہ اس وقت تک اس سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک اس کا مہر مقرر نہ کرے اسی طرح مجاہد اور شعبی وغیرہ ما نے کہا یعنی اگر کوئی عورت اپنا نفس کسی شخص کو ہبہ کردے تو وہ شخص جب بھی اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے گا تو اس پر مہر مثل واجب ہوجائے گا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت واثق کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا اس نے کسی شخص کو اپنا نفس ہبہ کردیا تھا جب اس کا خاوند فوت ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے اس کے خاوند کے ترکہ سے مہر مثل واجب ہوگا اور موت اور عمل زوجیت دونوں مہر مشکل کے اثبات اور اس کی تاکید میں برابر ہیں۔ ہاں اگر کوئی خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کردے تو آپ پر کسی صورت میں بھی اس کو مہر ادا کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ آپ کے لیے یہ جائز ہے کہ آپ بغیر عقد نکاح اور بغر گواہوں اور بغیر ولی کے اور بغر مہر کے ذکر کے کسی خاتون کو اپنی زوجہ قرار دیں اور اس کو زوجیت سے مشرف فرمائیں جسا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ میں ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ بغیر مہر کے اور بغیر ولی اور عقد نکاح کے محض کسی عورت کے ہبہ کرنے سے وہ کسی کی بیوی ہوجائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے۔

(الاحزاب:۵۰)

حضرت ابی بن کعب مجاہد حسن بصری قتادہ اور امام ابن جریر نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی ہم نے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چار آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے اور ان پر مہر کو لازم کیا ہے اور عقد نکاح میں دو مسلمان گواہوں کو لازم کیا ہے اور خود بالغہ یا سا کے ولی کی رضامندی کو نکاح کی شرط شرط قرار دیا ہے اور باندیوں سے حصول لذت میں ان کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں کی اور نہ اس میں مہر کی شرط ہے اور نہ خود باندی کی یا اس کے ولی کی رضامندی کی شرط ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ملخصا وموضحا مخر جاج ۳ ص ۵۴۸-۵۴۶ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر فرض ہیں امت پر فرض نہیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے بعض احکام شرعیہ خصوصیت سے آپ کے لیے مقرر کیے بعض چیزیں صرف آپ پر فرض ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ پر حرام ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ کے لیے جائز اور حلال ہیں اور امت کے دوسرے افراد ان میں آپ کے شریک نہیں ہیں بعض احکام جو صرف آپ پر فرض ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) بعض علماء کے نزدیک تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض تھی اور تاحیات آپ پر تہجد فرض رہی اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ پر تہجد فرض تھی اور بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی قرآن مجید میں ہے:

ومن اليل فتهجد به نا فلة لك (الاسراء:۷۹) رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں جو آپ کے لیے نفل ہے۔

(۲) جو مسلمان فقیر ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر فوت ہو جائے تو وسعت اور خوش حالی آنے کے بعد اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے اہل وعیال کی کفالت کرنا آپ پر فرض تھا۔

(۳) غیر شرعی امور میں اصحاب رائے سے مشورہ کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

وشاورهم في الامر. (آل عمران:۱۵۹) دنیاوی امور میں ان سے مشورہ کیجئے۔

(۴) اپنی ازواج کو اپنے پاس رہنے یا نہ رہنے اور دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار دینا آپ پر فرض تھا۔

(۵) تمام قرآن مجید کا پہنچانا آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

يا يها الرسول بلغ مآ انزل اليك من ربك ط وان لم تفعل فما بلغت رسالته. (المائدہ:۶۷)

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے کار رسالت کو ادا نہیں کیا۔

(۶) قرآن مجید میں جو احکام شرعیہ بیان کیے گئے ہیں ان کو سمجھانا اور ان کو قولاً اور عملاً بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وانزلنآ اليك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم. (النحل:۴۴) ہم نے آپ کی طرف قرآن مجید کو نازل کیا ہے تاکہ آپ

لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص آپ کے سامنے غلط یا نامناسب بات کہے یا غلط یا نامناسب کام کرے تو اس کی اصلاح کرنا بھی آپ پر فرض ہے کیونکہ اگر آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کی اصلاح نہ کی تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کو جائز اور ثابت رکھا ہے۔

(۸) علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ چاشت اور وتر کی نمازیں اور مسواک کرنا اور قربانی بھی آپ پر فرض تھا۔

(الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ ص ۱۹۲ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

(۹) اگر آپ کا ساتھ کوئی بھی نہ دے پھر بھی اللہ کی راہ میں قتال کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

فقاتل فی سبیل اللہ ج لا تکلف الا نفسك۔ (النساء: ۸۴) آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کے سوا اور کوئی اس حکم کا مکلف نہیں ہے۔

(۱۰) جب آپ کے پاس کوئی چیز ہو اور کوئی شخص اس کا سوال کرے تو اس کو دینا آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

واما السآئل فلا تنہر۔ (الضحیٰ: ۱۰) اور آپ سائل کو مت جھڑکیں۔

(۱۱) اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

واما بنعمة ربك فحدث۔ (الضحیٰ: ۱۱) اور آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے۔

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حرام یا ممنوع ہیں امت پر حرام یا ممنوع نہیں ہیں

اسی طرح بعض چیزیں صرف آپ پر حرام کی گئی ہیں اور وہ آپ کی امت پر حرام نہیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) آپ پر اور آپ کی آل پر زکوۃ لینا حرام کر دیا گیا ہے حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ و چھوڑ و اس کو پھینک دو کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۴۹۱ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۶۹ السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۸۶۴۶)

(۲) نفلی صدقہ بھی آپ پر حرام ہے البتہ آپ کی آل کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔

(۳) تکیہ لگا کر کھانا آپ کے لیے جائز نہیں ہے حدیث میں ہے:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۹۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۶۹ سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۸۳۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۲۶۲ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۸۹۶۱ سنن دارمی رقم الحدیث: ۲۰۷۷ المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۰۴۷)

(۴) کچا لہسن کچی پیاز اور بدبودار سبزیوں کا کھانا بھی آپ کے لیے جائز نہیں تھا حدیث میں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کچا لہسن یا کچی پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے آپ کے پاس سبزیاں لائی گئیں آپ نے ان کی بو محسوس کی آپ نے پوچھا یہ کون سی سبزیاں ہیں آپ کو بتایا گیا آپ نے فرمایا یہ تم اپنے بعض اصحاب کو کھلاؤ جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس کیکھانے کو ناپسند کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں ان سے ہم کلام ہوتا ہوں جن سے تم ہم کلام نہیں ہوتے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث :۸۵۵ سنن ابوداؤد رقم الحدیث :۳۸۲۲ سنن الترمذی رقم الحدیث :۱۸۰۶ سنن النسائی رقم الحدیث :۷۰۸ صحیح ابن حبان رقم الحدیث :۱۶۴۴ مسند احمد رقم الحدیث :۱۵۳۷۳)

علامہ قرطبی نے لکھا ہے: (۵) آپ پر باطن کے خلاف ظاہر کرنا حرام ہے (۶) آپ پر ازواج کو بدلنا حرام ہے (۷) آزاد مکاتبہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۸) باندی سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۹) آپ پر پڑھنا اور لکھنا حرام ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے (۱۰) کفار کو اللہ تعالیٰ نے جو دنیاوی نعمتیں دی ہیں ان کی طرف نظر پھیلا کر دیکھنا آپ پر حرام ہے قرآن مجید میں ہے:

ولا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازوا جامنهم زهرة الحیوة الدنیا (طہ:۱۳۱) اور آپ ان چیزوں کی طرف آنکھیں پھیلا کر نہ دیکھیں جو ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دی ہیں یہ محض دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حلال ہیں امت پر حلال نہیں ہیں

اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کے لیے حلال کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (۲) وصال کے روزے (۳) چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا (۴) جو عورت اپنا نفس آپ کو ہبہ کرے اس سے بغیر مہر ادا کیے نکاح کرنا (۵) بغیر گواہوں اور مہر کے اور بغیر عقد کے نکاح کرنا (۶) ازواج کے درمیان باری کے وجوب کا ساقط ہونا (۷) کسی باندی کو آزاد کر کے اس کے آزاد کرن کو اس کا مہر قرار دینا (۸) مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا (۹) مکہ میں قتال کرنا (۱۰) کسی کو وارث نہ بنانا (۱۱) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج کا زوجیت پر برقرار رہنا اور ان سے دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۲) آپ کی مطلقہ سے بھی دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۳) حالت جنابت میں آپ کا مسجد میں داخل ہونا (۱۴) ایک ماہ کی مسافت سے آپ کا رعب طاری ہونا۔

انبیاء سابقین علیہم السلام کے اعتبار سے آپ کے خصائص

(۱) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے مسجد ہونا (۲) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے آلہ تیمم ہونا (۳) مال غنیمت کا آپ کے لیے حلال ہونا (۴) قربانی کا آپ کے لیے حلال ہونا (۵) قیامت تک تمام لوگوں کے لیے آپ کا رسول ہونا (۶) آپ کا خاتم النبیین ہونا (۷) اعمال امت کا آپ پر پیش کیا جانا (۸) آپ کی امت کا سب امتوں سے زیادہ ہونا (۹) قیامت میں سب سے پہلے اٹھنا (۱۰) شفاعت کبریٰ کا حصول (۱۱) مقام محمود کا حصول (۱۲) تمام انبیاء سابقین کے معجزات کا حصول (۱۳) آپ کے معجزات کا سب نبیوں سے زیادہ ہونا (۱۴) آپ کے عزاد کا کلمہ پڑھنا (۱۵) تمام مخلوق کی انواع کا آپ پر ایمان لانا (۱۶) سب سے

کم بعثت کا زمانہ پانا اور سب سے زیادہ پیروکار چھوڑ کر جانا (۱۷) انگلیوں سے پانی کا جاری کرنا (۱۸) کنکریوں کا آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنا (۱۹) کھجور کے تنے کا آپ کے فراق میں رونا (۲۰) آپ کی شریعت کا تمام شرائع سابقہ کے لیے ناسخ ہونا (۲۱) آپ کی شریعت کا غیر منسوخ ہونا (۲۲) شب اسراء میں تمام نبیوں کی امامت فرمانا (۲۳) حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہونا (۲۴) تمام نبیوں سے افضل اوران کا قائد ہونا (۲۵) سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا (۲۶) قیامت کے دن تمام نبیوں کا گواہ ہونا (۲۷) اللہ کو دیکھ کر اس کی گواہی دینا (۲۸) حصول وحی کے لیے کسی جگہ جانے کا قصد نہ کرنا بلکہ جس جگہ آپ ہوں وہیں وحی الٰہی کا نازل ہوجانا (۲۹) حیات انسانی کے ہر شعبہ کے لیے اسوہ نمونہ اور آئیڈیل ہونا (۳۰) دنیا میں اللہ کے دیدار کا حاصل ہونا (۳۱) اللہ کا محبوب ہونا۔ (تبیان القرآن، احزاب، لاہور)

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلٰى نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ ۔

یہ باب ہے کہ سونے کی ایک گٹھلی (مہر ہونے) پر شادی کرنا

156 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَبِهٖ اَثَرُ الصُّفْرَةِ فَسَاَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا" . قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ انہوں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر ادا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرکے دعوت کرو۔

157 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ . قَالَ: "كَمْ اَصْدَقْتَهَا" . قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

156-اخرجه البخاري في النكاح، باب الصفرة للمتزوج (الحديث 5153) تحفة الاشراف (736) .

157-اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد وغيره ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 82) . تحفة الاشراف (9716) .

مجھے دیکھا مجھ پر نئی شادی کا علامتی نشان موجود تھا' میں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر دیا ہے تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔

158- اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ح وَاَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اَيُّمَا امْرَاَةٍ نُكِحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ اَوْ حِبَاءٍ اَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اُعْطِيَهُ وَاَحَقُّ مَا اُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ اَوْ اُخْتُهُ" ۔ اَللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ۔

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس عورت کے ساتھ مہر یا ادائیگی یا ادائیگی کا وعدہ رخصتی سے پہلے کیا جائے تو یہ سب کچھ اس عورت کی ملکیت ہوگا جو (ادائیگی یا وعدہ) رخصتی کے بعد ہوگا یہ دینے والے شخص کی ملکیت ہوگا اور آدمی کی عزت سب سے زیادہ اس کی بہن یا بیٹی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بَابُ اِبَاحَةِ التَّزَوُّجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ ۔

یہ باب ہے کہ مہر کے بغیر شادی کا درست ہونا

159- اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا اُتِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا فَتُوُفِّيَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَلُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا اَثَرًا قَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا نَجِدُ فِيْهَا يَعْنِيْ اَثَرًا ۔ قَالَ اَقُوْلُ بِرَاْيِيْ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ لَهَا كَمَهْرِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْجَعَ فَقَالَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْنَا فِي امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ تَزَوَّجَتْ رَجُلًا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَقَضٰى لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِمِثْلِ صَدَاقِ نِسَائِهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ ۔ فَرَفَعَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْاَسْوَدُ غَيْرُ زَائِدَةَ ۔

✧✧ علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا معاملہ پیش کیا گیا جس نے

158-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في المقام عند البكر (الحديث 2129) ۔ و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1955) ۔ تحفة الاشراف (8745) ۔

159-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب فيمن تزوج و لم يسم صداقًا حتى مات (الحديث 2114 و 2115) مختصراً ۔ و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يتزوج المراة فيموت عنها قبل ان يفرض لها (الحديث 1145) ۔ و اخرجه النسائي في النكاح، اباحة التزويج بغير صداق (3355 و 3356 و 3357 و 3358)، وفي الطلاق، عدة المتوفي عنها زوجها قبل ان يدخل بها (الحديث 3524) ۔ و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يتزوج ولا يفرض لها فيموت على ذلك (الحديث 1891) ۔ تحفة الاشراف (11461) ۔

کسی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا' اور وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ دریافت کرو ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کو اس بارے میں کوئی حدیث مل جائے۔ لوگوں نے جواب دیا: ابوعبدالرحمٰن ہمیں اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے ساتھ حکم دوں گا اگر وہ درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا' اس عورت کو اس جیسی دیگر عورتوں جیسا مہر ملے گا کسی کمی اور اضافے کے بغیر۔ وہ عورت وراثت میں حقدار ہوگی اور اس کے ذمے عدت کی ادائیگی لازم ہوگی تو اشجع قبیلے کا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا اس طرح کی صورتحال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا تھا ہمارے درمیان ایک عورت تھی جس کا نام بروع بنت واشق تھا اس نے ایک مرد کے ساتھ شادی کی آدمی کا عورت کی رخصتی سے پہلے انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو اس جیسی دیگر خواتین جتنا مہر ملے گا اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کسی بھی ایسے شخص سے میں واقف نہیں ہوں جس نے اس روایت کو اسود کے حوالے سے نقل کیا ہو صرف زائدہ نے نقل کیا ہے۔

160 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ اُتِىَ فِىْ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ قَرِيْبًا مِّنْ شَهْرٍ لَا يُفْتِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَرٰى لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَشَهِدَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِىُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضٰى فِىْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ .

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' ان کی خدمت میں ایک عورت کا معاملہ پیش کیا گیا جس کے ساتھ ایک صاحب نے شادی کی تھی اور پھر اس شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اس عورت کے لئے کوئی مہر مقرر نہیں کیا تھا' اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی تھی۔ لوگوں نے اس عورت کا معاملہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میرا یہ خیال ہے کہ اس عورت کو عام عورتوں جتنا مہر ملے گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ اس عورت کو وراثت میں حصہ ملے گا اور اس عورت پر عدت بسر کرنا لازم ہوگا تو حضرت معقل بن سنان نے یہ گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق نامی خاتون کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا جو آپ نے دیا ہے۔

161 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِىْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ لَهَا الصَّدَاقُ وَعَلَيْهَا

160-تقدم (الحديث 3354) .

161-تقدم (الحديث 3354) .

الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ فَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضٰى بِهٖ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ .

✧✧ حضرت عبداللہ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں: جس نے کسی عورت کے ساتھ شادی کی اس کا انتقال ہوگیا اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت نہیں کی اور اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس عورت کو مہر ملے گا لیکن اس پر عدت کی ادائیگی بھی لازم ہوگی اور اسے وراثت میں حصہ بھی ملے گا تو حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے انہوں نے بروع بنت واشق کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا۔

162- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ .

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

163- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ اَتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوْا اِنَّ رَجُلًا مِّنَّا تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَجْمَعْهَا اِلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا سُئِلْتُ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هٰذِهٖ فَأْتُوْا غَيْرِيْ . فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ فِيْهَا شَهْرًا ثُمَّ قَالُوْا لَهٗ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ مَنْ نَسْاَلُ اِنْ لَمْ نَسْاَلْكَ وَاَنْتَ مِنْ جِلَّةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِهٰذَا الْبَلَدِ وَلَا نَجِدُ غَيْرَكَ . قَالَ سَاَقُوْلُ فِيْهَا بِجَهْدِ رَاْيِيْ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ خَطَاً فَمِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطٰنِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْهُ بُرَآءُ اُرٰى اَنْ اَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا . قَالَ وَذٰلِكَ بِسَمْعِ اُنَاسٍ مِّنْ اَشْجَعَ فَقَامُوْا فَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ امْرَاَةٍ مِّنَّا يُقَالُ لَهَا بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ . قَالَ فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرِحَ فَرْحَةً يَّوْمَئِذٍ اِلَّا بِاِسْلَامِهٖ .

✧✧ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں' کچھ لوگ ان کے پاس آئے انہوں نے بتایا: ہم میں سے ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی اس نے اس عورت کا کوئی مہر مقرر نہیں کیا اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی یہاں تک کہ اس شخص کا انتقال ہوگیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں اس سے زیادہ سخت مسئلہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا تم لوگ دوسرے لوگوں کے پاس جاؤ۔ لوگ اس مسئلے کا حل ایک ماہ تک تلاش کرتے رہے پھر انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا' ہم اگر آپ سے نہیں پوچھیں گے تو کس سے دریافت کریں گے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہیں جو اس شہر میں موجود ہیں ہمیں آپ کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں ملتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے تحت فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ درست ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اگر وہ

162-تقدم (الحدیث 3354) .

163-تقدم (الحدیث 3354) .

غلطی ہوگی تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہوگی۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ میں اس عورت کو دیگر خواتین جتنا مہر دوں گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر چار ماہ دس دن تک عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں' وہاں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے حضرت اشجع رضی اللہ عنہ کی زبانی یہی بات سنی تھی وہ کھڑے ہوئے انہوں نے بتایا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہی فیصلہ دیا ہے جو اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ ایسی خاتون کے بارے میں جو ہم سے تعلق رکھتی تھی اس کا نام بروع بنت واشق تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس دن جتنے خوش ہوئے تھے اس سے زیادہ اور کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے۔ صرف اس دن (اس سے زیادہ خوش) ہوئے تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

بَابُ هِبَةِ الْمَرْاَةِ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ .

یہ باب ہے کہ کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے کسی مہر کے بغیر ہبہ کرنا

164- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَائَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِىْ لَكَ . فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلاً فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ عِنْدَكَ شَىْءٌ" . قَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا . قَالَ: "اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ" . فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَىْءٌ" . قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا . لِسُوَرٍ سَمَّاهَا . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" .

❖❖ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں۔ وہ خاتون کافی دیر کھڑی رہی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا) تو ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ میری شادی اس کے ساتھ کردیں اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تلاش کرو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے تلاش کی لیکن اسے کوئی چیز نہیں ملی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں فلاں اور فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کے نام لئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کی وجہ سے میں نے اس کی شادی تم سے کردی۔

164-اخرجه البخاري في الوكالة، باب و كالة المراة الامام في النكاح(الحديث 2310)، و في النكاح، باب السلطان و لي (الحديث 5135) و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في التزويج على العمل يعمل (الحديث 2111) و اخرجه الترمذي في النكاح، باب (منه) (الحديث 1114) و الحديث عند: البخاري في التوحيد، باب (قل اي شيء اكبر شهادة قل الله) (الحديث 7417) . تحفة الاشراف (4742) .

بَابُ اِحْلَالِ الْفَرْجِ .

یہ باب شرمگاہ کو حلال کردینے کے بیان میں ہے

165- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فِی الرَّجُلِ یَأْتِیْ جَارِیَةَ امْرَاَتِهٖ قَالَ: "اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ جَلَدْتُهٗ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَکُنْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ رَجَمْتُهٗ" .

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں' ایسے کسی شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کرلیتا ہے' آپ نے فرمایا: اگر یہ عورت اس کنیز کو اپنے شوہر کے لئے حلال کردیتی ہے تو میں اسے ایک سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ اس کے لئے حلال نہیں کرتی تو میں اسے سنگسار کروادوں گا۔

166- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَیْنٍ وَّیُنْبَزُ قُرْقُوْرًا اَنَّهٗ وَقَعَ بِجَارِیَةِ امْرَاَتِهٖ فَرُفِعَ اِلَی النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ فَقَالَ لَاَقْضِیَنَّ فِیْهَا بِقَضِیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَکَ جَلَدْتُکَ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ اَحَلَّتْهَا لَکَ رَجَمْتُکَ بِالْحِجَارَةِ فَکَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ فَجُلِدَ مِائَةً . قَالَ قَتَادَةُ فَکَتَبْتُ اِلٰی حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ فَکَتَبَ اِلَیَّ بِهٰذَا .

✧✧ حضرت حبیب بن سالم رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' ایک صاحب جن کا نام عبدالرحمٰن بن حنین تھا' اور انہیں قرقور کہا جاتا تھا انہوں نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کرلی' یہ معاملہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا' اگر یہ عورت اس کنیز کو تمہارے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں تمہیں کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ حلال قرار نہیں دیتی تو میں تمہیں پتھروں کے ذریعے سنگسار کروادوں گا تو اس خاتون نے اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار دے دیا تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اسے سو کوڑے لگوائے۔

قتادہ کہتے ہیں میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا تو انہوں نے اس بارے میں مجھے تحریری طور پر یہ حدیث بھجوائی۔

167- اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ

165-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4458 و 4459) . و اخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في الرجل يقع على جارية امراته (الحديث 1451 و 1452) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب احلال الفرج (الحديث 3361 و 3362) . و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2551) تحفة الاشراف (الحديث 11613) .

166-تقدم (الحديث 3360) .

167-تقدم (الحديث 3360) .

قَتَادَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ فِىْ رَجُلٍ وَّقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَاَتِهٖ "اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ فَاجْلِدْهُ مِائَةً وَّاِنْ لَّمْ تَكُنْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ فَارْجُمْهُ".

✧✧ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے اگر وہ عورت اس کنیز کو اس شخص کے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں اسے سو کوڑے لگواؤں گا اور اگر وہ اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار نہیں دیتی تو میں اسے سنگسار کروا دوں گا۔

168- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَضَى النَّبِىُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِىْ رَجُلٍ وَّطِئَ جَارِيَةَ امْرَاَتِهٖ "اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِىَ حُرَّةٌ وَّعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِىَ لَهٗ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا".

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن محبق بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے جس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی تھی اگر اس نے زبردستی ایسا کیا ہے تو وہ کنیز آزاد شمار ہوگی اور اس مرد پر یہ لازم ہوگا کہ اس کنیز کی مالک خاتون کو اس جیسی دوسری کنیز دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ کنیز اس شخص کی ملکیت شمار ہوگی اور اس شخص پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس کی مالک عورت کو اس جیسی دوسری کنیز دے۔

169- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ اَنَّ رَجُلًا غَشِىَ جَارِيَةً لِامْرَاَتِهٖ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِىَ حُرَّةٌ مِّنْ مَّالِهٖ وَعَلَيْهِ الشَّرْوٰى لِسَيِّدَتِهَا وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِىَ لِسَيِّدَتِهَا وَمِثْلُهَا مِنْ مَّالِهٖ".

✧✧ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن محبق بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی۔ یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ زبردستی کی ہے تو وہ کنیز اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگی اور اس شخص کے ذمے لازم ہوگا کہ وہ اس جیسی کنیز اس کی مالک عورت کو دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ اپنی مالک عورت کے پاس رہے گی اور اس جیسی دوسری کنیز اس مرد کے مال میں سے لی جائے گی۔

بَابُ تَحْرِيْمِ الْمُتْعَةِ

یہ باب متعہ کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

168-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4460 و 4461) . و اخرجه النسائي في النكاح، باب احلال الفرج (الحديث 3364) . و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2552) مختصراً . تحفة الاشراف (4559) .

169-تقدم (الحديث 3363) .

170- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَىْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلاً لَا يَرٰى بِالْمُتْعَةِ بَأْسًا فَقَالَ اِنَّكَ تَائِهٌ اِنَّهُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنْهَا وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

✧✧ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت محمد رضی اللہ عنہ (بن حنفیہ) کے صاحبزادے ہیں اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا کہ ایک صاحب متعہ کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ گمراہ شخص ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن اس سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

171- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

172- اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوْا اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِىْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَالْحَسَنَ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَخْبَرَاهُ اَنَّ اَبَاهُمَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ .

قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے سے منع کیا ہے۔ ابن مثنی کی روایت میں "غزوہ حنین کے دن" کے الفاظ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب نے اپنی کتاب میں سے اسی

170-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4216)، و في النكاح، باب نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة (الحديث 5115)، و في الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5523) و في الخيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6961) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ ثم ابيح ثم نسخ و استقر تحريمه الى يوم القيامة (الحديث 29 و 30 و 31 و 32)، و في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 22) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تحريم نكاح المتعة (الحديث 1121)، و في الاطعمة، باب ما جاء في لحوم الحمر الاهلية (الحديث 1794) . و اخرجه النسائي في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3366 و 3367)، و في الصيد و الذبائح، تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 4345 و 4346) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1961) . تحفة الاشراف (10263) .

171-تقدم في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3365) .

172-تقدم (الحديث 3365) .

طرح یہ حدیث ہمیں سنائی ہے۔

173- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ اِلٰى امْرَاَةٍ مِّنْ بَنِىْ عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا اَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِيْنِىْ فَقُلْتُ رِدَائِىْ . وَقَالَ صَاحِبِىْ رِدَائِىْ . وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِىْ اَجْوَدَ مِنْ رِدَائِىْ وَكُنْتُ اَشَبَّ مِنْهُ فَاِذَا نَظَرَتْ اِلٰى رِدَاءِ صَاحِبِىْ اَعْجَبَهَا وَاِذَا نَظَرَتْ اِلَىَّ اَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِيْنِى . فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْ هٰذِهِ النِّسَآءِ اللَّاتِىْ يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا" .

✧✧ حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کرنے کی اجازت دی تو میں اور ایک صاحب بنی عامر سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے پاس گئے۔ ہم نے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کیا۔ وہ عورت بولی: تم مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میری یہ چادر ہے راوی کہتے ہیں' میرے ساتھی کے پاس بھی چادر تھی۔ میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے زیادہ بہتر تھی اور میں اس سے زیادہ نوجوان تھا۔ جب اس عورت نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ اسے پسند آئی جب اس نے میری طرف دیکھا تو میں اسے پسند آ گیا۔ پھر اس عورت نے کہا: تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہیں۔ میں اس عورت کے ساتھ تین دن تک رہا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اس طرح کی خاتون کے ساتھ ہو جس سے اس نے نفع حاصل کیا ہو تو اسے الگ کر دے۔

جواز متعہ پر علماء شیعہ کے دلائل کا بیان

مشہور شیعہ مفسر ابوعلی فضل بن الحسن الطبرسی من القرن السادس لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد نکاح المتعہ ہے اور یہ وہ نکاح ہے جو مہر معین سے مدت معین کے لئے کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس سدی ابن سعید اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی مروی ہے اور ہمارے اصحاب امامیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی واضح ہے کیونکہ لفظ استمتاع اور تمتع کا لفظی معنی نفع اور لذت حاصل کرنا ہے لیکن عرف شرع میں وہ اس عقد معین کے ساتھ مخصوص ہے۔ خصوصا جب اس لفظ کی عورتوں کی طرف اضافت ہو اس بناء پر اس آیت کا یہ معنی ہوگا جب تم ان سے تمتع کرلو تو ان کو اس کی اجرت دے دو اور اس کو اس کی اجرت دے دو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماع کے بعد مہر کو واجب نہیں کیا بلکہ متعہ کے بعد مہر کو واجب کیا ہے اور حضرت ابی بن کعب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی اس طرح قرات کی ہے:

(آیت) فما استمتم به منهن الى اجل مسمى فاتوهن اجورهن .

ترجمہ: جب تم نے مدت معین تک ان سے استمتاع (متعہ) کیا تو ان کو ان کی اجرت (مہر) دے دو۔

173-اخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ ثم ابيح ثم نسخ و استقر تحريمه الى يوم القيامة (الحديث 19)، و (الحديث 20) مطولاً، و (الحديث 21 و 22) مختصراً، و (الحديث 23) و (الحديث 24 و 25 و 26) مختصراً، و (الحديث 27) مطولاً، و (الحديث 28) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في نكاح المتعة (الحديث 2072 و 2073) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1962) مطولاً . تحفة الاشراف (3809) .

اور اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں آیت میں استمتاع سے مراد عقد متعہ ہے۔
حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہیں کرتے تو کسی بدبخت کے سوا کوئی زنا نہیں کرتا اور عطا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر کے عہد میں متعہ کیا ہے۔ نیز اس آیت میں لفظ استمتاع سے مراد متعہ ہے نہ کہ جماع اور انتفاع اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو ان کو ان کا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخولہ کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ اس پر مزید تائید یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو متعہ (متعہ نکاح اور تمتع بالحج) حلال تھے اور میں ان سے منع کرتا ہوں اور تمتع بالحج بالاتفاق منسوخ نہیں ہے تو پھر تمتع بالنکاح بھی منسوخ نہیں ہوگا۔

(مجمع البیان ج ۳ ص ۵۳-۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۱۱ھ)

علماء شیعہ کے نزدیک متعہ کے فقہی احکام کا بیان

شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ روایت کرتے ہیں: ابوعمیر کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں جب وہ ایام گزر جائیں گے تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔

(الفروع من الکافی ج ۵ ص ۴۵۶-۴۵۵ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۲۶ھ)

شیخ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ روایت کرتے ہیں:
منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا مجوسی (آتش پرست) عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار الاسلامیہ طہران ۱۳۶۵ھ)

زرارہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا متعہ اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کر لو۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۷)

عمر بن حنظہ بیان کرتے ہیں کہ متعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۵۳)
شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین قمی متوفی ۳۸۱ھ لکھتے ہیں:
محمد بن نعمان نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے پوچھا کم از کم کتنی چیز کے عوض متعہ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا دو مٹھی گندم سے۔ تم اس سے کہو کہ میں تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق متعہ کرتا ہوں تو نکاح ہے زنا نہیں ہے اس شرط پر کہ نہ میں تمہارا وارث ہوں اور نہ تم میری وارث ہو نہ میں تم سے اولاد کا مطالبہ کروں گا یہ نکاح ایک مدت متعین تک ہے پھر اگر میں نے چاہا تو میں اس مدت میں اضافہ کر دوں گا اور تم بھی اضافہ کر دینا۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۲۴۹ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۱ھ)
شیخ روح اللہ خمینی متعہ کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۲۴۲۱) متعہ والی عورت اگرچہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۲) متعہ والی عورت (چار راتوں میں سے ایک رات) ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۴۲۳) متعہ والی عورت کو اگرچہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔ (توضیح المسائل اردو ۳۶۸۳۶۹ مطبوعہ سازمان تبلیغات)

علماء شیعہ کے جواز متعہ پر دلائل کے جوابات کا بیان

علماء شیعہ نے الی اجل مسمی کی قرات سے متعہ کے جواز پر جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قرات شاذہ ہے قرآن مجید کی جو قرات متواتر ہے حتی کہ شیعہ کے قرآن میں بھی جو قرات مذکورہ ہے اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں اس لئے قرات متواترہ کے مقابلہ میں اس قرات سے استدلال درست نہیں ہے۔

اس پر اتفاق ہے کہ جنگ خیبر سے پہلے متعہ حلال تھا پھر جنگ خیبر کے موقعہ پر متعہ کو حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لئے متعہ حلال کیا گیا تھا اور اس کے بعد اس کو دائما حرام کر دیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متعہ کے جواز کے قائل تھے لیکن اخیر عمر میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے متعہ کے جواز کا فتوی دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے یہ فتوی نہیں دیا میرے نزدیک متعہ خون مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے اور یہ صرف اضطرار کے وقت حلال ہے یعنی جب نکاح کرنا ممکن نہ ہو اور انسان کو غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کا خطرہ ہو لیکن اخیر عمر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی رجوع کر لیا اور یہ جو بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعہ کیا جاتا تھا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں تک متعہ کی حرمت نہیں پہنچی تھی وہ متعہ کرتے تھے حضرت عمر نے ان کو تبلیغ کر دی تو وہ متعہ سے باز آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام نہیں کیا نہ یہ ان کا منصب ہے انہوں نے صرف متعہ کی حرمت بیان کی ہے جیسے اور دیگر احکام شرعیہ بیان کئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ کی حرمت کو قرآن اور حدیث سے واضح نہ کرتے اور متعہ کی ممانعت پر سختی سے عمل نہ کراتے تو زنا بالکل ختم ہو جاتا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس حضرت جابر حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت بہرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے اباحت متعہ کے متعلق احادیث ہیں۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وطن میں متعہ کی اجازت دی گئی ہو ان تمام احادیث میں یہ مذکور ہے کہ سفر میں متعہ کی اجازت دی گئی تھی۔ جہاں ان صحابہ کی بیویاں نہیں تھیں جب کہ وہ گرم علاقے تھے اور عورتوں کے بغیر ان کا رہنا مشکل تھا۔ اس وجہ سے جہاد کے موقعہ پر ضرورتا متعہ کی اجازت دی گئی حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ ابتداء اسلام میں ضرورت کی بناء پر متعہ کی اجازت تھی جیسے ضرورت کے وقت مردار کا کھانا مباح ہوتا ہے فتح مکہ کے

موقع پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکیداً اس تحریم کو دہرایا گیا ہم ان تمام امور پر باحوالہ احادیث پیش کریں گے۔

شیخ طبرسی نے لکھا ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم نے مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو انکا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخولہ کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں حصر کا کوئی لفظ نہیں ہے کہ تم صرف اسی عورت کا مہر ادا کرو جس سے تم نے جماع کیا ہو۔

حرمت متعہ پر قرآن مجید سے دلائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ وما ملکت ایمانکم ۔ (النساء:۳)

ترجمہ: جو عورتیں تم کو پسند ہیں ان سے نکاح کرو دو دو سے تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ ان کے درمیان انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک نکاح کر و یا اپنی کنیزوں پر اکتفاء کرو۔

یہ آیت سورۃ نساء سے لی گئی ہے جو مدنی سورت ہے اور ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قضاء شہوت کی صرف دو جائز صورتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہ ایک سے چار تک نکاح کر سکتے ہیں اور اگر ان میں عدل قائم نہ رکھ سکیں تو پھر اپنی باندیوں سے نفسانی خواہش پوری کر سکتے ہیں اور بس! اگر متعہ بھی قضاء شہوت کی جائز شکل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ان دو صورتوں کے ساتھ ذکر فرما دیتا اور اس جگہ متعہ کا بیان نہ کرنا ہی اس بات کا بیان ہے کہ وہ جائز نہیں ہے۔ اوائل اسلام سے لے کر فتح مکہ تک متعہ کی جو شکل معمولی اور مباح تھی اس آیت کے ذریعہ اس کو منسوخ کر دیا گیا۔

شیعہ حضرات کو اگر شبہ ہو کہ اس آیت میں لفظ نکاح متعہ کو بھی شامل ہے لہٰذا نکاح کے ساتھ متعہ کا جواز بھی ثابت ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کی حد صرف چار عورتوں تک ہے اور متعہ میں عورتوں کی تعداد کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ نکاح اور متعہ دو الگ الگ حقیقتیں ہیں نکاح میں عقد دائمی ہوتا ہے اور متعہ میں عقد عارضی ہوتا ہے نکاح میں منکوحات کی تعداد محدود ہے اور متعہ میں ممنوعات کی کوئی حد نہیں۔ نکاح میں نفقہ سکنی نسب اور میراث لازم ہوتے ہیں اور ایلاء ظہار لعان اور طلاق عارض ہوتے ہیں اور متعہ میں ان میں سے کوئی امر لازم نہیں ہے نہ عارض۔ لہٰذا نکاح اور متعہ دو متضاد حقیقتیں ہیں اور نکاح سے متعہ کا ارادہ غیر معقول ہے۔

حرمت متعہ پر احادیث سے دلائل کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:۴۲۱۶ صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۴۰۷ سنن ترمذی رقم الحدیث:۱۱۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے ہم ثنیۃ الوداع پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغوں کو دیکھا اور عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ جن عورتوں سے متعہ کیا گیا تھا وہ رو رہی ہیں آپ نے فرمایا نکاح طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو حرام کر دیا۔

(مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۶۵۹۴ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۴۰۸ھ)

کیونکہ متعہ میں نہ طلاق ہوتی ہے نہ عدت اور نہ میراث نہ اس کو نکاح کہا جاتا ہے بلکہ اس میں عورت کا نان نفقہ بھی واجب نہیں ہوتا جیسا کہ کتب شیعہ سے باحوالہ گزر چکا ہے اور نہ متعہ والی عورت پر بیوی کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں بیویوں کی وارثت بیان کی گئی ہے اور متعہ والی عورت وارث نہیں ہوتی۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی مول بن اسماعیل ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا ہے لیکن ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اس کی سند کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم باہر گئے اور ہمارے ساتھ وہ عورتیں تھیں جن کے ساتھ ہم نے متعہ کیا تھا جب ہم ثنیۃ الرکاب پر پہنچے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ہم نے متعہ کیا تھا آپ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔

(المعجم الاوسط: ۹۴۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض۔ ۱۴۱۶ھ)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی صدقہ بن عبد اللہ ہے۔ امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام ابو حاتم نے اس کو ثقہ کہا ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے متعہ کے جواز کا کیسا فتوی دیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا (آیت) انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی قسم میں نے یہ فتوی نہیں دیا اور نہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں نے اسی صورت میں متعہ کو حلال کہا ہے جس صورت میں اللہ نے مردار خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال فرمایا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۰۶۰۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ ثقہ ہے لیکن وہ مدلس ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: ربیع بن مرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: سنو! اے لوگو! میں نے تم کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی سنو اب اللہ نے متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے سو جس شخص کے پاس ان میں سے کوئی عورت ہے اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ اس کو دیا ہے وہ اس سے واپس نہ لے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی عمر پر رحم فرمائے اگر وہ متعہ کی حرمت نہ بیان کرتے تو علی الاعلان زنا ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا سنو متعہ زنا ہے۔

(المصنف ج ۲۔ ۴ ص ۲۹۳۔ ۲۹۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: ابن ابی عمرۃ انصاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے متعہ کے متعلق فتوی کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا میں نے امام المتقین کے ساتھ متعہ کیا ہے ابن ابی عمرہ نے کہا اللہ معاف فرمائے متعہ ضرورت کی بناء پر رخصت تھا جیسے ضرورت کے وقت مردار خون اور خنزیر کے گوشت کی رخصت ہوتی ہے۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۳۳)

ربیع بن سبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۳۴)

معمر اور حسن بیان کرتے ہیں کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر صرف تین دن کے لئے متعہ حلال ہوا تھا اس سے پہلے حلال ہوا تھا نہ اس کے بعد۔ (المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۰ سنن سعید بن منصور رقم الحدیث: ۸۳۲)

ربیع بن سبرہ والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے جب آپ مقام عسفان پر پہنچے تو آپ نے فرمایا عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ سراقہ نے پوچھا یارسول اللہ کیا یہ دائما ہے؟ آپ نے فرمایا ہے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کیا پھر پھر آپ نے ہم کو عورتوں سے متعہ کرنے کا حکم دیا ہم نے کہا ہم اس کو مدت معین کے لئے کریں گے آپ نے فرمایا کرو میں اور میرا ایک ساتھی باہر نکلے ہم دونوں کے پاس ایک ایک چادر تھی ہم دونوں ایک عورت کے پاس گئے اور ہم دونوں نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا اس نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ میری چادر سے زیادہ نئی تھی اور میری طرف دیکھا تو میں اس سے زیادہ جوان تھا بالآخر اس نے مجھ کو پسند کر لیا اور میں نے اپنی چادر کے عوض اس سے متعہ کر لیا میں اس کے ساتھ اس رات کو رہا جب صبح کو میں مسجد کی طرف گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ مدت معین کے لئے متعہ کیا ہے تو وہ اس کو طے شدہ چیز دے دے اور جو اس کو دے رکھا ہے اس سے واپس نہ لے اور اس سے الگ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے متعہ حرام کر دیا ہے۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۱ سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ زنا ہے۔ (المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۲)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ متعہ صرف تین دن ہوا پھر اللہ عزوجل اور اس کے رسول نے اس کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۳ سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: متعہ کو طلاق عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۴۰۴۴ سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رمضان نے ہر روزہ کو منسوخ کر دیا زکوۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ

کردیا، اور طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کردیا۔

(المصنف رقم الحدیث:۱۴۰۴۶ سنن کبری للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷۔ موارد الظمآن: ص ۳۰۹)

احادیث شیعہ سے حرمت متعہ پر دلائل کا بیان

زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام کردیا۔ (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۲۵۱ الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب خیبر کے دن متعہ حرام کردیا گیا تھا تو پھر فتح مکہ کے موقع پر متعہ کیوں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ متعہ خیبر کے دن ہی حرام کردیا گیا تھا فتح مکہ کے موقع پر ضرورت کی وجہ سے تین دن کے لئے عارضی رخصت دی گئی اور پھر اس کو دائما حرام کردیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکید اس کی حرامت کو دہرایا گیا جیسے اور کئی حرام کاموں کی حرمت کو اس موقع پر بیان کیا گیا۔

بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدُّفِّ ۔

یہ باب ہے کہ آواز کے ذریعے اور دف بجا کر نکاح کا اعلان کرنا

174 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِى النِّكَاحِ" ۔

✧✧ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام (نکاح کے درمیان فرق) دف اور آواز ہے۔

175 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ بَلْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ" ۔

✧✧ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام کے درمیان فرق آواز (کے ذریعے اعلان) ہے۔

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقا مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقا مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر ومہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر دف بجانا حرام ہے۔

174-اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في اعلان النكاح (الحديث 1088) و اخرجه النسائي في النكاح، اعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3370) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب اعلان النكاح (الحديث 1896) . تحفة الاشراف (11221) .

175-تقدم في النكاح، اعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3369) .

خطبہ علماء نے اسے خ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور خ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں فرق یہ ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہوسکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع وشراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ شادی بیاہ کی رسوم و بدعات شرط سے مراد وہ شرطیں ہیں جو نکاح میں ذکر کی جائیں خواہ وہ فاسد ہوں یا صحیح ہوں۔

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ بھی غیر مسلموں کی ناپاک رسموں اور ملکی رواجوں سے محفوظ نہیں رہا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کی غیر شرعی رسمیں جس کثرت اور شدت کے ساتھ مسلمانوں کے شادی بیاہ کے معاملات میں داخل ہوگئی ہیں اس نے نکاح کے اسلامی اور مسنون طریقے کو بالکل ہی اوجھل کر دیا ہے اور اب تو جس قدر رسمیں رائج ہیں یا پہلے رائج تھیں ان سب کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہوگیا ہے تاہم اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ رسموں اور بدعتوں کا ذکر کر دیا جائے تا کہ ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

حرام باجوں اور مزامیر کا استعمال کرنا، ناچ گانے اور قوالی کا انتظام کرنا، سہرا باندھنا، کٹھ پتلیوں کے کھیل جیسی لغویات کرانا، گھر بار کی غیر معمولی اور اسراف کی حد تک زیبائش و آرائش کرنا جیسے دیواروں کو کپڑے سے ڈھانکنا گھوڑے پر سواری کرنا بارات لے کر بلاضرورت شہر میں پھرنا دولہا کا شہر و آبادی کے مزارات پر جانا اور وہاں کچھ نقد چڑھا کر پھر برأت میں شامل ہو جانا، بارات کے ساتھ ڈھول باجا ہونا، یا گانے والوں کا اور گانے والیوں کو بارت میں شامل کرنا، آتش بازی کے ذریعہ اپنا مال ضائع کرنا اور بارات میں مردوں کے سامنے عورتوں کا جلوہ آرائی کرنا یہ سب چیزیں بہت سی برائی کی ہیں اور حرام ہیں۔

اسی طرح یہ چیزیں بھی حرام ہیں مثلاً نکاح کی مجلس میں مستور چیزوں کو ظاہر کرنا دولہا کو ریشمی مسند پر بٹھانا، دولہا کی پگڑی کو ڈوری سے ناپنا اور پھر اس ڈوری کو ٹوٹکا کرنے والے یا ساحر کو دے دینا تا کہ وہ اس کے ذریعہ دولہا دولہن کے درمیان محبت کے لئے کوئی ٹوٹکا کردے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا باراتیوں اور دولہا کے قرابت داروں کی حد سے زیادہ تعریف و توصیف کرنا اور ان کی بے جا خوشامد و چاپلوسی میں ایسی باتیں کرنا جو بالکل جھوٹی ہوں۔ ایسے ہی یہ چیزیں بھی حرام ہیں۔

دولہا کا حریر یا زعفرانی رنگ کا یا کسبنا اور یا ریشمی کپڑا پہننا (مردوں کے لئے ایسے کپڑے شادی کے علاوہ بھی پہننے حرام ہیں) دولہا کے سر سے پگڑی اتار کر دولہن کے سر پر رکھ دینا، دولہا کا دولہن کے گرد سات بار چکر لگانا اجنبی عورتوں کا دولہا کے پاس آنا اور اسے ہاتھ لگانا یا اس کے ناک کان پکڑنا اور اس کے ساتھ بے حیائی کی باتیں کرنا دولہا کا انگوٹھا دودھ کے ذریعہ عورت سے دھلوانا عورتوں کا دولہا کو شکر کھلانا اور دودھ پلانا مصری کی ڈلی دولہن کے بدن پر رکھ کر دولہا سے کہنا اسے اپنے منہ سے اٹھالو اور خلوت میں جب دولہا دولہن جمع ہوں تو عورتوں کا انہیں گھیرے رہنا۔ یہ سب چیزیں بدعت اور حرام ہیں جن کا شریعت وسنت سے کوئی تعلق نہیں

ہے ان سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت ربیع بن معوذ بن عفرا کہتی ہیں کہ جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو کر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے بستر پر بیٹھے ہو (ربیع نے یہ بات حضرت خالد بن ذکوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہی جنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے) اور ہمارے خاندان کی بچیوں نے جو اس وقت ہمارے گھر میں موجود تھیں دف بجانا شروع کیا اور ہمارے آباء میں سے جو لوگ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے ان کی خوبیوں اور شجاعت پر مشتمل اشعار پڑھنے لگیں اسی دوران ان میں سے ایک بچی نے یہ کہا کہ "اور ہمارے درمیان وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دو (یعنی اس قسم کی باتیں نہ کہو) بلکہ وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 357)

عفراء حضرت معوذ کی والدہ کا نام ہے، حضرت معوذ ایک عظیم المرتبت صحابی ہیں جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر حق کا پرچم سر بلند کرتے ہوئے میدان کارزار میں جام شہادت نوش کیا اور تاریخ اسلام کی یہی وہ عظیم ہستی ہے جس نے اپنے بھائی معاذ کی معیت میں اس غزوہ بدر میں ابوجہل لعین کو قتل کیا۔ بچیوں سے انصار کی وہ چھوٹی بچیاں مراد ہیں جو ابھی بچپن کے دور سے گزر رہی تھیں اور حد بلوغ کو نہیں پہنچی تھیں۔ اکمل الدین نے کہا کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وقت نکاح اور زفاف کے اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے پھر بعض علماء نے اس جواز میں ختنہ، عیدین، مسافر کی آمد اور تقریب میں مسرت میں احباب واعزہ کے اجتماع کو بھی شامل کر دیا ہے یعنی نکاح کی طرح ان مواقع پر بھی دف بجانا جائز ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ دف سے مراد وہ دف ہے جس میں جھانج نہ ہو کیونکہ جھانج دار دف بجانا متفقہ طور پر مکروہ ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اس وقت جب کہ وہ بچیاں اپنے آباء واجداد کے بہادرانہ کارناموں اور حق کی راہ میں ان کے قربان ہو جانے کی پُرشجاعت داستانوں کے گیت گانے لگیں تو اسی دوران ایک بچی نے جو ابھی عقائد کے نازک گوشوں سے ناواقف تھی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کہا کہ ہمارے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آنے والی کل میں کیا وقوع پذیر ہوگا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی اسے روک دیا کیونکہ اس نے علم غیب کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی جو ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے گوارا ہو سکتی تھی اس لئے کہ عقائد کا یہ کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ غیب کی باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ غیب کی جن باتوں کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے رسولوں پر منکشف فرما دیتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جن اشعار میں شریعت کے خلاف اور عقائد کے منافی کوئی بات نہ ہو اور فحش کذب شامل نہ ہو انہیں پڑھنا اور سننا جائز ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نکاح کے بعد رخصت کرا کر انصار کے ایک شخص کے ہاں لائی گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ کھیل یعنی دف اور گانا نہیں ہے (یعنی شریعت نے شادی بیاہ میں جس دف کے بجانے کی اجازت دی ہے اور جس قسم کے گیت جائز قرار دیئے ہیں تمہاری شادی ان چیزوں سے خالی

کیوں ہے؟ کیونکہ انصار تو ان چیزوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

بَابُ كَيْفَ يُدْعَى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرے تو اسے کیسے دعا دی جائے

176- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَزَوَّجَ عَقِيْلُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ امْرَاَةً مِّنْ بَنِىْ جُشَمٍ فَقِيْلَ لَهٗ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ . قَالَ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ" .

✧✧ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عقیل بن ابی طالب نے بنی جشم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سے شادی کی تو انہیں دعا دی گئی بالرفاء والبنین (یعنی پھلو پھولو بال بچے ہوں) تو انہوں نے فرمایا: تم وہ کہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے" اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے اندر برکت دے"۔

بَابُ دُعَاءِ مَنْ لَّمْ يَشْهَدِ التَّزْوِيجَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص شادی میں شریک نہ ہوا ہو اس کا دعا دینا

177- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَا هٰذَا" . قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ . فَقَالَ: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک گٹھلی کے وزن جتنے سونے کے عوض میں ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے تم ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِى الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيجِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت زرد رنگ کی رخصت

176-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقال له اذا تزوج (الحديث 262) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تهنئة النكاح (الحديث 1906) تحفة الاشراف (10014) .

177-اخرجه البخاري في النكاح، باب كيف يدعى للمتزوج (الحديث 5155)، و في الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6386) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 79) . و اخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الوليمة (الحديث 1094) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الوليمة (الحديث 1907) . تحفة الاشراف (288) .

178 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَآءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَهْيَمْ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً. قَالَ: "وَمَا اَصْدَقْتَ". قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ. قَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا مہر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے جتنا سونا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

179 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَيَّ - كَاَنَّهٗ يَعْنِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ - اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيَمْ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ. فَقَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر (یعنی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر) زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا' یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے بتایا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرو۔

بَابُ تَحِلَّةِ الْخَلْوَةِ.
یہ باب ہے کہ خلوت کی بخشش

180 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنِ بِيْ. قَالَ: "اَعْطِهَا شَيْئًا". قُلْتُ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ. قَالَ: "فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ". قُلْتُ هِيَ عِنْدِيْ. قَالَ: "فَاَعْطِهَا اِيَّاهُ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کی رخصتی کر دیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کچھ دو تو سہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وہ اسے دے دو۔

178-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب قلة المهر (الحديث 2109) تحفة الاشراف (339).

179-انفرد به النسائي، و سياتي في النكاح، الهدية لمن عرس (الحديث 3388) مطولًا. تحفة الإشراف (798).

180-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (10199).

181- اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "اَعْطِهَا شَيْئًا". قَالَ مَا عِنْدِی. قَالَ: "فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ".

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اسے کوئی چیز دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟

بَابُ الْبِنَاءِ فِیْ شَوَّالٍ.

یہ باب شوال میں رخصتی کرنے کے بیان میں ہے

182- اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِیْ شَوَّالٍ وَّاُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِیْ شَوَّالٍ فَاَیُّ نِسَائِهٖ كَانَ اَحْظٰی عِنْدَهٗ مِنِّیْ.

✧✧ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے مہینے میں میرے ساتھ شادی کی تھی اور شوال کے مہینے میں ہی میری رخصتی ہوئی تھی تو آپ کی کون سی ایسی زوجہ محترمہ ہے جو آپ کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت کی مالک ہو۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِابْنَةِ تِسْعٍ.

یہ باب ہے کہ نو برس کی عمر میں لڑکی کی رخصتی کرنا

183- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاَنَا بِنْتُ سِتٍّ وَّدَخَلَ عَلَیَّ وَاَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَكُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ.

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت میری عمر چھ برس تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس تھی۔ اور میں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔

184- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ

181-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب في الرجل يدخل بامراته قبل ان ينقدها شيئًا (الحديث 2125) . تحفة الاشراف (6000) .

182-تقدم (الحديث 3236) .

183-اخرجه مسلم في النكاح، باب تزويج الاب البكر الصغيرة (الحديث 70) تحفة الاشراف (17066) .

184-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17751) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی اور ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر نو برس تھی۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ .

یہ باب سفر کے دوران رخصتی کروانے کے بیان میں ہے

185- اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا الْغَدَاةَ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِيْ طَلْحَةَ فَاَخَذَ نَبِيُّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاِنِّيْ لَاَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: "اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" . قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ - فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ - وَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ فَجَآءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ . قَالَ: "اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً" . فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ مَا تَصْلُحُ اِلَّا لَكَ . قَالَ: "ادْعُوْهُ بِهَا" . فَجَآءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "خُذْ جَارِيَةً مِّنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا" . قَالَ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا . فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَّا اَبَا حَمْزَةَ مَا اَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا - قَالَ - حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا اِلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ عَرُوْسًا قَالَ "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ" . قَالَ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْاَقِطِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوْا حَيْسَةً فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر میں شریک ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے' پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی گلیوں میں چلنے لگے۔ میرا گھٹنا آپ کے رانوں سے مَس ہو جایا کرتا تھا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوں کی سفیدی کو بھی کبھی کبھار دیکھ لیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہو جائے گا جب ہم

185-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ (الحديث 371) . و اخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها (الحديث 84) و الحديث عند: مسلم في الجهاد و السير، باب غزوة خيبر (الحديث 120) . و ابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء ، باب ما جاء في حكم ارض خيبر (الحديث 3009) . تحفة الاشراف (990) .

کسی قوم کے میدان میں پڑاؤ کرتے ہیں' تو وہ ڈرائے جانے والے لوگوں کے لئے بہت بری صبح ہوتی ہے' یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ لوگ گھروں سے اپنے کام کاج کے لئے نکلے۔ انہوں نے کہا: محمد آ گئے (بعض روایات میں اور لشکر کے الفاظ ہیں) ہم نے اچانک حملہ کر کے ان پر قابو پالیا۔ ان کے قیدیوں کو جمع کیا گیا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی' اے اللہ کے نبی! مجھے قیدیوں میں سے کوئی کنیز دے دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور کسی بھی کنیز کو لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اختیار کیا۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ نے دحیہ کو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا دے دی ہے وہ نضیر اور قریظہ قبیلے کی سردار ہے۔ وہ صرف آپ کے لائق ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دحیہ کو اس کنیز سمیت بلاؤ۔ وہ کنیز کو ساتھ لے کر آئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنیز کو دیکھا تو آپ نے دحیہ سے فرمایا: تم اس کی بجائے کسی اور کنیز کو لے لو۔ راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کر لی۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابوحمزہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیا مہر دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: ان کی ذات کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔

یہاں تک کہ راستے میں سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کیا تھا' اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں راستے میں بھیجا اور اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا آپ نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز ہو وہ لے آئے آپ نے دستر خوان بچھوایا کوئی شخص پنیر لے آیا کوئی شخص کھجوریں لے آیا کوئی شخص گھی لے آیا لوگوں نے اس کا حیس تیار کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

186- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَقَامَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حِيْنَ عَرَّسَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خیبر کے راستے میں رخصتی کی آپ نے تین دن وہاں قیام کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ پھر آپ کے حکم کے تحت انہیں ان خواتین میں شامل کیا جن کے لئے پردہ کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں شامل ہو گئیں۔

187- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثًا يَبْنِيْ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ وَاَلْقٰى عَلَيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ

186-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4212) تحفة الاشراف (796) .

187-اخرجه البخاري في النكاح، باب اتخاذ السراري (الحديث 5085)، وباب البناء في السفر (الحديث 5159) تحفة الاشراف (577) .

اِحْدَى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَاِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّا لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے راستے میں مدینہ منورہ میں تین دن قیام کیا جس میں آپ نے سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی رخصتی کروائی میں مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمے کے لئے بلا کر لایا اس ولیمے میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت دسترخوان بچھایا گیا اور لوگوں نے اس پر کھجوریں پنیر اور گھی ڈال دیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہوں گی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیزوں میں شریک ہوں گی تو کچھ لوگوں نے کہا: اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردہ کروایا تو یہ ازواجِ مطہرات میں شامل ہوں گی اور اگر پردہ نہیں کروایا تو یہ ان کنیزوں میں شمار ہوں گی جو آپ کی ملکیت ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے ان کے لئے بچھونا بچھوایا اور ان کے لئے لوگوں سے پردہ کروادیا۔

بَابُ اللَّهْوِ وَالْغِنَاءِ عِنْدَ الْعُرْسِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت کھیل کود اور گانا

188- اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ فِي عُرْسٍ وَّاِذَا جَوَارٍ يُغَنِّينَ فَقُلْتُ اَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَمِنْ اَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ . فَقَالَا اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ اذْهَبْ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ .

✧✧ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شادی میں حاضر ہوا۔ وہاں کچھ لڑکیاں تھیں جو گانا گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور آپ کی موجودگی میں ایسا کیا جارہا ہے تو انہوں نے کہا: تم بیٹھ جاؤ اگر چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہتے ہو تو تم چلے جاؤ۔ ہمیں شادی کے وقت گانے بجانے کی رخصت دی گئی ہے۔

بَابُ جِهَازِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی کو جہیز دینا

189- اَخْبَرَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَهَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ وَّقِرْبَةٍ وَّوِسَادَةٍ

188-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9993) .

189-اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ضجاع آل محمد صلى الله عليه وسلم (الحديث 4152) مطولًا . تحفة الاشراف (10104) .

حَشْوُهَا اِذْخِرٌ ۔

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک خمیل، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ دیا تھا جس میں اذخر (گھاس) بھری ہوئی تھی۔

بَابُ الْفُرُشِ ۔

یہ باب فرش (بچھونے کا بیان) کے بیان میں ہے

190- اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ هَانِءٍ الْخَوْلَانِىُّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِىَّ يَقُوْلُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "فِرَاشٌ لِّلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِاَهْلِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطٰنِ" ۔

✧✧ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک بستر مرد کے لئے ہو ایک اس کی بیوی کے لئے ہو اور ایک مہمان کے لئے ہو اور چوتھا شیطان کے لئے ہوتا ہے۔

بَابُ الْاَنْمَاطِ ۔

یہ باب ہے کہ انماط (قیمتی چادر یا قالین) کا بیان

191- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ تَزَوَّجْتَ" ۔ قُلْتُ نَعَمْ ۔ قَالَ: "هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا" ۔ قُلْتُ وَاَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ: "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ" ۔

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے قیمتی چادر بچھائی تھی۔ میں نے عرض کی: ہمیں قیمتی چادریں کہاں سے ملیں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مل جائیں گی۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِمَنْ عَرَّسَ ۔

یہ باب ہے کہ جس نے شادی کی ہو اسے تحفہ دینا

190-اخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش و اللباس (الحديث 41) ۔ و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4142) ۔ تحفة الاشراف (2377) ۔

191-اخرجه البخاري في النكاح، باب الانماط و نحوها للنساء (الحديث 5161) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب جواز اتخاذ الانماط (الحديث 39) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4145) ۔ تحفة الاشراف (3029) ۔

192- اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنِ الْجَعْدِ اَبِي عُثْمَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِاَهْلِهِ - قَالَ - وَصَنَعَتْ اُمِّي اُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا - قَالَ - فَذَهَبْتُ بِهٖ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ اِنَّ اُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ لَكَ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ . قَالَ: "ضَعْهُ - ثُمَّ قَالَ - اذْهَبْ فَادْعُ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّمَنْ لَقِيتَ" . وَسَمّٰى رِجَالاً فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيتُهُ قُلْتُ لانَسٍ عِدَّةُ كَمْ كَانُوْا قَالَ يَعْنِيْ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ فَلْيَاْكُلْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ" . فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ قَالَ لِيْ "يَا اَنَسُ ارْفَعْ" . فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ رَفَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ وَضَعْتُ .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی' آپ نے اپنی اہلیہ کی رخصتی کروائی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میری والدہ نے "حیس" بنایا' پھر مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے یہ کہا ہے کہ ہماری طرف سے آپ کے لئے یہ تھوڑا سا تحفہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رکھ دو اور فرمایا: جاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کا نام لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا نام لیا اور جو مجھے ملے میں سب کو بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تین سو کے قریب تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ دس دس کا حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ اور ہر شخص اپنے آگے سے کھائے۔ سب نے کھانا کھالیا اور سیر بھی ہو گئے ایک گروہ چلا جاتا تھا تو دوسرا گروہ اندر آ جاتا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا لو جب میں نے اسے اٹھایا تو مجھے نہیں معلوم کہ جب میں نے اسے اٹھایا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا۔

193- اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ آخَى رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ قُرَيْشٍ وَّالْاَنْصَارِ فَآخَى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ اِنَّ لِيْ مَالاً فَهُوَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَانِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَيُّهُمَا اَحَبُّ اِلَيْكَ فَاَنَا اُطَلِّقُهَا فَاِذَا حَلَّتْ فَتَزَوَّجْهَا . قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ - اَيْ - عَلَى السُّوقِ . فَلَمْ يَرْجِعْ حَتّٰى رَجَعَ بِسَمْنٍ وَّاَقِطٍ قَدْ اَفْضَلَهُ .

قَالَ وَرَاَى رَسُولُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَيَّ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيَمْ" . فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ . فَقَالَ: "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

192-اخرجه البخاري في النكاح، باب الهدية للعروس (الحديث 5163) تعليقًا مطولًا . و اخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نزول الحجاب و اثبات و ليمة العرس (الحديث 94 و 95) مطولًا . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3218) . تحفة الاشراف (513) .

193-تقدم (الحديث 3374) .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو جب حضرت سعد بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا کچھ مال ہے وہ میرے اور آپ کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا' میری دو بیویاں ہیں آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہوگی تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے گی تو آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی بیویوں اور آپ کے مال میں آپ کو برکت دے آپ بازار کی طرف میری رہنمائی کریں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بازار سے جب واپس آئے تو انہیں منافع میں کچھ گھی اور پنیر حاصل ہوا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن بعد مجھ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کرلی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہو۔

كِتَابُ عِشْرَةُ النِّسَاءِ

یہ کتاب عورتوں سے اچھے سلوک کے بیان میں ہے

بیوی سے حسن سلوک کی نصیحت کا بیان

ازدواجی تعلق کی سب سے مضبوط بنیاد جذبہ محبت ہے۔ یہ جذبہ موجود ہو تو میاں بیوی گلستان ہستی میں اکٹھے محوخرام ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مقصد اعلیٰ یعنی تربیت اولاد پر اچھے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ محبت مفقود ہو تو تعلق ایسے ہوگا جیسے دو اجنبی سفر کے دوران ریل گاڑی میں ملے ہوں۔ اس لئے شوہر کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی اور پیار و محبت سے پیش آئے۔ اہل و عیال کو خوش رکھنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دینی خدمت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا و الطفهم باهله) (ترمذی، کتاب الایمان)

کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خیر کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهلی) (ترمذی، ابواب المناقب باب فضل ازواج النبی، ابن ماجہ کتاب النکاح)

(لوگو! جان لو کہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو (اور جان لو کہ) تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں۔

ایک روایت میں اسی بات کو ایک منفی اسلوب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا:

(لقد طاف اللیلة بال محمد سبعون امرء ة کل امرء ة تشتکی زوجها فلا تجدون اولئك خیار کم)

(سنن ابی داؤد)

آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔

یعنی جن شوہروں نے اپنی بیویوں سے ایسا سلوک روا رکھا ہوا ہے جس پر وہ شاکی ہیں اور جس سے ان کا قلبی اطمینان جاتا رہا ہے تو وہ لوگ اچھے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ اس اصول کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ ظاہر بات ہے کہ شکایت صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ تو فریقین کے بیانات کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کے لیے بطور سرزنش

لوگوں کو متنبہ فرمادیا۔

یہ بات ماننی پڑے گی کہ آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا پلڑا بہت ہلکا ہوگیا ہے۔ شوہر اپنی حاکمیت کے مظاہرے کے لیے تو ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کے معاملے میں تہی دست ہیں۔ یہ معاملہ صحیح نہیں ہے، اصلاح طلب ہے اور یہ اصلاح خاندان کے ادارے کو مضبوط اور خوشگوار بنانے کا باعث بنے گی۔ ازدواجی رشتوں کو استوار کرنے اور خانگی زندگی میں قوس قزح کا رنگ بھرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے لیے مناسب اور موزوں سامان تفریح فراہم کرے۔

(عن عائشة انها كانت مع النبی صلی الله علیه وسلم فی سفر قالت فسابقته فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم سابقته فسبقنی قال هذه بتلك السبقة) (سنن ابی داؤد ۔ کتاب الجهاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبک جسم رکھتی تھیں جیت گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دوڑ ہوئی تو وہ پیچھے رہ گئیں۔ اس وقت وہ کچھ فربہ ہو چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑھ جانا اس بڑھ جانے کے بدلے میں ہے۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر گھر کی دیوار کی اوٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کی جنگی ورزش کا منظر دکھایا تھا۔ (بخاری۔ مسلم)

شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش خلقی کا برتاوء کرے۔ خوش خلقی سے یہ مراد نہیں کہ اسے تکلیف نہ پہنچائے بلکہ یہ ہے کہ اس کا رنج برداشت کرے۔ اس کی سخت کلامی اور ناشکر گزاری پر صبر سے کام لے۔ حدیث میں ہے کہ عورت کی تخلیق ضعف اور پوشیدگی سے ہوئی ہے۔ اس کے ضعف کا درماں خاموشی ہے اور پوشیدگی کا علاج یہ ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں رہے اور بلا ضرورت باہر نہ جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنی بیوی کی بدخوئی پر صبر وتحمل سے کام لے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ملا تھا جب انہوں نے اپنی مصیبتوں، آفات اور بلاؤں کو انتہائی صبر سے برداشت کیا تھا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی اور تنگ خوئی کو صبر سے برداشت کرے گی اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے برابر ثواب ملے گا۔ آخری الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بوقت رحلت سنے گئے وہ یہ تھے۔ (آہستہ آہستہ فرما رہے تھے) تین چیزوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا!

☆ نماز پر مستقل طور پر قائم رہو۔

☆ غلاموں (اور لونڈیوں) کے ساتھ اچھا برتاوء کرو اور

☆ خدا کی قسم عورتوں کے معاملہ میں محتاط رہو کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہیں۔ ان کے ساتھ اچھے طریق سے گزر بسر کرو۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے غصے اور بدسلوکی کو بڑے تحمل کے ساتھ پی جاتے تھے۔ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے غصے میں آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (گستاخانہ) جواب دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی گستاخ ہو جو یوں جواب دے رہی ہو؟ بیوی نے جواب دیا۔ہاں تم سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہیں کہ (نبی ہونے کے باوجود) اپنی بیویوں کے جواب سن لیا کرتے ہیں (اور صبر کر لیتے ہیں) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو وائے بر حفصہ (رضی اللہ عنہا) اگر وہ بھی ایسا ہی کرتی ہے اور خاکساری وانکساری سے کام نہیں لیتی!

اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا (جوان کی بیٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں) کے پاس جا کر کہا بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہرگز گستاخی نہ کیا کرو۔دیکھو! ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے جلنے اور رشک کرنے کی ضرورت نہیں۔وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ناز اٹھاتے ہیں۔پس انتہائی تحمل سے کام لیا کرو۔

عورت میں ایک چیز ایسی موجود ہوتی ہے جسے ضعف کے سوا اور کسی چیز سے منسوب نہیں کر سکتے۔اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر، برداشت اور بردباری ہی موزوں رہتی ہے اور وہ جو ٹیڑھا پن ان میں پایا جاتا ہے اس کا علاج بہر حال تنبیہ اور ڈانٹ ہی ہے۔مرد کو چاہیے کہ ایک طبیب اور معلم کا کردار ادا کرے۔استاد کی طرح عورت کو تمام امور سمجھاتا بھی رہے اور ایک طبیب کی طرح ہر علت کا علاج بھی موقع کی مناسبت سے کرتا رہے۔ویسے مجموعی طور پر صبر وتحمل ہی کو غالب رہنے دے۔حدیث شریف میں ہے کہ عورت کی مثال پہلو کی ہڈی کی سی ہے کہ اگر سیدھا کرنے کی کوشش کریں تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔

محبت پیار کے اظہار میں کیے گئے چھوٹے چھوٹے فعل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر کثیر کا باعث بنتے ہیں۔اگر شوہر محبت سے روٹی کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو اس کا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔محبت کا یہ فعل اور ایسے ہی دوسرے فعل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اپنی بیوی کے لبوں پر مہر محبت ثبت کرتا ہے۔۔۔دونوں میاں بیوی محبت کے اپنے اس رویئے کی بدولت ثواب کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور ان کے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

بیوی کو پانی کا گلاس اپنے محبت بھرے ہاتھوں سے پلانا بھی شوہر کے لیے موجب ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب ایک شوہر اپنی بیوی پر پیار بھری نظر ڈالتا ہے اور بیوی بھی اس کی نظر کا ویسا ہی جواب دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔شوہر اگر وفور محبت سے بیوی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دباتا ہے تو ان کے گناہ ہاتھوں کی انگلیوں کے رخنوں سے گر کر جھڑ جاتے ہیں۔میاں بیوی کا باہمی اختلاط ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک شوہر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس خوشگوار رویہ کے نتیجہ میں ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کی طرف سے قیامت کے دن تک متواتر استغفار کرتا رہتا ہے

سچی محبت کا بندھن جو شوہر اور بیوی میں ہونا ایک قدرتی امر ہے خاوند کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی وقت بھی بیوی پر غصہ سے چیخے چلائے۔یہ شوہر کی بزرگی اور رتبہ کے منافی ہے کہ وہ ایسا رویہ اپنائے۔اسے تو چاہیے کہ اپنے خوشگوار رویے سے گھر میں

چاروں طرف خوشیاں بکھیر دے کہ اسے دیکھتے ہی بیوی بچوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھیں۔ خوشگوار محبت بھرا ماحول اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دعوت دیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک پیار و شفقت کرنے والا شوہر بیوی اور بچوں کی پرورش کا سامان کرنے کی تگ و دو کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کی روحانیت کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کام سے عہدہ برآ ہونے پر اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شوہر پر فرض ہے کہ خاندان میں محبت پیار قائم رکھے۔ وہ محبت کے بندھن میں شگاف نہ پڑنے دے۔ بیوی کی حماقتوں اور معمولی لغزشوں پر غم و غصہ کا اظہار نہ کرے کہ محبت کے دریا میں تلاطم آ جائے۔ اس کا دل اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ وہ چھوٹی چھوٹی فرو گزاشتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑے رتبے سے نوازا ہے۔ عورت سے زیادہ عقل و شعور دیا ہے تحمل و بردباری اس میں زیادہ ہے اور دماغی صلاحیتوں میں وہ بیوی سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ عورت ناقص العقل پیدا کی گئی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا: (لم تر للمتحابين من النكاح) (ابوداؤد)

محبت کرنے والوں کے لیے نکاح کی صورت میں محبت رکھی گئی ہے اس کی مثال نہیں

اسلام کی رو سے سچی اور پائیدار محبت نکاح کے بعد ہی میسر آ سکتی ہے۔ یہ محبت پاک اور اللہ کی طرف سے بار رحمت ہوتی ہے یہ وہ محبت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو میاں بیوی کے درمیان روحانی اقدار کو بلند کرتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نکاح نصف ایمان ہے۔

نکاح کے بعد شوہر کو جو محبت نصیب ہوتی ہے اسے پروان چڑھانے کی دلی خواہش کرے۔ میاں بیوی کے درمیان یہ متبرک محبت آپس کے اختلافات ختم کرنے کے لیے کافی ہے لیکن یہ صرف نیک اور پرہیزگار شوہر کے لیے ہے جو سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے۔ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور نکاح کے نتیجہ میں جو پاکیزہ محبت وجود میں آتی ہے اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اپنی محبت کو دوام بخشنے کے لیے جس کا ذکر اوپر آیا ہے نیک شوہر آپس کے متضاد خیالات اور سوچ کے اختلافات کو ہوا نہیں دیتا۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر بھڑک نہیں اٹھتا اور بیوی کی ناعاقبت اندیشانہ گستاخیوں کو لگاتار معاف کرتا رہتا ہے اور بیوی کے بلاجواز شور و غوغا سے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز نہیں ہو جاتا۔ وہ صبر سے بیوی کی کوتاہیوں کو برداشت کر کے روحانیت کے بلند درجات پالے گا اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

میاں بیوی کے درمیان سچی محبت کے نتیجہ میں آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ بیوی کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صرف وہ شوہر جو اچھے اسلامی کردار کا حامل ہو بیوی کو اچھی اور سچی محبت دے سکتا ہے۔ ایک نیک اور پارسا شوہر اپنے اچھے اخلاق اور کردار کی بدولت جو محبت اپنی بیوی کو دے سکتا ہے وہ دولت کی فراوانی، جسمانی عیش و آرام اور دنیوی جاہ حشمت سے ممکن نہیں ہے۔ ایسی محبت بیوی کے کم از کم قانونی، اخلاقی اور شرعی حقوق پورے کرنے سے حاصل نہیں ہوگی۔ اس کے لیے خاوند کو اپنے فرائض سے کچھ زیادہ کرنا ہوگا۔ اور مزید

قربانیاں دینا ہونگی۔ بڑی قربانی تو یہی ہے کہ جب بیوی بدسلوکی کرے تو اس وقت اپنے غصے کو ٹھنڈا رکھے۔ کسی بات پر ناراض ہوتی ہے تو صبر سے برداشت کرے۔ اولیائے کرام نے کہا ہے کہ خاوند جب بیوی کے ناروا سلوک کا تحمل سے سامنا کرتا ہے تو وہ غازی یا مجاہد کا رتبہ پاتا ہے جو میدان جنگ سے فاتح بن کر آیا ہو۔ درج ذیل احادیث بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ (المجاهد من جاهد نفسه) (ترمذی، فضائل الجہاد) سچا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔

بیویوں سے حسن سلوک کا بیان

بیوی کے حقوق جاننے سے قبل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بارے جاننا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی موجودگی میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے حسن سلوک اور نیکیوں کو یاد رکھتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھا میں مجھے کبھی کسی پر رشک نہیں آیا مگر حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا پر ہمیشہ رشک آتا تھا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ میرے آنے سے پہلے ہی مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ مجھے ان پر ہمیشہ رشک اس لئے آتا تھا کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اکثر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تھے۔ حدیث صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یہاں تک عرض کر دیا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم اب آپ کے رشتہ زوجیت میں ہیں مگر آپ آج تک اس سرخ گالوں والی کو نہیں بھولے۔ کیا ہم آپ کی زوجیت میں نہیں ہیں؟ تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) تمہیں کیا پتہ جب اعلان نبوت ہوا تو وہ مشکلات کا وقت تھا تب خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے میرا کتنا ساتھ دیا۔ میں اس کو کیسے بھول سکتا ہوں؟ (ترمذی، ابواب المناقب)

یہ بیوی کے حقوق میں سے ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نیکیاں نہیں بھولے۔ ایک مقام پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

خدا کی قسم! جب بھی کوئی بکرا، بکری ہم نے گھر میں ذبح کیا یا صدقہ وقربانی کی اور گوشت کاٹ لیا جاتا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھر میں بھیجتے تھے۔ (ترمذی، ابواب البر والصلہ)

قربان جائیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صداقت ایمانی پر کہ وہ اپنی کی ہوئی باتیں امت کی تعلیم کے لئے خود سنا رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ ایسی ایسی باتیں میں زوجہ مطہرہ ہو کر خاتم الانبیاء، سید المرسلین، تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتی تھی مگر وہ ناراض نہیں ہوتے تھے۔ یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا کیا کہہ رہی ہو عائشہ؟ خاموش ہو جاؤ۔ ایسی بات نہیں کیوں کرتی ہو؟۔ ایک مقام پر آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کئی بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہتی یا رسول اللہ! آپ کا تو یہ عالم ہے جیسے ساری دنیا میں سوائے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے کوئی نہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہتے۔ یہ تو ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ہاں شوہر کس کس بات پر ناراض ہو جاتے ہیں؟ ان کی شوہریت گرمی میں آجاتی ہے، شوہریت کو جلال آجاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں میاں بیوی کے لئے اسوہ ہیں۔

قربان جائیں آ قا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وسیرت اور شفقتوں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد آ گئیں ان کی آ واز حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ آ قا علیہ السلام کو ایسے لگا جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اندر آ گئی ہوں۔ آ قا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا احترام کیا۔ ان کے لئے چادر بچھائی اور جب وہ اندر آ گئیں تو فرمایا: اللّٰھم ھالہ (خدایا یہ ہالہ ہیں) یعنی خدیجہ کی بہن ھالہ آ گئی ہیں۔ (ترمذی، ابواب البر والصلۃ) یہ صلہ رحمی اور حقوق زوجیت تھے جو آ قا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہمیں ملتے ہیں۔

حقوق زوجین میں آ قا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے حقوق جو شوہر پر واجب ہیں اور شوہر کے حقوق جن کا ادا کرنا بیوی پر واجب ہے بیان فرمائے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (النساء،4، 19) اوران کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی بیویوں کے ساتھ احسان، نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا کرو۔ تمہارے لئے تمہاری بیویوں پر تمہارے حق ہیں اور تمہاری بیویوں کے لئے تمہارے اوپر ان کے حق ہیں۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں: فرمایا: زوجیت کی وجہ سے بیویوں پر فرض ہے کہ شریعت نے جو انہیں حق دیا ہے اس حق میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو حق مردوں کے اور دو ہی حق بیویوں کے ہیں۔ خبردار تمہارے اوپر ان کے دو حق ہیں ایک یہ کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا سلوک کرو اور دوسرا یہ کہ جو کمائی کرو اس میں ان کو کھلا خرچ دو، اپنی کمائی میں سے کھلا خرچ دینا بیوی کا حق ہے اور شوہر کا فرض ہے۔

باب حُبّ النِّسَآءِ

یہ باب خواتین (بیویوں) سے محبت کرنے میں ہے

194 - حَدَّثَنِي الشَّيْخُ الْإِمَامُ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْقُوْمَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ اَبُو الْمُنْذِرِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَآءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا (کی چیزوں) میں سے خواتین اور خوشبو کو میرے نزدیک محبوب بنا دیا گیا ہے اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا گیا ہے۔

195 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُبِّبَ اِلَيَّ النِّسَآءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے خواتین اور خوشبو پسند ہیں اور میری

194-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 1) تحفة الاشراف (435).

195-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 2). تحفة الاشراف (279).

آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

196 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَيْلِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کے بعد سب سے زیادہ پسند گھوڑے تھے۔

بَاب مَيْلِ الرَّجُلِ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی ایک بیوی کی طرف زیادہ مائل ہونا

197 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ امْرَاَتَانِ يَمِيْلُ لِاِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَدُ شِقَّيْهِ مَائِلٌ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس کسی شخص کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسری کے ساتھ زیادہ مائل ہو تو جب قیامت کا دن آئے گا تو اس شخص کا ایک حصہ لٹکا ہوا ہو گا۔

198 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهٖ ثُمَّ يَعْدِلُ ثُمَّ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ" . اَرْسَلَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ .

✧✧ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کے درمیان (دنوں کی تقسیم) کرتے تھے اور اس بارے میں انصاف سے کام لیتے تھے پھر آپ یہ دعا کرتے تھے" اے اللہ! جس چیز کا میں مالک ہوں اس میں میرا یہ رویہ ہے تو مجھے اس چیز پر ملامت مت کرنا جس کا تو مالک ہے اور اس کا میں مالک نہیں ہوں"۔

حماد بن زید نامی راوی نے اس روایت کو مرسل کے طور پر روایت کیا ہے۔

196-تقدم في الخيل، باب حب الخيل (الحديث 3566) .

197-اخرجه ابو داؤد النكاح، باب في القسم بين النساء (الحديث 2133) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في التسوية بين الضرائر (الحديث 1141) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى ، ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض (الحديث 4) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب القسمة بين النساء (الحديث 1969) . تحفة الاشراف (12213) .

198-اخرجه ابو داؤد النكاح، باب في القسم بين النساء (الحديث 2134) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في التسوية بين الضرائر (الحديث 1140) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء ، ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض (الحديث 5) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح ، باب القسمة بين النساء (الحديث 1971) . تحفة الاشراف (16290) .

باب حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ زیادہ محبت کرنا

199 - أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِيَ فِي مِرْطِي فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ . وَأَنَا سَاكِتَةٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَيْ بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَنْ أُحِبُّ" . قَالَتْ بَلٰى . قَالَ "فَأَحِبِّي هٰذِهِ" . فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِينَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِي قَالَتْ وَالَّذِي قَالَ لَهَا فَقُلْنَ لَهَا مَا نَرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولِي لَهُ إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ . قَالَتْ فَاطِمَةُ لَا وَاللّٰهِ لَا أُكَلِّمُهُ فِيهَا أَبَدًا .

قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقٰى لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهِ وَتَقَرَّبُ بِهِ مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْأَةَ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا عَلَى الْحَالِ الَّتِي كَانَتْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِي يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ وَوَقَعَتْ بِي فَاسْتَطَالَتْ وَأَنَا أَرْقُبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْقُبُ طَرْفَهُ هَلْ أَذِنَ لِي فِيهَا فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتّٰى عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا بِشَيْءٍ حَتّٰى أَنْحَيْتُ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ" .

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

199-اخرجه البخاري في الهبة، باب من اهدى الى صاحبه و تحرى بعض نسائه دون بعض (الحديث 2581م) تعليقاً . و اخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها (الحديث 83) . واخرجه النسائي في عشرة النساء، حب الرل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 3855)، و هو في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 6 و 7) . تحفة الاشراف (17590) .

صاحبزادی ہیں کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' آپ اس وقت میرے ساتھ ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دی' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں آپ سے انصاف کا تقاضا کرتی ہیں (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں خاموش رہی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور واپس نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس گئیں اور ان کو اس بارے میں بتایا: جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا تھا اور جو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جواب دیا: تھا تو ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہم یہ سمجھتی ہیں۔ آپ نے ہمارا کام پورا نہیں کیا آپ واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس جائیں ان سے کہیں کہ آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن آپ کو یہ قسم دیتی ہیں کہ آپ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے حوالے سے انصاف سے کام لیں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ وہ خاتون تھیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں' نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں قدر و منزلت کے اعتبار سے' خود کو میرا ہم پلہ سمجھتی تھیں۔ میں نے دین کے معاملے میں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر خاتون کوئی بھی نہیں دیکھی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والی تھیں' ہمیشہ سچ بولتی تھیں، رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھتی تھیں، سب سے زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں' جس عمل کے ذریعے وہ صدقہ کرتی تھیں یا جس کے ذریعے وہ قرب حاصل کرتی تھیں (یعنی نفلی عبادات میں) سب سے زیادہ اہتمام کیا کرتی تھیں البتہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی مگر ان کا غصہ جلد اتر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی نبی اکرم ﷺ اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چادر میں اسی حالت میں تھے جیسے اس وقت تھے' جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تھیں' نبی اکرم ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضا کرتی ہیں (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) پھر انہوں نے میرے بارے میں کچھ کہا اور کافی لمبی بات کہی میں نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھتی رہی میں آپ کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کیا آپ اس بارے میں مجھے اجازت دیں گے؟ جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نہیں رکیں تو مجھے اندازہ ہوگیا کہ اگر اب میں نے جواب دیا: تو نبی اکرم ﷺ اسے ناپسند نہیں کریں گے۔ جب میں نے انہیں جواب دینا شروع کیا تو ان کے لئے (کہنے کو) باقی کچھ نہیں رہا یہاں تک کہ میں نے انہیں خاموش کردیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

200 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ فَاسْتَاْذَنَتْ فَاَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ نَحْوَهُ ۔ خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ۔

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اس میں ان کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی۔ وہ اندر آئیں اور پھر انہوں نے کہا: اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم معمر نامی راوی نے اس روایت میں کچھ اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت کو زہری کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

201 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ الثِّقَةُ الْمَامُوْنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعْنَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ لَهَا اِنَّ نِسَائَكَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِيْ ابْنَةِ اَبِيْ قُحَافَةَ ۔ قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَعَ عَائِشَةَ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ لَهُ اِنَّ نِسَائَكَ اَرْسَلْنَنِيْ وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِيْ ابْنَةِ اَبِيْ قُحَافَةَ ۔ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتُحِبِّيْنِيْ" ۔ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ "فَاَحِبِّيْهَا" ۔ قَالَتْ فَرَجَعَتْ اِلَيْهِنَّ فَاَخْبَرَتْهُنَّ مَا قَالَ فَقُلْنَ لَهَا اِنَّكِ لَمْ تَصْنَعِيْ شَيْئًا فَارْجِعِيْ اِلَيْهِ ۔ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَرْجِعُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبَدًا ۔ وَكَانَتِ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَاَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَزْوَاجُكَ اَرْسَلْنَنِيْ وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِيْ ابْنَةِ اَبِيْ قُحَافَةَ ۔ ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيَّ تَشْتِمُنِيْ فَجَعَلْتُ اُرَاقِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْظُرُ طَرْفَهُ هَلْ يَاْذَنُ لِيْ مِنْ اَنْ اَنْتَصِرَ مِنْهَا - قَالَتْ - فَشَتَمَتْنِيْ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ لَا يَكْرَهُ اَنْ اَنْتَصِرَ مِنْهَا فَاسْتَقْبَلْتُهَا فَلَمْ اَلْبَثْ اَنْ اَفْحَمْتُهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهَا ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ" ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ اَرَ امْرَاَةً خَيْرًا وَّلَا اَكْثَرَ صَدَقَةً وَّلَا اَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُتَقَرَّبُ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ زَيْنَبَ مَا عَدَا سَوْرَةً مِّنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تُوْشِكُ مِنْهَا الْفَيَاةَ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ الَّذِيْ قَبْلَهُ ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن اکٹھی ہوئیں انہوں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان خواتین نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ (آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں) آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن (راوی کہتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے ایک کلمہ ذکر کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ آپ سے ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضا کرتی ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

200-تقدم في عشرة النساء، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 3954) .

201-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 8) تحفة الاشراف (16674) .

اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی چادر میں موجود تھے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے عرض کی' آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضہ کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا تم مجھے پسند کرتی ہو۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے بھی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کو پسند کرو۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں واپس ان ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس گئی اور انہیں اس بارے میں بتایا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تو ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا' تم نے کوئی کام نہیں کیا تم واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اب میں واپس اس بارے میں آپ کے پاس کبھی نہیں جاؤں گی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) وہ واقعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔

پھر ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' یہ وہ خاتون تھیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن میں میرے ہم پلہ ہونے کی دعوے دار تھیں۔ انہوں نے کہا: آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں آپ سے انصاف کی طلبگار ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے برا کہنا شروع کیا میں آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھتی رہی کہ آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں انہیں جواب دوں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب وہ کافی دیر تک میرے خلاف بولتی رہیں اور میں نے یہ گمان کیا کہ اب اگر میں نے انہیں جواب دیا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند نہیں کریں گے تو میں نے انہیں جواب دینا شروع کیا: اور تھوڑی ہی دیر میں انہیں خاموش کروا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ بہتر' ان سے زیادہ صدقہ کرنے والی' ان سے زیادہ رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنے والی اور ان سے زیادہ نفلی عبادت میں بہت زیادہ اہتمام کرنے والی خاتون نہیں دیکھی۔ البتہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی لیکن وہ تیزی جلد ہی ختم بھی ہو جایا کرتی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ روایت خطا ہے اور درست روایت وہی ہے جو اس سے پہلے گزری ہے۔

202 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِيْ ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ } عَنْ مُرَّةَ { عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ".

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر وہی فضیلت

202-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب قول الله تعالىٰ (وضرب الله مثلًا للذين امنوا امراة فرعون، الى قوله . و كانت من القانتين) (الحديث 3411) مطولًا، و باب قوله تعالىٰ: (اذ قالت الملائكة يا مريم . الى . قوله . فانما يقول له كن فيكون) . (الحديث 3433) مطولًا، و في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3769) مطولًا . و في الاطعمة، باب الثريد (الحديث 5418) مطولًا، واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة ام المومنين رضي الله تعالىٰ عنها (الحديث 70) مطولًا . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في فضل الثريد (الحديث 1834) مطولًا و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 9) . واخرجه ابن ماجه في الاطعمة، باب فضل الثريد على الطعام (الحديث 3280) . مطولًا . تحفة الاشراف (9029) .

حاصل ہے جو ثرید کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

203 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنْبَانَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کو تمام خواتین پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

204 - اَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَآئِشَةَ فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا اَتَانِي الْوَحْيُ فِي لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ اِلَّا هِيَ" .

✧✧ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اے ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) تم عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی صرف اس کے لحاف میں آتی ہے۔

205 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رُمَيْثَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمْنَهَا اَنْ تُكَلِّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَآئِشَةَ وَتَقُوْلُ لَهُ اِنَّا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّ عَآئِشَةُ فَكَلَّمَتْهُ فَلَمْ يُجِبْهَا فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ اَيْضًا فَلَمْ يُجِبْهَا وَقُلْنَ مَا رَدَّ عَلَيْكِ قَالَتْ لَمْ يُجِبْنِي . قُلْنَ لَا تَدَعِيهِ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْكِ اَوْ تَنْظُرِيْنَ مَا يَقُوْلُ .

فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ فَقَالَ "لَا تُؤْذِينِي فِي عَآئِشَةَ فَاِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِي لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ اِلَّا فِي لِحَافِ عَآئِشَةَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ صَحِيْحَانِ عَنْ عَبْدَةَ .

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے ان سے (یعنی سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) یہ بات کی کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بات کریں کہ لوگ بطور خاص اپنے تحائف سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ ہم بھی اسی طرح بھلائی چاہتے ہیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند ہے۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مخصوص دن میں تشریف لائے تو پھر سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ بات کی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی

203-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 10) تحفة الاشراف (17705) .

204-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 11) تحفة الاشراف (16874) .

205-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 12) تحفة الاشراف (18258) .

جواب نہیں دیا: نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے (سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان ازواج رضی اللہ عنہن نے کہا: آپ اسے جاری رکھیں جب تک نبی اکرم ﷺ آپ کو جواب نہیں دیتے یا پھر آپ جائزہ لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ ان کی مخصوص باری کے دن ان کے پاس آئے تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پھر اس بارے میں ان سے بات کی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ جب میں تم میں سے کسی بھی بیوی کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی وحی صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں نازل ہوتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ دونوں احادیث عبدہ کے حوالے سے منقول ہونے کے حساب سے ''صحیح'' ہیں۔

206 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' لوگ بطور خاص اپنے تحائف نبی اکرم ﷺ کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں بھیجا کرتے تھے وہ اس کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی رضامندی چاہتے تھے۔

207 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ هُدَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ فَقُمْتُ فَاَجَفْتُ الْبَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَلَمَّا رُفِّهَ عَنْهُ قَالَ لِي "يَا عَائِشَةُ اِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف وحی نازل کی میں اس وقت آپ کے پاس موجود تھی۔ میں دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ہوگئی جو میرے اور آپ کے درمیان تھا جب آپ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا جبریل (علیہ السلام) تمہیں سلام کہہ رہا ہے۔

208 - اَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "اِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" . قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا نَرٰى .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: جبرائیل تمہیں سلام کہہ رہا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں (پھر نبی اکرم ﷺ سے کہا) آپ وہ چیز دیکھ لیتے ہیں

206-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2574) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 82) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 13) تحفة الاشراف (17044) .

207-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 14) تحفة الاشراف (16156) .

208-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 15) و في عمل اليوم و الليلة، مايقول اذا قيل له: ان فلانا يقرا عليك السلام (الحديث 375) . تحفة الاشراف (16671) .

جو میں نہیں دیکھ سکتی۔

209 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَانَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" ۔ مِثْلَهٗ سَوَاءً ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ وَالَّذِیْ قَبْلَهٗ خَطَأٌ ۔

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل ہے اور تمہیں سلام کہہ رہا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ درست ہے اور اس سے پہلے والی خطاء ہے۔

باب الْغَيْرَةِ ۔

یہ باب رشک کے بیان میں ہے

غیرت کے معنی ومفہوم کا بیان

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی طرف غیرت کرنے کی نسبت کی ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس سے محبت کرتے تھے، جب آپ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے تو آپ حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس گئے اور وہاں بہت زیادہ دیر ٹھہرے، پس مجھے غیرت آئی۔ الحدیث۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۸)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ ھ لکھتے ہیں: غیرت کا معنی ہے، حمیت، عار اور کسی چیز کا ناگوار ہونا یا اس چیز کو ناپسند کرنا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو طبعی طور پر یہ ناپسند تھا کہ آپ کسی اور زوجہ کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں۔

(العنایہ ج ۳ ص ۳۶۰، دار الکتب العلیمہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ ھ لکھتے ہیں: والغيرة كراهة المشاركة فی محبوب محبوب میں کسی اور کی شرکت کے ناپسند کرنے کو غیرت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ شرک کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے شرک کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بے حیائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں سے منع فرما دیا ہے۔ حدیث میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی اس چیز پر غیرت کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ زنا کرے۔ (البخاری: ۷۴۰۳) (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۸۵، مکتبہ دار الایمان، المدینۃ المنورۃ)

اس معنی کے اعتبار سے غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اور کی شرکت کو ناپسند کرتی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ قرب صرف ان کو حاصل رہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا زیادہ ٹھہرنا آپ سے شدید محبت کی وجہ سے ناپسند تھا اور میں علامہ کرمانی کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ یہ آپ کا گناہ صغیرہ تھا، کیونکہ آپ نے جو کہا تھا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے یہ کچھ غلط اور جھوٹ نہ تھا

کیونکہ حضرت عائشہ کے خیال میں آپ نے جو شہد پیا تھا تو شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے درخت سے اس کا رس چوسا تھا اور اس میں مغافیر کی بو آ گئی تھی، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ حیلہ کرنا خلاف اولیٰ ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ڈوب گئیں تھیں کہ اس کے خلاف اولیٰ ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور ان کے بلند مقام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (التحریم:۴) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل اعتدال سے کچھ ہٹ چکے ہیں۔

210 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَرْسَلَتْ اُخْرٰى بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُوْلِ فَسَقَطَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ اِحْدَاهُمَا اِلَى الْاُخْرٰى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ وَيَقُوْلُ "غَارَتْ اُمُّكُمْ كُلُوْا". فَاَكَلُوْا فَاَمْسَكَ حَتّٰى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا الَّتِيْ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الرَّسُوْلِ وَتَرَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْهَا.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھے دوسری ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا موجود تھا تو جس زوجہ محترمہ کے ہاں آپ موجود تھے انہوں نے لانے والے کے ہاتھ پر مارا تو پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ٹکڑے پکڑے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور اس میں کھانا رکھتے ہوئے آپ یہ فرما رہے تھے۔ تمہاری امی کو غصہ آ گیا ہے تم لوگ اسے کھا لو۔ انہوں نے اسے کھا لیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رہے یہاں تک کہ وہ (زوجہ محترمہ جن کے گھر میں آپ موجود تھے) وہ اس پیالے کو لے کر آئیں جو ان کے گھر میں موجود تھا تو انہوں نے صحیح پیالہ لانے والے کے سپرد کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے گھر میں رہنے دیا جسے انہوں نے توڑا تھا۔

211 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا - يَعْنِيْ - اَتَتْ بِطَعَامٍ فِيْ صَحْفَةٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَجَاءَتْ عَائِشَةُ مُتَّزِرَةً بِكِسَاءٍ وَّمَعَهَا فِهْرٌ فَفَلَقَتْ بِهِ الصَّحْفَةَ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

210-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3217)، و في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3768)، و في الادب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفًا (الحديث 6201) . وفي استئذان، باب تسليم الرجال على النساء و النساء على الرجال (الحديث 6249) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها (الحديث 91) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3881) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 16)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا قيل له : ان فلانًا يقرا عليك السلام (الحديث 376 و 377) . تحفة الاشراف (17766) .

211-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن افسد شيئًا يغرم مثله (الحديث 3567) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 17) و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الحكم فيمن كسر شيئًا (الحديث 2334) . تحفة الاشراف (633) .

3966-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 18) تحفة الاشراف (18247) .

بَيْنَ فِلْقَتَيِ الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ "كُلُوْا غَارَتْ اُمُّكُمْ" . مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحْفَةَ عَآئِشَةَ فَبَعَثَ بِهَا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَاَعْطٰى صَحْفَةَ اُمِّ سَلَمَةَ عَآئِشَةَ .

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وہ کچھ کھانے کی چیز اپنے پیالے میں رکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ کے اصحاب بھی ساتھ موجود تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں انہوں نے ایک چادر لپیٹی ہوئی تھی ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا۔ انہوں نے وہ پتھر پیالے پر مارا (اور اسے توڑ دیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے دونوں ٹکڑوں کو پکڑا اور فرمایا: تم لوگ کھالو تمہاری امی کو غصہ آ گیا ہے۔ یہ بات دو مرتبہ آپ نے فرمائی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ لیا اور وہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوایا اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا (ٹوٹا ہوا پیالہ) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

212 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُلَيْتٍ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دِجَاجَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ اَهْدَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَاءً فِيْهِ طَعَامٌ فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِيْ اَنْ كَسَرْتُهُ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَفَّارَتِهٖ فَقَالَ "اِنَاءٌ كَاِنَاءٍ وَّطَعَامٌ كَطَعَامٍ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کھانا پکانے والی کوئی خاتون نہیں دیکھی ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن بھیجا جس میں کھانے کی کوئی چیز موجود تھی مجھے اپنے اوپر قابو نہیں رہا میں نے اسے توڑ دیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کفارے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: برتن کے بدلے میں برتن اور کھانے کے بدلے میں کھانا۔

213 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ تَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ" . فَنَزَلَتْ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ) لِعَآئِشَةَ وَحَفْصَةَ (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا) لِقَوْلِهٖ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا" .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے آپ نے ان کے ہاں شہد پی لیا تو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا ہم میں سے جس کے گھر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے وہ یہ کہے گی ہمیں آپ سے "مغافیر" کی بو آ رہی ہے کیا آپ نے "مغافیر" کھایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات عرض کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں میں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا ہے۔

212-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن افسد شيئاً يغرم مثله (الحديث 3568) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 19) تحفة الاشراف (17827) .

213-تقدم (الحديث 3421) .

اب میں یہ نہیں پیوں گا تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی تم اس چیز کو کیوں اپنے لئے حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے''۔

''اگر وہ دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں''۔

(راوی کہتے ہیں) اس سے مراد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

''اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ کے ساتھ آہستہ آواز میں بات کی''۔

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ میں نے شہد پیا ہے۔

مغافیر کے معنی کی تحقیق کا بیان

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے، سو ہم مغافیر کے معنی کی تحقیق کر رہے ہیں۔

علامہ ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری التوفی ۶۰۶ ھ لکھتے ہیں: مغافیر کا واحد مغفور ہے، اس کی بو سخت ناگوار اور بری ہوتی ہے۔ (النہایہ ج۳ص ۳۳۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

نیز علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں: الغرفط ببول کا درخت ہے، اس سے بدبودار گوند نکلتا ہے، جب شہد کی مکھی اس کے پتوں کا رس چوتی ہے تو اس کے شہد سے ناگوار بو آتی ہے۔ (النہایہ ج۳ص ۱۹۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ ھ لکھتے ہیں: یہ ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جس کی بو ناگوار ہوتی ہے، علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ گوند کسی درخت سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے، اس کی بو ناگوار ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے اس کی بو آئے۔ (مجمع بحار الانوار ج۴ص ۵۱، مکتبہ دارالایمان، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ)

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر نہیں کھایا تھا پھر ازواج مطہرات نے کیسے کہہ دیا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ازواج نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲)

ازواج کا مطلب یہ تھا کہ اس وجہ سے جو شہد آپ نے پیا اس سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ ھ لکھتے ہیں: کیکر، ببول، بیروی اور دیگر کانٹے دار درختوں سے پھوٹ کر جو گوند نکلتا ہے اس کو مغفور کہتے ہیں۔ (الصحاح ج۲ص ۷۷۲، دارالعلم للملایین، ۱۳۷۶ھ)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے مغافیر کا حیلہ کرنا آیا گناہ تھا یا نہیں؟

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ لکھتے ہیں: ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کے گھر زیادہ ٹھہرنے سے منع کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تھا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے، علامہ کرمانی نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے یہ حیلہ کرنا کس طرح جائز ہوگا، پھر اس کا یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کی غیرت طبعیہ کے تقاضوں سے ہے اور ان کا یہ کہنا گناہ صغیرہ ہے جو ان کی دوسری نیکیوں سے معاف ہوگیا۔

(عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۳۴۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

214 - اَخْبَرَنِی اِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِیٌّ - هُوَ لَقَبُهُ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتّٰى حَرَّمَهَا عَلٰى نَفْسِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَآاَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیز تھی جس کے ساتھ آپ صحبت کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں مسلسل آپ سے کہتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے اپنے لئے اسے حرام قرار دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اے نبی! تم کیوں اس چیز کو حرام قرار دیتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے''۔

یہ آیت کے آخر تک ہے۔

215 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى - هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِیُّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ الْتَمَسْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْخَلْتُ يَدِیْ فِی شَعْرِهٖ فَقَالَ "قَدْ جَائَكِ شَيْطَانُكِ"۔ فَقُلْتُ اَمَا لَكَ شَيْطَانٌ فَقَالَ "بَلٰى وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ"۔

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا میں نے اپنا ہاتھ آپ کے بالوں میں ڈالا تو آپ نے فرمایا: تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا میں نے عرض کی: کیا آپ کا شیطان نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہوگیا۔

216 - اَخْبَرَنِی اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِیُّ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِی مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَجَسَّسْتُهُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"۔ فَقُلْتُ بِاَبِی وَاُمِّی اِنَّكَ لَفِی شَاْنٍ وَّاِنِّی لَفِی شَاْنٍ اٰخَرَ۔

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا اور میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس چلے گئے ہیں میں نے آپ کو تلاش کیا تو آپ رکوع کی حالت میں تھے یا شاید سجدے کی حالت

214-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 21)، وفي التفسير: سورة التحريم، قوله تعالى (ياايها النبي لم تحرم ما احل الله لك) (الحديث 619) . تحفة الاشراف (382) .

215-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 22) تحفة الاشراف (6184) .

216-تقدم (الحديث 1130) .

میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "تو پاک ہے حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (میں نے سوچا) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس عالم میں ہیں اور میں کیا سوچ رہی تھی۔

217 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ } عَنْ عَطَاءٍ { قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتِ افْتَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ ذَهَبَ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَجَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" . فَقُلْتُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اِنَّكَ لَفِیْ شَاْنٍ وَّاِنِّیْ لَفِیْ اٰخَرَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کسی زوجہ محترمہ کے پاس چلے گئے ہیں میں نے آپ کو تلاش کیا پھر میں واپس آئی تو آپ رکوع کی حالت میں تھے یا شاید سجدے کی حالت میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "تو پاک ہے حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے"

میں نے سوچا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس حال میں ہیں اور میں کیا سمجھ رہی تھی؟

218 – اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ تَقُوْلُ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِّیْ قُلْنَا بَلٰی . قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِیَ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَائَهٗ وَبَسَطَ اِزَارَهٗ عَلٰی فِرَاشِهٖ وَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنِّیْ قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَّاَخَذَ رِدَائَهٗ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَّخَرَجَ وَاَجَافَهٗ رُوَيْدًا وَّجَعَلْتُ دِرْعِیْ فِیْ رَاْسِیْ فَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِیْ وَانْطَلَقْتُ فِیْ اِثْرِهٖ حَتّٰی جَآءَ الْبَقِيْعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ انْحَرَفَ وَانْحَرَفْتُ فَاَسْرَعَ فَاَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَاَحْضَرَ فَاَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهٗ فَدَخَلْتُ وَلَيْسَ اِلَّا اَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ "مَا لَكِ يَا عَائِشُ رَابِيَةً" . قَالَ سُلَيْمَانُ حَسِبْتُهٗ قَالَ حَشْيَا قَالَ "لَتُخْبِرِنِّیْ اَوْ لَيُخْبِرَنِّی اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ "اَنْتِ السَّوَادُ الَّذِیْ رَاَيْتُ اَمَامِیْ" . قُلْتُ نَعَمْ - قَالَتْ - فَلَهَدَنِیْ لَهْدَةً فِیْ صَدْرِیْ اَوْجَعَتْنِیْ .

قَالَ "اَظَنَنْتِ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ" . قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ "نَعَمْ - قَالَ - فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَانِیْ حِيْنَ رَاَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِیْ فَاَخْفٰی مِنْكِ فَاَجَبْتُهٗ وَاَخْفَيْتُهٗ مِنْكِ وَظَنَنْتُ اَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِیْ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰتِیَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ" . خَالَفَهٗ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ .

217-تقدم (الحديث 1130) .

218-تقدم (الحديث 2036) .

✧✧ حضرت محمد بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' کیا میں تمہیں اپنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک واقعہ نہ سناؤں۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا جب میری مخصوص رات آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے آپ نے اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس رکھ لئے۔ اپنی چادر رکھ دی اور اپنی دوسری چادر کو اپنے بچھونے کی طرف بچھا دیا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد جب آپ نے یہ گمان کیا کہ میں سو چکی ہوں تو آپ نے آہستگی کے ساتھ اپنا جوتا پہنا آہستگی کے ساتھ اپنی چادر لی اور آہستگی کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے اور آہستگی کے ساتھ دروازہ بند کر دیا میں نے اپنے سر پر اپنی چادر رکھی اسے اوڑھ لیا اپنی دوسری اوڑھنے والی چادر اوڑھی اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا آپ نے طویل قیام کیا پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑ گئی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلی آپ دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ گھر پہنچ گئے تو اس سے پہلے میں گھر پہنچ گئی میں اندر آئی ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ اندر تشریف لے آئے' آپ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں کیا ہوا ہے تمہیں بہت سانس چڑھا ہوا ہے۔ سلیمان نامی راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہاں لفظ "حشیا" ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا تو تم خود مجھے بتا دو یا لطیف وخبیر (اللہ تعالیٰ) مجھے بتا دے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' پھر میں نے آپ کو اصل بات بتائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہی وہ ہیولی تھیں؟ جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا میں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی آپ نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں لوگ چھپا لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے بتایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے جب تم نے دیکھا تھا۔ وہ تمہارے پاس نہیں آسکتے تھے کیونکہ تم نے چادر اتار دی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور پست آواز دی۔ میں نے انہیں جواب دیا: اور میں نے تمہاری وجہ سے انہیں پست آواز میں جواب دیا: میں نے یہ گمان کیا کہ تم شاید سو چکی ہو پھر مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں تمہیں بیدار کروں۔ مجھے یہ بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہیں وحشت نہ ہو۔ پھر جبرائیل نے مجھے یہ کہا میں جنت البقیع میں جاؤں اور ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔

219 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى . قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَائَهُ وَبَسَطَ طَرَفَ اِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنِّي قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَّاَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَّخَرَجَ وَاَجَافَهُ رُوَيْدًا وَّجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَاْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِي فَانْطَلَقْتُ فِي اِثْرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاَطَالَ الْقِيَامَ

219-تقدم (الحديث 2036) .

ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ "مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً" . قَالَتْ لَا . قَالَ "لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ . قَالَ "فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُهُ أَمَامِي" . قَالَتْ نَعَمْ - قَالَتْ - فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ "أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ" . قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ . قَالَ "نَعَمْ - قَالَ - فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُ مِنْكِ فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ" . رَوَاهُ عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَائِشَةَ عَلَى غَيْرِ هَذَا اللَّفْظِ .

✧✧ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو اپنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سناؤں۔ ہم نے عرض کی' جی ہاں! انہوں نے فرمایا: ایک رات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹتے ہوئے اپنے جوتے پاؤں کے پاس رکھے' چادر رکھی اور اپنا تہبند بستر پر پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ کو یہ اندازہ ہوا کہ میں سو چکی ہوں' آپ نے دھیرے سے جوتا پہنا' آرام سے چادر لی' آرام سے دروازہ کھولا اور باہر تشریف لے گئے۔ میں نے اپنی چادر سر پر لی' اسے اوڑھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ جنت البقیع تشریف لائے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ (دعا کے لئے) بلند کیے۔ آپ خاصی دیر وہاں ٹھہرے۔ جب آپ واپس مڑنے لگے تو میں بھی واپس مڑ گئی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلی۔ آپ نے رفتار اور تیز کی اور میں نے بھی زیادہ تیز کر لی۔ آپ گھر پہنچے تو میں بھی پہنچ گئی۔ میں آپ سے پہلے پہنچ کر اندر آ گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی اندر تشریف لے آئے۔ آپ نے دریافت کیا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تمہارا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ سیّدہ عائشہ نے عرض کی' کچھ نہیں ہوا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے بتا دو ورنہ لطیف وخبیر ذات مجھے بتا دے گی۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' پھر میں نے آپ کو پورا واقعہ بتایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ تم ہی وہ ہیولیٰ تھیں جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا اور پھر فرمایا: تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: لوگ جو بات چھپانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر آپ نے فرمایا: ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے جب تم نے مجھے (باہر جاتے ہوئے) دیکھا تھا وہ اندر نہیں آ سکتے تھے کیونکہ تم نے چادر اتار دی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے باہر سے آواز دی جو تمہیں نہیں آ سکی۔ میں نے انہیں جو جواب دیا: وہ بھی تمہیں پتہ نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تم سو چکی ہو اور مجھے یہ بھی اندیشہ تھا کہ تم میری وجہ سے وحشت کا شکار نہ ہو (یعنی تمہاری نیند خراب نہ ہو) جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: میں جنت البقیع جا کر ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔

اس روایت کو عاصم نے عبداللہ بن عامر کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

220 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَانَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا (اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے)۔

220-اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر (الحديث 1546) مختصراً . تحفة الاشراف (16226) .

كِتَابُ الزِّيْنَةُ

یہ کتاب سجاوٹ کے بیان میں ہے

لباس کے نازل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے اولادِ آدم! بیشک ہم نے تم پر ایسا لباس نازل کیا ہے جو تمہاری شرم گاہوں کو چھپاتا ہے اور وہ تمہاری زینت (بھی) ہے اور تقویٰ کا لباس، وہی سب سے بہتر لباس ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (اعراف، ۲۶)

لباس کے معنی ومفہوم کا بیان

لباس: یہ لبس سے بنا ہے۔ لبس کا اصل معنی ہے کسی شئے کو چھپالینا۔ ہر وہ چیز جو انسان کی قبیح چیز کو چھپالے، اس کو لباس کہتے ہیں۔ شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو قبیح چیزوں سے چھپالیتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کی عفت کی حفاظت کرتے ہیں اور خلاف عفت چیزوں سے ایک دوسرے کے لیے مانع ہوتے ہیں۔ اس لیے انہیں ایک دوسرے کا لباس فرمایا ہے۔ "هن لباس لكم وانتم لباس لهن: وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ (البقرہ: 187)

لباس سے انسان کی زینت ہوتی ہے۔ اسی اعتبار سے فرمایا ہے لباس التقوی۔ تقویٰ کا معنی ہے برے عقائد اور برے اعمال کو ترک کرنا اور پاکیزہ سیرت کو اپنانا۔ جس طرح کپڑوں کا لباس انسان کو سردی، گرمی اور برسات کے موسموں کی شدت سے محفوظ رکھتا ہے، اسی طرح تقویٰ کا لباس انسان کو اخروی عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔

(المفردات، ج2، ص576، مع توضیح، مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ، 1418ھ)

ریش: ریش پرندہ کے پر کو کہتے ہیں اور چونکہ پر، پرندے کے لیے ایسے ہیں جیسے انسان کے لیے لباس، اس لیے انسان کے لباس کو بھی ریش کہتے ہیں اور ریش سے زینت اور خوبصورتی کا معنی بھی مراد ہوتا ہے۔ (المفردات، ج1، ص271، مطبوعہ مکہ مکرمہ)

لا یفتننکم: کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے۔ فتنہ کا معنی ہے ابتلا اور امتحان۔ جس طرح ابلیس نے حضرت آدم اور حوا کو شجر ممنوع کی طرف مائل کر کے اس کو کھانے یا نہ کھانے کی آزمائش میں ڈال دیا تھا، اسی طرح وہ تم کو بھی ممنوع کاموں کی طرف راغب کر کے آزمائش میں نہ ڈال دے۔

آیات سابقہ سے مناسب: حضرت آدم (علیہ السلام) کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ جب ان کی شرم گاہ کھل

گئی تو وہ اس کو درخت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہاں پر یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لباس اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ اس سے لوگ اپنی شرم گاہوں کو چھپائیں اور اس پر متنبہ فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام ہے کہ اس نے لباس کے ذریعہ لوگوں کو اپنی ستر پوشی پر قادر فرمایا۔ اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے لباس کو نازل فرمایا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ لباس کے مادی اجزاء مثلاً کپاس وغیرہ کو پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا۔

دوسری وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس سے پہلی آیات میں حضرت آدم اور حضرت حوا کو زمین پر اترنے کا حکم دیا اور زمین کو ان کے لیے جائے قرار بنایا۔ اب یہ بتایا ہے کہ زمین پر رہنے کے لیے انسان کو جن چیزوں کی ضرورت ہو سکتی ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پیدا فرمائی ہیں اور ان چیزوں میں سے دین اور دنیا کی ضروریات پوری کرنے کے لیے لباس ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرے۔

امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کا ایک کپڑا خریدا آپ نے اس کو پہننے کے بعد کہا: اللہ کے لیے حمد ہے جس نے مجھے ایسا لباس عطا کیا جس سے میں لوگوں میں جمال حاصل کروں اور اس سے اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہوں، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(مسند احمد، ص 157 تفسیر ابن ابی حاتم، ج5، ص 1457، مکتبہ نزار مصطفیٰ، درمنثور، ج3، ص435)

مرد اور عورت کی شرم گاہوں کے مصادیق میں مذہب فقہاء

انسان کی شرم گاہ، جس کا چھپانا فرض ہے، اس کے مصداق میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔ ابن ابی ذئب، داود ظاہری، (غیر مقلدین کے امام) ابن ابی عبلہ اور ابن جریر طبری کا موقف یہ ہے کہ مرد اور عورت کے صرف بول و براز (پیشاب، پاخانہ) کی جگہ شرم گاہ ہے اور اس کا چھپانا واجب ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے لباسا یواری سواتکم۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر میں گئے۔ ہم نے وہاں منہ اندھیرے صبح کی نماز پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور میں بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں گئے۔ ہم نے وہاں منہ اندھیرے صبح کی نماز پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور میں بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک سواری پر سوار ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی گلیوں میں گھوڑے کو دوڑایا۔ اس وقت میرا گھٹنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے مس کر رہا تھا، پھر آپ نے اپنی ران سے چادر ہٹائی حتیٰ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کی سفیدی کی طرف دیکھتا رہا۔ (الحدیث) (صحیح بخاری، ج1، رقم الحدیث: 371، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1412ھ)

اس حدیث سے ان علماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ ران شرم گاہ نہیں ہے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ ناف شرم گاہ نہیں ہے اور کوئی شخص اپنی بیوی کے سامنے اپنی ران کو عریاں کرے تو میں اس کو مکروہ قرار دیتا ہوں۔ امام شافعی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے شرم گاہ نہیں ہیں۔

ناف کے شرم گاہ نہ ہونے پر دلیل یہ حدیث ہے: امام احمد بن حنبل متوفی 241ح روایت کرتے ہیں: عمیر بن اسحاق بیان

کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ہماری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن سے کہا: مجھے اپنی قمیص اٹھا کر دکھاؤ، میں تمہیں اس جگہ بوسہ دوں گا جہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ناف پر بوسہ دیا۔ (مسند احمد، ج 4، ص 255، 493، دار الفکر، طبع قدیم، شیخ احمد شاکر، متوفی 1376ھ نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، مسند احمد، ج 7، رقم الحدیث: 7455، دار الحدیث قاہرہ، امام طبرانی کی روایت میں ہے حضرت حسن نے پیٹ کھولا اور ناف پر ہاتھ رکھا۔ حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، مجمع الزوائد، ج 9، ص 177، المستدرک، ج 3، ص 168)

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر ناف شرم گاہ ہوتی اور اس کا چھپانا واجب ہوتا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ کو اپنی ناف دکھاتے نہ حضرت ابو ہریرہ ان کی ناف کو بوسہ ان کی ناف کو بوسہ دیتے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرد کی ناف سے لے کر گھٹنے تک پورا جسم شرم گاہ ہے اور واجب الستر ہے۔ ناف شرم گاہ نہیں ہے اور گھٹنا شرم گاہ ہے۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں۔

امام دار قطنی متوفی 385ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گھٹنوں کے اوپر کا حصہ شرم گاہ ہے اور ناف کا نچلا حصہ شرم گاہ ہے۔

(سنن دار قطنی، ج 1، رقم الحدیث: 879، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1417ھ، سنن کبریٰ للبیہقی، ج 2، ص 292)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھٹنا شرم گاہ ہے۔

(سنن دار قطنی، ج 1، رقم الحدیث: 878، بیروت، 1417ھ)

اس سے پہلے صحیح بخاری کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ غزوہ خیبر میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ران پر سے کپڑا ہٹایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ غیر ارادی طور پر آپ کا ہاتھ لگ گیا ہو اور حضرت انس نے اس سے یہ سمجھا کہ آپ نے دانستہ ران سے کپڑا ہٹایا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس، جرھد اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ران شرم گاہ ہے اور حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران سے کپڑا ہٹایا۔ حضرت انس کی حدیث سند کے لحاظ سے راجح ہے اور حضرت جرھد کی حدیث احتیاط کے لحاظ سے راجح ہے۔ اور حضرت جرھد کی حدیث احتیاط کے لحاظ سے راجح ہے۔ (صحیح بخاری، ج 1، باب 12، مایذکر فی الفخذ)

اور عورت کا پورا جسم شرم گاہ ہے اور واجب الستر ہے ماسوا اس کے چہرے اور ہاتھوں کے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت (مکمل) واجب الستر ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک کر دیکھتا ہے۔

(سنن ترمذی، ج 2، رقم الحدیث: 1178۔ مجمع الزوائد، ج 2، ص 35، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1414ھ)

زید بن قنفذ کی والدہ نے حضرت امّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟ آپ نے

فرمایا: دو پٹہ میں اور اتنی لمبی قمیص میں جو اس کے پیروں کی پشت کو چھپا لے۔

(سنن ابوداود، ج1، رقم الحدیث: 639، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1414ھ)

امام ابوداود نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لڑکی بالغہ ہو جائے تو اس کے چہرے اور پہنچوں تک ہاتھوں کے سوا کسی عضو کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔

(نصب الرایہ، ج1 ص299، حیدر آباد دکن، فتح القدیر، ج1 ص266، دار الفکر، بیروت)

صوفیائے کرام کا لباس یعنی گدڑی

پشم اور اون وصوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی کہتے ہیں صوفیاء کرام کا شعار ہے۔ اور یہ لباس سنت کے موافق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''عَلَيْكُمْ بِلُبْسِ الصُّوْفِ تَجِدُوْنَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ فِيْ قُلُوْبِكُم'' پشمینی لباس اختیار کرو' کیونکہ اس سے اپنے دلوں میں ایمان کی شیرینی پاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ آپ صوف (پشمین) کا لباس زیب تن فرماتے اور دراز گوش (گدھے) پر سواری فرمایا کرتے تھے' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''لَا تُضِيْعِي الثَّوْبَ حَتّٰى تَرَقِّعِيْهِ'' کپڑے کو ضائع نہ کرو جب تک پیوند لگنے کی گنجائش ہو۔ سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک گدڑی ایسی تھی کہ جس میں تیس پیوند لگے تھے۔ نیز منقول ہے کہ سب سے بہتر لباس وہ ہے جس میں آسانی سے محنت کی جا سکے۔

سیدنا امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے پاس ایک پیرہن ایسا تھا جس کی آستینیں انگلیوں تک آتی تھیں' اگر کسی پیرہن کی آستینیں انگلیوں سے بڑھ جاتی تھیں تو زائد حصے کو ترشوا دیا کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ''وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اَیْ فَقَصِّرْ'' آپ اپنے لباس کو ترشوا کر موزوں زیب تن فرمائیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات بدری صحابیوں کو دیکھا پشمینہ کا لباس پہنتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلوت میں صوف کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک گدڑی پیوند لگی پہنے دیکھا ہے' سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب سیدنا امیر المومنین علی مرتضی اور ہرم بن حیان رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پشمینہ کا لباس پہنے دیکھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت حسن بصری' مالک بن دینار اور حضرت سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ یہ سب گدڑی زیب تن کیا کرتے تھے۔ امام عالم سیدنا امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محمد بن علی حکیم ترمذی اپنی کتاب تاریخ مشائخ میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم نے ابتداء میں گدڑی پہن کر خلوت نشینی کا ارادہ فرمایا اس وقت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار ہوا حضور نے ارشاد فرمایا: تمہیں لوگوں کے درمیان ہونا چاہیے یعنی خلوت نشینی کے ارادے کو چھوڑ کر خلق اللہ کے سامنے آ جاؤ' کیونکہ تمہارے ذریعہ سے میری سنتیں زندہ ہوں گی۔ چنانچہ آپ نے خلوت کا ارادہ ترک فرما دیا اور قیمتی لباس کبھی نہ پہنا۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جو محققین صوفیاء میں سے ہیں ہمیشہ گدڑی پہنا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم گدڑی پہنے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے تو لوگوں نے ان کو بہ نظر حقارت دیکھا امام اعظم نے فرمایا: یہ ابراہیم ادہم ہمارے سردار ہیں جو تشریف لائے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا اے امام عالی مرتبت! آپ کی زبان کبھی لغویات سے آلودہ نہیں ہوئی یہ سیادت وسرداری کے کیسے مستحق بن گئے؟ امام صاحب نے فرمایا: انہوں نے خدمت کر کے سیادت پائی ہے۔ یہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی خدمت وعبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہم اپنی نفس پروری میں مصروف رہتے ہیں اس لئے یہ ہمارے سردار ہیں۔ آج کچھ لوگ گدڑی پہن کر جاہ وعزت حاصل کر لیتے ہیں مگر ان کے دل ظاہر کے مطابق نہیں ہیں' تو کیا مضائقہ ہر لشکر میں بہادر وشجاع چند ہی ہوتے ہیں' اژدحام میں محقق کم ہوتے ہیں لیکن سب کی نسبت ان کی طرف کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ صوفیاء کا یہ مسلک مذکورہ عملی مثالوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشادات کے علاوہ آپ کے اس ارشاد پر بھی مبنی ہے کہ ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' جس کی مشابہت جو اختیار کرے خواہ وہ مشابہت قول وفعل میں ہو یا اعتقاد میں وہ اسی قوم کا فرد شمار کیا جاتا ہے۔

صوفیاء کرام کے دیکھنے والوں کے طبقات مختلف ہیں (۱) کوئی تو ان کے ظاہری معاملات اور ان کی خصلتوں پر نظر ڈالتا ہے (۲) اور کوئی ان کی باطنی صفائی دل کی جلاء خفیہ اسرار' طبعی لطافت' اعتدال مزاج اور دیدار ربانی کے اسرار میں صحت مشاہدہ کو دیکھتا ہے تاکہ محققین کا قرب اور ان کی رفعت کبریٰ کو دیکھے اور ان سے شرف نیاز مندی بجالا کر ان کے مقام سے وابستہ ہو جائے۔ اور تعلق خاطر پیدا کر کے بصیرت حاصل کرے' کیونکہ ان کے حال کی ابتداء کشف احوال اور خواہشات نفسانی اور اس کی لذتوں سے اعراض وکنارہ کشی پر مبنی ہوتی ہے۔

(۳) ایک طبقہ ایسا ہے جو جسم کی درستگی' دل کی پاکیزگی اور قلب کی سکون وسلامتی کو ان کے ظاہر حال میں دیکھنا چاہتا ہے' تاکہ وہ شریعت پر عمل کرنے اور اس کے مستحبات وآداب کی حفاظت اور باہم معاملات میں حسن عمل کو دیکھ سکے اور ان کی صحبت اختیار کر کے اصلاح حال کر سکے۔ اس طبقہ کے حال کی ابتداء ریاضت ومجاہدہ اور حسن معاملہ پر مبنی ہے۔

(۴) ایک طبقہ ایسا ہے جو انسانی اخلاق ومروت پر برتاؤ طریق صحبت ومجالست اور ان کے افعال میں حسن سیرت کی جستجو کرتا ہے' تاکہ ان کی ظاہری زندگانی میں مروت برتاؤ کی خوبی' بڑوں کی تعظیم' چھوٹوں پر شفقت ومہربانی اور عزیزوں اور ہمسروں کے ساتھ حسن سلوک رواداری' کو دیکھ کر ان کی قناعت کا اندازہ لگائے اور ان کی طلب وبے نیازی سے قربت حاصل کر کے ان کی صحبت اختیار کرے اور آسان زندگی بسر کرے اور خود کو بندگان صالحین کی خدمت کے لئے وقف کر دے۔

(۵) ایک طبقہ ایسا ہے جسے طبیعت کی کاہلی' نفس کی بڑائی' جاہ طلبی اور بغیر فضیلت کے علو مقام کی خواہش اور بے علم ہونے کے باوجود اہل علم کے خصائص کی جستجو نے سرگرداں کر رکھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان میں اس ظاہری دکھاوے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ محض ظاہری طمع میں ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور مداہنت کے طریقہ پر ان کے ساتھ اخلاق وکرم کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ''صلح کلی'' بن کر ان کے ساتھ زندگانی بسر کرتے ہیں اسی بناء پر ان کے دلوں پر حقانی باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور ان کے جسموں پر حصول طریقت کے مجاہدوں کی کوئی علامت پیدا نہیں ہوتی۔ باوجودیکہ وہ خواہشمند ہوتے ہیں کہ محققوں کی مانند لوگ ان کی تعظیم و

تکریم کریں۔ اور ان سے ویسے ہی خوف کھائیں جیسے اللہ تعالیٰ کے مخصوص اولیاء کرام سے عوام خائف رہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کی اپنی آفتیں ان کی صلاح میں پوشیدہ رہیں' ایسے لوگ ان صوفیائے کرام جیسی وضع قطع اختیار کرتے ہیں حالانکہ ان کا لباس ان کے معاملہ کی درستگی کے بغیر ان کے مکروفریب کا پردہ چاک کرتا ہے' ایسے مکروفریب کا لباس' روز قیامت حسرت وندامت کا موجب ہوگا۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے' مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ' ان لوگوں کی مثال جنہوں نے تورات پر عمل نہیں کیا اس گدھے کی مانند ہیں جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو۔ کتنی بری مثال ہے اس قوم کی جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ ظالم قوموں پر ہدایت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں اس قسم کے لوگ بکثرت ہیں' لٰہذا جہاں تک ہو سکے ایسوں سے بچنے کی کوشش کرو اور ان کی طرف قطعاً توجہ نہ دو' اس لئے کہ ایسے نقلی صوفیوں سے اگر تم نے ہزار بار سلوک وطریقت حاصل کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحہ کے لئے بھی طریقت کا دامن تمہارے ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ راہ محض گدڑی پہننے سے طے نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ منزل ریاضت ومحنت سے ملتی ہے جو شخص طریقت سے آشنا اور واقف ہو گیا' اس کے لئے تونگری والا لباس بھی فقیرانہ عبا ہے اور جو اس سے بیگانہ و نا آشنا ہے' اس کے لئے فقیرانہ گدڑی نحوست وادبار کی نشانی ہے اور آخرت میں باعث بدبختی وشقاوت ہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے کسی سے دریافت کیا کہ۔

"لِمَ لَا تَلْبَسِ الْمُرَقَّعَةُ قَالَ مِنَ النِّفَاقِ اَنْ تَلْبَسَ لِبَاسَ الْفِتْيَانِ وَلَا تَدْخُلُ فِيْ حَمْلِ اَثْقَالِ الْفُتُوَّةِ"

آپ گدڑی کیوں نہیں پہنتے؟ انہوں نے فرمایا: نفاق کے ڈر سے' اس لئے کہ مردان خدا کا لباس پہننے سے ان کے معاملات کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں آجاتی۔ مردان خدا کا لباس پہننا اور ان کا بوجھ نہ اٹھانا کذب ونفاق ہے۔

اور اگر یہ لباس فقراء تم اس لئے پہنتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پہچانے کہ تم اس کے خاص بندے ہو تو وہ بغیر لباس کے بھی جانتا ہے اور اگر اس لئے پہنتے ہو کہ لوگ تمہیں پہچانیں کہ تم خدا کے خاص بندے ہو' اگر واقعی تم ایسے ہو' تب بھی یہ ریا کاری ہوگی حقیقت یہ ہے کہ یہ راہ بہت دشوار اور پرخطر ہے اور اہل حق اس سے برتر ہیں کہ وہ کوئی خاص لباس اختیار کریں۔

"اَلصَّفَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنْعَامٌ وَ اِكْرَامٌ وَالصُّوْفُ لِبَاسُ الْاَنْعَامِ"

تزکیہ نفس اور باطنی صفائی اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے پر فضل وکرم ہے' ورنہ صوف یعنی اون تو چوپاؤں کا لباس ہے۔

لباس تو ایک حیلہ وبہانہ ہے' ایک طبقہ نے تو لباس ہی کو قرب اختصاص کا ذریعہ جان رکھا ہے اور وہ اس کو پہن کر اپنے ظاہر کو آراستہ کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ انہی میں سے ہو جائیں گے' اس طبقہ کے صوفیاء اپنے مریدوں کو ایسا لباس پہننے اور گدڑی کے استعمال کی تاکید کرتے ہیں اور خود بھی سیروسیاحت کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ مشہور ومعروف ہو جائیں۔ اس طرح مخلوق خدا (ان کے فریب میں آکر) ان کی نگہبان اور محافظ بن جاتی ہے۔ جب بھی ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی ہے جو شریعت و

طریقت کے خلاف ہے تو لوگ ان پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں' اگر وہ چاہیں کہ یہ لباس پہن کر مرتکب گناہ ہوں تو خلق سے شرم محسوس کرتے ہیں۔

بہر حال! گدڑی اولیاء اللہ کی زینت ہے' عوام اس سے عزت حاصل کرتے اور خواص اس سے کمتری کا احساس دلاتے ہیں عوام تو یوں عزت حاصل کرتے ہیں کہ جب وہ اس لباس کو پہنتے ہیں تو مخلوق خدا ان کی عزت کرتی ہے اور خواص اس طرح کمتری کا احساس دلاتے ہیں کہ جب وہ گدڑی پہنتے ہیں تو لوگ انہیں عوام الناس میں سے جان کر انہیں ملامت کرتے ہیں' لہٰذا یہ لباس اَلنِّعَمُ لِلْعَوَامِ وَجُوْشَنَ الْبَلَاءُ لِلْخَوَاصِ عوام کے لئے نعمت ہے اور خواص کے لئے پیرہن ابتلاء' کیونکہ اکثر عوام حقیقت کی پہچان میں سرگرداں رہتے ہیں چونکہ یہ مقام و درجہ ان کی دسترس اور ان کے فہم سے بالاتر ہے اور وہ اس کے حصول کا سامان بھی نہیں رکھتے جس سے وہ رئیس بن جائیں محض اسی سبب کو جمع نعمت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں لیکن خواص ریا و نمود اور ریاست کو چھوڑ کر عزت پر ذلت کو نعمت پر ابتلا کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ ظاہری نعمتیں عوام کے لئے ہی موجب عزت ہیں مگر وہ اپنے لئے بلا و مصیبت کو باعث افتخار جانتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیاء کے لئے گدڑی وفا کا لباس ہے اور مغروروں کے لئے خوشی کی پوشاک' اس لئے کہ صوفیا اسے پہن کر دونوں جہان سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ اور طبعی مرغوبات کو چھوڑ کر ان سے ترک تعلق اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن مغرور لوگ اس لباس کے لئے سبب سے حق سے محجوب ہو کر احوال کی درستگی سے محروم رہتے ہیں' فلاح کا موجب ہے اور ہر ایک کو اس سے اپنی مراد حاصل ہو جاتی ہے' کسی کو مرتبہ صفا ملتا ہے تو کسی کو بخشش و عطاء کسی کے لئے حجاب و پردہ ہے تو کسی کے لئے پائمالی اور پسپائی' کسی کے لئے رضا ہے تو کسی کے لئے رنج و تعجب۔ میں امید رکھتا ہوں کہ باہمی محبت اور حسن صحبت سے سب کے سب نجات پا جائیں گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ" جو جس گروہ سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہوگا قیامت کے دن ہر گروہ کے دوستوں کو انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور وہ انہیں کے زمرے میں شامل ہوں گے لیکن یہ لازمی ہے کہ اپنے باطن کو حقیقت کی طلب میں سرگرم رکھے اور دکھاوے کی رسوم سے اجتناب کرے اس لئے کہ جو شخص ظاہری چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ حقیقت تک کبھی نہیں پہنچ سکتا اور یہ بھی واضح ہے کہ وجود آدمیت' قرب ربوبیت کے لئے حجاب ہے۔ اور اس حجاب کو احوال کی گردش اور مقامات کی ریاضت و مجاہدہ ہی فنا و معدوم کرتے ہیں وجود آدمیت کی صفائی اور حجابات بشری کو دور کرنے کا نام فنا ہے۔ اور جو فانی صفات ہو جائے وہ لباس اختیار نہیں کرتا اور زیب و زینت میں الجھ کر قرب حق اور فنائے بشریت کا حصول ناممکن ہے جو آدمی فانی صفت ہو گیا اور اس سے فنائے بشریت کی آفتیں دور ہو گئیں' آپ اسے خواہ صوفی کہہ کر پکاریں یا کسی اور نام سے یاد کریں اس کے نزدیک سب یکساں ہے۔

گدڑی پہننے کی شرائط

درویش کے لئے گدڑی پہننے کی کچھ شرائط ہیں جو یہ ہیں کہ وہ اسے آسانی و فراغت کے خیال سے تیار کرے اور جب تک اصل کپڑا سالم رہے اس میں پیوند نہ لگائے اور جب کہیں سے پھٹ جائے تو اس پر پیوند لگاتا جائے۔ پیوند لگانے کے سلسلہ میں

مشائخ طریقت کے دو قول ہیں۔

ایک یہ کہ پیوند لگانے میں ترتیب اور آرائش کا خیال نہ رکھنا چاہیے بلکہ جہاں سے بھی سوئی نکلے سیتا چلا جائے اس میں تکلف نہ کرے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ پیوند لگانے میں ترتیب اور درستی کا خیال رکھنا شرط ہے تا کہ مناسبت برقرار ہے اور اسے بتکلف درست کرنا بھی فقر کے معاملات سے تعلق رکھتا ہے اور معاملات کا صحیح رکھنا اصل کی دلیل ہے۔

سیدنا داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ المشائخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ سے مقام طوس میں دریافت کیا کہ درویش کے لئے کم سے کم کونسی چیز درکار ہے۔ جو فقر کے لائق و مناسب ہو انہوں نے فرمایا: تین چیزیں درویشی کے لئے ضروری ہیں ان سے کم پر نام فقر زیبا نہیں۔ ایک یہ کہ گدڑی میں پیوند کی درست سلائی کرے دوسری یہ کہ سچی بات سننا پسند کرے اور تیسری یہ کہ زمین پر پاؤں ٹھیک رکھے (یعنی تفاخر و تکبر اور اترانے کی چال نہ چلے) جس وقت ان سے یہ باتیں معلوم ہوئیں تو صوفیاء کی ایک جماعت ان کے پاس بیٹھی تھی' ان سب کی موجودگی میں انہوں نے یہ باتیں بیان فرمائیں۔ جب ہم ان کی محفل مبارک سے باہر نکلے تو ہر ایک نے بحث و مباحثہ شروع کر دیا اور جاہلوں کے ایک طبقہ کو ان باتوں میں لذت و شیرینی محسوس ہونے لگی' وہ کہنے لگے کہ بس انہیں تین باتوں کا نام فقر ہے۔ چنانچہ بہتوں نے بہت سے پیوند لگائے اور زمین پر داہنا پاؤں مارنے کو مشغلہ بنالیا ہر ایک یہ خیال کرنے لگا کہ ہم طریقت کی باتیں اچھی طرح سمجھتے ہیں' چونکہ مجھے حضرت شیخ کی باتوں سے لگاؤ تھا' مجھے ان کی باتوں کا اس طرح ضائع و برباد ہونا گوارہ نہ ہوا میں نے ان سے کہا آؤ اور ہم سب مل کر ان باتوں پر تبادلہ خیالات کریں اور ہر ایک اپنی اپنی فہم و عقل کے مطابق ان کی تشریح و وضاحت کرے۔ چنانچہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ گدڑی میں درست پیوند لگانے کا مطلب یہ ہے کہ فقر کے لئے پیوند لگایا جائے نہ کہ زیب و زینت کی خاطر جب فقر کے لئے پیوند لگا ہوگا تو وہ پیوند اگر چہ بظاہر درست نہ ہو' تب بھی فقر میں درست ہوگا اور سچی بات سننے کا خوگر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حال کے لئے ہوں' نہ کہ اپنے وجود و مرتبہ کے لئے اور وجد کی خاطر اس میں تصرف کرے' نہ کہ کھیل کود اور عیش پسندگی کے لئے اور زمین پر ٹھیک پاؤں رکھنے کا مطلب یہ ہے' کہ وجد کی خاطر زمین پر پاؤں رکھے' نہ کہ کھیل کود لہو و لعب کے لئے۔

کچھ لوگوں نے میری یہ تشریح و توضیح حضرت شیخ ابوالقاسم رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کر دی اس پر آپ نے فرمایا: ''اَصَابَ عَلِیٌّ' خَیَّرَہُ اللّٰہُ'' علی یعنی داتا گنج بخش نے صحیح و درست بات کہی' اللہ تعالیٰ اسے پسند فرمائے۔

دراصل صوفیاء کرام کا گدڑی پہننے سے مقصد یہ ہے کہ دنیاوی محنت و مشقت میں کمی ہو اور اللہ تعالیٰ سے فقر و احتیاج میں صدق و اخلاق پیدا ہو' احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک گدڑی تھی جسے وہ اپنے ساتھ آسمان پر لے گئے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا ہے کہ ان کی گدڑی کے ہر پیوند سے نور درخشاں تھا۔ میں نے عرض کیا اے حضرت مسیح! آپ کی گدڑی سے یہ انوار کیسے درخشاں ہیں' فرمایا: یہ میرے اضطرار و پریشانی کے انوار ہیں' کیونکہ میں نے ہر پیوند کو انتہائی ضرورت و احتیاج کے وقت سیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہر رنج و کلفت کے بدلے مجھے ایک نور عطا فرمایا۔

نیز میں نے ماوراء النہر میں ملامتی گروہ کے ایک آدمی کو دیکھا کہ انسان جو چیز کھاتا اور پہنتا ہے وہ آدمی ان میں سے کچھ نہیں

کھاتا اور نہ پہنتا تھا وہ صرف وہی چیزیں کھاتا تھا جسے لوگ پھینک دیتے تھے مثلاً خراب ککڑی' کڑوا کدو بیکار گاجر وغیرہ اور وہ ایسی گدڑی پہنتا تھا جس کے چیتھڑے راستہ میں اکٹھا کر کے پاک کئے جاتے تھے اور پھران سے وہ گدڑی بنائی جاتی تھی۔

میں نے سنا ہے کہ شہر مرادالردو میں ایک بزرگ ایسے تھے جن کا شمار متاخرین اور ارباب معانی میں تھا' جس کا حال عمدہ اور خصلت نیک تھی ان کی گدڑی اور جائے نماز میں بے ترتیب پیوند لگے ہوئے تھے اور بچھوؤں نے اس میں بچے دے رکھے تھے۔

میرے پیرومرشد رضی اللہ عنہ نے اکیاون سال تک ایک ہی گدڑی زیب تن رکھی وہ اس میں بے ترتیب پیوند لگاتے رہتے تھے۔

اہل عراق کی ایک حکایت میں پڑھا ہے کہ دو درویش تھے جن میں ایک تو صاحب مشاہدہ تھا اور دوسرا صاحب مجاہدہ' وہ درویش جو صاحب مشاہدہ تھا اس نے اپنی تمام عمر ایسی پھٹی گدڑی پہنی جیسی کہ بوقت سماع پھٹی ہوئی گدڑی درویش پہنتے ہیں اور وہ درویش جو صاحب مجاہدہ تھا اس نے تمام عمر ایسی دریدہ گدڑی پہنی جیسی کہ استغفار و آمرزش کی حالت میں ہوتی ہے اور اس حال میں اپنے لباس کو بوسیدہ کرلیا کرتا تھا تا کہ اس کی ظاہری حالت اس کی باطنی کیفیات کے مطابق ہو جائے' یہ کیفیت اپنے حال کی حفاظت کے لئے ہوتی تھی۔

حضرت شیخ محمد بن خفیف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیس سال تک انتہائی سخت و درشت ٹاٹ پہنا وہ ہر سال چار چلہ کرتے اور ہر چالیس دن میں علوم و حقائق کی باریکیوں پر ایک کتاب تصنیف فرماتے تھے' ان کے زمانہ میں محمد بن زکریا جو طریقت و حقیقت کے علماء میں اپنا مقام رکھتے ہیں' ان کی حالت یہ تھی کہ وہ چیتے کی کھال پر بیٹھتے اور کبھی گدڑی تک نہ پہنتے تھے۔

حضرت شیخ محمد بن خفیف سے لوگوں نے پوچھا کہ گدڑی پہننے کی شرائط کیا ہیں اور اس کی حفاظت کس پر لازم ہے؟ انہوں نے جواب دیا' گدڑی پہننے کی شرط یہ ہے کہ محمد بن زکریا جیسے بزرگ اپنے عمدہ سفید لباس کی جگہ گدڑی پہنیں اور ان جیسے بزرگ اس لباس کی حفاظت فرمائیں۔

صوفیاء کے لباس میں مسلک اعتدال

صوفیائے کرام میں ترک عادات کا طریقہ ان کی شرائط میں سے نہیں ہے۔ موجودہ زمانہ میں جو اونی لباس کمتر پہنتے ہیں' اس کی دو وجہ ہیں' ایک یہ کہ آج کل اون گندی اور خراب ملتی ہے کیونکہ جانور ناپاک اور گندی جگہوں پر اٹھتے بیٹھتے ہیں' دوسری یہ کہ اہل بدعت وہوا اور نقلی صوفیاء نے اونی لباس کو اپنا شعار بنالیا ہے بدعتی کے شعار کے خلاف عمل کرنا اگرچہ وہ سنت ہی کیوں نہ ہو' درست ہے۔

لیکن گدڑی کے پہننے میں تکلف کو اس بناء پر جائز رکھا گیا ہے کہ ان کا مرتبہ لوگوں میں بلند و برتر ہے اور ہر شخص صوفیاء کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان سے خلاف شریعت و طریقت حرکات کا صدور ہوتا ہے' ایسے نااہل لوگوں کی صحبت سے ان کو رنج ہوتا ہے اس لئے انہوں نے ایسے لباس کو اختیار کیا ہے' جس میں بجز ان کے اور کوئی اس طرح کے پیوند نہیں لگا سکتا۔ ایسی گدڑی کو اپنے اور غیروں کے درمیان امتیازی نشان بنا رکھا ہے' ایک درویش کسی بزرگ کے پاس حاضر ہوا' اس نے جو پیوند لگا رکھے تھے وہ کچھ کشادہ تھے۔ اس بزرگ نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا اور اس کی گدڑی ادھیڑ ڈالی۔ اس لئے کہ صفاء کا مطلب

تو یہ ہے کہ اصل طبع کو نرم اور مزاج کو لطیف بنا دیجئے۔ بلا شبہ طبع کی درشتی اچھی نہیں ہے جس طرح کہ غیر موزوں شعر طبیعت پر گراں گزرتا ہے اسی طرح ناموزوں فعل طبیعت پر گراں ہوتا ہے۔

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے لباس کے ہونے یا نہ ہونے میں تکلف نہیں کیا' اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں گدڑی دی تو زیب تن کر لی' اگر قبادی تو بھی پہن لیا اور اگر برہنہ رکھا تو برہنگی میں بھی صبر وشکر کیا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مسلک اعتدال کو اختیار کر رکھا ہے اور لباس کے پہننے میں اسی طریقہ کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آئے تو وہ قبا زیب تن کئے ہوئے تھے اور جب حضرت شاہ شجاع ابوحفص ملاقات کرنے آئے تو وہ بھی قبا پہنے ہوئے تھے مقررہ لباس ان کے جسم پر نہ تھا کیونکہ وہ اکثر اوقات گدڑی پہنا کرتے تھے اور بسا اوقات وہ پشمینی پیرہن یا سفید قمیص پہن لیا کرتے تھے' غرض کہ جو لباس بھی میسر آ جاتا اسی کو زیب تن فرماتے تھے چونکہ آدمی کا نفس عادی اور خو پسند ہوتا ہے جیسی خو اور عادت ڈالی جائے وہ اسی کا غلام ہو جاتا ہے جب نفس کو کوئی عادت پڑ جاتی ہے تو یہ حجاب بن جاتا ہے اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خَیْرُ الصِّیَامِ صَوْمُ اَخِیْ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ'' بہترین روزے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کے تھے'' صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیسے روزے رکھا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار سے رہا کرتے تھے' تاکہ نفس کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی عادت نہ پڑ جائے اور وہ حجاب نہ بنے۔

یہی عادت حضرت ابوحامد دوستاں مروزی کی تھی کہ ان کو جو لباس بھی مریدین پہنا دیا کرتے تھے وہی پہن لیتے تھے پھر جب کسی کو اس کپڑے کی ضرورت ہوتی تو اتار کر اسے دے دیا کرتے تھے حضرت ابوحامد پہنانے والے سے کچھ دریافت نہ فرماتے کہ کیوں پہنایا اور کیوں اتارا۔ ہمارے زمانہ میں بھی ایسے بزرگ غزنی میں موجود ہیں جن کا لقب مؤید ہے جو اپنے لئے لباس میں پسندیدگی اور عدم پسندیدگی کو ملحوظ نہیں رکھتے' اس لحاظ سے یہ طریقہ درست ہے۔

لباس میں رنگوں کی مصلحت

اکثر سلف صالحین صوفیاء کرام کا لباس بایں وجہ نیلگوں رہتا تھا کہ وہ اکثر سیر وسیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس حالت سفر میں گرد وغبار وغیرہ سے جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے' دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگوں رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شعار ہے۔ یہ دنیا چونکہ مصائب وآلام کا گھر اور غم واندوہ کی خندق اور غم خانہ فراق اور ابتلاء کا گہوارہ ہے۔ جب اہل ارادت نے دیکھا کہ اس دنیا میں مقصود بر آری ممکن نہیں تو انہوں نے یہ لباس پہننا شروع کر دیا اور وصل کے غم میں سوگوار بن گئے۔

صوفیاء کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے کہ جب انہیں معاملات تصوف میں قصور اور کوتاہی اور دل میں خرابی کے سوا کچھ نظر نہ آیا اور دنیا میں ضیاع وقت کے سوا کچھ نہ پایا تو سوگواری اختیار کر لی۔ اس لئے کہ وقت ضائع کرنا کسی کی موت سے زیادہ سخت ہے۔ کسی نے

اپنے کسی عزیز کی وفات پر سوگ منایا اور کسی نے مقصود کے فوت ہونے پر سوگواری کی۔

کسی مدعی علم نے کسی درویش سے پوچھا: یہ سوگواری کیوں اختیار کر رکھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں چھوڑی ہیں' ایک فقر' دوسرا علم' تیسری تلوار۔ تلوار تو بادشاہوں نے لے لی مگر انہوں نے اسے بے محل استعمال کیا اور علم علماء نے اختیار کیا۔ لیکن انہوں نے اس کو صرف پڑھنے پڑھانے تک محدود رکھا اور فقر کو فقراء کے گروہ نے اختیار کر لیا۔ مگر انہوں نے اسے تونگری اور مالداری کا نعم البدل بنالیا' میں نے ان تینوں مصیبتوں پر سوگواری کا یہ لباس اختیار کر رکھا ہے۔

حضرت مرتعش رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ ایک دن بغداد کے ایک محلّہ سے گزر رہے تھے کہ انہیں پیاس لگی ایک دروازہ پر جا کر دستک دی اور پانی مانگا' ایک عورت پانی کا برتن لے کر حاضر ہوئی انہوں نے پانی لے کر پیا جب پانی پلانے والی پر نظر پڑی تو ان کا دل اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا اور وہ وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ صاحب خانہ باہر آیا اس سے حضرت مرتعش نے کہا: اے خواجہ! میرا دل ایک گھونٹ پانی کا پیاسا تھا تمہارے گھر سے جو عورت پانی لے کر آئی اور مجھے پانی پلایا' وہ میرا دل لے گئی ہے۔ صاحب خانہ نے کہا وہ میری بیٹی ہے میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔ اس کے بعد مرتعش دل طلب کی خاطر گھر کے اندر چلے گئے اور اس سے نکاح کر لیا یہ صاحب خانہ امیر آدمی تھا اس نے انہیں حمام بھیجا اور عمدہ لباس پہنا کر گدڑی اتروا دی جب رات ہوئی تو حضرت مرتعش نماز میں مشغول ہو گئے اور خلوت میں جا کر درود وظیفہ پڑھنے لگے۔ اسی اثناء میں انہوں نے آواز دی'' هَاتُوْا رُقْعَتِیْ '' میری گدڑی لاؤ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا: ایک غیبی آواز نے مجھ سے کہا کہ اے مرتعش! تم نے ایک نظر ہمارے غیر پر ڈالی تو ہم نے اس کی سزا میں صلاحیت کا لباس اور ظاہر سے گدڑی اتار لی' اب اگر تم دوسری بار نگاہ ڈالو گے تو ہم تمہارے باطن سے قرب و معرفت کا وہ لباس بھی اتار لیں گے جس کے پہننے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے محبوبوں اور اولیاء کی محبت حاصل ہوتی ہے اور جس پر برقرار رہنا مبارک ہوتا ہے اگر تم حق تعالیٰ کے ساتھ ایسی زندگی گزار سکتے ہو تو کرو ورنہ تمہیں اپنے دین کی حفاظت کرنی چاہیے اور اولیاء کرام کے لباس میں خیانت نہ کرنی چاہیے تاکہ تم حقیقی اور سچے مسلمان بن سکو اور کوئی دعویٰ نہ کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ جھوٹ پر دل کو مائل کیا جائے یہ گدڑی انہیں زیب دیتی ہے جو تارک الدنیا یا سالک راہ حق ہیں۔ (کشف المحجوب، صوفیاء کا لباس)

1 - باب الْفِطْرَةِ .

باب: فطرت (کا بیان)

دس چیزوں کا فطرت سے ہونے کا بیان

221 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ

221-اخرجه مسلم فی الطهارة، باب خصال الفطرة (الحديث 56) و اخرجه ابو داؤد في الطهارة باب السواك من الفطرة (الحديث 53) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في تقليم الاظفار (الحديث 2757) واخرجه النسائي في الزينة، الفطرة (الحديث 5056 و 5057) عن طلق من قوله ، و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الفطرة (الحديث 293) . تحفة الاشراف (16188 و 18850) .

شَیْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "عَشْرَةٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ" . قَالَ مُصْعَبٌ وَّنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔ مونچھیں کتروالینا، ناخن ترشوالینا، جوڑوں کو دھونا، داڑھی کو بڑا کرنا، مسواک کرنا، ناک صاف کرنا، بغلوں سے بال صاف کرنا، زیرناف بالوں کو صاف کرنا اور پیشاب کے بعد (پانی استعمال کرنا)

مصعب بن شیبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں میں دسویں بات بھول گیا ہوں لیکن وہ کلی کرنا ہوسکتی ہے۔

شرح

اس حدیث میں جن دس چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے یہ تمام چیزیں پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں سنت تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت یعنی دین اسلام میں بھی سنت ہیں چنانچہ اکثر علماء کرام کے نزدیک فطرت کے یہی معنی ہیں، دوسری شروحات میں اس کے علاوہ علماء کے دوسرے اقوال بھی منقول ہیں لیکن طوالت کی بناء پر یہاں سب کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔
پہلی چیز لبوں کے بال یعنی مونچھوں کا کٹوانا ہے، اس سلسلہ میں مختار مسلک "یہی ہے مونچھیں کتروائی جائیں اور اس طرح کتروائی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ معلوم ہونے لگے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت یہ ہے کہ مونچھیں بھوؤں کی برابر رکھنی چاہئیں۔ البتہ غازیوں اور مجاہدوں کو زیادہ مونچھیں بھی رکھنی جائز ہے کیوں کہ زیادہ مونچھیں دشمن کی نظر میں دہشت کا باعث ہوتی ہیں اور اس سے ان پر رعب چھا جاتا ہے، مونچھوں کا زیادہ کٹوانا کہ ان کا نشان بھی باقی نہ رہے یا بالکل منڈوانا مکروہ ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک حرام ہے مگر بعض علماء نے اسے سنت بھی کہا ہے۔

دوسری چیز داڑھی کا بڑھانا ہے، اس کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ داڑھی کی لمبائی ایک مٹھی کے برابر ہونا ضروری ہے اس سے کم نہ ہونا چاہئے اگر مٹھی سے زیادہ بھی ہو جائز ہے بشرطیکہ حد اعتدال سے نہ بڑھ جائے۔ داڑھی کو منڈوانا یا پست کرنا حرام ہے کیونکہ یہ اکثر مشرکین مثلاً انگریز و ہندو کی وضع ہے، اسی طرح منڈی ہوئی یا پست داڑھی ان لوگوں کی وضع ہے جنہیں دین سے کوئی حصہ نصیب نہیں ہے کہ جن کا شمار " گروہ قلندری رند مشرب" میں ہوتا ہے۔ داڑھی کے بال ایک مٹھی کے برابر چھوڑنا واجب ہے اسے سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے جیسے نماز عید کو سنت فرماتے ہیں حالانکہ عید واجب ہے۔ اگر لمبائی یا چوڑائی میں کچھ بال آگے بڑھ کر بے ترتیب ہو جائیں تو ان کو کتروا کر برابر کرنا جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ انہیں بھی نہ کتروایا جائے، اگر کسی عورت کی داڑھی نکل آئے تو اسے صاف کر ڈالنا مستحب ہے۔

تیسری چیز مسواک کرنا ہے، اس کے متعلق پہلے ہی بتایا جاچکا ہے کہ مسواک کرنا بالاتفاق علماء کرام کے نزدیک سنت ہے، بلکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ علیہ نے تو اسے واجب کہا ہے، حضرت شاہ اسحٰق صاحب نے اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہی ہے کہ اگر کوئی آدمی

مسواک کو قصداً چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

چوتھی چیز ناک میں پانی دینا ہے، اس کا مسئلہ یہ ہے کہ وضو کے لئے ناک میں پانی دنیا مستحب ہے اور غسل کے لئے ناک میں پانی دینا فرض ہے یہی حکم کلی کا بھی ہے کہ وضو میں کلی کرنا سنت ہے اور غسل میں فرض ہے۔

پانچویں چیز ناخن کا کٹوانا ہے، ناخن کسی طرح بھی کٹوائے جائیں اصل سنت ادا ہو جائے گی لیکن اولی اور بہتر یہ ہے کہ ناخن کٹوانے کے وقت یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے ناخن کٹوائے جائیں اس کے بعد بیچ کی انگلی کے اس کے بعد اس کے پاس کی انگلی کے پھر چھنگلیا کے پھر بعد میں انگوٹھے کے ناخن کٹوائے جائیں، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے ناخن اس طرح کٹوائے جائیں کہ سب سے پہلے چھنگلیا کے اس کے بعد اس کے پاس کی انگلی اس کے بعد بیچ کی انگلی اس کے بعد شہادت کی انگلی اور پھر بعد میں انگوٹھے کے ناخن کٹوائے جائیں۔ بعض علماء کرام نے یہ طریقہ بھی لکھا ہے کہ سب سے پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ناخن کٹوانا شروع کرے اور چھنگلیا پر پہنچ کر روک دے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور اس کے انگوٹھے تک پہنچ کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کر دے۔ اسی طرح پیر کے ناخن اس طرح کٹوانا چاہئے کہ پہلے دائیں پیر کی چھنگلیا سے کٹوانا شروع کرے اور آخر میں بائیں پیر کی چھنگلیا پر لے جا کر ختم کرے بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ جمعہ کے روز ناخن کتروانا مستحب ہے، کچھ حضرات نے ناخن کٹوا کر ان کو زمین میں دفن کر دینے کو بھی مستحب لکھا ہے، اگر ناخن پھینک دیئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ان کو پاخانہ میں یا غسل کی جگہ میں پھینکنا مکروہ ہے۔

چھٹی چیز براجم یعنی جوڑوں کی جگہ کو دھونا ہے، براجم فرماتے ہیں انگلیوں کی گانٹھوں (جوڑوں) کو اور اس کی اوپر کی کھال کو جو چنٹ دار ہوتی ہے اس میں اکثر میل جمع ہوتا ہے۔ خصوصاً جو لوگ ہاتھ سے کام کاج زیادہ کرتے ہیں ان کی انگلیاں سخت ہو جاتی ہیں اور ان میں میل جم جاتا ہے، لہٰذا ان کو دھونے کی تاکید فرمائی جا رہی ہے، اسی طرح بدن کے وہ اعضاء جن میں میل جم جانے کا گمان ہو جیسے کان، بغل، ناف ان کو بھی دھونے کا یہی حکم ہے۔

ساتویں چیز بغل کے بالوں کو صاف کرنا ہے، اس سلسلہ میں نتف استعمال فرمایا گیا ہے، نتف بال اکھاڑنے کو فرماتے ہیں، چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ بغل کے بالوں کو منڈوانا سنت نہیں ہے بلکہ ان کو ہاتھ سے اکھاڑنا سنت ہے مگر بعض علماء نے کہا ہے کہ بغل کے بالوں کو ہاتھ سے اکھاڑنا اس آدمی کے لئے افضل ہے جو اس کی تکلیف کو برداشت کر سکتا ہو، ویسے بغل کے بالوں کا منڈوانا یا نورے سے صاف کرنا بھی جائز ہے۔

آٹھویں چیز زیر ناف بالوں کو مونڈنا ہے، یہ بھی سنت ہے، زیر ناف بال، اگر منڈانے کی بجائے اکھاڑے جائیں، یا نورے سے صاف کئے جائیں تو بھی ان کے حکم میں شامل ہوں گے مگر قینچی سے کاٹنے میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ مقعد (پاخانہ کے مقام) کے گرد جو بال ہوتے ہیں ان کو بھی صاف کرنا مستحب ہوتا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر ناف بالوں نورے (نورہ ایک خاص مرکب چیز کو فرماتے ہیں جو ہڑتال اور چونے سے ملا کر بنائی جاتی تھی جس سے بال اڑ جاتے ہیں)۔ سے صاف کیا کرتے تھے واللہ اعلم۔ عورتوں کو زیر ناف بال اکھاڑنا اولیٰ ہے کیونکہ اس سے خاوند کو رغبت زیادہ ہوتی ہے، نیز عورت

کے اندر چونکہ خواہشات نفسانی اور شہوت ننانوے حصہ ہوتی ہے اور مرد میں صرف ایک حصہ ہوتی ہے اور یہ طے ہے کہ زیرناف بال اکھاڑنے سے شہوت کم ہوتی ہے اور مونڈنے سے قوی ہوتی ہے، لہٰذا عورت کے مناسب حال یہی ہے کہ وہ بال اکھاڑے اور مرد کے مناسب حال یہ ہے کہ وہ مونڈے۔ زیرناف بال مونڈنے، بغل کے بال اکھاڑنے، مونچھیں کتروانے اور ناخن کٹوانے کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہونی چاہئے، چالیس دن کے اندر اندر ان کو صاف کر لینا چاہئے اس سے زیادہ مدت تک انہیں چھوڑے رکھنا مکروہ ہے۔

نویں چیز پانی کا کم کرنا یعنی پاکی کے ساتھ استنجاء کرنا ہے۔ انتقاص الماء کے دو مطلب ہیں ایک تو یہی جو راوی نے بیان کئے ہیں یعنی پانی کے ساتھ استنجاء کرنا چونکہ استنجاء کرنے میں پانی خرچ ہوتا ہے اور کم ہو جاتا ہے اس لئے اس انتقاص الماء (پانی کا کم کرنا) سے تعبیر کیا گیا ہے، دوسرے معنی یہ کہ پانی کے استعمال یعنی استنجاء کرنے کی بناء پر پیشاب کو کم کرنا، مطلب یہ ہے کہ پانی سے استنجاء کرنے کی وجہ سے پیشاب کے قطرے رک جاتے ہیں اس طرح پیشاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں انتقاص کی جگہ لفظ انتقاض آیا ہے اس کے معنی ہیں ستر کے اوپر پانی چھڑکنا جیسا کہ پہلی حدیثوں میں گزر چکا ہے، بہر حال یہ دونوں چیزیں بھی سنت ہیں۔

ختنہ چونکہ شعائر اسلام میں سے ہے اس لئے اگر کسی شہر کے تمام لوگ ختنہ ترک کر دیں تو امام وقت کو ان کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے تا آنکہ وہ لوگ اس اسلامی شعائر کو اختیار کر لیں جیسے آذان کے بارے میں حکم ہے۔ ختنہ کرنے کی عمر اور وقت کے تعین میں علماء کے یہاں اختلاف ہے، بعض علماء کے نزدیک پیدائش کے ساتویں دن ختنہ کر دینا چاہئے جیسے عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک سال اور بعض کے نزدیک نو سال کی مدت ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی قید نہیں ہے، جب چاہے ختنہ کر دیا جائے، گویا بالغ ہونے سے پہلے پہلے جب بھی وقت اور موقع ہو ختنہ کرایا جا سکتا ہے، امام اعظم کے نزدیک اس صورت میں بلوغ سے پہلے کی شرط بطور خاص ہے کیونکہ ختنہ کرنا سنت ہے اور بالغ ہونے کے بعد ستر چھپانا واجب ہے اس لئے اگر کوئی آدمی بالغ ہونے کے بعد ختنہ کرائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے ایک سنت کو ادا کرنے کے لئے واجب کو ترک کر دیا حالانکہ سنت کی ادائیگی کے لئے واجب کو ترک کر دینا جائز نہیں۔

222 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ طَلْقًا یَذْكُرُ عَشْرَةً مِّنَ الْفِطْرَةِ السِّوَاكَ وَقَصَّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمَ الْاَظْفَارِ وَغَسْلَ الْبَرَاجِمِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقَ ۔ وَاَنَا شَكَكْتُ فِی الْمَضْمَضَةِ ۔

✧✧ حضرت سلیمان تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے' دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔ مسواک کرنا، مونچھیں چھوٹی کرنا، ناخن ترشوانا، جوڑوں کو دھونا، زیرناف بال صاف کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنے کے بارے میں مجھے شک ہے۔

222-تقدم (الحدیث 5055) .

223 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ عَشْرَةٌ مِّنَ السُّنَّةِ السِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالاِسْتِنْشَاقُ وَتَوْفِيرُ اللِّحْيَةِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَالْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَغَسْلُ الدُّبُرِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيْثُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَجَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ وَمُصْعَبٌ مُّنْكَرُ الْحَدِيْثِ .

✧✧ حضرت ابوبشر رضی اللہ عنہ' حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' دس چیزیں سنت ہیں۔ مسواک کرنا، مونچھیں چھوٹی کروانا، کنگھی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، داڑھی بڑھانا، ناخن ترشوانا، بغلوں کے بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پاخانے کے مقام کو (پانی کے ذریعے) دھونا۔

224 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَنَتْفُ الضَّبْعِ وَتَقْلِيْمُ الظُّفْرِ وَتَقْصِيْرُ الشَّارِبِ" . وَقَفَهُ مَالِكٌ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ چیزیں سنت کا حصہ ہیں۔ ختنہ کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال صاف کرنا، ناخن ترشوانا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔

225 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْخِتَانُ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں۔ ناخن ترشوانا، مونچھیں چھوٹی کروانا، بغلوں کے بال صاف کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا اور ختنے کروانا۔

شرح

ابن مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوعمر رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناخن اور لبوں کے بال، ہر جمعہ کو ترشواتے تھے، زیر ناف بال بیس دن میں صاف کرتے تھے اور بغل کے بال چالیس دن میں صاف کراتے تھے۔ قنیہ میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک بار ناخن ترشوا کر، لبوں کے بال ہلکے کرا کر اور جسم کے زائد بال صاف کر کے غسل کے ذریعہ اپنے بدن کو صاف ستھرا کیا جائے اگر ہر ہفتہ یہ ممکن نہ ہو تو ہر پندرھویں دن اس پر عمل کیا جائے، یہاں تک کہ چالیس دن سے زائد کا عرصہ گزر جائے تو یہ "بلا عذر ترک" کہلائے گا گویا ان چیزوں کے لئے ایک ہفتہ تو افضل مدت ہے پندرہ روزہ مدت اوسط درجہ پر مشتمل ہے اور آخری مدت چالیس دن ہے چالیس سے زیادہ گذارنے والا بلا عذر ترک کرنے والا شمار ہوگا

223-تقدم (الحدیث 5055) .

224-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (12978) .

225-انفرد به النسائی . تحفة الاشراف (13013) .

جس پر حنفیہ کے نزدیک وہ وعید کا مستحق ہوگا۔ مظہر کہتے ہیں کہ ابوعمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ الاغر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کو جانے سے پہلے لبوں کے بال اور ناخن کترتے تھے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغل کے بال اور ناف کے نیچے کے بال چالیس دن میں اور بعض حضرات کی روایت کے مطابق ایک مہینہ میں صاف کرتے تھے، ایک مہینہ والی روایت ایک معتدل قول ہے۔

باب اِحْفَاءِ الشَّارِب۔

یہ باب ہے کہ مونچھیں چھوٹی کروانا

226- اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى"۔

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ مونچھیں چھوٹی کرواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

شرح

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعید بن مسیّب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو رحمٰن (اللہ) کے دوست تھے سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمان کی مہمانداری کی یعنی مہمان کی پذیرائی و مہمانداری کی ابتداء انہوں نے ہی کی وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا، وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں کتریں اور وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے بڑھاپا یعنی سفید بال دیکھا، چنانچہ انہوں نے (جب سب سے پہلے اپنے بالوں میں سفیدی کو دیکھا تو) عرض کیا کہ "میرے پروردگار"! یہ کیا ہے؟ پروردگار کا جواب آیا کہ "ابراہیم (علیہ السلام)" یہ وقار ہے یعنی یہ اس بڑھاپے کی علامت ہے جو علم و دانش میں اضافہ کا باعث اور عز و وقار کا ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے لہو ولعب کی مشغولیت اور گناہوں کے ارتکاب سے باز رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ پروردگار! یہ تو تیری بڑی نعمت ہے الٰہٰا" میرے وقار میں اضافہ فرما۔ (مالک، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، **415**)

امام جلال الدین سیوطی نے موطا کے حاشیہ میں ایسی اور چیزوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی ہے، جو یہ ہیں ناخن کاٹنا، مانگ نکالنی، استرا استعمال کرنا، پائجامہ پہننا، مہندی اور وسمہ کا خضاب لگانا، منبر پر خطبہ پڑھنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، میدان جنگ میں لشکر کو میمنہ، میسرہ، مقدمہ اور قلب کی ترتیب کے ساتھ صف آراء کرنا، لوگوں کے ساتھ معانقہ کرنا اور ثرید تیار کرنا۔

داڑھی شریف برابر رکھنے کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کو عرض

226-سیاتی (الحدیث 5061) ۔ تحفة الاشراف (7297) ۔

وطول میں یعنی نیچے سے بھی اور دائیں بائیں جانب سے بھی کترتے تھے، ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 368)

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کو ادھر ادھر سے بڑھے ہوئے بال کتروا کر برابر درست کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل داڑھی کو "چھوڑنے اور بڑھانے" کے منافی نہیں ہے جس کا حکم دوسری احادیث میں منقول ہے کیونکہ اصل ممانعت کا تعلق منڈانے یا اتنی چھوٹی کرانے سے ہے جو غیر مسلم لوگوں کا شعار ہے ورنہ تو داڑھی کو برابر اور درست رکھنے کے لئے ادھر ادھر سے بڑھے ہوئے بالوں کو کترنا ممنوع نہیں ہے، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کے طول وعرض میں سے ان بالوں کو ترشتے تھے جو ادھر ادھر بڑھے ہوتے تھے اسی لئے ابن ملک نے کہا ہے کہ داڑھی کے بالوں کو برابر کرنا سنت ہے۔

اور احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ زیادہ بڑھانے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ کچھ حضرات تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر داڑھی کے اس حصے کو کتروائے جو مٹھی سے نیچے ہو تو اس میں مضائقہ نہیں ہے، یہ قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور تابعین کی ایک جماعت کا ہے اور شعبی اور ابن سیرین نے اس کو اچھا سمجھا ہے، جب کہ حسن قتادہ اور ان کے متبعین نے اس چیز کو (یعنی داڑھی کے اس حصے کے کترنے کو جو مٹھی سے نکلی ہوئی ہو) اچھا نہیں سمجھا ہے ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اعفوا اللحی (داڑھیوں کو چھوڑ دو) کے پیش نظر اسی چیز کو بہتر جانا ہے کہ مٹھی سے بڑھی ہوئی داڑھی کو بھی چھوڑے رکھا جائے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (احیاء العلوم)

227 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي عَلْقَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعْفُوا اللِّحَى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ".

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں چھوٹی کرواؤ۔

228 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ يُوْسُفَ بْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا".

✧✧ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص مونچھیں چھوٹی نہیں کروائے گا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

شرح

وہ ہم میں سے نہیں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور ہمارے طریقے پر عمل پیرا نہیں ہے۔ اور ملا علی قاری، کے

227-تقدم (الحديث 5060) . 228-تقدم (الحديث 13) .

مطابق اس جملہ کے زیادہ صحیح معنی یہ ہیں کہ ایسا شخص ہماری سنت اور ہمارے طریق کو ماننے والوں میں کامل ترین نہیں ہے، یا اس جملہ کے ذریعہ اس سنت کو ترک کرنے والے کی تہدید مقصود ہے، یا ایسے شخص کو اس بات سے ڈرایا گیا ہے کہ اس سنت کا تارک ہوتے ہوئے مرنا گویا امت مسلمہ کے خلاف طریقے پر مرنا ہے۔

داڑھی کی شرعی حیثیت کا بیان

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے انسانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اوران کی ذوات مقدسہ کوانسانیت کے لیے قابل اطاعت اور نمونہ قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (النساء۴:۶۴)

اہل ایمان پر نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو زندگی کے تمام معاملات میں لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (النساء۴:۵۹)

اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (النساء۴:۸۰)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر۵۹:۷)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کریں اس سے بچتے رہو۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب۳۳:۲۱)

بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں تمہارے لیے نمونہ ہے۔

نبی محتشم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے اور اسے بڑھانے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اس لیے مردوں کے لئے داڑھی رکھنا واجب اس کی شرعی مقدار ایک قبضہ یعنی ایک مشت ہے اور داڑھی رکھنا اسلامی اور مذہبی شعار تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت اور شرافت و بزرگی کی علامت ہے اسی سے مردانہ شکل وصورت کی تکمیل ہوتی ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فطرت سے تعبیر فرمایا ہے لہٰذا داڑھی رکھنا ضروری ہے اور منڈانا یا ایک مٹھی سے پہلے کترانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية الخ ۔(مسلم ج اص ۱۲۹)

ترجمہ: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا کتروانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کرناک صاف کرنا، ناخن تراشنا، بدن کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجاء کرنا راوی کو دسویں چیز یاد نہ رہی فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ وہ کلی کرنا ہو۔ اس حدیث میں جو کہ سنداً نہایت قوی حدیث ہے دس چیزوں کو جن میں سے داڑھی

کا بڑھانا اور مونچھوں کا کترانا بھی فطرت بتلایا گیا ہے اور فطرت عرف شرع میں ان امور کو کہا جاتا ہے جو کہ تمام انبیاء اور رسل کی معمول بہ اور متفق علیہ سنت ہو اور امت کو ان پر عمل کرنے کا حکم ہو۔

صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

عشر من الفطرة ای من السنة ای سنن الانبیاء علیهم السلام التی امرنا بالاقتداء بهم فیها ای من السنة القدیمة التی اختارها الانبیاء علیهم السلام واتفقت علیها الشرائع فکأنها امر جبلی فطروا علیه۔ (مجمع البحار ج ۴ ص ۱۵۵)

یعنی دس چیزیں فطرت (سنت) میں سے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی ان سنتوں میں سے ہیں جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا یعنی اس سنت قدیم میں سے ہے جس کو انبیاء کرام علیہم السلام نے اختیار فرمایا اور اس پر تمام شرائع متفق ہیں گویا کہ وہ امر جبلی ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کو پیدا کیا گیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

قالوا: ومعناه انها من سنن الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم۔ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸)

یعنی فطرت کے معنی یہ ہے کہ وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔ حدیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ داڑھی بڑھانے کا حکم تمام شریعتوں میں تھا اور یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: **قال النبی صلی الله علیه وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب وفی روایة: انهکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیه۔**

(بخاری، کتاب اللباس، رقم ۵۸۹۲، ص ۱۴۸۰)

مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں پست کرو (چھوٹی کرو) اور داڑھی کو معاف رکھو (یعنی اسے نہ کاٹو)

ایک اور حدیث میں **وارخوا اللحی** کے الفاظ مذکور ہیں۔ یعنی داڑھی لمبی کرو۔

ان احادیث مبارکہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم صیغۂ امر کے ساتھ داڑھی رکھنے کا حکم فرما رہے ہیں اور امر حقیقت میں وجوب کے لئے ہوتا ہے نیز داڑھی منڈانے میں کفار (عورتوں) اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے جس کا ناجائز اور حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم انه لعن المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال بالنساء۔ (بخاری، کتاب اللباس، رقم ۵۸۸۵، ص ۱۴۷۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں سے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور مردوں میں سے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں لعنت فرمائی ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔

(ابوداود، کتاب اللباس، رقم ۴۰۳۱، ص ۷۹۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

عن ابی هريرة رضی اللہ عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل ۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، ۴۰۹۸، ص ۸۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو زنانہ لباس پہنے اسی طرح اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ لباس پہنے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنهماقال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوهم من بيوتكم ۔(بخاری، کتاب اللباس، رقم ۵۸۸۵، ص ۱۴۷۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرتے ہیں ان مردوں پر (جو داڑھی منڈا کر یا زنانہ لباس پہن کر) عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔

داڑھی کا ایک مٹھی سے پہلے کٹانا یہ بھی یہود ونصاریٰ اور ایرانی پارسیوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

بذل المجہود میں ہے

وقص اللحية من سنن الاعاجم وهو اليوم شعار كثير من المشركين والافرنج والهنود ومن لاخلاق لهم فى الدين ممن يتبعونهم ويحبون ان يتزيوا بزيهم ۔(بذل المجہود، ج ۱، ص ۳۳)

داڑھی کتروانا عجمیوں کا طریقہ ہے موجودہ زمانہ میں اکثر وبیشتر مشرک فرنگی اور ہندوؤں کا اور ان لوگوں کا شعار بن گیا ہے جن کو دین سے کوئی سروکار نہیں اور انگریزوں کے قدم بقدم چلنے اور ان کی سی شکل ووضع اختیار کرنے کو پسند کرنے لگے ہیں۔

ثم قال: وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم ان ما يفعله بعض من لاخلاق له فى الدين من المسلمين فى الهند والاتراك حرام ۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور کتروانے ہی کی طرح مرد کو داڑھی کٹانا بھی حرام ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہندی مسلمان جن کو دین کا کوئی لحاظ نہیں اور نیز ترک جو ایسے کرنے لگے ہیں وہ حرام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حلق کردن لحیه حرام است وروش افرنج وهنود است و گذاشتن آن بقدر قبضه واجب است و اورا

سنت گویند بمعنی طریقه مسلوك در دین است یا به جهت آنکه ثبوت آن به سنت است۔

(اشعۃ اللمعات، ج۱،ص۲۱۲)

داڑھی منڈانا حرام ہے اور اہل مغرب اور ہندوؤں کا طریقہ ہے داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے اور اس کو سنت اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ یہ دین میں طریقہ مسلوکہ ہے یا اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے چنانچہ نماز عید کو (اسی معنیٰ کے اعتبار سے) سنت کہا جاتا ہے حالانکہ وہ واجب ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد ۔

(فتاویٰ شامی، کتاب الصوم مطلب فی الاخذ من اللحیۃ، ج۲ص۱۵۵)

تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں ہے:

وقال العلائي في كتاب الصوم قبيل فصل العوارض ان الاخذ من اللحية دون القبضة كما يفعله المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهندومجوس الاعاجم فحيث اد من على فعل هذا المحرم يفسق وان لم يكن ممن يستبيحونه ولايعدونه فارقا للعدالة والمروة ۔ (تنقیح الحامدیہ، ج۱ص۳۵۱)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے: کہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کو کسی نے مباح قرار نہیں دیا۔

اسی طرح فیض الباری شرح بخاری میں ہے:

واما قطع دون ذلك فحرام اجماعا بين الائمة رحمهم الله ۔ (فیض الباری، ج۲،ص۳۸۰)

یعنی تمام ائمہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ داڑھی اس طرح کاٹنا کہ ایک قبضہ سے کم رہ جائے حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عن رويفع بن ثابت قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يارويفع! لعل الحيوة ستطول بك بعد فاخبر الناس ان من عقد لحيته او تقلد وترا او استنجى برجيع دابة او عظم فان محمد صلى الله عليه وسلم منه برء ۔ (مشکوٰۃ،ص۴۳)

ترجمہ: حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ: میرے بعد قریب ہے کہ تیری زندگی دراز ہو لوگوں کو خبر دینا کہ جو شخص اپنی داڑھی میں گرہ لگائے یا داڑھی چڑھائے یا تانت کا قلادہ ڈالے یا گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرے تو محمد اس سے بری ہیں۔

الاختیار شرح المختار میں ہے:

اعفاء اللحى قال: محمد رحمه الله عن ابى حنيفة رضى الله عنه تركها حتى تكث وتكثر والتقصير فيها سنة وهو ان يقبض رجل لحيته فما زاد على قبضه قطعه لان اللحية زينة وكثرتها من كمال الزينة

وطولها الفاحش خلاف السنة .

اعفاء اللحی یعنی داڑھی بڑھانا امام محمد رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا داڑھی کو چھوڑے رکھنا چاہئے یہاں تک کہ گھنی ہو جائے اور بڑھ جائے اور داڑھی میں قصر سنت ہے اور قصر یہ ہے کہ داڑھی کو مٹھی سے پکڑے جو مٹھی سے بڑھ جائے اس کو کاٹ دیں۔ داڑھی سنت ہے اور اس کا بھرپور ہونا (گھنی ہونا) کمال زینت ہے اور داڑھی کی غیر معمولی درازی خلاف سنت ہے۔ (الاختیار شرح المختار، ج ۲، ص ۲۳۵)

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

وقد اختلفوا فیما طال منها فقیل: ان یقبض الرجل علی لحیته واخذ ما فضل عن القبضة فلا باس فقد فعله ابن عمر وجماعة من التابعین واستحسنه الشعبی وابن سیرین وکرهه الحسن وقتادة وقالا: ترکها عافیة احب لقوله صلی الله علیه وسلم اعفوا اللحی . (احیاء العلوم، ج ۱، ص ۱۶۸)

لوگوں نے اس باب میں اختلاف کیا ہے کہ اگر داڑھی لمبی ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟ بعض کا قول ہے کہ مقدار مشت چھوڑ کر باقی کاٹ ڈالے تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بہت سے تابعین نے ایسا کیا ہے اور امام شعبی رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے اس کو اچھا سمجھا ہے حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ نے اس کو مکروہ فرمایا ہے اور کہا ہے کہ: اس کو لٹکی رہنے دینا مستحب ہے کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اعفوا اللحی داڑھی بڑھاؤ۔

(مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم، ص ۱۵۹، ۱۶۰)

اور نصاب الاحتساب میں ہے:

قال علیه السلام: احفوا الشوارب واعفوا اللحی ای قصوا الشوارب واترکوا اللحی کما هی ولاتقطعوها ولاتحلقوها ولاتنقصوها من القدر المسنون وهو القبضة۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ یعنی مونچھیں کتر واؤ اور داڑھی کو اپنی حالت پر بڑھاؤ اور جب تک وہ ایک قبضہ بھر نہ ہو جائے اس کو نہ کٹاؤ نہ منڈواؤ نہ گھٹاؤ اور صحیح مقدار ایک مٹھی ہے۔

بہر حال یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ داڑھی ایک مشت رکھنا ہی واجب ہے اور داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے پہلے کتروانا حرام ہے اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب الآثار میں ہے:

محمد قال اخبرنا ابوحنیفة رحمه الله عن الهیثم عن ابن عمر انه کان یقبض علی اللحیة ثم یقص ما تحت القبضة قال محمد: وبه ناخذ وهو قول ابی حنیفة رحمه الله .

ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ہیثم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کو کاٹ دیا کرتے تھے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

فقہ مالکی کے مشہور فقیہہ علامہ محمد بن محمد غیثی مالکی المنح الوفیہ شرح مقدمہ العزیۃ میں فرماتے ہیں:

ان ترك الاخذ من اللحية من الفطرة وامر فى الارسال بان تعفى اى تترك ولاحرج على من طالت لحيته بان يأخذ منها اذا زادت على القبضة ۔

ترجمہ: داڑھی رکھنا فطرت میں سے ہے اور چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے کہ بڑھائی جائے لیکن جس شخص کی داڑھی ایک قبضہ سے لمبی ہو جائے تو ایسے شخص کو قبضہ سے زائد حصہ کو کتر وا ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

مشہور شافعی فقیہہ اور محدث امام نووی حدیث خصال فطرت کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

المختار تركها على حالها وان لايتعرض لها بتقصير ولاغيره

ترجمہ: مذہب مختار یہ ہے کہ داڑھی کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کترنے اور منڈوانے کا تعرض بالکل نہ کیا جائے۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب کشاف القناع شرح متن الاقناع میں ہے:

واعفاء اللحية) بان لاياخذ منها شيأ مالم يستهجن طولها ويحرم حلقها ولايكره اخذ ما زاد على القبضة (کشاف القناع شرح متن الاقناع، ج ۱، ص ۶۰)

اور حضور ا کی سنت داڑھی کو چھوڑ دینا ہے اس طرح کہ اس میں سے کچھ بھی نہ تراشے جب تک کہ وہ لمبی ہو کر بڑی نہ لگنے لگے اور اس کا منڈانا تو بالکل حرام ہے البتہ قبضہ سے زیادہ حصہ کا تراشنا مکروہ نہیں۔

بہر حال مذکورہ تمام احادیث اور فقہاء کرام کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور ایک مشت یعنی قبضہ سے کم کرنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز اور حرام ہے اور اتنی داڑھی رکھنا کہ لوگوں کی نگاہیں اس پر اٹھیں یعنی صرف یہ معلوم ہو کہ داڑھی رکھی ہوئی ہے یہ بات قرآن وسنت اور فقہاء کرام کے اقوال کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے اور اسلام کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے جو کہ انتہائی خطرناک ہے۔

ان دلائل شرعیہ قطعیہ کے ساتھ ایک اور امر قابل توجہ ہے کہ ہر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویدار ہے اور محبت کا دعویٰ اتباع اور اطاعت کے بغیر ادھورا اور دعویٰ بغیر دلیل ہے۔ محبّ صادق کے لیے محبوب کا ہر عمل ہر ادا انتہائی اہم اور واجب الاتباع ہوتی ہے اور داڑھیہ عطائے ربانی، یہ محبت کی نشانی تمہارے دم کے ساتھ ہے، وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہے مگر تم نہیں رکھتے، اپنی جفا دیکھو اور اس کی وفا دیکھو، اگر تم رکھنے لگو اور وہ رہنے لگے تو پھر چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، ہر آن اور ہر گھڑی اللہ کی رحمتیں تمہارے ساتھ ہوں۔ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جو ثواب ورحمت سے محروم ہو، وہ رفیق زندگی، زندگی بھر کی ساتھی ہے۔ ہاں اس نشانی کو سینے سے لگاؤ کہ یہ اس جانِ جاں کی نشانی ہے۔ جس نے افکار واعمال کے حسین چہرے دکھا کر محرومِ جمال کو، جمال آشنا کیا، ہاں جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چہرے سجاؤ، ایک وقت آنا ہے، دنیا سے جانا ہے، قبر میں جب وہ تمہارے سامنے ہوں گے اور تم ان کے سامنے، کہیں وہ یہ نہ پوچھ لیں کہ ہم نے کیا کہا تھا اور تم نے کیا کیا؟ تو ایسا کچھ کر کے چلو کہ جب وہ سامنے ہوں، دل مضطر شرمسار نہ ہو۔ محبت بلا رہی ہے، محبت کی پکار سنو! آؤ محبت کے چراغ

روشن کرو اور خود چراغِ محبت بن کر عالم کو روشن کردو، تمہاری ایک ایک ادا میں وہ جانِ جاں جلوہ گر ہو اور تم اس کی جلوہ گہ گاہ۔

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے، اور جب وہ انسان کے فکر و شعور پر چھا جاتی ہے تو محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا،

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

محبت کی نظر محبوب پر رہتی ہے، وہ دیکھتی ہے کہ محبوب کیا کہہ رہا ہے! محبوب کیا کر رہا ہے، جو وہ کہتا اور کرتا ہے یہ بھی وہی کہتی اور کرتی چلی جاتی ہے۔ اس کے دل میں کوئی وسوسہ نہیں آتا۔ تمام اندیشوں سے پاک مردانہ وار آگے بڑھتی ہے۔

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں

چشم عالم نے ایسے حیرت ناک مناظر دیکھتے ہیں یہ محبت ہی جلوہ گری تھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے آگ کو آگ نہ سمجھا، یہ محبت ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ اسماعیل علیہ السلام نے جان کو جان نہ سمجھا، جس طرح کشش ثقل سے نظامِ عالم برقرار ہے اسی طرح محبت کی کشش سے عالم انسانیت قائم و دائم ہے۔ مثالی معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ قلب و نظر کا ایک اور صرف ایک مرکز ہو، وہی جن کی نظیر نہیں، وہ جن کی مثال نہیں، ماضی میں، نہ حال میں اور نہ مستقبل میں، جوان سے وابستہ ہو گیا، وہ دَر دَر کی ٹھوکروں سے آزاد ہو گیا۔ یہ وہی تو ہیں کہ جب دنیا نے ان کو ٹھکرا رہے تھے تو ان کا مولی ان کو آفتاب عالم تاب بنا رہا تھا۔

ہاں وہ افقِ عالم سے آفتاب ہدایت بن کر ابھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گئے اور آن کی آن میں گرتی ہوئی قوم کو اس بلندی پر لے گئے کہ سارے عالم نے اس کو ابھرتے، چڑھتے اور سرفراز ہوتے دیکھا۔ ہمارے دلوں میں وہی تھے، مگر اب کیا ہو گیا مگر اب کیا ہو گیا؟ خلوت خانہ دل میں سب ہی ہیں مگر وہ نہیں۔ تو آؤ خانہ دل کو صاف کریں اور اس کو بسائی جو بسانے کے قابل ہیں، وہی ہیں جس کی خوشبو سے دو عالم کی فضائیں مہکتی تھیں۔ وہیں ہیں جس نے ڈوبتی دنیا کو سہارا دیا۔ وہی ہیں جس نے اندھیروں میں اجالا کیا۔ وہی ہیں جنہوں نے جاں بلب انسانیت کو زندگی بخشی، وہی ہیں جنہوں نے وحشیوں کو جینا سکھایا اور غلاموں کو جہاں آراء و جہاں باں بنایا۔ یہ وہی ہے جس نے خود کچھ نہ رکھا، سب کچھ لٹا دیا۔ جس نے ہماری آسائش کے لئے اپنا آرام تک ترک کر دیا۔ ہاں یہ محبوب دل لگانے ہی کے قابل ہیں۔ پیروی و اطاعت ہی کے لائق ہیں۔ جاں نثاری اور فداکاری ہی کے سزاوار ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

3 - باب الرُّخْصَةِ فِيْ حَلْقِ الرَّأْسِ .

یہ باب ہے کہ سر منڈوانے کی رخصت

229 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا حَلَقَ بَعْضَ رَاْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضَ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ "اَحْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ" .

229-اخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب كراهة القزع (الحديث 113م) بنحوه و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الذوابة (الحديث 4195) . تحفة الاشراف (7525) .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈوایا گیا تھا اور کچھ حصے کے بال چھوڑ دیئے گئے تھے۔ آپ نے اس کام سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: یا سارے سر کو منڈوادو یا سارے سر کو چھوڑ دو (یعنی اس پر بال رہنے دو)

شرح

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف فرما تھے کہ ایک ایسا شخص آیا جس کے سر کے اور داڑھی کے بال پراگندہ (یعنی بکھرے اور الجھے ہوئے) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو دیکھ کر) اس (کے سر اور داڑھی) کی طرف (اپنے دست مبارک سے اس انداز میں) اشارہ کیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو یہ حکم دے رہے ہوں کہ وہ اپنے سر کے بالوں اور داڑھی کو سنوارے، چنانچہ اس شخص نے اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارا اور پھر واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس حالت میں آئے کہ اس کے سر کے بال پراگندہ ہوں اور وہ ایسا دکھائی دے جیسے کوئی شیطان (جن) ہو (یعنی اس نے اپنی شکل وصورت ایسی بنا رکھی ہو جیسے کوئی جن اپنے بال بکھیرے ہوئے اور بدہیئت شکل وصورت میں ہوتا ہے)۔ (مالک، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 413)

4 - باب النَّهْيِ عَنْ حَلْقِ الْمَرْاَةِ رَاْسَهَا .

باب: عورت کا اپنے سر کو منڈوانا منع ہے

230 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْحَرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَلِيٍّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اپنے سر کو منڈوائے۔

شرح

عورت کے حق میں سر کے بالوں کی وہی اہمیت ہے جو مرد کے حق میں داڑھی کی ہے لہٰذا جس طرح مرد کو داڑھی منڈانا حرام ہے اسی طرح عورت کو سر منڈانا حرام ہے۔

5 - باب النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ .

یہ باب ہے کہ قزع کی ممانعت

231 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی الرِّجَالِ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نَهَانِی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْقَزَعِ" .

230-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية الحلق للنساء (الحديث 914) و (الحديث 915) مرسلًا . تحفة الاشراف (10085 و 18617) .

✧✧ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے قزع سے منع کیا ہے۔

232 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے قزع سے منع کیا ہے۔

شرح

امام نووی کہتے ہیں کہ قزع کے معنی مطلق (کسی کے بھی) سر کے کچھ حصے کو مونڈنا (اور کچھ حصے کو بغیر مونڈے چھوڑ دینا ہیں) اور یہی معنی زیادہ صحیح ہیں کیوں کہ حدیث کے روای نے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں اور یہ حدیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف بھی نہیں ہیں لہٰذا اسی معنی پر اعتماد کرنا واجب ہے! جہاں تک "لڑکے" کی تخصیص کا ذکر ہے تو یہ محض عام رواج و عادات کی بنا پر ہے ورنہ قزع جس طرح لڑکے کے حق میں مکروہ ہے، اس طرح بڑوں کے حق میں بھی مکروہ ہے، اسی لئے فقہی روایات میں یہ مسئلہ کسی قید و استثناء کے بغیر بیان کیا جاتا ہے اور قزع میں کراہت اس اہل کفر کی مشابہت اور بدہیئتی سے بچانے کے لئے ہے۔ راوی نے "قزع" کا جو مطلب بیان کیا ہے اور جس کو نووی نے زیادہ صحیح کہا ہے اس میں چوٹی (جیسا کہ غیر مسلم اپنے سر چھوڑتے ہیں) (زلف اور بالوں کی) وہ تراش خراش شامل ہے جو مسنون طرز کے خلاف ہو۔

باب الْاَخْذِ مِنَ الشَّعْرِ .

باب: بال چھوٹے کروانا

233 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ اَخُو قَبِيْصَةَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْ شَعْرٌ فَقَالَ "ذُبَابٌ" . فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَعْنِيْنِيْ فَاَخَذْتُ مِنْ شَعْرِيْ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ لِيْ "لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ" .

✧✧ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے بال بڑھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: یہ برے ہیں میں نے سمجھا کہ شاید آپ نے میرے بالوں کے بارے میں کہا ہے میں نے اپنے بال کٹوا لئے پھر میں

231-اخرجه البخاري في اللباس، باب القزع (الحديث 5920) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب كراهة القزع (الحديث 113) بنحوه مطولاً و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الذوابة (الحديث 4193) بنحوه مطولاً و اخرجه النسائي في الزينة، ذكر النهي عن ان يحلق بعض شعر الصبي و يترك بعضه (الحديث 5245 و 5246) بنحوه، و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب النهي عن القزع (الحديث 3637) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (8243) .

232-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7901) .

233-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في تطويل الجمة (الحديث 4190) و اخرجه النسائي في الزينة، تطويل الجمة (الحديث 5081) واخرجه ابن ماجه في اللباس باب كراهية كثرة الشعر (الحديث 3636) . تحفة الاشراف (11782) .

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے بارے میں وہ لفظ نہیں کہا تھا البتہ یہ بہتر ہے (یعنی بال کٹوانا اچھی بات ہے)

234 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرًا رَجِلًا لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال درمیانی قسم کے تھے نہ وہ بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے اور وہ کانوں سے لے کر کندھے تک آتے تھے۔

235 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ الْاَوْدِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَحِبَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ۔

✧✧ حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں ایک ایسے صاحب سے ملا جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار برس تک صحبت اختیار کی تھی جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص روزانہ کنگھی کرے۔

روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا الا یہ کہ ایک روز ناغہ دے کر کنگھی کی جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، **377**)

قاضی کہتے ہیں، کہ "غب" کا مطلب یہ ہے کہ کوئی کام ایک دن کیا جائے اور ایک دن ترک کیا جائے، لہٰذا حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ کنگھی ہر روز نہ کی جائے بلکہ ایک دن کا ناغہ کر کے کی جائے، لیکن یہ ممانعت محض نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور اس سے ضرورت و بے ضرورت ہر روز کنگھی کرنے کا اہتمام کرنے اور اس کو بطور عادت اختیار کر لینے کی ممانعت مراد ہے کیونکہ یہ زینت و آرائش میں مبالغہ اور بے جا تکلف و اہتمام کرنے کی صورت ہے۔ واضح رہے کہ لفظ "غب" جب ملاقات کے سیاق میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے زرغبا تزدد حبا تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ملاقات کی جائے اور جب یہ لفظ بخار کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس سے ایک دن کا ناغہ دے ہوتا ہے۔ ہر روز کنگھی کرنے کی ممانعت میں سر کے بالوں اور داڑھی دونوں میں کنگھی کرنا شامل ہے، لہٰذا جو لوگ ہر وضو کے بعد کنگھی کرتے ہیں اس کا سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی طرح احیاء العلوم میں امام غزالی کے علاوہ اور کسی نے بھی اس حدیث کو نقل نہیں کیا ہے۔

234-اخرجه البخاري في اللباس، باب الجعد (الحديث 5905 و 5906) واخرجه مسلم في الفضائل، باب صفة شعر النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 94) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 26) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب اتخاذ الجمة و الذوائب (الحديث 3634) مختصراً ۔ تحفة الاشراف (1144) ۔

235-تقدم (الحديث 238) ۔

بلکہ شیخ ولی الدین العرقی کے قول کے مطابق امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس حدیث کے علاوہ بھی بعض ایسی احادیث نقل کی ہیں جن کی کوئی اصل ثابت نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت صرف مرد کے لئے ہے یا مرد عورت دونوں کے لئے؟ تو بظاہر یہ بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ یہ ممانعت صرف مردوں کے حق میں ہے کیونکہ عورتوں کے لئے زینت و آرائش کرنا مکروہ نہیں ہے تاہم بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس ممانعت کا تعلق مرد و عورت دونوں سے ہے لیکن وہ حضرات بھی یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کے حق میں یہ ممانعت ہلکے درجے کی ہے کیونکہ ان کے لئے زینت و آرائش کا دائرہ مردوں کی بہ نسبت بہت وسیع ہے۔

7 - باب التَّرَجُّلِ غِبًّا .

یہ باب ہے کہ ایک دن کے وقفے کے ساتھ کنگھی کرنا

236 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا .

✧✧ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزانہ) کنگھی کرنے سے منع کیا ہے البتہ ایک دن کے وقفے کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔

237 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا .

✧✧ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزانہ با قاعدگی کے ساتھ) کنگھی کرنے سے منع کیا ہے البتہ ایک دن کے وقفے کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔

238 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ قَالَا التَّرَجُّلُ غِبٌّ .

✧✧ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن سیرین فرماتے ہیں: ایک دن کے وقفے کے ساتھ کنگھی کی جائے گی۔

239 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِلًا بِمِصْرَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَاِذَا هُوَ شَعِثٌ

236-اخرجه ابو داؤد في الترجل . باب ١ . (الحديث 4159) واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في النهي عن الترجل الاغبًا (الحديث 1756)واخرجه النسائي في الزينة، الترجل غباً(الحديث 5071) مرسلًا، و (الحديث 5072) عن الحسن و محمد . قولهما . تحفة الاشراف (9650 و 18562 و 19306) .

237-تقدم (الحديث5070) .

238-تقدم (الحديث5070) .

239-سياتي (الحديث 5254) . تحفة الاشراف (9747 و 15611) .

الرَّأْسِ مُشْعَانٌّ قَالَ مَا لِیْ اَرَاكَ مُشْعَانًّا وَّاَنْتَ اَمِيْرٌ قَالَ كَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا عَنِ الْاِرْفَاهِ ـ قُلْنَا وَمَا الْاِرْفَاهُ قَالَ التَّرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ ـ

✧✧ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب مصر کے گورنر تھے ان کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب ان کے پاس آئے ان کے بال بکھرے ہوئے تھے ان کے ساتھی نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو بکھرے ہوئے بالوں کی حالت میں دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ امیر ہیں۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ''ارفاۃ'' سے منع کیا ہے۔ ہم نے دریافت کیا: اس بات کا مطلب کیا ہے۔ انہوں نے بتایا: روزانہ کنگھی کرنا۔

8 - باب التَّيَامُنِ فِی التَّرَجُّلِ ـ

یہ باب ہے کہ کنگھی کرتے ہوئے دائیں طرف سے آغاز کرنا

240 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ يَاْخُذُ بِيَمِيْنِهٖ وَيُعْطِی بِيَمِيْنِهٖ وَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِیْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ ـ

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف سے کام کرنے کو پسند کرتے تھے آپ دائیں طرف سے پکڑتے تھے، دائیں طرف سے دیا کرتے تھے، آپ تمام معاملات میں دائیں طرف سے کام کرنے کو پسند کرتے تھے۔

9 - باب اتِّخَاذِ الشَّعْرِ ـ

یہ باب ہے کہ بال بڑھانا

241 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰی عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُمَّتُهٗ تَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ ـ

✧✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سرخ رنگ کے حلّے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا آپ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔

242 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ

240-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16006) .

241-اخرجه البخاري في اللباس، باب الجعد (الحديث 5901) . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 62) . تحفة الاشراف (1802) .

242-اخرجه البخاري في الترجل، باب ما جاء في الشعر (الحديث 4185) . و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 28) . تحفة الاشراف (469) .

شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کان تک آتے تھے۔

243 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ وَرَاَيْتُ لَهُ لِمَّةً تَضْرِبُ قَرِيْبًا مِّنْ مَّنْكِبَيْهِ.

✧✧ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ رنگ کے حلّے میں کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ کے بال کندھوں کے قریب تک آتے تھے۔

10 - باب الذُّؤَابَةِ.

باب: مینڈھیاں

244 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَلٰى قِرَائَةِ مَنْ تَاْمُرُوْنِّيْ اَقْرَاُ لَقَدْ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَّاِنَّ زَيْدًا لَّصَاحِبُ ذُؤَابَتَيْنِ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ.

✧✧ حضرت ہبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم کیا چاہتے ہو کہ میں کس کی قرأت کے مطابق قرأت کروں کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں قرأت کی ہیں زید (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں) اس وقت ان کے بچوں کی طرح کے بال ہوتے تھے اور یہ بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

245 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ كَيْفَ تَاْمُرُوْنِّيْ اَقْرَاُ عَلٰى قِرَائَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ مَا قَرَاْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَّاِنَّ زَيْدًا مَّعَ الْغِلْمَانِ لَهُ ذُؤَابَتَانِ.

✧✧ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم یہ مجھے کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کروں جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں قرأت کی ہوئی ہیں اور زید اس وقت بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور ان کے ان بچوں کی طرح کے بال ہوتے تھے۔

246 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِ الْعُرُوْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ

243-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (1903).

244-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (9592).

245-انفرد به النسائي. والحديث عند: البخاري في فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 5000) و مسلم في فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن مسعود و امه رضي الله تعالى عنهما (الحديث 114) و النسائي في فضائل القرآن، ذكر قراء القرآن (الحديث 22). تحفة الاشراف (9257).

الْاَغَرِّ بْنِ حُصَيْنٍ النَّهْشَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي زِيَادُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُدْنُ مِنِّيْ" . فَدَنَا مِنْهُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى ذُؤَابَتِهِ ثُمَّ اَجْرٰى يَدَهُ وَسَمَّتَ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ .

✧✧ حضرت زیاد بن حصین رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ وہ قریب ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ ان کے بالوں پر رکھے آپ نے اپنے ہاتھ کو پھیرا اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

11 - باب تَطْوِيْلِ الْجُمَّةِ .

باب: بال لمبے کرنا

247 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْ جُمَّةٌ قَالَ "ذُبَابٌ" . وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَعْنِيْنِيْ فَانْطَلَقْتُ فَاَخَذْتُ مِنْ شَعْرِيْ فَقَالَ "اِنِّيْ لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ" .

✧✧ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میرے بال لمبے تھے آپ نے فرمایا: یہ اچھے نہیں ہیں میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ نے یہ میرے بارے میں کہا ہے میں گیا اور میں نے بال کٹوا لئے (بعد میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو آپ نے فرمایا: میری مراد تم نہیں تھے لیکن یہ اچھے ہیں۔

12 - باب عَقْدِ اللِّحْيَةِ .

یہ باب ہے کہ داڑھی موڑنا (گرہ لگانا)

248 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ وَّذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ اَنَّ شُيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ يَّقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ اَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا اَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيْءٌ مِّنْهُ" .

✧✧ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رویفع ہو سکتا ہے کہ میرے بعد تمہیں لمبی زندگی نصیب ہو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص اپنی داڑھی کو موڑے گا یا (جانور کے گلے میں) قلادہ (نظر سے بچنے کے

246-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3415) .

247-تقدم (الحديث 5067) .

248-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب ماينهى عنه ان يستنجى به (الحديث 36) مطولاً . تحفة الاشراف (3616) .

لئے) باندھے گا یا گوبر کے ساتھ یا ہڈی کے ساتھ استنجا کرے گا تو حضرت محمد (ﷺ) اس سے بری ہے۔

13 - باب النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ .

یہ باب ہے کہ سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت

249 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ .

✧✧ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سفید بال اکھاڑنے سے منع کیا ہے۔

14 - باب الْاِذْنِ بِالْخِضَابِ .

باب: خضاب لگانے کی اجازت

250 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوْهُمْ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔

251 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند منقول ہے۔

252 - اَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوْا عَلَيْهِمْ فَاصْبُغُوْا" .

249-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8764) .

250-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل (الحديث 3462) . تحفة الاشراف (15190 و 15347) .

251-سياتي (الحديث 5086) . تحفة الاشراف (15292) .

252-تقدم (الحديث 5085) .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو اور خضاب لگایا کرو۔

253 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ وَاَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوْهُمْ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو۔

254 - اَخْبَرَنِىْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ" .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید بالوں کا رنگ تبدیل کردو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔

255 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُنَاسَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ" . وَكِلَاهُمَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ .

✧✧ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سفید بالوں کا رنگ تبدیل کردو اور یہودیوں کی طرح مشابہت اختیار نہ کرو۔

خضاب لگانے کی اباحت کا بیان

مطلب یہ ہے کہ تم لوگ خضاب لگا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کو ظاہر کرو۔ واضح رہے کہ "خضاب" سے مراد وہ خضاب ہے جو سیاہ نہ ہو کیونکہ سیاہ خضاب لگانا ممنوع ہے، اس کی تفصیلی بحث آگے آئے گی، جہاں تک صحابہ وغیرہ کا تعلق ہے تو وہ مہندی کا سرخ خضاب کرتے اور کبھی کبھی زرد خضاب بھی کر لیا کرتے تھے چنانچہ مہندی کا خضاب لگانے کے بارے میں متعدد احادیث منقول ہیں اور علماء نے لکھا ہے کہ مہندی کا خضاب مؤمن ہونے کی ایک علامت ہے، تمام علماء کے نزدیک مہندی کا خضاب

253-اخرجه البخاري في اللباس، باب الخضاب (الحديث 5899) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب في مخالفة اليهود فى الصبغ (الحديث 80) و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4203) و اخرجه النسائي في الزينة، الامر بالخضاب (الحديث 5256) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالحناء (الحديث 3621) . تحفة الاشراف (13480) .

254-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (7325) .

255-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (3642) .

لگانا جائز ہے، بلکہ بعض فقہاء نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اس کو مستحب بھی کہا ہے اور اس کے فضائل میں وہ احادیث بھی نقل کرتے ہیں اگرچہ ان احادیث کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں خضاب کرنے کا حکم ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جن کے بال کھچڑی یعنی کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہوں، بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے بال بالکل سفید ہو گئے ہوں اور سیاہ بالوں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہ گیا ہو، جیسا کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بال تھے، جن کے متعلق اگلی حدیث میں ذکر آ رہا ہے، اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ خضاب کے مسئلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں اور اس اختلاف کی بنیاد احوال کے مختلف ہونے پر ہے۔ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ اس حکم کا تعلق اس مسلم شہر وعلاقہ کے لوگوں سے ہے جہاں خضاب لگانے کا عام دستور ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے شہر کے لوگوں کے تعامل و عادت سے اپنے آپ کو الگ رکھے گا تو غیر مناسب شہرت کا حامل ہوگا جو مکروہ ہے اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے بالوں کی سفیدی اس کے باوقار و پاکیزہ بڑھاپے کی علامت اس کے چہرے مہرے کی نورانیت اور خوشنمائی کا سبب ہو بلکہ، خضاب کرنے سے اس کی شخصیت کا وقار پھیکا پڑ جاتا ہو تو اس کے حق میں خضاب نہ کرنا ہی زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے اس کے برخلاف جس شخص کے بالوں کی سفیدی اس کے بدنما اور بے وقت بڑھاپے کی غماز ہو جس کی وجہ سے اس کی شخصیت کی دل کشی مجروح ہوتی ہو تو اس کو اپنا یہ عیب چھپانا اور خضاب لگانا زیادہ بہتر و مناسب ہے۔

15 - باب النَّهْيِ عَنِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ .

یہ باب ہے کہ سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت

256 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَلَبِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ اَنَّهُ قَالَ "قَوْمٌ يَّخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ اٰخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب استعمال کریں گے وہ کبوتر کی پوٹ کی طرح ہوں گے وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکیں گے۔

257 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَادَ" .

✧✧ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ

256-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في خضاب السواد (الحديث 4212) . تحفة الاشراف (5548) .

257-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة ، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة او حمرة و تحريمه بالسواد (الحديث 79) و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4204) . تحفة الاشراف (2807) .

(پھول کی طرح سفید) تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو کسی چیز کے ذریعے تبدیل کردو البتہ سیاہ رنگ استعمال کرنے سے اجتناب کرو۔

شرح

ثغامہ "ایک قسم کی گھاس کو کہتے ہیں جس کے شگوفے اور پھل سفید ہوتے ہیں اس گھاس کو فارسی میں ورمغہ کہا جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب مکروہ حرام ہے اور مطالب المؤمنین میں علماء کا یہ قول لکھا ہے کہ اگر کوئی غازی ومجاہد و دشمنان دین کی نظر میں اپنی ہیبت قائم کرنے کے لئے سیاہ خضاب کرے تو جائز ہے اور جو شخص اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے زینت و آرائش کی خاطر اور عورت کی نظر میں دل کش بننے کے لئے سیاہ خضاب کرے تو یہ اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مہندی اور وسمہ (نیل کے پتے) کا خضاب کرتے تھے اور اسی خضاب کی وجہ سے ان کے بالوں کا رنگ سیاہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ سرخ مائل بہ سیاہی ہوتا تھا، اسی طرح اس سلسلے میں بعض دوسرے صحابہ کے متعلق جو روایات نقل کی جاتی ہیں وہ بھی اسی پر محمول ہیں۔ حاصل یہ کہ مہندی کا خضاب بالاتفاق جائز ہے اور سیاہ خضاب میں حرمت وکراہت ہے بلکہ اس کے بارے میں بڑی سخت وعید بیان کی گئی ہے۔

خضاب کی اباحت کا بیان

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں کہ ایک دن میں اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک نکال کر دیکھایا جو رنگین تھا۔

(بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 407)

میرک کہتے ہیں کہ ابن ماجہ اور احمد نے اپنی روایت میں "رنگین" کے ساتھ مہندی اور وسمہ کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں یعنی وہ موئے مبارک مہندی اور وسمہ کے مخلوط رنگ سے رنگین تھا۔ بخاری کی جو روایت نقل کی گئی ہے اسی طرح کی ایک روایت ترمذی نے بھی شمائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے (یعنی انس نے) بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا موئے مبارک دیکھا جو رنگین تھا، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی یہ روایت بھی گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خضاب نہیں کرتے تھے تو ہوسکتا ہے کہ جس روایت میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کرنے کی نفی کی ہے اس سے ان کی مراد یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خضاب نہیں کرتے تھے اور جس روایت سے خضاب کا اثبات ہوتا ہو وہ اقل احوال پر محمول ہو یعنی کبھی کبھار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہوگا نیز یہ کہنا بھی صحیح ہوسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک روایت تو حقیقت پر مبنی ہے اور دوسری مجاز پر محمول ہے یعنی حقیقت تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں کیا، لیکن کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردسر کے دفعیہ کے لئے اپنے سر مبارک پر مہندی لگائی ہوگی اس کے رنگ کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں پر بھی آ گیا ہوگا یا یہ کہ وہ موئے مبارک جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا خوشبوؤں میں بسا کر رکھا جاتا ہوگا اور ان خوشبوؤں کے اثر سے وہ ایسا نظر آیا ہوگا جیسے خضاب کیا ہو اس اعتبار سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس موئے مبارک کو رنگین

کہا۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ خضاب کی نفی کو اس پر محمول کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بالوں کو چھپانے کے لئے اپنے سر مبارک پر کبھی خضاب نہیں کیا اور جس روایت سے خضاب کا اثبات ہوتا ہے اس کو اس پر محمول کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ریش مبارک کے ان چند بالوں پر خضاب کیا تھا جو سفید ہو گئے تھے اور بخاری کی جس روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا ایک بال تھا جس پر مہندی اور وسمہ کے خضاب کا اثر تھا تو اس پر شمائل میں منقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس مطلق روایت کو محمول کیا جائے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

16 - باب الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ .

یہ باب ہے کہ مہندی اور وسمہ خضاب کے طور پر لگانا

258 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا بِهِ اَبِي عَنْ غَيْلَانَ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلَى عَنْ اَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَفْضَلُ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّمَطَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم بالوں کی رنگت تبدیل کرو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

259 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم بالوں کی رنگت تبدیل کرو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

260 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَشْعَثَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ

258-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11966) .

259-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث [illegible]4) و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الخضاب (الحديث 1753) . واخرجه النسائي في الزينة، الخضاب بالحناء و الكتم (الحديث 5094 و 5095)و (الحديث 5096 و 5097) مرسلًا و اخرجه ابن ماجه في اللباس باب الخضاب بالحناء (الحديث 3622) . تحفة الاشراف (11927 و 18885) .

260-تقدم (الحديث 5093) .

اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِی لَيْلَى عَنِ الْاَجْلَحِ فَلَقِيْتُ الْاَجْلَحَ فَحَدَّثَنِی عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّ مِنْ اَحْسَنِ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءَ وَالْكَتَمَ" .

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم ان سفید بالوں کو تبدیل کرو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

261 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .
خَالَفَهُ الْجُرَيْرِيُّ وَكَهْمَسٌ .

✧✧ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم سفید بالوں کی رنگت کو تبدیل کرتے ہو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

262 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

✧✧ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم ان سفید بالوں کی رنگت تبدیل کرتے ہو وہ مہندی اور وسمہ ہے۔

263 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ" .

✧✧ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ پتہ چلا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے تم ان سفید بالوں کی رنگت کو تبدیل کرتے ہو رہ مہندی اور وسمہ ہے۔

شرح

کتم "اور بعض حضرات کے قول کے مطابق کتم ایک گھاس کا نام ہے جو وسمہ کے ساتھ ملا کر بالوں پر خضاب کرنے کے کام میں لائی جاتی ہے اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ کتم اصل میں وسمہ ہی کو کہتے ہیں بہرحال حدیث کے مفہوم کے بارے میں یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا یہ مراد ہے کہ مہندی اور وسمہ دونوں کو ملا کر خضاب کیا جائے یا مراد ہے کہ صرف مہندی یا صرف وسمہ کا خضاب کیا جائے؟ چنانچہ نہایہ کے قول کے مطابق بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں صرف کتم، یا صرف مہندی کا خضاب کرنا مراد ہے کیونکہ اگر کتم کو مہندی کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے خضاب، سیاہ ہو جاتا ہے اور صحیح روایات میں سیاہ خضاب کی ممانعت مذکور ہے

261-تقدم (الحديث 5093) .

262-تقدم (الحديث 5093) .

263-تقدم (الحديث 5093) .

اس صورت میں کہا جائے گا کہ یہ اصل میں۔"بالحناء والکتم" ہے (یعنی حرف واؤ کے بجائے او ہے) جس کا مطلب ہے کہ خضاب کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہئے مہندی کا خضاب کرے اور چاہئے کتم کا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت متعدد طریق واسانید سے منقول ہے اور سب نے بالحناء والکتم ہی نقل کیا ہے اگر چہ اس سے مذکورہ مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ حرف "و" مفہوم کے اعتبار سے حرف او کے معنی میں ہوسکتا ہے۔ بعض حواشی میں یہ لکھا ہے کہ صرف مہندی کا خضاب سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور صرف کتم کا خضاب سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے قول سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ خالص کتم کا خضاب سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اگر کتم کو مہندی کے ساتھ ملا کر خضاب کیا جائے تو سرخ مائل بہ سیاہی رنگت پیدا ہو جاتی ہے اس صورت میں اگر یہ کہا جائے کہ حدیث میں کتم اور مہندی دونوں کا مرکب خضاب مراد ہے تو کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔ اس سے یہ بات بصراحت معلوم ہوتی ہے ملا علی قاری نے یہ لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کتم اور مہندی کے مرکب خضاب کی مختلف نوعیت ہوتی ہے اگر کتم کا جزء غالب ہو یا کتم اور مہندی دونوں برابر ہوں تو خضاب سیاہ ہوتا ہے اور اگر مہندی کا حصہ غالب ہو تو خضاب سرخ ہوتا ہے۔

264 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِىْ رِمْثَةَ قَالَ اَتَيْتُ اَنَا وَاَبِى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ .

✧✧ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اور میرے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی پر مہندی لگائی ہوئی تھی۔

265 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ اَبِىْ رِمْثَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُهُ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ .

✧✧ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی داڑھی پر زرد رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا۔

شرح

زرد خضاب" سے مراد ورس کے ذریعہ خضاب کرنا ہے جو ایک گھاس ہوتی ہے اور زعفران کے مشابہ ہوتی ہے۔ بسا اوقات ورس کے ساتھ زعفران کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یصبغ بہا سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک پر زرد خضاب کرتے تھے جیسا کہ ترجمہ کے دوران قوسین میں اس کو واضح کیا گیا، بعض

264-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب (الحديث 4206 و 4207) بنحوه واخرجه النسائي في الزينة، الخضاب بالحناء و الكتم (الحديث 5099) و الحديث عند: ابي داؤد في اللباس، باب في الخضرة (الحديث 4065)، و في الديات، باب لا يوخذ احد بجريرة اخيه او ابيه (الحديث 4495) و الترمذي في الادب، باب ما جاء في الثوب الاخضر (الحديث 2812) والنسائي في صلاة العيدين، الزينة للخطبة للعيدين (الحديث 1571)، و في الزينة، لبس الخضر من الثياب (الحديث 5334) . تحفة الاشراف (12036) .

265-تقدم (الحديث 5098) .

حضرات نے یہ کہا ہے کہ بالوں کو رنگنا مراد ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق کپڑوں کو رنگنا مراد ہے، نیز سیوطی نے کہا ہے کہ یہی قول اشبہ یعنی صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بالوں کا رنگنا منقول نہیں ہے لیکن ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جب یہ بات درجہ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسم کے رنگے ہوئے اور زعفرانی کپڑے پہننے سے منع کیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مذکورہ جملہ کو کپڑوں کے زرد رنگنے پر محمول کیا جائے لہٰذا زیادہ صحیح بات وہی ہے جو صاحب نہایہ نے نقل کی ہے کہ مختار قول یہ ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو رنگا اور اکثر نہیں رنگا لہٰذا راویوں میں سے ہر ایک نے اسی چیز کو بیان کیا جس کو اس نے دیکھا ہے اس اعتبار سے ہر راوی اپنے بیان میں سچا ہے۔ "تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامہ کو زرد رنگ دیتے تھے" اس سے یہ قطعا مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور کپڑوں کو زرد رنگتے تھے اور پھر اس کو پہنتے تھے، کیونکہ زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی ممانعت منقول ہے بلکہ عبارت کا مقصد محض یہ واضح کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو زرد خضاب لگاتے تھے اس کے اثر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی زرد ہو جاتے تھے۔

17 - باب الْخِضَابِ بِالصُّفْرَةِ .

یہ باب ہے کہ زرد رنگ کا خضاب لگانا

266 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْخَلُوقِ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْخَلُوقِ . قَالَ اِنِّي رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفِّرُ بِهَا لِحْيَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِّنَ الصِّبْغِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْهَا وَلَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ .

✧✧ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے اپنی داڑھی کو خلوق کے ذریعے زرد کیا ہوا ہے میں نے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ نے اپنی داڑھی کو خلوق کے ذریعے زرد کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ خوشبو کے ذریعے اپنی داڑھی کو رنگا کرتے تھے اور آپ کے نزدیک رنگوں میں اس سے زیادہ پسندیدہ رنگ اور کوئی نہیں تھا آپ اس کے ذریعے اپنے کپڑوں کو رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے عمامے کو بھی رنگ لیا کرتے تھے۔

شرح

حضرت یعلیٰ ابن مرہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یعلی) کے کپڑوں پر (زعفران سے مرکب خوشبو) خلوق لگی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ کیا تم بیوی والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کو

266-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في المصبوغ بالصفره (الحديث 4064) بنحوه و اخرجه النسائي في الزينة، الزعفران (الحديث 5130) بمعناه . تحفة الاشراف (6728) .

دھوڈالو پھر دھوؤ اور پھر آئندہ کبھی اس کو استعمال نہ کرنا۔ (ترمذی، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 369)

کیا تم بیوی والے ہو" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سوال کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ اگر بیوی ہے اور اس نے خلوق استعمال کی ہے اور پھر اس کے بدن یا کپڑے سے اس کا اثر تمہارے بدن یا کپڑے پر پہنچا ہے تو اس صورت میں تم معذور ہو اور اگر خود تم نے خلوق کا استعمال کیا ہے تو پھر معذور نہیں سمجھے جاؤ گے کیونکہ مرد کو خلوق کا استعمال جائز نہیں ہے، اس صورت میں تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اپنے بدن یا کپڑے کو دھو کر اس کا اثر زائل کرو۔ اس سے واضح ہوا کہ اس سوال کا مقصد یہ ظاہر کرنا نہیں تھا کہ اگر تمہاری بیوی ہے اور تم نے بیوی کی خاطر استعمال کیا ہے تو تم "معذور" کے حکم میں ہو، جیسا کہ حدیث کے ظاہر مفہوم سے گمان ہوتا ہے۔ "اس کو دھوڈالو" اس جملہ کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دھونے کا حکم دیا اور تین بار دھونے کا حکم دینا مبالغہ و تاکید کے طور پر تھا لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دھونے کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس کا رنگ کم از کم تین مرتبہ دھوئے بغیر نہیں چھوٹتا۔

267 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ سَاَلَهُ هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِيْ صُدْغَيْهِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے' قتادہ نے ان سے دریافت کیا، کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال کیا؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی کیونکہ صرف آپ کی کنپٹی میں کچھ بال سفید تھے۔

268 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَخْضِبُ اِنَّمَا كَانَ الشَّمَطُ عِنْدَ الْعَنْفَقَةِ يَسِيْرًا وَّفِي الصُّدْغَيْنِ يَسِيْرًا وَّفِي الرَّاْسِ يَسِيْرًا .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال نہیں کیا آپ کے ہونٹ کے نیچے کچھ بال سفید تھے آپ کی کنپٹی میں کچھ بال سفید تھے اور سر میں کچھ بال سفید تھے۔

269 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِصَالٍ الصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوْقَ وَتَغْيِيْرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْاِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحِلِّهَا وَالرُّقٰى اِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَتَعْلِيْقَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَاءِ بِغَيْرِ مَحِلِّهِ وَاِفْسَادَ الصَّبِيِّ

267-اخرجه البخاري في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3550) واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 36) مطولاً . تحفة الاشراف (1398) .

268-اخرجه مسلم في الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم (الحديث 104) بنحوه . تحفة الاشراف (1328) .

269-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الذهب (الحديث 4222) . تحفة الاشراف (9355) .

غَيْرَ مُحَرِّمِهِ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو ناپسند قرار دیا ہے زرد رنگ یعنی خلوق استعمال کرنا، سفید بالوں کو تبدیل کرنا، ٹخنے کے نیچے تہبند رکھنا، سونے کی انگوٹھی استعمال کرنا، شطرنج کھیلنا اور (خواتین کا) نامناسب طور پر اپنی زیب و زینت کو ظاہر کرنا "معوذات" کی بجائے کسی اور (یعنی زمانہ جاہلیت کے الفاظ کے ذریعے) دم کرنا، تعویذ لٹکانا اور ناحق طور پر پانی (یعنی مادہ تولید) کو ضائع کرنا اور بچے کو خراب کرنا۔ البتہ آپ نے ان چیزوں کو حرام قرار نہیں دیا۔

18 - باب الْخِضَابِ لِلنِّسَآءِ .

یہ باب ہے کہ عورتوں کا خضاب (مہندی) استعمال کرنا

270 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُطِيْعُ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عِصْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً مَدَّتْ يَدَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ فَقَبَضَ يَدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَدَدْتُ يَدِىْ اِلَيْكَ بِكِتَابٍ فَلَمْ تَاْخُذْهُ . فَقَالَ "اِنِّىْ لَمْ اَدْرِ اَيَدُ امْرَاَةٍ هِىَ اَوْ رَجُلٍ" . قَالَتْ بَلْ يَدُ امْرَاَةٍ . قَالَ "لَوْ كُنْتِ امْرَاَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ" .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک خاتون نے اپنے ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھائے اس کے ہاتھ میں کوئی تحریر موجود تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے رکھا اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اپنے ہاتھ آپ کی طرف اس تحریر کے ہمراہ بڑھائے ہیں آپ نے اسے پکڑا نہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ خاتون کا ہاتھ ہے یا مرد کا ہاتھ ہے؟ اس نے عرض کی: یہ خاتون کا ہاتھ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم عورت ہو تو اپنے ناخنوں کی رنگت کو مہندی کے ذریعے تبدیل کرو۔

19 - باب كَرَاهِيَةِ رِيْحِ الْحِنَّاءِ .

یہ باب ہے کہ مہندی کی بو کا ناپسند ہونا

271 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ كَرِيْمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ سَاَلَتْهَا امْرَاَةٌ عَنِ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ قَالَتْ لَا بَاْسَ بِهِ وَلٰكِنْ اَكْرَهُ هٰذَا لِاَنَّ حِبِّىْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ رِيْحَهُ . تَعْنِى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک خاتون نے ان سے مہندی کو خضاب کے طور پر لگانے کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ میں اسے پسند نہیں کرتی کیونکہ میرے محبوب اس کی بو کو ناپسند کرتے

270-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب للنساء (الحديث 4166) . تحفة الاشراف (17868) .

271-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخضاب للنساء (الحديث 4164) . تحفة الاشراف (17959) .

تھے۔ (راوی کہتے ہیں) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

شرح

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے سر کے بالوں پر مہندی کا خضاب کرنے کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ اگر آپ کے نزدیک عورتوں کے لئے مطلق مہندی کا استعمال ناپسندیدہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہندہ کو محض اس لئے بیعت کرنے سے انکار کیوں فرماتے کہ ان کے ہاتھ مہندی سے عادی تھے۔

20 - باب النَّتْفِ ۔

یہ باب ہے کہ بال اکھیڑنا

272 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَاَبُو الْاَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ اَبِی الْحُصَيْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ شُفَيٍّ - وَقَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ شَفِيٌّ - اِنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ خَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِّیْ يُسَمّٰی اَبَا عَامِرٍ - رَجُلٌ مِّنَ الْمَعَافِرِ - لِنُصَلِّیَ بِاِيْلِيَاءَ وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ اَبُو الْحُصَيْنِ فَسَبَقَنِیْ صَاحِبِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَدْرَكْتُهٗ فَجَلَسْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَقَالَ هَلْ اَدْرَكْتَ قَصَصَ اَبِیْ رَيْحَانَةَ فَقُلْتُ لَا ۔ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُّكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّعَنْ مُّكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّاَنْ يَّجْعَلَ الرَّجُلُ اَسْفَلَ ثِيَابِهٖ حَرِيْرًا مِثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰی مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا اَمْثَالَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبٰی وَعَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَوَاتِيْمِ اِلَّا لِذِیْ سُلْطَانٍ ۔

✧✧ ابوالحصین ہیثم بن شفی بیان کرتے ہیں' ابواسود شفی فرماتے ہیں: میں اور میرے ایک دوست جن کا نام ابوعامر تھا یہ مغافر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ہم بیت المقدس میں نماز ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے وہاں پر حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ تھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے اور ''ازد'' قبیلے سے تعلق رکھتے تھے وہ ان کے خطیب تھے ابوالحصین بیان کرتے ہیں' میرے ساتھی مجھ سے پہلے مسجد میں چلے گئے اس کے بعد میں وہاں پہنچا اور ان کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے بتایا: کیا تم نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں۔ انہوں نے بتایا: میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع کیا ہے۔ دانت رگڑ کر برابر کرنے، بال گودنے، سفید بال اکھاڑنے، ایک مرد کے دوسرے مرد کے ساتھ کپڑے پہنے بغیر (ایک ہی لحاف میں) لیٹنے، ایک عورت کے دوسری عورت کے ساتھ اسی طرح لیٹنے، عجمیوں کی طرح کپڑے کے نیچے ریشم لگانے، عجمیوں کی طرح کندھوں پر ریشم لگانے، لوٹ مار کرنے، چیتے کی کھال پر بیٹھنے، انگوٹھیاں پہننے سے منع کیا ہے البتہ حاکم کے لئے (انگوٹھی

272-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4049) و اخرجه النسائي في الزينة، تحريم الوشر (الحديث 5125) مختصرًا والحديث عند: النسائي في الزينة، تحريم الوشر (الحديث 5126 و 5127)و ابن ماجه في اللباس ، باب ركوب النمور (الحديث 3655) . تحفة الاشراف (12039) .

پہننے کی) اجازت ہے۔

سفید بالوں کو اکھیڑنے کی ممانعت کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ بڑھاپا (یعنی بالوں کا سفید ہونا) مسلمانوں کے لئے نورانیت کا سبب ہے، جو شخص حالت اسلام میں بڑھاپے کی طرف قدم بڑھاتا ہے یعنی جب کسی مسلمان کا ایک بال سفید ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اس کی ایک خطا کو محو کر دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 385)

بڑھاپے کی نورانیت کا سبب اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ بڑھاپا اصل میں وقار کا مظہر ہے، جیسا کہ تیسری فصل میں آنے والی ایک روایت سے واضح ہوگا کہ بنی آدم میں سب سے پہلے شخص پر سفید بالوں کی صورت بڑھاپا آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ والسلام تھے چنانچہ جب انہوں نے پہلے پہل اپنی داڑھی میں سفید بال کی صورت میں بڑھاپا دیکھا تو بارگاہ کبریائی میں عرض کیا کہ میرے پروردگار! یہ کیا ہے؟ جواب آیا کہ یہ وقار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا! میرے وقار کو زیادہ کر۔" وقار دراصل ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو گناہ فسق اور بے حیائی کی باتوں سے روکتا ہے اور توبہ وطاعات کی طرف مائل کرتا ہے، اس اعتبار سے یہ وصف انسان میں اس نور کو پیدا کرتا ہے جو میدان حشر میں ظلمت و تاریکیوں کو چیرتا ہوا آگے آگے چلے گا، جیسا کہ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے۔" آیت (یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ ،الحدید:12)" لہٰذا اس توجیہ کی روشنی میں بڑھاپے کے نور سے قیامت کے دن کا نور مراد ہے چنانچہ ایک روایت میں اس کی تفریح بھی ہے اور اگر نورانیت سے شکل وصورت کی خوشنمائی و دل کشی اور باطن کی صفائی نیک سیرتی مراد ہو جو اس دنیا میں بوڑھوں کو حاصل ہوتی ہے تو یہ بھی بعید از حقیقت نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ سفید بالوں کو چننا مکروہ ہے۔

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوتا ہے اس کا بڑھاپا قیامت کے دن نور کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

(ترمذی، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 386)

اس موقعہ پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب بڑھاپا (یعنی بالوں کا سفید ہونا) دنیا و آخرت دونوں جگہ نورانیت کا سبب ہے تو خضاب کے ذریعہ اس کو ظاہر نہ ہونے دینا اور اس کو تبدیل کرنا شریعت نے جائز کیوں قرار دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خضاب کی مشروعیت بھی دراصل ایک دینی مصلحت کے سبب سے ہے اور وہ یہ کہ اس کے ذریعہ دشمنوں کے سامنے قوت وہیبت کا اظہار ہوتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو ضعیف و ناتواں جان کر دلیر نہ ہوں اس صورت میں پھر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ مصلحت کی خاطر خضاب کرنا مشروع ہے تو اسی مصلحت کے لئے بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا پڑتا ہے جو اول تو تکلیف کا باعث ہے دوسرے بدہئیتی اور بدنمائی کا سبب بھی بنتا ہے جب کہ خضاب کا لگانا خوش ہئیتی میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا خضاب کرنے اور بالوں کو چننے میں بڑا فرق ہے

21 - باب وَصْلِ الشَّعْرِ بِالْخِرَقِ .

یہ باب ہے کہ بالوں میں پیوند لگانا

273 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الزُّوْرِ .

✧✧ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی بات (فریب کاری) سے منع کیا ہے۔

274 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ رَاَيْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَمَعَهُ فِىْ يَدِهٖ كُبَّةٌ مِّنْ كُبَبِ النِّسَآءِ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ مَا بَالُ الْمُسْلِمَاتِ يَصْنَعْنَ مِثْلَ هٰذَا اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ زَادَتْ فِىْ رَاْسِهَا شَعْرًا لَّيْسَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ زُوْرٌ تَزِيْدُ فِيْهِ" .

✧✧ حضرت سعید المقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا ان کے ہاتھ میں ایک وگ تھی جو عورتیں نقلی بالوں کے طور پر استعمال کرتی ہیں انہوں نے فرمایا: مسلمان خواتین کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کے کام کرتی ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جو بھی عورت اپنے سر میں اس طرح کے بالوں کے ذریعے اضافہ کرے گی جو اس کے نہیں ہوں گے تو یہ فریب ہوگا۔

22 - باب الْوَاصِلَةِ .

یہ باب ہے کہ بال جوڑنے والی عورت

275 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ

273-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب 54 . (الحديث 3488) مطولًا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات، و المغيرات خلق الله (الحديث 123 و 124) مطولًا . واخرجه النسائي في الزينة، الوصل في الشعر (الحديث 5261) مطولًا، ووصل الشعر بالخرق (الحديث 5262 و 5263) مطولًا . تحفة الاشراف (11418) .

274-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11417) .

275-اخرجه البخاري في اللباس ، باب وصل الشعر (الحديث 5936)، وباب الموصولة (الحديث 5941) مطولًا واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الوشمة و المستوشمة والنامصة و المتنمصة و المتفلجات والمغيرات خلق الله (الحديث 115) مطولًا و اخرجه النسائي في الزينة، لعن الواصلة و المستوصلة (الحديث 5265) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الواصلة و الواشمة (الحديث 1988) مطولًا . تحفة الاشراف (15747) .

وَالْمُسْتَوْصِلَةَ .

✧✧ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی عورت اور بال جڑوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

23 - باب الْمُسْتَوْصِلَةِ .

یہ باب ہے کہ بال جڑوانے والی عورت

276 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ . اَرْسَلَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِىْ هِشَامٍ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی عورت، بال جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

277 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَآءَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِشَامٍ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ .

✧✧ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے یہ سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے، بال جڑوانے والی (جسم) گودنے والی اور گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

278 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ" .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

276-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، لعن الواشمة و الموتشمة (الحديث 5266) . تحفة الاشراف (8107) .

277-اخرجه البخاري في اللباس، باب المستوشمة (الحديث 5947) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله الحديث (الحديث 119) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب صلة الشعر (الحديث 4168) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة (الحديث 2783م) . و اخرجه النسائي في الزينة، لعن الواصلة (الحديث 5264) . تحفة الاشراف (8137 و 19501) .

278-اخرجه البخاري في النكاح، باب لا تطيع المراة زوجها في معصية (الحديث 5205) مطولًا، و في اللباس، باب وصل الشعر (الحديث 5934) مطولًا واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله (الحديث 117 و 118) مطولًا . تحفة الاشراف (17849) .

279 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ اِنِّىْ امْرَاَةٌ زَعْرَاءُ اَيَصْلُحُ اَنْ اَصِلَ فِىْ شَعْرِىْ فَقَالَ لَا ۔ قَالَتْ اَشَىْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ تَجِدُهُ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَجِدُهُ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ ۔
وَسَاقَ الْحَدِيْثَ ۔

✧✧ مسروق بیان کرتے ہیں' ایک خاتون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اس نے کہا: میں ایک ایسی عورت ہوں جس کے بال کم ہو گئے ہیں تو کیا میں اپنے بالوں میں مصنوعی بال لگوا سکتی ہوں؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ تو اس نے دریافت کیا: کیا آپ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے یا آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس بارے میں دیکھا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی اس کو سنا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب مین بھی اس کا حکم پایا ہے (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ گودنے والی اور گدوانے والی عورتیں منہ پر سے بال نچوانے والی عورتیں، افزائش حسن کے لئے دانتوں کو سوہان (ریتی) سے رتوانے والی عورتیں ان سب پر کہ جو اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تغیر کرتی ہیں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت عورتوں تک پہنچی) تو ایک عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اس طرح (کی عورتوں پر) لعنت بھیجتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے کیا رکاوٹ ہے کہ میں اس پر لعنت نہ بھیجوں جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور جس کو کتاب اللہ میں ملعون قرار دیا گیا ہے عورت نے کہا کہ میں نے بھی اس چیز کو پڑھا ہے جو دو دفتیوں کے درمیان ہے (یعنی میں نے بھی پورا قرآن کریم پڑھا ہے) لیکن اس میں مجھے یہ بات جو آپ کہتے ہیں (صریح الفاظ میں) کہیں نہیں ملی ہے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اگر تم قرآن کریم کو غور و فکر کے ساتھ اور سمجھ کر پڑھتیں تو اس میں تمہیں یقیناً اس کا حکم ملتا، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ہے (وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا)، الحشر: 7) (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو کچھ دیں اس کو قبول کرو اور اس پر عمل کرو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے باز رہو) اس عورت نے کہا کہ ہاں یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "پس یہ وہ چیز ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 360)

عورتوں کو اپنے چہرے کے بال چنوانا مکروہ ہے لیکن اگر کسی عورت کو چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اس کو صاف کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ حدیث میں صرف چنوانے والی کا ذکر ہے۔ چننے والی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے کہ جس کو نامصہ کہتے ہیں جب کہ

279-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9584) .

اس مسئلہ سے متعلق جو روایت دوسری فصل میں آئے گی اس میں نامصہ کا ذکر ہے۔ اہل عرب کے نزدیک عورتوں کے دانتوں میں ایک دوسرے دانت کے درمیان کشادگی وفرق کا ہونا پسندیدہ سمجھا جاتا تھا اور عام طور پر چھوٹی عمر کی عورتوں کے دانت اسی طرح کے ہوتے ہیں، چنانچہ عرب میں یہ دستور تھا کہ عورتیں جب بوڑھی ہو جاتی تھیں اور ان کے دانت بڑھ جاتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دانتوں کے درمیان یہ کشادگی باقی نہیں رہتی تھی، تو وہ باقاعدہ اپنے دانتوں پر سوہان اور ریتی وغیرہ چلا کر کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرتی تھیں اور اس کی بنیاد ان کا یہ جذبہ ہوتا تھا کہ جوان و کمسن نظر آئیں اور حسن ودلکشی ظاہر ہو، چنانچہ اسلامی شریعت نے اس طریقہ کو بھی ممنوع قرار دیا۔ لفظ المغیر ات تمام مذکورہ عورتوں کی صفت ہے جس کو ترجمہ میں ظاہر کیا گیا ہے یعنی جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب اس طرح کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز جیسی بنا دی ہے اس میں وہ اپنی خواہش کے مطابق ترمیم کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مصلحت ومرضی کے خلاف ہے۔ اسی طرح لفظ "خلق اللہ" مغیرات کا مفعول ہے اور یہ پورا جملہ تعلیل کے درجہ میں ہے جو وجوب لعنت کی علت و وجہ کو ظاہر کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مثلہ اور داڑھی منڈانا وغیرہ میں جو حرمت (ممانعت) ہے اس کی علت و وجہ بھی یہی چیز یعنی اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنا ہے، لیکن اس سے یہ ضروری قرار نہیں پاتا کہ ہر تغیر حرام ہو کیونکہ یہ علت کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتی، بلکہ حرمت کی اصل علت تو شرع کی طرف سے منع کیا جانا ہے اور اس ممانعت میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ چیز ہے جس کو ظاہری علت کا درجہ دیا جاتا ہے لہٰذا حاصل یہ نکلا کہ شارع (علیہ السلام) نے جن تغیرات کو مباح قرار دیا ہے ان میں اباحت رہے گی اور جن تغیرات کو حرام قرار دیا ہے ان میں حرمت جاری ہوگی مذکورہ عورت نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ ان عورتوں کو اپنی طرف سے ملعون قرار دیتے ہیں یا اس بات کی اطلاع دیتے ہیں کہ قرآن کریم میں ان عورتوں کو ملعون قرار دیا گیا ہے حالانکہ قرآن کریم میں ان عورتوں پر لعنت کا کوئی صریح ذکر نہیں ہے۔

اور یہ مسئلہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ملعون قرار دیا ہے اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے؟ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بڑے اچھے انداز میں بات سمجھائی اور قرآن وحدیث کے حوالوں سے مسئلہ کو ثابت کیا تو اس کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اس کو حدیث کے بارے میں کوئی شبہ تھا ہی نہیں محض اس حکم قرآن میں بالفاظ صریح نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا تھا اور وہ بھی رفع ہو گیا روایت کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن امور کی ممانعت بیان فرمائیں ان سے باز رہا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بھی اور دوسری احادیث کے ذریعہ بھی مذکورہ بالا چیزوں سے منع فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان چیزوں کی ممانعت گویا قرآن میں مذکور ہے۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ عورتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لعنت فرمانا ایسا ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کو ملعون قرار دیا ہو لہٰذا اس پر عمل کیا جانا واجب ہے۔

24 - باب الْمُتَنَمِّصَاتِ .

یہ باب ہے کہ (چہرے کے) بال اکھیڑنے والی عورتیں

280 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ .

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی عورتوں، گودوانے والی (چہرے کے) بال اکھیڑنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں (جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صورت کو) تبدیل کرتی ہیں' پر لعنت کی ہے۔

281 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُتَفَلِّجَاتِ . وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

✧✧ ابراہیم نخعی بیان فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (دانتوں کے درمیان) کشادگی کرنے والی عورتیں اس کے بعد آپ نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

282 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ تَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے، گدوانے، نقلی بال لگوانے، نقلی بال لگانے، اکھیڑنے اور اکھڑوانے سے منع کیا ہے۔

280-اخرجه الخاري في التفسير، باب (وما اتاكم الرسول فخذوه) (الحديث 4886 و 4887 مطولاً، و في اللباس، باب المتفلجات للحسن (الحديث 5931) مطولاً، و باب المتنمصات (الحديث 5939) مطولاً، وباب الموصولة (الحديث 5943) سطولاً، وباب الواشمة (الحديث 5944م)، وباب المستوشمة (الحديث 5948) مطولاً و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة والواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله (الحديث 120) مطولاً، و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب صلة الشعر (الحديث 4169) مطولاً و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في الواصلة و المستوصلة وا لواشمة وا لمستوشمة (الحديث 2782)، و اخرجه النسائي في الزينة، لعن المتنمصات و المتفلجات (الحديث 5267) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الواصلة و الواشمة (الحديث 1989) مطولاً . تحفة الاشراف (9450) .

281-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة وا لمستوصلة و الواشمة و المستوشمة و النامصة و المتنمصة و المتفلجات و المغيرات خلق الله (الحديث 120م) . واخرجه النسائي في الزينة، لعن المتنمصات و المتفلجات (الحديث 5268 و 5270) . تحفة الاشراف (9431) .

282-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17975) .

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت اپنے بالوں میں کسی دوسری عورت کے بالوں کا جوڑا لگائے (خواہ خود لگائے اور خواہ کسی دوسرے سے لگوائے) اور جو عورت کسی دوسری عورت کے بالوں میں اپنے بالوں کا جوڑ لگائے اور جو عورت گودے اور جو عورت گدوائے ان سب پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

(بخاری، ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 359)

بالوں کا جوڑ لگائے یا لگوائے" سے مراد یہ ہے کہ بالوں کے حسن و درازی کے لئے کوئی عورت کسی دوسری عورت کے بالوں کا پوٹا لے کر اپنی چوٹی میں شامل کرے یا اپنے بالوں کا چوٹا لے کر کسی دوسری عورت کی چوٹی میں شامل کر دے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ "احادیث سے یہ بات صراحت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ بلا کسی استثناء و قید کے بالوں کا جوڑ لگانا حرام ہے" چنانچہ ظاہر و مختار مسئلہ بھی یہی ہے لیکن ہمارے (شافعی) علماء نے اس مسئلہ میں یہ تفصیل بیان کی ہے کہ انسان کے بالوں کا جوڑ لگانا تو بلا اختلاف حرام ہے کیونکہ انسان کو جو بزرگی و شرف حاصل ہے، اس کی بناء پر اس کے بالوں اور اس کے دیگر اجزاء جسم سے فائدہ اٹھانا حرام ہے اور اگر انسان کے علاوہ کسی جانور کے پاک بال ہوں تو ان کی چوٹی میں شامل کرنے کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت کا خاوند یا مالک نہ ہو (یعنی جو عورت آزاد ہو اور مطلقہ یا بیوہ یا کنواری ہو) تو اس کے لئے اپنی چوٹی میں ان بالوں کو شامل کرنا بھی حرام ہے اور اگر عورت خاوند یا مالک والی ہو تو اس کے حق میں تین صورتیں ہیں جن میں سے سب سے زیادہ صحیح صورت یہ ہے کہ وہ خاوند یا مالک کی اجازت کے بعد ان بالوں کو اپنی چوٹی میں شامل کرے تو جائز ہے۔

مالک، طبری اور اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے اپنی چوٹی میں کوئی بھی چیز شامل کرنا ممنوع ہے خواہ وہ بال ہوں، خواہ کالے صوف (اون) ہوں، خواہ دھجیاں ہوں اور خواہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز ہو، ان حضرات نے اس مسئلہ میں احادیث سے استدلال کیا ہے، جبکہ فقیہ لیث کا قول یہ ہے کہ مذکورہ ممانعت کا تعلق صرف بالوں سے ہے، لہٰذا چوٹی میں بالوں کے علاوہ دوسری چیزیں جیسے صوف وغیرہ شامل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز بالوں کو ایسی ڈوری وغیرہ سے باندھنا کہ جو بالوں کی مشابہت نہ رکھے بلا کراہت جائز ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں یہ لکھا ہے کہ سر کے بالوں میں (یعنی چوٹی میں) انسان کے بال شامل کرنا حرام ہے لیکن صوف یعنی اون کو شامل کرنا جائز ہے۔ "گودنے" کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے کسی حصہ کی جلد پر سوئیاں یا اسی طرح کی کوئی چیز چبھوئی جائے یہاں تک کہ خون بہنے لگے پھر اس میں سرمہ یا نیل بھر دیا جائے۔ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک رسم ہے اور آج کل بعض غیر مسلم قوموں میں اس کا رواج ہے، شریعت اسلامی نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے، نووی فرماتے ہیں کہ یہ چیز گودنے والے اور گدوانے والے دونوں کے لئے حرام ہے اور جسم کے جس حصہ پر گودا جاتا ہے وہ حصہ نجس ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر کسی مسلمان نے ناسمجھی سے گدوا لیا ہے اور کسی علاج و معالجہ کے ذریعہ اس کا ازالہ ممکن ہو تو اس کا نشان مٹوا دینا واجب ہے۔

اور اگر کسی حرج و تنگی کے بغیر اس کا ازالہ ممکن نہ ہو، نیز اس بات کا خوف ہو کہ اس کو زائل کرنے کی صورت میں جسم کا وہ حصہ

تلف یا بیکار ہو جائے گا یا پوری طرح کام نہیں کرے گا یا اس ظاہری عضو میں بہت بڑا عیب پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں اس کا ازالہ واجب نہیں، تاہم اللہ سے معافی مانگنا اور توبہ و استغفار کرنا چاہئے تا کہ اس پر سے گناہ کا بار ہٹ جائے اور اگر مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کا خوف نہ ہو تو پھر اس کا ازالہ ہی لازم ہوگا اور اس میں تاخیر کرنے سے گنہگار ہوگا۔

25 - باب الْمُوتَشِمَاتِ وَذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ وَالشَّعْبِيِّ فِي هٰذَا

یہ باب ہے کہ گدوانے والی عورتوں کا بیان

اس بارے میں عبداللہ بن مرہ اور شعبی کے اختلاف کا تذکرہ

283 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اٰكِلُ الرِّبَا وَمُوكِلُهُ وَكَاتِبُهُ اِذَا عَلِمُوْا ذٰلِكَ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمَوْشُومَةُ لِلْحُسْنِ وَلَاوِي الصَّدَقَةِ وَالْمُرْتَدُّ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ مَلْعُوْنُونَ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سود کھانے والا، سود کھلانے والا، اسے تحریر کرنے والا جب وہ لوگ یہ عمل کرلیں اور گودنے والی عورت، گدوانے والی عورت جو خوبصورتی کے لئے ایسا کرے اور صدقے (زکوٰۃ) کی ادائیگی نہ کرنے والا شخص اور وہ دیہاتی جو ہجرت کے بعد مرتد ہو جائے یہ سب قیامت کے دن تک کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ملعون قرار پائے ہیں۔

284 - اَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا حُصَيْنٌ وَّمُغِيْرَةُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ . اَرْسَلَهُ ابْنُ عَوْنٍ وَّعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے تحریر کرنے والے، صدقہ (زکوٰۃ) ادا نہ کرنے والے پر لعنت کی ہے اور آپ نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔

285 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ قَالَ اِلَّا مِنْ دَاءٍ فَقَالَ نَعَمْ وَالْحَالُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ وَمَانِعُ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ .

283-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9195) .

284-انفرد به النسائي . وسياتي في الزينة، الموتشمات و ذكر الاختلاف على عبد الله بن مرة و الشعبي في هذا (الحديث 5119 و 5120) مرسلًا . تحفة الاشراف (17975) .

285-تقدم (الحديث 5118) .

✧✧ حضرت حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اسے کھلانے والے، اس کی گواہی دینے والے، اسے تحریر کرنے والے، گودنے والی عورت، گدوانے والی عورت (راوی کہتے ہیں) البتہ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا کیا جاسکتا ہے تو استاد نے جواب دیا: جی ہاں۔ اور حلالہ کرنے والا شخص اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہو، زکوٰۃ کی ادائیگی کا انکار کرنے والے شخص پر لعنت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) آپ نے اس پر لعنت نہیں کی۔

286 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِى ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ وَنَهٰى عَنِ النَّوْحِ وَلَمْ يَقُلْ لَعَنَ صَاحِبَ .

✧✧ شعبی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اسے کھلانے والے، اس کی گواہی دینے والے، اسے تحریر کرنے والے، گودنے والی عورت، گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے اور آپ نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی نے نوحہ کرنے والے پر آپ کی طرف سے لعنت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

287 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِى زُرْعَةَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِىَ عُمَرُ بِامْرَاَةٍ تَشِمُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَنَا سَمِعْتُهُ . قَالَ فَمَا سَمِعْتَهُ قُلْتُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ "لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ" .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت لائی گئی جو (جسم کو) گودا کرتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں تم میں سے کسی ایک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کچھ سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کھڑا ہوا میں نے عرض کی: اے امیر المومنین! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ارشاد سنا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم نے کیا سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی عورت گودے نہیں اور کوئی عورت گدوائے نہیں۔

26 - باب الْمُتَفَلِّجَاتِ .

باب: دانتوں میں کشادگی کرنے والی عورتیں

288 - اَخْبَرَنَا اَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ اَبِى حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

286-تقدم (الحديث 5118) .

287-اخرجه البخاري في اللباس، باب المستوشمة (الحديث 5946) . تحفة الاشراف (14909) .

288-ساتي (الحديث 5123 و5124) . تحفة الاشراف (9536) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

✧✧ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے (چہرے کے) بال اکھاڑنے والی عورتوں، دانتوں میں کشادگی کرنے والی عورتوں اور گدوانے والی عورتوں' جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں' پر لعنت کی ہے۔

289 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے (چہرے کے) بال اکھاڑنے والی عورتوں، دانتوں میں کشادگی کرنے والی عورتوں اور گدوانے والی عورتوں' جو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں، پر لعنت کی ہے۔

290 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ الْعُرْيَانِ بْنِ الْهَيْثَمِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

✧✧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے (چہرے کے) بال اکھیڑنے والی عورتوں، گدوانے والی عورتوں اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے (جو اللہ کی تخلیق میں) تبدیلی کرتی ہیں۔

27 - باب تَحْرِيمِ الْوَشْرِ .

باب: دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے کا حرام ہونا

291 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عَنْ اَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ اَنَّهُ كَانَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ يَلْزَمَانِ اَبَا رَيْحَانَةَ يَتَعَلَّمَانِ مِنْهُ خَيْرًا قَالَ فَحَضَرَ صَاحِبِي يَوْمًا فَاَخْبَرَنِي صَاحِبِي اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا رَيْحَانَةَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْوَشْرَ وَالْوَشْمَ وَالنَّتْفَ .

✧✧ ابوالحصین حمیری بیان کرتے ہیں' یہ اور ان کے ساتھی حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ان سے

289-تقدم (الحديث 5122) .

290-تقدم (الحديث 5122) .

291-تقدم (الحديث 5106) .

علم حاصل کرتے رہے وہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میرے ساتھی ان کے پاس موجود تھے میرے ساتھی نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے اور جسم گدوانے اور بال اکھیڑنے کو حرام قرار دیا ہے۔

292 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ .

✧✧ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ پتہ چلا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے اور جسم گدوانے سے منع کیا ہے۔

293 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْحُصَيْنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِي رَيْحَانَةَ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ .

✧✧ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ پتہ چلا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے اور جسم گدوانے سے منع کیا ہے۔

28 - باب الْكُحْلِ .

یہ باب ہے کہ سرمہ لگانا

294 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ مِنْ خَيْرِ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدَ اِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ لَيِّنُ الْحَدِيْثِ .

✧✧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تمہارا سب سے بہترین سرمہ "اثمد" ہے یہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔

292-تقدم (الحديث 5106) .

293-تقدم (الحديث 5106) .

294-اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 51) . واخرجه ابن ماجه في الطب، باب الكحل بالاثمد (الحديث 3497) . تحفة الاشراف (5535) .

سرمہ لگانے کے سبب بینائی روشن ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصفہانی سرمہ (برابر) لگایا کرو، کیونکہ وہ سرمہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور بالوں یعنی پلکوں کو اگاتا ہے جو آنکھوں کی زیبائی وحفاظت کی ضامن ہوتی ہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لمبی سرمہ دانی تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات میں تین بار اس آنکھ میں اور تین بار اس آنکھ میں سرمہ لگاتے تھے (یعنی مسلسل تین سلائی دائیں آنکھ میں اور تین سلائی بائیں آنکھ میں لگاتے تھے)۔ (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 399)

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ "اثمد" مطلق سرمہ کو کہا جاتا ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ "اثمد" ایک مخصوص قسم کے سرمہ کو کہا جاتا ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق وہ مخصوص قسم اصفہانی سرمہ ہے جو آنکھ سے بہنے والے پانی کو روکتا ہے، آنکھ کے اندر اگر زخم پیدا ہو جاتے ہیں اور یا سوزش ہوتی ہے تو اس کو دفع کرتا ہے اور آنکھ کی رگوں کو جو روشنی کا ذریعہ ہیں طاقت دیتا ہے خاص طور پر بڑی عمر والوں اور بچوں کے حق میں زیادہ فائدہ مند رہتا ہے۔ ایک روایت میں بالاثمد کے بجائے بالاثمد المروح کے الفاظ ہیں یعنی وہ سرمہ جس میں خالص مشک مخلوط ہو۔ "روزانہ رات میں" سے ہر روز رات میں سونے سے پہلے "مراد" ہے جیسا کہ ایک روایت میں وعند النوم کے الفاظ منقول بھی ہیں، رات میں سونے سے پہلے سرمہ لگانے میں حکمت و مصلحت یہ ہے کہ سرمہ کے اجزاء آنکھوں میں زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور اس کے اثرات آنکھ کے اندرونی پردوں اور جھلیوں تک اچھی طرح سرایت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) سونے سے پہلے ہر آنکھ میں اصفہانی سرمہ کی تین تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم علاج کے لئے جن چیزوں کو اختیار کرتے ہو ان میں بہترین چیزیں چار ہیں ایک تو لدود، دوسرے سعوط تیسرے حجامۃ اور چوتھے مشی! آنکھوں کے لگانے کی چیزوں میں بہترین چیز اصفہانی سرمہ ہے جو بینائی کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کے بالوں کو جماتا ہے، نیز بھری ہوئی سینگی کھنچوانے کے لئے (چاند کی) سترھویں، انیسویں اور اکیسویں (تاریخ) بہترین دن ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں تشریف لے گئے تو فرشتوں کی کوئی بھی ایسی جماعت نہیں تھی جس کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہوں اور اس نے یہ نہ کہا ہو کہ بھری ہوئی سینگی کھنچوانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 400)

لدود" اس کو کہتے ہیں جو مریض کے منہ میں باچھ کی طرف سے ٹپکائی جائے! سعوط اس دوا کو کہتے ہیں جو ناک میں ٹپکائی جائے! حجامہ بھری سینگی کھنچوانے کو کہتے ہیں! اور مشی اسہال کی دواء کو کہتے ہیں، یہ لفظ مشی بمعنی چلنے سے مشتق ہے چونکہ دست آور دوا کے استعمال سے بیت الخلاء جانے کے لئے بار بار چلنا پڑتا ہے اس مناسبت سے اس دوا کو مشی کہا جاتا ہے۔ چوں کہ مہینہ کی ابتداء سے وسط مہینہ تک خون، بلکہ تمام رطوبات میں بڑھوتری، غلبہ اور جوش رہتا ہے، ادھر مہینہ کی آخری تاریخوں میں ان چیزوں کا عمل

سست کمزور اور سرد ہو جاتا ہے اس اعتبار سے گویا مہینہ کے وسط ایام اور خاص طور پر مذکورہ تاریخیں انسانی جسم کے لئے معتدل ہوتی ہیں، للہذا ان دنوں میں سینگی کھنچوانا زیادہ سودمند ہوتا ہے۔

29 - باب الدُّهْنِ .

باب: تیل لگانا

295 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ اِذَا ادَّهَنَ رَاْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ وَاِذَا لَمْ يُدَّهَنْ رُئِيَ مِنْهُ .

✧✧ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر میں تیل لگاتے تھے تو وہ بال نظر نہیں آتے تھے لیکن جب آپ تیل نہیں لگاتے تھے تو وہ نظر آ جاتے تھے۔

30 - باب الزَّعْفَرَانِ .

باب: زعفران کا بیان

296 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ بِالزَّعْفَرَانِ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کپڑوں پر زعفران لگایا کرتے تھے۔ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ رنگ استعمال کرتے تھے۔

31 - باب الْعَنْبَرِ .

باب: عنبر لگانا

297 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ الْمُزَلِّقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَيَّبُ قَالَتْ نَعَمْ بِذِكَارَةِ الطِّيْبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ .

295-اخرجه مسلم في الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم (الحديث 108) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 38) . تحفة الاشراف (2182) .

296-تقدم (الحديث 5100) .

297-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17592) .

✧✧ حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو استعمال کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ مشک اور عنبر استعمال کرتے تھے۔

32 - باب الْفَصْلِ بَيْنَ طِيْبِ الرِّجَالِ وَطِيْبِ النِّسَآءِ .

باب: مردوں کی خوشبو اور عورتوں کی خوشبو کے درمیان فرق کیا ہے

298 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِىَ لَوْنُهُ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِىَ رِيْحُهُ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو لیکن اس کا رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کی خوشبو نہ آئے۔

299 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنِ الطُّفَاوِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِىَ لَوْنُهُ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِىَ رِيْحُهُ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کی خوشبو پھیلے لیکن اس کا رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے جس کا رنگ نظر آئے لیکن خوشبو نہ پھیلے۔

33 - باب اَطْيَبِ الطِّيْبِ .

باب: سب سے بہترین خوشبو

300 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ اتَّخَذَتْ خَاتِمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّحَشَتْهُ مِسْكًا" . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ" .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں مشک رکھ لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ (مشک) سب سے بہترین خوشبو ہے۔

298-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب ما يكره من ذكر الرجل ما يكون من اصابته اهله (الحديث 2174) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في طيب الرجال و النساء (الحديث 2787) و اخرجه النسائي في الزينة، الفصل بين طيب الرجال و طيب النساء (الحديث 5133) و الحديث عند: ابي داؤد في الحمام، باب ما جاء في التعري (الحديث 4019) . تحفة الاشراف (15486) .

299-تقدم (الحديث 5132) .

300-تقدم (الحديث 1904) .

34 - باب التَّزَعْفُرِ وَالْخَلُوقِ .

یہ باب ہے کہ زعفران اور خلوق کا استعمال کرنا

301 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ حُكَيْمِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ رَدْعٌ مِّنْ خَلُوقٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْهَبْ فَانْهَكْهُ" . ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ "اذْهَبْ فَانْهَكْهُ" . ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ "اذْهَبْ فَانْهَكْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ" .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنے کپڑوں پر اچھی طرح خلوق لگائی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: جاؤ اور اسے صاف کرلو۔ وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے صاف کرو۔ وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے صاف کرو اور دوبارہ نہ لگانا۔

302 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو وَقَالَ عَلٰى اِثْرِهٖ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّهٗ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ لَهٗ "هَلْ لَكَ امْرَاَةٌ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ" .

✧✧ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے اس وقت انہوں نے خلوق لگائی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہاری بیوی ہے (کیا تمہاری نئی شادی ہوئی ہے)؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اسے دھولو۔ پھر تم اسے دوبارہ دھولو اور آئندہ نہ لگانا۔

303 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ } اَبَا { حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا قَالَ "اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ وَلَا تَعُدْ" .

✧✧ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے خلوق لگائی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے دھولو۔ پھر اسے دھولو اور دوبارہ مت لگانا۔

304 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ رَّجُلٍ عَنْ يَعْلٰى نَحْوَهٗ . خَالَفَهٗ سُفْيَانُ رَوَاهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلٰى .

301-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12271) .

302-اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر و الخلوق للرجال (الحديث 2816) واخرجه النسائي في الزينة، التزعفر و الخلوق (الحديث 5137 و 5138 و 5139 و 5140) . تحفة الاشراف (11849) .

303-تقدم (الحديث 5136) . 304-تقدم (الحديث 5136) .

✧✧ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

305 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ اَبْصَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِي رَدْعٌ مِّنْ خَلُوقٍ قَالَ "يَا يَعْلَى لَكَ امْرَاَةٌ". قُلْتُ لَا. قَالَ "اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ". قَالَ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ.

✧✧ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا میرے جسم پر اس وقت خلوق کا نشان تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یعلیٰ کیا تمہاری بیوی ہے (کیا تمہاری نئی شادی ہوئی ہے؟) میں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم اسے دھولو اور دوبارہ نہیں لگانا۔ یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔

راوی کہتے ہیں میں نے اسے دھولیا اور دوبارہ نہیں لگایا۔ یہ الفاظ راوی نے بھی تین مرتبہ دہرائے۔

306 - اَخْبَرَنِي اِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّبِيحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مُوسَى - يَعْنِي مُحَمَّدًا - قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلَى قَالَ مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُتَخَلِّقٌ فَقَالَ "اَيْ يَعْلَى هَلْ لَكَ امْرَاَةٌ". قُلْتُ لَا. قَالَ "اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ". قَالَ. فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ.

✧✧ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا میں نے خلوق لگائی ہوئی تھی آپ نے فرمایا: اے یعلیٰ! کیا تمہاری بیوی ہے (کیا تمہاری نئی شادی ہوئی ہے) میں نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے دھولو، اسے دھولو، اسے دھولو اور دوبارہ نہ لگانا۔ راوی کہتے ہیں میں گیا میں نے اسے دھولیا میں نے پھر اسے دھویا پھر میں نے اسے دھویا اور پھر میں نے اسے دوبارہ نہیں لگایا۔

35 - باب مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الطِّيبِ.

باب: خواتین کے لئے کون سی خوشبو لگانا مکروہ ہے

307 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ - وَهُوَ ابْنُ عُمَارَةَ - عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ".

305-تقدم (الحديث 5136) .

306-تقدم (الحديث 5136) .

307-اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في المراة تطيب للخروج (الحديث 4173) بنحوه و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية خروج المراة متعطرة (الحديث 2786) بنحوه . تحفة الاشراف (9023) .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی عورت عطر لگائے اور پھر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو اگر لوگ اس کی خوشبو کو پائیں تو وہ عورت زنا کرنے والی ہے۔

36 - باب اغْتِسَالِ الْمَرْاَةِ مِنَ الطِّيبِ .

باب: عورت کا اس خوشبو کو دھولینا

308 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْهَاشِمِيّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ - وَلَمْ اَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ غَيْرَهُ - يُحَدِّثُ عَنْ رَّجُلٍ ثِقَةٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ" . مُخْتَصَرٌ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت مسجد کی طرف جانے کے لئے نکلے تو اسے خوشبو کو دھولینا چاہئے جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے۔

37 - باب النَّهْيِ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَشْهَدَ الصَّلاَةَ اِذَا اَصَابَتْ مِنَ الْبَخُوْرِ .

باب: عورت کے لئے اس بات کی ممانعت کہ جب اس کو بخور (خوشبو) لگی ہوئی ہو تو وہ نماز (باجماعت) میں شریک ہو

309 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ عِيسَى الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلاَتَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لاَ اَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ يَزِيْدَ بْنَ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَلٰى قَوْلِهٖ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ . وَقَدْ خَالَفَهُ يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ رَوَاهُ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس عورت نے بخور لگایا ہوا ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز (باجماعت) میں شریک نہ ہو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے' جس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے

308-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15507) .

309-اخرجه مسلم في الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة و انها لا تخرج مطيبة (الحديث 143) . اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب ما جاء في المراة تتطيب للخروج (الحديث 4175) . واخرجه النسائي في الزينة، الطيب (الحديث 5278) . تحفة الاشراف (12207) .

منقول ہونے میں بسر بن سعید کی متابعت کی ہو یعقوب بن عبداللہ نے اس کو ان کے برخلاف نقل کیا ہے، انہوں نے اسے سیّدہ زینب ثقفیہ سے روایت کیا ہے۔

310 - اَخْبَرَنِىْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَاتَمَسَّ طِيْبًا" .

✧✧ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی عورت نے عشاء کی نماز میں شریک ہونا ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

311 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْعِشَآءَ فَلَاتَمَسَّ طِيْبًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ يَحْيٰى وَجَرِيْرٍ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت زینب رضی اللہ عنہا، جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت عشاء کی نماز میں شریک ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: وہیب بن خالد سے منقول روایت کے مقابلے میں یحییٰ اور جریر سے منقول حدیث زیادہ درست ہے۔

312 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ يَعْقُوْبَ الْحِمْصِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيَّتُكُنَّ خَرَجَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَاتَقْرَبَنَّ طِيْبًا" .

✧✧ سیّدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جس عورت نے مسجد کی طرف آنا ہو وہ خوشبو کے قریب نہ جائے (یعنی خوشبو نہ لگائے)

313 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

310-اخرجه مسلم في الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة و انها لا تخرج مطيبة (الحديث 141 و 142) و اخرجه النسائي في الزينة، النهي للمراة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور (الحديث 5145 و 5146 و 5147 و 5148 و 5149)، و الطيب (الحديث 5275 و 5276 و 5277) . تحفة الاشراف (15888) .

311-تقدم (الحديث 5144) .

312-تقدم (الحديث 5144) .

313-تقدم (الحديث 5144) .

الْقُرَشِيِّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ لَا تَمَسَّ الطِّيبَ اِذَا خَرَجَتْ اِلَى الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ .

✧✧ سیّدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا' جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں' بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ خوشبو نہ لگائیں جب انہوں نے عشاء کی نماز کے لئے (گھر سے) نکلنا ہو۔

314 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِىْ مُزَاحِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ اِلَى الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا" .

✧✧ سیّدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب عورت عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے (گھر سے) نکلے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

315 - اَخْبَرَنِىْ يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِىْ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الصَّلَاةَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ مِّنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ .

✧✧ سیّدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت نماز (باجماعت) میں شامل ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

امام نسائی بیان کرتے ہیں زہری کے حوالے سے منقول روایت غیر محفوظ ہے۔

38 - باب الْبَخُوْرِ .

باب: بخور کا بیان

316 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ اَبُوْ طَاهِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْاَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَّبِكَافُوْرٍ يَّطْرَحُهُ مَعَ الْاَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو لگاتے تھے تو آپ عود کا دھواں لیتے تھے اور اس میں کوئی اور

314-تقدم (الحديث 5144) .

315-تقدم (الحديث 5144) .

316-اخرجه مسلم في الالفاظ من الادب و غيرها، باب استعمال المسك و انه اطيب الطيب و كراهة رد الريحان و الطيب (الحديث 21) . تحفة الاشراف (7605) .

خوشبو شامل نہیں کرتے تھے پھر کافور کا دھواں لیا کرتے تھے اسے ایک عود میں ملا لیتے تھے پھر فرمایا کرتے تھے۔
نبی اکرم ﷺ اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔

39 - باب الْكَرَاهِيَةِ لِلنِّسَآءِ فِيْ اِظْهَارِ الْحُلِيِّ وَالذَّهَبِ .

باب: خواتین کے لئے اپنے زیور اور سونے کو ظاہر کرنا مکروہ ہے

317 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَانَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا عُشَّانَةَ - هُوَ الْمَعَافِرِيُّ - حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْنَعُ اَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيْرَ وَيَقُوْلُ "اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَاتَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا" .

✧✧ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ اپنے اہل خانہ کو زیورات اور ریشم سے منع کرتے تھے آپ فرماتے تھے اگر تم جنت کے زیورات کو پسند کرتے ہو اور اس کے ریشم کو پسند کرتے ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔

318 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ ح وَاَنْبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنِ امْرَاَتِهٖ عَنْ اُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ اَمَا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنِ امْرَاَةٍ تَحَلَّتْ ذَهَبًا تُظْهِرُهٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهٖ" .

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! تم لوگ چاندی کے زیور کیوں نہیں استعمال کرتی جو بھی عورت سونے کا زیور لے کر اسے ظاہر کرے گی تو اسے اس کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

319 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا يُحَدِّثُ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنِ امْرَاَتِهٖ عَنْ اُخْتِ حُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ اَمَا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَاَةٌ تُحَلّٰى ذَهَبًا تُظْهِرُهٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهٖ" .

✧✧ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے خواتین تم چاندی کے زیور کیوں نہیں استعمال کرتیں؟ تم میں سے جو بھی عورت سونے کا زیور پہن کر اسے ظاہر کرے گی تو اسے اس کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

317-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9920) .

318-اخرجه ابو داؤد في الخاتم ، باب ما جاء في الذهب للنساء (الحديث 4237) واخرجه النسائي في الزينة، الكراهية للنساء في اظهار الحلي و الذهب (الحديث 5153) . تحفة الاشراف (18043 و 18386) .

319-تقدم (الحديث 5152) .

320 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ عَمْرٍو اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ يَزِيْدَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا امْرَاَةٍ تَحَلَّتْ - يَعْنِيْ - بِقِلَادَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِيْ عُنُقِهَا مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ جَعَلَتْ فِيْ اُذُنِهَا خُرْصًا مِّنْ ذَهَبٍ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ اُذُنِهَا مِثْلَهٗ خُرْصًا مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

✧✧ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی عورت زیور پہنے یعنی سونے کا ہار پہن لے اور اسے اپنی گردن میں رکھے تو اس کی مانند (سونے کے ذریعے) جہنم میں عذاب دیا جائے گا اور جو عورت اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں پہنے گی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی کی مانند اس کے کانوں میں جہنم کی بالیاں رکھے گا۔

321 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدٌ عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ اَسْمَآءَ الرَّحَبِيِّ اَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهٗ قَالَ جَآئَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهَا فَتَخٌ - فَقَالَ كَذَا فِيْ كِتَابِ اَبِيْ اَيْ خَوَاتِيْمُ ضِخَامٌ - فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ يَدَهَا فَدَخَلَتْ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ اِلَيْهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَزَعَتْ فَاطِمَةُ سِلْسِلَةً فِيْ عُنُقِهَا مِنْ ذَهَبٍ وَّقَالَتْ هٰذِهٖ اَهْدَاهَا اِلَيَّ اَبُوْ حَسَنٍ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسِّلْسِلَةُ فِيْ يَدِهَا فَقَالَ "يَا فَاطِمَةُ اَيَغُرُّكِ اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِيْ يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِّنْ نَّارٍ". ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ فَاَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ بِالسِّلْسِلَةِ اِلَى السُّوْقِ فَبَاعَتْهَا وَاشْتَرَتْ بِثَمَنِهَا غُلَامًا - وَقَالَ مَرَّةً عَبْدًا - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا فَاَعْتَقَتْهُ فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ فَقَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْجٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ".

✧✧ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں' وہ بیان کرتے ہیں' فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت ہبیرہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں "فتخ" تھیں۔ راوی کہتے ہیں میرے والد کی تحریر میں اسی طرح موجود ہے اس سے مراد بڑی انگوٹھیاں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر مارنا شروع کیا وہ خاتون' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں' ان کے پاس آئیں اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلوک کیا ہے تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی گردن سے سونے کا ہار اتار کر دکھایا اور بتایا کہ یہ ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے انہیں تحفے کے طور پر دیا ہے اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئے وہ ہار سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ کے رسول کی صاحبزادی کے ہاتھ میں آگ کا ہار ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ وہاں تشریف فرما نہیں ہوئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بازار بھیجا اسے فروخت کروا دیا اور اس کی قیمت کے ذریعے ایک غلام خریدا۔

320-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء (الحديث 4238) . تحفة الاشراف (15776) .

321-انفرد به النسائي، وسياتي في الزينة، الكراهية للنساء في اظهار الحلي و الذهب (الحديث 5156) . تحفة الاشراف (2110) .

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک ''عبد'' خریدا۔ پھر ایک کلمہ ذکر کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس غلام کو آزاد کر دیا اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہنم سے نجات عطا کی۔

322 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِىْ اَسْمَآءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ جَائَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ يَدِهَا فَتَخٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَىْ خَوَاتِيْمَ ضِخَامٍ نَحْوَهُ .

✧✧ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہبیرہ کی صاحبزادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ہاتھ میں سونے کی بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔

323 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنْ مُّطَرِّفٍ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ عَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ اَبِى الْجَهْمِ عَنْ اَبِىْ زَيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ . قَالَ "سِوَارَانِ مِنْ نَّارٍ" .
قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَوْقٌ مِّنْ ذَهَبٍ . قَالَ "طَوْقٌ مِّنْ نَّارٍ" . قَالَتْ قُرْطَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ . قَالَ "قُرْطَيْنِ مِنْ نَّارٍ" . قَالَ وَكَانَ عَلَيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَرَمَتْ بِهِمَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا لَمْ تَتَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ . قَالَ "مَا يَمْنَعُ اِحْدَاكُنَّ اَنْ تَصْنَعَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُصَفِّرَهُ بِزَعْفَرَانٍ اَوْ بِعَبِيْرٍ" . اللَّفْظُ لِابْنِ حَرْبٍ .

✧✧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک خاتون آپ کے پاس آئی اور عرض کی' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سونے کے دو کنگن' آپ نے فرمایا: جہنم کے دو کنگن۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سونے کا ہار آپ نے فرمایا: جہنم کا طوق۔ اس نے عرض کی: سونے کی دو بالیاں' آپ نے فرمایا: آگ کی دو بالیاں۔ راوی بیان کرتے ہیں' اس خاتون نے سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے تھے اس نے انہیں اتار دیا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے آراستہ نہیں ہوگی تو اس کے سامنے بے حیثیت ہو جائے گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ چاندی کی بالیاں کیوں نہیں استعمال کرتے۔ پھر اس کے اوپر زعفران یا عبیر لگا لیا کرو۔

324 - اَخْبَرَنِى الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلَيْهَا مَسَكَتَىْ ذَهَبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا لَوْ نَزَعْتِ هٰذَا وَجَعَلْتِ مَسَكَتَيْنِ مِنْ

322-تقدم (الحديث 5155) .

323-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14934) .

324-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16575) .

وَّرِقٍ ثُمَّ صَفِّرِيْهِمَا بِزَعْفَرَانٍ كَانَتَا حَسَنَتَيْنِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی پازیب پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے زیادہ بہتر چیز کے بارے میں بتاؤں؟ اگر تم اسے اتار دو اور اس کی جگہ چاندی کی پازیب پہن لو اور پھر ان کو زعفران کے ذریعے زرد رنگ کرلو تو یہ دونوں زیادہ بہتر ہوں گی۔

امام نسائی فرماتے ہیں: یہ روایت غیر محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

40 - باب تَحْرِيْمِ الذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ .

باب: مردوں کے لئے سونے کا حرام ہونا

325 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِىْ اَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ يَّقُوْلُ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِىْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِىْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِىْ" .

✧✧ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم لیا اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا' پھر آپ نے سونا لیا اسے بائیں ہاتھ میں رکھا پھر آپ نے فرمایا: یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

326 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِى الصَّعْبَةِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ اَفْلَحَ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ يَّقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِىْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِىْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِىْ" .

✧✧ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم لے کر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا اور پھر سونا لیا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

327 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِى الصَّعْبَةِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهٗ اَفْلَحُ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِيًّا يَّقُوْلُ اِنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِىْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِىْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ

325- اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الحرير للنساء (الحديث 4057) و اخرجه النسائي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5161 و 5162) واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس الحرير و الذهب للنساء (الحديث 3595) . تحفة الاشراف (10183) .

326- تقدم (الحديث 5159) .

327- تقدم (الحديث 5159) .

عَلٰى ذُكُورِ اُمَّتِىْ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيْثُ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ اِلَّا قَوْلَهُ اَفْلَح فَاِنَّ اَبَا اَفْلَحَ اَشْبَهُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم لیا اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا پھر سونا لیا اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور فرمایا: یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں: ابن مبارک سے منقول روایت زیادہ درست ہے۔ تاہم ان کا (راوی کا نام) "افلح" کہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ "ابوافلح" درست ہے۔ واللہ اعلم

328 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِى الصَّعْبَةِ عَنْ اَبِىْ اَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبًا بِيَمِيْنِهٖ وَحَرِيْرًا بِشِمَالِهٖ فَقَالَ "هٰذَا حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِىْ" .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا لیا اسے دائیں ہاتھ میں رکھا پھر ریشم لیا اسے بائیں ہاتھ میں رکھا اور فرمایا: یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

329 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِاِنَاثِ اُمَّتِىْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا" .

✧✧ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں سونے اور ریشم کو اپنی امت کی خواتین کے لئے حلال قرار دیتا ہوں اور اپنی امت کے مردوں کے لئے حرام قرار دیتا ہوں۔

330 – اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا . خَالَفَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ رَوَاهُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ .

✧✧ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے اور سونا پہننے سے بھی۔ البتہ اگر اس

328-تقدم (الحديث 5159) .

329-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الحرير و الذهب (الحديث 1720) و اخرجه النسائي في الزينة، تحريم لبس الذهب (الحديث 5280) . تحفة الاشراف (8998) .

330-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب م جاء في الذهب للنساء (الحديث 4239) مطولًا واخرجه النسائي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5165) . تحفة الاشراف (11421) .

کے ٹکڑے کر لئے جائیں (تو حکم مختلف ہوگا۔)

331 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا وَّعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ .

✧✧ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے (البتہ اگر) اس کے ٹکڑے کر لئے جائیں تو حکم مختلف ہوگا) اور آپ نے "میاثر" پرسوار ہونے سے منع کیا ہے۔

332 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ شَيْخٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهٗ جَمْعٌ مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ .

✧✧ حضرت ابوشیخ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے پاس موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے۔ البتہ اگر اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں (تو حکم مختلف ہوگا) تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

333 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَسْبَاطٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مَطَرٍ عَنْ اَبِيْ شَيْخٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِيْ بَعْضِ حَجَّاتِهٖ اِذْ جَمَعَ رَهْطًا مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . خَالَفَهٗ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَلَى اخْتِلَافٍ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ عَلَيْهِ .

✧✧ حضرت ابوشیخ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا یہ ان کے حج کے موقع کی بات ہے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان سے دریافت کیا: کیا آپ لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے البتہ اگر اس کے ٹکڑے کیے جائیں تو (حکم مختلف ہوگا)

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

334 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيٰى حَدَّثَنِيْ اَبُوْ شَيْخٍ الْهُنَائِيُّ عَنْ اَبِيْ حِمَّانَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ قَالُوْا

331-تقدم (الحديث 5164) .

332-اخرجه النسائي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5167 و 5174) و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1794) . تحفة الاشراف (11456) .

333-تقدم (الحديث 5166) .

334-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، تحريم الذهب على الرجال (الحديث 5169 و 5170 و 5171 و 5172 و 5173) . تحفة الاشراف (11405) .

نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ . خَالَفَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ رَوَاهُ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ اَبِىْ شَيْخٍ عَنْ اَخِيْهِ حِمَّانَ .

✧✧ حضرت ابوحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خانہ کعبہ میں جمع کیا اور ان سے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع نہیں کیا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

یہی روایت ایک اور سند سے بھی منقول ہے۔

335 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ شَيْخٍ عَنْ اَخِيْهِ حِمَّانَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ عَامَ حَجَّ جَمَعَ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبُوْسِ الذَّهَبِ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ . خَالَفَهُ الْاَوْزَاعِىُّ عَلٰى اخْتِلَافِ اَصْحَابِهٖ عَلَيْهِ فِيْهِ .

✧✧ حضرت ابوحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب کو خانہ کعبہ میں جمع کیا اور ان سے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

336 - اَخْبَرَنِىْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ شَيْخٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ حِمَّانُ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِى الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

✧✧ حضرت حمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ انہوں نے کچھ انصار کو خانہ کعبہ میں بلایا ان سے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا استعمال نہ کرنے سے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

337 - اَخْبَرَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِىْ حِمَّانُ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِى الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

✧✧ حمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا' انہوں نے کچھ انصار کو خانہ کعبہ میں بلایا اور فرمایا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں' آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا (پہننے سے) منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے

335-تقدم (الحديث 5168) .

336-تقدم (الحديث 5168) .

337-تقدم (الحديث 5168) .

جواب دیا: اللہ جانتا ہے جی ہاں! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

338 - وَاَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزْيَدٍ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حِمَّانَ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوْا نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

✧✧ حضرت ابوحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا انہوں نے انصار کے کچھ لوگوں کو خانہ کعبہ میں بلایا اوران سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے نہیں سنا؟ ان لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں (سنا ہے)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

339 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ حِمَّانُ قَالَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا نَفَرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الذَّهَبِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عُمَارَةُ اَحْفَظُ مِنْ يَحْيٰى وَحَدِيْثُهُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

✧✧ حضرت حمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا انہوں نے کچھ انصار کو خانہ کعبہ میں بلایا اور بولے: میں آپ کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔

340 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَيْهَسُ بْنُ فَهْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شَيْخِ الْهُنَائِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ وَنَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا قَالُوْا نَعَمْ . خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ رَوَاهُ عَنْ بَيْهَسٍ عَنْ اَبِيْ شَيْخٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ .

✧✧ حضرت ابوشیخ ہنائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا اس وقت ان کے پاس کچھ انصار اور مہاجرین موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے جی ہاں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے۔ البتہ اگر اس کے ٹکڑے کیے جائیں تو حکم مختلف ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

یہی روایت دوسری سند سے بھی منقول ہے۔

338-تقدم (الحدیث 5168) .

339-تقدم (الحدیث 5168) .

340-تقدم (الحدیث 5166) .

341 - اَخْبَرَنِیْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَيْهَسُ بْنُ فَهْدَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ شَيْخٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ النَّضْرِ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ ۔

✧✧ حضرت ابوشیخ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع کیا ہے البتہ اگر اس کے ٹکڑے کر لیے جائیں (تو حکم مختلف ہوگا)

امام نسائی فرماتے ہیں۔نضر سے منقول روایت زیادہ درست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

41 - باب مَنْ اُصِيبَ اَنْفُهُ هَلْ يَتَّخِذُ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ ۔

باب: جس شخص کی ناک ضائع ہوجائے کیا وہ سونے کی ناک استعمال کرسکتا ہے

342 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدَ اَنَّهٗ اُصِيبَ اَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ وَّرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَّخِذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ ۔

✧✧ حضرت عرفجہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں زمانہ جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن ان کی ناک ضائع ہوگئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی اس میں سے بو آنے لگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ سونے کی ناک بنوالیں۔

343 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ اَبِی الْاَشْهَبِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدَ بْنِ كَرِبٍ - قَالَ وَكَانَ جَدَّهُ - قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَّهٗ رَاٰى جَدَّهٗ قَالَ اُصِيبَ اَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ فِضَّةٍ فَاَنْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَّخِذَهُ مِنْ ذَهَبٍ ۔

✧✧ حضرت عرفجہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنگ کلاب کے دن زمانہ جاہلیت میں ان کی ناک ضائع ہوگئی۔ وہ فرماتے ہیں: انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی اس میں سے بو آنے لگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت دی: وہ سونے کی ناک بنوالیں۔

341-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (8588) ـ

342-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في ربط الاسنان بالذهب (الحديث 4232 و 4233و 4234) واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في شد الاسنان بالذهب (الحديث 1770) واخرجه النسائي في الزينة، من اصيب انفه هل يتخذا انفًا من ذهب (الحديث 5177) ـ تحفة الاشراف (9895) ـ

343-تقدم (الحديث 5176) ـ

42 - باب الرُّخْصَةِ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ لِلرِّجَالِ .

باب: مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی کی رخصت

344 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ مَا لِيْ اَرٰى عَلَيْكَ خَاتَمَ الذَّهَبِ قَالَ قَدْ رَآهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ فَلَمْ يَعِبْهُ . قَالَ مَنْ هُوَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں انہوں نے جواب دیا: اسے اس شخصیت نے بھی دیکھا ہے جو آپ سے بہتر تھی لیکن انہوں نے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

43 - باب خَاتَمِ الذَّهَبِ .

باب: سونے کی انگوٹھی

345 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّي كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاِنِّي لَنْ اَلْبَسَهُ اَبَدًا" . فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ .

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ نے اسے پہن لیا۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اس انگوٹھی کو پہن لیا تھا لیکن اب میں اسے نہیں پہنوں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

346 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَعَنِ الْجِعَةِ .

344-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4961) .

345-سياتي (الحديث 5290) . تحفة الاشراف (7145) .

346-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من كرهه (الحديث 4051) و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية لبس المعصفر للرجل و القسي (الحديث 2808) و اخرجه النسائي في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5181 و 5182) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب المياثر الحمر (الحديث 3654) . تحفة الاشراف (10304) .

✧✧ حضرت ہبیرہ بن یریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی، سرخ میاثر اور گیہوں کی شراب سے منع کیا ہے۔

347 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی اور سرخ میاثر سے منع کیا ہے۔

348 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ هُبَيْرَةَ سَمِعَهُ مِنْ عَلِيٍّ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَعَنِ الثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ وَعَنِ الْجِعَةِ شَرَابٌ يُصْنَعُ مِنَ الشَّعِيْرِ وَالْحِنْطَةِ وَذَكَرَ مِنْ شِدَّتِهِ .

خَالَفَهُ عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ رَوَاهُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ صَعْصَعَةَ عَنْ عَلِيٍّ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی' سرخ میاثر اور قسی کے کپڑے (استعمال کرنے) اور گیہوں کی شراب استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں یہ وہ شراب ہے جو''جو'' اور گندم سے ملا کر بنائی جاتی ہے۔ راوی نے اس کی شدت کا تذکرہ کیا ہے۔

349 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَالْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ وَالْجِعَةِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْ قَبْلَهُ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کا چھلا پہننے سے اور قسی اور میاثر (استعمال کرنے) اور گیہوں کی شراب پینے سے منع کیا ہے۔

350 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانِیْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَحَلْقَةِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ .

✧✧ حضرت صعصعہ بن صوحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ان چیزوں سے منع

347-تقدم (الحديث 5180) .

348-تقدم (الحديث 5180) .

349-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، خاتم الذهب (الحديث 5184 و 5185 و 5186)، و في الاشربة، النهي عن نبيذ الجعة (الحديث 5627) و الحديث عند: النسائي في الاشربة، النهي عن نبيذ الجعة (الحديث 5628) . تحفة الاشراف (10130 و 10260) .

350-تقدم (الحديث 5183) .

جن سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو منع کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے دباء حنتم اور سونے کے چھلے ریشم پہننے اور قسی اور سرخ میاثر سے منع کیا ہے۔

351 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ دُحَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - هُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ الْحَنَفِيُّ - عَنْ مَّالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ جَآءَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوْحَانَ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْجِعَةِ وَنَهَانَا عَنْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ .

✧✧ حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت صعصعہ بن صوحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی' آپ ہمیں بھی ان چیزوں سے منع کریں جن چیزوں سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو منع کیا ہے تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ہم لوگوں کو دباء' حنتم' نقیر (استعمال کرنے) اور گیہوں کی شراب پینے سے منع کیا ہے اور آپ نے سونے کے چھلے اور ریشم پہننے اور قسی اور سرخ میاثر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

352 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ سُمَيْعٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ. قَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوْحَانَ لِعَلِيٍّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ انْهَنَا عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْجِعَةِ وَعَنْ حِلَقِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَعَنِ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيْثُ مَرْوَانَ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ .

✧✧ حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت صعصعہ بن صوحان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین آپ ہمیں ان باتوں سے منع کریں جن سے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو منع کیا ہے تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دباء' حنتم (استعمال کرنے) گیہوں کی شراب، سونے کے چھلے، ریشم پہننے اور سرخ میاثر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اسرائیل کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں' مروان اور عبدالواحد کی روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

353 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ حِبِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا اَقُوْلُ نَهَى النَّاسَ نَهَانِيْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ

351-تقدم (الحديث 5183) .

352-تقدم (الحديث 5183) .

353-تقدم (الحديث 1040) .

الْمُفَدَّمَةِ وَلَا اَقْرَاَ سَاجِدًا وَّلَا رَاكِعًا ۔ تَابَعَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ ۔

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے محبوب نے مجھے تین چیزوں سے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے آپ نے مجھے منع کیا ہے' سونے کی انگوٹھی پہننے سے' قسی اور چمکیلے سرخ رنگ کے کپڑے پہننے سے اور یہ کہ میں سجدے اور رکوع کی حالت میں قرأت کروں۔

354 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَقُوْلُ نَهَاكُمْ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْمُفَدَّمِ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنِ الْقِرَائَةِ رَاكِعًا ۔

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے' قسی کا لباس پہننے سے اور سرخ قسم کے کپڑے پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے۔

355 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْبَرْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَائَةِ وَاَنَا رَاكِعٌ وَّعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ ۔

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے اور سونا پہننے اور کسم (رنگ کے کپڑے) پہننے سے منع کیا ہے۔

356 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَقُوْلُ نَهَاكُمْ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَاَنْ لَا اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ ۔

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ نے تم لوگوں کو منع کیا ہے۔ سونے کی انگوٹھی سے' قسی پہننے سے' کسم (رنگ کے کپڑے) پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے۔

357 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ مَوْلٰى عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْقِرَائَةِ فِي الرُّكُوْعِ ۔

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے' کسم پہننے سے' قسی پہننے سے رکوع

354-تقدم (الحديث 1040) .

355-تقدم (الحديث 1042) .

356-تقدم (الحديث 1042) .

357-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10021) .

کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

358 - اَخْبَرَنِی اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ نَهَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسی پہننے سے، کسم (رنگ کا لباس) پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

359 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَاَنَا رَاكِعٌ وَّعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ . وَوَافَقَهُ اَيُّوْبُ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يُسَمِّ الْمَوْلٰى .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار چیزوں سے منع کیا ہے۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے، قسی پہننے سے، رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے اور کسم کا رنگ استعمال کرنے سے۔

360 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُوْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ مَّوْلًى لِلْعَبَّاسِ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ نَهَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسم کا رنگ استعمال کرنے سے، قسی اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

44 - باب الْاِخْتِلَافُ عَلٰى يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ فِيْهِ

باب: اس بارے میں یحییٰ بن کثیر سے اختلاف

361 - اَخْبَرَنِی هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - عَنْ يَّحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ سَعْدٍ الْفَدَكِیُّ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ حُنَيْنٍ اَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ نَهَانِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثِيَابِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَاَنْ اَقْرَاَ وَاَنَا رَاكِعٌ . خَالَفَهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسم کے رنگ کے کپڑے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے

358-تقدم (الحديث 1042) . 359-تقدم (الحديث 1042) .

360-تقدم (الحديث 1042) . 361-تقدم (الحديث 1042) .

سے اور قسی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

لیث بن سعد نے اس کے برعکس بیان کیا ہے۔

362 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ بَعْضِ مَوَالِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُعَصْفَرِ وَالثِّيَابِ الْقَسِّيَّةِ وَعَنْ اَنْ يَّقْرَاَ وَهُوَ رَاكِعٌ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسم رنگ کے کپڑے پہننے سے اور قسی کے کپڑے پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

363 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا ہے' (امام نسائی فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

45 - باب حَدِيْثِ عَبِيْدَةَ

عبیدہ کی روایت

364 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَسِّيِّ وَالْحَرِيْرِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَاَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا . خَالَفَهُ هِشَامٌ وَّلَمْ يَرْفَعْهُ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسی پہننے سے، ریشم پہننے سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

365 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى عَنْ مَيَاثِرِ الْاُرْجُوَانِ وَلُبْسِ الْقَسِّيِّ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ ''ارجوان'' کی چادریں اور قسی پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

362-تقدم (الحديث 1042) .

363-تقدم (الحديث 1042) .

364-تقدم (الحديث 1039) .

365-تقدم (الحديث 1039) .

366 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ قَالَ نَهٰى عَنْ مَيَاثِرِ الْاُرْجُوَانِ وَخَوَاتِيمِ الذَّهَبِ .

✧✧ حضرت عبیدہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سرخ ارجوانی چادریں) پہننے سے اور سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے منع کیا ہے۔

46 - باب حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْاِخْتِلَافِ عَلٰى قَتَادَةَ

باب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف

367 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ - هُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ .

✧✧ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔

368 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ اللَّيْثِيُّ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰى عِمْرَانَ اَنَّهٗ حَدَّثَنَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَعَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنَاتِمِ .

✧✧ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ریشم پہننے سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور ''حنتم'' میں کچھ پینے سے منع کیا ہے۔

369 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ اَنَّ اَبَا النَّجِيبِ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ نَّجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "اِنَّكَ جِئْتَنِيْ وَفِيْ يَدِكَ جَمْرَةٌ مِّنْ نَّارٍ" .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نجران سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا آپ نے فرمایا: تم میرے پاس اس حالت میں آئے ہو کہ

366-تقدم (الحديث 1039) .

367-اخرجه البخاري في اللباس، باب خواتيم الذهب (الحديث 5864) و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ماكان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 51) . و اخرجه النسائي في الزينة، النهي عن لبس خاتم الذهب (الحديث 5288 و 5289) . تحفة الاشراف (12214) .

368-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في كراهية خاتم الذهب (الحديث 1738) مختصراً . تحفة الاشراف (10818) .

369-سياتي (الحديث 5221) مطولاً . تحفة الاشراف (4042 الف) .

تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔

370 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ رَّجُلٍ حَدَّثَهُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِخْصَرَةٌ اَوْ جَرِيْدَةٌ فَضَرَبَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اَلَا تَطْرَحُ هٰذَا الَّذِيْ فِيْ اِصْبَعِكَ" . فَاَخَذَهُ الرَّجُلُ فَرَمٰى بِهٖ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ "مَا فَعَلَ الْخَاتَمُ" . قَالَ رَمَيْتُ بِهٖ .

قَالَ "مَا بِهٰذَا اَمَرْتُكَ اِنَّمَا اَمَرْتُكَ اَنْ تَبِيْعَهُ فَتَسْتَعِيْنَ بِثَمَنِهٖ" . وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُّنْكَرٌ .

✧✧ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ نبی اکرم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی یا شاید ایک شاخ تھی آپ نے اس کے ذریعے اس شخص کی انگلی پر مارا۔ اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اسے اتار کیوں نہیں دیتے جو تمہاری انگلی میں موجود ہے؟ اس شخص نے اسے پکڑا اور پھینک دیا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اسے دیکھا تو فرمایا تم نے اس انگوٹھی کا کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے اسے پھینک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں اس بات کی ہدایت نہیں کی تھی (میں تو یہ چاہتا تھا) کہ تم اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کے ذریعے کچھ اور فائدہ حاصل کرو۔

یہ روایت منکر ہے۔

371 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ فِيْ يَدِهٖ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَقْرَعُهُ بِقَضِيْبٍ مَعَهُ فَلَمَّا غَفَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَاهُ قَالَ "مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ اَوْجَعْنَاكَ وَاَغْرَمْنَاكَ" . خَالَفَهُ يُوْنُسُ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ مُرْسَلًا .

✧✧ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اپنے پاس موجود چھڑی کے ذریعے اسے مارا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ دوسری طرف منتقل ہوئی تو حضرت ابوثعلبہ نے اسے اتار دیا۔ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں تکلیف دی اور تمہارا نقصان کروایا۔

یونس نے زہری اور ابوادریس کے حوالے سے اسے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

372 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

370-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1927) .

371-انفرد به النسائي، و سياتي في الزينة، حديث ابي هريرة و الاختلاف على قتادة (5206 و 5207 و 5208 و 5209) مرسلًا . تحفة الاشراف (11870 و 19338) .

372-تقدم (الحديث 5205) .

قَالَ اَخْبَرَنِی اَبُوْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیُّ اَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ نَحْوَهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِیْثُ یُوْنُسَ اَوْلٰی بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِیْثِ النُّعْمَانِ .

✧✧ ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں' ایک صاحب جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس پایا ہے انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

امام نسائی فرماتے ہیں: نعمان سے منقول روایت کے مقابلے میں یونس سے منقول روایت زیادہ درست ہے۔

373 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِیُّ الدِّمَشْقِیُّ اَبُوْ عَبْدِ الْمَلِكِ قِرَاءَةً قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ نَحْوَهُ .

✧✧ ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک صاحب کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔)

374 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ الْعُمَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ یَدِ رَجُلٍ خَاتَمَ ذَهَبٍ فَضَرَبَ اِصْبَعَهٗ بِقَضِیْبٍ کَانَ مَعَهٗ حَتّٰی رَمٰی بِهٖ .

✧✧ ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک صاحب کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا آپ نے اپنے پاس موجود چھڑی سے انہیں مارا یہاں تک کہ انہوں نے اسے اتار دیا۔

375 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ الْمَرْوَزِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَرَکَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْمَرَاسِیْلُ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ .

✧✧ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے (اس کے بعد مرسلاً روایت ہے۔)

امام نسائی فرماتے ہیں: "مرسل" کے طور پر منقول روایات زیادہ مستند ہیں۔

47 - باب مِقْدَارِ مَا یُجْعَلُ فِی الْخَاتَمِ مِنَ الْفِضَّةِ .

باب: چاندی کی انگوٹھی میں چاندی کی مقدار کتنی ہونی چاہئے

373-تقدم (الحدیث 5205) .

374-تقدم (الحدیث 5205) .

375-تقدم (الحدیث 5205) .

376 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ - مِنْ اَهْلِ مَرْوٍ اَبُو طَيْبَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيدٍ فَقَالَ "مَا لِي اَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ" . فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَائَهُ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ فَقَالَ "مَا لِي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْاَصْنَامِ" . فَطَرَحَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ اَتَّخِذُهُ قَالَ "مِنْ وَّرِقٍ وَّلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا" .

✧✧ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اہل جہنم کا زیور پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ اس نے اسے اتار دیا پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے؟ اس نے اسے بھی اتار دیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں آپ نے فرمایا: چاندی کی لیکن اس میں ایک مثقال (وزن) پورا نہ کرنا۔

48 - باب صِفَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا تذکرہ

377 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ وَّنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس کا نگینہ حبشی (یعنی حبشہ سے آیا ہوا تھا) آپ نے اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کروایا۔

378 – اَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ فِضَّةٍ

376-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد (الحديث 4223) واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في الخاتم الحديد (الحديث 1785) مطولًا . تحفة الاشراف (1982) .

377-اخرجه البخاري في اللباس، باب خاتم الفضة (الحديث 5868) مطولًا و اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب في خاتم الورق فصه حبشي (الحديث 61 و 62) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4216) مختصرًا و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في خاتم الفضة (الحديث 1739) مختصراً، وفي الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الهديث 82) مختصراً . و اخرجه النسائي في الزينة، صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم (5212)، و صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم و نقشة (الحديث 5292 و 5294) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب نقش الخاتم (الحديث 3641)، و باب من جعل فص خاتمه مما يلي كفه (الحديث 3646) . تحفة الاشراف (1554) .

378-تقدم (الحديث 5211) .

يَتَخَتَّمُ بِهٖ فِيْ يَمِيْنِهٖ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ ۔

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی۔ آپ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اس کا نگینہ حبشی تھا آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

379 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيِّ الْحِمْصِيُّ - وَكَانَ اَبُوْهُ خَالِدٌ عَلٰى قَضَاءِ حِمْصَ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَوْصِيُّ - عَنِ الْحَسَنِ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ وَّكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ ۔

✧✧ حضرت انس بیان کرتے ہیں' نبی اکرم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے بنا ہوا تھا۔

380 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ وَّرِقٍ فَصُّهُ مِنْهُ ۔

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

381 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے بنا ہوا تھا۔

382 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الرُّوْمِ فَقَالُوْا اِنَّهُمْ لَا يَقْرَئُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا ۔ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ وَنُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے عرض کی: یہ لوگ اسی

379-سياتي (الحديث 5295) . تحفة الاشراف (697) .

380-اخرجه البخاري في اللباس، باب فص الخاتم (الحديث 5870) . تحفة الاشراف (773) .

381-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4217) . و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء ما يستحب في فص الخاتم (الحديث 1740)، و في الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 84) . تحفة الاشراف (662) .

282-اخرجه البخاري في العلم. باب ما يذكر في المناولة و كتاب اهل العلم بالعلم الى البلدان (الحديث 65)، و في الجهاد، باب دعوة اليهود و النصارى و على ما يقاتلون عليه (الحديث 2938)، و في اللباس، باب اتخاذ الخاتم ليختم به الشيء اوليكتب به الى اهل الكتاب و غيرهم (الحديث 5875)، و في الاحكام، باب الشهادة على الخط المختوم و ما يجوز من ذلك وما يضيق عليه و كتاب الحاكم الى عامله و القاضي الى القاضي (الحديث 7162) . واخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب في اتخاذ النبي صلى الله عليه وسلم خاتمًا لما اراد ان يكتب الى العجم (الحديث 56) . و اخرجه النسائي في الزينة، صفة خاتم النبي صلى الله عليه وسلم و نقشه (الحديث 5293) . تحفة الاشراف (1256) .

خط کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں اس کی سفیدی کا منظر گویا آج بھی میری نگاہوں میں ہے اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کیا گیا تھا۔

383 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ اَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ حَتّٰى مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِنَا كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ خَاتَمِهٖ فِيْ يَدِهٖ مِنْ فِضَّةٍ .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو موخر کر دیا جب نصف رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی آپ کے دست مبارک میں چاندی کی بنی ہوئی انگوٹھی کی سفیدی (کا منظر) گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

49 - باب مَوْضِعِ الْخَاتَمِ مِنَ الْيَدِ ذِكْرِ حَدِيْثِ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ .

باب: کون سے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جائے

حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول احادیث کا تذکرہ

384 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا } ابْنُ { وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ - هُوَ ابْنُ بِلَالٍ - عَنْ شَرِيْكٍ - هُوَ ابْنُ اَبِيْ نَمِرٍ - عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ شَرِيْكٌ وَّاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ .

✧✧ ایک روایت کے مطابق حضرت علی اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

385 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ بِيَمِيْنِهٖ .

✧✧ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

50 - باب لُبْسِ خَاتَمِ حَدِيْدٍ مَلْوِيٍّ عَلَيْهِ بِفِضَّةٍ .

باب: ایسے لوہے کی انگوٹھی پہننا جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو

383-اخرجه مسلم في المساجد و مواضع الصلاة، باب وقت العشاء و تاخيرها (الحديث 223) . تحفة الاشراف (1326) .

384-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في التختم في اليمين و اليسار (الحديث 4226) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في تختم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 90) . تحفة الاشراف (10180) .

385-اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين (الحديث 1744) . تحفة الاشراف (5222) .

386 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِىْ عَتَّابٍ سَهْلِ بْنِ حَمَّادٍ ح وَاَنْبَاَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ } حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ { حَدَّثَنَا اَبُوْ مَكِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيبِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَيْقِيبٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْدًا مَّلْوِيًّا عَلَيْهِ فِضَّةٌ - قَالَ - وَرُبَّمَا كَانَ فِيْ يَدِىْ . فَكَانَ مُعَيْقِيبٌ عَلٰى خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

✧✧ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے سے بنی ہوئی تھی جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں' بعض اوقات وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں' گویا حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نگران تھے۔

51 - باب لُبْسِ خَاتَمِ صُفْرٍ

یہ باب ہے کہ پیتل کی انگوٹھی پہننا

387 - اَخْبَرَنِىْ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمِصِّيْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ - مِنْ اَهْلِ ثَغْرٍ ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ اَبِى النَّجِيْبِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ وَكَانَ فِيْ يَدِهٖ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّجُبَّةُ حَرِيْرٍ فَاَلْقَاهُمَا ثُمَّ سَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْتُكَ اٰنِفًا فَاَعْرَضْتَ عَنِّىْ .

فَقَالَ "اِنَّهٗ كَانَ فِىْ يَدِكَ جَمْرَةٌ مِّنْ نَّارٍ" . قَالَ لَقَدْ جِئْتُ اِذًا بِجَمْرٍ كَثِيْرٍ . قَالَ "اِنَّ مَا جِئْتَ بِهٖ لَيْسَ بِاَجْزَاَ عَنَّا مِنْ حِجَارَةِ الْحَرَّةِ وَلٰكِنَّهٗ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" . قَالَ فَمَاذَا اَتَخَتَّمُ قَالَ "حَلْقَةً مِّنْ حَدِيْدٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ صُفْرٍ" .

✧✧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص بحرین سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے سلام کیا آپ نے اسے جواب نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس نے ریشمی جبہ پہنا ہوا تھا اس نے ان دونوں کو اتار دیا پھر سلام کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا: پھر اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں پہلے آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا اس نے عرض کی: میں تو اس طرح کے بہت سے انگارے لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم جو کچھ بھی لے کر آئے ہو وہ ہمارے لئے "حرہ" کے پتھروں سے زیادہ فائدہ مند نہیں ہیں بلکہ یہ دنیاوی ساز وسامان ہے' اس شخص نے دریافت کیا: میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ آپ نے فرمایا: لوہے کی پہن لو یا چاندی کی پہن لو یا کانسی کی پہن لو۔

386-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد (الحديث 4224) . تحفة الاشراف (11486) .

387-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الزينة، حديث ابي هريرة و الاختلاف على قتادة (الحديث 5203) . تحفة الاشراف (4042 الف).

388 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اتَّخَذَ حَلْقَةً مِّنْ فِضَّةٍ فَقَالَ "مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّصُوْغَ عَلَیْهِ فَلْیَفْعَلْ وَلَا تَنْقُشُوْا عَلٰی نَقْشِهٖ" .

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے چاندی کا چھلا بنوایا (یعنی پہنا ہوا تھا) آپ نے فرمایا: جس نے یہ بنوانا ہو وہ بنوالے لیکن اس کے جیسا نقش نہ بنوائے۔

389 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَیْمَانُ بْنُ سَیْفٍ الْحَرَّانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا وَّنَقَشَ عَلَیْهِ نَقْشًا قَالَ "اِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَّنَقَشْنَا فِیْهِ نَقْشًا فَلَایَنْقُشْ اَحَدٌ عَلٰی نَقْشِهٖ" . ثُمَّ قَالَ اَنَسٌ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِهٖ فِیْ یَدِهٖ .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی اور اس پر ایک نقش تحریر کروایا آپ نے فرمایا: ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں ایک نقش تحریر کروایا ہے کوئی بھی شخص اس طرح کا نقش نہ بنوائے۔

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں اس انگوٹھی کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

52 - باب قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَنْقُشُوْا عَلٰی خَوَاتِیْمِكُمْ عَرَبِیًّا" .

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش نہ بنواؤ

390 – اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسَی الْخُوَارَزْمِیُّ بِبَغْدَادَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ اَزْهَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَسْتَضِیْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِیْنَ وَلَا تَنْقُشُوْا عَلٰی خَوَاتِیْمِكُمْ عَرَبِیًّا" .

✧✧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مشرکین کی آگ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو اور اپنی انگوٹھیوں کے اوپر عربی میں نقش نہ بنواؤ۔

53 - باب النَّهْیِ عَنِ الْخَاتَمِ فِی السَّبَّابَةِ .

یہ باب ہے کہ شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت

391 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ

388-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1062) .

389-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1060) .

390-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (167) .

391-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10320) .

قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَلِيُّ سَلِ اللّٰهَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ" . وَنَهَانِي اَنْ اَجْعَلَ الْخَاتَمَ فِيْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ . وَاَشَارَ يَعْنِيْ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى .

✧✧ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور میانہ روی مانگو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں انہوں نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

392 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَاتَمِ فِيْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ . يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى . وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے یعنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی۔ (یہ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں)۔

393 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ" . وَنَهَانِيْ اَنْ اَضَعَ الْخَاتَمَ فِيْ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَاَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى . قَالَ وَقَالَ عَاصِمٌ اَحَدُهُمَا .

✧✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم یہ دعا کرو۔

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے میانہ روی کی توفیق دے''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں۔

انہوں نے شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ عاصم نامی راوی نے ان دونوں میں سے ایک کا تذکرہ کیا ہے۔

54 - باب نَزْعِ الْخَاتَمِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْخَلَاءِ .

باب: بیت الخلاء میں جاتے ہوئے انگوٹھی اتار دینا

394 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ

392-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب النهي عن التختم في الوسطى و التي تليها (الحديث 64 و 65) مطولًا واخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد (الحديث 4225) مطولًا و اخرجه الترمذي في اللباس، باب كراهية التختم في اصبعين (الحديث 1786) . و اخرجه النسائي في الزينة، النهي عن الخاتم في السبابة (الحديث 5227) و موضع الخاتم (5301 و 5302) و الحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القسي (الحديث 5838) تعليقاً، و النسائي في الزينة، النهي عن الجلوس على المياثر من الارجوان (الحديث 5391) . و ابن ماجه في اللباس، باب التختم في الابهام (الحديث 3648) . تحفة الاشراف (10318) .

393-تقدم (الحديث 5226) .

الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ.

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو انگوٹھی اتار دیتے تھے۔

395 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهُ مِنْ قِبَلِ كَفِّهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الذَّهَبِ فَاَلْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ وَقَالَ "لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا". وَاَلْقَى النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی کو اتار دیا اور فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا۔

396 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ فَطَرَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا".

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا اور فرمایا: اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔

397 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَتَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثُمَّ طَرَحَهُ وَلَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ "لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّنْقُشَ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا". ثُمَّ جَعَلَ فَصَّهُ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ.

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی پھر آپ نے اسے اتار دیا پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کروایا آپ نے فرمایا: کسی بھی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ میری انگوٹھی کے نقش جیسا نقش بنوائے۔ پھر آپ نے اس کے نگینے کو ہتھیلی کی سمت میں رکھا۔

394-اخرجه ابو داؤد في الطهارة، باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالى يدخل به الخلاء (الحديث 19) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين (الحديث 1746)، و في الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 88) و اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب ذكر الله عزوجل على الخلاء و الخاتم في الخلاء (الحديث 303) . تحفة الاشراف (1512) .

395-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8124) .

396-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال و نسخ ما كان من اباحته في اول الاسلام (الحديث 53م) مطولًا . تحفة الاشراف (7881) .

397-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتمًا من ورق نقشه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم و لبس الخلفاء له من بعده (الحديث 55) . واخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4219) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في تختم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 95) واخرجه النسائي في الزينة، موضع الفص (الحديث 5303) و اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب نقش الخاتم (الحديث 3639) . تحفة الاشراف (7599) .

398 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا رَآهُ اَصْحَابُهُ فَشَتْ خَوَاتِيْمُ الذَّهَبِ فَرَمٰى بِهٖ فَلَا نَدْرِىْ مَا فَعَلَ ثُمَّ اَمَرَ بِخَاتَمٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَاَمَرَ اَنْ يُّنْقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَانَ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ وَفِيْ يَدِ اَبِىْ بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَ وَفِيْ يَدِ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ وَفِيْ يَدِ عُثْمَانَ سِتَّ سِنِيْنَ مِنْ عَمَلِهٖ فَلَمَّا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْكُتُبُ دَفَعَهُ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ فَخَرَجَ الْاَنْصَارِىُّ اِلٰى قَلِيْبٍ لِعُثْمَانَ فَسَقَطَ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يُوْجَدْ فَاَمَرَ بِخَاتَمٍ مِثْلِهٖ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی تین دن تک پہنی جب آپ نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ انہوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالی ہیں تو آپ نے اسے اتار دیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ آپ نے اس کا کیا کیا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو آپ کی ہدایت کے مطابق اس میں محمد، رسول، اللہ نقش کروایا گیا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں رہی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آ گئی جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی اور جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو چھ برس تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی جب انہیں بہت زیادہ تحریریں کرنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے اس انگوٹھی کو ایک انصاری کے حوالے کر دیا وہ ان تحریرات پر اس کے ذریعے مہر لگا دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ انصاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ انگوٹھی اس سے کنوئیں میں گر گئی جب اسے تلاش کیا گیا تو وہ نہیں ملی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے تحت اس جیسی ایک اور انگوٹھی بنوائی گئی اور اس میں بھی محمد، رسول، اللہ نقش کروایا گیا۔

399 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّكَانَ فَصُّهُ فِىْ بَاطِنِ كَفِّهٖ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهٖ وَلَا يَلْبَسُهُ ۔

✧✧ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی سمت میں رکھا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو اتار دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی آپ اس کے ذریعے مہر لگایا کرتے تھے آپ اسے پہنتے نہیں تھے۔

55 - باب الْجَلَاجِلِ ۔

باب: گھنٹیوں کا بیان

398-اخرجه ابو داؤد في الخاتم، باب ما جاء في اتخاذ الخاتم (الحديث 4220) ۔ تحفة الاشراف (8450) ۔

399-اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ذكر خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 83) مختصراً ۔ و اخرجه النسائي في الزينة، طرح الخاتم وترك لبسه (الحديث 5307) ۔ تحفة الاشراف (7614) ۔

400 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ - مِنْ وَّلَدِ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ - قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ اَبِى الْوَزِيرِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ اَبِى شَيْخٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ سَالِمٍ فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ لِاُمِّ الْبَنِينَ مَعَهُمْ اَجْرَاسٌ فَحَدَّثَ نَافِعًا سَالِمٌ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَّعَهُمْ جُلْجُلٌ" . كَمْ تَرٰى مَعَ هٰؤُلَاءِ مِنَ الْجُلْجُلِ .

✧✧ ابوبکر بن ابوشیخ بیان کرتے ہیں' میں سالم کے پاس بیٹھا ہوا تھا سیّدہ اُمّ البنین رضی اللہ عنہا کے کچھ سوار ہمارے پاس سے گزرے ان کے (جانوروں کے گلوں میں) گھنٹیاں تھیں تو سالم نے اپنے والد کے حوالے سے نافع کو یہ حدیث سنائی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جن سواروں کے ساتھ گھنٹی ہوتی ہیں فرشتے ان کے ساتھ نہیں چلتے''۔

اوران لوگوں کے ساتھ تم کتنی گھنٹیاں دیکھ رہے ہو؟

401 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ الطَّرَسُوسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ" .

✧✧ ابوبکر بن موسیٰ بیان کرتے ہیں' میں' حضرت سالم بن عبداللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو حضرت سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا:

فرشتے ایسے سواروں کے ساتھ نہیں چلتے جن میں گھنٹی موجود ہو۔

402 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مُوْسٰى عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جُلْجُلٌ" .

✧✧ سالم اپنے والد کا یہ بیان مرفوع روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں:

فرشتے ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ گھنٹی موجود ہو۔

403 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِى سُلَيْمَانُ بْنُ بَابَيْهِ مَوْلَى اٰلِ نَوْفَلٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُلْجُلٌ وَّلَا جَرَسٌ وَّلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ" .

✧✧ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں' بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی یا گھنگھرو ہو اور فرشتے ایسے سواروں کے ساتھ بھی نہیں جاتے جن کے ساتھ گھنٹی ہو۔

400-سیاتی (الحدیث 5235 و 5236) مختصراً . تحفة الاشراف (7039) .

401-تقدم (الحدیث 5234) .

402-تقدم (الحدیث 5234) .

403-انفردبه النسائي . تحفة الاشراف (18156) .

404 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنِیْ رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ "اَلَكَ مَالٌ". قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ الْمَالِ. قَالَ "فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُهٗ عَلَيْكَ".

✧✧ ابو الاحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھے برے حال میں دیکھا تو فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! ہر طرح کا مال ہے آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا کیا ہے تو اس کا اثر تم پر نظر آنا چاہئے۔

405 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثَوْبٍ دُوْنٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلَكَ مَالٌ". قَالَ نَعَمْ مِنْ كُلِّ الْمَالِ. قَالَ "مِنْ اَیِّ الْمَالِ". قَالَ قَدْ اٰتَانِیَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ. قَالَ "فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ".

✧✧ ابو الاحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عام سے کپڑے پہن کر حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ہر طرح کا مال ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کون سی طرح کا مال ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے، غلام سب کچھ عطا کیا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اثر تم پر نظر آنا چاہئے۔

404-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في غسل الثوب و في الخلقان (الحديث 4063) مطولًا . واخرجه النسائي في الزينة، الجلاجل (الحديث 5239) مطولًا، و ذكر ما يستحب من لبس الثياب و ما يكره منها (الحديث 5309) . تحفة الاشراف (11203) .

405-تقدم (الحديث 5238) .

شرح انتخابِ احادیث

سُنن ابن ماجة

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز®
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

اللہ
رسول
محمد

جہانگیری

المصنف

عبد الرزاق

مکمل 8 جلدیں

الامام عبد الرزاق بن همام الصنعانی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

نام:

آپ کا نام محمد بن یزید ہے آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے۔

اسم منسوب:

آپ کا اسم منسوب ''ربعی'' ہے اور یہ نسبت قبیلہ ''ربیعہ'' کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے ہے۔

آپ کا دوسرا اسم منسوب ''قزوینی'' ہے جو ایران کے صوبے آذربائیجان کے شہر ''قزوین'' کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ہے جو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا وطن ہے۔

ابن ماجہ کی وجہ تسمیہ

مشہور قول کے مطابق لفظ ''ماجہ'' امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محمد کا لقب ہے۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش 209 ہجری میں ایران کے صوبے آذربائیجان کے شہر قزوین میں ہوئی۔

اساتذہ:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی طلب میں حجاز' مصر' شام' عراق اور خراسان کے تمام شہروں کا سفر کیا اس لیے آپ کے اساتذہ کی تعداد بے شمار ہے جن میں سے چند ایک کے اسماء یہ ہیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ' نصر بن علی' ابومروان' محمد بن عثمان' ابوخیثمہ زبیر بن حرب اور دیگر بہت سے حضرات۔

تلامذہ:

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خلق کثیر نے استفادہ کیا جن میں علی بن سعید' ابراہیم بن دینار' احمد بن ابراہیم' احمد بن روح' اسحاق بن محمد اور دیگر بہت سے افراد شامل ہیں۔

تصانیف

۱۔ تفسیر قرآن

مورخین نے یہ بات نقل کی ہے کہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تفسیر لکھی تھی۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس

تفسیر کا تذکرہ کیا ہے لیکن ہمارے علم کے مطابق یہ کتاب آج تک شائع نہیں ہو سکی ہے۔

۲- کتاب تاریخ

مورخین کے بیان کے مطابق امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر اپنے زمانے تک کی تاریخ اس کتاب میں بیان کی ہے۔ حافظ ابن طاہر مقدسی نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے لیکن ہمارے علم کے مطابق یہ کتاب بھی اب اس دنیا میں نہیں رہی ہے۔

سنن ابن ماجہ

یہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تصنیف ہے جس نے انہیں زندہ جاوید کر دیا۔ ''سنن ابن ماجہ'' کو ''صحاح ستہ'' میں آخری درجے کی کتاب قرار دیا گیا ہے۔

مورخین نے یہ بات نقل کی ہے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو تصنیف کرنے کے بعد اس کا مسودہ ''حافظ ابوزرعہ'' کو دکھایا تو انہوں نے یہ پیشین گوئی کی۔

اگر یہ کتاب لوگوں تک پہنچ گئی تو اس زمانے کی اکثر جوامع اور مصنفات پس منظر میں چلی جائیں گی'' اور ایسا ہی ہوا۔

شروحات

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی سنن کی کئی شروح تحریر کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں۔

۱- الدیباجہ: تصنیف: کمال الدین محمد بن موسیٰ امیری
۲- شرح سنن ابن ماجہ: تصنیف: علاؤ الدین مغلطائی حنفی
۳- شرح ابن ماجہ: تصنیف: حافظ برہان الدین حلبی
۴- ماتمس الیہ الحاجہ: تصنیف: شیخ سراج الدین عمر بن علی
۵- مصباح الزجاجہ: تصنیف: حافظ جلال الدین سیوطی
۶- انجاح الحاجہ: تصنیف: عبدالغنی بن ابی سعید حنفی
۷- شرح سنن ابن ماجہ: تصنیف: حافظ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی

فہرست ابواب

بَاب : فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

یہ باب قرآن کو سیکھنے اور سیکھانے والے کی فضیلت کے بیان میں ہے

قرآن سیکھنے اور سیکھانے والے کی فضیلت کا بیان

1- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ نِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ خَيْرُكُمْ وَقَالَ سُفْيَانُ اَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: یہاں شعبہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''تم میں سب سے بہتر' جبکہ سفیان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: تم میں سب سے افضل وہ شخص ہے' جو قرآن کا علم حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن سیکھے جیسا کہ سیکھنے کا حق ہے اور پھر دوسروں کو سکھائے تو وہ سب سے بہتر ہے کیونکہ جس طرح قرآن اور اس کے علوم دنیا کی تمام کتابوں اور علوم سے افضل اور اعلیٰ وارفع ہیں اسی طرح قرآنی علوم کو جاننے والا بھی دنیا کے افراد میں سب سے ممتاز اور کسی بھی علم کے جاننے والے سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ سیکھے کا حق، سے مراد یہ ہے کہ قرآنی علوم میں غور وفکر کرے اور اس کے احکام ومعنی اور اس کے حقائق ودقائق کو پوری توجہ اور ذہنی وقلبی بیداری کے ساتھ سیکھے۔

2- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: تم میں افضل وہ شخص ہے' جو قرآن کا علم حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے۔

3- حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ

1: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 5027' ورقم الحدیث: 5028' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1457' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2907' ورقم الحدیث: 2908' ورقم الحدیث: 2909

عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا اُقْرِئُ

◆◆ مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن کا علم حاصل کریں اور اس کی تعلیم دیں''۔ (راوی کہتے ہیں: میرے استاد نے یا اس حدیث نے) میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس جگہ بٹھا دیا جہاں میں (قرآن) پڑھاتا ہوں۔

مؤمن کی قرأت کی فضیلت کا بیان

4- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّلَا رِيْحَ لَهَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ناشپاتی کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جو مؤمن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی اور جو منافق شخص قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحانہ کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور جو شخص منافق ہو اور قرآن بھی نہ پڑھتا ہو اس کی مثال حنظلہ (نامی بوٹی) کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

شرح

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ وہ مسلمان جو قرآن کریم پڑھتا بھی ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اس کی مثال سنگترے کی سی ہے اور مسلمان جو قرآن پڑھتا تو نہیں مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے۔ تشریح قرآن کریم پڑھنے والا مسلمان سنگترے کی مانند یوں ہوا کہ وہ خوش مزہ اور لطیف تو اس وجہ سے ہے کہ اس میں ایمان کی چاشنی جا گزیں ہوتی ہے اور خوشبو صفت اس

3: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

4: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5020' ورقم الحدیث: 5059' ورقم الحدیث: 5427' ورقم الحدیث: 7560' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1857' ورقم الحدیث: 1858' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4829' ورقم الحدیث: 4830' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2865' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 5053

لئے ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ لوگ اس کی قرات وتلاوت سن کر ثواب پاتے ہیں بلکہ اس سے قرآن سیکھتے بھی ہیں۔

قرآن کے علماء کی فضیلت کا بیان

5- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْبِشْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''لوگوں میں سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کون لوگ ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ قرآن کے عالم ہیں جو اللہ والے ہیں اور اس کے خاص بندے ہیں''۔

قرآن کو پڑھنے اور یادرکھنے والے کے ذریعے سفارش بخشش ہونے کا بیان

6- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارَ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشْرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدِاسْتَوْجَبُوْا النَّارَ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جوشخص قرآن پاک پڑھے اسے یاد کرے، تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا' اور اسے اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے افراد کے بارے میں شفاعت کا منصب دے گا کہ جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

شرح

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص قرآن پڑھے اور جو کچھ اس میں مذکور ہے اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا کے گھروں میں چمکنے والے آفتاب کی روشنی سے اعلیٰ ہوگی اگر بفرض محال تمہارے گھروں میں آفتاب ہو اب تو خود اس شخص کا مرتبہ سمجھ سکتے ہو جس نے قرآن پر عمل کیا۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد دوم: رقم الحدیث، 650)

من قرا القرآن کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے خوب اچھی طرح قرآن پڑھا لیکن عطاء طیبی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن کو یاد کیا۔ گویا ان کے نزدیک یہاں حافظ قرآن مراد ہے۔ لوکانت فیکم (اگر تمہارے گھروں میں آفتاب ہو) کا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال آفتاب آسمان کی بلندیوں سے اتر کر تمہارے گھروں میں آجائے تو اس کی روشنی بھی قیامت

5: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔ 6: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2905

کے دن پہنائے جانے والے تاج کی روشنی کے سامنے مانند ہوگی۔ یہ گویا آفتاب کی روشنی کو بطور مبالغہ فرمایا گیا ہے کہ اگر آفتاب اپنی موجودہ روشنی کے ساتھ تمہارے گھروں کے اندر ہو تو ظاہر ہے کہ اس وقت کی روشنی زیادہ معلوم ہوگی بہ نسب موجودہ صورت کی روشنی کے جب کہ آفتاب گھر سے باہر اور بہت زیادہ بلند ہے۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب قرآن پڑھنے (والے یا حافظ قرآن) اور قرآن پر عمل کرنے والے کے والدین کو عظیم مرتبہ اور نعمت سے نوازا جائے گا تو پھر خود اس شخص کے مرتبہ اور سعادت کا کیا کہنا جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا؟

قرآن کا فیضان دوسروں تک پہنچانے کا بیان

7- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلٰى اَبِيْ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَاقْرَءُ وْهُ وَارْقُدُوْا فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم قرآن پاک کو سیکھو اور اس کو پڑھا کرو' کیونکہ جو شخص قرآن پاک کا علم حاصل کرنے کے بعد اس کی قرأت بھی کرے' اور قیام کی حالت میں اسے پڑھے بھی' اس کی مثال اس تھیلی کی طرح ہے' جو مشک سے بھری ہوئی ہو' اور اس کی خوشبو ہر جگہ پھیلتی ہو اور جو شخص قرآن پاک کا علم حاصل کر کے سو جائے اور قرآن پاک اس کے ذہن میں ہو' تو اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی طرح ہے' جس کے منہ کو باندھ دیا گیا ہو۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنا سیکھو نہ صرف یہ کہ اس کے الفاظ کی ادائیگی سیکھو بلکہ اس کے مفہوم و معانی اور تفسیر کا علم بھی حاصل کرو۔ حضرت ابومحمد جوبنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا فرض کفایہ ہے نیز مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں فرض قرات کی بقدر سورتوں یا آیتوں کا سیکھنا ہر مسلمان کے لئے فرض عین ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورت فاتحہ (یا بقدر قرات نماز) سے زیادہ قرآن کی آیتوں یا سورتوں کو یاد کرنے میں مشغول ہونا نفل نماز میں مشغولیت سے افضل ہے کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے جو نفل نماز سے زیادہ اہم ہے۔ بعض متاخرین علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ حفظ قرآن میں مشغول ہونا ان علوم میں مشغول ہونے سے افضل ہے۔ جو فرض کفایہ ہیں یعنی جن علوم کو حاصل کرنا فرض عین ہے حفظ قرآن میں مشغول ہونا ان کی مشغولیت سے افضل نہیں ہے۔ مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی مثال بایں طور دی گئی ہے کہ قرآن سیکھنے اور پڑھنے والے کا سینہ ایک تھیلی کے مانند ہے' جس میں قرآن کریم مشک کی مانند ہے لہٰذا جب وہ قرآن پڑھتا ہے تو اس کی برکت اس کے گھر میں پھیلتی اور اس کے سننے والوں کو پہنچتی ہے حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن سیکھا مگر نہ تو اس نے اسے پڑھا اور نہ اس پر عمل کیا تو قرآن کریم

7: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2876' ورقم الحدیث: 2877

کی برکت نہ اسے پہنچتی ہے نہ دوسروں کو اس لئے وہ مشک کی اس تھیلی کے مانند ہوا کہ جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو اور جس کی وجہ سے نہ تو مشک کی خوشبو پھیلتی ہے اور نہ اس سے کسی کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔

قرآن کے سبب بلندی عطاء ہونے کا بیان

8- حَدَّثَنَا اَبُوْمَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اَبِی الطُّفَیْلِ اَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ لَقِیَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهٗ عَلٰی مَكَّةَ فَقَالَ عُمَرُ مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰی اَهْلِ الْوَادِیْ قَالَ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْهِمُ ابْنَ اَبْزٰی قَالَ وَمَنِ ابْنُ اَبْزٰی قَالَ رَجُلٌ مِّنْ مَّوَالِیْنَا قَالَ عُمَرُ مَاسْتَخْلَفْتَ عَلَیْهِمْ مَوْلًی قَالَ اِنَّهٗ قَارِئٌ لِّكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَاضٍ قَالَ عُمَرُ اَمَا اِنَّ نَبِیَّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِیْنَ

◆◆ نافع بن عبدالحارث بیان کرتے ہیں: ان کی ملاقات ''عسفان'' کے مقام پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافع کو مکہ کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم نے اہل مکہ کے لیے کسے اپنا نائب بنایا ہے' تو نافع نے جواب دیا: میں نے ابن ابزیٰ کو ان لوگوں پر اپنا نائب بنایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ابن ابزیٰ کون ہے؟ تو نافع نے بتایا: وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: تم نے ان لوگوں پر ایک غلام کو اپنا نائب بنا دیا ہے؟ نافع نے بتایا: وہ اللہ کی کتاب کا قاری ہے۔ علم وارثت کا عالم ہے اور فیصلہ دے سکتا ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلند درجہ نصیب کرے گا اور کچھ دوسرے لوگوں کو پست کر دے گا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا درجہ بلند کرتا ہے بایں طور کہ دنیا میں تو اسے عزت و وقار کی زندگی عطا فرماتا ہے اور عقبی میں ان لوگوں کے ساتھ رکھتا ہے جن پر اس نے اپنا انعام کیا ہے اس طرح جو شخص نہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے اس کا درجہ پست کر دیتا ہے۔

کسی ایک آیت کا سیکھنا نفلی عبادت سے بڑھ کر ہونے کا بیان

9- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ غَالِبِ الْعَبَّادَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ الْبَحْرَانِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

8: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1894' ورقم الحدیث: 1895

9: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَّلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! تمہارا صبح کے وقت جا کر اللہ کی کتاب کی کسی آیت کو سیکھ لینا تمہارے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے' تم ایک سو رکعات نماز ادا کرو' اور تمہارا صبح کے وقت جا کر علم کے ایک باب کو سیکھ لینا' خواہ تم اس پر عمل کرو یا اس پر عمل نہ کرو' تمہارے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم ایک ہزار رکعات ادا کرو۔

شرح

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ہم صفہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ کے اور بغیر انقطاع صلہ رحمی کے لائے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم سب پسند کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر سن لو کہ تم میں سے جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ کی دو آیتیں کسی کو سکھاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیتیں اس کے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

حاصل یہ کہ آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے (یعنی پانچ آیتیں پانچ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چھ آیتیں چھ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اسی طرح آگے تک قیاس کیا جائے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: رقم الحدیث، 622)

صفہ وہ سایہ دار چبوترہ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے بنا ہوا تھا اور وہ مہاجرین صحابہ جن کے نہ گھر بار تھا اور نہ بیوی بچے اور عبادت وزہد کے انتہائی بلند مقام پر تھے وہ اسی چبوترہ پر رہا کرتے اور ہمہ وقت ابرگاہ نبوت سے اکتساب فیض کرتے رہتے تھے گویا وہ اسلام کی سب سے پہلی اقامتی اور تربیتی درگاہ تھی جس کے معلم اول خود سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور طلباء کی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی۔ بطحان مدینہ کے قریب ایک نالہ تھا اسی طرح عقیق بھی ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ کے مضافات میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ہے ان دونوں جگہوں پر اس زمانہ میں بازار لگا کرتے تھے جس میں اونٹوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اہل عرب کے ہاں اونٹ ایک متاع گرانمایہ کے درجہ کی چیز تھی خصوصاً بڑے کوہان کے اونٹ کی قدر و قیمت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بلیغ اسلوب میں صحابہ سے مذکورہ سوال کر کے اس چیز کی طرف رغبت دلائی جو باقی رہنے والی ہے اور اس چیز سے نفرت دلائی جو دنیاوی اعتبار سے کتنی ہی قدر و قیمت کی کیوں نہ ہو لیکن مآل کار فانی اور ختم ہو جانے والی ہے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آپ نے اونٹ کا ذکر ان کو سمجھانے کے لئے صرف بطریق تمثیل فرمایا ورنہ تو دنیا کی تمام چیزیں بھی ایک آیت کے مقابلہ پر کوئی حقیقت اور قدر و قیمت نہیں رکھتیں۔

بَابُ: فَضْلِ الْعُلَمَآءِ وَالْحَثِّ عَلٰى طَلَبِ الْعِلْمِ

یہ باب علماء اور طلب علم کی فضیلت کے بیان میں ہے

علماء اور شان تقویٰ کا بیان

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ . (فاطر،۲۸)

اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ غلبہ والا ہے بخشنے والا ہے۔ المنذ ر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

ابن جریر وابن المنذ ر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا میں العلماء سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ابن ابی حاتم وابن عدی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ علم کثرت حدیث سے نہیں ہوتا بلکہ علم اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہوتا ہے۔

عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے صالح ابو خلیل رحمۃ اللہ علیہ سے (آیت) انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا کے بارے میں روایت کیا کہ لوگوں میں جو اللہ کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہو وہی اس سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سفیان کے طریق سے ابو حبان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا کہ کہا جاتا ہے علماء تین قسم کے ہیں۔ ایک عالم باللہ ہے (یعنی اللہ کی ذات کو جاننے والا) اور دوسرا عالم بامر اللہ (یعنی اللہ کے امر کو جاننے والا) اور تیسرا اللہ تعالیٰ جاننے والا ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے حدود فرائض کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والا مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو حدود فرائض کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

ابن ابی حاتم وابن عدی نے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ علم کثرت روایت کا نام ہے بلاشبہ علم وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔

بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بیان

عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے ڈرنے کا نام ہے اور ان چیزوں میں رغبت کرے جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے رغبت دلائی اور ان چیزوں سے دور رہے جن پر اللہ ناراض ہوتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی (آیت) انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا

عبد بن حمید نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انسان کے لئے اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور کسی آدمی کے جاہل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر فخر کا اظہار کرے۔

ابن ابی شیبہ واحمد فی الزھد وعبد بن حمید والطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اتنا علم ہی کافی ہے انسان کا اپنے عمل سے دھوکہ کھانا اتنی جہالت ہی کافی ہے۔

ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ فقیہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔

ابن ابی شیبہ واحمد نے الزھد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام نے یوں دعا فرمائی (اے اللہ) تیری ذات پاک ہے آپ اپنے عرش پر متمکن ہیں تو نے اپنی حیثیت اس پر لازم کر دی۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور تیری مخلوق میں سے تیری طرف سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو ان میں سے تجھ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور وہ عالم نہیں جو تجھ سے نہیں ڈرتا اور اس میں کوئی دانائی نہیں جو تیرے حکم کی اطاعت نہیں کرتا۔

احمد نے الزھد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ علم کثرت روایت کا نام نہیں لیکن علم ڈرنے کا نام ہے۔

ابن ابی شیبہ والترمذی اور حاتم نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم جو دل میں ہے۔ اور وہ نفع دینے والا علم ہے اور دوسرا علم زبان پر ہے اور وہ اللہ کی دلیل ہے اس کی مخلوق پر۔

ابن ابی شیبہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ شب بیداری سے پہچانا جائے جب لوگ سو رہے ہوں اور وہ روزہ سے پہچانا جائے جب لوگ روزہ افطار کر رہے ہوں اور اپنے غم سے پہچانا جائے جب لوگ خوش ہو رہے ہوں اور اپنے رونے کے ساتھ پہچانا جائے جب لوگ ہنس رہے ہوں اور اپنی خاموشی کے ساتھ پہچانا جائے جب وہ آپس میں باتیں کر رہے ہوں اور وہ عاجزی سے پہچانا جائے جب لوگ تکبر کر رہے ہوں اور حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ شور مچانے والا چیخنے والا اور تیز طبیعت والا نہ ہو۔

الخطیب نے المتفق والمفترق میں وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں عکرمہ کے ساتھ آیا اور میں ابن عباس کی رہبری کر رہا تھا جبکہ آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی یہاں تک کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہو گئے اچانک کچھ لوگ آپس میں جھگڑا کر رہے تھے۔ اپنے حلقے میں بنو شیبہ کے دروازے کے پاس ابن عباس نے فرمایا ان جھگڑا کرنے والوں کے حلقہ کی طرف مجھے لے جاؤ میں آپ لے کر چلا یہاں تک میں ان کے پاس آ گیا آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھو مگر آپ نے انکار کر کیا اور فرمایا مجھے اپنا نسب بتاؤ تا کہ میں تم کو پہچان لوں تو انہوں نے ان کی طرف اپنی نسبت ظاہر کی تو فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ ان کو اللہ کے خوف نے خاموش کر دیا جبکہ وہ (بولنے سے) عاجز نہ تھے اور نہ گونگے تھے (محض اللہ کے خوف سے خاموش ہو گئے) حالانکہ ان کے عمدہ کلام کرنے والے، خوب بولنے والے، شرفا اور اللہ کے ایام کے عالم تھے۔ سوائے اس کے کہ جب انہوں نے اللہ عظمت کا ذکر کیا تو اس سے ان کی عقلیں بیبس ہو گئیں اور ان کے دل ٹوٹ گئے اور ان کی زبانیں بولنے سے رہ گئیں جب وہ ان کیفیات سے سنبھلے تو انہوں نے اللہ کی طرف پاکیزہ اعمال کے ساتھ جلدی کی تمہارا ان سے کیا تعلق؟ پھر آپ ان سے واپس ہو گئے پھر اس کے بعد دو آدمی بھی بیٹھے نہ دکھائی دیئے۔

الخطیب نے ایضا سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ کلمات مرتب کئے لوگوں کے لئے جو سب کی سب حکمت کی باتیں تھیں جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کے بارے میں تو اگر اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی اطاعت کی تو تو نے اسے سزا نہیں دی۔ اپنے بھائی کے معاملہ میں اچھی تعبیر کی۔ یہاں تک کہ اس کی طرف سے ایسا فعل صادر ہو جو تجھ پر غالب آ جائے اور ایسی بات کو برا گمان نہ کر جو کسی مسلمان کے فتنہ سے نکلی ہے جب تک تو اس کے لئے اچھا محل پاتا ہے۔ اور جس نے اپنے آپ کو تہمت کے لئے پیش کر دیا تو اس پر ملامت نہ کر جو آدمی اس کے بارے میں برا گمان رکھتا ہے جو آدمی اپنا راز چھپائے رکھتا ہے تو بھلائی اس کے ہاتھ میں رہتی ہے سچے لوگوں کے ساتھ رہو ان کے پڑوس میں زندگی بسر کرو کیونکہ وہ لوگ خوشحالی میں زینت کا باعث ہوتے ہیں اور مصیبت میں سہارے کا باعث ہوتے ہیں اور سچ کو لازم پکڑو۔ اگرچہ وہ تجھ کو قتل کر دیں ایسے کام کی طرف توجہ نہ کرو جو بیفائدہ ہو اور سوال نہ کر ایسی چیز کے بارے میں جو (موجود) نہ ہو۔ کیونکہ جو چیز موجود ہے اس میں مشغولیت ہے نہ کر جو چیز موجود نہیں اس سے اپنی حاجت طلب نہ کرو جو اس کا پانا تیرے لئے پسند نہیں کرتا۔ اور نہ ہلکا سمجھ جھوٹی قسم کو کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کر دے گا اور برے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرتا کہ وہ ان کی فسق و فجور کو جان لے اور اپنے دشمن سے دور رہ اور اپنے دوست سے ڈر مگر جو امین ہو اور کوئی امین نہیں ہے مگر جو اللہ سے ڈرتا ہے اور قبروں کے پاس عاجزی اختیار کر اور اطاعت کے وقت انکساری اختیار کر اور معصیت کے وقت اللہ تعالیٰ سے عصمت کو طلب کر اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں ان سے مشورہ طلب کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (آیت) **انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا**

عالم کی فضیلت عابد پر ہونے کا بیان

عبد بن حمید نے مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا گیا عالم اور عابد کے بارے میں تو آپ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنی آدمی پر پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت (آیت) **انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا** تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے آسمان والے اور زمین والے اور مچھلیاں سمندر میں خیر کے سکھانے والوں پر رحمت کی دعا بھیجتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ فاطر، بیروت)

علم دین کی فضیلت کا بیان

10- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْبِشْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے''۔

11- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ

10: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنِ حَلْبَسٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْخَيْرُ عَادَةٌ وَّالشَّرُّ لَجَاجَةٌ وَّمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بھلائی عادت ہے اور شر لجاجت ہے اور اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کر لے اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔

شرح

اس حدیث سے علم اور عالم کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کہ جس آدمی کو خداوند تعالیٰ خیر و بھلائی کے راستہ پر لگانا چاہتا ہے اسے علم کی دولت عنایت فرماتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ وہ کسی آدمی کو دینی امور یعنی احکام شریعت اور راہ طریقت و حقیقت کی سمجھ عنایت فرمادے جو ہدایت وراستی اور خیر و بھلائی کی سب سے بڑی شاہراہ ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ علم کا مبداء حقیقی تو باری تعالیٰ کی ذات ہے میرا کام تو صرف یہ ہے کہ میں دینی مسائل اور شرعی احکام لوگوں تک پہنچا دوں اور حدیث بیان کردوں۔ اب آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ جسے جتنا چاہے ان پر عمل کرنے کی توفیق اور غور وفکر کی صلاحیت عنایت فرمائے۔

ایک فقیہ کی عابدین پر فضیلت کا بیان

12- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ جُنَاحٍ اَبُوْسَعِيْدٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ایک فقیہ شیطان کے لیے ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

شرح

مقابلہ کا یہ مسلم اصول ہے کہ کامیابی اس آدمی کے حصہ میں آتی ہے جو اپنے مدمقابل کے داؤ پیچ سے بخوبی واقف ہو اور اس کا توڑ جانتا ہو۔ چنانچہ ہم خود دیکھتے ہیں کہ مقابلہ کے اکھاڑہ میں وہ آدمی جو اپنے ظاہری قویٰ اور جسم کے اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اپنے اس مقابل کو پچھاڑ دیتا ہے جو جسم و بدن کے اعتبار سے اس سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہوتا ہے کیونکہ وہ جب مقابلہ میں آتا ہے تو اس کا دماغ بنیادی طور پر مقابل کے ہر وار سے بچاؤ کی شکل اور اس کے ہر داؤ کا جواب اپنے خزانہ میں رکھتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامیابی اسی ہی سے ہوتی ہے۔

11: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

12: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2681

دنیا میں باطنی طور پر انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے جو اپنے مکر و فریب کی طاقت سے لوگوں کو گمراہی کی وادی میں پھینکتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو شیطان کے مکر و فریب سے واقف نہیں ہوتے اور اس کی طاقت وقوت کا جواب نہیں رکھتے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں مگر ایسے لوگ جو اس کے ہر داؤ کا جواب رکھتے ہیں اور اس کی طاقت وقوت کی شہ رگ پر ان کا ہاتھ ہوتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ خود اس کی گمراہی سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی محفوظ رکھتے ہیں اور یہ لوگ وہی عالم ہوتے ہیں جن کے قلب و دماغ نور الٰہی کی مقدس روشنی سے منوّر اور ان کے ذہن وفکر علم ومعرفت کی طاقت سے بھرپور ہوتے ہیں۔

اسی لئے اس حدیث میں فرمایا جارہا ہے کہ شیطان کے مقابلہ میں ایک ہزار عابد جتنی طاقت رکھتے ہیں اتنی طاقت تنہا ایک عالم کے پاس ہوتی ہے کیونکہ جب شیطان لوگوں پر اپنے مکر و فریب کا جال ڈالتا ہے اور انہیں خواہشات نفسانی میں پھنسا کر گمراہی کے راستہ پر لگا دینا چاہتا ہے تو عالم اس کی چال سمجھ لیتا ہے چنانچہ وہ لوگوں پر شیطان کی گمراہی کو ظاہر کرتا ہے اور ایسی تدابیر انہیں بتا دیتا ہے جن پر عمل کرنے سے وہ شیطان کے ہر حملے سے محفوظ رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے وہ عابد جو صرف عبادت ہی عبادت کرنا جانتا ہے اور علم ومعرفت سے کوسوں دور ہوتا ہے وہ تو محض اپنی ریاضت ومجاہدہ اور عبادت میں مشغول رہتا ہے اسے یہ خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ شیطان کس چور دروازے سے اس کی عبادت میں خلل ڈال رہا ہے اور اس کی تمام سعی وکوشش کو ملیامیٹ کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے، مگر لاعلم ہونے کی وجہ سے وہ شیطان کے مکر و فریب میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اس لئے نہ وہ خود شیطان کی گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اور نہ وہ دوسروں کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔

حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جس میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم (یعنی آپ سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں افضل کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ میری فضیلت اس آدمی پر جو تم میں سے ادنیٰ درجہ کا ہو۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمانوں وزمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں اس آدمی کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی (یعنی علم دین) سکھاتا ہے جامع ترمذی اور دارمی نے اس روایت کو مکحول سے مرسل طریقہ پر نقل کیا ہے جس میں لفظ رجلان کا ذکر نہیں ہے اور کہا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسی مجھے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی آیت

(اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا، (فاطر:28)

ترجمہ: 'اللہ کے بندوں میں علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔" اور پھر پوری حدیث آخر تک اسی طرح بیان کی ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد اول:، رقم الحدیث، 208)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم کو بہت زیادہ عظمت وفضیلت حاصل ہوتی ہے اور اسے عابد پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عابد اور عالم دونوں میں یہ فرق ظاہر کیا ہے کہ جس طرح میں تم میں سے اس آدمی پر فضیلت رکھتا ہوں

جو تم میں سے سب سے ادنیٰ درجہ کا ہو اسی طرح ایک عالم بھی عابد پر فضیلت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ادنیٰ آدمی پر جو فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح اب اس کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ ایک عالم کو عابد پر فضیلت کس مرتبہ اور درجہ کی ہوگی۔ آخر حدیث میں کہا گیا ہے کہ اسی حدیث کو دارمی نے مکحول سے طریق مرسل نقل کیا ہے اور اس میں اس حدیث کے ابتدائی الفاظ رجلان کا ذکر نہیں کیا گیا ہے یعنی ان کی روایت میں یہ الفاظ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جس میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم بلکہ ان کی روایت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتی ہے۔

زمین وآسمان کی ہر چیز کا علماء کیلئے دعا کرنے کا بیان

13-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ اَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اَتَيْتُكَ مِنَ الْمَدِينَةِ مَدِينَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي اَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا جَاءَ بِكَ تِجَارَةٌ قَالَ لَا قَالَ وَلَا جَاءَ بِكَ غَيْرُهُ قَالَ لَا قَالَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

◆◆ کثیر بن قیس بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا اے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ میں مدینہ منورہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ وہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تم یہاں کوئی تجارت کرنے کے لیے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، جو شخص علم کے حصول کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم سے راضی ہو کر اپنے پر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں:۔

13: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 2682، اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3641

آسمان اور زمین میں موجود ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم شخص کو عبادت گزار شخص پر وہی فضیلت حاصل ہے' جو چاند کو تمام ستاروں پر حاصل ہے بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں بے شک انبیاء وراثت میں درہم یا دینار نہیں چھوڑتے ہیں: وہ لوگ علم چھوڑتے ہیں:۔تو جو شخص اسے حاصل کر لیتا ہے وہ بڑے حصے کو حاصل کر لیتا ہے۔

شرح

صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آنے والے کی علمی طلب اور حصول دین کے حقیقی جذبہ کا اظہار ہوتا ہے کہ اس نے آتے ہی سب سے پہلے یہی کیا تھا کہ آپ کے پاس آنے سے میری غرض کوئی دینوی منفعت یا محض ملاقات نہیں ہے بلکہ میں تو علم دین کے حصول کا حقیقی اور پرخلوص جذبہ لے کر آیا ہوں اور میری خواہش ہے کہ آپ کی زبان سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حدیث سن کر اپنے قلب و دماغ کو علوم نبوی کی ایک روشنی سے منور کروں۔ ہوسکتا ہے کہ طالب مذکور نے جس حدیث کے سننے کی طلب کی تھی وہ حدیث انہوں نے اجمالی طور پر سنی ہو اب ان کی خواہش یہ تھی کہ اس کو تفصیلی طور پر سن لیں یا یہ کہ وہ حدیث انہوں نے تفصیل کے ساتھ ہی (کسی دوسرے سے) سن رکھی ہو مگر اس جذبہ کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حدیث کو بلا واسطہ صحابی سے سنیں۔

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب طالب علم، علم کی خاطر اپنے گھر سے نکلتا ہے اور مسافرت اختیار کرتا ہے تو فرشتے اس کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اس کی تشریح میں کہا جاتا ہے کہ یا تو واقعی طالب علم کے شرف و عزت کی خاطر فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں یا پھر طالب علم کی عظمت اور اس کی طرف رحمت الٰہی کے نزول کے لئے یہ کنایہ ہے۔ نیز فرمایا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کی جتنی بھی مخلوق ہے سب کی سب عالم کی مغفرت کے لئے دعا کرتی ہے۔ اس کے بعد پھر صراحت کی گئی کہ پانی کے اندر رہنے والی مچھلیاں بھی اس کے لئے استغفار کرتی ہیں ظاہر ہے کہ زمین کی مخلوق میں مچھلیاں بھی شامل ہیں ان کا بظاہر الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی مگر اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس سے دراصل عالم کی انتہائی فضیلت وعظمت کا اظہار مقصود ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ پانی کا برسنا جو رحمت الٰہی کی نشانی اور نعمت الٰہی کی علامت ہے اور دنیا کی اکثر آسانیاں و راحتیں جو اسی سے حاصل ہوتی ہیں اور تمام خیر و بھلائی جو اس کے علاوہ ہیں سب کی سب عالم ہی کی برکت سے ہیں یہاں تک کہ مچھلیوں کا پانی کے اندر زندہ رہنا جو خود قدرت الٰہی کی ایک نشانی ہے، علماء ہی کی برکت کی بنا پر ہے۔

اس حدیث میں عالم اور عابد کے فرق کو بھی ظاہر کرتے ہوئے عابد پر عالم کو فوقیت اور برتری دی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم کا فائدہ متعدی ہے یعنی اس کا فیضان صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں ہے اسی لئے عالم اور عابد کو چاند ستاروں سے مشابہت دی گئی ہے کہ جس طرح چودہویں کا چاند جب اپنی پوری تابانی اور جلوہ ریزی کے ساتھ آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو دنیا کی تمام مخلوق اس سے مستفید ہوتی ہے اور اس کی روشنی تمام جگہ پہنچتی ہے جس سے دنیا فائدہ اٹھاتی ہے مگر ستارہ خود اپنی جگہ تو روشن و منور ہوتا ہے مگر اس کا فیضان اتنا عام نہیں ہوتا کہ اس کی روشنی تمام جگہ پھیل سکے اور سب کو فائدہ پہنچا سکے۔ اگر کوئی یہ اشکال کر بیٹھے کہ عالم

اور عابد میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ اگر کوئی عالم محض علم پر بھروسہ کر بیٹھے اور علم پر نہ عمل کرے تو ظاہر ہے کہ اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔اسی طرح عابد بغیر علم کے عابد نہیں ہوسکتا کیونکہ عبادت کی حقیقی اور اصل روح علم ہی میں پوشیدہ ہے اس لئے عبادت بغیر علم کے صحیح طور پر ادا نہیں ہوسکتی۔لہٰذا معلوم ہوا کہ جو عالم بالکل باعمل ہوگا وہی عابد بھی ہوگا اور جو عابد ہوگا وہی عالم باعمل بھی ہوگا۔اس لئے دونوں میں فرق کیا ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عالم سے مراد وہ آدمی ہے جو تحصیل علم کے بعد عبادات ضروریہ مثلاً فرائض واجبات اور سنن و مستحبات پر اکتفا کر کے اپنے اوقات کا بقیہ حصہ درس وتدریس میں مشغول رکھتا ہے یعنی اس کا کام درس وتدریس، دعوت و تبلیغ اور دین کی ترویج واشاعت ہوتا ہے۔

اور عابد سے مراد وہ آدمی ہے جو تحصیل علم کے بعد اپنی زندگی کا تمام حصہ صرف عبادت ہی عبادت میں صرف کرتا ہے، نہ اسے علم کی اشاعت سے دلچسپی ہوتی ہے اور نہ تعلیم وتعلم اس کا مقصد ہوتا ہے بلکہ وہ ہمہ وقت عبادت ہی میں مشغول رہتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ اگر علم کی اشاعت اور تعلیم وتعلم کی فضیلت کا گہرا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ عمل افادیت کے اعتبار سے سب سے بلند مقام رکھتا ہے اور جو ہر حال میں عبادت پر افضل ہے جیسا کہ اکثر احادیث سے بھی ثابت ہے۔لہٰذا معلوم ہوا کہ عالم اور عابد میں اس اعتبار سے فرق ہے اور عابد پر عالم کو فوقیت حاصل ہے۔

شرح السنۃ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں آج طالب علم سے افضل کوئی دوسری چیز نہیں جانتا۔لوگوں نے عرض کیا کہ کیا لوگوں کے خلوص نیت میں فضیلت نہیں ہے۔انہوں نے فرمایا طلب علم خود نیت کا سبب ہے یعنی نیت اس سے اپنے آپ ہی سنور جاتی ہے۔چنانچہ بعض علماء کا قول نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا ہم نے علم غیر اللہ کے لئے حاصل کیا مگر بعد میں وہ اللہ ہی کے لئے ہوگیا، یعنی ہماری نیت پہلے مخلص اور صاف نہیں تھی مگر جب طلب علم کا حقیقی جذبہ پیدا ہوا اور علم کی روشنی نے قلب کو منور کیا تو نیت مخلص اور صحیح ہوگئی۔علم کی فضیلت کا اس سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم کا طلب کرنا نماز نفل سے افضل ہے کیونکہ وہ علم جسے طلب کیا جارہا ہے یا تو وہ فرض عین ہوگا یا فرض ہوگا یا فرض کفایہ ہوگا اور ظاہر ہے یہ دونوں نفل سے بہرحال افضل ہیں۔

علم دین حاصل کرنے کی فرضیت کا بیان

14 – حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے' اور نااہل کے سامنے علم پیش کرنے والا شخص اس طرح ہے جیسے کوئی خنزیر کے گلے میں جواہرات' موتیوں اور سونے' کا ہار پہنادے"۔

14: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

اس حدیث سے علم کی اہمیت وعظمت اور اس کی ضرورت واضح ہوتی ہے کہ ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے علم کا حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ انسان جس مقصد کے لئے خلیفۃ اللہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا گیا ہے وہ بغیر علم کے پورا نہیں ہوسکتا۔ انسان بغیر علم کے نہ اللہ کی ذات کو پہچانتا ہے اور نہ اسے اپنی حقیقت کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا ہے کہ یہاں علم سے مراد "علم دین" ہے جس کی ضرورت زندگی کے ہر دور اور ہر شعبہ میں پڑتی ہے، مثلاً جب آدمی مسلمان ہوتا ہے یا احساس وشعور کی منزل کو پہنچتا ہے تو اسے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرے اور عرفان الٰہی کی مقدس روشنی سے قلب ودماغ کی ہر ظلمت وکجروی کو ختم کرے۔ اسی طرح رسول کی نبوت ورسالت کا جاننا یا ایسی چیزوں کا علم حاصل کرنا جن پر ایمان واسلام کی بنیاد ہے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ پھر جب عملی زندگی سے اسے واسطہ پڑتا ہے تو اسے ضرورت ہوتی ہے کہ اعمال کے احکام کا علم ہو۔ یعنی جب نماز کا وقت آئے گا تو اس پر نماز کے احکام ومسائل سیکھنا واجب ہوگا۔ جب رمضان آئے گا تو روزے کے احکام معلوم کرنا اس کے لئے ضروری ہوگا۔ اگر اللہ نے اسے مالی وسعت دی ہے اور صاحب نصاب ہے تو زکوۃ کے مسائل جاننا ضروری ہوگا۔

جب شادی کی تو بیوی کو گھر میں لایا تو حیض ونفاس کے مسائل طلاق وغیرہ اور ایسی چیزیں جن کا تعلق میاں بیوی کی باہمی زندگی اور ان کے تعلقات سے ہے ان کا علم حاصل کرنا واجب ہوگا۔ اسی طرح تجارت وزراعت اور خرید وفروخت کے احکام ومسائل سیکھنا بھی واجب ہوگا گویا زندگی کا کوئی شعبہ ہو خواہ اعتقادات ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا تعلقات، تمام چیزوں کی بصیرت حاصل کرنا اور ان کو جاننا سیکھنا اس پر فرض ہوگا، اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو اس کی وجہ سے وہ ہر جگہ حدود شریعت سے تجاوز کرتا رہے گا اور دینی احکام ومسائل سے ناواقفیت کی بنا پر اس کا ہر فعل وعمل خلاف شریعت ہوگا جس کی وجہ سے وہ سخت گناہ گار ہوگا۔

بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں علم سے مراد علم اخلاص اور آفات نفس کی معرفت ہے۔ یعنی ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نفس کی تمام برائیوں مثلاً حسد، بغض، کینہ اور کدورت کو پہچانیں اور ان چیزوں کا علم حاصل کریں جو اعمال خیر کو فاسد کرتی ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم کی مقدس روشنی تو انہیں کے نصیب میں ہوتی ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں اور جن کی صلاحیت طبع کا میلان اس طرف ہوتا ہے نیز جس کی جتنی استعداد وصلاحیت ہوتی ہے اسے علم سے اتنا ہی حصہ ملتا ہے۔ لہٰذا علم سکھانے میں اس بات کا خیال بطور خاص رکھنا چاہئے کہ جس کی جتنی استعداد ہو اور وہ جس معیار کی صلاحیت رکھتا ہو اسی اعتبار سے اسے علم سکھایا جائے۔ یہ نہ ہونا چاہئے کہ کسی آدمی کی استعداد وصلاحیت تو انتہائی کم درجہ کی ہے مگر علم اسے انتہائی اعلیٰ وارفع سکھایا جا رہا ہو اسی طرح ہر علم کے سکھانے کا موقع ومحل ہوتا ہے۔ جو علم جس موقع پر ضروری ہو اور جس علم کا جو محل ہو اس کے مطابق سکھایا جائے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی عوام اور جہلاء کے سامنے یکبارگی تصوف کے اسرار ومعانی اور اس کی باریکیاں بیان کرنے لگے تو انہیں اس سے فائدہ ہونا تو الگ رہا اور زیادہ گمراہ ہو جائیں گے۔

مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کی اہمیت کا بیان

15- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص کسی مسلمان سے کسی دنیاوی تکلیف کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن کی کسی تکلیف کو دور کر دے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ جو شخص کسی تنگدست کو آسانی فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسے آسانی فراہم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا ہے' جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اور جو شخص کسی راستے پر علم کے حصول کے لیے چلتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس شخص کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے۔

اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں: آپس میں ایک دوسرے کو اس کا درس دیتے ہیں: تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں: اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔

-رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود لوگوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرتا ہے اور جس شخص کا عمل اسے پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔

دینی طالب علم کیلئے فرشتوں کا پر بچھانے کا بیان

16- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِیَّ فَقَالَ مَا جَآءَ بِكَ قُلْتُ اُنْبِطُ الْعِلْمَ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ اِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ

◆◆ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں: میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے

15: اخرجہ مسلم فی الصحیح" رقم الحدیث: 6793' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4946

16: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

دریافت کیا: تم کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: میں علم کے حصول کے لیے آیا ہوں، تو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو بھی شخص علم کے حصول کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے، تو فرشتے اپنے پر اس کے لیے بچھا دیتے ہیں، اس کے اس طرزِ عمل سے راضی ہوتے ہوئے (وہ ایسا کرتے ہیں)''۔

طالب علم کیلئے مجاہد کی طرح ثواب ہونے کا بیان

17- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ صَخْرٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ يَاْتِهِ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ اَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَآءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلٰى مَتَاعِ غَيْرِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص میری اس مسجد میں آتا ہے اور وہ صرف بھلائی کا علم حاصل کرنے کے لیے یا اس کی تعلیم دینے کے لیے یہاں آتا ہے، تو وہ اللہ کی راہ میں ''جہاد'' کرنے والے کی مانند ہے اور جو شخص اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے یہاں آتا ہے، تو اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص کسی دوسرے کے سامان پر نظر رکھ کر بیٹھا ہو''۔

عالم اور متعلم کا ثواب میں شریک ہونے کا بیان

18- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ عَاتِكَةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعِلْمِ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ وَقَبْضُهُ اَنْ يُرْفَعَ وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ هٰكَذَا ثُمَّ قَالَ الْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِيْكَانِ فِی الْاَجْرِ وَلَا خَيْرَ فِیْ سَائِرِ النَّاسِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''علم کے قبض ہو جانے سے پہلے تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے، اور اس کے قبض ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ اسے اٹھا لیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں یعنی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس طرح ملایا اور ارشاد فرمایا: عالم اور متعلم اجر میں شریک ہوتے ہیں، ان کے علاوہ باقی سب لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

علم کی مجلس کے بہتر ہونے کا بیان

19- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ زِبْرِقَانَ عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

17: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

18: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

19: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنْ بَعْضِ حُجَرِهٖ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ اِحْدَاهُمَا يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَالْاُخْرٰى يَتَعَلَّمُوْنَ وَيُعَلِّمُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ عَلٰى خَيْرٍ هٰؤُلَاءِ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَهٰؤُلَاءِ يَتَعَلَّمُوْنَ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا فَجَلَسَ مَعَهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے' اور مسجد میں داخل ہوئے وہاں دو حلقے موجود تھے' ان میں سے ایک حلقے کے افراد قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے' جبکہ دوسرے حلقے کے لوگ علم حاصل کر رہے تھے اور تعلیم دے رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ہر ایک بھلائی پر گامزن ہے' یہ لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ انہیں چاہے' تو وہ چیز انہیں عطا کر دے اور اگر چاہے' تو عطا نہ کرے' اور یہ لوگ علم حاصل کر رہے ہیں' اور تعلیم دے رہے ہیں' تو مجھے بھی تعلیم دینے والا بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے۔

شرح

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ صحابہ کی دو جماعتیں الگ الگ بیٹھی ہوئی ہیں ایک جماعت تو ذکر ودعا میں مشغول تھی اور دوسری جماعت مذاکرہ علم میں مشغول تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں سے اس جماعت کو بہتر قرار دیا جو مذاکرہ علم میں مشغول تھی اور پھر نہ صرف یہ کہ زبان ہی سے ان کی فضیلت کا اظہار فرمایا بلکہ خود بھی اس جماعت میں بیٹھ کر علماء کی مجلس کو مزید عزت وشرف کی دولت بخشی۔ علم اور عالموں کی اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عابدوں کی مجلس کو چھوڑ کر عالموں ہی کی ہم نشینی اختیار فرمائی ہے اور اپنے آپ کو ان ہی میں سے شمار کیا۔

بَابُ: مَنْ بَلَّغَ عِلْمًا

یہ باب علم پہنچانے والے کے بیان میں ہے

احادیث کا علم دوسروں تک پہنچانے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ اور بنی اسرائیل سے جو قصے سنو لوگوں کے سامنے بیان کرو یہ گناہ نہیں ہے اور جو آدمی قصداً میری طرف جھوٹ بات منسوب کرے اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔

(صحیح البخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: رقم الحدیث 193)

آیت سے مراد وہ احادیث ہے جو بظاہر چھوٹی چھوٹی ہیں لیکن افادیت کے اعتبار سے علوم ومعارف کر بحر بیکراں اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتی ہیں جیسے ایک چھوٹی سی حدیث ہے کہ الحدیث (من صمت نجا) یعنی جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ یا اسی طرح دوسری مختصر مگر جامع احادیث۔ گویا اس جملہ کا مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ تم میری کسی ایسی حدیث کو پاؤ جو باعتبار جملہ والفاظ کے بہت چھوٹی اور مختصر ہو مگر اس کو دوسروں تک ضرور پہنچاؤ اور اس کی افادیت سے دوسروں کو روشناس کراؤ۔

علماء لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا اصل مقصد علم کو پھیلانے اور دوسروں کو علم کی روشنی سے منوّر کرنے کی ترغیب دلانا ہے کہ جہاں تک ہو سکے علم کے پھیلانے اور دین کی بات کو پہنچانے میں سعی وکوشش کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ تم جس کو دوسروں تک پہنچا رہے ہو اگرچہ وہ بہت مختصر ہے مگر کیا تعجب کہ اسی سے اس کی دنیا بھی سنور جائے اور دین بھی بن جائے اور وہ راہ ہدایت کو پالے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ایک آدمی کی ہدایت ہوگی اور وہ راہ راست پر لگ جائے گا بلکہ اس کی وجہ سے تمہیں بھی اجر ملے گا اور بے شمار حسنات سے نوازے جاؤ گے۔ حدیث میں دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ اگر بنی اسرائیل سے کوئی قصہ سنو یا تمہیں ان سے کوئی واقعہ معلوم ہو تو تم اس کو لوگوں سے بیان کر سکتے ہو مگر ان کے احکام وغیرہ کو نقل کرنے کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث میں گزر چکا ہے۔ اس لئے کہ کسی واقعہ یا قصہ کو محض خبر کے طور پر بیان کر دینا شرعی امور میں کوئی نقصان پیدا نہیں کرتا مگر ان کے احکام کو نقل کرنا یا ان کی تبلیغ کرنا شریعت محمدی کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے کیونکہ جب اس دنیا میں شریعت محمدی کا نفاذ ہو گیا ہے تو اب تمام دوسری شریعتیں منسوخ اور کالعدم قرار دے دی گئی ہیں۔ لہٰذا شریعت محمدی کو چھوڑ کو دوسری شریعت کے احکام واعمال کی تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اخر حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی غلط بات کو منسوب کرنے پر نہایت سخت الفاظ میں زجر وتوبیخ فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ جو آدمی میری طرف کسی غلط بات کا انتساب کرتا ہے اور مجھ پر بہتان باندھتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ جہنم کی آگ میں جلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس لئے کہ ایسا بدبخت جو دنیا کی سب سے بڑے صادق ومصدوق ہستی پر بہتان باندھتا ہے وہ اسی سزا کا مستحق ہے کہ اسے جہنم کے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اس بارہ میں جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے علماء متفقہ طور پر یہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف کسی ایسی بات یا ایسے عمل کی نسبت کرنا جو واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کاذب انسان اللہ کے سخت عذاب میں گرفتار کیا جائے گا۔

اور بعض علماء مثلاً امام محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس جرم کو اتنا قابل نفرت اور سخت خیال کیا ہے کہ وہ ایسے آدمی کے بارے میں کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ حدیث " من كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار " یعنی جو آدمی قصداً میری طرف جھوٹ بات کی نسبت کرے اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔ " کہ بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بڑے پایہ اور اونچے درجہ کی حدیث ہے اور اس کا شمار متواترات میں ہوتا ہے بلکہ دوسری متواتر حدیثیں اس کے مرتبہ کو نہیں پہنچتی ہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث کو صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت نقل کرتی ہے چنانچہ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو باسٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

علم حدیث اور فقہ رکھنے والے کی فضیلت کا بیان

20- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ عَبَّادٍ اَبِي هُبَيْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيْهٍ وَّرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ زَادَ فِيْهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَلٰثٌ لَّا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنُّصْحُ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ

⇔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے' جو ہماری کوئی بات سن کر اس کی تبلیغ کر دے' تو فقہ کا علم حاصل کرنے والے کچھ لوگ فقیہہ نہیں بھی ہوتے ہیں' اور بعض اوقات فقہ کا علم رکھنے والا کوئی شخص اس تک وہ چیز منتقل کرتا ہے' جو اس سے بڑا فقیہہ ہوتا ہے''۔ علی بن محمد نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ مزید نقل کیے ہیں: تین چیزیں ایسی ہیں جس کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا' عمل کا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا' مسلمان حکمرانوں کے لیے خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا۔

شرح

اس حدیث سے علم دین اور اس کی تبلیغ کی فضیلت معلوم ہوئی، قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ کی ترغیب کے ساتھ ساتھ اس میں بشارت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد بھی بہت سارے لوگ دین میں تفقہ وبصیرت حاصل کریں گے، اور مشکل مسائل کا حل قرآن وحدیث سے تلاش کیا کریں گے، اور یہ محدثین کا گروہ ہے، ان کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر فرمائی، اور یہ معاملہ قیامت تک جاری رہے گا۔

21- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مِّنًى فَقَالَ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَّرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ

⇔ محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ''خیف'' کے مقام پر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہماری بات سن کر اس کی تبلیغ کر دیتا ہے' بعض اوقات فقہ (دینی احکام) کو حاصل کرنے والا شخص خود فقیہہ نہیں ہوتا اور بعض اوقات فقہ کا علم حاصل کرنے والا اس شخص تک چیز منتقل کر دیتا ہے' جو اس سے بڑا فقیہہ ہوتا ہے''۔

20: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

22- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلٰى ح و حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

23- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَبَلَّغَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی بات سن کر اس کی تبلیغ کردے' کیونکہ جس شخص تک وہ چیز منتقل کی گئی ہوتی ہے وہ براہ راست سننے والے کے مقابلے میں بعض اوقات زیادہ اچھے طریقے سے اسے یاد رکھتا ہے۔

24- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ نِ الْقَطَّانُ اَمْلَاهُ عَلَيْنَا حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ رَّجُلٍ اٰخَرَ هُوَ اَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهٗ رُبَّ مُبَلَّغٍ يَبْلُغُهٗ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ

محمد بن سیرین نے عبدالرحمٰن نے ابوبکرہ کے حوالے سے ان کے والد سے اور ایک اور شخص کے حوالے سے جو میرے نزدیک عبدالرحمٰن سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں' کے حوالے سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ قربانی کے دن نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''موجود لوگ غیر موجود افراد تک تبلیغ کردیں' کیونکہ بعض اوقات جس اگلے شخص تک وہ چیز پہنچائی گئی ہوتی ہے وہ براہ راست سننے والے کے مقابلے میں اس کو زیادہ بہتر طور پر یاد رکھتا ہے''۔

25- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''خبردار: موجود شخص غیر موجود افراد تک تبلیغ کردے''۔

22: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2657' ورقم الحدیث: 2658

23: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

24: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

26- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ حَدَّثَنِي قُدَامَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عَلْقَمَةَ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ يَّسَارٍ مَّوْلٰى ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم میں سے موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک تبلیغ کر دیں۔

27- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ مُّعَانِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بُخْتٍ الْمَكِّيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّيْ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيْهٍ وَّرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جو ہماری بات سن کر اسے محفوظ کر لے پھر اسے ہمارے حوالے سے آگے بیان کر دے' کیونکہ بعض اوقات براہ راست سیکھنے والا درحقیقت سیکھنے والا نہیں ہوتا اور بعض اوقات سیکھنے والا شخص اس شخص تک منتقل کر دیتا ہے' جو اس سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہے''۔

بَابُ: مَنْ كَانَ مِفْتَاحًا لِّلْخَيْرِ

یہ باب خیر کیلئے چابی ہونے والے کے بیان میں ہے

دوسروں کیلئے بھلائی یا برائی کا سبب بننے والوں کا بیان

28- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ لِلْخَيْرِ مَغَالِيْقَ لِلشَّرِّ وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيْقَ لِلْخَيْرِ فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِّمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''لوگوں میں سے کچھ لوگ بھلائی کے لیے چابی ہوتے ہیں' اور برائی کے لیے تالہ ہوتے ہیں اور لوگوں میں سے کچھ لوگ برائی کے لیے چابی

26: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1278' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 419

27: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

28: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہوتے ہیں اور بھلائی کے لیے تالہ ہوتے ہیں' تو اس شخص کے لیے مبارکباد ہے' جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ بھلائی کی چابیاں رکھ دیتا ہے' اور اس شخص کے لیے بربادی ہے' جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ برائی کی چابیاں رکھ دیتا ہے''۔

بھلائی کا خزانوں کی طرح ہونے کا بیان

29- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ اَبُوْجَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ وَلِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيْحُ فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' یہ بھلائی خزانوں کی طرح ہوتی ہے اور ان خزانوں کی کچھ چابیاں ہوتی ہیں' تو اس بندے کے لیے مبارکباد ہے' جسے اللہ تعالیٰ بھلائی کے لیے چابی بنادے اور برائی کے لیے رکاوٹ بنا دے اور اس شخص کے لیے بربادی ہے' جسے اللہ تعالیٰ برائی کے لیے چابی بنادے اور بھلائی کے لیے رکاوٹ بنادے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی کان ہیں جس طرح سونے اور چاندی کی کان ہوتی ہے جو لوگ ایام جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بہتر ہیں اگر وہ سمجھیں۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: رقم الحدیث 196)

انسان کو معدن یعنی کان سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ تشبیہ نیک اخلاقی وعادات اور صفات وکمالات کی استعداد وصلاحیت کے تفاوت میں دی گئی ہے کہ جس طرح ایک کان میں لعل ویاقوت پیدا ہوتے ہیں تو دوسری کان میں سونا، چاندی اور بعض کان میں چونا، سرمہ، پتھر وغیرہ ہی پیدا ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی ذات ہے کہ بعض تو اپنے اخلاق وعادات اور صفات وکمالات کی بنا پر با عظمت اور باشوکت ہوتے ہیں بعض ان سے کچھ کم درجہ کے ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان صفات میں انتہائی کمتر وبے وقعت ہوتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لانے سے پہلے حالت کفر میں بہترین خصائل وعادات کے مالک تھے مثلاً سخاوت وشجاعت، اخلاق ودیانتداری اور محبت ومروّت کی بہترین صفات سے متصف تھے تو وہ اسلام لانے کے بعد بھی ان صفات کی بناء پر بہترین قرار دیئے گئے ہیں۔ ٹھیک ایسے ہی جیسے کہ سونا اور چاندی جب تک کان میں پڑے رہتے ہیں کہ وہ خاک میں پڑے رہنے کی وجہ سے اپنی اصلی حالت میں نہیں ہوتے جب انہیں کان سے نکال لیا جاتا ہے اور بھٹی میں ڈال کر تیار کیا جاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ اپنی اصلی صورت میں آجاتے ہیں بلکہ ان کی آب وتاب میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔

29: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اسی طرح جب تک کوئی آدمی کفر کی ظلمت میں چھپا رہتا ہے تو خواہ وہ کتنا باوقار ہو اور اس کے اندر کتنی ہی سخاوت ہو کتنی ہی شجاعت ہو اسے برتری حاصل نہیں ہوتی، مگر جب کفر کے تمام پردوں کو چاک کر کے ظلم سے باہر نکلتا ہے اور ایمان واسلام کو قبول کر کے علم دین میں کمال حاصل کر لیتا ہے اور پھر اپنے آپ کو ریاضت ومجاہد اور دینی محنت ومشقت کی بھٹیوں کے حوالہ کر دیتا ہے تو اس کے بعد نہ صرف یہ کہ وہ اپنی اصل حالت میں آ جاتا ہے بلکہ علم ومعرفت کی روشنی سے اس کا قلب ودماغ منور ہو جاتا ہے اور وہ عزت کی انتہائی بلندیوں پر جا پہنچتا ہے۔

بَابُ: ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ

یہ باب لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے کے اجر وثواب کے بیان میں ہے

عالم کیلئے سمندر کی مچھلیوں کا دعا مانگنے کا بیان

30- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ حَتّٰى الْحِيْتَانُ فِى الْبَحْرِ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''عالم شخص کے لیے آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے' یہاں تک کہ سمندر میں موجود مچھلیاں بھی (اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں)''۔

عالم کیلئے ثواب کا بیان

31-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهُ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَامِلِ

◆◆ سہل بن معاذ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جو شخص علم کی تعلیم دیتا ہے' تو اسے اس شخص کی مانند بھی اجر ملے گا' جو اس علم پر عمل کرے گا' اور عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

علم دین اور ایصال ثواب کا بیان

32-حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِى كَرِيْمَةَ الْحَرَّانِىُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنِى

30: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

31: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

32: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

زَيْدُ بْنُ اَبِي اُنَيْسَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهٖ ثَلٰثٌ وَّلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْ لَهٗ وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا وَعِلْمٌ يُّعْمَلُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ

33- قَالَ اَبُوالْحَسَنِ وَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانِ الرَّهَاوِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ يَعْنِيْ اَبَاهُ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

◄► عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''آدمی اپنے بعد جو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہے ان میں تین چیزیں بہتر ہیں' ایک وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے' دوسرا وہ صدقہ جو جاریہ ہو جس کا اجر اس شخص تک پہنچتا رہے اور ایک وہ علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جائے''۔ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ منقول ہے۔

شرح

کچھ اعمال ایسے بھی ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ نہ صرف یہ کہ زندگی میں ملتا ہے بلکہ مرنے کے بعد باقی و جاری رہتا ہے۔ ایسے ہی اعمال کے بارے میں اس حدیث میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ تین اعمال ایسے ہیں کہ زندگی ختم ہو جانے کے بعد بھی ان کے ثواب کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اور مرنے والا برابر اس سے منتفع ہوتا رہتا ہے۔ پہلی چیز صدقہ جاریہ ہے۔ یعنی اگر کوئی آدمی اللہ کی راہ میں زمین وقف کر گیا ہے یا کنواں و تالاب بنوا گیا ہے یا ایسے ہی اللہ کی مخلوق کے فائدہ کی خاطر کوئی دوسری چیز اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے تو جب تک یہ چیزیں قائم رہیں گی اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔ دوسری چیز علم نافع ہے یعنی کسی ایسے عالم نے وفات پائی جو اپنی زندگی میں لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچاتا رہا اور پھر اپنے علوم و معارف کو کسی کتاب کے ذریعہ محفوظ کر گیا جو ہمیشہ لوگوں کے لئے فائدہ مند اور رشد و ہدایت کا سبب بنی ہے یا کسی ایسے آدمی کو اپنا شاگرد بنا گیا جو اس کے علم کا صحیح وارث ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو زندگی ختم ہونے کے بعد اس کے لئے سرمایہ و سعادت ثابت ہوں گی اور جن کا ثواب اسے وہاں برابر ملتا رہے گا۔ تیسری چیز اولاد صالح ہے ظاہر ہے کہ کسی انسان کے لئے سب سے بڑی سعادت اور وجہ افتخار اس کی اولاد صالح ہی ہوتی ہے اس لئے کہ صالح اولاد نہ صرف یہ کہ ماں باپ کے لئے دنیا میں سکون و راحت کا باعث بنتی ہے بلکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے وسیلہ نجات اور ذریعہ فلاح بھی بنتی ہے اور اس طرح سے کہ لائق و نیک لڑکا اپنے والدین کی قبروں پر جاتا ہے وہاں فاتحہ پڑھتا ہے دعائے مغفرت کرتا ہے، قرآن پڑھ کر ان کو بخشتا ہے اور ان کی طرف سے خیرات و صدقات کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں مردہ کے لئے ثواب کا باعث ہیں جن سے وہ اخروی زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔

مؤمن کو فوت ہونے کے بعد ثواب ملتے رہنے کا بیان

34- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

مَرْزُوْقُ بْنُ اَبِی الْهُذَيْلِ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ حَدَّثَنِی اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرُّ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ ،

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''مومن کے مرنے کے بعد اس کے اعمال اور اس کی نیکیوں میں سے جو چیز اس تک پہنچتی ہے ان میں ایک وہ علم ہے' جس کی اس نے تعلیم دی ہو جسے اس نے پھیلایا ہو' ایک وہ نیک صالح اولاد ہے' جسے وہ چھوڑ کر گیا ہو' اور ایک وہ قرآن مجید ہے' جو اس کی وراثت میں منتقل ہوا ہو یا وہ مسجد ہے' جسے اس نے بنایا ہو' یا وہ مسافروں کے لیے سرائے ہے' جسے اس نے بنایا ہو یا وہ نہر ہے' جسے اس نے جاری کیا ہو' یا وہ صدقہ ہے' جسے اس نے اپنی صحت اور زندگی کے دوران اپنے مال میں سے نکالا تھا' اس کا اجر و ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اس شخص تک پہنچتا رہتا ہے''۔

علم دین سیکھنا سکھانا بہترین صدقہ ہونے کا بیان

35- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ الْمَدَنِیُّ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ طَلْحَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''سب سے افضل صدقہ یہ ہے' مسلمان شخص علم کی تعلیم حاصل کرے اور پھر اپنے کسی مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے''۔

بَابُ: مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّوْطَاَ عَقِبَاهُ

یہ باب اس شخص کے بیان میں جو اس بات کو ناپسند کرے کہ اس کے پیچھے چلا جائے

36- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا رُئِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَاُ عَقِبَيْهِ رَجُلَانِ

37- حَدَّثَنَا اَبُوالْحَسَنِ وَ حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰی حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

34: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

35: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

36: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3769

سَلَمَةَ قَالَ اَبُوالْحَسَنِ وَ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ صَاحِبُ الْقَفِيْزِ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ

شعیب بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی ایسی حالت میں دیکھا گیا کہ آپ ﷺ کے پیچھے دو آدمی چل رہے ہوں۔ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

38- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوالْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا مُعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ وَكَانَ النَّاسُ يَمْشُوْنَ خَلْفَهٗ فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النِّعَالِ وَقَرَ ذٰلِكَ فِيْ نَفْسِهٖ فَجَلَسَ حَتّٰى قَدَّمَهُمْ اَمَامَهٗ لِئَلَّا يَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ شدید گرمی کے دن نبی کریم ﷺ ''بقیع غرقد'' کے پاس سے گزرے تو کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگے' جب نبی کریم ﷺ نے ان کے جوتوں کی آواز سنی اور آپ ﷺ کو یہ اچھا محسوس ہوا تو نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہو گئے' یہاں تک کہ وہ لوگ آپ ﷺ سے آگے گزر گئے' نبی کریم ﷺ نے ایسا اس لیے کیا تھا تاکہ آپ ﷺ کے ذہن میں تکبر سے متعلق کوئی خیال نہ آئے۔

39-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَشٰى مَشٰى اَصْحٰبُهٗ اَمَامَهٗ وَتَرَكُوْا ظَهْرَهٗ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب چلتے تھے تو آپ ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کے آگے چلتے تھے' اور وہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے والے حصے کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

بَابُ: الْوَصَاةِ بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ

یہ باب طالب علموں کیلئے وصیت کے بیان میں ہے

دینی طلباء کو خوش آمدید کہنے کا بیان

40-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رَاشِدٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ

38: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

39: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

40: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2650' ورقم الحدیث: 2651

الْعَبْدِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَاْتِيكُمْ اَقْوَامٌ يَّطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ فَقُوْلُوْا لَهُمْ مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْنُوْهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا اقْنُوْهُمْ قَالَ عَلِّمُوْهُمْ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مشرق کی سمت سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے وہ علم حاصل کرنا چاہتے ہوں گے' جب وہ تمہارے پاس آئیں' تو تم ان کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھتے تھے' تو فرمایا کرتے تھے: ان لوگوں کو خوش آمدید! جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی تھی۔

شرح

اس ارشاد کا مقصد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ بتانا ہے کہ میرے بعد چونکہ تمہاری ہی ذات دنیا کے لئے راہ برو راہنما ہوگی اور تم ہی لوگوں کے پیشوا وامام بنو گے اس لئے تمام دنیا کے لوگ تمہارے پاس علم دین طلب کرنے اور میری احادیث حاصل کرنے آئیں گے۔لہٰذا تمہیں چاہئے کہ وہ آئیں تو تم ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو، ان کی نگہداشت اور تربیت میں کوتاہی نہ کرو اور ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ کرو، نیز ان کے قلوب کو علم دین کی اس مقدس روشنی سے جس سے تمہارے قلوب براہ راست فیضیاب ہو چکے ہیں منور کرو۔

دینی طلباء کی حوصلہ افزائی کرنے کا بیان

41- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ هِلَالٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ نَعُوْدُهٗ حَتّٰى مَلَاْنَا الْبَيْتَ فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَبِیْ هُرَيْرَةَ نَعُوْدُهٗ حَتّٰى مَلَاْنَا الْبَيْتَ فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَلَاْنَا الْبَيْتَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ لِّجَنْبِهٖ فَلَمَّا رَاٰنَا قَبَضَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ سَيَاْتِيكُمْ اَقْوَامٌ مِّنْ بَعْدِیْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَحَيُّوْهُمْ وَعَلِّمُوْهُمْ قَالَ فَاَدْرَكْنَا وَاللّٰهِ اَقْوَامًا مَا رَحَّبُوْا بِنَا وَلَا حَيَّوْنَا وَلَا عَلَّمُوْنَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ كُنَّا نَذْهَبُ اِلَيْهِمْ فَيَجْفُوْنَا

◆◆ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہم حسن نامی راوی کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہم نے گھر بھر دیا' وہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے' انہوں نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے پھر انہوں نے یہ بات بیان کی ایک مرتبہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے ان کے ہاں گئے تھے تو ہم نے گھر بھر دیا تھا' وہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے' تو انہوں نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے پھر انہوں نے بتایا ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

41: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

خدمت میں حاضر ہوئے' تو ہم نے گھر کو بھر دیا' نبی کریم ﷺ اس وقت پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے جب آپ ﷺ نے ہمیں ملاحظہ فرمایا' تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عنقریب میرے بعد تمہارے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو علم طلب کرنے والے ہوں گے تو تم انہیں ''خوش آمدید'' کہنا' انہیں سلام کہنا اور انہیں تعلیم دینا''۔ راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جنہوں نے نہ کبھی ہمیں مرحبا کہا اور نہ کبھی ہمیں سلام کیا' اور نہ ہی ہمیں تعلیم دی' بلکہ الٹا جب ہم ان کے پاس جاتے تو وہ ہمارے ساتھ زیادتی کیا کرتے۔

شرح

بلاتفریق مختلف طبقات کے لیے عملی کاوشیں: فروغ تعلیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام طبقات کو ملحوظ رکھا، بلا کسی تفریق آپ نے ضرورت پر سب کو تعلیم دی، سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل خانہ سے لے کر قریبی رشتہ داروں اور سماج کے تمام لوگوں بالخصوص ساتھیوں اور نوجوانوں پر اس سلسلے میں توجہ مرکوز کی بلکہ عورتوں کو بھی آپ نے اس سے محروم نہ رکھا۔ دیہات سے آنے والے بدّوں اور اعرابیوں، نیم نومسلموں کو بھی تعلیم کا فیض پہنچایا۔ چنانچہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حق تعلیم اور اس کا فروغ سیرت نبوی کے آئینہ میں سماج کے ہر طبقہ کو دیا گیا ہے اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا امتیاز چھوٹے بڑے، امیر وغریب، مرد وعورت، قریبی وغیر قریبی ہر ایک کو حصول تعلیم کا موقع عنایت کیا ہے۔ اس سلسلے میں جب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوراق پر طائرانہ نظر ڈالی جاسکتی ہے۔

42- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ اَنْبَانَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّهُمْ سَيَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ فَاِذَا جَآئُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا

ابوہارون عبدی بیان کرتے ہیں: جب ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو وہ یہ فرماتے تھے۔ ''ان لوگوں کو خوش آمدید جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے وصیت کی تھی' نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا' لوگ تمہارے پیروکار ہوں گے' عنقریب وہ دین علم کے حصول کے لیے دنیا کے دور دراز علاقوں سے تمہارے پاس آئیں گے' جب وہ تمہارے پاس آئیں' تو تم ان کے بارے میں بھلائی کی وصیت کو قبول کرو۔

شرح

طالب علموں کا والہانہ استقبال اور خیر مقدم اور ان کی تشجیع وحوصلہ افزائی: کسی بھی نفع بخش اور اچھے عمل پر اگر اسے انجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی نہ کی جائے تو عزائم رفتہ رفتہ پژمردہ ہونے لگتے ہیں، میدان تعلیم میں دلجوئی اور حوصلہ افزائی کا ایک

بہترین طریقہ طلباء کا والہانہ استقبال اور خیر مقدمی کلمات کہنا ہے۔ جس سے ان کے دلوں میں علم کی محبت، حصول تعلیم کا جذبہ، احترام اساتذہ و معلمین نیز دلجمعی اور شوق ولگن سے اس میدان میں لگے رہنے کا حوصلہ پیدا اور بلند ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مثالی طریقہ تھا کہ آپ دور دراز اور قریب سے آنے والے ہر کس وناکس کا، اسی طرح آپ کی مجلسوں میں شریک ہونے والے اور زندگی کی کامیابی کے اصول وآداب سیکھنے کی خاطر آنے والے طلباء اور شائقین علم کا والہانہ استقبال کرتے اور ان کی ہر ممکن دلجوئی اور حوصلہ افزائی بھی کیا کرتے، ان کے عزائم اور ارادوں کی پختگی اور تعلیم میں ان کی ہم آہنگی اور دلجمعی کے لیے انھیں خوشخبریاں سناتے۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے اس بابت ہمیں درج ذیل باتیں اور دلیلیں معلوم ہوتی ہیں:۔

طالب علموں کا حسن استقبال: حضرت صفوان کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ اپنی سرخ چادر پہنے اور ٹیک لگائے مسجد میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ میں علم حاصل کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرحبا بطالب العلم کہ طالب علم کو خوش آمدید ہو، اس کے بعد فرمایا: کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر وہ ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہوئے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ سب کچھ اس کے طلب علم سے محبت کی بنا پر کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد کتاب العلم، باب فی طلب العلم۔ 130/1۔ حدیث صحیح ہے۔ صحیح الترغیب۔ 106/1)

دینی مسائل و معاملات سیکھنے کی غرض سے آنے والے وفود کا خیر مقدم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس کا بہترین اور شاندار استقبال کیا اور انھیں تعلیم دی، قبیلہ بنو عامر کی طرف سے آنے والے وفد کا خیر مقدم اور ان کی حوصلہ افزائی کی اور انھیں مختلف مسائل کی تعلیم دی۔ حدیث کی مختلف کتابوں میں اس طرح کی بے شمار روایتیں موجود ہیں۔ دیکھیے

(صحیح بخاری کتاب الادب، باب قول الرجل مرحبا رقم 6178، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان: 7293)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب علموں کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیر کی وصیت کی اور اپنی زندگی کے بعد ان کی حوصلہ افزائی اور خبر گیری کرنے کا حکم دیا: حضرت ابوسعید خدری صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تمھارے پاس قومیں طلب علم کے لیے آئیں گی، جب تم انھیں دیکھو تو ان سے کہو کہ: مرحبا مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم واقنوهم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق تمھیں خوش آمدید اور مرحبا ہو اور تم انھیں علم سکھاؤ اور تعلیم دو۔ (ابن ماجہ مقدمہ الوصاۃ بطلبۃ العلم، صحیح ابن ماجہ: 461)

طالب علموں اور شاگردوں کے لیے معلم کائنات کی دعائیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروغ تعلیم کے لیے دنیوی وسائل کا سہارا لینے کے ساتھ ساتھ توفیق الٰہی، نصرت باری اور مدد ربانی کے لیے طالب علموں کی خاطر دعاؤں کا خصوصی اہتمام کیا ہے اور اس سلسلے میں ایک مثال قائم کی ہے۔ ایک استاد اور معلم جہاں اپنے طلباء اور شاگردوں کی زندگی بنانے، مستقبل سنوارنے اور علم ومعرفت سے انھیں آراستہ کرنے کے لیے ہر ممکن جتن کرتا ہے اور مختلف وسائل و ذرائع کا سہارا لے کر طلباء کی تعلیمی ترقی کے لیے راہیں ہموار کرتا ہے وہیں زندگی کو کامیاب بنانے اور محنتوں و کاوشوں کا عمدہ ثمرہ اور نتیجہ پانے کے لیے رب العالمین سے دعائیں بھی کرتا ہے۔ زبان معلم اپنے طلباء کے حق میں دعاؤں کا گنجینہ بیش بہا بن کر عرش الٰہی سے ان کی کامیابی اور کامرانی کے لیے فریاد رسی

کرتی ہے یہی اسوہءنبوی بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شاگردوں کے لیے نہ صرف یہ کہ دعائیں کی ہیں بلکہ اپنی دعاؤں کی قبولیت واستجابت سے ان کے مستقبل کو رنگ ونور اور فوز وفلاح سے بھر دیا ہے۔ جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس کے لیے علم کتاب کی دعا کی اللھم علمہ الکتاب کہ اللہ تو اسے کتاب کا علم عطا فرمادے۔ (بخاری کتاب العلم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم علمہ الکتاب: 75) چنانچہ عبداللہ بن عباس کے حق میں آپ کی یہ دعا شرف قبولیت تک پہنچ گئی اور انھیں علم کتاب عطا کیا گیا، یہاں تک کہ امت مسلمہ نے کتاب الٰہی کے بھرپور علم ومعرفت کی وجہ سے انھیں ترجمان القرآن کا لقب دیا۔

طلباء کی ہنرمندیوں اور صلاحیتوں کا اعتراف اور ان کی عزت افزائی: طلباء کے علم ومعرفت میں رسوخ اور پختگی پیدا کرنے، ذہنی وعقلی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ان کی لیاقت وصلاحیت اور کاوش ومحنت کی تعریف کرنا، ان کے عمدہ کاموں اور ان کی حوصلہ افزائی اور تشجیع کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ ان کا تعلیمی مستقبل روشن ہو، اور یہ اپنی صلاحیتوں کو مکمل طریقے سے پروان چڑھا کر اپنے گھر اور خاندان اور قوم وملت کے لیے مشعل راہ بنیں۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں تمام اساتذہ اور معلمین کو بہترین اسوہ اور نمونہ عطا کیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طلبا اور شاگردوں کی صلاحیتوں اور لیاقتوں پر ان کی عزت افزائی کرتے، ان کے عمدہ کاموں اور کارناموں نیز ان کی محنتوں اور کاوشوں کو سراہتے ہوئے ان کے حق میں تعریفی کلمات کہتے: حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے قرآن عزیز کی سب سے باعظمت آیت کے بارے میں پوچھا میں نے جواب دیا کہ سب سے باعظمت آیت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ضرب لگائی اور کہا کہ: واللہ لیھنئك العلم اباالمنذر کہ اللہ کی قسم اے ابومنذر! تمھیں تمھارا علم مبارک ہو۔ (مسلم صلوۃ المسافرین باب فضل سورۃ کھف وآیۃ الکرسی: 87/258)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے عالم کا اپنے باصلاحیت شاگردوں کی توقیر کرنا، ان کی کنیتوں کے ساتھ ان کو مخاطب کرنا، کسی انسان کے روبرو کسی مصلحت کے پیش نظر ان کی تعریف کرنا، جب کہ اس میں خود پسندی کا اندیشہ نہ ہو، ثابت ہوتا ہے۔ (شرح النووی علی مسلم 6/93)

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن مسعود، سالم مولی ابی حذیفہ کی تلاوت، ترتیل وتجوید اور عمدہ آواز پر ان کی زبردست حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

(بخاری فضائل القرآن۔ آثار حسن الصوت: 5048، مسلم: 241، مجمع الزوائد: 9/300)

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروغ تعلیم، اس کی نشر واشاعت، طلباء کی قدردانی وحوصلہ افزائی، ان کے لیے نیک دعائیں اور تمنائیں کسی بھی چیز میں کچھ کسر باقی نہ چھوڑا ہے۔ بنیادی حق تعلیم اور اس کے فروغ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، معمولات اور تشجیعات سے بھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیرت نبوی کے آئینے میں تعلیم اور اس کے فروغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بَابُ: الْاِنْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهٖ

یہ باب علم سے نفع حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کے بیان میں ہے

فائدہ نہ دینے والے علم سے پناہ مانگنے کا بیان

43- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے اور ایسے دل سے جو ڈرے نہیں اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو (ان سب سے تیری پناہ مانگتا ہوں)''۔

علم سے نفع حاصل کرنے کی دعا مانگنے کا بیان

44- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا يَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو نے مجھے جو علم دیا ہے اُس کے ذریعہ مجھے نفع عطاء کر اور مجھے اُس چیز کا علم عطاء کر جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ کر' ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے''۔

دنیاوی اغراض کیلئے دینی علوم حاصل کرنے والے کا بیان

45- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّسُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ اَبِیْ طُوَالَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِیْ رِيْحَهَا

46-قَالَ اَبُوالْحَسَنِ اَنْبَاَنَا اَبُوْحَاتِمٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

43: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5551

44: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3599' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3833

45: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3664

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص کوئی ایسا علم حاصل کرے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اور وہ شخص صرف دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے اسے حاصل کرے تو ایسا شخص قیامت کے دن اس کی بُو بھی نہیں پائے گا''۔ (راوی کہتے ہیں: اس سے مراد جنت کی بُو ہے) ابوالحسن کہتے ہیں یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

فخر وتکبر کے اظہار کیلئے علم حاصل کرنے والوں کا بیان

47- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَرِبٍ الْاَزْدِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْ لِيَصْرِفَ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ فَهُوَ فِي النَّارِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جو شخص علم اس لیے حاصل کرتا ہے' تاکہ اس کے ذریعے بے وقوفوں کے ساتھ بحث کرے یا علماء کے سامنے فخر کا اظہار کرے یا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو وہ شخص جہنم میں جائے گا''۔

جاہلوں سے بحث کرنے کی ممانعت کا بیان

48-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَآءَ وَلَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ وَلَا تَخَيَّرُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ النَّارُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''علم اس لیے حاصل نہ کرو تاکہ تم اس کے ذریعے علماء کے سامنے فخر ومباہات کا اظہار کرو یا اس کے ذریعے تم بے وقوفوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرو' یا اس کے ذریعے محافل میں اپنے آپ کو نمایاں کرو' جو شخص ایسا کرے گا' تو پھر (اس کا ٹھکانہ) آگ ہوگی' آگ ہوگی''۔

قرآن میں جھگڑا کرنے کی ممانعت سے متعلق تفسیری تصریحات کا بیان

ا:۔ابن ابی حاتم نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) مایجادل فی ایت اللہ الا الذین کفروا اللہ کی آیات میں جھگڑا نہیں کرتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں) اور (یہ آیت حرث بن قیس سلمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲:۔عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

47:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

48:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

۳:۔عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

۴:۔عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب میں سے دو آدمیوں نے ایک آیت کے بارے میں جھگڑا کیا ان میں سے ایک نے کہا میں نے اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے سیکھا ہے۔ اور دوسرے نے کہا میں نے بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے لیا ہے دونوں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا آپ نے فرمایا قرآن سات نعمتوں میں نازل ہوا اور اس میں جھگڑا کرنے سے بچو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

۵:۔عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

۶:۔عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ وعبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) فلا یغررك تقلبهم فی البلاد (ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے) یعنی ان کا آنا اور جانا اور ان کا سفروں میں پھرنا (آیت) والاحزاب من بعدهم یعنی نوح علیہ السلام کی قوم عاد اور ثمود کی قوموں کے بعد کہ وہ کافر جماعتیں تھیں (آیت) وهمت کل امة برسولهم (اور ہر امت نے اپنے پیغمبر کا ارادہ کیا) تا کہ ان کو پکڑیں اور ان کو قتل کریں (آیت) وکذلك حقت کلمت ربك علی الذین کفروا (اسی طرح ثابت ہوئی تیرے رب کی بات ان لوگوں پر جو کافر ہیں) یعنی ان پر عذاب ثابت ہوا ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے۔

۷:۔عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ وابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) فلا یغررك تقلبهم فی البلاد یعنی ان کا فسا کرنا اس میں اور ان کا کفر کرنا (آیت) فاخذتهم فکیف کان عقاب (پھر ان کو پکڑا سو ہمارا عذاب کیسے ہوا) فرمایا اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والے ہیں۔ اما قوله تعالیٰ: وجدلوا بالباطل لیدحضوا به الحق :۸:۔طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس شخص نے باطل کی مدد کی تا کہ اپنے باطل کے ساتھ حق کو باطل کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ بری ہو گیا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ غافر، بیروت)

امراء کے پاس علماء کے جانے کا بیان

49—حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِىْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِى الدِّيْنِ وَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَاْتِى الْاُمَرَاءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

49: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الصَّبَّاحِ كَاَنَّهٗ يَعْنِي الْخَطَايَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''عنقریب میری امت کے کچھ افراد دین کا علم حاصل کریں گے وہ قرآن کی تعلیم حاصل کریں گے اور یہ کہیں گے ہم امراء کے پاس جائیں گے اور ان سے دنیاوی فوائد حاصل کریں گے البتہ ہم اپنے دین کی وجہ سے ان سے الگ تھلگ رہیں گے (یعنی ان کے گناہوں میں ان کا ساتھ نہیں دیں گے) حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا' جس طرح کانٹے دار درخت سے صرف کانٹے ہی چنے جاسکتے ہیں' اس طرح ان (امیر لوگوں) کے قرب سے صرف (گناہ) ہی ہوگا''۔ محمد بن صباح نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے' ان لوگوں کو گناہ ہی حاصل ہوگا۔

50- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاذٍ الْبَصْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاذٍ الْبَصْرِيِّ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ تَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ يَّدْخُلُهٗ قَالَ اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِيْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَى اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ الْجَوَرَةَ

51- حَدَّثَنَا قَالَ اَبُو الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ وَكَانَ ثِقَةً ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ

52- حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاذٍ قَالَ مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ عَمَّارٌ لَّا اَدْرِيْ مُحَمَّدٌ اَوْ اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جُبّ حزن'' سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو! لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! جُبّ حزن'' کیا چیز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے' جس سے جہنم بھی روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کی گئی: اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اس میں داخل کون ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دکھاوے کے طور پر قرآن مجید پڑھنے والے لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ عالم وہ ہیں جو امراء کے ہاں آتے جاتے ہوں۔ محاربی کہتے ہیں: اس سے مراد ظالم حکمران ہیں۔ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

جب الحزن" دوزخ کی ایک وادی کا نام ہے جو بہت گہری ہے اور کنوئیں کے مشابہ ہے یہ اتنی زیادہ ہیبت ناک اور وحشت

50: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2383

ناک ہے کہ دوزخی تو الگ رہے خود دوزخ دن میں چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے۔ چنانچہ فرمایا جا رہا کہ وہ قاری جو اپنا عمل یعنی قرآن پڑھنا محض دکھلاوے وریاء کے لئے کرتے ہیں اسی وحشت ناک وادی میں دھکیل دیئے جائیں گے۔ اسی حکم میں ریا کار عالم اور عابد بھی داخل ہیں، کیونکہ علم کی اصل بنیاد تو قرآن ہی ہے اسی طرح عبادت بھی قرآنی احکام ہی کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے عالم اور عابد جو ریاء کار ہیں وہ انہیں قاریوں کے ہمراہ اسی کنواں کا لقمہ بنیں۔ "سرداروں سے ملاقات" کا مطلب یہ ہے کہ جو قاری سرداروں سے محض حب جاہ و مال اور دنیاوی طمع ولالچ کی خاطر ملتا ہے وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ترین ہے۔ ہاں اگر سرداروں سے ملنا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز یہاں سرداروں سے بھی وہی سردار مراد ہیں جو ظالم اور جابر ہوں، نیک بخت سردار یا عادل امیر و حاکم کا یہ حکم نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے امراء و سردار جو اللہ کے نیک بندے ہوں ان سے ملاقات کرنا عبادت میں داخل ہے۔

53- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ عَنْ نَهْشَلٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِيْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ

54- حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدَارِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ وَكَانَ ثِقَةً ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ بِاِسْنَادِهٖ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اگر اہل علم علم کی حفاظت کریں اور اسے اس کے اہل لوگوں تک منتقل کریں تو اس کے ذریعے وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن جائیں گے لیکن انہوں نے اس علم کو اہل دنیا کے لیے خرچ کیا تاکہ اس کے ذریعے ان لوگوں سے دنیا حاصل کریں تو یہ اہل علم ان امیر لوگوں کے ہاں ذلیل ورسواء ہو گئے میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جس شخص کی تمام تر توجہ کا مرکز اس کی آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیاوی پریشانیوں کے حوالے سے اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جو شخص دنیا کے مختلف امور کے بارے میں پریشان رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کون سی وادی میں ہلاکت کا شکار ہوتا ہے؟" ابوالحسن کہتے ہیں یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

ریاکاری کیلئے علم حاصل کرنے والوں کا بیان

55- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَاَبُوْبَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْهُنَائِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ

53: اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 4106

بْنُ الْمُبَارَكِ الْهُنَائِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ اَرَادَ بِهٖ غَيْرَ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کے لیے علم حاصل کرے یا اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور (کی رضامندی) کا ارادہ کرے تو وہ جہنم میں اپنے مخصوص ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے تیار رہے۔

شرح

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ (عمرو ابن شعیب تابعی ہیں، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں)۔ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے بارے میں سنا کہ وہ آپس میں قرآن کے بارے میں بحث کر رہے ہیں اور جھگڑ رہے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم سے پہلے کے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے انہوں نے کتاب اللہ کے بعض حصہ کو بعض پر مارا (یعنی آیات میں تضاد اور اختلاف ثابت کیا کہ فلاں آیت فلاں آیت کے مخالف ہے اور یہ آیت فلاں آیت کے مخالف ہے) اور بے شک کتاب اللہ کا بعض حصہ بعض کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا تم قرآن کے بعض حصہ کو بعض سے نہ جھٹلاؤ اور اس کے بارے میں جتنا تم جانتے ہو اس کو بیان کرو اور جو نہیں جانتے ہو اسے جاننے والوں کی طرف سونپ دو۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوۃ شریف: جلد اول:، رقم الحدیث، 226)

جن لوگوں کا علم ناقص ہوتا ہے اور جن کے ایمان وعقیدہ میں کمزوری اور ذہن وفکر میں کمی ہوتی ہے وہ آیات میں باہم اختلاف پیدا کرتے رہتے ہیں اور آیت کے حقیقی مفہوم ومراد سے ہٹ کر ان کے ناقص ذہن وفکر میں جو مفہوم آتا ہے اسے بیان کرتے ہیں اور پھر اسی طرز پر اپنے نظریات واعتقادات کی بنیاد بھی رکھ دیتے ہیں جس کی مثال ماقبل کی حدیث میں بیان کی جا چکی ہے۔ اس کے بارے میں یہاں بھی فرمایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں کچھ آیتوں میں اختلاف نظر آئے تو اس میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعہ ساقط نہ کرو اور نہ اس کی تکذیب کرو بلکہ جہاں تک تمہارا علم مدد کر سکے ان میں تطبیق پیدا کرو، اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر تم بجائے اس کے کہ اس میں اپنی عقل وسمجھ کے تیر چلاؤ اس کے حقیقی معنی ومفہوم کا علم اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب سونپ دو، یا پھر ایسے علماء وصلحاء جو علم کے اعتبار سے تم سے اعلیٰ وافضل ہوں اور تم پر فوقیت رکھتے ہیں ان سے رجوع کرو۔

56- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ حَدَّثَنَا بَشِيْرُ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَشْعَثَ بْنَ سَوَّارٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْ لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ لِتَصْرِفُوْا وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ فِي النَّارِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "علم اس لیے

55: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2655

56: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حاصل نہ کرو تا کہ تم اس کے ذریعے علماء کے سامنے فخر ومباہات کا اظہار کرو یا اس کے ذریعے بے وقوفوں سے بحث مباحثہ کرو یا اس کے ذریعے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلو تو جو شخص ایسا کرے گا وہ جہنم میں جائے گا''۔

بحث ومباحثہ اور ریا کاری کیلئے علم حاصل کرنے کا بیان

57- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ اَنْبَانَا وَهْبُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْاَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ وَيُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَآءَ وَيَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ جَهَنَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص علم اس لیے حاصل کرتا ہے' تاکہ اس کے ذریعے علماء کے سامنے فخر ومباہات کا اظہار کرے یا بے وقوفوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کرے' لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم نے ارشاد فرمایا۔ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

(مسند احمد بن حنبل وسنن ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: رقم الحدیث، 225)

ان لوگوں کا دائرہ کفر کے قریب کردیا گیا ہے جو قرآن کے معنی ومطالب اور مقاصد ومراد کے تعیین میں جھگڑتے رہتے ہیں اور جس کی عقل میں جو آتا ہے اس کو حق اور صحیح سمجھتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز ایسے کم فہم لوگوں کو جب ظاہری طور پر قرآن کی آیتوں میں معنی ومقصد کے لحاظ سے فرق نظر آتا ہے تو وہ ان میں سے ایک آیت کو ناقابل اعتناء و ناقابل قبول اور ناقابل استشہاد قرار دے کر دوسری آیت کو راجح قرار دے دیتے ہیں۔ گویا اس طرح وہ قرآن ہی کی ایک آیت سے دوسری آیت کو ساقط کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا شرعی نقطۂ نظر سے انتہائی جرم ہے بلکہ ایسی شکل میں جبکہ دو آیتوں میں باہم اختلاف وتضاد نظر آئے تو حتی الامکان دونوں میں تطابق اور توافق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کسی کے لئے یہ ممکن نہ ہو تو اسے یہ اعتقاد کر لینا چاہئے کہ یہ میری کم علمی اور بدفہمی کی بنا پر ہے اور حقیقی مفہوم ومراد کا علم اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سونپ دے کہ وہی بہتر جاننے والے ہیں۔ مثلاً اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ خیر اور شر سب اللہ ہی کی جانب سے ہے اور وہ اپنے اس عقیدہ کی بنیاد اس آیت پر رکھتے ہیں کہ ارشاد ربانی ہے۔ آیت (قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ،النساء:78)"یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ اور ان کی دلیل بالکل صحیح اور صاف واضح ہے۔ لیکن اہل قدر اس کی تردید کرتے ہیں اور اس کے برخلاف اپنا عقیدہ یہ قائم کئے ہوئے ہیں کہ خیر کا خالق اللہ ہے اور شر کا خالق اللہ نہیں ہے اور شر کا خالق خود انسان ہے اور اپنے عقیدہ کی بنیاد اس آیت پر رکھتے ہیں جو بظاہر پہلی آیت کے متضاد ہے یعنی ارشاد ربانی ہے۔ آیت (مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

57: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ، النساء:79) جو کچھ ازقسم نیکی تمہیں پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو کچھ ازقسم برائی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے نفس کی جانب سے ہے۔

بہر حال اس قسم کے اختلافات اور آیتوں میں تضاد پیدا کرنا منع ہے بلکہ یہ چاہئے کہ اس قسم کی آیتوں میں ایسی آیت پر عمل کیا جائے جس پر مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہو اور دوسری آیت میں ایسی تاویل کی جائے جو شرع کے مطابق ہو، جیسا کہ انہیں دونوں مذکورہ بالا آیت میں دیکھا جائے کہ پہلی آیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ خیر و شر تمام اللہ ہی کی جانب سے ہے اور ہر چیز تقدیر الٰہی کے مطابق ہی ہوتی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ اور دوسری آیت کی یہ تاویل کی جائے کہ دراصل اس آیت کا تعلق ماقبل کی آیت سے ہے کہ اس میں منافقین کی برائی اور ان کا عقیدہ بیان کیا جارہا ہے کہ ان منافقوں کو کیا ہوا ہے جو کہ اس چیز کو جو صحیح اور واضح ہے نہیں سمجھتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ نیکی و بھلائی تو اللہ کی طرف سے ہے اور برائی خود بندہ کے نفس کی جانب سے ہے۔ گویا اس طرح دونوں آیتوں میں تطبیق ہو جائے گی۔ اس طرح دیگر آیتوں میں بھی مطابقت پیدا کی جائے۔

بَابُ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ

یہ باب سوال پوچھنے والے سے علم چھپانے کے بیان میں ہے

علم چھپانے کی حرمت کا بیان

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا، اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔(البقرہ،۱۷۴)

بیشک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اللہ نے نازل فرمائی یعنی کتاب، اور خریدتے ہیں اس کو بدلہ تھوڑی قیمت تو یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں بھرتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ، اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت یہود کے سرداروں اور ان کے علماء کے بارے میں نازل ہوئی یہود کے علماء نچلے طبقہ کے لوگوں سے ہدایا اور نذرانے وصول کرتے تھے اور یہ امید رکھتے تھے کہ نبی ان میں سے مبعوث ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو غیروں میں سے پیدا فرمایا تو انہیں اپنے نذرانوں کے ضیاع اور اپنی ریاست کے چلے جانے کا خوف ہوا تو انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات کو (اپنی کتابوں میں) بدل ڈالا اور دوسری صفات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہنے لگے یہ نبی کی صفات ہیں جو آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

اور جو نبی آیا ہے اس کی یہ صفات نہیں ہیں جب نیچے طبقہ کے لوگوں نے ان تبدیل شدہ صفات کی طرف دیکھا اور ان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات کے مخالف پایا تو انہوں نے ان کی اتباع نہ کی اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتب ۔(تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

علم چھپانے والے کیلئے آگ کی وعید کا بیان

58- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عِمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَحْفَظُ عِلْمًا فَيَكْتُمُهُ اِلَّا اُتِىَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِّنَ النَّار

59- حَدَّثَنَا اَبُوالْحَسَنِ اَىِ الْقَطَّانُ وَ حَدَّثَنَا اَبُوحَاتِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عِمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی علمی چیز کو یاد کرنے کے بعد پھر اسے چھپائے تو جب اسے قیامت کے دن لایا جائے گا تو اسے آگ کی لگام ڈالی گئی ہوگی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

علم کو بیان کردینے کے حکم کا بیان

60-حَدَّثَنَا اَبُومَرْوَانَ الْعُثْمَانِىُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اٰيَتَانِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا حَدَّثْتُ عَنْهُ يَعْنِىْ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اَبَدًا لَّوْلَا قَوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر اللہ کی کتاب میں دوآیات موجود نہ ہوتیں تو میں کبھی بھی ان کے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہ ہوتا ''بے شک وہ لوگ جو اس چیز کو چھپاتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ نے کتاب میں سے نازل کی ہے۔'' یہ اگلی دو آیات تک ہے۔

شرح

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا • اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ • وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔(البقرہ، ۱۷۴)

(۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ • فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۔(البقرہ ۔۱۷۵)

61- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ اَبِى السَّرِىِّ الْعَسْقَلَانِىُّ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّرِىِّ

58: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3658 اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2649

60: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1 ' 18 'ورقم الحدیث: 2350 'ورقم الحدیث: 7354 'اخرجہ مسلم فی الصحیح" رقم الحدیث: 6347 'ورقم الحدیث: 6348

61: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَمَنْ كَتَمَ حَدِيْثًا فَقَدْ كَتَمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جب اس امت کے آخری زمانے کے لوگ پہلے والوں پر لعنت کرنا شروع کریں گے اس وقت جو شخص کوئی ایک بات چھپائے گا' تو وہ اس چیز کو چھپائے گا' جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے''۔

62- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس شخص سے کسی علمی بات کے بارے میں دریافت کیا جائے اور وہ اسے چھپا دے' تو قیامت کے دن اسے آگ سے بنی ہوئی لگام ڈالی جائے گی''۔

شرح

علم رسانی کے سلسلے میں صرف جذبہ کافی نہیں بلکہ اس کے لیے چند مزید بنیادی باتیں ضروری ہیں۔ اُستاد کے لیے ضروری ہے کہ اسے جو سبق اور جو مضمون پڑھانا ہو، اس پر اسے کامل عبور حاصل ہو، اس کے بارے میں طالبِ علم کے ذہن میں جو بھی اشکال یا سوال آ سکتا ہو، اس کا حل اس کے پاس موجود ہو۔ یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب معلّم نے متعلقہ مضمون کا بھرپور مطالعہ اور تیاری کی ہو۔ طالبِ علم استاد کے پاس امانت ہیں، لہٰذا مضمون کی بھرپور تیاری نہ کرنا امانت میں خیانت ہے۔ بخوبی مطالعہ کے بعد اُستاد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسے اظہار مافی الضمیر اور مناسب اندازِ تعبیر پر قدرت حاصل ہو، یعنی جس مضمون کا اس نے مطالعہ کیا ہے، اُسے خوبصورت اسلوب اور دل نشین انداز میں طلبہ کے سامنے بیان کر سکے۔ اظہار مافی الضمیر کی صلاحیت سے مراد خطیبانہ انداز قطعاً نہیں ہے جو وعظ کی محفلوں، جلسوں اور جمعہ کے خطبوں میں اختیار کیا جاتا ہے، نہ اس سے ادیبانہ اُسلوب مراد ہے جس میں مترادفات، تکرار اور تشبیہات کی بھرمار ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ عام فہم اُسلوب ہے جو علمی مضامین کی تفہیم میں بروئے کار آتا ہے۔ اسی طرح عمدہ تدریس کے لیے نظم و ترتیب بھی بہت ضروری ہے۔ مطلب یہ کہ آپ اپنا حاصل مطالعہ کیسے مرتب اور متوازن انداز میں پیش کریں جس سے سامع اور شاگرد کو فائدہ پہنچے۔ علاوہ ازیں شاگردوں کے معیار اور ذہنی سطح کی رعایت بھی بہت ضروری ہے۔

اُستاذ کو چاہیے کہ سبق پڑھاتے وقت ایسی تقریر نہ کرے جو طالبِ علم کے فہم اور استعداد سے بالاتر ہو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

61: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُرِيدُونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُولُهُ؟

"لوگوں سے ان کی سمجھ اور استعداد کے مطابق حدیثیں بیان کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کر دی جائے؟(صحیح بخاری تعلیقا:127)

طالب علم کی حوصلہ افزائی فرمایئے: اُستاد کو چاہیے کہ اچھی تعلیمی کارگزاری اور درست جوابات دینے پر اپنے شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کی ہمت بڑھائے۔

ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے پوچھا: کیا تجھے معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟ اُبی بن کعب نے جواب دیا: آیت الکرسی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اُن کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ، أَبَا الْمُنْذِرِ صحیح مسلم:810

"ابومنذر! تجھے علم مبارک ہو۔" اُستاد کو طالب علم کے حق میں دعا کرنی چاہیے: اُستاد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے حق میں خیر و برکت اور توفیق و دانائی کی دعا کرتا رہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا گئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لا کر رکھ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو دریافت فرمایا: پانی کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتایا گیا تو آپ نے دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ صحیح بخاری:143

"اے اللہ اسے دین کی گہری سمجھ دے۔ اللہ! اسے کتاب (قرآن) کا علم عطا کر دے۔"

طالب علم جواب نہ دے سکے تو استاد کو بتا دینا چاہیے: جب اُستاد کلاس روم میں شاگردوں سے سوالات پوچھے اور طالب علم درست جوابات دیں تو ان کی حوصلہ افزائی کرے اور شاباش دے۔ اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو پھر اُستاد خود صحیح جواب بتا دے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے، وہ درخت کونسا ہے؟ اس سوال پر لوگ جنگل کے مختلف درختوں (کی بحث) میں پڑ گئے، جب کوئی جواب بن نہ پڑا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہی ہمیں بتا دیں۔ آپ نے فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے۔" صحیح بخاری: 62131,

63- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ حِبَّانَ بْنِ وَاقِدٍ الثَّقَفِيُّ اَبُوْاِسْحٰقَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَابٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَتَمَ عِلْمًا مِمَّا يَنْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ فِىْ اَمْرِ النَّاسِ اَمْرِ الدِّيْنِ اَلْجَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص کوئی ایسی علمی بات

63: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

چھپائے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں کے معاملے میں انہیں دینی اعتبار سے کوئی نفع دے سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو آگ سے بنی ہوئی لگام ڈالے گا''۔

عالم کو چاہیے جو مسئلہ جانتا ہے وہ بتائے

64- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا اَبُوْاِبْرٰهِيْمَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الْكَرَابِيْسِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جس شخص سے کسی علمی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جسے وہ جانتا ہو پھر وہ اسے چھپا لے' تو قیامت کے دن اسے آگ سے بنی ہوئی لگام ڈالی جائے گی''۔

شرح

ان حدیثوں پر ایک نظر ڈال کر ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ دین کی باتوں کو آشکارا کرنا، لوگوں کی جہالت دور کرنا، مخالف اسلام حرکتوں کے خلاف خطرات سے بے پرواہ ہو کر آواز اٹھاتے رہنا اور جو کچھ حق ہے بے خوف لومۃ لائم لوگوں کو بتاتے رہنا، صرف ایک نفلی نیکی نہیں ہے بلکہ ہر شخص پر اس کی استعداد اور صلاحیت کے لحاظ سے یہ واجب ہے۔ اگر کوئی شخص علم اور صلاحیت رکھتے ہوئے برائیوں کی اصلاح کی کوشش نہیں کرے گا تو وہ جرم اور اس کی سزا دونوں میں اصلی مجرمین کا شریک ٹھہرے گا۔ اس سے مستثنیٰ صرف وہ شخص ہوگا جو ہاتھ اور زبان سے اصلاح کی سرے سے طاقت ہی نہ رکھتا ہو، ایسے اشخاص کے اسلام کا کم سے کم مطالبہ یہ ہے کہ وہ برائی کو برائی سمجھتے رہیں اور اپنے آپ کو اس سے دور رکھیں۔

☆☆☆☆☆

64: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ ثَوَابِ الْقُرْاٰنِ

یہ باب قرآن پڑھنے کے ثواب میں ہے

قیامت کے دن قرآن کا عرش کے نیچے ہونے کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن عرش کے نیچے تین چیزیں ہوں گی ایک تو قرآن جو بندوں سے جھگڑے گا اور قرآن کے لئے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ عرش کے نیچے دوسری چیز امانت ہوگی تیسری چیز جو پکارے گی، خبردار! جس شخص نے مجھے بلایا (یعنی میرے حق کی رعایت کی بایں طور کہ میرے احکام کی فرمانبرداری کا جو حق اس پر ہے اس کو ادا کیا) تو اللہ تعالیٰ اسے بھی (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائے گا اور جس شخص نے مجھے توڑا (یعنی میرے حق کو ادا نہیں کیا) تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کو توڑے گا (یعنی اس پر رحمت خاص متوجہ نہ ہوگی)۔ (شرح السنہ، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 644)

عرش کے نیچے تین چیزیں ہوں گی سے دراصل اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ قیامت کے روز ان تین چیزوں کو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کمال قرب واعتبار حاصل ہوگا اور حق سبحانہ وتعالیٰ ان کے حق کو اور ان کے ثواب کو جو ان کے اختیار کرنے والوں کو ملے گا ضائع نہیں کرے گا۔ بندوں سے جھگڑے گا کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی دنیاوی زندگی میں قرآن کی تعظیم نہ کی ہوگی اور اس پر عمل نہ کیا ہوگا قیامت کے روز قرآن کریم ان سے جھگڑے گا یعنی ان کو سزا دلوائے گا اور جن لوگوں نے اپنی دنیاوی زندگی میں قرآن کریم کی تعظیم بھی کی ہوگی اور اس پر عمل بھی کیا ہوگا تو قرآن ان کی طرف سے جھگڑے گا یعنی بارگاہ رب العزت میں ان کی طرف سے وکالت اور اس کی شفاعت کرے گا۔

قرآن کے لئے ظاہر بھی ہے کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کریم میں احکام وغیرہ بیان کئے گئے ہیں ان کے معنی بالکل ظاہر اور واضح ہیں جن کو اکثر لوگ سمجھتے ہیں ان میں کسی غور وفکر اور تامل کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح باطن کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے کچھ معنی ایسے ہیں جنہیں سمجھنے کے لئے غور وفکر اور تفسیر وتامل کی ضرورت ہوتی ہے یا یوں کہئے کہ ان معنی کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا بلکہ خواص اور علماء ہی سمجھتے ہیں اس ارشاد گرامی سے گویا اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن پر عمل نہیں کرتے ان سے قیامت کے روز قرآن کے بارہ میں ہر شخص کی سمجھ اور اس کے علم کے بقدر ہی مواخذہ ہوگا امانت سے حقوق اللہ اور حقوق العباد مراد ہیں کہ جن کی ادائیگی لازم ہے۔

ماہر قرآن کی فضیلت کا بیان

1- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ

اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِىْ يَقْرَؤُهٗ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ اثْنَانِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قرآن کا ماہر معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص قرآن پڑھتے ہوئے اس میں اٹکتا ہو (اور پڑھنا) اس کے لیے مشکل کا باعث ہوتا ہو' تو اسے دوگنا اجر دیا جائے گا۔

شرح

ماہر قرآن وہ شخص ہے جس کو قرآن خوب یاد ہو، اٹکے بغیر پوری روانی سے پڑھتا ہو اور اس کے لئے قرآن پڑھنا کوئی مشکل اور دشوار امر نہ ہو۔ اسی طرح فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو لوح محفوظ سے اللہ تعالیٰ کی کتابیں نقل کرتے ہیں یا وہ فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں جو بندوں کے اعمال لکھنے پر مامور ہیں۔ اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ ماہر قرآن ان عظیم فرشتوں کے ساتھ ہے بایں طور کہ وہ دنیا میں ان ہی جیسا عمل کرتا ہے اور آخرت میں اسے جو منازل اور درجات عالیہ حاصل ہوں گے ان میں وہ فرشتوں کا رفیق ہوگا۔ جس شخص کو قرآن اچھی طرح یاد نہ ہو اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہو تو اسے دو ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔

ایک ثواب تو پڑھنے کا اور دوسرا ثواب اس مشقت کا جو اسے قرآن پڑھنے میں ہوتی ہے اس طرح گویا قرآن شریف پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو شخص قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے وہ ماہر قرآن سے زیادہ ثواب پاتا ہے! کیونکہ ماہر قرآن کو تو بہت زیادہ ثواب ملتا ہے بایں طور کہ ملائکہ مذکورین کی رفاقت جیسی عظیم سعادت کی بشارت دی گئی ہے بہر حال حاصل یہ کہ افضل تو ماہر قرآن ہے لیکن اٹک اٹک کر پڑھنے والے کے لئے بھی باعتبار مشقت ایک طرح کی فضیلت اور ثواب ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور (بہشت کے درجوں پر) چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا پس تیری منزل اس آخری آیت پر ہوگی جسے تو پڑھے گا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 645)

صاحب قرآن سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت بھی کرتا رہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہو، وہ شخص مراد نہیں ہے جو تلاوت تو کرتا ہے مگر اس پر عمل نہ کرے بلکہ پہلے بتایا بھی جا چکا ہے کہ ایسا شخص کسی جزاء اور انعام کا مستحق تو کیا ہوگا، الٹا قرآن کی لعنت میں گرفتار ہوگا کیونکہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے، مگر اس پر عمل نہیں کرتا قرآن اس پر لعنت کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک یہ روایت پیش نظر رہنی چاہئے کہ جس شخص نے قرآن پر عمل کیا اس نے گویا ہمیشہ قرآن پڑھا اگرچہ حقیقت میں نہ پڑھا ہو اور جس شخص نے قرآن پر عمل نہیں کیا اس نے گویا قرآن پڑھا ہی نہیں۔

اگرچہ حقیقت میں پڑھا ہو، حاصل یہ کہ قرآن کی محض تلاوت ہی کافی نہیں ہے بلکہ بنیادی چیز قرآن پر عمل کرنا ہے۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا۔ یعنی قرآن کریم پڑھتا جا اور پڑھی ہوئی آیتوں کے بقدر جنت کے درجات پر چڑھتا جا جتنی آیتیں تو پڑھے گا اتنے ہی

1: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 4937 'اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1859 'ورقم الحدیث: 1860 'اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1454 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2904

درجات تک تیری رسائی ہوگی، ایک روایت میں منقول ہے کہ قرآن کریم کی جتنی آیتیں ہیں جنت کے اتنے ہی درجات ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص پورا قرآن پڑھے گا تو وہ جنت کے سب سے اونچے درجات میں سے اس درجہ پر پہنچے گا جس کا وہ اہل اور جو اس کے لائق ہوگا۔

یہ بات پہلے ہی بتائی جا چکی ہے کہ آداب تلاوت قرآن کریم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ یعنی ٹھہر ٹھہر کر اور لب ولہجہ کے پورے سکون ووقار کے ساتھ پڑھا جائے۔ چنانچہ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو حافظ قرآن کریم ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کا جنت میں بڑا مرتبہ ہوگا۔ قرآن کریم کی آیتوں کی تعداد کوفیوں کے اصول کے اعتبار سے جن کا فن قرات اور اصول ہمارے اطراف میں مروج ہے چھ ہزار دو سو چھتیس ہے اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں مزید تفصیل و وضاحت کے لئے تجوید وقرات کی کتابوں سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

2- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اقْرَاْ وَاصْعَدْ فَيَقْرَاُ وَيَصْعَدُ بِكُلِّ اٰيَةٍ دَرَجَةً حَتّٰى يَقْرَاَ اٰخِرَ شَيْءٍ مَّعَهٗ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قرآن کے حافظ سے کہا جائیگا جب وہ جنت میں داخل ہوگا تم قرأت کرو اور جنت (کے درجوں) پر چڑھنا شروع کرو۔ وہ قرأت کرے گا اور ہر آیت کے ساتھ ایک درجے پر چڑھے گا۔ یہاں تک کہ وہاں تک تلاوت کرے گا جو اسے سب سے آخری آیات یاد ہوگی۔

3- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الْقُرْاٰنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ فَيَقُوْلُ اَنَا الَّذِىْ اَسْهَرْتُ لَيْلَكَ وَاَظْمَاْتُ نَهَارَكَ

◆◆ حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن قرآن ایک برے حال والے شخص کی شکل میں آئے گا اور یہ کہے گا میں نے ہی تمہیں رات کے وقت جگائے رکھا اور دن کے وقت تمہیں پیاسا رکھا۔

4- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَّجِدَ فِيْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ اٰيَاتٍ يَقْرَؤُهُنَّ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلَاتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ سِمَانٍ عِظَامٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر جائے تو وہاں تین موٹی تازی اونٹنیاں پائے۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تین آیات جنہیں کوئی شخص اپنی نماز میں تلاوت کرے یہ اس کے لیے تین موٹی تازی اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہے۔

2: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔ 3: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

4: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1869

شرح

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ہم صفہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ کے اور بغیر انقطاع صلہ رحمی کے لائے؟

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم سب پسند کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پھر سن لو کہ تم میں سے جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ کی دو آیتیں کسی کو سکھاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیتیں اس کے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ حاصل یہ کہ آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے (یعنی پانچ آیتیں پانچ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چھ آیتیں چھ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اسی طرح آگے تک قیاس کیا جائے۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 622)

صفہ وہ سایہ دار چبوترہ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے بنا ہوا تھا اور وہ مہاجرین صحابہ جن کے نہ گھر بار تھا اور نہ بیوی بچے اور عبادت و زہد کے انتہائی بلند مقام پر تھے وہ اسی چبوترہ پر رہا کرتے اور ہمہ وقت ابر گاہ نبوت سے اکتساب فیض کرتے رہتے تھے گویا وہ اسلام کی سب سے پہلی اقامتی اور تربیتی درگاہ تھی جس کے معلم اول خود سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور طلباء کی جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مشتمل تھی۔

بطحان مدینہ کے قریب ایک نالہ تھا اسی طرح عقیق بھی ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ کے مضافات میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ہے ان دونوں جگہوں پر اس زمانہ میں بازار لگا کرتے تھے جس میں اونٹوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اہل عرب کے ہاں اونٹ ایک متاع گرانمایہ کے درجہ کی چیز تھی خصوصاً بڑے کوہان کے اونٹ کی قدر و قیمت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے بلیغ اسلوب میں صحابہ سے مذکورہ سوال کر کے اس چیز کی طرف رغبت دلائی جو باقی رہنے والی ہے اور اس چیز سے نفرت دلائی جو دنیاوی اعتبار سے کتنی ہی قدر و قیمت کی کیوں نہ ہو لیکن مآل کار فانی اور ختم ہو جانے والی ہے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آپ نے اونٹ کا ذکر ان کو سمجھانے کے لئے صرف بطریق تمثیل فرمایا ورنہ تو دنیا کی تمام چیزیں بھی ایک آیت کے مقابلہ پر کوئی حقیقت اور قدر و قیمت نہیں رکھتیں۔

5- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقُرْاٰنِ مَثَلُ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ تَعَاهَدَهَا صَاحِبُهَا بِعُقُلِهَا اَمْسَكَهَا عَلَيْهِ وَاِنْ اَطْلَقَ عُقُلَهَا ذَهَبَتْ

◈ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر آدمی اس کا خیال رکھے گا اور اسے باندھ کر رکھے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اس کو چھوڑ دے گا تو وہ چلا جائے گا۔

5: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1837

شرح

اگر اونٹ کا نگہبان و مالک اپنے اونٹ کی طرف سے غفلت برتے تو اونٹ رسی سے نکل بھاگتا ہے اسی طرح اگر قرآن کریم برابر نہ پڑھا جاتا رہا تو وہ اونٹ سے بھی جلدی سینہ سے نکل جاتا ہے یعنی جلدی بھول جاتا ہے۔

6- حَدَّثَنَا اَبُوْمَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ شَطْرَیْنِ فَنِصْفُهَا لِیْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤُا یَقُوْلُ الْعَبْدُ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَیَقُوْلُ (الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) فَیَقُوْلُ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ یَقُوْلُ (مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ) فَیَقُوْلُ اللّٰهُ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ فَهٰذَا لِیْ وَهٰذِهِ الْاٰیَةُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ یَقُوْلُ الْعَبْدُ (اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ) یَعْنِیْ فَهٰذِهٖ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ وَاٰخِرُ السُّوْرَةِ لِعَبْدِیْ یَقُوْلُ الْعَبْدُ (اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ) فَهٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف حصہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے ملے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ پڑھو' بندہ پڑھتا ہے۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری حمد بیان کی میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے ملے گا۔ پھر بندہ کہتا ہے رحمان اور رحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی تو میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے ملے گا۔ پھر بندہ کہتا ہے جزا کے دن کا مالک۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی تو (سورۃ فاتحہ کا یہ حصہ) میرے لیے اور (اگلی) آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف' نصف ہے۔ بندہ کہتا ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں یعنی یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے ملے گا اور سورۃ کا آخری حصہ میرے بندے کے لیے ہے۔ میرا بندہ یہ کہتا ہے تو ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھ۔ وہ سیدھا راستہ جو ان لوگوں کا ہے جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا جن پر غضب کیا گیا اور جو گمراہ ہوئے تو یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے ملے گا۔

7- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ

6: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

7: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4474' ورقم الحدیث: 4647' ورقم الحدیث: 4703' ورقم الحدیث: 5006' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1458' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 912

عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَخْرُجَ فَاَذْكَرْتُهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَهِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ

◆◆ حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں مسجد میں باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم نہ دوں۔ راوی بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد کروایا تو آپ نے فرمایا: الحمدللہ رب العلمین یہی سبع مثانی ہے اور وہ قرآن عظیم جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

شرح

صحاح ستہ میں یہ روایت آتی ہے کہ جب کسی شخص کو بچھو یا سانپ کاٹ لیتا تھا یا کوئی مرگی میں مبتلا ہوتا تھا یا کوئی دیوانہ ہو جاتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سورت فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عمل کو پسند فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 699)

دارقطنی اور ابن عساکر حضرت زید بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورت فاتحہ پڑھ کر ان پر دم کیا اور یہ سورت پڑھنے کے بعد اپنے دہن مبارک کا لعاب ان کے جسم کے اس حصہ پر ملا جہاں درد تھا۔

بزار نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنا پہلو اپنے بچھونے پر رکھا (یعنی سونے کے لئے اپنے بستر پر گیا) اور پھر اس نے سورت فاتحہ اور قل ہواللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا تو وہ ہر آفت وبلاء سے محفوظ ہو گیا الا یہ کہ اس کی موت کا وقت آ پہنچا ہو یعنی موت سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔

عبدحمید نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بطریق مرفوع یہ روایت نقل کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب (سورت فاتحہ) باعتبار ثواب کے دوتہائی قرآن کے برابر ہے، ابوشیخ طبرانی، ابن مردویہ، دیلمی اور ضیاء مقدسی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے گنج العرش (عرش کے خزانہ) سے چار چیزیں عطا کی گئی ہیں اس خزانہ سے ان چار چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز دوسرے کو نہیں دی گئی ہے اور وہ چار چیزیں ہیں۔ (۱) ام الکتاب (سورت فاتحہ) (۲) آیۃ الکرسی (۳) سورت بقرہ کی آخری آیتیں (۴) سورت کوثر۔

ابونعیم اور دیلمی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورت فاتحہ اس چیز سے کفایت کرتی ہے کہ قرآن کی اور کوئی سورت وآیت کفایت نہیں کرتی اور اگر سورت فاتحہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور باقی تمام قرآن کو دوسرے پلڑے میں رکھیں تو یقیناً سورت فاتحہ سات قرآن کے برابر ہو۔ حضرت ابوعبید فضائل قرآن میں حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سورت فاتحہ پڑھی اس نے گویا توریت وانجیل زبور اور قرآن کو پڑھا۔ تفسیر وکیع، کتاب، المصاحف ابن ابناری، کتاب، العظمہ، ابوالشیخ اور حلیۃ الاولیاء ابونعیم میں منقول ہے کہ ابلیس ملعون کو نوحہ وآہ وزاری کرنے اور اپنے سر پر خاک ڈالنے کا چار مرتبہ اتفاق ہوا ہے اول تو اس وقت جب کہ اس

کوملعون قرار دیا گیا دوسرے اس وقت جب کہ اسے آسمان وزمین پر ڈالا گیا تیسرے اس وقت جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلعت نبوت سے نوازا گیا اور چوتھے اس وقت جب کہ سورت فاتحہ نازل ہوئی۔

ابوشیخ نے کتاب الثواب میں لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ وہ سورت فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد اپنی حاجت کے لئے دعا کرے (انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی) ثعلبی حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے درد گردہ کی شکایت کی انہوں نے اس شخص سے کہا کہ تمہیں چاہئے کہ اساس القرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کرو (انشاء اللہ شفا ہوگی) اس شخص نے پوچھا کہ اساس القرآن کیا ہے؟ شعبی نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب یعنی سورت فاتحہ۔ مشائخ کے مجرب اعمال میں یہ مذکور ہے کہ سورت فاتحہ اسم اعظم ہے اس سورت کو ہر مطلب وحاجت کے لئے پڑھنا چاہئے اس سلسلے میں اس سورت کو پڑھنے کے دو طریقے منقول ہیں اول یہ کہ اس سورت کو فجر کی سنت وفرض نماز کے درمیان چالیس دن تک اکتالیس مرتبہ اس طرح پڑھا جائے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملایا جائے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ رب العالمین الآیۃ۔ اس سورت کو مقرر بالا دن تک مذکورہ بالا طریقہ سے پڑھنے کے بعد مطلوب انشاء اللہ حاصل ہوگا اگر کسی مریض یا سحر زدہ کی شفا منظور ہو تو مذکورہ بالا طریقہ سے یہ سورت پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس مریض یا سحر زدہ کو پلایا جائے انشاء اللہ شفا حاصل ہوگی۔ دوم یہ کہ نوچندی اتوار کو فجر کی سنت وفرض نماز کے درمیان میم کو لام کے ساتھ ملانے کی قید کے بغیر ستر مرتبہ یہ سورت پڑھے بعد ازاں ہر روز اسی وقت پڑھے مگر اس طرح کہ ہر روز مذکورہ تعداد میں سے دس مرتبہ کم کر دے یعنی نوچندی اتوار کو ستر مرتبہ، دوسرے روز ساٹھ مرتبہ تیسرے روز پچاس مرتبہ، اس طرح دس دس بار کم کرتا جائے تا آنکہ ہفتہ کے روز ختم ہو جائے اگر پہلے مہینہ میں مطلب حاصل ہو جائے تو فبہا ورنہ دوسرے اور تیسرے مہینہ میں اسی طرح پڑھے۔ امراض مزمنہ پرانے امراض کی شفاء کے لئے اس سورت کو چینی کے پیالے یا پلیٹ پر گلاب، مشک اور زعفران سے لکھ کر پلانا ایک مجرب عمل ہے اسی طرح دانتوں کے درد، شکم اور دوسرے دردوں میں سات مرتبہ سورت فاتحہ پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب ہے۔

8- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ سُوْرَةً فِى الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ بے شک قرآن میں ایک سورت ہے، جس میں تیس آیات ہیں وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس شخص کی مغفرت ہو جائے گی وہ سورت ملک ہے۔

سورہ ملک اور سورہ یٰسین کے فضائل کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے عشاء کے بعد چار رکعتیں پڑھیں اس طرح کہ پہلے دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور اس کے بعد دو رکعتوں میں تبارک الذی اور الم تنزیل السجدہ تو اس کے لئے چار

8: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1400 اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2891

رکعتوں کا ثواب ایسی چار رکعتوں کے ثواب کے برابر لکھا جاتا ہے جو لیلۃ القدر میں پڑھی جائیں اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے مغرب وعشاء کے درمیان سورت تبارک الذی اور الم تنزیل السجدہ پڑھی تو گویا اس نے لیلۃ القدر میں شب بیداری کی۔ ایک اور روایت میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس شخص نے رات میں الم تنزیل السجدہ اور تبارک الذی پڑھی اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کی ستر برائیاں دور کی جاتی ہیں اور اس کے ستر درجات بلند کئے جاتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رات میں الم تنزیل السجدہ اور تبارک الذی پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے لیلۃ القدر کے ثواب کی مانند ثواب لکھتا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 702)

ابن خریس، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تورات میں سورت یٰس کا نام معمہ رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا وآخرت کی تمام نیکیوں اور بھلائیوں پر مشتمل ہے اپنے پڑھنے والے سے دنیا وآخرت کی مصیبت دفع کرتی ہے اور اس سے آخرت کی ہولناکی دور کرے گی۔ اور اس کا نام رافعہ یا (دافعہ)، خافضہ یا (قاضیہ) بھی رکھا گیا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت مومنین کو بلند مرتبہ بناتی ہے اور کافروں کو پست کرتی ہے نیز اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی دفع کرتی ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کرتی ہے جو شخص اسے پڑھتا ہے تو وہ اس کے حق میں بیس حج کے برابر ہوتی ہے جو شخص اسے سنتا ہے تو وہ اس کے حق میں ایسے دینار کے برابر ہوتی ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) خرچ کرے، اور جو شخص اسے لکھ کر پیتا ہے تو وہ اس کے پیٹ میں ہزار دائیں، ہزار نور، ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں داخل کرتی ہے اور اس میں سے ہر کینہ اور ہر دکھ درد نکال باہر کرتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں کہ سورت یٰس میری امت کے ہر فرد بشر کے دل میں ہو (یعنی ہر شخص کو یاد ہو) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر رات میں سورت یٰس پڑھنے پر مداومت کی (یعنی وہ روزانہ رات میں اسے پڑھتا رہے) اور پھر وہ مر جائے تو اسے شہادت کی موت نصیب ہوتی ہے۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دن کے ابتدائی حصہ میں سورت یٰس پڑھی اس کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص سورت یٰس صبح کے وقت پڑھتا ہے اسے شام تک اس دن کی آسانیاں عنایت کی جاتی ہیں اور جس شخص نے شب کے ابتدائی حصہ میں اس کو پڑھا اسے صبح تک اس رات کی آسانیاں عطا کی جاتی ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں ان کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے سورت یٰس پڑھی اس کی مغفرت کی جاتی ہے جس شخص نے یہ سورت بھوک کی حالت میں پڑھی وہ سیر ہو جاتا ہے، جس شخص نے اس حالت میں پڑھی کہ وہ راستہ بھول گیا ہے تو اپنا راستہ پالیتا ہے۔ جس شخص نے اس حالت میں پڑھی کہ اس کا جانور جاتا رہا تو وہ اپنا جانور پالیتا ہے جس شخص نے کھانے کے وقت اس حالت میں پڑھی کہ اسے کھانے کی کمی کا خوف ہے تو اس کا کھانا کافی ہو جاتا ہے جس شخص نے

اسے میت یا قریب المرگ کے پاس پڑھا تو اس میت یا قریب المرگ پر آسانی ہو جاتی ہے۔

جس شخص نے اسے کسی ایسی عورت پر پڑھا جو ولادت کی شدید تکلیف میں مبتلا ہے تو اس کے لئے ولادت میں آسانی کر دی جاتی ہے اور جس شخص نے یہ سورت پڑھی اس نے گویا پورا قرآن گیارہ مرتبہ پڑھا اور یاد رکھو ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل سورت یٰس ہے۔ مقبری کہتے ہیں کہ اگر کسی قسم کا کوئی خوف ہو حکومت وقت کا کوئی ناقابل برداشت یا غلط مطالبہ ہو کسی دشمن کی طرف سے ایذاء رسانی کا اندیشہ ہو تو سورت یٰس پڑھو ان شاء اللہ اس کی برکت کی وجہ سے تم ہر قسم کے خوف و اندیشہ سے محفوظ رہو گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے جمعہ کے دن سورت یٰس اور والصافات پڑھی اور پھر اللہ سے کوئی چیز مانگی تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز سے فارغ ہونا اس بات سے پہچانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد یہ آیت (سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ، الصافات:180) آخر آیت تک پڑھتے تھے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز کے بعد یہ آیت (سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ، الصافات:180) آیت تک تین مرتبہ پڑھی تو بلاشک اس نے پورے پیمانہ کے ساتھ (یعنی بھرپور) ثواب حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ جس شخص کے لئے یہ بات خوش کن ہو کہ وہ قیامت کے روز بھرپور ثواب کا حق دار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی مجلس کے آخر میں جب کہ وہ اٹھنے کا ارادہ کرے یہ آیت یعنی سبحان ربک الخ پڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سبع طول (یعنی وہ سات بڑی سورتیں جو ابتداء قرآن میں مذکور ہیں) تورات کی جگہ دی ہیں۔ الرآت سے طواسین تک انجیل کی جگہ دی ہیں طواسین اور حامیمون کے درمیان کی سورتیں زبور کی جگہ دی ہیں اور حامیمون سے وہ مفصل (قرآن کی آخری سورتوں) کے ذریعہ مجھے امتیاز و فضیلت بخشی ہے مجھ سے پہلے کسی نبی نے ان سورتوں کو نہیں پڑھا (یعنی ان سورتوں کے مضامین صرف مجھے ہی عنایت فرمائے گئے ہیں اور کسی نبی کو اس سے سرفراز نہیں کیا گیا ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا خلاصہ ہوا کرتا ہے قرآن کا خلاصہ حامیمون ہیں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرفوع منقول ہے کہ حامیمون جنت کے باغات میں سے باغ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حامیمون سات ہیں یعنی ایسی سورتوں کی تعداد سات ہے جن کے شروع میں حم ہے اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں ان میں سے ہر حم قیامت میں دوزخ کے ہر دروازے پر کھڑی رہے گی اور ہر ایک عرض کرے گی کہ اے پروردگار! اس دروازے کے ذریعہ اس شخص کو دوزخ میں داخل نہ کر جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھ کو پڑھتا تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس طرح ہر درخت کا پھل ہوتا ہے اسی طرح قرآن کا پھل حامیمون ہیں وہ باغ ہیں ارزانی کرنے والے، سیر کرنے والے، تجارت کی جگہ، لہٰذا جس شخص کو یہ بات پسندیدہ اور محبوب ہو کہ وہ جنت کے باغات میں خوشہ چینی کرے تو اسے چاہئے کہ وہ حم پڑھے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک تبارک الذی اور حم السجدہ نہ پڑھ لیتے تھے

سوتے نہیں تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی شب میں حم الدخان اور یٰس پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں فرمایا ہے جو شخص جمعہ کی شب میں یا جمعہ کے دن حم الدخان پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے نیز ایک روایت یہ ہے جو شخص جمعہ کی رات میں سورت دخان پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ اور اس کا نکاح حور عین سے کیا جائے گا۔ اور جو شخص رات میں سورت دخان پڑھتا ہے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے الم تنزیل، یٰس اقتربت الساعۃ اور تبارک الذی پڑھی یہ سورتیں اس کے لئے نور ہوں گی اور شیطان وشرک سے پناہ بن جائیں گی نیز قیامت کے دن اس کے درجات بلند کئے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات میں اقتربت الساعۃ پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہوگا۔

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورت اذا وقعت اور رحمٰن پڑھنے والا زمین وآسمان میں رہنے والوں کے درمیان ساکن الفردوس کے نام سے پکارا جاتا ہے یعنی وہ خوش نصیب جنت الفردوس میں کہ جو سب سے اعلیٰ جنت ہے رہے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورت الواقعہ سورت الغنی ہے لہٰذا اسے پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ اسے اپنی بیویوں کو سکھلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارہ میں منقول ہے کہ وہ عورتوں سے کہا کرتی تھیں کہ تم میں سے کسی کو سورت واقعہ پڑھنے سے کوئی چیز روک نہ دے۔

منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ جب سونے کے لئے اپنے بستر پر جائے تو سورت حشر پڑھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے اور پھر تین مرتبہ سورت حشر کا آخری حصہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے جو اس شخص سے جن وانس کے شیاطین کو دور رکھتے ہیں اگر وہ یہ رات میں پڑھتا ہے تو وہ فرشتے ان شیاطین کو شام تک دور رکھتے ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے سورت حشر کی آخری آیتیں دن میں یا رات میں پڑھیں اور اس دن میں یا رات میں مر گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو پسندیدہ اور محبوب رکھتا ہوں کہ میری امت کے ہر فرد وبشر کے دل میں تبارك الذی ہو (یعنی ہر شخص کو یہ سورت یاد ہو)

حضرت عکرمہ بن سیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماعیل کے سامنے قرآن پڑھا جب میں سورت والضحیٰ پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ سورت والضحیٰ کے بعد آخر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہو اس لئے کہ جب میں نے حضرت عبداللہ بن کثیر کے سامنے قرآن کریم پڑھا اور میں سورت والضحیٰ پر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس سورت کے بعد قرآن

کریم کے آخر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہو، نیز حضرت ابن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مجھے اس بات کا حکم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا اور حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے والعادیات بھی آدھے قرآن کے برابر ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں ہزار آیتیں پڑھا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ ہنستا ہوگا عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ہزار آیتیں پڑھنے کی طاقت کون رکھتا ہے آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر الھکم التکاثر آخر سورت تک پڑھے اور پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ سورت ہزار آیتوں کے برابر ہے۔

ابوالشیخ نے عظمت میں اور ابومحمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو نور حجاب سے آدم کو حماء مسنون یعنی سڑی ہوئی کیچڑ سے ابلیس کو شعلہ آگ سے آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کے جھاگ سے پیدا کیا لہٰذا اب آپ اپنے رب کے بارہ میں بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کس چیز سے پیدا ہوا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا، تاکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس یہ سورت یعنی قل ہو اللہ احد لائے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد آپ ان سے کہہ دیجئے اللہ ایک ہے نہ اس کے اصول ہیں نہ فروع اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اللہ الصمد اللہ تعالیٰ بالکل بے پرواہ اور مستغنی ہے نہ تو وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ اسے کسی چیز کی حاجت وضرورت ہے یہ ساری سورت آپ نے پڑھ کر سنادی، چنانچہ اس سورت میں نہ جنت کا ذکر ہے اور نہ دوزخ کا نہ حلال چیزوں کا ذکر ہے اور نہ حرام کا بلکہ اس سورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

لہٰذا یہ سورت خاص طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ یعنی اس سورت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات اور وحدانیت کی حقیقت بتائی ہے اس لئے جس شخص نے اس سورت کو تین مرتبہ پڑھا گویا اس نے تمام وحی یعنی پورا قرآن پڑھ لیا، جس شخص نے اس سورت کو تیس مرتبہ پڑھا ہو اس دن میں دنیا میں کوئی شخص اس کی فضیلت کے برابر نہیں ہوگا علاوہ اس شخص کے جس نے اس سے بھی زیادہ پڑھا ہو جس شخص نے اس سورت کو دو بار پڑھا ہو وہ جنت الفردوس میں رہے گا اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اسے تین مرتبہ پڑھے تو اس سے فقر ومحتاجگی دور رہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح گزاری کہ تمام رات صبح تک اس سورت کو بار بار پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قل ہو اللہ احد پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھا ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورت اخلاص کو دو سو مرتبہ پڑھا اس کے دو سو برسوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ یعنی اس کے بہت ہی زیادہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے قل ھو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھی اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر روز دو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی اس کے لئے ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے پچاس برس کے گناہ دور کئے جاتے ہیں الّا یہ کہ اس پر دین کوئی قرض ہو۔

ابن سعید، ابن خریس، ابویعلیٰ اور بیہقی دلائل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک شام میں تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! معاویہ ابن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) کا انتقال ہوگیا ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! چنانچہ حضرت جبرائیل نے اپنا بازو زمین پر مارا جس سے ان کے لئے ہر چیز پست ہو کر زمین کی سطح سے مل گئی یہاں تک کہ معاویہ کا جنازہ بلند ہو کر سامنے نظر آنے لگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ فرشتوں کی دو صفوں میں پڑھی اور ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے۔

حضرت جبرائیل نے کہا کہ قل ھو اللہ احد کے پڑھنے نے وہ اس سورت کو ہر وقت کھڑے بیٹھے آتے جاتے اور سوتے (یعنی لیٹے لیٹے) پڑھا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے منقول ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں تھے ایک دن آفتاب طلوع ہوا تو اس میں ایسی روشنی و شعاع اور ایسا نور تھا کہ ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کی اس روشنی و نور کے بارہ میں اظہار تعجب ہی فرمارہے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل تشریف لے آئے ان سے پوچھا کہ سورج کے لئے ایسا کیا سبب پیش آیا کہ میں اس کو ایسی روشنی و نور کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ پہلے کبھی اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ آج مدینہ میں معاویہ ابن معاویہ لیثی کا انتقال ہوگیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ستر ہزار فرشتے بھیجے تاکہ وہ ان نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبرائیل! اس فضیلت و کرامت کا سبب کیا ہے حضرت جبرائیل نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قل ھو اللہ احد بہت زیادہ پڑھتے تھے کھڑے بیٹھے چلتے اور دن ورات کے دوسرے اوقات میں اس سورت کو بہت زیادہ پڑھتے تھے کیونکہ یہ سورت آپ کے رب کی نسبت ہے جو شخص اس سورت کو پچاس مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اس سے پچاس ہزار برائیاں دور کرتا ہے نیز اس کے لئے پچاس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور جو شخص اس سے بھی زیادہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے پھر جبرائیل نے کہا کہ کیا میں آپ کے لئے زمین سمیٹ لوں تاکہ آپ ان کی نماز جنازہ پڑھ سکیں؟ آپ نے کہا ہاں۔ چنانچہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کو جو شخص تکمیل ایمان کی خاطر اختیار کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا اور جس بھی حور عین سے چاہے گا نکاح کرے گا۔ (۱) اپنے قاتل کو معاف کرے (۲) دین خفیہ ادا کرے (۳) ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی اختیار کرے گا تو مذکورہ بالا ثواب سعادت کا حقدار ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

جو شخص روزانہ پچاس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اسے قیامت کے دن اس کی قبر سے اس طرح بلایا جائے گا کہ "اے اللہ کے مدح کرنے والے جنت میں داخل ہو جا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب وہ کھانے سے فارغ ہو تو قل ھو اللہ احد پڑھ لے نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کے گھر والوں سے بلکہ ہمسایوں سے بھی فقر و محتاجگی دور ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دن حضرت جبرائیل بڑی اچھی صورت میں شاداں و فرحاں میرے پاس ائے اور کہنے لگے کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر ذات کے لئے سلسلہ نسب ہوتا ہے میرا نسب قل ھو اللہ احد ہے لہٰذا آپ کی امت میں سے جو شخص میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس نے کبھی قل ھو اللہ احد ہزار بار پڑھی ہوگی تو میں اسے اپنا نشان عطا کروں گا۔ اسے اپنے عرش کے قریب رکھوں گا اور ایسے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کروں گا جو مستوجب عذاب ہوں گے اور اگر میں نے اپنے اوپر یہ واجب نہ کر لیا ہوتا کہ آیت (کل نفس ذائقۃ الموت (یعنی میں نے یہ کلیہ نہ بنا دیا ہوتا کہ ہر جاندار موت کا مزہ ضرور چکھے گا) تو میں اس کی روح قبض نہ کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے دوسرے جمعہ تک برائیوں سے پناہ میں رکھتا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جس شخص نے قل ھو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھی تو اس کا یہ پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے کہ وہ فی سبیل اللہ (یعنی جہاد میں) ایک ہزار گھوڑے مع لگام و زین کے دے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دیتا ہے، نیز کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جو شخص روزانہ رات و دن میں دس بار قل ھو اللہ احد اور آیۃ الکرسی پڑھنے پر مواظبت کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو وہ عطا فرماتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے اس سورت کو ہزار مرتبہ پڑھا اس نے اپنا نفس اللہ تعالیٰ سے خرید لیا یعنی وہ آگ سے محفوظ ہو گیا، اسی طرح ایک روایت میں یوں ہے کہ جو شخص اس سورت کو دو سو مرتبہ پڑھتا ہے تو اسے پانچ سو برس کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں منقول ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگا کر اس میں کلی کی پھر اسے اپنے گھر میں لے گئے اور اس پانی کو ان کے گریبان میں اور ان کے دونوں مونڈھوں کے درمیان چھڑکا نیز قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر انہیں اللہ کی پناہ میں دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے فجر کی نماز کے بعد کسی سے بات چیت کرنے سے پہلے ستر مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی تو اس دن اس کی طرف سے پچاس صدیقین کے عمل اوپر پہنچائے جاتے ہیں۔

سورہ بقرہ وآل عمران کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا اور (خاص طور پر) جگمگاتی ہوئی دو سورتیں کہ وہ سورت بقرہ اور سورت آل عمران ہیں پڑھو کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح ظاہر ہوں گی گویا کہ وہ ابر کی دو ٹکڑیاں ہیں یا دو سایہ کرنے والی چیزیں ہیں یا پرندوں کی صف باندھے ہوئے دو ٹکڑیاں ہیں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف جھگڑیں گے اور سورت بقرہ پڑھو کیونکہ اس کے پڑھنے پر مداومت اس کے مفہوم ومعانی میں غور وفکر اور اس کے حکم پر عمل کرنا برکت (نفع عظیم ہے اور اس کو ترک کرنا قیامت کے دن حسرت یعنی ندامت کا باعث ہوگا اور یاد رکھو کہ سورت بقرہ کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کے پڑھنے کی طاقت وہی لوگ نہیں رکھتے جو اہل باطل اور کسلمند ہوتے ہیں۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 632)

قرآن کریم پڑھا کرو، کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے مفہوم ومعانی میں غور وفکر کرنے کو نعمت اور اپنے حق میں باعث سعادت جانو اور اس کے پڑھنے پر مداومت اختیار کرو۔ سورت بقرہ اور سورت آل عمران کو جگمگاتی ہوئی سورتیں فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں سورتیں نور وہدایت اور ثواب کی زیادتی کی وجہ سے روشن ہیں گویا اللہ رب العزت کے نزدیک ان دونوں سورتوں میں اور بقیہ تمام سورتوں میں چاند اور ستاروں کی نسبت ہے کہ یہ سورتیں تو بمنزلہ چاند کے ہیں بنسبت تمام سورتوں کے وہ بمنزلہ تمام ستاروں کے ہیں۔ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے حق میں ان سورتوں کی برکات کو متشکل طور پر ظاہر ہونے کو تین صورتوں میں بیان کیا گیا ہے پہلی صورت تو یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ سورتیں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے گویا ابر کی دو ٹکڑیاں ہوں گی۔ جو میدان حشر میں کھڑے ہوئے ان پر آفتاب کی تمازت اور گرمی سے بچاؤ کے سایہ کریں گی، دوسری صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ یا وہ سایہ کرنے والی دو چیزیں ہوں گی یعنی خواہ وہ ابر کی صورت میں ہوں یا کسی اور شکل میں مفہوم اس کا بھی یہی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں پر سایہ فگن ہوں گے فرق صرف اتنا ہے کہ اس صورت میں ان سایہ دار چیزوں کا دل پہلی صورت کی بہ نسبت کم ہوگا اور وہ اپنے پڑھنے والوں کے سر سے بالکل قریب ہوں گی جیسا کہ امراء وسلاطین کے سروں پر چھتری وغیرہ کا سایہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس صورت میں ان کے سروں پر سایہ بھی ہوگا اور روشنی بھی ہوگی۔

تیسری صورت یہ بتائی گئی ہے کہ یا وہ پرندوں کی صف باندھے ہوئے دو ٹکڑیاں ہوگی جن کا سایہ بھی ہوگا اور جو اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے اس بات کی وکالت وسفارش کریں گی کہ انہیں آخرت کی تمام ابدی سعادتوں سے نوازا جائے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ کان ہما غمامتان او غیایتان او فرقان من مطیر صواف میں حرف او تنویع (اظہار اقسام) کے لئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تین صورتیں بیک وقت ہوں گی جن کا تعلق اپنے پڑھنے والوں کے حال کی مناسبت سے ہوگا لہٰذا اول یعنی ابر کی صورت کا تعلق اس شخص سے ہوگا جس نے یہ سورتیں پڑھیں مگر ان کے مفہوم ومعانی کو نہ سمجھا دوم یعنی سایہ کی چیز کا تعلق اس شخص سے ہوگا جس نے ان سورتوں کو پڑھا بھی اور ان کے معنی بھی سمجھے اور دوسروں کو ان سورتوں کی تعلیم بھی دی۔

سورہ اخلاص کی فضیلت کا بیان

9-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِىْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو امیر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ بھیجا وہ شخص نماز میں اپنے رفقاء کی امامت کرتا تھا اور (اس کا معمول تھا کہ اپنی قرات) قل ہواللہ پر ختم کرتا تھا جب وہ لشکر کے لوگ واپس آئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس شخص سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ یہ اس لئے کرتا ہوں کہ اس سورت میں رحمٰن اللہ تعالیٰ کی صفت (وحدانیت) بیان کی گئی ہے اور میں اسے پسند کرتا ہوں کہ (اللہ کی صفت وحدانیت کے اظہار کے پیش نظر) اس سورت کو ہمیشہ پڑھتا رہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس شخص کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے (کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے) (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 640)

قل ہواللہ پر ختم کرتا تھا، کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر نماز کی آخری رکعت میں سورت فاتحہ کے ساتھ قل ہواللہ پڑھا کرتا تھا لیکن علامہ ابن حجر نے اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ وہ شخص ہر رکعت میں سورت فاتحہ یا سورت فاتحہ اور دوسری سورت کے بعد قل ہواللہ پڑھتا تھا، اس سلسلہ میں پہلی وضاحت ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں تمام علماء کے نزدیک نماز بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے۔

10-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ' ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا ہے کہ یا رسول اللہ! میں اس سورت یعنی قل ہواللہ کو دوست رکھتا ہوں (یعنی اسے اکثر پڑھتا رہتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ اس سورت سے تمہاری دوستی تمہیں جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی) امام بخاری نے اس روایت کو بالمعنی نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 641)

9: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2889

10: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

11- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي قَيْسٍ الْاَوْدِيِّ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُوْنَ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدٌ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ

◆◆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: احد' الواحد الصمد (یعنی سورۃ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

شرح

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیت (قل ھو اللہ احد) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (جس شخص نے رات میں یہ سورت پڑھ لی گویا اس نے تہائی قرآن پڑھ لیا) (مسلم) امام بخاری نے اس روایت کو ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 639)

قرآن کریم میں بنیادی طور پر تین قسم کے مضمون مذکور ہیں (۱) قصص۔ (۲) احکام (۳) توحید، چونکہ سورت آیت (قل ھو اللہ احد) میں باری تعالیٰ کی توحید نہایت اونچے اور بلیغ انداز میں بیان ہے یا یوں کہیے کہ پورے قرآن مجید میں توحید کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے سورت آیت (قل ھو اللہ احد) اس کا خلاصہ اور حاصل ہے اس لئے سورت قل ھو اللہ پڑھنا تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ آیت (قل ھو اللہ احد) کا ثواب تہائی قرآن کے اصل ثواب کے بقدر مضاعف کیا جاتا ہے (یعنی بڑھایا جاتا ہے) اس طرح ان دونوں اقوال میں ایک لطیف فرق پیدا ہو گیا ہے پہلے قول اور پہلی وضاحت کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص سورت قل ھو اللہ تین مرتبہ پڑھے تو یہ لازم نہیں آتا کہ اسے پورے قرآن کا ثواب ملے جب کہ دوسرے قول کے مطابق قل ھو اللہ تین مرتبہ پڑھنے سے ایک پورے قرآن کا اصل ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

بَاب فَضْلِ الذِّكْرِ

یہ باب ذکر کرنے کی فضیلت میں ہے

12- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِي زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي بَحْرِيَّةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَرْضَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ اِعْطَاءِ

11: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

12: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3377

الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ وَ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَّا عَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں سب سے بہتر عمل کے بارے میں بتاؤں جو تمہارے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ راضی کرنے والا ہو اور تمہارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا ہو اور تمہارے حق میں سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے زیادہ بہتر ہو کہ جب تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑا دیں۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! وہ کون سا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر کرنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' بندہ جو بھی عمل کرتا ہے' اس میں اللہ کے عذاب سے نجات دینے کے حوالے سے کوئی بھی عمل اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔

شرح

تقرب الی اللہ یعنی اللہ کا قرب ونزدیکی حاصل کرنے سے ذکر اللہ کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنا بھی مراد ہوسکتا ہے اور نوافل کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنا بھی مراد ہوسکتا ہے۔ ذکر اللہ کی قسمیں ذکر اللہ (اللہ کا ذکر) دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی اور افضل یہ ہے کہ دل اور زبان دونوں سے اللہ کا ذکر ہو اور اگر ان میں سے کسی ایک سے ہو تو پھر دل کا ذکر افضل ہے۔ اب ذکر بالقلب (دل سے اللہ کا ذکر) کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم تو یہ ہے اللہ کی عظمت میں، جبروت وملکوت میں اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں جو زمین وآسمان میں ہیں، غور وفکر اور استغراق اس قسم کے ذکر کو ذکر خفی کہتے ہیں۔

حدیث شریف میں منقول ہے کہ وہ ذکر خفی ستر درجہ افضل ہے جسے حفظہ (یعنی اعمال لکھنے والے فرشتے) بھی نہیں سنتے چنانچہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو حساب کتاب کے لئے جمع کرے گا تو حفظہ (اعمال لکھنے والے فرشتے) وہ تمام ریکارڈ لے کر حاضر ہوں گے جنہیں انہوں نے اپنی نوشت اور یادداشت میں محفوظ کر رکھا ہوگا وہ تمام ریکارڈ دیکھ کر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ دیکھو میرے بندوں کے اعمال میں اور کیا چیز باقی رہ گئی ہے (جو تمہارے اس ریکارڈ میں نہیں ہے) وہ عرض کریں گے! پروردگار! بندوں کے اعمال کے سلسلہ میں جو کچھ بھی ہمیں معلوم ہوا اور جو کچھ بھی ہم نے یاد رکھا ہم نے اسے اس ریکارڈ میں جمع کر دیا ہے، اس ریکارڈ میں ہم نے ایسی کوئی چیز محفوظ کرنے سے نہیں چھوڑی جس کی ہمیں خبر ہوئی ہو تب اللہ تعالیٰ بندہ کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ میرے پاس تیری ایسی نیکی محفوظ ہے جسے کوئی نہیں جانتا اور وہ ذکر خفی ہے میں تجھے اس نیکی کا اجر عطا کروں گا۔

ذکر بالقلب کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو احکام دیئے ہیں خواہ ان کا تعلق امر کرنے سے ہو یا نہی سے ان کی ادائیگی کے وقت آنے پر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے۔

ذکر بالقلب کی ان دونوں قسموں میں سے پہلی قسم افضل واعلیٰ ہے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ذکر کا اطلاق صرف زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے پر ہوتا ہے اور قول مختار کے مطابق اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ "وہ اپنے تئیں سنائے "یعنی ذکر کرنے والے کی زبان

کم سے کم اس درجہ میں جاری ہو کہ وہ خود سن لے ان فقہاء کے کہنے کے مطابق اس درجہ سے کم ذکر معتبر نہیں۔ نیز یہ فقہاء یہ کہتے ہیں کہ دل کے ذکر کی حیثیت از قسم علم وتصور قلب کے فعل کی تو ہے، لیکن اسے ذکر نہیں کہیں گے۔ ذکر اسی کو کہیں گے جس کا تعلق زبان کی ادائیگی سے ہو۔ اب نہیں کہا جا سکتا کہ اس بات سے ان فقہاء کا مقصود کیا ہے؟

اگر مطلب یہ ہے کہ لغوی طور پر فعل قلب پر ذکر کا اطلاق نہیں ہوتا تو یہ بات اس چیز کے خلاف ہے جو لغت کی کتابوں میں موجود ہے۔

چنانچہ صحاح اور قاموس میں لکھا ہے کہ ذکر نسیان کی ضد ہے اور ظاہر ہے کہ یہ خود قلب کا فعل ہے کیونکہ جس طرح نسیان بھول جانے کا تعلق قلب سے ہے اسی طرح اس کی ضد یعنی ذکر (یاد) کا تعلق بھی قلب ہی سے ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جو کچھ زبان سے ادا ہوتا ہے اسے بھی ذکر کہا جاتا ہے۔ حاصل یہ کہ لفظ ذکر فعل قلب اور فعل لسان دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ جس طرح فعل قلب کو ذکر کہتے ہیں اسی طرح فعل لسان کو بھی ذکر کہا جاتا ہے لہٰذا جیسے ذکر باللسان معتبر ہے ایسے ہی ذکر بالقلب بھی معتبر ہے بلکہ ذکر بالقلب ہی افضل ہے۔

مشائخ طریقت رحمہم اللہ بھی فرماتے ہیں کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں قلبی اور لسانی اور ذکر قلبی کا اثر لسانی کے اثر سے کہیں زیادہ قوی اور افضل ہے۔ جن فقہاء نے ذکر قلبی کا انکار کیا ہے ہوسکتا ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ شریعت نے جن مواقع پر ذکر باللسان کی تعلیم دی ہے جیسے تسبیحات قرات نماز اور نماز کے بعد کے اذکار واوراد وغیرہ تو وہاں قلبی ذکر کافی نہیں ہوتا بلکہ لسانی ذکر ہونا چاہئے ان فقہاء کی مراد یہ نہیں ہے کہ ذکر قلبی پر اخروی ثواب مرتب نہیں ہوتا۔

اہل ذکر پر سکون نازل ہونے کا بیان

13- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ يَّشْهَدَانِ بِهٖ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کچھ لوگ کسی جگہ پر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

شرح

سکینہ دل کے سکون واطمینان اور خاطر جمعی کا نام ہے جس کے باعث دنیا کی لذتوں کی خواہش اور ماسوا اللہ کی لذت وطلب دل سے نکل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں استغراق واستحضار اور اس کی طرف توجہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے سکینہ کا نازل ہونا اس آیت سے بھی ثابت ہے۔ آیت (اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. الرعد: 28)۔ آگاہ رہو! اللہ کے ذکر کے ذریعہ قلوب کو

13 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6795 ورقم الحدیث: 6796 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3378

اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی فرشتے (مسلمانوں کے) راستے پر پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں تاکہ ان سے ملیں اور ان کا ذکر سنیں چنانچہ جب وہ ان لوگوں کو پالیتے ہیں جو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف (یعنی اہل ذکر سے ملاقات اور ان کا ذکر سننے کے لئے (جلدی آجاؤ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد وہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان فرشتوں سے ان کا پروردگار ان لوگوں کے بارہ میں پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں حالانکہ پروردگار ان فرشتوں سے کہیں زیادہ ان لوگوں کے بارہ میں جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری پاکی کی تسبیح کرتے ہیں تجھے یاد کرتے ہیں تیری بڑائی بیان کرتے ہیں، تیری تعریف کرتے ہیں اور بزرگی وعظمت کے ساتھ تجھے یاد کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے جواب میں فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کہتا ہے کہ اچھا اگر وہ مجھے دیکھتے تو پھر ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھتے تو پھر وہ تیری عبادت بہت ہی کرتے، بزرگی وعظمت کے ساتھ تجھے بہت ہی یاد کرتے اور تیری تسبیح بہت ہی کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ اچھا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو جنت کے لئے ان کی حرص کہیں زیادہ ہوتی، اس کے لئے ان کی خواہش وطلب کہیں زیادہ ہوتی اور اس کی طرف ان کی رغبت کہیں زیادہ ہوتی۔ کیونکہ کسی چیز کے بارہ محض علم ہونا اس کے دیکھنے کے برابر نہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اچھا وہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں ہمارے پروردگار اللہ کی قسم! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو پھر ان کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہوتا تو وہ اس سے بہت ہی بھاگتے (یعنی ان چیزوں سے بہت ہی دور رہتے جو دوزخ میں ڈالے جانے کا سبب بنتے ہیں اور ان کے دل کہیں زیادہ ڈرنے والے ہوتے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں

بخش دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سن کر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ذکر کرنے والوں میں وہ فلاں شخص ذکر کرنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے کسی کام کے لئے آیا تھا پھر وہ وہیں ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھ گیا اس لئے تو وہ اس مغفرت کی بشارت کا مستحق نہیں اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ اہل ذکر ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کا ہمنشین بے نصیب نہیں ہوتا۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 788)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی فرشتے ایسے ہیں جو پھرنے والے اور زیادہ (یعنی اعمال لکھنے والوں وغیرہ کے علاوہ ہیں کہ ان کا مقصد صرف ذکر کے حلقوں میں حاضری ہے) چنانچہ وہ فرشتے ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں جب وہ کسی ایسی مجلس کو پا لیتے ہیں جس میں اکثر ذکر ہی ہوتا ہے تو وہ اس میں بیٹھ جاتے ہیں اس وقت وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو اپنے پروں میں گھیر لیتے ہیں تاکہ ذکر والوں اور آسمان کے درمیان فرشتے ہی فرشتے بھر جائیں جب ذکر سے فراغت کے بعد مجلس برخاست ہوتی ہے تو وہ فرشتے بھی اوپر چڑھتے ہیں اور ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں سے آئے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں خوب جانتا ہے کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین پر ہیں تیری تسبیح کرتے ہی تیرا کلمہ پڑھتے ہیں تجھے بزرگی وعظمت کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور تجھ سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں پروردگار! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تیری پناہ بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ میری پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تیری آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیتے تو پھر ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی طلب کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے یہ سن کر عرض کرتے ہیں کہ پروردگار اس میں فلاں بندہ تو بہت ہی گناہ گار ہے تو وہ وہاں سے صرف اپنے کام سے گزر رہا تھا کہ ان کے پاس بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اسے بخش دیا۔ کیونکہ وہ ذکر کرنے والے ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سبب سے اور جن کی برکت کی وجہ سے ان کا ہمنشین بے نصیب نہیں ہوتا۔ تشریح ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ایک ذرہ پر حاوی ہے وہ ایک ایک فرد کے ایک ایک لمحہ کے حالات کی واقفیت رکھتا ہے اس لئے اس بات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ذکر کرنے والے بندوں کے بارہ میں جو کچھ پوچھتا ہے وہ علم حاصل کرنے کے لئے پوچھتا ہے بلکہ وہ جاننے کے باوجود محض الزاما فرشتوں سے سوال کرتا ہے تاکہ ان پر ابن آدم کی کمال عبدیت ظاہر ہو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت یہ فرشتے ہی تو تھے جنہوں نے کہا تھا کہ پروردگار تو آدم اور ابن آدم کو کیوں پیدا کرتا ہے یہ تو دنیا میں سوائے فسق فساد کے اور کچھ کریں گے ہی نہیں۔

تیری تسبیح اور تقدیس تو بس ہم ہی کر سکتے ہیں اور وہ ہم کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو اس قسم کے سوال کر کے ان پر ابن آدم کی بزرگی کو ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ ان فرشتوں کو بتانا چاہتا ہے کہ تم نے دیکھا جس مخلوق کے بارہ میں تم غلط گمان رکھتے تھے وہی مخلوق اب کس طرح میری عبادت، میری یاد اور میرے ذکر میں مشغول رہتی ہے اور خود تم ہی اس کی شہادت دیتے ہو۔ بخاری کی روایت میں تو اس سوال (اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وغیرہ) کے ساتھ ہی فرشتوں کی طرف سے اس کا جواب (اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا وغیرہ الخ) بھی منقول ہے لیکن مسلم کی روایت میں صرف سوال ہی منقول ہے جواب ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بخاری کی روایت تو یہ جملہ صرف سوال ہی کے لئے ہے لیکن مسلم کی روایت میں یہ سوالیہ جملہ تعجب کے لئے ہے دونوں روایتوں کے آخری جملہ کے ذریعہ امت کے لوگوں کو اہل ذکر کی ہمنشینی اختیار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول رہنے والے اللہ کے نیک وصالح بندوں کی ہمنشینی وصحبت اختیار کرنا فلاح سعادت کی بات ہے۔ کسی عارف نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت یعنی اس کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغولیت اختیار کرو اگر یہ نہ کر سکو پھر ان مقدس بندوں کی صحبت و ہمنشینی اختیار کرو جو اللہ کی صحبت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ (یعنی جو ذکر و شغل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوامی حضور رکھتے ہیں۔

14- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ اِذَا هُوَ ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ

⇔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اپنے ہونٹوں کو میری وجہ سے حرکت دیتا ہے۔

اللہ کے ذکر سے زبان کے تر رہنے کا بیان

15- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَنْبِئْنِيْ مِنْهَا بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

⇔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: شرعی تعلیمات میرے لیے بہت زیادہ ہیں' آپ ان میں سے مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں مضبوطی سے اختیار کرلوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

14: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

15: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3375

شرح

حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ، کون شخص بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوش بختی ہے اس کے لئے (یعنی وہ بہتر شخص ہے) جس کی عمر دراز ہوئی اور اس کے اعمال نیک ہوئے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ جب تم دنیا سے جدا ہو تو تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

(ترمذی، احمد، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 791)

جس طرح زبان کی خشکی زبان کے رکنے کے لئے کنایہ ہے اسی طرح زبان کی تری زبان کی روانی کے لئے کنایہ ہے یا پھر یہ کہ یہاں زبان کی تری اس بات سے کنایہ ہے کہ مرتے دم تک ذکر پر مداومت ہو بایں طور کہ ذکر اللہ سے زبان خشک نہ ہونے پائی ہو کہ جان نکلے۔ حدیث میں مذکور ذکر سے ذکر جلی بھی مراد ہے اور ذکر خفی بھی۔ "زبان" کے بارہ میں دونوں احتمال ہیں۔ قلبی بھی مراد ہو سکتی ہے اور قالبی زبان بھی۔ یعنی چاہے دل کی زبان سے ذکر کرے چاہے ظاہری زبان سے لیکن دونوں ہی سے ہو تو بہت ہی خوب ہے۔

بَاب فَضْلِ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ باب لا الٰہ الا اللہ (پڑھنے) کی فضیلت میں ہے

16- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِىْ مُسْلِمٍ اَنَّهُ شَهِدَ عَلٰى اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ قَالَ صَدَقَ عَبْدِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِىْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ قَالَ صَدَقَ عَبْدِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا وَلَا شَرِيْكَ لِىْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ صَدَقَ عَبْدِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا لِىَ الْمُلْكُ وَلِىَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ صَدَقَ عَبْدِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِىْ

قَالَ اَبُوْاِسْحٰقَ ثُمَّ قَالَ الْاَغَرُّ شَيْئًا لَّمْ اَفْهَمْهُ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِىْ جَعْفَرٍ مَّا قَالَ فَقَالَ مَنْ رُّزِقَهُنَّ عِنْدَ مَوْتِهٖ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جب بندہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے۔

16: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3430

میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ جب بندہ یہ پڑھتا ہے ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور وہی ایک معبود ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں ہی معبود ہوں۔ جب بندہ یہ پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میرا کوئی شریک نہیں ہے اور جب بندہ یہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اس کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لیے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میری بادشاہی ہے اور حمد میرے لیے مخصوص ہے۔ جب بندہ یہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میری مرضی اور مدد کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

ابواسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں: پھر اغر نامی راوی نے کوئی چیز بیان کی جسے میں سمجھ نہیں سکا تو میں نے ابوجعفر سے دریافت کیا کہ انہوں نے کیا بیان کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ بتایا: جس شخص کو یہ کلمات موت کے وقت نصیب ہوجائیں اسے جہنم نہیں چھوئے گی۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پروردگار! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلادے جس کے ذریعہ میں تجھے یاد کروں اور تجھ سے دعا مانگوں پروردگار نے فرمایا موسیٰ لا الہ الا اللہ کہو! موسیٰ نے عرض کیا میرے پروردگار! تیرے تمام بندے یعنی موحدین یہ کلمہ کہتے ہیں میں تو کوئی ایسی چیز چاہتا ہوں جسے تو میرے ہی لئے مخصوص کردے۔ جس میں میرا اور کوئی شریک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ ان کے سارے مکین یعنی تمام فرشتے اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللہ یعنی اس کا ثواب دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً ان چیزوں کے پلڑے سے لا الہ الا اللہ کا پلڑا جھک جائے۔

(شرح السنہ، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 839)

اگر یہ اشکال پیدا ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو ایسا کوئی ذکر یا ایسی کوئی دعا طلب کی تھی کہ جو ان ہی کے لئے مخصوص ہو اور وہ اس کے ذریعہ دوسروں پر فائق ہوں لہٰذا سوال کے ساتھ جواب کی یہ کیا مطابقت ہوئی کہ ان سے فرمایا گ کہ لا الہ الا اللہ کہو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال کچھ اور تھا اور بارگاہ الوہیت سے جواب کچھ اور دیا گیا۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تعلیم دے کر گویا اس طرف اشارہ فرمایا کہ تم نے ایک محال چیز کی طلب کی ہے کیونکہ ایسی کوئی دعا اور ایسا کوئی ذکر نہیں ہے جو اس کلمے سے افضل ہو اور اسے سب پڑھتے ہیں بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحسب عادت بشری کوئی مخصوص دعا اور ذکر کی طلب کی کیونکہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ اسے اسی وقت بہت زیادہ خوشی اور سرور حاصل ہوتا ہے جب کہ اسے کسی چیز کے ساتھ مختص کیا جائے جو اس کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی کے پاس کوئی ایسا جوہر یا ہیرا ہو

تو جو اس کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ ہو تو اسے اس قیمتی چیز کی موجودگی سے زیادہ اس احساس سے خوشی ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز کا مالک ہے جو اس کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں پائی جاتی۔ یہی حال اسماء، دعاؤں، نادر علوم اور ہنر کا ہے کہ ان میں سے کوئی چیز جب کسی کے پاس ہوتی ہے اور وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوتی۔

تو اسے بے انتہا خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عام کے تحت اس کی قدرت کا نظام کچھ اس طرح ہے کہ جو چیز کائنات انسانی کے لئے سب سے گراں مایہ سب سے بیش بہا اور سب سے عزیز ہے وہی سب سے زیادہ پائی جاتی ہے، مثلاً زندگی، پانی اور نمک کی یہ چیزیں سب سے گراں مایہ اور عزیز نہیں ہیں۔ مگر یہی چیزیں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ بخلاف موتی، یاقوت اور زعفران وغیرہ کے کہ یہ ان چیزوں کے برابر گراں مایہ اور عزیز نہیں ہیں مگر کم ہیں اس طرح مصحف شریف یعنی قرآن کریم سب کتابوں سے افضل ہے مگر نہ صرف یہ کہ بہت پایا جاتا ہے بلکہ سستا بھی بہت ملتا ہے اس کے مقابلہ میں علم کیمیا وغیرہ کی کیا حقیقت ہے مگر اس کا وجود کتنا خال خال نظر آتا ہے یہ اور بات ہے کہ جاہل و بے وقوف لوگوں کی نظروں میں اس کے حصول کی جتنی خواہش اور اس سے جتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے اس کا عشر عشیر بھی قرآن وحدیث کے علم سے خوش نہیں ہوتے یا ایسے ہی کلمہ طیب اور کلمہ شہادت کے یہ تمام کلمات میں اشرف، تمام عبادتوں میں نفیس تر، تمام اذکار میں افضل اور تمام حسنات میں کامل تر ہیں مگر اپنے وجود کے اعتبار سے اکثر اور حصول کے اعتبار سے آسان ترین ہیں پھر بھی عوام نے ان کو ترک کر رکھا ہے اور دور دراز کے ان اذکار اور ان دعاؤں کو اپنا معمول بنا رکھا ہے جن میں سے قرآن وحدیث میں اکثر کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔

بہر کیف ان مثالوں کو بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اکثر چیزیں اپنی حقیقت کے اعتبار سے تو بہت اعلیٰ ہوتی ہیں مگر بسبب کثرت کے لوگ ان کی قدر نہیں پہچانتے اور جو چیزیں اس درجہ کی عزیز نہیں ہوتیں لوگ انہیں کو ان کی کمیابی کی وجہ سے عزیز رکھتے ہیں۔ آخر میں یہ بات سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو الہام کیا کہ وہ اس بات کی درخواست کریں اور رب العزت انہیں یہ جواب دے تاکہ اس عظیم تر کلمہ کی عظمت وفضیلت عوام وخواص کی نظروں میں ظاہر ہو اور وہ اس کو ہر وقت اور ہر حالت میں اپنا ورد بنا لیں اور اس پر مداومت کریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ خلوص قلب کے ساتھ یعنی بغیر ریا کے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کلمہ کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچتا ہے یعنی جلد قبول ہوتا ہے بشرطیکہ وہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 845)

کبیرہ گناہوں سے بچنا جلدی قبول ہونے کی شرط ہے اصل ثواب کی شرط نہیں یعنی یہ کلمہ بارگاہ حق جل مجدہ میں اس وقت جلدی قبول ہوتا ہے جب کہ یہ کلمہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچے اور اصل ثواب اسے بہرصورت ملتا ہے خواہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچے یا نہ بچے۔

17- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي

خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّهِ سُعْدَى الْمُرِّيَّةِ قَالَتْ مَرَّ عُمَرُ بِطَلْحَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ كَئِيبًا اَسَائَتْكَ اِمْرَةُ ابْنِ عَمِّكَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَّا يَقُوْلُهَا اَحَدٌ عِنْدَ مَوْتِهِ اِلَّا كَانَتْ نُوْرًا لِصَحِيفَتِهِ وَاِنَّ جَسَدَهُ وَرُوحَهُ لَيَجِدَانِ لَهَا رَوْحًا عِنْدَ الْمَوْتِ فَلَمْ اَسْاَلْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ قَالَ اَنَا اَعْلَمُهَا هِيَ الَّتِيْ اَرَادَ عَمَّهُ عَلَيْهَا وَلَوْ عَلِمَ اَنَّ شَيْئًا اَنْجٰى لَهُ مِنْهَا لَاَمَرَهُ

◆◆ یحییٰ بن طلحہ اپنی والدہ سعدی مریہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ کے چچازاد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی حکومت آپ کے لیے پریشانی کا باعث ہے تو انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں ایک ایسے کلمے کے بارے میں جانتا ہوں جسے کوئی شخص موت کے وقت پڑھ لے گا تو وہ اس کے نامہ اعمال کا نور ہوگا اور اس کا جسم اور اس کی روح مرنے کے وقت راحت محسوس کریں گے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت نہیں کرسکا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں اس بارے میں جانتا ہوں' یہ وہی کلمہ ہے' جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ آپ کے چچا اسے پڑھ لیتے اور اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نجات دینے والی اس سے بہتر کوئی اور چیز ہوتی تو آپ انہیں اس کی ہدایت کرتے۔

18- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِصَّانَ بْنِ الْكَاهِلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰى قَلْبِ مُوْقِنٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی شخص مرتے ہوئے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ یقین رکھنے والے دل کے ساتھ اس بات کی گواہی دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا۔

19- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُوْرٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ وَّلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا

17: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

18: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

19: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

⇔ سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔ یہ کسی بھی گناہ کو باقی نہیں رہنے دیتا۔

شرح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج کی سعادت نصیب ہوئی ہے اس رات میں ساتوں آسمانوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے انہوں نے مجھ سے کہا۔ محمد! اپنی امت کو میرا سلام کہئے گا اور انہیں بتا دیجئے گا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور وہ مٹی کی بجائے مشک وزعفران ہے اس کا پانی شیریں ہے اس کا میدان پٹ پڑ (یعنی ہموار اور درختوں سے خالی ہے) اور اس کے درخت ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت باعتبار اسناد کے غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 846)

اس امت مرحومہ کی شان محبوبی اور شان عظمت کے صدقے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے اسے سلام کہلایا اور اس طرح اس امت سے اپنے تعلق کا اظہار کیا اس لئے اس امت کے ایک ایک فرد کے لئے یہی لائق ہے کہ اس حدیث کے ذریعہ جب بھی حضرت ابراہیم کا سلام سنایا جائے یا پڑھا جائے تو یہ کہا جائے وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وان غراسہا سبحان اللہ (اور اس کے درخت ہیں سبحان اللہ الخ) کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو آگاہ کر دیجئے گا کہ یہ کلمات اور انہیں کی طرح دوسرے کلمات ذکر پڑھنے سے آدمی جنت میں داخل ہوتا ہے اور چونکہ جنت میں بہت سے درخت لگائے جاتے ہیں بایں طور کہ ہر کلمے کے پڑھنے سے ایک درخت لگتا ہے اس لئے ان کلمات کو جو شخص جتنا زیادہ پڑھے گا اس کی طرف سے جنت میں اتنے ہی زیادہ درخت لگائے جائیں گے۔ یہ گویا اس طرف اشارہ ہے کہ ان کلمات کو پڑھنے والا جنت کی پرسکون اور پرراحت فضا اور وہاں کے سرور آمیز اطمینان وچین کا حقدار ہوگا اور وہاں یہ کلمات درخت کی شکل میں لازوال سکون آمیز حیات کے ضامن ہوں گے۔

20- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ اَخْبَرَنِیْ سُمَیٌّ مَّوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِیْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهٗ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِیَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكُنَّ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ سَائِرَ يَوْمِهٖ اِلَى اللَّيْلِ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ اَكْثَرَ

⇔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص روزانہ سومرتبہ یہ پڑھے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہی بھی اسی کے لیے

20: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3293، ورقم الحدیث: 3403، اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6783، اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3468

مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے''۔

تو اس کے نامہ اعمال میں دس غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اس کے لیے ایک سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے ایک سو گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے اور یہ اس پورے دن رات تک کے لیے شیطان سے اس کے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اس دن اس شخص سے زیادہ بہتر عمل اور کسی کا نہیں ہوتا سوائے اس شخص کے جس نے اس کلمے کو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہو۔

21- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِیْ دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ كَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِّنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِيْلَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جو شخص صبح کی نماز کے بعد یہ کلمہ پڑھے۔''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے' بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے''۔

تو اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

بَاب فَضْلِ الْحَامِدِيْنَ

یہ باب حمد کرنے والوں کی فضیلت کے بیان میں ہے

22- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ بَشِيْرِ بْنِ الْفَاكِهِ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ ابْنَ عَمِّ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور سب سے زیادہ فضیلت والی دعا ''الحمد للہ'' ہے۔

شرح

لا الہ الا اللہ سب سے افضل اس لئے ہے کہ اسلام و ایمان کے سارے وجود کی بنیاد ہی اس پر ہے اس کے بغیر نہ ایمان صحیح ہوتا ہے اور نہ اس کے بغیر کوئی مسلمان بنتا ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ تمام اذکار میں یہ کلمہ سب سے افضل اس وجہ سے ہے کہ ذاکر کے باطن کو برے اوصاف سے کہ جو انسان کے باطن کے معبود ہوتے ہیں۔ پاک اور صاف کرنے میں اس کلمہ کو بڑی عجیب و عظیم

21: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

22: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3383

تاثیر حاصل ہے ارشاد ربانی ہے آیت (افرائیت من اتخذ الھه ھواه) کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب ذکر لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو لا الہ کے ذریعے تو تمام معبودوں کی نفی ہوتی ہے اور لا الہ کے ذریعہ صرف ایک معبود حقیقی یعنی اللہ کا اقرار ہوتا ہے اور پھر جب زبان سے یہ کلمہ ادا ہوتا ہے تو اس کی تاثیر ظاہری زبان سے دل کی گہرائیوں کی رجوع کرتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زبان سے تمام باطل معبودوں کی نفی اور ایک حقیقی معبود کا اقرار یقین واعتقاد کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو اس کے قلب و باطن کو روشن و منور کر کے تمام برے و باطنی اوصاف کو صاف کر دیتا ہے اور آخر کار یہی تاثیر اس کے ظاہری اعضاء پر غالب آ جاتی ہے کہ اس کے ظاہری اعضاء سے وہی اعمال وافعال صادر ہوتے ہیں جو اس اقرار واعتقاد کا عین تقاضہ عین منشاء ہوتے ہیں۔ الحمد للہ کو دعا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ کریم کی تعریف دعا وسوال کے زمرہ میں ہی آتی ہے اور اس کو افضل اس وجہ سے بتایا گیا ہے کہ منعم حقیقی یعنی اللہ کی حمد شکر کے معنیٰ میں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شکر نعمت و برکت میں زیادتی کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: آیت (لئن شکرتم لازیدنکم) ۔اور اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ نعمت دوں گا۔

23-حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ بَشِيرٍ مَّوْلَى الْعُمَرِيِّيْنَ قَالَ سَمِعْتُ قُدَامَةَ بْنَ اِبْرَاهِيمَ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّهُ كَانَ يَخْتَلِفُ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ غُلَامٌ وَّعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ قَالَ فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ قَالَ يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ فَعَضَّلَتْ بِالْمَلَكَيْنِ فَلَمْ يَدْرِيَا كَيْفَ يَكْتُبَانِهَا فَصَعِدَا اِلَى السَّمَآءِ وَقَالَا يَا رَبَّنَا اِنَّ عَبْدَكَ قَدْ قَالَ مَقَالَةً لَا نَدْرِي كَيْفَ نَكْتُبُهَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا قَالَ عَبْدُهُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي قَالَا يَا رَبِّ اِنَّهُ قَالَ يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا اكْتُبَاهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي حَتّٰى يَلْقَانِي فَاَجْزِيَهُ بِهَا

قدامہ بن ابراہیم بیان کرتے ہیں' وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا کرتے تھے وہ نوجوان تھے انہوں نے دو معصفر (رنگے ہوئے) کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں یہ حدیث سنائی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بتایا: اللہ تعالیٰ کے ایک بندے نے کہا:

''اے میرے پروردگار! حمد تیرے لئے ہے جیسے تیری ذات کے جلال اور جیسے تیری بادشاہی کی عظمت کے لائق ہو''۔

تو دو فرشتے اس بارے میں حیران ہوئے۔ انہیں سمجھ نہیں آئی کہ وہ ان دونوں کلمات کو کیسے لکھیں۔ وہ دونوں آسمان کی طرف گئے اور عرض کیا: اے ہمارے پروردگار! تیرے بندے نے یہ جملہ کہا ہے ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم اسے کیسے لکھیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حالانکہ وہ اس بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہے' میرے بندے نے کیا کہا تھا؟ ان دونوں نے جواب دیا: اے ہمارے پروردگار! اس نے کہا ہے:

''اے میرے پروردگار! حمد تیرے لئے ہے جیسے تیری ذات کے جلال اور جیسے تیری بادشاہت کی عظمت کے لائق ہو''۔

23: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے فرمایا: اس جملے کو تم نوٹ کر لو جیسے میرے بندے نے کہا ہے یہاں تک کہ جب وہ میری بارگاہ میں حاضر ہو گا تو میں اس کی جزا خود اسے دوں گا۔

24- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَا الَّذِي قَالَ هٰذَا قَالَ الرَّجُلُ اَنَا وَمَا اَرَدْتُ اِلَّا الْخَيْرَ فَقَالَ لَقَدْ فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَمَا نَهْنَهَهَا شَيْءٌ دُوْنَ الْعَرْشِ

◆◆ عبد جبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو ایک شخص نے یہ کلمہ پڑھا:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو بہت زیادہ ہو پاکیزہ ہو اس میں برکت ہو''۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی تو آپ نے دریافت کیا' یہ جملہ کس نے کہا ہے؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے' میرا ارادہ صرف بھلائی کا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دعا کے لئے آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور عرش سے پہلے اسے کسی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

25- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْرَقُ اَبُوْ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَّنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى مَا يُحِبُّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَاِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو پسند ہوتی تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے ہے' جس کی نعمت سے اچھائیاں مکمل ہوتی ہیں''۔

اور جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے''۔

26- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہر حال میں' اے میرے پروردگار میں اہل جہنم کے حال سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

24: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

25: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

26: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

27- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اَفْضَلَ مِمَّا اَخَذَ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کوئی نعمت عطا کرے اور وہ ''الحمد للہ'' کہے تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اچھی نعمت عطا کرتا ہے جو اس بندے کو پہلے ملی تھی۔

بَاب فَضْلِ التَّسْبِيْحِ

یہ باب ''سبحان اللہ'' پڑھنے کی فضیلت میں ہے

28- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَّعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دو کلمات جو زبان پر بہت آسان ہیں لیکن نامہ اعمال میں بہت وزنی ہوں گے اور پروردگار کو بہت محبوب ہیں۔ (وہ یہ ہیں)

''سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم''۔

29- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سِنَانٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ سَوْدَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا الَّذِیْ تَغْرِسُ قُلْتُ غِرَاسًا لِیْ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى غِرَاسٍ خَيْرٍ لَّكَ مِنْ هٰذَا قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ يُغْرَسْ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت پودے لگا رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کیا لگا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اپنے پودے لگا رہا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی اس سے زیادہ بہتر پودے لگانے کی طرف نہ کروں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ''سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر''۔ پڑھا کرو۔ ان میں سے ہر ایک کے عوض میں تمہارے لئے جنت میں درخت لگا دیا جائے گا۔

27: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

28: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6406' ورقم الحدیث: 6682' ورقم الحدیث: 7563' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6782' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3467

29: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے جد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سو مرتبہ دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو مرتبہ دن کے آخری حصہ میں سبحان اللہ کہے تو وہ از روئے ثواب اس شخص کی مانند ہے جس نے سو نفل حج کئے ہوں جو شخص سو مرتبہ دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو مرتبہ دن کے آخری حصہ میں الحمد للہ کہے تو اس شخص کی مانند ہے جس نے سو آدمیوں کو اللہ کی راہ میں سو گھوڑوں پر سوار کرایا ہو جو شخص سو مرتبہ دن کے ابتدائی حصہ میں اور سو مرتبہ دن کے آخری حصہ میں اللہ اکبر کہے تو اس دن یعنی قیامت کے دن کوئی شخص اس ثواب سے زائد ثواب لے کر نہیں آئے گا جو وہ لائے گا علاوہ اس شخص کے جس نے اس کی مانند یعنی اللہ اکبر مذکورہ تعداد میں کہا ہوگا تو یہ شخص درجہ ثواب کے اعتبار سے اس کے برابر ہوگا یا وہ شخص جس نے اس سے زائد کہا ہوگا (تو یہ اس سے بھی افضل ہوگا) امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 843)

اس شخص کی مانند ہے جس نے سو حج کئے ہوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آسان و سہل ذکر بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور کی کیفیت حاصل ہو ان عبادت شاقہ سے افضل ہے جس میں قلب حضور و اخلاص سے محروم اور غفلت میں گرفتار ہو! لیکن یہ بھی امکان ہے کہ جس طرح کسی کمتر درجہ کے عمل کی مانند قرار دیا جاتا ہے اسی طرح سبحان اللہ کی عظمت و فضیلت کو بطور مبالغہ بیان کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے کہ جو شخص صبح شام سو سو مرتبہ تسبیح پڑھتا ہے وہ نفل حج کرنے والے کی مانند ہوتا ہے۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ تسبیح سبحان اللہ پڑھنے کی چونکہ بہت زیادہ فضیلت ہے اس لئے اس کا ثواب بڑھا کر نفل حج کے اصل ثواب کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں سو گھوڑوں پر سوار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد کے لئے سو گھوڑے دے ڈالے ہوں یا عاریۃ دیئے ہوں! اس بات سے گو ذکر اللہ میں مشغول رہنے کی ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ کوئی شخص دنیا کی طرف التفات نہ کرے بلکہ وہ حضور مع اللہ کی سعادت عظمی کے حصول میں اپنی پوری کوششیں اور توجہات صرف کرے کیونکہ عبادت خواہ بدنیہ ہوں یا مالیہ یا دونوں کا مجموعہ، سب کا مقصد اور حاصل ذکر اللہ ہے اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ مطلوب بہر صورت وسیلہ سے اولیٰ ہوتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلام آزاد کئے ہوں۔ اس میں درحقیقت ان ذاکرین کے لئے تسلی اور ترغیب ہے جو محتاج اور کم استطاعت ہونے کی وجہ سے ان عبادت مالیہ سے عاجز ہوں جنہیں اہل ثروت اور مالدار ادا کرتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے مراد اہل عرب ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتی ہونے کی وجہ سے افضل و اعلیٰ ہیں حدیث کے آخری جز سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ اکبر ان تمام تسبیحات میں جو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں سب سے افضل ہے حالانکہ بہت سی صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان تسبیحات میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ ہے۔

پھر الحمد للہ پھر اللہ اکبر، پھر سبحان اللہ لہٰذا اس کی تاویل یہ کی جائے گی کہ حدیث کے آخری جز کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ اکبر ہر صبح و شام سو سو مرتبہ پڑھے گا قیامت کے دن لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کے علاوہ کوئی شخص اس ثواب سے زیادہ ثواب لے نہیں

آئے گا جو یہ شخص لائے گا۔

حضرت یسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مہاجرات میں سے ہیں فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم عورتوں سے فرمایا کہ (سبحان اللہ لا الہ الا اللہ، سبحان الملک القدوس) یا سبوح القدوس رب الملائکۃ کو پڑھنا اپنے لئے ضروری قرار دو اور ان مذکورہ تسبیحات کو، اپنی انگلیوں پر شمار کرو کیونکہ ان انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور ان کو گویائی دی جائے گی اور یاد رکھو، ذکر سے غافل مت ہونا یعنی ذکر کو ترک نہ کرنا، ورنہ رحمت سے تمہیں بھلایا جائے گا یعنی اگر ذکر کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤ گی تو اس کے بے شمار ثواب سے محروم ہوگی۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 847)

یہ تو سب جانتے ہیں کہ قیامت کے دن جسم انسانی کا ایک ایک عضو اپنے مالک کے اعمال کا گواہ اور شاہد بنے گا ارشاد ربانی ہے۔ آیت (یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون)۔ یاد کرو اس دن کو جب کہ ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان چیزوں کی گواہی دیں گے جو وہ کرتے ہیں۔ ارشاد گرامی "ان انگلیوں سے پوچھا جائے گا" میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انگلیوں سے پوچھے گا کہ بتاؤ تم نے دنیا میں کیا کیا ہے اور پھر جواب دینے کے لئے ان انگلیوں کو گویائی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ انگلیاں اپنے مالک کے ان اچھے برے اعمال کی گواہی دیں گے۔ جو ان انگلیاں کے ذریعہ سرزد ہوئے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تسبیحات کو اپنی انگلیوں پر شمار کرو تا کہ وہ کل قیامت کے دن تمہارے اس نیک عمل کی گواہی دیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اوراد و اذکار اور تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنا افضل ہے اگرچہ تسبیح پڑھنا بھی جائز ہے نیز اس میں اس بات کی ترغیب بھی ہے کہ بندہ کی عقل و شعور کا تقاضہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اعضاء جسمانی کو انہیں کاموں میں مشغول رکھے جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہوں اور اپنے ایک ایک عضو کو گناہ سے بچائے تا کہ قیامت کے دن کوئی بھی عضو گناہ کی گواہی دے کر عذاب الٰہی میں مبتلا نہ کرا دے۔

30- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ رِشْدِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَتْ مَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ صَلَّى الْغَدَاةَ اَوْ بَعْدَ مَا صَلَّى الْغَدَاةَ وَهِیَ تَذْكُرُ اللّٰهَ فَرَجَعَ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ اَوْ قَالَ انْتَصَفَ وَهِیَ كَذٰلِكَ فَقَالَ لَقَدْ قُلْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَنْكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّهِیَ اَكْثَرُ وَاَرْجَحُ اَوْ اَوْزَنُ مِمَّا قُلْتِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے لئے ان کے پاس سے گزرے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) صبح کی نماز ادا کر لینے کے بعد ان کے پاس سے گزرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی تھیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس واپس آئے تو اس وقت دن چڑھ چکا تھا (راوی کو شک ہے شاید

30: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6851' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3555' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1351

یہ الفاظ ہیں) دوپہر ہو چکی تھی اور سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اسی عالم میں تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں تمہارے پاس سے اُٹھ کر گیا تو میں نے چار کلمات تین مرتبہ پڑھے وہ تمہارے سب کچھ پڑھے ہوئے سے زیادہ وزنی ہیں۔ (وہ کلمات یہ ہیں):

''میں اللہ کی ذات کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے حساب سے' میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ اس کی ذات کی رضامندی کے حوالے سے' میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کے عرش کے وزن کے اعتبار سے اور میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کے کلمات کی سیاہی (کی تعداد) کے اعتبار سے''۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ کہنا آدھی میزان اعمال کو یعنی (میزان اعمال کے اس پلڑے کو جو نیکیوں کو تولنے کے لئے مخصوص ہوگا) بھر دیتا ہے الحمد للہ کہنا پوری میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور لا الہ الا اللہ کے لئے اللہ تک پہنچنے میں کوئی پردہ حائل نہیں، یہ سیدھا اللہ تک پہنچتا ہے امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 844)

الحمد للہ کہنا پوری میزان عمل کو بھر دیتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ صرف الحمد للہ کا ثواب ہی پوری میزان کو بھر دیتا ہے اور یہ کہ الحمد للہ، سبحان اللہ سے افضل ہے! یا پھر مراد یہ ہے کہ الحمد للہ، سبحان اللہ کے برابر ہے کہ آدھی میزان کو تو سبحان اللہ کا ثواب بھر دیتا ہے اور آدھی میزان کو الحمد للہ کا ثواب بھر دیتا ہے اس طرح دونوں مل کر پوری میزان کو بھر دیتے ہیں۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ بارگاہ کبریائی میں بہت جلد قبول ہوتا ہے اور اس کو پڑھنے والا بہت ثواب پاتا ہے اس طرح حدیث کا یہ آخری جزء وضاحت کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ سے لا الہ الا اللہ افضل ہے۔

31- حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ بَكْرُبْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عِيْسٰى الطَّحَّانِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَوْ عَنْ اَخِيْهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا تَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ التَّسْبِيْحَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّحْمِيْدَ يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ تُذَكِّرُ بِصَاحِبِهَا اَمَا يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَوْ لَا يَزَالَ لَهٗ مَنْ يُّذَكِّرُ بِهٖ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ سبحان اللہ' لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی جس عظمت کا ذکر کرتے ہو وہ کلمات عرش کے گرد چکر کھاتے رہتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح ان کی آواز ہوتی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں تو کیا تم میں سے کسی ایک شخص کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ اس کی کوئی ایسی چیز ہو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کوئی چیز ہمیشہ (پروردگار) کے پاس اس کا تذکرہ کرتی رہے؟

32- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْيَحْيٰى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُوْرٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ

31: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

32: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنِ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ اَتَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ فَاِنِّیْ قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ وَبَدُنْتُ فَقَالَ كَبِّرِی اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّاحْمَدِی اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَّسَبِّحِی اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ خَیْرٌ مِّنْ مِّائَةِ فَرَسٍ مُّلْجَمٍ مُّسْرَجٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَخَیْرٌ مِّنْ مِّائَةِ بَدَنَةٍ وَّخَیْرٌ مِّنْ مِّائَةِ رَقَبَةٍ

سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کیجئے (جو میں آسانی سے کرسکوں) کیونکہ میں عمر رسیدہ ہوچکی ہوں' کمزور ہوچکی ہوں اور بھاری بھرکم ہوچکی ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم 100 مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ 100 مرتبہ الحمد للہ پڑھو اور 100 مرتبہ سبحان اللہ پڑھو۔ یہ اللہ کی راہ میں ایک 100 گھوڑوں کو لگام ڈالنے اور ان پر زین رکھنے سے زیادہ بہتر ہے اور ایک 100 قربانیوں سے بہتر ہے اور ایک سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

33- حَدَّثَنَا اَبُوْعُمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَیْلٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ یَسَافٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اَفْضَلُ الْكَلَامِ لَا یَضُرُّكَ بِاَیِّهِنَّ بَدَاْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: چار کلمات ہیں' جو سب سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں تم ان میں سے کسی کو بھی پہلے پڑھ لو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

سبحان الله والحمد لله ' لا اله الا الله والله اکبر۔

34- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَشَّاءُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِیُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص "سبحان الله والحمد لله" 100 مرتبہ پڑھ لے اس کے تمام گناہوں کو بخش دیا جائے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

35- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ یَّحْیَی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَاِنَّهَا یَعْنِیْ یَحْطُطْنَ الْخَطَایَا كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے: تم

33: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

34: اخرجہ الترمذی فی "الجامع"' رقم الحدیث: 3466' ورقم الحدیث: 3468

35: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ ' لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کرو یہ یوں کردیں گے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑ دیتے ہیں (راوی کہتے ہیں) یعنی گناہوں کو اس طرح ختم کردیں گے۔

بَابُ الِاسْتِغْفَارِ
یہ باب استغفار کے بیان میں ہے

توبہ واستغفار کے معنی ومفہوم کا بیان

استغفار کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش چاہنا اور چونکہ استغفار کے ضمن میں جس طرح توبہ بھی آجاتی ہے اسی طرح کبھی "توبہ "استغفار کے ضمن میں نہیں بھی آتی اس لئے باب کا عنوان قائم کرتے ہوئے بطور خاص والتوبۃ کا ذکر کیا گیا ہے یا پھر والتوبہ کو الگ سے اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ استغفار تو زبان سے متعلق ہے کہ بندہ اپنی زبان کے ذریعہ اللہ سے بخشش ومغفرت مانگتا ہے جب کہ توبہ کا تعلق دل سے ہے کیونکہ کسی گناہ پر ندامت وشرمندگی اور پھر اللہ کی طرف رجوع اور آئندہ اس گناہ میں ملوث نہ ہونے کا عہد دل ہی سے ہوتا ہے۔ " توبہ "کے معنی ہیں رجوع کرنا گناہوں سے طاعت کی طرف ،غفلت سے ذکر کی طرف اور غیبت سے حضور کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی بخشش کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کے گناہوں کو دنیا میں بھی ڈھانکے بایں طور کہ کسی کو اس کے گناہ کا علم نہ ہونے دے اور آخرت میں اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے بایں طور کہ اس کو ان گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہ کرے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ "توبہ "کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ گناہ کو فراموش کردینا یعنی توبہ کرنے کے بعد گناہ کی لذت کا احساس بھی دل سے اس طرح ختم ہو جائے گویا وہ جانتا ہی نہیں کہ گناہ کیا ہوتا ہے!!۔ اور سہیل تستری سے پوچھا گیا کہ حضرت! توبہ کا کیا مفہوم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تم گناہوں کو فراموش نہ کرو یعنی گناہ کو بھول مت جاؤ تاکہ عذاب الٰہی کے خوف سے آئندہ کسی گناہ کی جرات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم آیت (توبوا الی اللہ جمیعا) ۔تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو۔ کے مطابق استغفار یعنی طلب بخشش ومغفرت اور توبہ کرنا ہر بندہ پر واجب ہے کیونکہ کوئی بندہ بحسب اپنے حال ومرتبہ کے گناہ یا بھول چوک سے خالی نہیں ہے لہٰذا ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے تمام گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔ طلب بخشش ومغفرت کرے آئندہ تمام گناہوں سے بچتا رہے اور صبح وشام توبہ واستغفار کو اپنا معمول بنالے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے خواہ وہ گناہ قصداً کئے ہوں یا خطاء وسہواً سرزد ہوئے ہوں اور گناہوں کی نحوست کی وجہ سے طاعت کی توفیق سے محروم نہ رہے نیز گناہوں پر اصرار کی ظلمت دل کو پوری طرح گھیر کر اللہ نخواستہ کفر ودوزخ تک نہ پہنچادے۔ توبہ کے صحیح اور قبول ہونے کے لئے چار باتیں ضروری ہیں اور شرط کے درجہ میں ہیں ایک تو یہ کہ محض اللہ کے عذاب کے خوف سے اور اس کے حکم کی تعظیم کے پیش نظر ہی توبہ کی جائے، درمیان میں توبہ کی کوئی اور غرض نہ ہو مثلاً لوگوں کی تعریف ومدح کا حصول اور ضعف وفقر کی وجہ، توبہ کی غرض میں داخل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ گزشتہ گناہوں پر واقعی شرمندگی وندامت ہو۔

تیسرے یہ کہ آئندہ ہر ظاہری و باطنی گناہ سے اجتناب کرے۔اور چوتھے یہ کہ پختہ عہد اور عزم بالجزم کرے کہ آئندہ ہرگز کوئی گناہ نہیں کروں گا۔توبہ کی کیفیت اور اثر آئندہ گناہ کرنے کے عزم کا صحیح ہونا یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے بلوغ کی ابتداء سے توبہ کرنے کے وقت تک پورے عرصہ کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ اس سے کیا کیا گناہ سرزد ہوئے ہیں تاکہ ان میں سے ہر ایک گناہ کا تدارک کرے چنانچہ اگر اس عرصہ میں وہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر فرائض ترک ہوئے ہوں تو ان کی قضاء کرے اور اپنے اوقات کو نفل یا فرض کفایہ عبادتوں میں مصروف رکھ کر ان فرائض کو قضا کرنے میں سستی نہ کرے۔اسی طرح اس عرصہ میں اگر ممنوع حرام چیزوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً شراب پی ہے یا اور کوئی ممنوع وقبیح فعل کیا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ان سے توبہ واستغفار کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے نام پر غرباء و مساکین میں اپنا مال خرچ کرے اور صدقہ وخیرات کرتا رہے تاکہ اس کی توبہ باب قبولیت تک پہنچے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش ومغفرت سے نوازا جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل پر یقین رکھے کہ انشاء اللہ توبہ قبول ہوگی اور مغفرت کی جائے گی۔

چنانچہ خود حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آیت (هو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفوا عن السیأت) ۔ وہ ایسا رحیم و کریم ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔یہ تو اس توبہ کی بات تھی جو ان گناہوں سے کی جائے جو محض اللہ تعالیٰ کے گناہ ہوں یعنی جن کا تعلق صرف حق اللہ سے ہو اور اگر اپنے اوپر وہ گناہ ہوں جن کا تعلق حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی تلفی یا ان کے نقصان سے ہو تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ سے بھی اپنی بخشش ومغفرت چاہے کیونکہ اس کی نافرمانی کی اور ان بندوں سے بھی ان کا تدارک کرے جن کی حق تلفی ہوئی ہے۔

چنانچہ اگر حق تلفی کا تعلق مال سے ہو تو یا صاحب حق کو وہ مال ادا کرے یا اس سے معاف کرائے اور اگر اس کا تعلق مال سے نہ ہو جیسے غیبت یا اور کوئی ذہنی وجسمانی تکلیف جو اسے پہنچی ہو تو اس سے معافی چاہے۔اگر حق تلفی کا تعلق کسی ایسی کوتاہی یا قصور سے ہو کہ اگر معاف کراتے وقت اس کا تذکرہ کسی فتنہ وفساد کا سبب بنتا ہو تو ایسی صورت میں اس قصور کا ذکر کئے بغیر اس شخص سے مطلقاً قصور معاف کرائے مثلاً اس سے یوں کہے کہ مجھ سے جو بھی قصور ہو گیا ہو اسے معاف کر دیجئے اور اگر اس طرح معاف کرانے میں بھی فتنہ وفساد کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے۔

اس کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرے، اچھے کام کرے اور صدقہ وخیرات کرتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس شخص کو جس کا قصور ہوا ہے آخرت میں اپنے فضل وکرم کے تحت اپنے پاس سے اجر دے کر اسے راضی کرائے، اگر صاحب حق مر چکا ہو تو اس کے وارث اس کے قائم مقام ہیں اس لئے مردہ کا حق ان سے معاف کرائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے نیز مردہ کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرے۔

ایک مومن مسلمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کرنے میں بالکل سستی اور تاخیر نہ کرے نیز نفس کے مکر اور شیطان کے وسوسہ میں مبتلا ہو کر یہ نہ سوچے کہ میں توبہ پر قائم تو رہ سکوں گا نہیں اس لئے توبہ کیسے کروں کیونکہ جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس لئے اگر بتقاضائے بشریت توبہ کرنے کے بعد پھر

گناہ سرزد نہ ہو جائے تو پھر توبہ کرے چاہے دن میں کئی مرتبہ ایسا ہو بشرطیکہ توبہ کے وقت اس کے دل میں یہ خیال نہ ہو کہ میں پھر گناہ بھی کروں گا اور توبہ بھی کرلوں گا بلکہ توبہ کرتے وقت یہی احساس رہے کہ شاید پھر گناہ کرنے سے پہلے مرجاؤں اور یہ توبہ میری آخری توبہ ثابت ہو۔

جب کوئی شخص توبہ کرنا چاہے تو پہلے نہادھو کر صاف کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھے اور سجدہ میں گر کر بہت ہی زیادہ تضرع وزاری کے ساتھ اپنے نفس کو ملامت کرے اور اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کرکے عذاب الٰہی کے خوف سے اپنے قلب کو لرزاں وترساں کرے اور شرمندگی وندامت کے پورے احساس کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور پھر ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں یوں عرض رسا ہو۔ میرے پروردگار! تیرے در سے بھاگا ہوا یہ گنہگار غلام اپنے گناہوں کی پوٹ لئے پھر تیرے در پر حاضر ہوا ہے انتہائی ندامت وشرمندگی کے ساتھ اپنی لغزشوں اور اپنے گناہوں کی معذرت لے کر آیا ہے تیری ذات رحیم وکریم ہے تو ستار و غفار ہے اپنے کرم کے صدقے میرے گناہ بخش دے! اپنے فضل سے میری معذرت قبول فرما کر رحمت کی نظر سے میری طرف دیکھ نہ صرف یہ کہ میرے پچھلے گناہ بخش دے بلکہ آئندہ ہر گناہ ولغزش سے مجھے محفوظ رکھ کہ خیر وبھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے اور اپنے گنہگار بندوں کو تو ہی بخشنے والا ہے اس کے بعد درود پڑھے اور تمام ہی مسلمانوں کے لئے بخشش ومغفرت چاہے۔ یہ تو عوام کی توبہ ہے کہ جن کی زندگی اور گناہ کے درمیان کوئی بڑی حد فاصل نہیں ہوتی اور وہ گناہ ومعصیت میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں اور ان کی یہ توبہ انہیں اس بشارت کا مستحق قرار دیتی ہے کہ آیت (ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین) لیکن خواص کہ جو اللہ کے اطاعت گزار بندے ہوتے ہیں جن کی زندگی معصیت وگناہ سے دور رہتی ہے اور اتباع شریعت کی حامل ہوتی ہے ان کی توبہ یہ ہے کہ وہ ان برے اخلاق سے کہ جن سے قلب کو پاک رکھنا واجب ہے توبہ کریں، اسی طرح عاشقین اللہ کی توبہ یہ ہے کہ اگر بتقاضائے بشریت کسی وقت ان سے ذکر اللہ اور یاد الٰہی میں غفلت ہو جائے اور ماسوی اللہ میں مشغول ہو جائیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنی اس کوتاہی سے توبہ کریں۔

یہ بات جان لینی چاہئے کہ گناہ کبیرہ کا صدور ایمان سے خارج نہیں کرتا لیکن فاسق وعاصی کر دیتا ہے گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کے متعلق (باب الکبائر وعلامات النفاق) مظاہر حق جدید جلد اول میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے اس موقع پر گناہ کی ان دونوں اقسام کو اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔ جہاں تک صغیرہ گناہوں کا تعلق ہے تو وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ایک عام زندگی کے لئے ان سے اجتناب بھی دشوار ہے چنانچہ مسلک مختار کے مطابق صغیرہ گناہ سے تقویٰ میں خلل نہیں پڑتا بشرطیکہ گناہ صغیرہ پر اصرار ودوام نہ ہو کیونکہ صغیرہ گناہ پر اصرار ودوام گناہ کبیرہ کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ لہٰذا ہر مومن ومسلمان پر واجب ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں اور حتی المقدور صغیرہ گناہوں سے اجتناب بھی کرے اور جانے کہ اگرچہ گناہ ایمان سے خارج نہیں کر دیتے لیکن اس بات کا خوف ہے کہ گناہ کی زندگی رفتہ رفتہ انجام کار کفر اور دوزخ کی حد تک پہنچا دے۔

36- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سُوْقَةَ

36: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1516' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3434

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ مِائَةَ مَرَّةٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم گنتی کر لیا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک محفل میں بیٹھ کر 100 مرتبہ یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے میری توبہ قبول کر لے بے شک تو بہت زیادہ قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے''۔

37- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں روزانہ 100 مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

شرح

حضرت اغر مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات ہے کہ میرے دل پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 857)

اس حدیث کے معنی ومفہوم اور اس کی وضاحت کرنے کے سلسلہ میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں جن میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ کا قلب مبارک جناب باری تعالیٰ میں ہر وقت حاضر رہے کسی لمحہ بھی ادھر سے غافل نہ رہے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مباح چیزوں مثلاً کھانے پینے اور اپنی ازواج کے ساتھ اختلاط یا اسی قسم کے ان امور میں مشغول ہوتے تھے جن کی وجہ سے فی الجملہ جناب باری تعالیٰ سے غفلت ہوتی تھی تو اس مشغولیت کو اپنے طور پر ایک پردہ سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک لرزاں اور بے چین ہو جاتا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی وجہ سے استغفار کرتے تھے اس حدیث کے سلسلہ میں سب سے اچھی بات وہی ہے جو بعض عارفین نے کہی ہے کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اس کے اصل معنی کا علم اللہ اور اس کے رسول ہی کو ہے اس کا کام تو صرف یہ ہے کہ اس حدیث پر ایمان رکھے اور اس کے معنی سمجھنے کے درپے نہ ہو۔

روزانہ کثرت سے توبہ کرنے کا بیان

38- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ اَبِي الْحُرِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ

37: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

38: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سَبْعِيْنَ مَرَّةً

حضرت سعید بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں روزانہ ۷۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 856)

آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی کثرت سے استغفار و توبہ اس لئے نہیں کرتے تھے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہ میں مبتلا ہوتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام عبدیت کے سب سے اونچے مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے اپنے طور پر یہ سمجھتے تھے کہ شاید مجھ سے اللہ کی بندگی وعبادت میں کوئی قصور ہو گیا ہو اور میں وہ بندگی نہ کر سکا ہوں جو رب ذوالجلال والاکرام کی شان کے لائق ہے۔

نیز اس سے مقصود امت کو استغفار و توبہ کی ترغیب دلانا تھا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ معصوم اور خیر المخلوقات تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن میں ستر بار توبہ و استغفار کی تو گنہگاروں کو بطریق اولیٰ استغفار و توبہ بہت کثرت سے کرنی چاہئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ روئے زمین پر عذاب الٰہی سے امن کی دو ہی پناہ گاہیں تھیں ایک تو اٹھ گئی دوسری باقی ہے لہٰذا اس دوسری پناہ گاہ کو اختیار کرو، جو پناہ گاہ اٹھ گئی وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تھی اور جو باقی ہے وہ استغفار ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آیت (وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون)۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس حالت میں عذاب میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے جب تک وہ استغفار کرتے ہوں۔

39- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْمُغِيْرَةِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ فِيْ لِسَانِيْ ذَرَبٌ عَلٰى اَهْلِيْ وَكَانَ لَا يَعْدُوْهُمْ اِلٰى غَيْرِهِمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ تَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں اپنی اہلیہ کے ساتھ سخت زبان استعمال کرتا تھا اور دوسروں کے ساتھ اس طرح نہیں کیا کرتا تھا میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: تم استغفار کیوں نہیں پڑھتے؟ روزانہ ۷۰ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کیا کرو۔

40- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

39: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

40: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال میں زیادہ استغفار پائے گا۔

41-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَّخْرَجًا وَّرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص استغفار کو لازم کرلے گا اللہ تعالیٰ ہر غم سے اسے نجات دیدے گا اور ہر تنگی سے آسانی فراہم کردے گا اور اسے وہاں سے رزق عطا کرے گا جو اس کے گمان میں بھی نہیں ہوگا۔

42-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاؤُا اسْتَغْفَرُوْا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاؤُا اسْتَغْفَرُوْا ۔

''اے اللہ مجھے ان لوگوں میں کردے کہ جب وہ نیکی کریں تو انہیں خوشخبری نصیب ہو اور جب وہ برائی کریں تو مغفرت طلب کریں''۔

بَاب فَضْلِ الْعَمَلِ

یہ باب عمل کی فضیلت کے بیان میں ہے

43-حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ

41:اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:1518

42:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

43:اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث:6774' رقم الحدیث:6775

بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِی یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً وَّمَنْ لَّقِیَنِیْ بِقِرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَۃً ثُمَّ لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جو شخص کوئی ایک نیکی کرے اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا اور میں اس سے زیادہ اجر بھی عطا کروں گا اور جو شخص کوئی ایک برائی کرے تو اس برائی کا بدلہ اس کی مانند ہوگا اور میں اسے بخش بھی سکتا ہوں اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک گز اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص میرے ایک گز قریب ہوتا ہے میں ایک ''باع'' اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص چلتا ہوا میرے پاس آتا ہے میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں اور جو شخص زمین جتنے گناہ لے کر میری بارگاہ میں حاضر ہو' اس حال میں کہ وہ کسی کو میرا شریک نہ قرار دیتا ہو' تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ اس سے ملاقات کرتا ہوں''۔

44- حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَیَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَّاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس وقت اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اپنے نفس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ محفل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے زیادہ بہتر محفل میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ چلتا ہوا میری طرف آتا ہے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف جاتا ہوں''۔

45- حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ وَوَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ لَہُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کا حکم اس سے مختلف ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ خود دوں گا۔

44: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6747' ورقم الحدیث: 6773' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3606

بَاب مَا جَآءَ فِیْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

یہ باب ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

46-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَیْسٍ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَلِمَةٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْ لَّا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

◄► حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے ہوئے سنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے عبداللہ بن قیس! کیا میں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمے کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: تم "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھا کرو۔

شرح

جنت کا خزانہ " کا مطلب یہ ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کا ایک ذخیرہ ہے جس سے کہ اس کو پڑھنے والا اس دن (یعنی قیامت کے دن) نفع وفائدہ حاصل کرے گا جس دن نہ دنیا کا کوئی خزانہ مال کا کام آئے گا اور نہ اولاد اور دوسرے عزیز واقارب نفع پہنچائیں گے۔ فقر (محتاجگی) سے مراد دل کا فقر اور قلب کی تنگی ہے جس کے متعلق ایک حدیث یوں ہے فرمایا کہ کاد الفقر ان یکون کفرا ۔ فقر کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے۔ لہٰذا جو شخص ان کلمات کو پڑھتا ہے تو اس کی برکت سے دل کی محتاجگی دور ہوتی ہے کیونکہ جب وہ ان کلمات کو زبان سے ادا کرتا ہے اور پھر ان کلمات کے معنی ومفہوم کا تصور کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ یقین واعتماد پیدا ہوجاتا ہے کہ ہر امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت کے زیر اثر ہے کسی کو نفع وفائدہ آرام وراحت دنیا میں بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اور کسی کو تکلیف ومصیبت اور ضرر ونقصان میں مبتلا کر دینا بھی اسی کی طرف سے ہے پس وہ شخص بلاء ومصیبت پر صبر کرتا ہے، نعمت وراحت پر شکر کرتا ہے اپنے تمام امور اللہ ہی کی طرف سونپ دیتا ہے اور اس طرح قضا وقدر الٰہی پر راضی ہو کر حق تعالیٰ کا محبوب بندہ اور دوست بن جاتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی ایک سیاحت کے دوران جن صاحب کی رفاقت وصحبت مجھے حاصل رہی انہوں نے مجھے نیکی وبھلائی کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ خوب اچھی طرح جان لو! اعمال نیک کے لئے اقوال وکلمات میں تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے برابر کوئی قول وکلمہ اور افعال میں اللہ کی طرف جھکنے اور اس کے فضل کی راہ کو اختیار کرنے کے برابر کوئی فعل

46: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2992' ورقم الحدیث: 4205' ورقم الحدیث: 6384' ورقم الحدیث: 6610' ورقم الحدیث: 7386' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6802' ورقم الحدیث: 6803' ورقم الحدیث: 6804' ورقم الحدیث: 6805' ورقم الحدیث: 6806' ورقم الحدیث: 6807' ورقم الحدیث: 6808' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1526' ورقم الحدیث: 1527' ورقم الحدیث: 1528' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3461

مدد و معاون نہیں۔ آیت (ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم) جس شخص نے اللہ کی راہ دکھائی ہوئی کو اختیار کیا تو بلاشبہ اسے مضبوط راہ کی ہدایت بخشی ہوگی۔

امام ترمذی کے قول کے مطابق اگرچہ اس حدیث کی سند متصل نہیں اور اس طرح یہ حدیث منقطع ہے لیکن اس حدیث کو حضرت موسیٰ کی یہ روایت صحیح ثابت کرتی ہے جو صحاح ستہ میں بطریق مرفوع منقول ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ فانھا کنز من کنوز الجنۃ ۔ اسی طرح حدیث کی توثیق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت مرفوع سے بھی ہوتی ہے جسے نسائی اور بزار نے نقل کیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور اس میں لا منجا من اللہ الا الیہ کنز من کنوز الجنۃ بھی ہے لہٰذا حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ اسناد کے اعتبار سے منقطع ہے مگر مفہوم و معنی کے اعتبار سے قابل اعتماد ہے۔

47-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں جنت کے ایک خزانے کی طرف تمہاری رہنمائی نہ کروں؟ تو میں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (وہ خزانہ ہے)

48-حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي زَيْنَبَ مَوْلٰى حَازِمِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ حَازِمِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا حَازِمُ اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ

حضرت حازم بن حرملہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے حازم ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کثرت کے ساتھ پڑھا کرو کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک ہے۔

☆☆☆☆☆☆

47: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

48: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کِتَابُ الدُّعَآءِ

یہ کتاب دعا کے بیان میں ہے

دعا کے معنی ومفہوم کا بیان

دعا کے معنیٰ ہیں کہ "اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا "امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ کے علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ دعا مانگنا مستحب ہے ان کی دلیل قرآن وحدیث کے ظاہری اور واضح مفہوم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا فعل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام دعا مانگا کرتے تھے۔

لیکن بعض زہاد اور اہل معارف یہ بھی کہنا ہے کہ ترک دعا (یعنی دعا نہ مانگنا) افضل ہے کیونکہ اس طرح رضاء مولیٰ اور اپنی قسمت پر اور تقدیر کے ساتھ راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب نے ان زہاد و اہل معارف کے اس قول کے بارہ میں کہا ہے کہ یہ قول اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو بعض وقت بعض مردان حق پر طاری ہوتی ہے اور جس میں رضاء بقضاء ہی غالب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ دعا کیجئے اور اپنے پروردگار سے اپنی نجات سلامتی کے لئے درخواست کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل شانہ میرا حال جانتا ہے مجھے کوئی درخواست کرنے اور دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔(البقرہ،۱۸۶)

اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے، پس انہیں چاہئے کہ میری فرمانبرداری اختیار کریں اور مجھ پر پختہ یقین رکھیں تاکہ وہ راہِ (مراد) پا جائیں۔

شان نزول: اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے۔ امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حسن بصری بیان کرتے ہیں: صحابہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا: ہمارے رب کہاں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو بتایئے کہ میں قریب ہوں۔

عطاء نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا تو صحابہ نے پوچھا: ہم کس وقت دعا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی: جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو بتایئے کہ میں قریب ہوں اور جب کوئی دعا

کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۹۳۔۲۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

اللہ سے دعا کرنے کے متعلق احادیث کا بیان

ہمارے زمانہ میں بعض جہلا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اپنی حاجتوں کا سوال پیروں فقیروں سے کرتے ہیں اور قبروں اور آستانوں پر جا کر اپنی حاجات بیان کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں حالانکہ ہر چیز کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے اور اسی کی نذر ماننی چاہیے کیونکہ دعا اور نذر دونوں عبادت ہیں اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے البتہ دعا میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کے آخری حصہ میں آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرلوں کون مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کروں اور کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کی مغفرت کردوں۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (جامع ترمذی ص ۴۸۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم اپنی ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرو حتی کہ جوتی کے تسمہ ٹوٹنے کا۔ (جامع ترمذی ص ۵۱۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۴۸۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کو اس سے خوشی ہو کہ اللہ سختیوں اور مصیبتوں میں اس کی دعا قبول کرے وہ عیش و آرام میں اللہ تعالیٰ سے بہ کثرت دعا کرے۔

(جامع ترمذی ص ۴۸۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: اے بیٹے! میں تم کو چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تم اللہ کی تقدیر کو اپنے سامنے پاؤ گے جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو اور جب تم مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو۔ (جامع ترمذی ص ۳۶۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق احادیث کا بیان

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں: حضرت مالک بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) نے فرمایا: جب تم اللہ سے سوال کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو اور ہتھیلیوں کی پشت سے سوال نہ کرو۔

(سنن ابوداؤد ج اص ۲۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تمہارا رب حیا والا کریم ہے جب اس کا کوئی بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔

(سنن ابوداؤد ج اص ۲۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۵۱۲ مطبوعہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سوال کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاؤ اور استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ ایک انگلی سے اشارہ کرو اور گڑگڑا کر سوال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاؤ۔

(سنن ابوداؤد ج اص ۲۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: ابومحریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو ہتھیلیوں کے باطن سے سوال کرو ہتھیلیوں کی پشت سے سوال نہ کرو۔ (المصنف ج اص ۲۸۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا میں ہاتھ بلند کرتے اور ہاتھوں کو نیچے نہ گراتے حتی کے ان کو چہرے پر مل لیتے۔

(جامع ترمذی ص ۴۸۸ مطبوعہ نور کارخانہ تجارت کتب کراچی)

ہمارے زمانہ میں بعض علماء ہر دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کو سنت نہیں قرار دیتے اور بغیر ہاتھ اٹھا کے دعا کرنے کی تلقین کرتے ہیں اس لیے میں نے ایسی احادیث بیان کیں جن میں دعا کرنے کا طریقہ یہ بیان کیا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے۔

فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

(جامع ترمذی ص ۵۰۴ مطبوعہ نور کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے بعد ان کلمات سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے: اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں ارذل عمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(جامع ترمذی ص ۵۱۳ مطبوعہ نور کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام نسائی روایت کرتے ہیں: مسلم بن ابی بکرہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں کفر فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں بھی یہ دعا کرنے لگا میرے والد نے پوچھا: اے بیٹے! یہ دعا کہاں سے

حاصل کی؟ میں نے کہا: آپ سے انہوں نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے۔

(سنن نسائی ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں: ابوبکر بن ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! میرے گناہ کو بخش دے میرے معاملہ کو آسان کر اور میرے رزق میں برکت دے۔

(المصنف ج ۱۰ ص ۲۲۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے: **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد** ۔ (المصنف ج ۱۰ ص ۲۳۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے بعد فرماتے تھے:

اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام (المصنف ج ۱۰ ص ۲۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھتے تھے: **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ولا حول قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا . . لا النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون** پھر حضرت ابن الزبیر نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر نماز کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

(المصنف ج ۱۰ ص ۲۳۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صبح کی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دعا کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع پاک رزق اور عمل مقبول کا سوال کرتا ہوں۔

(المصنف ج ۱۰ ص ۲۳۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

اس حدیث کو امام ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۳۹۔۳۸ مطبوعہ مجلس الدائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم صغیر میں روایت کیا ہے اور اس کے روای ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

زاذان کہتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے بعد سو مرتبہ دعا کرتے: اے اللہ! میری مغفرت فرما میری توبہ قبول فرما بیشک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔

(المصنف ج ۱۰ ص ۲۳۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰۔۱۱۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام نسائی روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور کہنے لگی: پیشاب کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے میں نے کہا: تم جھوٹ ہو اس نے کہا: کیوں نہیں؟ ہم کھال اور کپڑے کو پیشاب کی وجہ سے کاٹ دیتے تھے ہماری آوازیں بلند ہو رہی تھیں اس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے لیے جا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو میں سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا: وہ سچی ہے اس دن کے بعد آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: اے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل کے رب! مجھے آگ کی گرمی اور عذاب قبر سے اپنی پناہ میں رکھ۔

(سنن کبریٰ ج ۱ ص ۴۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کو پڑھا اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔

(سنن کبریٰ ج ۶ ص ۳۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۸ ص ۱۱۴ مسند الشامیین ج ۲ ص ۹ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

اس حدیث کو امام ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے (عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند جید ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۰۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام ابن السنی روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب نماز ادا کر لیتے تو اپنا دایاں ہاتھ پیشانی پر پھیرتے پھر پڑھتے: **اشھد ان لا الہ الا الرحمن الرحیم** اس کے بعد دعا کرتے: اے اللہ! مجھ سے غم اور فکر دور کر دے۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں اور امام بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور متعدد ائمہ نے اس کی توثیق کی ہے

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہوا تو آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میرے گناہوں اور خطاؤں کو بخش دے اے اللہ! مجھے ہلاکت سے بچا اے اللہ! مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی نیک اعمال کی ہدایت دینے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی برے اعمال سے بچانے والا نہیں ہے۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۰۔ ۴۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں: اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد ج ص مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملا تو آپ نے فرمایا اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں تم کسی نماز کے بعد یہ دعا نہ چھوڑو: اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب بھی ہم کو فرض نماز پڑھائی اس

کے بعد ہماری طرف کر کے یہ دعا کی: اے اللہ! میں ہر اس عمل سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے شرمندہ کرے میں ہر اس شخص سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے ہلاک کرے اور ہر اس امید سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے غافل کر دے میں ہر اس فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو تجھے بھلا دے اور ہر اس غنی سے تیری پناہ میں آتا ہے جو مجھے سرکش بنا دے۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲-۴۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام بزار نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور اس کی توثیق کی گئی ہے اور اس کو امام ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہے (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرض نماز کے بعد یہ دعا کرتے: اے اللہ! میری آخری زندگی کو خیر کر دے اور میرے سب سے اچھے عمل پر میرا خاتمہ کر اور میرا سب سے اچھا دن وہ بنا دے جس دن تجھ سے ملاقات ہو۔ (عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کا ایک راوی ضعیف ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو پڑھا کروں۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۴۲ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سفر میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد تین بار بلند آواز سے یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جس کو تو نے میرے امر کی حفاظت بنایا ہے اے اللہ! میری دنیا کی حفاظت فرما جس کو تو نے میری معاش بنایا ہے اور تین بار یہ دعا فرماتے: اے اللہ! میری آخرت کی اصلاح فرما جس کو تو نے میرا مرجع بنایا ہے اور تین بار فرماتے: اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو تو عطا کرے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو روک دے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور تیرے مقابلہ میں کسی کی کوشش نفع نہیں دے سکتی (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں اس حدیث طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں: حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی تمہارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اقتداء میں نماز پڑھی تو آپ نے نماز کے بعد یہ دعا کی: اے اللہ! میری کل خطاؤں اور ذنوب کو بخش دے اے اللہ! مجھے ہلاکت سے بچا میرے ٹوٹے ہوئے کام جوڑ دے اور مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا نیک اعمال کی ہدایت دینے والا اور بے اعمال سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم صغیر اور معجم اوسط میں روایت کیا ہے

اوراس کی سند عمدہ ہے۔(مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۱۱مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۱۴۰۲ھ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھائے اور دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی مغفرت کر دیتا ہے اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔(مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۱۱مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۱۴۰۲ھ)

فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کے متعلق فقہاءِ اسلام کی آراء

علامہ حلبی حنفی لکھتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے بعد صرف اللّٰھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام کی مقدار بیٹھتے تھے۔اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ بعینہٖ یہی کلمات فرماتے تھے یا بس اتنی ہی دیر بیٹھتے تھے اس سے تحدید مراد نہیں ہے اس لیے یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث کے منافی نہیں ہے جس میں حضرت عبداللہ بن الزبیر سے طویل ذکر مروی ہے۔

(غنیۃ المستملی (حلبی کبیر) ص۳۴۲مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۱۴۱۲ھ)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: اس میں اختلاف ہے کہ فرض کے بعد متصلاً سنت پڑھنا اولیٰ ہے یا دعا اور وظائف پڑھنے کے بعد سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے امام حلوانی نے کہا ہے کہ فرائض اور سنتوں کے درمیان وظائف اور اوراد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الیٰ قولہ) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نماز کے بعد کم مقدار میں بھی ذکر کیا ہے اور زیادہ مقدار میں بھی اور اس وقت سنت یہ ہے کہ اتنی مقدار میں تاخیر کے بعد سنتیں پڑھی جائیں۔(فتح القدیر ج۱ص۳۸۴۔۳۸۳مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ شرنبلالی حنفی لکھتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد ائمہ اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کریں کیونکہ جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ کس وقت دعا مقبول ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا: آدھی رات کو اور فرض نمازوں کے بعد اور آپ نے حضرت معاذ سے فرمایا: بہ خدا! میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرنا: اللّٰھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك۔

(مراقی الفلاح ص۱۸۹مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر۱۳۵۶ھ)

علامہ طحطاوی حنفی لکھتے ہیں ہر فرض نماز کے بعد تین بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۸۸مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر۱۳۵۶ھ)

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: امام کے لیے مستحب ہے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد تین بار استغفار کرے آیۃ الکرسی اور معوذات پڑھے اور سو تسبیحات پڑھے اور دعا کرے اور سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون پر ختم کرے۔

(درمختار علی ھامش حاشیۃ الطحطاوی ج۱ص۲۳۲مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

علامہ طحطاوی حنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: کیونکہ فرض نمازوں کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار ج۱ص۲۳۲مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۱۳۹۵ھ)

نیز علامہ حصکفی نے لکھا ہے کہ فرض نماز کے بعد متصلاً سنتیں پڑھنے یا دعا اور ذکر کے بعد سنتیں پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف افضلیت میں ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ فرض کے بعد اوراد اور دعا سے منع کرنے والوں کا قول اگر اس پر محمول کیا جائے کہ فرض نمازوں کے بعد وظائف میں زیادہ دیر لگانا مکروہ تنزیہی ہے اور کم مقدار میں دعا اور وظائف پڑھنا بلا کراہت جائز ہے پھر اختلاف نہیں رہے گا۔ (درمختار علی ھامش حاشیۃ الطحطاوی ج ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ)

علامہ حطاب مالکی طرابلسی مغربی لکھتے ہیں: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم دیا ہے کہ امام مقتدیوں کو بھی اپنی دعا میں شریک کرے روایت ہے کہ جس نے ان کو نہیں شریک کیا اس نے ان سے خیانت کی اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ نماز کے بعد دعا کرنا جائز ہے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ آدھی رات اور فرض نمازوں کے بعد دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے امام حاکم نے امام مسلم کی شرط کے مطابق یہ حدیث روایت کی ہے جب بھی مسلمان جمع ہوں بعض دعا کریں اور بعض آمین کہیں تو اللہ ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ (مواہب الجلیل ج ۱ ص ۱۲۷۔۱۲۶ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: نماز کے بعد کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا سنت ہے اس سلسلہ میں بہت احادیث ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد آہستہ دعا کرنا مسنون ہے الا یہ کہ کوئی شخص امام ہو اور وہ حاضرین کو دعا پر مطلع کرنے کا ارادہ کرے تو وہ بلند آواز سے دعا کرے۔ (روضۃ الطالبین ج ۱ ص ۲۷۴۔۲۷۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: سلام پھیرنے کے بعد اللہ کا ذکر کرنا اور دعا کرنا مستحب ہے حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز پڑھنے کے بعد پھر جاتے اور تین بار استغفر اللہ کہتے اور اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارك یا ذالجلال والاکرام پڑھتے حضرت سعد کہتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے: اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں ارذل عمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (المغنی ج ۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

چونکہ بہ کثرت احادیث میں فرض نماز کے بعد نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جہراً ذکر کرنا اور دعا کرنا ثابت اور مصرح ہے جیسا کہ ہم نے باحوالہ بیان کیا ہے اس لیے ہمارے نزدیک یہی راجح ہے کہ فرض نماز کے بعد مختصر ذکر کیا جائے اور دعا کی جائے اور جن فقہاء نے اس کو غیر افضل یا مکروہ تنزیہی کہا ہے ہمارے نزدیک ان کا قول صحیح نہیں ہے ہم نے اس مسئلہ میں اس لیے طویل بحث کی ہے کہ ہمارے زمانہ میں بعض حنبلی المسلک علماء اور بعض صوفیاء فرض نماز کے بعد دعا مانگنے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور ان کا یہ قول بکثرت احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

طلب جنت کی دعا کرنے کا قرآن اور سنت سے بیان

ہمارے زمانہ میں بعض جہلاً جنت کی بہت تنقیص اور بہت تحقیر کرتے ہیں اور جنت کی دعا کرنے کو بہت گھٹیا درجہ قرار دیتے ہیں بعض کہتے ہیں: ہمیں جنت نہیں مدینہ چاہیے حالانکہ مدینہ کی عظمت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضہ کی وجہ سے ہے اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب بھی جنت میں ہیں اور آخرت میں بھی جنت میں

ہوں گے تو اگر سرکار کے مسکن کی وجہ سے مدینہ کو محبوب رکھا جاتا ہے تو دنیا اور آخرت میں آپ کا مسکن جنت ہے اس کی تنقیص کیوں کی جاتی ہے؟ بلکہ اس کو مدینہ سے زیادہ محبوب جاننا چاہیے کہ وہ اب آپ کا مسکن ہے اور آخرت میں بھی آپ کا مسکن ہے! بعض کہتے ہیں کہ جنت کا درجہ کم ہے اور اللہ کی رضا کا درجہ زیادہ ہے اس لیے وہ جنت کو کم قرار دیتے ہیں اور جنت کی دعا نہیں کرتے لیکن وہ غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنت کی بہت تعریف اور توصیف کی ہے اور اس کی طرف بہت رغبت دلائی ہے تو اللہ نے جس چیز کی تعریف وتوصیف کی ہو اس کی تنقیص کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض! اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا دیدار اہل جنت کو ہوگا تو اللہ کی رضا اور اس کے دیدار کا وسیلہ جنت ہے اس لیے جنت کو محبوب رکھنا چاہیے جس طرح انبیاء علیہم السلام کو اس لیے محبوب رکھا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی معرفت کا وسیلہ ہیں نیز قرآن اور سنت میں جنت کو طلب کرنے اور اس کے حصول کی دعا کی ہدایت دی گئی ہے۔

(آیت) **وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقین** (آل عمران:۱۳۳)

ترجمہ: اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی پہنائی آسمان اور زمینیں ہیں جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) سے بڑھ کر اللہ کی رضا کا کون طالب ہوگا انہوں نے جنت کے حصول کے لیے دعا کی:

(آیت) **واجعلنی من ورثة جنة النعیم** ۔ (الشعراء:۸۵)

ترجمہ: اور مجھے نعمت والی جنت کے وارثوں میں سے بنادے۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جنت کے حصول کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تم اللہ سے سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو۔ (جامع ترمذی ص ۳۶۳۔۳۶۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے تین مرتبہ اللہ سے جنت کا سوال کیا جنت کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کردے اور جس نے تین بار جہنم سے پناہ طلب کی جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ میں رکھ (جامع ترمذی ص ۳۶۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو یہ دعا سکھائی: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت کی ہر اس خیر کا سوال کرتی ہوں جو تجھے معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں اور میں تجھ سے ہر اس شر سے پناہ طلب کرتی ہوں جو تجھے معلوم ہے اور مجھے معلوم نہیں اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتی ہوں جس کا تیرے بندے اور تیرے نبی نے سوال کیا اور ہر اس شر سے تیری پناہ طلب کرتی ہو جس سے تیرے بندے اور نبی نے پناہ طلب کی اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتی ہوں اور اس قول اور عمل کا سوال کرتی ہوں جو جنت کے قریب کردے اے اللہ! میں تجھ سے دوزخ سے پناہ طلب کرتی ہوں اور اس قول اور عمل سے پناہ طلب کرتی ہوں جو جنت کے قریب کردے اے اللہ! میں

تجھ سے دوزخ سے پناہ طلب کرتی ہوں اور اس قول اور عمل سے پناہ طلب کرتی ہوں جو دوزخ کے قریب کر دے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ تو میرے لیے جو چیز مقدر کرے تو اچھی چیز مقدر کر۔ (المصنف ج ۱۰ ص ۲۶۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

نیز امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہ دعا سکھائی:

اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول یا عمل کا جو جنت کے قریب کر دے اور تجھ سے جہنم سے پناہ طلب کرتا ہوں اور اس قول یا عمل سے جو جہنم کے قریب کر دے۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۱ ج ۱ ص ۱۸۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ) یہ حدیث کنز العمال میں بھی ہے حدیث نمبر: ۲۰۷۵۰۳۸۴-۳۶۱۰)

دعا قبول ہونے کی شرائط اور آداب کا بیان

(۱) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور ہتھیلیوں کا باطنی حصہ اپنے کندھوں کے بالمقابل رکھے اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹ جامع ترمذی ۴۸۸)

(۲) حافظ الہیثمی نے امام طبرانی سے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پہلے اللہ کی ایسی حمد و ثناء کرے جس کا وہ اہل ہے پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلوۃ پڑھے اس کے بعد سوال کرے تو اس کی قبولیت متوقع ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۳) حافظ الہیثمی نے امام طبرانی سے روایت کیا ہے کہ جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا کرتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے یہ حدیث حسن ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۴) امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کا ذکر کر کے اس کے لیے دعا کرتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے۔ (جامع ترمذی ص ۴۳۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

(۵) امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پورے عزم سے سوال کرے یوں نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

(۶) امام ترمذی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ دعا قبول کر لیتا ہے یا اس کی مثل کوئی برائی دور کر دیتا ہے بہ شرطیکہ وہ گناہ کی دعا کرے نہ قطع رحم کی۔ (جامع ترمذی ص ۴۸۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں تین چیزوں کا ذکر ہے: دعا جلد قبول کرنا یا آخرت میں اجر عطا کرنا یا مصیبت ٹال دینا۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۷) حافظ الہیثمی نے امام احمد سے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے لوگو! جب تم اللہ سے دعا کرو تو قبولیت کے یقین سے دعا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے دعا کرتا ہے یہ حدیث حسن ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۸ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام غزالی لکھتے ہیں: (۸) قبولیت کے اوقات میں دعا کرے مثلاً رات کے آخری حصہ میں فرض نمازوں کے بعد اسی طرح قبولیت کے ایام میں مثلاً یوم عرفہ کو رمضان میں جمعہ میں۔

(۹) قبولیت کے احوال میں دعا کرے مثلاً بارش کے وقت حضرت انس سے روایت ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان دعا مسترد نہیں ہوتی۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بندہ کا اللہ سے سب سے زیادہ سجدہ میں ہوتا ہے تو سجدہ میں بہ کثرت دعا کیا کرو نیز امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سجدہ میں دعا کی قبولیت متوقع ہے۔

(۱۰) قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میدان عرفات میں قبلہ کی طرف منہ کیا اور غروب آفتاب تک دعا کرتے رہے۔

(۱۱) بہت زیادہ گلا پھاڑ کر دعا نہ کی جائے امام بخاری حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے لوگو! تم کسی بہرے اور غائب سے دعا نہیں کر رہے۔

(۱۲) تصنع اور تکلف سے مسجع مقفی عبارات کے ساتھ دعا نہ کرے امام ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے لوگو! عنقریب ایک قوم دعا میں حد سے تجاوز کرے گی۔

(۱۳) شوق اور خوف سے دعا کرو: (آیت) یدعوننا رغبا ورھبا ۔ (الانبیاء: ۹۰) وہ ہم سے رغبت اور خوف سے دعا کرتے ہیں۔

(۱۴) گڑگڑا کر اور خشوع سے دعا کرے: (آیت) ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ۔ (الاعراف: ۱۵۵) اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔

(۱۵) تین بار دعا کرے امام مسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے اور جب سوال کرتے تو تین بار سوال کرتے۔

(۱۶) قبولیت کے لیے جلدی نہ کرے امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب تک جلدی نہیں کی جائے گی تمہاری دعا قبول ہوتی رہے گی تم میں سے ایک شخص کہتا ہے۔ میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو بکثرت سوال کرو کیونکہ تم کریم سے دعا کر رہے ہو۔ (حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت کی دعا کی جو تقریباً تین ہزار سال بعد قبول ہوئی حضرت آدم (علیہ السلام) کی توبہ تین سو سال بعد قبول فرمائی۔ (تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۷)

(۱۷) قبولیت دعا کے لیے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرے لوگوں کے جو حقوق دبا رکھے ہیں وہ ان کو واپس کرے جس پر جو ظلم کیا ہے وہ اس سے معاف کرائے کعب احبار نے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے زمانہ میں قحط پڑ گیا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے لوگوں کے ساتھ مل کر تین بار بارش کی دعا کی لیکن بارش نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر وحی کی: تمہارے درمیان ایک چغل خور ہے جب تک وہ درمیان سے نہیں نکلے گا تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے پوچھا: یارب! وہ کون ہے؟ فرمایا میں تم کو چغلی سے منع کرتا ہوں تو میں تم سے اس کی چغلی کیسے کروں گا پھر موسیٰ (علیہ السلام) نے سب کو توبہ کرنے کا حکم دیا جب سب نے توبہ کر لی تو بارش ہوگئی۔ (آیت)

(احیاء علوم الدین ج ۲ ص ۴۰۷۔۳۰۴ مطبوعہ دارالخیر بیروت ۱۴۱۳ھ)

(۱۸) قبولیت دعا کی ایک اور شرط یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی۔ (البقرہ:۱۸۶) دعا کرنے والا جب دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو چاہیے کہ وہ بھی میرا حکم مانیں۔ انسان بندہ اور محتاج ہو کر اللہ کی بات نہ مانے اور اس کے حکم پر عمل نہ کرے اور یہ چاہے کہ وہ معبود بے نیاز ذات اس کا کہا مان لے یہ کیسی بے انصافی ہے!

(۱۹) حافظ الہیثمی نے امام طبرانی سے روایت کیا ہے کہ تین شخصوں کی دعا قبول ہوتی ہے والد کی مسافر کی اور مظلوم کی۔ یہ حدیث صحیح ہے نیز امام طبرانی حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غائب شخص کے لیے دعا کی جائے تو مسترد نہیں ہوتی۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۲۔۱۵۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

(۲۰) قبولیت دعا کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور تقدیر کے خلاف نہ ہو۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات کا بیان

قرآن مجید میں ہے: (آیت) اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ (البقرہ:۱۸۶)

ترجمہ: میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کئی بار ہم دعا کرتے ہیں اور وہ قبول نہیں ہوتی اس کا ایک جواب یہ ہے کہ وہ دعا قبول کی ان شرائط اور آداب کے مطابق نہیں مانگی جاتی جن کو ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ہم جس چیز کی دعا کرتے ہیں وہ مال کار ہمارے حق میں مضر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ دعا قبول نہ کر کے ہم کو اس کے ضرر سے بچا لیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ (البقرہ:۲۱۶)

ترجمہ: اور ہو سکتا ہے کہ کسی چیز کو تم برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور وہ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ہماری دعا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق نہیں ہوتی اس لیے وہ اس کو قبول نہیں فرماتا قرآن مجید میں ہے: (آیت) **بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ ان شآء** ۔ (الانعام: ۴۱)

ترجمہ: بلکہ تم اسی سے دعا کرو گے اور اگر وہ چاہے گا تو وہ اس مصیبت کو دور کر دے گا جس کے لیے تم اس سے دعا کرو گے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا کر دیں اور ایک چیز کے سوال سے مجھے روک دیا میں نے سوال کیا کہ میری (تمام) امت قحط سے ہلاک نہ ہو اللہ نے مجھے یہ عطا کر دیا میں نے سوال کیا کہ ان کا مخالف دشمن ان (سب) پر مسلط نہ ہو اللہ نے یہ عطا کر دیا میں نے یہ سوال کیا: میری امت آپس میں جنگ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے روک دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی ص ۳۱۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے محبوب اور مستجاب ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا مسترد نہیں کی بلکہ آپ کو اس دعا کے کرنے سے منع فرمای دیا دوسرا جواب یہ ہے کہ اس ایک دعا کے سوا آپ کی تمام دعائیں قبول کی گئیں اور چونکہ آپ کی زندگی میں ہر عمل کے لیے حسین نمونہ ہے تو دعا قبول نہ ہونے پر صبر وضبط کرنے کا نمونہ بھی آپ کی حیات طیبہ میں ہونا چاہیے تھے سو اس حکمت کی وجہ سے آپ کی ایک دعا قبول نہیں کی گئی۔ اصل سوال کا چوتھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کی دعا قبول نہیں فرماتا قرآن مجید میں ہے:

(آیت) **ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین** ۔ (الاعراف: ۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرو بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اور جو شخص علم سے یا بغیر علم کے گناہ کبیرہ پر اصرار کرتا ہو وہ حد سے بڑھنے والا ہے اس کی دعا کیسے قبول ہوگی!

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہوتے ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے: یارب! یارب! اس کا کھانا پینا حرام ہو اس کا لباس حرام ہو اس کی غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حافظ ابن عساکر روایت کرتے ہیں: ابراہیم بن نصر کرمانی یکے از ابدال ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ دس وجوہات سے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۱) اللہ کا اقرار کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے۔

(۲) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتے ہیں اور آپ کی سنت کی اتباع نہیں کرتے۔

(۳) قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔

(۴) جنت کو پسند کرتے ہیں اور اس کے راستہ پر نہیں چلتے۔

(۵) جہنم کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کے راستہ پر دھکم پیل کرتے ہیں۔

(۶) ابلیس کو اپنا دشمن کہتے ہیں اور اس کی موافقت کرتے ہیں۔
(۷) لوگوں کو دفن کرتے ہیں اور اپنی موت کو یاد نہیں کرتے۔
(۸) اپنے بھائیوں کے عیوب تلاش کرتے ہیں اور اپنے عیوب نہیں دیکھتے۔
(۹) مال جمع کرتے ہیں اور حساب کے دن کو یاد نہیں رکھتے،
(۱۰) قبریں کھودتے ہیں پھر بھی عالیشان مکان بناتے ہیں۔ (مختصر تاریخ دمشق ج ۴ ص ۱۶۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۴ھ)

بَاب فَضْلِ الدُّعَاءِ

یہ باب دعا کی فضیلت میں ہے

1- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْمَلِيحِ الْمَدَنِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ غَضِبَ عَلَيْهِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

2- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَرِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِیِّ عَنْ يُّسَيْعِ الْكِنْدِیِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ)

◄► حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دعا ہی عبادت ہے۔
پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:
''اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے: تم مجھ سے دعا کرو تو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''۔

شرح

گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور مبالغہ فرمایا کہ۔ دعا ہی عبادت ہے۔ کیونکہ دعا وہ عبادت ہے جس میں بندہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ کی ذات کے علاوہ ہر ایک ذات سے استغنا برتتا ہے اللہ کی ذات کے علاوہ اور کسی سے نہ ڈرتا ہے نہ امید رکھتا ہے اور پھر یہ کہ دعا میں اخلاص ہوتا ہے اللہ کی حمد وشکر گزاری ہوتی ہے اللہ سے سوال کیا جاتا ہے اللہ کی وحدانیت کو ظاہر کیا جاتا ہے اپنے مقصد اور مطلب کے حصول کے لئے اللہ ہی کی طرف توجہ اور رغبت ہوتی ہے اللہ کی مناجات کی جاتی ہے اللہ کے سامنے

1: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3373' ورقم الحدیث: 3373م

2: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1516' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2969' ورقم الحدیث: 3247' ورقم الحدیث: 3372

اپنے آپ کو ذلیل وکمتر و عاجز کر کے کمال عبودیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اللہ سے فریاد کی جاتی ہے اور اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاد کی توثیق کے سلسلہ میں بطور دلیل قرآن کریم کی آیت اس لئے پڑھی کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ دعا مامور بہ ہے یعنی دعا کرنے کا حکم دیا گیا اور اس حکم کی تعمیل یعنی دعا مانگنے پر ثواب دیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز اس درجہ کی ہوتی ہے اسے ہی عبادت کہتے ہیں کہ اس آیت کا آخری حصہ بھی دلالت کرتا ہے کہ دعا عبادت ہے چنانچہ آگے فرمایا گیا ہے۔ آیت (اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ، غافر:60)۔ جو لوگ میری عبادت یعنی دعا کے سلسلہ میں تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

3- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِى الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الدُّعَاءِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں ہے۔

شرح

دعا سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ اذکار وعبادات میں کوئی چیز دعا کے برابر نہیں ہے۔ لہٰذا آپ کا یہ ارشاد قرآن کریم کی اس آیت۔ (اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ،الحجرات:13)۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں بہت زیادہ بلند مرتبہ وہی شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا جائے اور عبادت (یعنی دعا) کی سب سے بہتر چیز کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلددوم: حدیث نمبر 759)

کشادگی کا انتظار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا غیر اللہ سے شکوہ وشکایت اور مایوسی کا اظہار کئے بغیر اس بات کا امیدوار رہے کہ وہ جس بلاء وغم کے دور ہونے کی دعا مانگ رہا ہے وہ ان شاء اللہ ضرور دور ہوگا قبولیت دعا میں بظاہر چاہے کتنی ہی تاخیر ہو مگر وہ امید وآس کا دامن ہرگز نہ چھوڑے اور کسی بھی مرحلہ پر اللہ کی ذات اور اس کے فضل سے ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہ ہو۔ گویا یہ اشارہ ہے صبر کی طرف کہ صبر کی طاقت نہ صرف یہ کہ انسان کی قوت ارادی میں زبردست اضافہ کا سبب بنتی ہے بلکہ اللہ کی ذات پر مکمل اعتماد و یقین اور بھروسہ کی اسپرٹ پیدا کرتی ہے اور ویسے بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ صبر کی جزاء اور اس کا انعام بے حد و بے حساب ہے۔

3: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث:3370

بَاب دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کے بیان میں ہے

4-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ سَنَةَ اِحْدٰى وَثَلَاثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ فِيْ سَنَةِ خَمْسٍ وَّتِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فِيْ مَجْلِسِ الْاَعْمَشِ مُنْذُ خَمْسِيْنَ سَنَةً حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ الْجَمَلِيُّ فِيْ زَمَنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُكَتِّبِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ الْحَنَفِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا لَّكَ ذَكَّارًا لَّكَ رَهَّابًا لَّكَ مُطِيْعًا اِلَيْكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِيْ

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ قُلْتُ لِوَكِيْعٍ اَقُوْلُهُ فِيْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ قَالَ نَعَمْ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ میری اعانت کر' میرے خلاف اعانت نہ کر' تو میری مدد کر میرے خلاف مدد نہ کر۔ تو میرے لئے تدبیر کر' میرے خلاف تدبیر نہ کر' تو مجھے ہدایت نصیب کر اور میرے لئے ہدایت کو آسان کر دے اور جو شخص میرے خلاف بغاوت کرے اس کے خلاف میری مدد کر۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے اپنا بہت زیادہ شکر کرنے والا بہت زیادہ ذکر کرنے والا اپنے سے بہت زیادہ ڈرنے والا' فرمانبردار' متواضع (اپنی طرف) رجوع کرنے والا بنا دے' اے میرے پروردگار! تو میری توبہ کو قبول کر لے اور میری خطاؤں کو دھو دے اور میری دعا کو قبول کر لے اور میرے دل کو ہدایت دے اور میری زبان کو سیدھا کر دے اور میری حجت کو ثابت کر دے اور میرے دل کے میل کو صاف کر دے''۔

ابوالحسن طنافسی بیان کرتے ہیں' میں نے وکیع سے کہا کیا میں وتر کی دعائے قنوت میں اسے پڑھ سکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

5-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكِ فَرَجَعَتْ فَاَتَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ الَّذِيْ سَاَلْتِ اَحَبُّ اِلَيْكِ اَوْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ فَقَالَ لَهَا عَلِيٌّ قُوْلِيْ لَا بَلْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ فَقَالَتْ فَقَالَ قُوْلِيْ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُّنْزِلَ التَّوْرَاةِ

4: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1510' ورقم الحدیث: 1511' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3551

5: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6829

وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ ان سے کوئی خادم مانگیں' آپ نے فرمایا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے (کوئی خادم) نہیں ہے۔ تو وہ واپس آ گئیں اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھ سے جو مانگا تھا تمہیں اس کا ملنا زیادہ پسند ہے یا وہ چیز زیادہ پسند ہے جو اس سے زیادہ بہتر ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم کہو! نہیں وہ زیادہ پسند ہے جو اس سے زیادہ بہتر ہے' تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہی بات کہہ دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ دعا پڑھا کرو:

''اے اللہ! سات آسمانوں کے پروردگار! عظیم عرش کے پروردگار! ہمارے پروردگار! اور ہر شے کے پروردگار! تو رات' انجیل اور قرآن مجید کو نازل کرنے والے! تو پہلا ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں تھا تو بعد والا ہے تیرے بعد کوئی نہیں ہے تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی نہیں ہے تو باطن ہے تیرے نیچے کوئی نہیں ہے تو ہماری طرف سے قرض ادا کر دے اور ہمیں فقر سے بے نیاز کر دے''۔

6- حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' پرہیز گاری' پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں''۔

7- حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ مُّوْسٰی بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! جو تو نے مجھے علم دیا ہے اس کے ذریعے مجھے نفع عطا فرما اور مجھے اس چیز کا علم عطا فرما جو مجھے نفع دے اور میرے علم میں اضافہ فرما اور ہر حال میں ہر طرح کی حمد اللہ کے لئے ہے اور میں جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

8- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ یَزِیْدَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ

7: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6842' ورقم الحدیث: 6843' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3489

8: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَخَافُ عَلَيْنَا وَقَدْ اٰمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَقَالَ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ يُقَلِّبُهَا وَاَشَارَ الْاَعْمَشُ بِاِصْبَعَيْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ''۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ہمارے بارے میں اندیشے کا شکار ہیں؟ جب کہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں ہم نے اس چیز کی تصدیق کی ہے جو آپ لے کر آئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دل رحمٰن کی دوانگلیوں کے درمیان ہے وہ انہیں گھما (سکتا) ہے''۔

اعمش نامی راوی نے اپنی دوانگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا۔

9-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِىْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِىْ صَلَاتِىْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' آپ مجھے ایسی دعا کے بارے میں بتائیں جو میں نماز میں مانگا کروں تو آپ نے فرمایا: تم یہ پڑھا کرو۔

''اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے علاوہ گناہوں کی بخشش اور کوئی نہیں کر سکتا اور اپنی طرف سے مجھے مغفرت عطا کر

دے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو مغفرت کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے''۔

10-حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِىْ مَرْزُوْقٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِىِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَصًا فَلَمَّا رَاَيْنَاهُ قُمْنَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا كَمَا يَفْعَلُ اَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ لَنَا قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ قَالَ فَكَاَنَّمَا اَحْبَبْنَا اَنْ يَّزِيْدَنَا فَقَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ جَمَعْتُ لَكُمُ الْاَمْرَ

9: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 834' ورقم الحدیث: 6326' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6809' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3531' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1301

10: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5230

◆◆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ عصا سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جب ہم نے آپ کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں ہم نے عرض کی: آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں (تو بڑی نوازش ہوگی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

''اے اللہ! ہمیں بخش دے ہم پر رحم کر ہم سے راضی ہو جا ہماری (نیکیاں) قبول کر لے اور ہمیں جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے نجات عطا کر دے اور ہمارے تمام معاملات کو ہمارے لئے ٹھیک کر دے''۔

راوی بیان کرتے ہیں' ہماری یہ خواہش ہوئی کہ آپ ہمارے لئے مزید دعا کریں تو آپ نے فرمایا:

کیا میں نے تمہارے لئے تمام معاملات کو جمع نہیں کر دیا؟

11- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ایسا علم جو نفع نہ دے' ایسا دل جو ڈرتا نہ ہو ایسا نفس جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا جو قبول نہ ہوتی ہو''۔

بَاب مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ جن چیزوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی

12- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِىْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں جہنم کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے' قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے' خوشحالی کے فتنے کے شر سے۔

11: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1548' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5482' ورقم الحدیث: 5552

12: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6801' اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6275' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6811

غربت کے فتنے کے شر سے اور دجال کے فتنے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو اولوں اور برف کے پانی کے ذریعے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کردے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ رکھ دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! میں کاہلی' سٹھیا جانے والے بڑھاپے' گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

13-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ دُعَاءٍ كَانَ یَدْعُو بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ

◆◆ فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس دعا کے بارے میں دریافت کیا: جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے تو انہوں نے بیان کیا آپ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں نے جو عمل کیا ہے اس کے شر سے اور جو عمل نہیں کیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

14-حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَیْمٍ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدُ الْخَرَّاطُ عَنْ كُرَیْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

15-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ مِنْ فِرَاشِهٖ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ

13: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6833' ورقم الحدیث: 6836' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1550' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1306' ورقم الحدیث: 5540' ورقم الحدیث: 5541

14: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

15: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1090' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 879' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 169' ورقم الحدیث: 1099

بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ایک دن رات کے وقت میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پہ غیر موجود پایا۔ میں نے آپ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں پر پڑا۔آپ اس وقت جائے نماز پر تھے۔آپ نے اپنے پاؤں کھڑے کیے ہوئے تھے (یعنی آپ سجدے کے عالم میں تھے) اور آپ یہ پڑھ رہے تھے:

''اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں اور عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری ذات کے حوالے سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری تعریف بیان نہیں کرسکتا جیسے تو نے اپنی تعریف خود بیان کی ہے''۔

16- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَنْ تَظْلِمَ اَوْ تُظْلَمَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: غربت' قلت' ذلت اور یہ کہ تم ظلم کرو یا تمہارے اوپر ظلم کیا جائے' ان سب چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

ظلم کے معنی ومفہوم کا بیان

ظلم " کے لغوی معنی ہیں " کسی چیز کو بے موقع اور بے محل رکھنا "یعنی جس چیز کی جو جگہ اور جو محل ہو اس کو وہاں کی بجائے دوسری جگہ اور دوسرے محل میں رکھنا! اور یہ مفہوم ہر اس چیز کو شامل ہے جو اپنی حد سے تجاوز کر جائے اور اس کو جس طرح واقع ہونا چاہئے اس کے بجائے زیادتی یا نقصان کے ساتھ بے جا اور بے وقت واقع ہو چنانچہ جس چیز کو عام اصطلاح میں جور و تعدی یا زور، زبردستی اور ستم کرنا کہتے ہیں اس کے بھی یہ معنی ہیں اور شریعت میں بھی ظلم وغیرہ کے یہ معنی مراد لئے جاتے ہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ موقعہ محل سے شرعی موقع ومحل مراد لیا جائے یعنی شرعی طور پر ظلم وغیرہ کے یہ معنی مراد لئے جاتے ہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ موقع ومحل سے شرعی موقع ومحل مراد لیا جائے یعنی شرعی طور پر ظلم وغیرہ کا اطلاق اس چیز پر ہوگا جو شرعی محل سے بلاوجہ شرعی تجاوز کر جائے۔

ظلم کے سبب آخرت میں تاریکی ہونے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ظلم کرنا قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1047)

مطلب یہ ہے کہ ظلم کو قیامت کے دن میدان حشر میں تاریکیاں اس طرح گھیرے ہوئے ہوں گی کہ وہ اس نور سے محروم رہے

16: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5476' ورقم الحدیث: 5478' ورقم الحدیث: 5479

گا جو مومن کو نصیب ہوگا اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں فرمایا۔

آیت (یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ ،الحدیث:12)۔یعنی قیامت کے دن مومنین کا نوران کے آگے آگے اور دائیں طرف دوڑتا ہوگا جس کی روشنی میں وہ اپنی منزل پائیں گے۔بعض حضرات کہتے ہیں کہ ظلمات (تاریکیوں) سے آخرت کے وہ شدائد (تکالیف ومشکلات) اور عذاب مراد ہیں جن سے قیامت کے دن واسطہ پڑے گا اور جن میں اہل دوزخ مبتلا ہوں گے) چنانچہ قرآن کریم میں بھی بعض جگہ ظلمات کے معنی شدائد مراد لئے گئے ہیں جیسا کہ ایک آیت میں فرمایا گیا ہے آیت (قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ،(الانعام:63)(کہہ دیجئے کہ تمہیں جنگل اور دریا کی تکلیف ومشکلات سے کون نجات دیتا ہے)۔

ظالموں سے دور رہنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام حجر سے گزرے تو (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا کہ "تم ان لوگوں کے مکانات (کے کھنڈرات) میں نہ گھسنا جنہوں نے (کفر اختیار کر کے اور اپنی طرف بھیجے گئے اللہ کے پیغمبر علیہم السلام کو جھٹلا کر) خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے الا یہ کہ تم رونے والے ہو (یعنی اگر تم ان کھنڈرات کی صورت میں اس بدنصیب قوم کا المناک انجام دیکھ کر اور ان لوگوں کے سیاہ کارناموں کو یاد کر کے عبرت حاصل کرنا چاہو تو اس جگہ کو دیکھ سکتے ہو نیز تم اس جگہ سے غفلت ولاپرواہی کے ساتھ نہ گزرو) کہ مبادا تم پر بھی وہی مصیبت نازل ہو جائے جو ان پر نازل ہوئی تھی (کیونکہ ایسی جگہوں سے غفلت وبے پروائی کے ساتھ گزرنا اور عبرت نہ پکڑنا قساوت قلبی اور خوف اللہ کے فقدان کی علامت ہے اور یہ چیز عذاب الٰہی کے نازل ہونے کا باعث بن سکتی ہے، یا یہ مراد ہے کہ تم یہاں اللہ کا خوف کھاؤ اور اور عبرت پکڑو کہ مبادا تم سے بھی وہی اعمال صادر ہونے لگیں جو اس قوم کے لوگوں کا شیوہ تھے اور پھر تمہیں بھی سزا بھگتنی پڑے) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا اور تیز تیز چل کر اس علاقہ سے گزر گئے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1049)

حجر اس جگہ کا نام ہے جو مشہور پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کا مسکن تھی! حجاز کے شمالی علاقہ میں، جس کا نام مدین ہے، ایک تاریخی وادی ہے جس کا نام وادی قری ہے اسی وادی میں تبوک سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر یہ جگہ واقع ہے یہاں قوم ثمود کی بستیاں تھیں، اس قوم نے جب طغیانی وسرکشی میں حد سے تجاوز کیا اور اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کے بنائے ہوئے راستہ پر چلنے کے بجائے ان کو جھٹلایا، ان کو سخت تکلیفیں پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تو اس قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور ان کی ساری بستیاں تباہ کر دی گئیں، ان بستیوں کے آثار وکھنڈرات اب بھی موجود ہیں اور زبان حال سے عبرت پذیر لوگوں کو قوموں کے عروج وزوال کی داستان سناتے ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ کے لئے تبوک جا رہے تھے یا غزوہ سے فارغ ہو کر وہاں سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اسی علاقہ سے ہوا، چنانچہ اس حدیث کا تعلق اسی وقت سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے سر پر چادر ڈال کر اس جگہ سے جلدی گزرنا جیسا کہ کسی جگہ سے کوئی خوفزدہ شخص جلد سے جلد گزر جاتا

ہے، اس وجہ سے تھا تا کہ آپ کی نظر مبارک اس تباہ شدہ قوم کے مکانات کھنڈرات پر نہ پڑے۔ اور حقیقت میں آپ کا یہ عمل مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے تھا تا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں۔

چنانچہ آپ نے پہلے تو قول کے ذریعہ لوگوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا اور پھر از راہ تاکید اپنے فعل کے ذریعہ بھی توجہ دلائی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے اس طرح گزرنا اس بناء پر تھا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوف اللہ کا نہایت غلبہ رہتا تھا اور عذاب الٰہی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ لرزاں کر دیا کرتے تھے جیسا کہ ایک ارشاد میں فرمایا۔ انا اعلمکم باللہ واخشاکم۔ میں تم سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس جگہ نہ تو کچھ کھائیں اور نہ وہاں کا پانی پئیں۔ بہرحال حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے سرکش بندوں اور ظالموں کے مکانات اور ان کی جگہوں میں نہ تو رہائش اختیار کی جائے اور نہ ان کے علاقوں کو اپنا وطن بنایا جائے۔

قیامت کے دن ظالم سے بدلہ لیے جانے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق رکھتا ہو اور وہ حق خواہ (غیبت و برائی کرنے اور روحانی وجسمانی ایذاء رسانی وغیرہ کی صورت میں) آبروریزی کا ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو (جیسے کوئی مالی مطالبہ یا ناحق خون وغیرہ) تو اس کو چاہئے کہ وہ اس حق کو آج ہی کے دن (یعنی اسی دنیا میں) معاف کرالے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے یعنی قیامت کا دن کہ جس میں وہ نہ تو درہم رکھتا ہوگا نہ دینار (کہ جو اس حق کے بدلہ کے طور پر دے سکے) اگر (اس نے اپنے حق کو معاف کر دیا تو بہتر ہے ورنہ پھر) ظالم کے اعمال نامہ میں جو کچھ نیکیاں ہوں گی تو ان میں سے اس کے ظلم کے برابر یا واجب حق کے بقدر نیکیاں لے لی جائیں گی (اور مظلوم یا حق دار کو دے دی جائیں گی) اور اگر وہ کچھ بھی نیکیاں نہیں رکھتا ہوگا تو اس صورت میں اس مظلوم یا حق دار کے گناہوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) گناہ لے کر ظالم پر لاد دیئے جائیں گے۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1050)

آخرت میں ظالم سے اس کے ظلم کا بدلہ اس طرح لیا جائے گا کہ اگر اس کے اعمال نامہ میں کچھ نیکیاں ہوں گی تو وہ مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر وہ اپنے اعمال نامہ میں نیکیاں نہیں رکھتا ہوگا تو اس صورت میں مظلوم کے وہ گناہ جو اس نے دنیا میں کئے ہوں گے اس ظالم پر لاد دیئے جائیں گے چنانچہ وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگتے ہی گا مزید برآں مظلوم کے گناہوں کے عذاب میں بھی مبتلا ہوگا اور مظلوم کو اس عذاب سے نجات دے دی جائے گی جس کا وہ ان گناہوں کی وجہ سے مستوجب ہوتا۔ حدیث کے یہ الفاظ کہ "وہ نہ درہم رکھتا ہوگا نہ دینار" اس طرف اشارہ کرتے ہیں جس شخص نے کسی پر کوئی ظلم وزیادتی حق تلفی کی ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہر حالت میں مظلوم یا حق دار سے اس ظلم یا حق کو ضرور معاف کرالے خواہ اس معافی کے عوض روپیہ پیسہ خرچ کرنا پڑے اور اس دنیا ہی میں معافی تلافی کا ہو جانا اس سے کہیں زیادہ بہتر اور آسان ہے کہ عدم معافی کی صورت میں اس کی نیکیاں لے لے یا اپنے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دے۔ "اس کے ظلم یا واجب حق کے بقدر" کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ کمیت

اور کیفیت کے اعتبار سے ان نیکیوں اور گناہوں کی مقدار کا تعین علم الٰہی کے سپرد ہے، یعنی وہی بہتر جانتا ہے کہ ان نیکیوں اور گناہوں کا لینا دینا کس طرح اور کس اعتبار سے ہوگا۔

ابن ملک رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جن نیکیوں اور برائیوں کا لینا دینا ہوگا، ہوسکتا ہے کہ وہ اس موقع پر نفس اعمال ہوں گے جن کو جواہر کی مانند مجسم کر کے پیش کیا جائے گا۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ ایک دوسرے کو وہ نعمتیں یا عذاب ملیں جو ان نیکیوں یا برائیوں کی جزا وسزا کے طور پر حق تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے حق داروں کو ان کے حقوق ادا کیے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ بکری کا قصاص (بدلہ) سینگ دار بکری سے لیا جائے گا۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1052)

مطلب یہ ہے کہ اس دن (میدان حشر میں) اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف اس حد تک کارفرما ہوگا کہ آدمیوں کے حقوق کا بدلہ تو لیا ہی جائے گا لیکن حیوانات کہ جن کو انسان کی طرح مکلّف قرار نہیں دیا گیا ہے ان سے بھی حق تلفی کا بدلہ لیا جائے گا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ قصاص یعنی بدلہ (جس کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں ہے) اس طرح کا قصاص نہیں ہے جو مکلّف سے لیا جاتا ہے بلکہ اس سے مقابلہ کا قصاص مراد ہے لیکن ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس کو مقابلہ کا قصاص قرار دینا محل نظر ہے اور یہ کوئی صحیح بات نہیں ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ اس قصاص سے بھی وہی قصاص مراد ہے، جو مکلّف سے لیا جاتا ہے مگر اس پر یہ اشکال واقع ہوگا کہ حیوان مکلّف نہیں ہوتا لہٰذا اس سے قصاص کس طرح لیا جائے گا؟ اس کا مختصر جواب ہے یہ کہ اول تو اللہ تعالیٰ فعال لما یرید ہے اس اعتبار سے وہ اپنی مرضی کا مالک اور اپنے ہر فعل پر قادر ومختار ہے لہٰذا ولا یسأل عما یفعل یعنی وہ جو کچھ کرے گا اور جس طرح کرے گا اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا دوسرے یہ کہ یہاں بکری سے قصاص لئے جانے کا ذکر درحقیقت بندوں کو اس امر سے آگاہ کرنے کے لئے ہے کہ کسی کا کوئی حق ضائع نہیں ہوگا بلکہ جو بھی شخص جس شخص کا حق مارے گا اور اس کے ساتھ ظلم کرے گا اس سے اس حق تلفی اور ظلم کا بدلہ حق دار اور مظلوم کو ضرور دلایا جائے گا۔ یہ دوسری تاویل زیادہ اچھی اور زیادہ قابل فہم ہے۔

ظالموں کی حالت افلاس کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) فرمایا "تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ تو درہم و دینار (روپیہ پیسہ) ہو اور نہ سامان واسباب (یعنی انہوں نے اپنے جواب میں مفلس اس شخص کو بتایا جو مال وزر اور روپیہ وپیسہ سے تہی دست ہو جیسا کہ عام طور پر دنیا والے سمجھتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد دنیاوی طور پر مفلس شخص کے بارے میں پوچھنا نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کا تعلق اس شخص سے ہے جو آخرت کے اعتبار سے مفلس ہو) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میری امت مرحومہ میں مفلس شخص درحقیقت وہ ہے جو قیامت کے دن میدان حشر میں (دنیا سے) نماز، روزہ اور زکوۃ (اور دوسری عبادتیں) لے کر آئے، مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے

کسی کو گالی دی تھی، کسی پر تہمت لگائی تھی کسی کو (ناحق) مارا پیٹا تھا (غرض کہ اس نے جہاں تمام مالی و بدنی عبادتیں کی تھیں وہیں ان برائیوں کا مرتکب بھی ہوا تھا چنانچہ اس کی نیکیوں میں سے (پہلے کسی ایک مظلوم و صاحب حق کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی (اس طرح اس نے دنیا میں جس کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا ہوگا اور جس جس کو ناحق ستایا ہوگا ان سب کو الگ الگ اپنے حق کے بقدر اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا یہاں تک کہ اگر اس کے ان گناہوں کا فیصلہ ہونے سے پہلے اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی (یعنی اگر اس کی تمام نیکیاں ان سب حق والوں کو دے دینے کے بعد بھی حقوق العباد کو تلف کرنے کی سزا پوری نہیں ہوگی) تو اس حق داروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1051)

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندوں کے حقوق کی پامالی کرنے والے کو آخرت میں نہ تو معافی ملے گی اور نہ اس کے حق میں شفاعت کام آئے گی، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کے لئے چاہے گا تو وہ مدعی (صاحب حق) کو اس کے مطالبہ کے مطابق اپنی نعمتیں عطا فرما کر راضی کر دے گا۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ مفلس اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال و دولت اور روپیہ پیسہ نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں مفلس وہی شخص ہے جس کے بارے میں ذکر کیا گیا، چنانچہ دنیاوی مال و دولت سے تہی دست شخص کو حقیقی مفلس نہیں کہا جا سکتا کیونکہ مال و دولت اور روپیہ پیسہ کا افلاس عارضی ہوتا ہے جو موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے بلکہ بسا اوقات زندگی ہی میں وہ افلاس، مال و دولت کی فراوانی میں تبدیل ہو جاتا ہے اس کے برخلاف حدیث میں جس افلاس کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تعلق ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی سے ہے اور اس افلاس میں مبتلا ہونے والا شخص پوری طرح ہلاک ہوگا۔

ظلم کی نحوست کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم حقیقت میں اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے (دوسروں تک اس کے ظلم کے اثرات نہیں پہنچتے) تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ بے شک ظالم اپنی ظالمانہ حرکتوں سے اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے، لیکن اس کی نحوست دوسروں کو بھی متاثر کرتی ہے یہاں تک کہ حباریٰ اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کے سبب دبلا ہو کر مر جاتا ہے" اس کو بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1060)

حباریٰ ایک پرندہ کا نام ہے جس کو اردو میں "سرخاب" کہتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پرندہ اپنے دانہ پانی کی تلاش میں بہت دور دور تک جاتا ہے، عام طور پر اس کا گھونسلہ ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں سے پانی کی جگہ کئی کئی دن کی راہ کے فاصلہ پر ہوتی ہے اور وہ اپنے گھونسلہ سے اتنے طویل فاصلہ پر جاتا ہے اور پانی پی کر اپنے گھونسلہ میں آتا ہے ایک محقق نے لکھا ہے کہ بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ بصرہ میں سرخاب کے پیٹ میں حبہ الخضر ار نامی جڑی برآمد ہوئی جب کہ وہ جڑی صرف ایک علاقہ میں پائی جاتی ہے اور وہ علاقہ بصرہ سے کئی دن کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ ظالم کے اثرات دوسروں پر اس حد تک مرتب ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی نحوست سے بارش برسانا بند کر دیتا ہے اور پانی کی قلت سے کھانے پینے کی چیزیں نایاب ہو جاتا ہیں چنانچہ انسان وحیوان کھانا پانی نہ ملنے کی وجہ سے مرنے لگتے ہیں، یہاں تک کہ سرخاب جیسا جانور بھی اپنے گھونسلے ہی میں سوکھ سوکھ کر مر جاتا ہے جو اپنے چارے و پانی کے حصول میں دور دراز کے علاقوں تک کی رسائی رکھتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سرخاب کا اپنے گھوسلے میں سوکھ سوکھ کر مر جانا قحط اور خشک سالی کی علامت ہے اور اس کے ظلم کی نحوست کے اثرات کو بیان کرنے کے لئے خاص طور پر سرخاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس شخص نے یہ کہا تھا کہ "ظالم حقیقت میں اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے "اس کی مراد یہ تھی کہ ظالم اگرچہ ظاہر میں مظلوم کو نقصان پہنچاتا ہے مگر حقیقت میں اس نقصان کا وہ خود ہی شکار ہوتا ہے کیونکہ مظلوم کا نقصان تو ایسا نقصان ہے جس پر اس کو حق تعالیٰ کی طرف سے صبر کا پھل ملے گا اور ظالم سے اس ظلم کا بدلہ لے لے گا جب کہ ظالم کے حصہ میں آخر الامر خسران وتباہی کے علاوہ کچھ نہیں آئے گا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نے اس وقت پیش آنے والے کسی قرینہ کی بناء پر اس بات کو عمومیت کے ساتھ بیان کیا کہ ظالم اپنے ظلم کے نتیجہ میں خود تو نقصان وخسران میں مبتلا ہوتا ہے لیکن اس کے ظلم کی نحوست کسی نہ کسی صورت میں دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

اغلب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بات بیان فرمائی ہے وہ خود ان کا اپنا قول نہیں ہے بلکہ یہ مضمون کسی حدیث کا ہے جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوگا یا یہ کہ ایک حدیث میں چونکہ یہ منقول ہے کہ بارش کا نہ ہونا ظلم کی نحوست کا اثر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ بارش نہ ہونے سے حیوانات کو ضرور نقصان پہنچتا ہے اس لئے انہوں نے اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے مذکورہ بات فرمائی۔

17- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللَّهَ عِلْمًا نَافِعًا وَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ سے نفع دینے والا علم مانگو اور ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے۔

18- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي الرَّجُلَ يَمُوتُ عَلَى فِتْنَةٍ لَا يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْهَا

◄► حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بزدلی' کنجوسی' سٹھیا جانے والی عمر' قبر کے عذاب اور سینے کے فتنے

17: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

18: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن"، رقم الحدیث: 1539' اخرجہ النسائی فی "السنن"، رقم الحدیث: 5458' ورقم الحدیث: 5495' ورقم الحدیث: 5496' ورقم الحدیث: 5497' ورقم الحدیث: 5498' ورقم الحدیث: 5512

سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

وکیع بیان کرتے ہیں، یعنی کوئی شخص ایسی حالت میں مرے کہ وہ کسی فتنے پر عمل پیرا ہو اور پھر وہ اللہ سے مغفرت نہ مانگے۔

بَاب الْجَوَامِعِ مِنَ الدُّعَاءِ

یہ باب جامع دعاؤں کے بیان میں ہے

19- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا اَبُوْمَالِكٍ سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَجَمَعَ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ اِلَّا الْاِبْهَامَ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعْنَ لَكَ دِيْنَكَ وَدُنْيَاكَ

◆◆ ابو مالک سعد بن طارق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں اپنے پروردگار سے مانگوں تو میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: یہ پڑھو:

''اے اللہ! میری بخشش کر دے مجھ پر رحم کر مجھے معاف کر دے مجھے رزق عطا فرما''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چار انگلیوں کو انگوٹھے کے علاوہ جمع کیا اور فرمایا: یہ تمہارے لئے دین اور دنیا کے تمام معاملات کو اکٹھا کر دیں گے۔

20- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَخْبَرَنِيْ جَبْرُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَّاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَّاَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِيْ خَيْرًا

◆◆ سیّدہ اُمّ کلثوم بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا تعلیم کی تھی۔

''اے اللہ! میں تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں وہ جلدی ہو یا دیر سے ہو وہ میرے علم میں ہو یا میرے علم میں نہ ہو۔

اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی علیہ السلام

19: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6789' ورقم الحدیث: 6790' ورقم الحدیث: 6791

20: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نے مانگی ہے اور میں ہر اس چیز سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کے بارے میں تیرے بندے اور تیرے نبی علیہ السلام نے پناہ مانگی' اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول اور اس عمل کا جو جنت کے قریب کردے اور میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس قول اور اس عمل سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس (جہنم) کے قریب کردے میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے اسے میرے حق میں بہتر کردے"۔

21- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَا تَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَتَشَهَّدُ ثُمَّ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ قَالَ حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے دریافت کیا: تم نماز میں کیا دعا مانگتے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں کلمہ شہادت پڑھتا ہوں پھر میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں پھر میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرح اچھی طرح سے دعا نہیں کرسکتا

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم بھی اسی طرح کی دعا کرتے ہیں۔

بَاب الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ

یہ باب ہے کہ عفو اور عافیت کے بارے میں دعا کرنا

22- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ اَخْبَرَنِي سَلَمَةُ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِذَا اُعْطِيتَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے پروردگار سے دنیا اور آخرت میں "عفو اور عافیت" مانگو! پھر وہ شخص دوسرے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی دعا زیادہ فضیلت والی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اپنے پروردگار سے دنیا اور آخرت میں "عفو اور عافیت" مانگو! پھر وہ شخص تیسرے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی دعا زیادہ فضیلت رکھتی ہے' آپ نے فرمایا: تم اپنے پروردگار سے دنیا اور آخرت میں "عفو اور عافیت" مانگو! جب تمہیں عفو اور عافیت دنیا اور آخرت میں عطا کردی گئی تو تم کامیاب ہوگئے۔

22: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3512

23-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَّعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يُّحَدِّثُ عَنْ اَوْسَطَ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ الْبَجَلِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَكْرٍ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا عَامَ الْاَوَّلِ ثُمَّ بَكٰى اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهٗ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّهٗ مَعَ الْفُجُوْرِ وَهُمَا فِي النَّارِ وَسَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ فَاِنَّهٗ لَمْ يُؤْتَ اَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْمُعَافَاةِ وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

◆◆ اوسط بن اسماعیل بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس وقت سنا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا آپ فرمارہے تھے' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر کھڑے ہوئے یہ ایک سال پہلے کی بات ہے' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر سچ لازم ہے کیونکہ وہ نیکی کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ دونوں جنت میں ہوں گے تم جھوٹ سے بچنا کیونکہ یہ گناہوں کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ دونوں جہنم میں ہوں گے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ''معافات'' مانگنا کیونکہ کسی بھی شخص کو یقین (یعنی ایمان) کے بعد ''معافات'' سے زیادہ بہتر اور کوئی چیز نہیں دی گئی اور تم ایک دوسرے سے حسد نہ رکھنا ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھنا ایک دوسرے سے لاتعلقی اختیار نہ کرنا ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرنا۔ اللہ کے بندے اور بھائی' بھائی بن کر رہنا۔

24-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا اَدْعُوْ قَالَ تَقُوْلِيْنَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے تم یہ دعا مانگنا:

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے تو مجھے معاف کردے''۔

25-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ دَعْوَةٍ يَّدْعُوْ بِهَا الْعَبْدُ اَفْضَلَ مِنَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ جو دعا مانگتا ہے اس میں اس سے زیادہ فضیلت اور کوئی دعا نہیں رکھتی۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں ''معافات'' کا سوال کرتا ہوں۔''

323: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

24: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3513

25: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَاب اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهٖ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص دعا مانگے تو اپنی ذات سے آغاز کرے

26- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاَخَا عَادٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ہم پر اور ''عاد'' کی طرف (مبعوث ہونے والے نبی حضرت ہود علیہ السلام) پر رحم کرے۔

بَاب يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَّا لَمْ يَعْجَلْ

یہ باب ہے کہ کسی بھی شخص کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرتا

27- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي عُبَيْدٍ مَّوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَّا لَمْ يَعْجَلْ قِيْلَ وَكَيْفَ يَعْجَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَلَمْ يَسْتَجِبِ اللّٰهُ لِيْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرتا عرض کی گئی' جلد بازی کا مظاہرہ کس طرح ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مگر اس نے میری دعا قبول نہیں کی۔

بَاب لَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ

یہ باب ہے کہ کوئی بھی شخص یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر دے

28- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ فِي الْمَسْاَلَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا مُكْرِهَ لَهٗ

26: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

27: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6340' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6869' ورقم الحدیث: 6870' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:

28' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3387

29: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت کردے! آدمی کو پرعزم طریقے سے مانگنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

بَاب اسْمِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ

یہ باب اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے بیان میں ہے

30-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِىْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) وَفَاتِحَةِ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ

سیّدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے:

''اور تمہارا ایک معبود ہے' اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ رحمٰن اور رحیم ہے''

اور دوسری سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیت ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ (البقرہ:۱۶۳)

واحد کا معنی اور لا الہ اللہ پڑھنے کی فضیلت

اس سے پہلی آیات میں حضرت سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کا بیان کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہود اپنی کتابوں میں آپ کی نبوت کو چھپاتے تھے اس آیت میں اللہ کی الوہیت اور توحید کو بیان فرمایا ہے اور ظاہر فرمایا ہے یہود اللہ تعالیٰ کی توحید کو چھپاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا معنی یہ ہے کہ الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور عبادت کا مستحق ہونے میں وہ منفرد ہے اور اس کی کسی صفت میں کوئی اس کا مثیل شبیہ اور نظیر نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ہم البقرہ:۲۱ میں دلائل بیان کر چکے ہیں:

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کا آخری کلام ہو۔ لا الہ الا اللہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۸۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ) اس حدیث کا امام ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (جامع ترمذی ص ۱۶۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) امام حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایات نہیں کیا لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔ (المستدرک ج ۱ ص ۳۵۱ مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: شبلی سے منقول ہے کہ وہ صرف اللہ کہتے تھے لا الہ الا اللہ نہیں کہتے تھے جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: مجھے خوف ہے کہ میں نے لا الہ کہا اور اسی وقت مرگیا اور الا اللہ پر نہ پہنچ سکا تو خدا کی نفی کرتا ہوا مروں گا لیکن یہ انکی محض علمی

30: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1496' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3478

موشگافی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے مقصود دل سے اللہ کو ماننا ہے اگر کوئی شخص دل سے اللہ کو مانتا ہو اور لا الہ الا اللہ کہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور صرف لا الہ پر اس کو موت آ جائے تو وہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بشارت کے مطابق اہل جنت میں سے ہوگا اس لیے وہی پڑھنا چاہیے جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تعلیم دی ہے اور اپنی طرف سے باریکیاں نہیں نکالنی چاہیے۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۱۹۱ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

ملا علی قاری لکھتے ہیں: شیخ محی الدین ابن العربی نے کہا ہے کہ مجھے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جس کے لیے پڑھا گیا اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی میں نے ستر ہزار بار یہ کلمہ پڑھ لیا تھا اور کسی کے لیے خصوصی نیت نہیں کی تھی ایک مرتبہ میں ایک کھانے کی دعوت میں پہنچا وہاں ایک نوجوان کشف میں مشہور تھا کھانے کے دوران وہ رونے لگا میں نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: میں نے اپنی ماں کو عذاب میں گرفتار دیکھا ہے میں نے دل ہی دل میں ان ستر ہزار کلمات کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا اور اب وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا: اب میں نے اپنی ماں کو اچھے حال میں دیکھا ہے تو مجھے اس حدیث کی صحت کا اس نوجوان کے کشف سے یقین ہوا اور اس کے کشف کی صحت کا اس حدیث سے یقین ہو گیا۔ (مرقات ج ۳ ص ۹۹۔۹۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز میں قرآن کریم پڑھ رہا ہے اور اپنی آواز بلند کر رہا ہے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا اس شخص کو آپ ریا کار نہیں کہیں گے؟ (یعنی کیا یہ شخص منافق نہیں کہ دکھانے سنانے کے لئے اتنے زور زور سے قرآن کریم پڑھ رہا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔

بلکہ مومن جو (غفلت سے ذکر کی طرف) رجوع کر رہا ہے۔ بریدہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ (یعنی وہ شخص جن کے بارہ میں اوپر ذکر ہوا کہ وہ بآواز بلند قرآن پڑھتے تھے حضرت ابوموسیٰ تھے) بآواز بلند قرآن کریم پڑھتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قرات سنتے رہے پھر ابوموسیٰ (یا تو تشہد میں نماز کے بعد دعا کے لئے بیٹھے) اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض رساں ہوئے اے الٰہی! میں تجھ کو گواہ بنا کر تیرے حق میں یہ اعتقاد و اقرار کرتا ہوں۔ کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایسا یکتا و بے نیاز ہے کہ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ سے اس کے نام کے ساتھ سوال کیا ایسا نام کہ جب اس کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے تو اللہ وہ سوال پورا کرتا ہے اور جب اس کے ذریعہ دعا مانگی جاتی ہے تو دعا قبول کرتا ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو یہ بات سنی ہے اسے ابوموسیٰ تک پہنچا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے ابوموسیٰ تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ آج کے دن سے تم میرے سچے بھائی ہو کہ تم نے رسول کریم کا یہ ارشاد مجھ تک پہنچایا ہے۔ (رزین، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 822)

اسم اعظم کے تعین کے بارہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ بعض حضرات نے تو لفظ اللہ کو اسم اعظم کہا ہے کچھ علماء کہتے

ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اسم اعظم ہے کچھ لوگوں نے لفظ "ہو" کو اسم اعظم کہا ہے بعض حضرات نے الحی القیوم کو بعض حضرات نے مالک الملک کو بعض حضرات نے کلمہ توحید کو اور بعض حضرات نے اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش العظیم کو اس اعظم کہا ہے۔
حضرت امام زین العابدین کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ مجھے اسم اعظم بتائے تو انہیں خواب میں دکھایا گیا کہ اسم اعظم لا الہ الا اللہ ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اسم اعظم اسماء حسنی میں مخفی ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اللّٰھم اسم اعظم ہے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ جس شخص نے اللّٰھم کہا اس نے گویا اللہ سے اس کے تمام ناموں کے ذریعے (دعا مانگی اسی طرح کا قول حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے۔ بعض حضرات الم کو اسم اعظم قرار دیتے ہیں۔

بعض حضرات مثلاً امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ جو شخص اسماء الٰہی میں سے کسی بھی اسم کے ساتھ اللہ کو اس طرح بطریق حضور استغراق یاد کرے کہ اس وقت اس کے باطن میں اس اسم کے علاوہ اور کچھ نہ ہو تو وہی اسم اعظم ہے اور اس کے ذریعہ مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابوسلیمان درانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ کامل سے پوچھا کہ اسم اعظم کون سا ہے؟ تو انہوں نے پوچھا کیا تم اپنے دل کو جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ جب تم یہ دیکھو کہ تمہارا دل اللہ کی طرف متوجہ اور نرم یعنی ترساں ولرزاں ہو گیا ہے تو اس وقت اللہ سے اپنی حاجت مانگو یہی اسم اعظم ہے۔

منقول ہے کہ حضرت ابوالربیع سے کسی نے کہا کہ مجھے اسم اعظم کے بارہ میں بتائیے تو انہوں نے کہا کہ یہ لکھو اطع اللہ یعطیک ،یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو وہ تمہاری ہر درخواست قبول کرے گا اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی اسم اعظم ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

31- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ اسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِي اِذَا دُعِيَ بِهِ اَجَابَ فِي سُوَرٍ ثَلَاثٍ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ وَطٰه

◆◆ قاسم بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم وہ ہے' جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو وہ دعا قبول کرتا ہے یہ تین سورتوں میں ہے سورۃ البقرہ' سورۃ آل عمران اور سورہ طٰہٰ۔

32- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعِيسَى بْنِ مُوسٰى فَحَدَّثَنِي اَنَّهُ سَمِعَ غَيْلَانَ بْنَ اَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ عمرو بن ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' میں نے اس بات کا تذکرہ عیسیٰ بن موسیٰ سے کیا تو انہوں نے مجھے حدیث سنائی کہ انہوں نے غیلان بن انس کو قاسم کے حوالے سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کی مانند

31: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حدیث نقل کرتے ہوئے سنا ہے۔

اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا بیان

33-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِي اِذَا سُئِلَ بِهِ اَعْطَى وَاِذَا دُعِيَ بِهِ اَجَابَ

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وسیلے سے کہ تو اللہ تعالیٰ ہے' بے نیاز ہے' ایک ہے' وہ ذات ہے' جسے کسی نے جنم نہیں دیا اور نہ ہی اسے جنم دیا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ''اسم اعظم'' کے وسیلے سے دعا مانگی ہے۔ وہ ''اسم اعظم'' کہ جب اس کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور جو مانگا جائے عطا کرتا ہے۔

شرح

زیادہ صحیح بات تو یہی ہے کہ اسم اعظم اللہ کے اسماء میں پوشیدہ ہے تعین کے ساتھ اس کا کسی کو علم نہیں ہے جیسا کہ لیلۃ القدر لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے اور قطب ربانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے قول کے مطابق اس شرط کے ساتھ کہ زبان سے جب اللہ ادا ہو تو دل میں اللہ کے علاوہ اور کچھ نہ ہو یعنی اس اسم پاک کی تاثیر اسی وقت ہوگی جب کہ اللہ کو پکارتے وقت دل ماسوا اللہ سے بالکل خالی ہو۔ اس اسم اعظم کے سلسلہ میں علماء کے اور بھی اقوال ہیں چنانچہ باب کے آخر میں وہ اسماء نقل کئے جائیں گے جن کو علماء نے اپنی اپنی رائے و تحقیق کے مطابق اسم اعظم کہا ہے۔ علماء نے سوال اور دعا میں یہ فرق نقل کیا ہے کہ سوال کے معنی ہیں طلب کرنا جیسے کہ کہا جائے اللھم اعطنی (اے اللہ مجھے فلاں چیز عطا کر) اس اس کے جواب میں اللہ کی طرف سے اس کا دینا اور دعا کے معنی ہیں پکارنا جیسے کہ کہا جائے یا اللہ اور اس کے جواب میں اللہ کی طرف سے اجابت یعنی قبول کرنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ بندہ کی پکار پر فرمائے۔ لبیک عبدی، ہاں اے میرے بندے۔

34-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا اَبُو خُزَيْمَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَقَالَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِي

33: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1492' ورقم الحدیث: 1493' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3475

34: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِىَ بِهٖ اَجَابَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وسیلے سے کہ حمد تیرے لئے ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے صرف تو معبود ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے تو جلال اور اکرام والا ہے۔''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ سے اس ''اسم اعظم'' کے وسیلے سے مانگا ہے کہ جب اس کے وسیلے سے مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے۔

35- حَدَّثَنَا اَبُوْيُوْسُفَ الصَّيْدَلَانِىُّ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الرَّقِّىُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْفَزَارِىِّ عَنْ اَبِىْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ الْجُهَنِىِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِىْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ قَالَتْ وَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ هَلْ عَلِمْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ دَلَّنِىْ عَلَى الِاسْمِ الَّذِىْ اِذَا دُعِىَ بِهٖ اَجَابَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ فَعَلِّمْنِيْهِ قَالَ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِىْ لَكِ يَا عَائِشَةُ قَالَتْ فَتَنَحَّيْتُ وَجَلَسْتُ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَاْسَهٗ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْهِ قَالَ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِىْ لَكِ يَا عَائِشَةُ اَنْ اُعَلِّمَكِ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِىْ لَكِ اَنْ تَسْاَلِيْنَ بِهٖ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا قَالَتْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّاْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَ لِىْ وَتَرْحَمَنِىْ قَالَتْ فَاسْتَضْحَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ لَفِى الْاَسْمَاءِ الَّتِىْ دَعَوْتِ بِهَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے:

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے اسم جو پاک ہے پاکیزہ ہے برکت والا ہے اور جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔ وہ اسم کہ جب اس کے وسیلے سے تجھ سے دعا کی جائے تو دعا قبول کرتا ہے اور جب مانگا جائے تو عطا کرتا ہے اور جب تجھ سے رحم مانگا جائے تو رحم کرتا ہے اور جب تجھ سے کشادگی مانگی جائے تو کشادگی عطا کرتا ہے' اس اسم اعظم کے وسیلے سے میں تجھ سے دعا کرتا ہوں) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم جانتی ہو؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اسم کے بارے میں بتا دیا ہے کہ جب اس اسم کے وسیلے سے مانگا جائے تو وہ عطا کرتا ہے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے بھی وہ بتا دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تمہارے لئے مناسب نہیں ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں ایک طرف ہٹ گئی اور

35: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

تھوڑی دیر بیٹھی رہی۔ پھر میں اُٹھی میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بھی اس کی تعلیم دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تمہارے لئے مناسب نہیں کہ میں تمہیں اس کی تعلیم دوں اور نہ ہی یہ تمہارے لئے مناسب ہے کہ تم اس کے وسیلے سے دنیا کی کوئی چیز مانگنا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پھر میں اُٹھی میں نے وضو کیا اور دو نفل ادا کیے پھر میں نے دعا کی:

''اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھے رحمٰن کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھے ''بر'' و ''رحیم'' کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تیرے اسماء کے وسیلے سے تجھ سے دعا کرتی ہوں ان تمام اسماء کے وسیلے سے جو میرے علم میں ہیں اور جو میرے علم میں نہیں ہیں' تو میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر''۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے پھر آپ نے فرمایا: وہ اسم اعظم ان اسماء میں سے ایک ہے جن کے وسیلے سے تم نے دعا کی ہے۔

بَاب اَسْمَآءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب اللہ تعالیٰ کے اسماء کے بیان میں ہے

36- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے 99 نام ہیں۔ یعنی ایک کم 100 جو انہیں یاد کرلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

شرح

اس حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں تو اس سے حصر اور تحدید مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بس اتنے ہی نام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت نام ہیں چنانچہ آگے صفحات میں ننانوے اسماء مبارک کے بعد کچھ اور نام بھی ذکر کیے جائیں گے انشاء اللہ بلکہ یہاں ننانوے کا عدد ذکر کرنے سے مراد اور مقصود یہ ہے کہ حدیث میں اسماء باری تعالیٰ کی جو خاصیت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص انہیں یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ انہیں ننانوے ناموں کے ساتھ مخصوص ہے۔ لفظ احصاھا کے بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں بخاری وغیرہ نے اس کے معنی وہی لکھے ہیں جو ترجمہ سے ظاہر ہیں۔ یعنی ان ناموں کو یاد کیا اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں احصاھا کی بجائے حفظھا ہی منقول ہے بعض علماء لکھتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں ان کو پڑھا یا ایمان لایا۔ یا ان کے معانی جانے اور ان کے معانی پر عمل کیا۔ ھو وتر یحب الوتر۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق اعمال واذکار کو پسند کرتا ہے

36: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اعمال میں اس عمل کو پسند کرتا ہے جس کی بنیاد اخلاص پر ہو جو محض اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔

37- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُنْذِرِ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا اِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهِيَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْمَلِكُ الْحَقُّ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْعَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْبَارُّ الْمُتَعَالِ الْجَلِيْلُ الْجَمِيْلُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْقَادِرُ الْقَاهِرُ الْعَلِيُّ الْحَكِيْمُ الْقَرِيْبُ الْمُجِيْبُ الْغَنِيُّ الْوَهَّابُ الْوَدُوْدُ الشَّكُوْرُ الْمَاجِدُ الْوَاجِدُ الْوَالِي الرَّاشِدُ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ التَّوَّابُ الرَّبُّ الْمَجِيْدُ الْوَلِيُّ الشَّهِيْدُ الْمُبِيْنُ الْبُرْهَانُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْبَاعِثُ الْوَارِثُ الْقَوِيُّ الشَّدِيْدُ الضَّارُّ النَّافِعُ الْبَاقِي الْوَاقِي الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ الْمُقْسِطُ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ الْقَائِمُ الدَّائِمُ الْحَافِظُ الْوَكِيْلُ الْفَاطِرُ السَّامِعُ الْمُعْطِي الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ الْمَانِعُ الْجَامِعُ الْهَادِي الْكَافِي الْاَبَدُ الْعَالِمُ الصَّادِقُ النُّوْرُ الْمُنِيْرُ التَّامُّ الْقَدِيْمُ الْوِتْرُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ قَالَ زُهَيْرٌ فَبَلَغَنَا مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ اَوَّلَهَا يُفْتَحُ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں' ایک کم سو وہ طاق ہے اور طاق چیز کو پسند کرتا ہے اور جو شخص ان اسماء کو یاد کرلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ وہ نام یہ ہیں۔ اللہ' ایک' بے نیاز' پہلا' آخر والا' ظاہر و باطن' پیدا کرنے والا' پیدا کرنے والا' صورت دینے والا' بادشاہ' حق' سلامتی دینے والا' امن دینے والا' حفاظت کرنے والا' غالب' زبردست' کبریائی والا' رحمٰن و رحیم' لطف کرنے والا' جاننے والا' سننے والا' دیکھنے والا' علم رکھنے والا' عظمت والا' عظیم' جلیل' جمیل' زندہ' قیوم' قدرت رکھنے والا' زبردست' بلند' حکمت رکھنے والا' قریب' قبول کرنے والا' بے نیاز' بہت زیادہ عطا کرنے والا محبت کرنے والا' شکر قبول کرنے والا بزرگی والا' عظیم' مددگار' ہدایت عطا کرنے والا' معاف کرنے والا' مغفرت کرنے والا' بردبار' معزز' توبہ قبول کرنے والا' پروردگار' بزرگ' نگران' حاضر' واضح کرنے والا' برہان' مہربان' رحم کرنے والا' (مخلوق کا) آغاز کرنے والا' (ان کی تخلیق) دوبارہ کرنے والا' بھیجنے والا' وارث' طاقت ور' زبردست' نقصان پہنچانے والا' نفع دینے والا' باقی رہنے والا' پستی دینے والا' بلندی عطا کرنے والا' تنگی دینے والا' فراخی دینے والا' عزت دینے والا' ذلت دینے والا' انصاف کرنے والا' بہت زیادہ رزق دینے والا' زبردست قوت کا مالک' بذات خود قائم' ہمیشہ رہنے والا' نگران' کارساز' (بالکل آغاز میں) تخلیق کرنے والا' سننے والا' عطا کرنے والا' زندگی دینے والا' موت دینے والا' روکنے والا' اکٹھا کرنے والا' ہدایت دینے والا' کفایت کرنے والا' ہمیشہ رہنے والا' علم والا' سچا' نور'

37: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

روشنی دینے والا، مکمل، قدیم، طاق، ایک، بے نیاز، جس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور جس کو جنم نہیں دیا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔
زہیر نامی راوی بیان کرتے ہیں، کئی اہل علم کے حوالے سے ہمیں یہ بات پتہ چلی ہے کہ آدمی ان کے آغاز میں یہ پڑھے:
''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے اور حمد بھی اُسی کے لیے مخصوص ہے۔ ہر طرح کی بھلائی اُسی کے دستِ قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اُس کے اچھے نام ہیں''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان ناموں کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا وہ اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اسم ذات اللہ کے علاوہ ننانوے نام یہ ہیں۔ (۱) الرحمٰن (۲) الرحیم (۳) الملک (۴) القدوس (۵) السلام (۶) المومن (۷) المہیمن (۸) العزیز (۹) الجبار (۱۰) المتکبر (۱۱) الخالق (۱۲) الباری (۱۳) المصور (۱۴) الغفار (۱۵) القہار (۱۶) الوہاب (۱۷) الرزاق (۱۸) الفتاح (۱۹) العلیم (۲۰) القابض (۲۱) الباسط (۲۲) الخافض (۲۳) الرافع (۲۴) المعز (۲۵) المذل (۲۶) السمیع (۲۷) البصیر (۲۸) الحکم (۲۹) العدل (۳۰) اللطیف (۳۱) الخبیر (۳۲) الحلیم (۳۳) العظیم (۳۴) الغفور (۳۵) الشکور (۳۶) العلی (۳۷) الکبیر (۳۸) الحفیظ (۳۹) المقیت (۴۰) الحسیب (۴۱) الجلیل (۴۲) الکریم (۴۳) الرقیب (۴۴) المجیب (۴۵) الواسع (۴۶) الحکیم (۴۷) الودود (۴۸) المجید (۴۹) الباعث (۵۰) الشہید (۵۱) الحق (۵۲) الوکیل (۵۳) القوی (۵۴) المتین (۵۵) الولی (۵۶) الحمید (۵۷) المحصی (۵۸) المبدی (۵۹) المعید (۶۰) المحی (۶۱) الممیت (۶۲) الحی (۶۳) القیوم (۶۴) الواجد (۶۵) الماجد (۶۶) الواحد (۶۷) الاحد (۶۸) الصمد (۶۹) القادر (۷۰) المقتدر (۷۱) المقدم (۷۲) المؤخر (۷۳) الاول (۷۴) الآخر (۷۵) الظاہر (۷۶) الباطن (۷۷) الوالی (۷۸) المتعال (۷۹) البر (۸۰) التواب (۸۱) المنتقم (۸۲) العفو (۸۳) الرؤف (۸۴) مالک الملک (۸۵) ذوالجلال والاکرام (۸۶) المقسط (۸۷) الجامع (۸۸) الغنی (۸۹) المغنی (۹۰) المانع (۹۱) الضار (۹۲) النافع (۹۳) النور (۹۴) الہادی (۹۵) البدیع (۹۶) الباقی (۹۷) الوارث (۹۸) الرشید (۹۹) الصبور۔ اس روایت کو ترمذی نے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کیا۔ نیز ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 809)

اسمائے الٰہی کا بیان

آیت (ھواللہ الذی لا الہ الا ھو)۔ یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی یہ علیحدہ جملہ ہے اور ان ننانوے ناموں کا بیان ہے جو آگے ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کلمہ کے کئی مراتب ہیں اول یہ کہ جب منافق اس کلمہ کو پڑھتا ہے اور اس کی تصدیق سے خالی ہوتا ہے یعنی وہ قلبی تصدیق اور اعتقاد کے بغیر محض اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اس کلمہ کو زبان سے ادا کرتا ہے تو یہ کلمہ اس کی دنیا کے لئے تو نافع بن جاتا ہے بایں طور کہ اس کی وجہ سے اس کی جان، اس کا مال اور اس کے اہل وعیال مسلمانوں کے ہاتھوں محفوظ ہو جاتے ہیں لیکن

آخرت کے اعتبار سے یہ کلمہ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

دوم یہ کہ اس کلمہ کو زبان سے پڑھنے کے ساتھ اعتقاد قلبی بھی ہو مگر تقلید محض کے طور پر اس درجہ صحیح ہونے میں مختلف اقوال ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ یہ درجہ صحیح ہے۔ سوم یہ کہ اس کلمہ کو پڑھنے کے ساتھ اعتقاد قلبی بھی ہو مگر ایسا اعتقاد قلبی جو اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھ کر حاصل کیا گیا ہو۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ بھی درجہ معتبر ہے۔

چہارم یہ کہ زبان سے اس کلمہ کی ادائیگی کے ساتھ اعتقاد جازم بھی ہو۔ جواز راہ دلیل قطعی حاصل ہوا ہو متفقہ طور پر یہ درجہ مقبول ہے پنجم یہ کہ اس کلمہ کو ادا کرنے والا اس طرح کا ہو کہ وہ دل کی آنکھوں سے اس کلمہ کے معنی جانتا ہو۔ یعنی اسے کامل طور پر عرفان حق حاصل ہوا اور یہی رتبہ عالی ہے یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ اس کلمہ کو زبان سے ادا کیا جائے دوسری شکل یہ ہے کہ اس کلمہ کو صرف دل میں کہے یعنی زبان سے ادائیگی نہ ہو اس صورت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کسی عذر مثلاً گونگے پن وغیرہ کی بنا پر اس کلمہ کو زبان سے ادا کرنے سے قاصر ہے تو یہ کلمہ دنیا وآخرت دونوں کے لئے نافع ہے یعنی وہ دنیا وآخرت دونوں کے اعتبار سے نجات یافتہ ہوگا اور اگر کسی عذر کے بغیر بھی زبان سے ادا نہ کرے تو پھر آخرت میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اسمائے الٰہی کے خواص کا بیان

امام نووی نے اس بات پر اہل سنت کا اجماع نقل کیا ہے۔ "اللہ" باری تعالیٰ کا اسم ذات ہے اس کے معنی ہیں وہ ذات عبادت کے لائق ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسماء باری تعالیٰ میں یہ نام سب سے بڑا ہے نیز کہا گیا ہے کہ عوام کو چاہئے کہ وہ اس نام کو اپنی زبان پر جاری کریں اور خشیت وتعظیم کے طور پر اس نام کے ساتھ ذکر کریں خواص کو چاہئے کہ وہ اس نام کے معنی میں غور وفکر کریں اور یہ جانیں کہ اس نام کا اطلاق صرف اسی ذات پر ہوسکتا ہے جو صفات الوہیت کی جامع ہے اور خواص الخواص کو چاہئے کہ وہ اپنا دل اللہ میں مستغرق رکھیں اور اس ذات کے علاوہ اور کسی بھی طرف التفات نہ کریں اور صرف اسی سے ڈریں کیونکہ وہی حق اور ثابت ہے اس کے علاوہ ہر چیز فانی اور باطل ہے جیسا کہ بخاری میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاعروں کے کلام میں سب سے صحیح کلام شاعر لبید کا یہ مصرعہ ہے کہ۔ الا کل چیز ماخلا اللہ باطل۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ خاصیت جو شخص اس اسم ذات (اللہ) کو ہزار بار پڑھے وہ صاحب یقین ہو اور جو شخص اس کو نماز کے بعد وافر پڑھے اس کا باطن کشادہ ہو اور وہ صاحب کشف ہو۔

اسم الٰہی الرحمٰن، الرحیم

رحم کرنے والا مہربان، ان دونوں ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے (یعنی صفات باری تعالیٰ کو اپنانے کے سلسلہ میں ان اسماء کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف کامل توجہ ہو، اسی ذات پر توکل وبھروسہ کیا جائے اپنا باطن اس کے ذکر میں مشغول رکھا جائے غیر اللہ سے بے پرواہی برتی جائے بندگان اللہ پر رحم کیا جائے چنانچہ مظلوم کی حمایت ومدد کی جائے اور ظالم کو بطریق نیک ظلم سے باز رکھا جائے اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر سے غفلت برتنے والوں کو خبردار کیا جائے گنہگار کی طرف رحمت کی نظر کی جائے نہ

کہ اسے نظر حقارت سے دیکھا جائے اپنی طاقت کے بقدر شرع امور کے استیصال میں کوشش صرف کی جائے اور اپنی وسعت وہمت کے مطابق محتاجوں اور ضرورت مندوں کی حاجتوں کو پورا کرنے کی سعی کی جائے۔ خاصیت جو شخص ہر نماز کے بعد سو بار الرحمٰن الرحیم کہے حق تعالیٰ اس کے دل سے غفلت، نسیان اور قساوت دور کرے گا اور تمام مخلوق اس پر مہربان و مشفق ہوگی۔

اسم الٰہی "الملک"

حقیقی بادشاہ۔ یعنی وہ زمین وآسمان اور تمام عالم کا حقیقی بادشاہ ہے دونوں جہاں اسی کے تصرف اور قبضہ میں ہیں وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج لہٰذا جب بندہ نے اس کی یہ حیثیت وصفت جان لی تو اس پر لازم ہے کہ اس کی بارگاہ کا بندہ وغلام اور اسی کے در کا گدا بنے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعہ اسی کے آستانہ عزت وجاہ کی طلب کرے۔ نیز بندہ پر لازم ہے کہ اس کی بارگاہ قدرت وتصرف سے تعلق پیدا کرے اس کے علاوہ ہر ایک سے کلیۃً بے نیازی اختیار کرے۔

نہ کسی سے اپنی ضرورت وحاجت بیان کرے اور نہ کسی سے ڈرے نہ امید رکھے اپنے دل اپنے نفس اور اپنے قالب کی دنیا کا حاکم بنے اور اپنے اعضاء اور اپنے قویٰ کو قابو میں رکھ کر اس کی اطاعت وعبادت اور شریعت کی فرمانبرداری میں لگادے تاکہ صحیح معنیٰ میں اپنے وجود کی دنیا کا حاکم کہلائے۔ خاصیت جو شخص اس اسم کو القدوس کے ساتھ (یعنی ملک القدوس) پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے تو اگر وہ صاحب ملک اور سلطنت ہوگا تو اس کے ملک اور سلطنت کو اللہ تعالیٰ قائم ودائم رکھے گا اور جو صاحب سلطنت نہ ہوگا تو اس کی برکت سے اس کا اپنا نفس مطیع وفرمانبردار رہے گا اور جو شخص اسے عزت وجاہ کے لئے پڑھے تو اس کا مقصود حاصل ہوگا اور اس بارہ میں یہ عمل مجرب ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن نے اس کی خاصیت یہ لکھی ہے کہ جو شخص اس اسم "الملک" کو روزانہ نوے بار پڑھے تو نہ صرف یہ کہ روشن اور تونگر ہوگا بلکہ حکام وسلاطین اس کے لئے مسخر ہو جائیں گے اور عزت واحترام اور جاہ کی زیادتی کے حصول کے لئے مجرب ہے۔ "القدوس" نہایت پاک۔ قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ جس شخص نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نہایت پاک ہے تو اب اس کو چاہئے کہ اس بات کی آرزو کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر حالت میں عیوب اور آفات سے دور اور گناہوں کی نجاست سے پاک رکھے۔ خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو ہر روز زوال آفتاب کے وقت پڑھے اس کا دل صاف ہو اور جو شخص نماز جمعہ کے بعد اس اسم واسم السبوح کے ساتھ (یعنی القدس السبوح) روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھائے تو فرشتہ صفت ہو اور بھگدڑ کے وقت دشمنوں سے حفاظت کے وقت اس اسم کو جتنا پڑھا جاسکے پڑھا جائے اور مسافر اس کو برابر پڑھتا رہے اور کبھی ماندہ اور عاجز نہ ہو اور اگر اس کو تین سوانیس بار شیرنی پر پڑھ کر دشمن کو کھلادے تو وہ مہربان ہو۔

اسم الٰہی "السلام"۔

بے عیب وسلامت۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ بتایا ہے کہ مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ وسلامت رہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کا معاملہ کرے جب وہ کسی ایسے مسلمان کو دیکھے جو اس سے عمر میں بڑا ہو تو یہ کہے کہ یہ

مجھ سے بہتر ہے کیونکہ اس نے میری نسبت زیادہ عبادت واطاعت کی ہے اور ایمان ومعرفت میں مجھ پر سبقت رکھتا ہے اور اگر کسی ایسے مسلمان کو دیکھے جو عمر میں اس سے چھوٹا ہو تو بھی یہی کہے یہ مجھ سے بہتر ہے کیونکہ اس نے میری بنسبت گناہ کم کیے ہیں۔ نیز اگر کسی مسلمان بھائی سے کوئی قصور ہو جائے اور وہ معذرت کرے تو اس کی معذرت قبول کر کے اس کا قصور معاف کر دیا جائے۔
خاصیت اگر کوئی شخص اس اسم مبارک کو کسی بیمار پر ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ حق تعالیٰ اسے صحت وشفا عطا فرمائے گا اور اگر کوئی شخص اس کو برابر پڑھتا رہے تو خوف سے نڈر ہو گا۔

اسم الٰہی "المؤمن"

۔امن دینے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ مخلوق اللہ کو نہ صرف اپنے شر اور اپنی برائی سے بلکہ دوسروں کی برائی اور شر سے بھی امن میں رکھے۔ خاصیت جو شخص اس اسم کو بہت پڑھتا رہے یا اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حق تعالیٰ اس کو شیطان کے شر سے نڈر رکھے گا اور کوئی شخص اس پر حاوی نہیں ہو گا نیز اس کا ظاہر اور اس کا باطن حق تعالیٰ کی امان میں رہے گا اور جو شخص اس کو بہت زیادہ پڑھتا رہے گا مخلوق اللہ اس کی مطیع اور فرمانبردار ہو گی۔

اسم الٰہی "المہیمن"

ہر چیز کا اچھی طرح محافظ نگہبان۔ اس اسم سے عارف کا نصیب یہ ہے کہ بری عادتوں، برے عقیدوں اور بری چیزوں مثلاً حسد اور کینہ وغیرہما سے اپنے دل کی نگہبانی کرے اپنے احوال درست کرے اور اپنے قوی اور اپنے اعضا کو ان چیزوں میں مشغول ہونے سے محفوظ رکھے جو دل کو اللہ کی طرف سے غفلت میں ڈالنے والی ہوں۔ خاصیت جو شخص غسل کے بعد اس اسم کو ایک سو پندرہ مرتبہ پڑھے وہ غیب اور باطن کی باتوں پر مطلع ہو اور جو شخص اس کو برابر پڑھتا رہے وہ تمام آفات سے پناہ پائے اور جنتیوں کی جماعت میں شامل ہو۔

اسم الٰہی "العزیز"

غالب و بے مثل کہ کوئی اس پر غالب نہیں۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس، اپنی خواہشات اور شیطان پر غالب رہے علم وعمل اور عرفات میں بے مثل بنے اور مخلوق اللہ کے آگے ہاتھ نہ پھیلا کر اپنی ذات کو عزت بخشے اور غیر اللہ کے آگے دست سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔
ابو العباس مریسی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! عزت تو میں نے مخلوق اللہ سے بلند ہمتی اختیار کرنے (یعنی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے ہی میں دیکھی ہے)۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کو عزیز وغالب و بے مثل تو اسی نے جانا جس نے اس کے احکام اور اس کی شریعت کو عزیز یعنی (اپنے اوپر غالب) کیا اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں بے مثل بنا اور جس نے ان چیزوں میں سہل پسندی اور بے اعتنائی کا رویہ اختیار کیا اس نے اللہ کی عزت نہیں پہچانی یعنی اسے عزیز نہیں مانا۔ اور ارشاد ربانی ہے۔ آیت (و للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون)۔ اور اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے

عزت ہے اور لیکن منافق اسے نہیں جانتے۔ خاصیت جو شخص اس اسم کو فجر کی نماز کے بعد اکتالیس بار پڑھے وہ دنیا اور آخرت میں کسی کا محتاج نہ ہو اور بعد خواری کے عزیز ہو اس کے علاوہ بھی اس اسم مبارک کی بڑی عجیب وغریب خاصیتیں مذکور ہیں۔

اسم الٰہی الجبار "

بگڑے کاموں کو درست کرنے والا۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں، بندوں کو اس چیز کی طرف لانے والا جس کا ارادہ کرتا ہے۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ فضائل وکمال حاصل کر کے اپنے نفس کی خرابیوں کو درست کرے اور تقویٰ وپرہیزگاری اور طاعت پر مداومت اختیار کر کے اپنے نفس پر غالب ہو اور اس طرح درجہ کامل کو پہنچے۔ قشیری کہتے ہیں کہ بعض کتابوں میں یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! کسی چیز کا تو بھی ارادہ کرتا ہے اور میں بھی ارادہ کرتا ہوں (یعنی اس چیز کے بارے میں تیری خواہش کچھ ہوتی ہے اور میری مشیت کچھ اور) ہوتا وہی ہے جو میں ارادہ کرتا ہوں لہٰذا تو اگر اس پر راضی ہو جائے جس کا میں ارادہ کرتا ہوں (یعنی اس چیز کے بارہ میں میری طرف جو فیصلہ صادر ہو جائے تو اپنی خواہش کے علی الرغم اس کو بلاچوں وچرا مان لے اور اس پر راضی ہو جائے) تو تو جو ارادہ کرتا ہے میں اس پر تجھ سے کفایت کروں گا۔ (یعنی اس کا نعم البدل عطا کروں گا) اور تو اگر اس پر راضی نہ ہوا۔ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں تو پھر میں اس میں تجھ سے کفایت نہیں کروں گا جس کا تو ارادہ کرتا ہے (یعنی تجھے نعم البدل عطا نہیں کروں گا۔ اور پھر ہوگا وہی جو میں ارادہ کرتا ہوں اور تو محروم کا محروم رہ جائے گا)۔ خاصیت جو شخص مسبعات عشر کے بعد اس اسم کو اکیس بار پڑھے وہ ظالموں کے شر سے امن میں رہے گا جو شخص اس اسم کو پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کرے گا وہ غیب اور مخلوق کی بدگوئی سے نڈر اور امان میں رہے گا اور اہل دولت وسلطنت میں سے ہوگا اور اگر کوئی شخص اس اسم کو انگوٹھی پر نقش کرا کے پہنے تو لوگوں کے دل میں اس کی ہیبت اور شوکت بیٹھ جائے گی۔

اسم الٰہی المتکبر

نہایت بزرگ۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ جب اسے حق تعالیٰ کی یہ بزرگی معلوم ہوئی تو اب اسے چاہئے کہ وہ خواہشات نفسانی کی طرف میلان ورلذات شہوانی کی طرف رغبت سے تکبر یعنی پرہیز کرے کیونکہ ان چیزوں کی طرف رغبت کرے گا تو جانور کا شریک ہوگا۔ بلکہ ہر اس چیز سے تکبر کرنا چاہئے جو باطن کو حق سے باز رکھے اور حق تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے علاوہ ہر چیز کو حقیر جاننا اور تواضع وتذلل کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور اپنی ذات سے تکبر کے تمام دعوؤں کو زائل کرنا چاہئے تا کہ نفس صاف ہو اور اس میں اللہ کی محبت جاگزیں ہو اور اس طرح نہ نفس کا اختیار باقی رہے اور نہ غیر اللہ کے ساتھ قرار۔ خاصیت جو شخص اپنی بیوی سے مباشرت کے وقت دخول سے پہلے اس مبارک اسم کو دس مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ حق تعالیٰ اسے پرہیزگار فرزند خلف عطا فرمائے گا اور جو شخص اپنے ہر کام کی ابتداء میں یہ اسم مبارک بہت پڑھے تو اللہ نے چاہا وہ اپنی مراد کو پہنچے گا۔

اسم الٰہی "الخالق "

مشیت وحکمت کے موافق پیدا ہونے والی چیز کا اندازہ کرنے والا۔ خاصیت جو شخص اس اسم مبارک کو برابر پڑھتا رہتا ہے حق

تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے تاکہ وہ اس کی طرف سے قیامت کے دن تک عبادت کرتا رہے نیز حق تعالیٰ اس اسم مبارک کی برکت سے اس شخص کا دل اور منہ، روشن ونورانی کردیتا ہے! حضرت شاہ عبدالرحمٰن نے لکھا ہے کہ جو شخص رات میں یہ اسم بہت زیادہ پڑھے گا اس کا دل اور منہ روشن ومنور ہوگا اور وہ تمام کاموں پر حاوی رہے گا۔

اسم الٰہی "البارى"۔

پیدا کرنے ولا۔خاصیت جو شخص اس اسم کو ہفتہ میں سو بار پڑھ لیا کرے حق تعالیٰ اس کو قبر میں نہیں چھوڑے گا بلکہ ریاض قدس میں لے جائے گا اور جو حکیم ومعالج اس اسم کو مستقل طور پر پڑھتا رہے وہ جو بھی علاج کرے گا کامیاب رہے گا۔ "

اسم الٰہیا لمصور"

صورت بنانے والا۔مذکورہ بالا ان تینوں ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ جب کوئی چیز دیکھے اور جب بھی کسی چیز کا تصور کرے تو اللہ کی قدرتوں اور عجائبات میں غور وفکر کرے جو اس چیز میں موجود ہیں۔خاصیت اگر کوئی عورت بانجھ ہو اور اولاد کی دولت سے محرورم ہو تو اسے چاہئے کہ وہ سات دن روزے رکھے اور ہر روز افطار کے وقت اکیس بار المصور پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اسے پی لے انشاء اللہ حق تعالیٰ اسے فرزند نیک عطا فرمائے گا جو شخص کسی دشوار اور مشکل کام کے وقت اس اسم کو بہت پڑھے وہ کام اسان ہو جائے گا۔

اسم الٰہی "الغفار"

بندوں کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کے عیوب کو ڈھانکنے والا "اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ گناہوں کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں بخشتا نیز اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کے عیوب کو چھپائے کسی سے کوئی قصور وخطا ہوجائے تو اس سے درگزر کرے اور اپنے اوپر ہمہ اوقات خصوصا سحر کے وقت استغفار کو لازم کرے جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سو بار یہ کہتا ہے۔یاغفار اغفرلی ذنوبی۔اے بخشنے والے! میرے گناہ بخش دے۔تو حق تعالیٰ اسے ان لوگوں میں سے قرار دیتا ہے جن کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔

اسم الٰہی "القہار

غالب کہ اس کی قدرت کے سامنے سب عاجز ومغلوب ہیں۔اس اسم مبارک سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے بڑے دشمنوں پر غالب ہو کر انہیں اپنے سامنے عاجز اور اپنا مغلوب بنا دے اور وہ بڑے دشمن نفس اور شیطان ہیں۔خاصیت جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس کے دل سے دنیا کی محبت دور کردیتا ہے اور اس کا خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل میں شوق ومحبت پیدا کرتا ہے اور جو شخص اس اسم کو اپنی کسی بھی مہم کے لئے سو بار پڑھے تو اس کی مہم آسان ہو جائے گی اور جو کوئی اس کو پڑھنے میں ہیشگی اختیار کرے گا اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہے گی اور اگر کوئی شخص سنت وفرض نمازوں کے درمیان اس اسم کو سو بار بہ نیت مقہوری پڑھے تو بڑے سے بڑا دشمن مقہور ومغلوب ہو۔ "

اسم الٰہی الوہاب "۔

بغیر بدلہ کے بہت دینے والا۔اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنا مال بغیر کسی غرض اور بلا کسی عوض کے لالچ کے خرچ کرے۔خاصیت جو کوئی فقر وفاقہ کی تکلیف ومصیبت جھیل رہا ہو تو اسے چاہئے کہ اس اسم پاک کو پڑھنے پر ہیشگی اختیار کرے حق تعالیٰ اسے اس مصیبت سے اس طرح نجات دے گا کہ وہ حیران رہ جائے گا اور جو شخص اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ اس کا ایسا ہی اثر پائے گا اور جو شخص نماز چاشت کے بعد سجدہ کی کوئی آیت پڑھے۔اور پھر سجدہ میں سر رکھ کر سات بار یہ اسم پاک پڑھے تو مخلوق سے بے نیاز و بے پرواہ ہو جائے گا اور اگر کسی کو اپنی کوئی حاجت پوری کرانی ہو تو وہ آدھی رات کو اپنے مکان یا مسجد کے صحن میں تین بار سجدہ کرے اور پھر ہاتھ اٹھا کر اسم کو سو بار پڑھے انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔

مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فراخی رزق کے لئے چاشت کے وقت چار رکعت نماز پڑھی جائے نماز سے فراغت کے بعد سجدہ میں جا کر ایک سو چار مرتبہ یا وہاب پڑھا جائے اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو پچاس مرتبہ پڑھ لیا جائے انشاء اللہ رزق میں وسعت وفراخی ہوگی۔

اسم الٰہی "الرزاق"۔

رزق پیدا کرنے والا اور مخلوقات کو رزق پہنچانے والا۔رزق اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس سے فائدہ اٹھایا جائے پھر اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں ظاہری اور باطنی باطنی وہ ہے جس سے نفس کو اور دل کو فائدہ پہنچے جیسے علوم معارف وغیرہ اور ظاہری وہ ہے جس سے بدن کو فائدہ پہنچے مثلاً کھانے پینے کی چیزیں اور اسباب یعنی کپڑا وغیرہ۔اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس بات پر کامل یقین واعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی بھی ذات رزق دینے کے قابل نہیں ہے لہٰذا وہ رزق کی توقع صرف اللہ تعالیٰ سے ہی رکھے اور اپنے تمام امور اسی کی طرف سونپے نیز اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے لوگوں کو جسمانی اور روحانی رزق پہنچاتا رہے یعنی جو محتاج وضرورت مند ہوں ان پر اپنا مال خرچ کرے۔جو کہ کم علم اور گمراہ ہوں انہیں تعلیم دے اور ان کی ہدایت کرے اور ہر مسلمان کے لئے دعائے خیر کرتا رہے وغیرہ وغیرہ کسی عارف سے پوچھا گیا کہ آپ کے کھانے پینے کا انتظام کیسے ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب سے مجھے اپنے خالق کا عرفان حاصل ہوا میں نے کبھی بھی اپنے رزق کا فکر نہیں کیا اسی طرح ایک عارف سے پوچھا گیا کہ قوت غذا کیا ہے؟ انہوں نے کہا حی الذی لا یموت (وہ پاک ذات یعنی اللہ ایسا زندہ ہے جس کے لئے موت نہیں ہے) کا ذکر خاصیت جو شخص صبح صادق کے طلوع کے بعد اور نماز فجر سے پہلے اپنے گھر کے چاروں کونوں میں اس اسم پاک کو دس دس مرتبہ پڑھے اس طرح کہ داہنی طرف سے پڑھنا شروع کرے اور منہ قبلہ کی طرف سے نہ پھیرے تو اس گھر میں رنج ومفلسی کا گزر نہیں ہو گا۔

اسم الٰہی الفتاح "

حکم کرنے والا۔اور بعضوں نے کہا ہے رزق رحمت کے دروازے کھولنے والا۔اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں

کے درمیان صلح وصفائی اور انصاف کے لئے فیصلہ کرنے کی سعی وکوشش کرتا رہے اور مظلوموں کی مدد کرے نیز لوگوں کی دنیاوی اخروی حاجتوں کو پورا کرنے کا ارادہ رکھے۔قشیری نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ رزق ورحمت کے دروازے کھولنے والا۔اسباب میسر کرنے والا اور تمام چیزوں کو درست کرنے والا ہے تو اب وہ اللہ کے علاوہ کسی اور میں اپنا دل نہیں لگائے گا۔خاصیت جوشخص نماز فجر کے بعد اپنے سینہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر ستر بار اس اسم کو پڑھے تو اس کے دل کا میل جاتا رہے گا اور اسے قلب وباطن کی بہت زیادہ صفائی حاصل ہوگی۔

اسم الٰہی "العلیم"

ظاہر وباطن کا جاننے والا۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ جس شخص نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ میرا حال خوب جانتا ہے تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے کسی مصیبت وبلا میں مبتلا کرے تو وہ اس پر صبر کرے اور جو کچھ عطا کرے اس کا شکر ادا کرے اور اس سے اپنی خطاؤں کی بخشش ومعافی کا خواستگار ہو۔بعض کتابوں میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ (بندوں سے) فرماتا ہے اگر تم یہ نہیں جانتے کہ ہر حالت میں تم پر میری نظر رہتی ہے اور میں تمہیں دیکھتا ہوں تو پھر تمہارے ایمان میں کمی ہے اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ میں تمہیں ہر وقت دیکھتا رہتا ہوں تو پھر کیوں تم مجھے دیکھنے والوں میں سب سے حقیر سمجھتے ہو؟ یعنی (دوسروں سے تو تم ڈرتے ہو اور شرم کرتے ہو کہ کہیں وہ تمہیں برائی اور تمہارے کسی جرم کو دیکھ نہ لیں لیکن کسی بھی برائی اور جرم کے وقت مجھ سے نہ ڈرتے ہو اور نہ شرم کرتے ہو جب کہ تمہاری ایک ایک حرکت میری نظر رہتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ (نعوذ باللہ) میرے مقابلہ پر تم دنیا والوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہو۔

خاصیت جوشخص اس اسم کو بہت زیادہ پڑھتا ہے حق تعالیٰ اسے اپنی معرفت بہت زیادہ عطا کرتا ہے اور جوشخص نماز کے بعد یا عالم الغیب سو مرتبہ کہے حق تعالیٰ اسے صاحب کشف بنائے گا اور اگر کوئی چاہے کہ اسے کسی پوشیدہ چیز کا علم ہو تو اسے چاہئے کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں یہ سو مرتبہ کہہ کر سوئے انشاء اللہ اس پر اس چیز کی حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔

اسم الٰہی "القابض"

بندوں کی روزی یا دل تنگ کرنے والا اور اس کی روح قبض کرنے والا۔خاصیت اگر کوئی شخص اس نام پاک کو چالیس دنوں تک روزانہ (روٹی وغیرہ) چار نوالوں پر لکھ کر کھایا کرے تو انشاء اللہ وہ بھوک اور قبر کے عذاب سے امن میں رہے گا۔

اسم الٰہی "الباسط"

بندوں کی روزی میں وسعت اور فراخی پیدا کرنے والا یا ان کا دل کشادہ کرنے والا۔ان دونوں ناموں (یعنی القابض اور الباسط) سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ نہ تو کسی بلاء ومصیبت کے وقت ناامید ہو اور نہ اس کی بخشش عطاء کے وقت بے فکری اختیار کرے اور تنگی کو اس کے عدل کا نتیجہ جانے اور اس پر صبر کرے اور فراخی ووسعت کو اس کے فضل کا ثمرہ سمجھے اور اس پر شکر گزار ہو۔!

قشیری کہتے ہیں کہ یہ دونوں کیفیت یعنی دل کا تنگ اور کشادہ ہونا۔عارفوں کے دل پر طاری ہوتی ہے کہ جب خوف اللہ

غالب ہوتا ہے تو ان کے دل تنگ ہوتے ہیں اور جب رحمت کی امید غالب ہوتی ہے تو ان کے دل کشادہ ہوتے ہیں! چنانچہ حضرت جنید بغدادی کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا خوف میرے دل کو تنگ کر دیتا ہے امید میرے دل کو کشادہ کر دیتی ہے حق مجھے جمع کرتا ہے (یعنی حق تعالیٰ کی یاد سے مجھے خاطر جمعی حاصل ہوتی ہے) اور مخلوق مجھے منتشر کرتی ہے (یعنی مخلوق کی صحبت سے میں پراگندہ خاطر اور متواحش ہوتا ہوں) اور بندہ کی شان کا تقاضہ یہ ہے کہ تنگی اور پریشانی کی حالت میں بے قراری سے پرہیز کرے اور وسعت فراخی کے وقت بے جا خوشی اور بے ادبی سے اجتناب کرے کہ ان چیزوں سے بڑے بڑے لوگ ڈرتے رہے ہیں۔ خاصیت جو شخص سحر کے وقت ہاتھ اٹھا کر اس اسم پاک کو دس بار پڑھے اور پھر اپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیرے تو اسے کبھی یہ ضرورت محسوس نہیں ہوگی کہ وہ کسی سے اپنی کوئی حاجت پوری کرنے کی درخواست کرے۔

اسم الٰہی "الخافض"

کافروں کو ذلیل وخوار کر کے یا ان کو اپنی درگارہ سے دور رکھ کر پشت کرنے والا۔ خاصیت جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے روز ایک نشست میں اس اسم پاک کو ستر ہزار بار پڑھے وہ دشمنوں پر فتح پائے گا۔ نصیب یہ ہے کہ وہ اپنی کسی بھی حالت پر اعتماد نہ کرے اور نہ اپنے علوم اعمال میں سے کسی چیز پر بھروسہ کرے اور اس چیز کو پست ومغلوب کرے جس کو اللہ نے پست کرنے کا حکم دیا ہے مثلاً نفس وخواہش، اس چیز کو بلند کرے جس کو اللہ نے بلند کرنے کا حکم دیا ہے جیسے دل اور روح۔ منقول ہے کہ ایک شخص کو لوگوں نے ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تم اس مرتبہ پر کیونکر پہنچے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی ہوا یعنی اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے فضا کی ہوا کو میرے لئے مسخر کر دیا۔

خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو آدھی رات کے وقت یا دوپہر میں سو مرتبہ پڑھے حق تعالیٰ اسے مخلوق میں برگزیدہ اور تونگر اور بے نیاز بنائے گا۔

اسم الٰہی "المعز

عزت دینے والا۔ خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو دوشنبہ کی شب میں یا جمعہ کی شب میں ایک سو چالیس مرتبہ پڑھے گا مخلوق کی نظر میں اس کی ہیبت وشوکت پیدا ہوگی اور وہ حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کے خوف میں مبتلا نہیں ہوگا۔

اسم الٰہی "المذل"

ذلت دینے والا۔ ان دونوں ناموں (المعز اور المذل) سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو عزیز رکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم ومعرفت کی وجہ سے عزیز رکھا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل وخوار سمجھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کفر ضلالت کے سبب سے ذلیل وخوار قرار دیا ہے۔

خاصیت اگر کوئی شخص کسی ظالم وحاسد سے ڈرتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اس اسم پاک کو پچھتر بار پڑھے اس کے بعد سجدہ کرے اور بارگاہ حق میں یوں عرض کرے۔ اے اللہ! فلاں ظالم وحاسد کے شر سے مجھے امن دے۔ حق تعالیٰ اسے امان دے گا۔ "السمیع"

سننے والا۔

اسم الٰہی "البصیر"

دیکھنے والا۔ ان ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ خلاف شرع چیزوں کے کہنے سننے اور دیکھنے سے پرہیز کرے اور اللہ کو اپنے اقوال وافعال پر حاضر ناظر جانے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس نے غیر اللہ سے اس چیز کو چھپایا جس کو وہ اللہ سے نہیں چھپاتا اس نے گویا اللہ کی نظر کو حقیر جانا لہذا جس شخص نے یہ جانتے ہوئے کوئی گناہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے تو اس نے بڑی جرات کی اور کیا ہی بڑی جرات کی؟ اور جس نے اس گمان کے ساتھ کوئی گناہ کیا کہ اسے اللہ نہیں دیکھتا ہے تو پھر اس نے بڑا کفر کیا اور کیا ہی بڑا کفر کیا؟ اس لئے بطور تعلیق بالمحال کہا جاتا ہے کہ اگر تم اپنے اللہ کا کوئی جرم کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں وہ تمہیں نہ دیکھے مطلب یہ ہے کہ ایسی کون سی جگہ ہے کہ اللہ کی نظر سے پوشیدہ ہو اور جب ایسی کوئی جگہ بھی ممکن نہیں جہاں اللہ گناہ کرتے نہ دیکھے تو پھر گناہ نہ کرو۔

خاصیت جو شخص اس اسم پاک السمیع کو پنجشنبہ کے دن نماز چاشت کے بعد پانچ سو بار ایک قول کے مطابق ہر روز نماز چاشت کے بعد ایک سو بار پڑھے اور پڑھنے کے درمیان کوئی کلام نہ کرے تو اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہو گی۔ اور اگر کوئی شخص فجر کی سنت وفرض نماز کے درمیان اسم پاک البصیر کو کامل اور صحیح اعتقاد کے ساتھ ایک سو ایک بار پڑھا کرے تو انشاء اللہ وہ حق تعالیٰ کی نظر عنایت کے ساتھ مختص ہو گا۔

اسم الٰہی "الحکم"۔

حکم کرنے والا کہ اس کے حکم کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ جب اس نے یہ جان لیا کہ حق تعالیٰ ایسا حاکم ہے کہ اس کے حکم اور اس کے فیصلہ کو کوئی ٹال نہیں سکتا تو اب اسے چاہئے کہ وہ اس کا ہر حکم مانے اور اس کی مشیت وقضا کا تابعدار ہو، لہٰذا جو بندہ اس کی مشیت اور اس کی قضا وقدر پر قصداً راضی نہ ہو گا تو حق تعالیٰ اس پر اپنی مشیت اور اپنا فیصلہ زبردستی جاری کرے گا جو شخص برضا ورغبت اور دل کے ساتھ بخوشی اسے مان لے گا۔ حق تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور اپنے کرم سے نوازے گا وہ خوشی اور اطمینان کی زندگی گزارے گا اور وہ غیر اللہ کے سامنے اپنی فریاد لے کر جانے کا محتاج نہیں ہو گا۔

خاصیت جو شخص اس اسم مبارک کو شب جمعہ میں اور ایک قول کے مطابق آدھی رات کے وقت اتنا پڑھے کہ بے ہوش ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کے باطن کو معدن اسرار بنا دے گا۔

اسم الٰہی "العدل"

انصاف کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ یہ جاننے کے بعد کہ اللہ انصاف کرنے والا ہے بندہ کو چاہئے کہ اس کے احکام اور اس کے فیصلوں سے اپنے اندر گھبراہٹ اور تنگی پیدا نہ کرے بلکہ یہ یقین رکھے کہ اس نے میرے بارہ میں جو فیصلہ فرمایا ہے وہ عین انصاف ہے لہٰذا اس پر توکل اور اعتماد کے ذریعہ راحت واطمینان پیدا کرنے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ اسے دے اس کو اس جگہ

خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے جہاں خرچ کرنا از راہ شروع و عقل مناسب ہے اور اس کے عدل سے ڈرے اس کے فضل و کرم کا امیدوار رہے اور تمام امور میں افراط و تفریط سے پرہیز کرتے ہوئے درمیانی راہ اختیار کرے۔

خاصیت یہ جو شخص اس اسم پاک کو شب جمعہ میں روٹی کے بیس لقموں پر لکھ کر کھائے حق تعالیٰ تمام مخلوق کو اس کے لئے مسخر کر دے گا۔

اسم الٰہی "اللطیف"

اپنے بندوں پر نرمی کرنے والا اور باریک بین کہ اس کے لئے دور و نزدیک یکساں ہیں۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ امور دین و دنیا میں غور و فکر کرے اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو راہ حق کی طرف بلائے۔

خاصیت جس شخص کو اسباب معیشت مہیا نہ ہوں اور فقر و فاقہ میں مبتلا رہتا ہو، یا غربت میں کوئی غمخوار نہ ہو یا بیمار ہو اور کوئی اس کی تیمارداری نہ کرتا ہو یا اس کے لڑکی ہو کہ اس کا رشتہ وغیرہ نہ آتا ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس اسم پاک کو اپنے مقصد کی نیت کے ساتھ سو بار پڑھے انشاء اللہ حق تعالیٰ اس کی مشکل کو آسان کرے گا اسی طرح لڑکیوں کا نصیب کھلنے کے لئے، امراض سے صحت یابی کے لئے اور مہمات کی تکمیل کے لئے کسی خالی جگہ میں اس اسم کی دعا کی شرائط کے ساتھ سولہ ہزار تین سو اکتالیس مرتبہ پڑھا جائے انشاء اللہ مراد حاصل ہوگی۔

اسم الٰہی "الخبیر"

دل کی باتوں اور تمام چیزوں کی خبر رکھنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ جب اس نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ میرے بھیدوں پر مطلع ہے اور میرے دل کی باتیں تک جانتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ بھی اس کو یاد رکھے اور اس کی یاد کے آگے اس کے ماسوا کو بھول جائے۔ ضلالت کے راستوں سے پرہیز کرے۔ اپنی ذات پر ریاکاری کے ترک اور تقویٰ کے اختیار کو لازم کرے باطن کی اصلاح میں مشغول رہے اس سے غفلت نہ برتے اور دین و دنیا کی بہترین کھلی باتوں کی خبر رکھنے والا ہو۔

خاصیت جو شخص نفس امارہ کے ہاتھوں گرفتار ہو وہ اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھتا رہے اللہ نے چاہا تو اس سے نجات پائے گا۔

اسم الٰہی الحلیم "

بردبار کہ مومن کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ان کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ توبہ کر کے فلاح پائیں۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ بدطینت لوگوں کی ایذاء پر تحمل کرے، زبردستوں کو سزا دینے پر تامل کرے اور غیض و غضب اور غصہ سے دور رہے اور حلم کے اس مرتبہ کمال کو پہنچنے کی کوشش کرے کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ برائی کرے گا تو وہ اس کے ساتھ نیکی کرے۔ خاصیت اگر کوئی شخص اس اسم پاک کو کاغذ پر لکھ کر دھوئے اور اس کا پانی کھیتی و درخت میں ڈالے نقصان سے محفوظ رہے گا، ان میں برکت ہو گی۔ اور ان سے پورا پورا ثمرہ حاصل ہوگا۔

اسم الٰہی "العظیم"

ذات پاک میں فہم وشعور کی رسائی سے بھی زیادہ بزرگ و برتر۔ یعنی اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے اس کی بزرگی و بڑائی اور عظمت اتنی زیادہ ہے کہ انسان کی عقل اور اس کی فہم وشعور اس کی عظمت و بڑائی کا ادراک بھی نہیں کر سکتا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ عظمت الٰہی کے آگے کونین کو بھی حقیر جانے، دنیا کے لئے کسی کے آگے اپنا سر نہ جھکائے۔ اپنے نفس کو حقیر جانے اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو کرنے کا حکم کیا ہے ان کو اختیار کرے اور جن چیزوں سے بچنے کا حکم کیا ہے ان سے اجتناب کرے اور جو چیزیں اللہ کو محبوب ہیں ان میں مشغول رہ کر اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ تا کہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو۔ خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو پڑھنے پر مداومت وہمیشگی اختیار کرے وہ مخلوق اللہ کی نظروں میں عزیز ومکرم ہوگا۔

اسم الٰہی "الغفور"

بہت بخشنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ رات ودن کے اکثر اوقات میں خصوصا سحر کے وقت استغفار کو اپنے اوپر لازم کرے اور اس شخص کو بخشش ومعافی دے جو اسے تکلیف وایذاء پہنچائے۔

خاصیت جس شخص کو کوئی بیماری ہو مثلاً بخار اور درد سر وغیرہ یا کوئی رنج وغم اس پر غالب ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس اسم پاک کو کاغذ پر لکھے اور اس کے نقش کو روٹی پر جذب کر کے اسے کھالے حق تعالیٰ اسے شفا ونجات عطا فرمائے گا اور اگر کوئی شخص اس کو بہت پڑھتا رہے اس کے دل کی ظلمت جاتی رہے گی۔ ایک حدیث میں منقول ہے کہ جو شخص سجدہ کرے اور سجدہ میں یارب اغفرلی اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ تین مرتبہ کہے حق تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ جس شخص کو درد سر کا عارضہ لاحق ہو یا کسی اور بیماری اور غم میں مبتلا ہو تو اسے چاہئے کہ یاغفور کے مقطعات تین مرتبہ لکھ کر کھالے انشاء اللہ شفا پائے گا۔

اسم الٰہی "الشکور"

قدردان اور تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ ثواب دینے والا۔ منقول ہے کہ کسی شخص کو جو مر چکا تھا خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ حق تعالیٰ نے کیسا معاملہ؟ اس شخص نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حساب کیا تو میری نیکیوں کا پلڑا اٹھ گیا۔ اور گناہوں کا پلڑا غالب ہو گیا کہ اچانک نیکیوں کے پلڑے میں ایک تھیلی آ کر پڑی جس سے وہ پلڑا جھک گیا۔ جب میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ ایک مٹھی بھر مٹی ہے جو تو نے اپنے ایک مسلمان بھائی کی قبر میں ڈالی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا فضل وکرم کتنے معمولی عمل پر بھی بندہ کو بے انتہا ثواب ورحمت سے نوازتا ہے اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے بایں طور کہ تمام نعمتوں کو اسی کی عطا جان کر اپنے ہر عضو کو اسی کام میں مشغول رکھے جس کے لئے حق تعالیٰ نے اسے پیدا کیا لے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے اور ان کا شکر ادا کرتا رہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حدیث (لایشکر اللہ من لایشکر الناس) ۔ وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ خاصیت جس شخص کی معیشت تنگ ہو یا اس کی آنکھ کی روشنی اور قلب کے نور میں کمی پیدا ہو گئی ہو تو وہ اس اسم پاک کو اکتالیس بار پانی پر پڑھ کر

پیئے اور آنکھوں پر ملے انشاء اللہ تونگری حاصل ہوگی اور شفا پائے گا۔

اسم الٰہی "العلی"

بلند مرتبہ۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ کی ظاہری اور باطنی طاعات اور عبادات کے ذریعہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اور اپنی تمام تر توانائی علم وعمل کے حصول میں صرف کرے یہاں تک کہ وہ انتہائی کمالات اور مراتب عالی کو پہنچے۔ حدیث شریف میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ امور کو پسند کرتا (کیونکہ اس کی وجہ سے بندہ اعلیٰ مراتب اور بلند درجات کو پہنچتا ہے) اور ادنیٰ امور کو ناپسند کرتا ہے اسی لئے حضرت علی کرام اللہ وجہہ کا یہ مقولہ ہے کہ علو ہمتی ایمان ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ خاصیت جو شخص اس اسم پاک پر مداومت کرے یا اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اگر وہ کمتر اور بے قدر ہو تو بزرگ و بلند مرتبہ ہو جائے گا فقر وافلاس میں مبتلا ہو تو تونگری حاصل ہوگی اگر سفر کی صعوبتوں میں مبتلا ہو تو وطن مالوف لوٹنا نصیب ہوگا۔

اسم الٰہی "الکبیر"

بڑا اور ایسا بڑا کہ اس کی بڑائی میں کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس کی بڑائی کو ہمیشہ یاد رکھے یہاں تک کہ اس کے ماسوا کی بڑائی کو بالکل فراموش کر دے علم وعمل کے حصول کے ذریعہ اپنے نفس کو کامل بنانے کی کوشش کرے تا کہ اس کے کمال اور اس کے فیض سے دوسرے مستفید ہوں۔ تواضع وانکساری اختیار کرنے میں مبالغہ کرے اور خدمت مولیٰ کو اپنے اوپر لازم قرار دے کر بے اعتنائی او بے ادبی سے احتراز کرے۔ خاصیت اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھنے والا بزرگ مرتبہ اور عالی قدر ہوتا ہے اور اگر حکام وفرمانروا اس اسم پاک پر مداومت کریں تو لوگوں پر ان کو خوف ودبدبہ غالب ہو اور ان کے تمام امور بحسن خوبی انجام پائیں۔

اسم الٰہی "الحفیظ"۔

عالم کو آفات ونقصانات سے محفوظ رکھنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو گناہوں سے اور باطن کو ملاحظہ اغیار سے محفوظ رکھے اور اپنے تمام امور میں اللہ کے فیصلوں اور اس کی مشیت پر اکتفا کرے اور اس کی قضا وقدر پر راضی ہو۔ ایک بزرگ کا یہ قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے اعضاء محفوظ رکھے اس کا دل محفوظ رکھا اور جس کا دل محفوظ رکھا اس کے بھیدوں کو محفوظ کیا۔ منقول ہے کہ ایک دن اتفاق سے ایک بزرگ وصالح کی نظر کسی ممنوع چیز پر پڑ گئی فوراً وہ بارگاہ الٰہی میں عرض رساں ہوئے الہ العالمین! مجھے اپنی بینائی کی بقاء کی صرف اسی لئے تمنا تھی تا کہ تیری عبادت میں کام آئے اب جب کہ تیرے حکم کی مخالفت کا سبب بن گئی ہے تو پروردگار! اسے مجھ سے چھین لے۔ چنانچہ ان کی بینائی جاتی رہی اور وہ اندھے ہو گئے وہ رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ بینائی جانے کے بعد رات میں انہیں پریشانی ہوئی یہاں تک کہ وہ طہارت اور وضو کے لئے پانی لینے سے بھی محتاج ہو گئے اب جب پانی ان کے ہاتھ نہ لگا اور نماز وعبادت میں رکاوٹ پیدا ہوئی تو پھر اللہ کے حضور عرض کیا پروردگار! میں نے خود ہی کہا تھا کہ میری بینائی مجھ سے چھین لے لیکن اب رات میں تیری عبادت کے لئے مجھے اس کی ضرورت ہے اس کے بعد اللہ

نے ان کی بینائی واپس کردی اور وہ ٹھیک ہو گئے۔

خاصیت اگر کوئی شخص اس اسم پاک کو لکھ کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لے تو وہ ڈوبنے، جلنے، آسیب اور نظر بد وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔

اسم الٰہی "المقیت"

بدن وروح کے لئے قوت (غذا) پیدا کرنے والا اور انہیں قوت دینے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ جب اس نے یہ جان لیا کہ وہی قوت پیدا کرنے والا ہے اور قوت دینے والا ہے تو اب اسے چاہئے کہ وہ اس کے ذکر (یعنی یاد الٰہی) کے سامنے اپنے قوت کا ذکر (یعنی اپنی غذا کا فکر) بھول جائے کیونکہ حقیقی قوت تو اسی کا ذکر اور اسی کی یاد ہے جیسا کہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ان سے جب قوت کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ حی الذی لا یموت (ایسا زندہ جو نہیں مرتا) کا ذکر ہے۔ نیز بندہ کو چاہئے کہ وہ قوت اور قوت اپنے مولیٰ کے علاوہ اور کسی سے نہ مانگے ارشاد ربانی ہے۔ آیت (وان من شیء الا عندنا خزائنہ وماننزلہ الا بقدر معلوم)۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے ہمارے پاس جس کے خزانے نہ ہوں اور ہم اسے اپنے اندازہ مقرر کے مطابق ہی اتارتے ہیں۔ نیز بندہ کو چاہئے کہ وہ اپنے ہر متعلق کو قوت دے جس کا وہ مستحق ہے تا کہ دوسروں کو نفع پہنچانا گمراہوں کی ہدایت کرنا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا اس کا طرہ بن جائے۔ قشیری فرماتے ہیں کہ قوت مختلف نوع کے ہوتے ہیں ایک تو یہی ظاہری غذا اور خوراک کہ جس پر انسان کی زندگی کا مدار سمجھا جاتا ہے لیکن بعض بندے تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عبادات کی توفیق کو ان کے نفس کا قوت، مکاشفات کے صدور کو ان کے دل کا قوت اور مداومت مشاہدات کو ان کی روح کا قوت بنا دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی نیک بندہ کو اپنی طاعت وعبادات میں مشغول کرتا ہے اور طرح کہ وہ اپنی خواہشات نفس سے بالکل قطع نظر کر کے پورے حضور اور صدق واخلاص کے ساتھ صرف اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی ایسے شخص کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس کی خبر گیری اور خدمت کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کی ضروریات زندگی خود بخود پوری ہوتی رہتی ہیں لیکن جب کوئی بندہ اپنی خواہشات نفس کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کی تکمیل کو اسی کے بل بوتہ پر چھوڑ دیتا ہے اور اس کے اوپر سے اپنی عنایت ومدد کا سایہ اٹھا لیتا ہے۔ خاصیت اگر کوئی شخص کسی کو غربت زدہ دیکھے یا خود غربت میں مبتلا ہو، یا کوئی بچہ اپنی بدخوئی سے باز نہ آتا ہو یا بہت روتا ہو تو کسی خالی پیالہ وغیرہ پر سات بار اس اسم پاک کو پڑھ کر دم کرے اور پھر اس پیالہ میں پانی ڈال کر پی لے یا جس کو ضرورت ہو اسے پلا دے۔ اسی طرح اگر کسی روزہ دار کو ہلاکت کا خوف ہو تو وہ اس اسم پاک کو کسی پھول پر پڑھ کر سونگھے انشاء اللہ اسے قوت وتقویت حاصل ہوگی اور روزے رکھنے کے قابل ہو جائے گا۔

اسم الٰہی "الحسیب"

ہر حال میں کفایت کرنے والا یا قیامت کے دن حساب لینے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ محتاجوں کو کفایت کرنے والا یعنی ان کی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہو اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ قشیری نے اس موقع پر جو بات کہی ہے اس کا

مفہوم یہ ہے کہ بندوں کو اللہ کا کفایت کرنا یہ ہے کہ وہ اس کے ہر حال میں اور ہر کام میں مددگار رہتا ہے اور اس کا ہر کام پورا ہوتا ہے لہٰذا جب بندہ نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی اور میری ہر مراد اور میرے ہر کام کو پورا کرنے والا ہے تو اب اس کو چاہئے کہ وہ کسی بھی دنیاوی سہارے پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اگر اسے اپنے مقصد کے حصول میں کسی بھی دنیاوی سہارے سے بوقت ضرورت فائدہ نہ پہنچے جب کہ اسے اس سہارے پر اعتماد بھی رہا ہو تو اس سے بددل اور پریشان خاطر نہ ہو بلکہ یہ یقین رکھے کہ اللہ نے میرے مقدر میں جو طے فرما دیا ہے بہرصورت وہی ہوگا اگر قسمت میں حصول مقصد لکھا جا چکا ہے تو وہ ضرور حاصل ہوگا چاہے وہ دنیاوی سہارا کتنا ہی مایوس کن کیوں نہ ہو اور اگر قسمت میں مقصد کا حصول نہیں لکھا ہے تو وہ حاصل نہیں ہوگا چاہے وہ دنیاوی سہارا کتنا ہی زور کیوں نہ لگا لے اور پھر یہ کہ جو شخص اللہ کی طرف سے پیش آنے والی چیز پر جو کہ اگرچہ اس کا مطلب نہیں ہے اکتفا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس چیز پر راضی و مطمئن کر دے گا جو اس نے اس شخص کے لئے طے فرما دی ہوگی چنانچہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ ایسا بندہ اپنے اسی وصف (یعنی راضی برضاء ہو جانے کی) بناء پر اپنے مطلوب کے عدم حصول کو اس کے حصول کے مقابلہ میں فقر کو غنا کے مقابلہ میں برضا و رغبت اختیار و قبول کرے گا اور بسبب مشاہدہ و تصرف مولیٰ حصول مقصد کے اسباب و ذرائع مہیا نہ ہونے ہی پر مطمئن ہو جائے گا۔

خاصیت جو شخص کسی چور یا حاسد یا ہمسایہ بد اور دشمن کے شر سے ڈرتا ہو یا چشم زخم سے پریشان ہو تو وہ ایک ہفتہ تک ہر صبح و شام ستر بار حسبی اللہ الحسیب (کفایت کرنے والا اللہ میرے لئے کافی ہے) پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اسے ان چیزوں کے شر اور پریشانی سے محفوظ رکھے گا۔

اسم الٰہی الجلیل "

بزرگ قدر۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ صفات کمال کے ذریعہ اپنے نفس کو آراستہ کر کے بزرگ مرتبہ بنے۔ خاصیت اگر کوئی شخص اس اسم پاک کو مشک و زعفران سے لکھ کر اپنے پاس رکھے یا کھائے تو تمام لوگ اس کی تعظیم و توقیر کرنے لگیں گے۔"

اسم الٰہی الکریم "

بڑا سخی اور بہت دینے والا کہ اس کا دینا نہ کبھی بند ہوتا ہے نہ اس کے خزانے خالی ہوتے ہیں۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ مخلوق اللہ کو بغیر وعدہ کے مال و زر دیتا رہے اور ان کی ہر طرح کی مدد کرتا رہے نیز برے اخلاق اور برے فعل سے پرہیز کرے۔ خاصیت جو شخص اپنے بستر پر پہنچ کر اس اسم پاک کو اتنا پڑھے کہ پڑھتے پڑھتے سو جائے تو اس کے لئے فرشتے دعا کریں اور کہیں اکرمک اللہ اللہ تجھے بزرگ مرتبہ کرے اور تو مکرم و معزز ہو۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس اسم کو بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے اسی وجہ سے انہیں کرم اللہ وجہہ کہا جانے لگا۔

اسم الٰہی الرقیب "

ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ بندوں کے احوال افعال جاننے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب

یہ ہے کہ وہ ہمہ وقت اور ہر حال میں اللہ ہی پر نظر رکھے اس کے علاوہ کسی اور سے سوال نہ کرے کہ ماسوا اللہ کی طرف التفات ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے جن کی نگہبانی اور دیکھ بھال پر مقرر فرمایا ہے ان کی نگہبانی اور دیکھ بھال میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہ کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم سب راعی یعنی نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارہ میں محاسبہ کیا جائے گا یعنی جن کی نگہبانی اور خبر گیری پر تمہیں متعین کیا گیا ہے ان کی نگہبانی اور خبر گیری کا حال تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنا فرض کہاں تک ادا کیا؟ قشیری کہتے ہیں کہ اس طائفہ یعنی اولیاء اللہ کی جماعت کے نزدیک مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ پر دل کے ساتھ۔ اللہ کی یاد غالب ہو اور یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے حال پر مطلع ہے لہٰذا وہ ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرے اور ہر دم اس کے عذاب سے ڈرے چنانچہ صاحب مراقبہ اللہ تعالیٰ کی حیاء اور اس کی ہیبت کی وجہ سے خلاف شرع باتیں اس شخص سے زیادہ چھوڑتا ہے جو عذاب الٰہی کے ڈر سے گناہ چھوڑتا ہے اور جو شخص اپنے دل کی رعایت کرتا ہے یعنی ضمیر کے صحیح تقاضے پر ہی عمل کرتا ہے تو اس کا کوئی لمحہ اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت سے خالی نہیں رہتا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک عمل کا حساب لے گا خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹا عمل ہو یا بڑے سے بڑا۔ چنانچہ ایک ولی کے بارہ میں منقول ہے کہ ان کے انتقال کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر اپنا احسان فرمایا لیکن پورا حساب لیا یہاں تک مجھ سے اس عمل کا بھی مواخذہ کیا کہ ایک دن میں روزے سے تھا جب افطار کا وقت ہوا تو میں نے اپنے ایک دوست کی دکان سے گیہوں کا ایک دانہ اٹھالیا اور پھر سے توڑا، معاً مجھے خیال آیا کہ گیہوں کا یہ دانہ میری ملکیت میں نہیں ہے یہ خیال آتے ہی میں نے اس دانے کو اس جگہ ڈال دیا چنانچہ اب جب کہ میرا حساب لیا گیا تو اس گیہوں کے توڑنے کی بقدر نیکی میری نیکیوں سے لی گئی۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اسے ایک دن اللہ کی بارگاہ میں اتنی چھوٹی سے چھوٹی سے باتوں کا بھی حساب دینا ہے تو کیا وہ گوارا کرے گا کہ اپنی عمر عزیز باطل چیزوں میں ضائع کرے۔ اور اپنے وقت کو تاہیوں اور غفلتوں کی نذر کر دے؟

حدیث شریف میں منقول ہے کہ تم اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لیا جائے۔ خاصیت جو شخص اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنے مال پر اس اسم پاک کو سات مرتبہ پڑھ کر ان کے چاروں طرف دم کرے وہ تمام دشمنوں اور تمام آفات سے بے خوف ہو جائے گا۔

اسم الٰہی "المجیب"

عاجزوں کی دعا قبول کرنے والا اور پکارنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اوامر و نواہی میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور حاجتمندوں کی حاجتوں کو پورا کرے۔ خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو بہت پڑھے اور پھر دعا کرے تو اس کی دعا جلد قبول ہوگی اور اگر اسے لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حق تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔

اسم الٰہی الواسع"

وسیع علم والا اور اپنی نعمتوں سے سب کو نوازنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اپنے علم میں اپنی سخاوت میں اور

معارف واخلاق میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کرے سب ہی سے چہرہ کی بشاشت اور کشادگی کے ساتھ پیش آئے اور دنیاوی مقاصد کے حصول میں فکر مند نہ رہا کرے۔

خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو بہت پڑھے اور اس پر ہمیشگی اختیار کرے حق تعالیٰ اسے قناعت اور برکت کی دولت سے نوازے گا۔

اسم الٰہی "الحکیم"

دانا اور استوار کار۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ کتاب اللہ میں مذکور صفات حمیدہ کو اپنائے اور کمال تعلق اس سے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اپنے تمام امور میں استوار پیدا کرے نیز اسے چاہئے کہ وہ سفاہت یعنی بے وقوفی سے پرہیز کرے اور کوئی کام بغیر باعث حقانی اور بغیر داعیہ ربانی نہ کرے تا کہ اس کی ذات اسم "حکیم" کا پرتو ثابت ہو۔

حضرت ذوالنون مصری کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جب میں نے سنا کہ مغرب کے علاقہ میں ایک شخص اپنے علم وحکمت کی بناء پر بہت مشہور ومعروف ہیں تو میں ان کی زیارت کے لئے ان کے پاس پہنچا میں چالیس دن تک ان کے دروزے پر پڑا رہا اور میں یہ دیکھتا تھا کہ وہ نماز کے وقت مسجد میں آتے اور حیران و پریشان پھرنے لگتے اور میری طرف قطعاً کوئی توجہ والتفات نہ فرماتے اس صورت حال سے میں تنگ آ گیا تو ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ جناب! چالیس دن سے میں یہاں پڑا ہوں لیکن نہ تو آپ میری طرف التفات کرتے ہیں اور نہ مجھ سے کلام کرتے ہیں؟ آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے اور کچھ باحکمت باتیں بتائیے کہ اسے میں یاد رکھو۔ انہوں نے کہا کہ تم اس پر عمل کرو گے یا نہیں؟ میں نے کہا ہاں اگر اللہ نے توفیق دی تو ضرور عمل کروں گا۔ پھر انہوں نے حکمت وموعظت سے بھرپور یہ بات مجھ سے کہی کہ دنیا کو دوست نہ رکھو، فقر کو غنیمت جانو، بلا کو نعمت سمجھو، منع یعنی نہ ملنے کو عطا جانو، غیر اللہ کے ساتھ نہ انس اختیار کرو اور نہ ان کی صحبت میں اپنے کو مشغول رکھو، خواری کو عزت سمجھو، موت کو حقیقی حیات جانو، طاعت وعبادت کو اپنی عزت کا ذریعہ سمجھو اور توکل کو اپنی معاش قرار دو۔ از سینہ محو کن ہمہ نام ونشان غیر الا کسے، کہ می دہد از وے نشان ترا۔

خاصیت اگر کسی شخص کو اپنے کسی کام میں پریشانی ہو اور وہ پورا نہ ہو رہا ہو تو اسے چاہئے کہ اس اسم پاک پر مداومت اور ہمیشگی اختیار کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کام پورا ہو جائے گا۔

اسم الٰہی "الودود"

فرمانبردار بندوں کو دوست رکھنے والا یا اولیاء اللہ کے قلوب میں محبوب۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ مخلوق اللہ کے لئے وہی چیز پسند کرے گا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان پر اپنی بساط بھر احسان کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ کا دوست رکھنا یہ ہے کہ وہ بندوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ ان کی

تعریف کرتا ہے ان کو خیر و بھلائی پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بندوں کا دوست رکھنا یہ ہے کہ وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور اپنے قلوب میں اس کی ہیبت و بڑائی رکھتے ہیں۔

حدیث میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے دوستوں میں بڑا دوست وہ ہے جو غیر عطا کے لئے میری عبادت کرتا ہے یعنی وہ عطا و بخشش کی امید سے نہیں بلکہ صرف میری رضا اور خوشنودی کی خاطر ہی عبادت کرتا ہے۔ خاصیت اگر میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جائے اور تعلقات انتہائی کشیدہ ہو جائیں تو اس اسم پاک کو کسی کھانے کی چیز پر ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں میں سے اس کو کھلا دیا جائے جس کی طرف سے ناچاق پیدا ہوتی ہو انشاء اللہ ان دونوں کے درمیان اتفاق والفت کی فضا بحال ہو جائے گی۔ "المجید" بزرگ و شریف ذات۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اسم مبارک العظیم کے بارہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ خاصیت جس شخص کو آبلہ پا، یا بادفرنگ (آتشک) یا برص اور یا جذام کا مرض لاحق ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ایام بیض میں روزے رکھے اور افطار کے وقت اس اسم پاک کو بہت پڑھے اور دم کر کے پی لے اللہ نے چاہا تو یقیناً شفا پائے گا اور جس شخص کو اپنے ہم عصروں اور ہم جنسوں میں عزت واحترام کی نظر سے نہ دیکھا جاتا ہو تو وہ ہر صبح اس اسم پاک کو ننانوے مرتبہ پڑھ کر اپنے او پر دم کرے اسے عزت واحترام حاصل ہوگا۔

اسم الٰہی "الباعث"

مردوں کی قبروں سے اٹھانے والا اور زندہ کرنے والا غافلوں کا دل خواب غفلت سے بیدار کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ جاہل نفسوں کو تعلیم دے کر اور نصیحت کرے انہیں دنیا سے بے رغبتی کا احساس دلا کر اور آخرت کی نعمتوں کا راغب بنا کر جہالت و غفلت کے خواب سے انہیں بیدار کرے اور ان کے مردہ قلوب کو زندہ کرے۔ چنانچہ وہ اپنے نفس سے اس کی ابتدا کرے اس کے بعد دوسروں کی طرف متوجہ ہو۔ خاصیت اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے قلب کو حقیقی زندگی ملے تو سوتے وقت اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس اسم پاک کو ایک سو ایک بار پڑھے۔ حق تعالیٰ اس کے دل کی مردنی کو دور کرے گا اور اسے حیات بخش کر انوار کا مسکن بنائے گا۔

اسم الٰہی "الشہید"

حاضر اور ظاہر و باطن پر مطلع۔ قشیری کہتے ہیں کہ اہل معرفت اللہ سے اس کی ذات کے علاوہ اور کسی مونس کی خواہش نہیں کرتے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ صرف اسی ذات پر خوش اور مطمئن رہتے ہیں کیونکہ صرف اللہ ہی ان کے تمام احوال پر نظر رکھتا ہے اور وہی ان کے تمام امور و افعال کو جانتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیت (اولم یکف بربک انہ علی کل چیز شہید)۔ کیا تمہارا پروردگار تمہارے لئے اس بات میں کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر مطلع ہے۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس بات کا دھیان رکھے کہ اس کا پروردگار اس کو کسی ایسی جگہ نہ دیکھے جو اس کے لئے پروردگار کی طرف سے ممنوع ہے یعنی برائی کی جگہ اور اس کو کسی بھی ایسی جگہ سے غیر موجود نہ دیکھے جہاں اس کو موجود رہنے کا اس نے حکم دیا ہے (یعنی بھلائی کی جگہ) اور اس یقین کی بناء پر کہ اللہ تعالیٰ

میرے حال کو مجھ سے اچھی طرح جانتا ہے اور وہ میری حالت کو بخوبی دیکھتا ہے، غیر اللہ کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرنے اور غیر اللہ کی طرف بنظر امید رغبت و میلان رکھنے سے باز رہے نیز بندہ پر اس اسم کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ صرف سچائی کا گواہ بنے اور سچائی ہی کی رعایت کرے۔

خاصیت اگر کسی شخص کا لڑکا نافرمان ہو یا اس کی لڑکی غیر صالح ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ہر روز صبح کے وقت اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھے اور اس کا منہ آسمان کی طرف اٹھوا کر یا شہید اکیس بار پڑھے حق تعالیٰ اسے فرمانبردار اور صالح بنائے گا۔

اسم الٰہی "الحق"

شہنشاہی کے ساتھ قائم اور خدائی کے لائق۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ جب اس نے جان لیا کہ اسی کی ذات حق ہے تو اب وہ اس کے مقابلہ میں مخلوق کی یاد اور مخلوق کی طلب بھول جائے۔ نیز اس اسم کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام اقوال وافعال اور احوال میں حق بات اور حق چیز ہی کو اپنے اوپر لازم کرے۔

خاصیت اگر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی تو ایک کاغذ کے چاروں کونوں پر اس اسم پاک کو لکھے اور کاغذ کے بیچ میں اس چیز کا نام لکھے اور پھر آدھی رات کے وقت اس کاغذ کو ہتھیلی پر رکھ کر اور آسمان کی طرف نظر کر کے حق تعالیٰ سے اس اسم پاک کی برکت اور اس کے وسیلہ کے ذریعہ اس چیز کے حصول کی دعا کرے۔ انشاء اللہ یا وہ چیز جوں کی توں مل جائے گی یا اس کا کچھ حصہ حاصل ہو جائے گا اور اگر کوئی قیدی آدھی رات کے وقت ننگے سر ہو کر اس اسم پاک کو ایک سو آٹھ مرتبہ پڑھے تو حق تعالیٰ اسے رہائی نصیب کرے گا۔

اسم الٰہی الوکیل "

کارساز۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت (وکفی باللہ وکیلا) (یعنی کارساز ہونے میں اللہ کفایت کرتا ہے) اور آیت (وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین) اگر تم مومن ہو تو اپنا ہر کام اللہ ہی کی طرف سونپو آیت (ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ) (جو شخص اللہ ہی پر بھروسہ اور اعتماد کرتا ہے اور اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے) اور آیت (وتوکل علی الحی الذی لا یموت) (یعنی ایسے زندہ پر بھروسہ اور اعتماد کرو جو غالب اور مہربان ہے۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ ضعیف اور لاچار لوگوں کا مددگار و معاون بنے اور ان کے کام کاج کرتا رہے ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اس طور پر سعی و کوشش کرے کہ گویا وہ ان کا وکیل ہے۔

خاصیت اگر بجلی گرنے کا خوف ہو یا پانی اور آگ سے کسی نقصان کا خطرہ ہو تو اس اسم پاک کا ورد کیا جائے تو انشاء اللہ امان ملے گی اور اگر کوئی شخص اس اسم پاک کو کسی خوف و خطر کی جگہ بہت پڑھے تو وہ بے خوف و بے خطر ہو گا۔

اسم الٰہی "القوی۔ المتین "

قوت والا اور تمام امور میں استوار۔ ان سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ خواہشات نفسانی پر غالب اور قوی ہو دین کے معاملہ میں سخت و چست رہے اور شرعی احکام کو نفاذ کرنے اور پھیلانے میں کسی سستی اور کمزوری کو راہ نہ دے۔ خاصیت اگر کسی کا دشمن قوی ہو اور وہ اس کے دفاع میں عاجز اور لاچار ہو تو وہ تھوڑا سا آٹا گوندھے اور اس کی ایک ہزار ایک سو گولیاں بنا لے۔ پھر ایک ایک گولی

اٹھاتا جائے اور یا قوی پڑھتا جائے اور اس گولی کو بہ نیت دفاع دشمن مرغ کے آگے ڈالتا رہے حق تعالیٰ اس کے دشمن کو مغلوب ومقہور کردے گا اور اگر اس اسم پاک کو جمعہ کی شب میں بہت زیادہ پڑھا جائے تو نسیان کا مرض جاتا رہے گا اگر کسی بچہ کا دودھ چھٹایا گیا ہو اور وہ بچہ اس کی وجہ سے صبر وقرار نہ پاتا ہو تو اس اسم پاک کو لکھ کر اس بچہ کو پلا دے اسے صبر وقرار آجائے گا، اسی طرح اگر کسی دودھ والی کے دودھ میں کمی ہو تو اس اسم پاک کو لکھ کر اس کو پلا دیا جائے اس کے دودھ میں فراوانی آجائے گی اور اگر کوئی شخص ملک وحکومت کے کسی منصب یا کام پانے کی خواہش رکھتا ہو تو وہ اس کو اتوار کے روز اول ساعت میں اپنے مقصد کی نیت سے اس اسم المتین کو تین سو ساٹھ بار پڑھے۔ انشاء اللہ اس کو وہ منصب حاصل ہوگا۔

اسم الٰہی "الولی"

مددگار اور مومنوں کو دوست رکھنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ اور دوستی رکھے اور دین کی تائید وحمایت میں کوشش کرے اور مخلوق اللہ کی حاجتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

قشیری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی علامات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ کو دوست رکھتا ہے اسے ہمیشہ خیر و برکت بھلائی کی توفیق دیتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بندہ اگر بتقاضائے بشریت کسی برائی کا ارادہ بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ارتکاب سے اسے بچاتا ہے اور اگر وہ ناگہاں اس برائی میں مبتلا ہو بھی جاتا ہے تو اسے اس میں مبتلا نہیں رہنے دیتا بلکہ جلد ہی توبہ وانابت کے ساتھ اس برائی سے نکال لیتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے کہا گیا ہے کہ۔ اذا احب اللہ عبدالم یضرہ ذنب۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اس کو گناہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ اور اگر طاعت وعبادت میں کوتاہی وقصور کی طرف اس کا میلان ہوتا ہے تو حق تعالیٰ اسے طاعت وعبادت میں مشغول ہونے ہی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور یہی بات بندہ کی سعادت کی علامت قرار پاتی ہے جب کہ اس کا عکس بندہ کی شقاوت وسیاہ بختی کی علامت ہے نیز اللہ تعالیٰ کی دوستی کی ایک اور علامت اور اس کا اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اولیا کے قلوب میں ایسے بندہ کی محبت جاگزیں کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اولیاء اللہ اس بندہ سے کمال تعلق اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھتا ہے وہ مخلوق اللہ کی دل کی باتوں پر آگاہ ہو اور اگر کسی شخص کی بیوی یا لونڈی ایسی سیرت وعادت کی حامل ہو کہ اس کے لئے باعث کوفت اور باعث اذیت ہو تو اسے چاہئے کہ جب وہ اس بیوی یا لونڈی کے سامنے جانا چاہے تو اس اسم پاک کو بہت پڑھے حق تعالیٰ اسے صلاحیت ودرستی کی راہ پر لگائے گا۔

اسم الٰہی "الحمید"

اپنی ذات صفات کی تعریف کرنے والا یا تعریف کیا ہوا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ ہمیشہ حق کی تعریف کرنے والا رہے۔ صفات کمالیہ کے ساتھ اپنی ذات کو آراستہ کرے یا اپنے اعمال حسنہ اور اخلاق حمیدہ کی بناء پر اللہ اور اللہ کی مخلوق دونوں کی نظروں میں ایسا ثابت ہو کہ اس کی تعریف کی جائے۔

خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھے اس کے افعال پسندیدہ ہوں گے اور اگر کسی شخص پر فحش گوئی اور بدزبانی غالب ہو کہ اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس اسم پاک کو کسی پیالہ پر لکھے یا بعض حضرات کے قول کے مطابق اس اسم پاک کو اس پیالہ پر نوے بار پڑھے اور ہمیشہ اسی پیالہ میں پانی پیتا رہے انشاء اللہ فحش گوئی اور بدزبانی سے محفوظ رہے گا۔

اسم الٰہی "المحصی"

اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کے نزدیک تمام مخلوقات کی تعداد ظاہر ہے۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ خواہ حرکت کی حالت میں ہو یا سکون کی حالت میں یعنی کسی بھی لحظہ اور کسی بھی لحہ غفلت میں مبتلا نہ ہو اور اس کا ایک ایک سانس یاد الٰہی کے ساتھ باہر آئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اہل جنت اس لحہ پر حسرت وافسوس کریں گے جو یاد الٰہی کے بغیر گزرا ہوگا۔ نیز اس بات کی کوشش کرے کہ اپنے اعمال اور باطنی احوال پر مطلع رہے۔ اور اس اسم کا تقاضہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کو شمار کرتا رہے تاکہ وہ ان کا شکر ادا کرے کے اللہ کے سامنے اپنے آپ کو عاجز ومحتاج سمجھے اور اپنے گناہوں کو شمار کرے۔ ان کی وجہ سے شرمندہ وشرمسار ومعذرت خواہ ہو اور ان ایام اور لمحات کو یاد کر کے حسرت وافسوس کرے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کی یاد سے خالی رہے ہوں۔

خاصیت جو شخص شب جمعہ میں اس اسم پاک کو ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے حق تعالیٰ اسے عذاب قبر اور عذاب قیامت سے محفوظ رکھے گا۔

اسم الٰہی "المبدیء۔ المعید"

پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا اور دوبارہ پیدا کرنے والا۔ ان ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ ہر معاملہ اور ہر چیز میں اللہ رب العزت کی طرف اول بار بھی اور دوبارہ بھی رجوع کرے۔ نیکیاں پیدا کرنے میں سعی وکوشش کرے اور جو نیک عمل کرنے سے رہ گیا ہو یا جس عمل میں کوئی کمی اور کوتاہی ہوگئی ہو اس کا اعادہ کرے یعنی ان کو دوبارہ کرے۔

خاصیت جس کی بیوی کو حمل ہو اور اسقاط حمل کا خوف ہو یا ولادت میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہو تو خاوند کو چاہئے کہ وہ اس اسم پاک المبدی کو نوے بار پڑھے اور شہادت کی انگلی اسے پیٹ کے چاروں طرف پھیرے انشاء اللہ حمل ساقط ہونے کا خوف نہیں رہے گا اور ولادت سے باطمینان اور بلا کسی ضرر جلد فراغت حاصل ہوگی اور جو شخص اس اسم پاک پر مداومت کرے یعنی اس کو پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کرے تو اس کی زبان سے وہی بات نکلے گی جو صحیح اور باعث ثواب ہوگی۔ اگر کسی شخص کا کوئی عزیز وغیرہ غائب ہوگیا ہو اور اس کی آمد یا خیریت کی طلب کا خواہش مند ہو تو اس وقت جب کہ اس کے گھر والے سوگئے ہوں اس اسم پاک کو گھر کے چاروں کونوں میں ستر بار پڑھے اور اس کے بعد کہے یا معید فلاں شخص کو میرے پاس واپس بلا دے یا اس کی خیریت معلوم کرا دے، سات دن بھی گزرنے نہ پائیں گے کہ یا تو غائب آجائے گا یا اس کی خیریت معلوم ہو جائے گی۔ اور اگر کسی شخص کی کوئی چیز گم ہوئی ہو تو وہ

اس اسم المعید کو بہت زیادہ پڑھتا رہے انشاء اللہ اس کی وہ چیز مل جائے گی۔

اسم الٰہی "المحی۔ الممیت"

زندہ کرنے والا اور مارنے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نور ایمان کے ذریعہ قلوب کو زندہ کرتا ہے اور جسم میں زندگی پیدا کرتا ہے نیز وہی جسم کو موت دیتا ہے اور قلوب کو علت و نادانی کے ذریعہ مردہ کرتا ہے۔ ان دونوں ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ علم سے نفع پہچا کر مخلوق اللہ کو اور مغفرت الٰہی کی شمع جلا کر قلب کو زندگی و تازگی کی دولت بخشے اور نفسانی خواہشات اور شیطانی خطرات و وساوس کو موت کے گھاٹ اتارے، نیز یہ حیات کی تمنا کرے اور نہ موت کی آرزو بلکہ قضاء و قدر الٰہی کا تابعدار بنے اور یہ دعا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے پڑھتا رہے۔ دعا (اللّٰھم احینی ما کان الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی واجعل الحیوۃ زیادۃ فی کل خیر واجعل الموت راحۃ من کل شر)۔ اے اللہ مجھے زندگی دے کہ جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے موت دے جب کہ موت میرے لئے بہتر ہو اور میری زندگی کو ہر خیر و بھلائی میں زیادتی کا سبب اور موت کو ہر برائی سے راحت کا باعث بنا دے۔

خاصیت جو شخص کسی درد، رنج و تکلیف اور کسی عضو کے ضائع ہو جانے کے خوف میں مبتلا ہو تو وہ اس اسم پاک المحی کو سات بار پڑھے حق تعالیٰ اسے خوف سے نجات دے گا نیز درد ہفت اندام کو دور کرنے کے لئے سات روز تک یہ اسم پڑھا کرے اور ہر روز پڑھ کر دم کیا جائے اور جو شخص اس اسم پاک کے پڑھنے پر ہمیشگی اختیار کرے تو اس کے دل کو زندگی اور بدن کو قوت حاصل ہوگی جو شخص اپنے نفس پر قادر نہ ہو کہ اتباع شریعت کے معاملہ میں اس کا نفس اس پر غالب ہو یعنی اسے اتباع شریعت سے باز رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ سوتے وقت سینہ پر ہاتھ رکھ کر اسم پاک الممیت اتنا زیادہ پڑھا کرے کہ پڑھتے ہوئے سو جائے تو حق تعالیٰ اس کے نفس کو مطیع و فرمانبردار بنا دے گا۔

اسم الٰہی "الحی"

ازل سے ابد تک زندہ رہنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ذریعہ زندہ رہے اور اپنی جان اس کی راہ میں قربان کر دے۔ یعنی اللہ کے راستہ میں شہید ہو کر ابدی حیات حاصل کرے۔

خاصیت اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اس اسم پاک کو بہت پڑھتا رہے یا کوئی دوسرا شخص اس بیمار پر اور بعض حضرات کے قول کے مطابق آنکھ سامنے کر کے اسے بہت پڑھے تو حق تعالیٰ اسے صحت عطا فرمائے گا اور جو شخص ہر روز ستر بار اس اسم کو پڑھ لیا کرے تو اس کی عمر دراز ہوگی اور اس کی قوت روحانیہ میں اضافہ ہوگا۔

اسم الٰہی "القیوم"

خود بھی قائم اور مخلوقات کا قائم رکھنے والا اور خبر گیری کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ ماسوا اللہ سے بالکل بے پرواہ ہو جائے۔

قشیری فرماتے ہیں کہ جس نے یہ جانا اللہ تعالیٰ قیوم ہے تو اس نے تدبیر و اشتغال سے نجات پائی اور راحت وتفویض کے ساتھ اپنی زندگی گزاری لہٰذا اب نہ تو بخل کرے گا اور نہ دنیا کی کسی بھی بیش قیمت چیز کو کوئی اہمیت دے گا۔ خاصیت جو شخص بوقت سحر اس اسم کو بہت زیادہ پڑھا کرے تو لوگوں کے قلوب میں اس کا تصرف ظاہر ہوگا یعنی تمام لوگ اسے محبوب و دوست رکھیں گے اور اگر کوئی شخص اس اسم کو بہت زیادہ پڑھے تو اس کے تمام امور بحسب دلخواہ پورے ہوں گے۔

اسم الٰہی "الواجد"

غنی کہ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ ضروری کمالات عالیہ حاصل کرنے میں سعی وکوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ماسوی اللہ سے مستغنی و بے پرواہ ہو۔

خاصیت اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت ہر نوالے کے ساتھ یہ اسم پاک پڑھے تو وہ کھانا اس کے پیٹ میں نور ہوگا اور اگر کوئی خلوت میں اس اسم کو پڑھے تو تونگر ہوگا۔

اسم الٰہی "الماجد"

بزرگ نصیب۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اس سے پہلے نام کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو خلوت میں پڑھے اتنا کہ بے ہوش ہو جائے اس کے دل پر انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور کوئی شخص اس کو بہت پڑھتا رہے تو مخلوق اللہ کی نظروں میں بزرگ مرتبہ ہو۔

اسم الٰہی "الواحد۔

الاحد "ذات وصفات میں یکتا و یگانہ۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ عبادت و بندگی میں یکتا و یگانہ بنے جیسا کہ اس کا معبود خدائی میں یکتا و یگانہ ہے۔ اور ایسے فضائل سے اپنی ذات کو آراستہ کرے کہ اس کا کوئی ہم جنس اس کے مثال نہ ہو۔

خاصیت اگر کسی کا دل خلوت سے ہراساں ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس اسم پاک کو ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے انشاء اللہ اس کے دل سے خوف جاتا رہے گا اور بارگاہ حق جل مجدہ کا مقرب ہوگا اور اگر کسی کا فرزند پیدا ہونے کی تمنا ہو تو وہ اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے اللہ تعالیٰ اسے فرزند عطا کرے گا۔

اسم الٰہی "الصمد"

بے پروا کہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اپنی ہر حاجت میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے اپنے رزق سے بےفکر رہے، اس کی ذات پر توکل کرے دنیا کی حرام چیزوں سے بچے دنیا کی زینت کی چیزوں کی طرف رغبت نہ کرے، دنیا کی حلال چیزوں کے حصول کی بھی ہوس نہ کرے، مخلوق سے اپنے آپ کو بے پروا رکھے اور مخلوق اللہ کی حاجت روائی کی سعی وکوشش کرتا رہے۔

خاصیت جو شخص بوقت سحر یا آدھی رات کو سجدہ کرے اور اس اسم پاک کو ایک سو پندرہ بار پڑھے اللہ تعالیٰ اسے صادق الحال

بنائے گا اور کسی ظالم کے ہاتھ نہیں لگے گا۔ اور جو شخص اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھتا رہے وہ بھوکا نہیں رہے گا۔ اور اگر حال وضو میں اسے پڑھے گا تو مخلوق اللہ سے بے پرواہو۔

اسم الٰہی "القادر۔ المقتدر۔

قدرت والا۔ اور قدرت ظاہر کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو خواہشات ولذات سے باز رکھنے پر قادر ہو۔ خاصیت اگر کوئی شخص وضو میں وضو کے ہر عضو کو دھوتے وقت اسم پاک "القادر "پڑھ لیا کرے تو وہ کسی ظالم کے ہاتھوں گرفتار نہیں ہوگا اور کوئی دشمن اس پر فتحیاب نہ ہوگا اور اگر کوئی مشکل کام پیش آئے تو اکتالیس مرتبہ یہ اسم پڑھ لیا جائے اللہ نے چاہا تو کام بحسن وخوبی انجام پذیر ہوگا۔ اگر کوئی شخص اسم پاک "المقتدر " کو پابندی کے ساتھ پڑھتا رہا تو غفلت ہوشیاری میں بدل جائے گی اور جو شخص سو کر اٹھتے وقت یہ اسم پاک بیس بار پڑھ لیا کرے تو اس کے تمام کام حق تعالیٰ کی طرف راجع ہوں۔

اسم الٰہی "المقدم۔ المؤخر "

دوستوں کو اپنی درگاہ عزت کا قرب بخش کر آگے بڑھانے والا اور دشمنوں کو اپنے لطف وکرم سے دور رکھ کر پیچھے ڈالنے والا۔ ان دونوں پاک ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ نیکیوں میں پیش قدمی اختیار کرکے اپنے آپ کو آگے کرے یعنی دوسروں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو افضل بنائے اور ان لوگوں کو آگے کرے جو اللہ رب العزت کی بارگاہ عزت کے مقربین میں سے ہیں یعنی ان کو عزیز رکھے اور نفس اور شیاطین کو اور ان لوگوں کو جو بارگاہ کبریائی کے ٹھکرائے ہوئے ہیں پس پشت ڈالے، نیز اپنے تمام امور واعمال کو ضابطہ وقاعدہ کے مطابق انجام دے۔ مثلاً پہلے وہ کام اور عمل کرے جو سب سے زیادہ ضروری ہو اور جسے اللہ نے سب سے مقدم کیا ہو اور سب سے بعد میں اس عمل کو اختیار کرے جو سب سے کم ضروری ہو۔

خاصیت اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں اس اسم پاک "المقدم "پڑھے یا اسے لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اسے کوئی گزند نہیں پہنچے گا اور جو شخص اس اسم پاک کو بہت پڑھتا رہے تو اس کا نفس طاعت الٰہی کے لئے فرمانبردار ومطیع ہو جائے گا۔ جو شخص یہ اسم پاک "الموخر "سو مرتبہ پڑھے اس کے دل کو غیر اللہ کے ساتھ قرار نہیں ملے گا۔ اور جو شخص روزانہ اس اسم پاک کو سو بار پڑھ لیا کرے، تو اس کے تمام کام انجام پذیر ہوں اور جو شخص اس کو اکتالیس مرتبہ پڑھے اس کا نفس مطیع وفرمانبردار ہو۔

اسم الٰہی "الاول۔ الآخر "۔

سب سے پہلے اور سب سے پیچھے۔ ان سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اللہ کی عبادات اور اس کے احکام بجالانے میں جلدی کرے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان قربان کرے تا کہ حیات ابدی حاصل ہو۔

خاصیت اگر کسی کی اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو تو اس اسم پاک الاول چالیس دن تک ہر روز چالیس مرتبہ پڑھے اس کی مراد پوری ہو گی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ فرزند، غنا یا اور کسی چیز کی حاجت وتمنا ہو تو وہ چالیس جمعوں کی راتوں میں ہر رات ایک ہزار مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔ جو شخص اپنی عمر کے آخری مرحلہ میں ہو اور اس کی پوری زندگی بدعملیوں اور

گناہوں میں گزری ہو تو وہ اس اسم پاک الآخر کو اپنا ورد قرار دے لے حق تعالیٰ اس کا خاتمہ بخیر کرے گا۔

اسم الٰہی "الظاہر۔الباطن"۔

اپنی مصنوعات اور مخلوقات کے اعتبار سے جو اس کے کمال صفات کی دلیل ہیں، آشکار! اور اپنی ذات کی حقیقت وکنہ کے اعتبار سے وہم وخیال سے مخفی۔

خاصیت جو شخص نماز اشراق کے بعد اسم پاک الظاہر پانچ سو مرتبہ پڑھ لیا کرے حق تعالیٰ اس کی آنکھیں روشن ومنور کرے گا اگر طوفان بادوباران وغیرہ کا خوف ہو تو یہ اسم پاک بہت زیادہ پڑھا جائے امن وعافیت حاصل ہوگی۔اگر اس اسم پاک کو گھر کی دیواروں پر لکھ دیا جائے تو وہ دیواریں محفوظ وسلامت رہیں گی۔جو شخص ہر روز یاباطن تینتیس بار کہہ لیا کرے حق تعالیٰ اسے صاحب اسرار الٰہی بنائے گا۔اور اگر کوئی شخص اس پر مداومت اختیار کرے تو اس پر جس کی بھی نظر پڑے گی اس کا دوست بن جائے گا۔

اسم الٰہی الوالی "۔

کارساز ومالک۔اس اسم پاک سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اسم پاک الوکیل کے ضمن میں نقل کیا جاچکا ہے۔خاصیت اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کا یا اس کے علاوہ کسی اور کا گھر معمور وآباد ہو اور بارش ودیگر آفات سے محفوظ رہے تو اسے چاہئے کہ کوزہ آب نارسیدہ پر یہ اسم پاک لکھے اور اس کوزہ میں پانی ڈال کر اس کوزہ کو گھر کی دیوار پر مارے، گھر اور در ودیوار محفوظ وسلامت رہیں گے۔بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ اسم پاک الوالی کو تین سو مرتبہ پڑھنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے اور اگر کسی شخص کی تسخیر کی نیت سے یہ اسم پاک گیارہ مرتبہ پڑھا جائے تو وہ شخص اس کا مطیع وفرمانبردار ہوجائے گا۔

اسم الٰہی "المتعالی"

بہت بلند مرتبہ۔اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اس نام پاک العلی کے سلسلہ میں نقل کیا جاچکا ہے۔خاصیت اگر کوئی شخص اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھتا ہے تو اس کو بھی جو دشواری پیش آئے گی حل ہوجائے گی اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ جو عورت ایام حمل میں یہ اسم پاک پڑھتی رہا کرے تو وہ حمل کی تمام تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات پائے گی۔

اسم الٰہی "البر"

انتہائی احسان کرنے والا۔اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے ماں باپ، استاد بزرگان دین، عزیز واقارب اور تمام لواحقین ومتعلقین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔خاصیت طوفان بادوباراں اور کسی آفت کے وقت یہ اسم پاک پڑھنا چاہئے انشاء اللہ کوئی نقصان وگزند نہیں پہنچے گا۔اگر اس اسم پاک کو سات مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی امان میں دے دیا جائے تو وہ بچہ بالغ ہونے تک ہر آفت وبلا اور ہر تکلیف ومصیبت سے محفوظ رہے گا۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شراب نوشی اور زنا میں مبتلا ہو تو وہ ہر روز سات مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ لیا کرے حق تعالیٰ اس کے دل کو ان معصیتوں سے پھیر دے گا۔

اسم الٰہی "التواب"

توبہ قبول کرنے والا۔ توبہ کے اصل معنی ہیں، رجوع کرنا یعنی پھرنا جب اس لفظ کی نسبت بندہ کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد ہوتا ہے کہ گناہ سے پھرنا، یعنی اپنے گناہ پر نادم، وشرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ اور جب حق تعالیٰ کی طرف نسبت ہوتی ہے تو اس لفظ کی مراد ہوتی ہے، رحمت وتوفیق کے ساتھ پھرنا یعنی بندہ کی طرف نظر رحمت وتوفیق متوجہ ہونا۔ اس تفصیل کو ذہن میں رکھ کر سمجھئے کہ جب کوئی بندہ گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی توبہ کے اسباب میسر کرتا ہے اس کو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اس کو گناہوں کے عواقب سے ڈرا کر، عذاب کا خوف دلا کر اور آخرت کی سزا کا احساس بخش کر اسے خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے اور اس کے قلب وشعور میں اپنے جرم کا احساس اور گناہ پر ندامت وشرمندگی کی توفیق عطا فرماتا ہے اس کے بعد وہ بندہ توبہ وندامت کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور پھر حق تعالیٰ اپنے فضل ودر اپنی رحمت کے ساتھ اس بندہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی اسے بخش دیتا ہے، لہٰذا حقیقت میں حق تعالیٰ کی توبہ یعنی اس کی توجہ بندہ کی توبہ یعنی اس کے رجوع پر مقدم ہوتی ہے اگر حق تعالیٰ کی توجہ نہ ہو تو بندہ کو رجوع کی نوبت نہیں آسکتی۔ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ آیت (تاب علیھم لیتوبوا) اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ (یعنی توبہ کریں)۔ توبہ کنم بشکنم توبہ دہی نشکنم اس لئے بدہ کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے قبولیت توبہ کا یقین رکھے، ناامیدی کے دروازہ کو بند کردے۔ بایں طور اس کی رحمت کے نزول سے ناامید نہ ہو دوسروں کی خطائیں معاف کرے معذرت خواہ کی معذرت قبول کرے چاہے کتنی بار معذرت قبول کرنی پڑے۔ اور اگر کسی سے کوئی قصور و کوتاہی ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ اس سے درگزر کرے بلکہ انعام واکرام کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو۔ جناب باری تعالیٰ سے توبہ طلب کرے، گناہوں پر شرمندہ ونادم ہو گوش عبرت کھلے رکھے اور توبہ میں تاخیر نہ کرے تا کہ اس حکم عجلوا بالتوبہ قبل الموت (مرنے سے پہلے توبہ میں جلدی کرو) کی بجا آوری ہو۔

اس موقع پر ایک عبرت انگیز اور سبق آموز حکایت سن لیجئے۔ کہتے ہیں کہ کس سلطنت کا ایک وزیر تھا جس کا نام عیسیٰ بن عیسیٰ تھا ایک دن وہ سواروں کی ایک جماعت کے ہمراہ چلا جا رہا تھا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے لوگ آپس میں پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے یہ کون ہے، راستہ میں کہیں ایک بڑھیا بھی بیٹھی ہوئی تھی اس نے جو لوگوں کو پوچھتے سنا تو کہنے لگی کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے۔ ہوتا کون! یہ ایک بندہ ہے جو نظر حق عنایت سے گرا ہوا ہے اور اس حالت میں مبتلا ہے (یعنی دنیاوی جاہ وجلال میں اس طرح مگن اور مطمئن ہے) عیسیٰ بن عیسیٰ نے یہ بات سن لی۔ بس پھر کیا تھا فوراً اپنے مکان کو لوٹا وزارت پر لات ماری اور توبہ کی دولت سے مشرف ہوا اس طرح وہ تمام دنیاوی جاہ حشم کو پس پشت ڈال کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہوا اور وہیں مجاور ہو گیا۔ خاصیت اگر کوئی شخص نماز چاشت کے بعد اس اسم پاک کو تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے تو حق تعالیٰ اسے توبہ نصوح ایسی پختہ توبہ کہ اس کے بعد گناہ سرزد نہ ہو، کی سعادت سے نوازے گا اور اگر کوئی شخص اس اسم پاک کو بہت زیادہ پڑھتا رہے تو اس کے تمام امور انجام وصلاح پذیر ہوتے رہیں گے اور نفس کو طاعت عبادت کے بغیر سکون وقرار نہیں ملے گا اور جو شخص نماز چاشت کے بعد یہ پڑھا کرے۔ آیت (اللّٰھم اغفر لی وتب علی انك انت التواب الرحیم تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اسم الٰہی "المنتقم"

کافروں اور سرکشوں سے عذاب کے ذریعہ بدلہ لینے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے بڑے دشمنوں سے کہ وہ نفس اور شیطان ہیں بدلہ لیتا رہے اور سب سے بڑا دشمن نفس امارہ ہے اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جب بھی کسی گناہ میں مبتلا ہو یا عبادت میں کوتاہی کرے تو اس سے انتقام لے بایں طور کہ اسے عقوبت وسختی میں مبتلا کرے۔

چنانچہ حضرت بایزید بسطامی کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ راتوں میں اوراد ووظائف میں مشغول رہا کرتا تھا کہ ایک رات میرے نفس نے تکاسل کیا اس کی سزا میں نے اس کو یہ دی کہ ایک برس تک اپنے نفس کو پانی سے محروم رکھا۔ خاصیت جو شخص اپنے دشمن کے ظلم وجور پر صبر اور اس کا دفاع نہ کر سکے وہ تین جمعوں تک اس اسم پاک کو پابندی سے پڑھتا رہے اس کا دشمن دوست ہو جائے گا اور اس کے ظلم سے نجات مل جائے گی۔ نیز اگر کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے اس مقصد کی نیت کے ساتھ اس اسم پاک کو آدھی رات کے وقت پڑھا جائے تو وہ مقصد حاصل ہوگا۔

ایک دسری روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی سے منقول ہے اس موقع پر باری تعالیٰ کا ایک اسم المنعم بھی نقل کیا گیا ہے جو اس اسم پاک المنعم پر مداومت کرے کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

اسم الٰہی "العفو"

گناہوں اور تقصیرات سے درگزر کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو الغفور کے ضمن میں نقل کیا گیا حضرت شیخ عبدالحق شرح اسماء حسنی میں لکھتے ہیں کہ العفو جس کے معنی ہیں سیئات کو محو کرنے والا اور گناہوں کو معاف کرنے والا۔ اگرچہ معنی ومفہوم کے اعتبار سے غفور کے قریب ہے لیکن عفو، غفور سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ غفران کے معنی ہیں ستر وکتمان، اس لئے غفار کے معنی ہوں گے گناہوں کو چھپانے والا جب کہ عفو مشعر بمحو ومعدوم کر دینے کے ہے جس کا مطلب ہے گناہوں کو معاف کر کے ختم ومعدوم کر دینے والا۔ لہٰذا بندہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی شان عفو کے پیش نظر اس کی طرف سے معافی وبخشش کا پوری طرح امیدوار ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کسی بھی گنہگار کے ساتھ تحقیر وتذلیل کا برتاؤ نہ کیا جائے کیونکہ یہ کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے حدود شرع اور احکام دین کی پابندی کی بنا پر بخش دے اور اس کے گناہوں کو یکسر محو کر دے۔ ردمکن بدرا، چہ دانی درازل نام ودرنامہ نیکاں بود وردو وبر جائے نی کا ایں گمان برتو روز جازتا واں بود اس اسم پاک کا بندہ پر تقاضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کی تقصیرات اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کر کے انہیں معاف کر دے تاکہ آیت (الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس)۔ (غصہ کو نگل جانے والوں اور لوگوں کو معاف کرنے والوں) کے زمرہ میں داخل ہو۔

خاصیت جو شخص زیادہ گنہگار ہو اسے چاہئے کہ وہ اس اسم پاک کو اپنا ورد قرار دے لے انشاء اللہ اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اسم الٰہی "الرؤف"

بہت مہربان۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اسم پاک الرحیم کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔ منقول ہے کہ ایک شخص کا سایہ بہت برا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس شخص نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی بعد میں اس کو کسی اور شخص نے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس شخص نے کہا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے لیکن وہ ذرا ان صاحب سے جنہوں نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی یہ ضرور کہہ دینا کہ آیت (لوانتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق)۔ (اگر میرے رب کی رحمتوں کے خزانے تمہاری ملکیت میں ہوتے تو تم انہیں خرچ ہو جانے کے خوف سے ضرور دبا کر بیٹھ جاتے) یہ گویا اس نے نماز جنازہ نہ پڑھنے والے پر طعن کیا کہ میرا رب تو بہت مہربان ہے اس نے مجھے بخش دیا ہے اگر کہیں تمہارا بس چل جاتا تو نہ معلوم تم میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ خاصیت اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ کسی مظلوم کو ظالم کے ہاتھوں سے بچالے تو وہ اس اسم اعظم کو دس بار پڑھے ظالم اس کی سفارش قبول کرے گا اور اپنے ظلم سے باز آ جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس اسم پاک پر مداومت کرے تو اس کا دل نرم رہے گا۔ وہ سب کو دوست رکھے اور سب اسے دوست رکھیں گے۔

اسم الٰہی "مالک الملک"

سارے جہان کا مالک اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اسم پاک الملک کے ضمن بہت گزر چکا ہے۔ شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے شخص ایک دروازہ پر ٹھہر یعنی صرف اللہ کے دروازہ پر آ، تا کہ تیرے لئے بہت سے دروازے کھولے جائیں اور صرف ایک بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی گردن جھکا تا کہ تیرے سامنے بہت سی گردنیں جھکیں ارشاد ربانی ہے آیت (وان من شیء الا عندنا خزائنہ)۔ (ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کے خزانے نہ ہوں ہمارے پاس) خاصیت جو شخص اس اسم پاک پر مداومت اختیار کرے تو نگر ہو اور اس کے دنیا و آخرت کے تمام امور اور تمام مقاصد نیک ثمرہ و انجام پذیر ہوں اس کے بعد ذکر کئے جانے والے اسم پاک "ذ والجلال والاکرم کی بھی یہی خاصیت ہے۔

اسم الٰہی "ذ والجلال والاکرام۔

بزرگی اور بخشش کا مالک۔ جس نے اللہ کا جلال جانا تو اس کی بارگاہ میں تذلل اختیار کرے اور جس نے اس کا اکرام دیکھا تو اس کا شکر گزر ہو پس نہ تو غیر اللہ کی اطاعت فرمانبرداری کی جائے نہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے اپنی حاجت بیان کی جائے۔ اس اسم بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے بزرگی کے حصول کی کوشش کرے اور بندگان اللہ سے اچھا سلوک کرے۔"

اسم الٰہی المقسط "

عدل کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب وہی ہے جو اسم پاک العدل کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو سو بار پڑھے وہ شیطان کے شر اور اس کے وسوسوں سے محفوظ رہے گا اور اگر سات سو بار پڑھے تو اس کا جو بھی مقصد ہو گا حاصل ہو گا۔

اسم الٰہی "الجامع"

قیامت میں لوگوں کو جمع کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ علم وعمل اور کمالات نفسانیہ وجسمانیہ کا جامع بنے اور اللہ کی ذات میں محویت استغراق اور غور وفکر، ذکر اللہ کے ذریعہ تسکین قلب وخاطر جمع، ذات وصفات باری تعالیٰ کا عرفان جیسی صفات حمیدہ کی سعادتیں اپنے اندر جمع کرے۔ درجمیعت کوش تا ہمہ ذات شوی ترسم کہ پراگندہ شوی مات شوی خاصیت جس شخص کے عزیز واقارب اور اہل خانہ منتشر اور تتر بتر ہوں وہ چاشت کے وقت غسل کرے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اس اسم پاک کو دس مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہر مرتبہ ایک انگلی بند کرتا جائے اور پھر اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ سب جمع ویکجا ہو جائیں گے۔

اسم الٰہی "الغنی"

ہر چیز سے بے پروا۔ خاصیت جو شخص حرص وطمع کی بلا میں مبتلا ہو وہ اپنے جسم کے ہر عضو پر ہاتھ رکھ کر اسم پاک الغنی پڑھے اور ہاتھ کو اس عضو کے اوپر نیچے کی طرف لائے حق تعالیٰ اسے اس بلا سے نجات دے گا۔ اور جو شخص یہ اسم پاک ہر روز ستر بار پڑھے اس کے مال میں برکت ہوگی اور وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔

اسم الٰہی "المغنی"

جس کو چاہے بے پروا کرنے والا۔ ان ناموں سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ ماسوا اللہ سے مکمل استغناء اور بے پرواہی برتے اور اللہ کے علاوہ کسی کو حاجت روا قرار نہ دے۔

خاصیت جو شخص مسلسل دس جمعہ تک اس اسم پاک کو پڑھنے میں باقاعدگی اختیار کرے بایں طور کہ ہر جمعہ کے روز ایک ہزار بار پڑھے تو مخلوق سے بے پروا ہو جائے گا۔

اسم الٰہی "المانع"

اپنے بندوں کو دین ودنیا کی ہلاکت ونقصان سے باز رکھنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ اپنے نفس اور اپنی طبیعت کو خواہشات نفسانی سے باز رکھ کر اپنے آپ کو دینی ودنیاوی ہلاکت ونقصان سے محفوظ رکھے۔ خاصیت اگر شوہر بیوی کے درمیان ناچاقی ہو تو بستر پر جاتے وقت اس اسم پاک کو بیس بار پڑھ لیا جائے تاکہ حق تعالیٰ غصہ وناچاقی کی بدمزگی سے بچائے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح اسماء حسنی میں اس پاک المانع سے پہلے اس پاک المعطی بھی نقل کیا ہے اور انہوں نے ان دونوں ناموں کی ترجمانی کی وضاحت یوں کی ہے کہ وہ جس کو جو کچھ چاہے دے اور جو چاہے نہ دے۔ لا مانع لما اعطی ولا معطی لما منع (جان لو جس کو وہ دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو نہ دے اس کو کوئی دینے والا نہیں) لہٰذا جب بندہ نے جان لیا کہ حق تعالیٰ ہی معطی دینے والا اور مانع نہ دینے والا ہے تو اس کی عطا کا امیدوار اور اس کے منع سے خائف رہے! بندہ پر اس اسم کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں اور مستحقین کو اپنے عطا سے نوازے اور فاسقوں ظالموں کو عطا کرنے سے باز رہے یا یہ کہ اپنے

قلب وروح کو حضور طاعت کے انوار عطا کرے اور اپنے نفس وطبیعت کو خواہشات و ہوس سے باز رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جو یہاں ذکر کی گئی ہے المعطی کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے پیش نظر منع کی وضاحت ردو ہلاک کی جاتی ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ اس پاک المعطی کی خاصیت یہ لکھتے ہیں کہ جو شخص المعطی کو اپنا ورد بنالے اور یا معطی السائلین بہت پڑھتا رہا کرے تو کسی سے سوال کا محتاج نہیں ہوگا۔

اسم الٰہی "الضار۔ النافع"

جس کو چاہے ضرر پہنچانے والا اور جس کو چاہے نفع پہنچانے والا۔ قشیری کہتے ہیں کہ ان اسماء میں اس طرف اشارہ ہے کہ ضرر و نفع اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر سے ہے لہٰذا جو شخص اس کے حکم یعنی اس کی قضاوقدر کا تابعدار ہو وہ راحت وسکون کی زندگی پائے گا اور جو شخص اس کا تابعدار نہ ہو وہ آفت ومصیبت میں پڑے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **من استسلم لقضائی وصبر علی بلائی وشکر علی نعمائی کان عبدی حقا ومن لم یستسلم لقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوائی** ۔ جس شخص نے میری قضاوقدر کو تسلیم کیا میری بلا پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکر کیا وہ میرا سچا بندہ ہے اور جس شخص نے میری قضاوقدر کو تسلیم نہ کیا۔ میری بلاء پر صبر نہ کیا اور میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا تو وہ میرے علاوہ کوئی اور رب ڈھونڈ لے۔

حضرت شیخ نے شرح اسماء حسنیٰ میں ان دونوں اسماء الضار اور النافع کی وضاحت کے سلسلے میں یہ لکھا ہے کہ خیر وشر اور نفع وضرر کا صرف اللہ تعالیٰ مالک ہے اور گرمی سردی خشکی اور تری میں درد و تکلیف، رنج و پریشانی اور شفا کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ یہ قطعا گمان نہ کیا جائے کہ دوا بذات خود فائدہ دیتی ہے زہر بذات خود ہلاک کرتا ہے کھانا بذات خود سیر کرتا ہے اور پانی بذات خود سیراب کرتا ہے بلکہ یہ تمام اسباب عادی ہیں بایں معنیٰ کہ یہ عادت قائم کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسباب بنادیا ہے کہ مذکورہ بالا چیزیں ان کے واسطہ سے پیدا کرتا ہے اگر وہ چاہے تو ان چیزوں کو ان واسطوں اور اسباب کے بغیر بھی پیدا کرسکتا ہے اور اگر چاہے تو ان کے باوجود بھی ان چیزوں کو پیدا نہ ہونے دے۔ اسی طرح عالم علویات وسفلیات کی تمام چیزیں اور تمام اجزا محض واسطے اور اس باب کے درجہ میں ہوتی ہیں حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے زیر اثر ہیں اور ان تمام کی حیثیت بہ نسبت قدرت ازلیہ وہی ہے جو لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم کی ہوتی ہے لہٰذا بندہ کو چاہئے کہ تمام نقصانات اور تمام فائدہ کو حق تعالیٰ کے فیصلے جانے، عالم اسباب کو اس قدرت کے زیر اثر سمجھے اور حکم وقضا الٰہی کا تابعدار ہو کر اپنے تمام امور اسی کے سپرد کرے تاکہ وہ ایک ایسی زندگی کا حامل بن جائے جو مخلوق سے محفوظ اور مطمئن ہو۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دانتوں کے درد سے پریشان ہو کر بارگاہ حق میں فریاد کی تو وہاں سے حکم ہوا کہ فلاں گھاس دانتوں پر ملو تاکہ آرام ہو حضرت موسیٰ نے وہ گھاس دانتوں پر ملی تو آرام ہوگیا۔ ایک مدت کے بعد پھر ایک دانت میں درد ہوا تو انہوں نے وہی گھاس استعمال کی، اس مرتبہ درد کم تو کیا ہوتا اور بڑھ گیا بارگاہ حق میں عرض رساں ہوئے۔ الٰہ العالمین! یہ تو وہی گھاس ہے جس کو استعمال کرنے کا آپ نے حکم فرمایا تھا مگر اب اس کے استعمال سے درد اور بڑھ گیا ہے! بارگاہ حق سے

عتاب کے ساتھ یہ ارشاد ہوا کہ اس مرتبہ تم نے ہماری طرف توجہ کی تھی تو ہم نے شفا دی اور اس مرتبہ تم نے گھاس کی طرف توجہ کی اس لئے ہم نے درد میں اضافہ کر دیا تا کہ تم یہ جان لو کہ شفا دیتے تو ہم ہی ہیں نہ کہ گھاس۔ بندہ پر ان اسماء کا تقاضہ یہ ہے کہ امر الٰہی اور حکم شریعت کے ذریعہ دشمنان دین کو ضرر پہنچائے اور انہیں متنبہ کرے اور بندگان اللہ کو نفع پہنچائے اور ان کی مدد کرتا رہے۔

خاصیت اگر کسی شخص کو کوئی حال اور مقام میسر ہو تو وہ اسم پاک الضار کو جمعہ کی راتوں میں سو بار پڑھا کرے حق تعالیٰ اسے اس مقام پر استقامت عطا فرمائے گا اور وہ مرتبہ اہل قرب کو پہنچے گا۔

اگر کوئی شخص کشتی یا پانی کے جہاز میں سفر کرے تو وہ روزانہ اسم پاک النافع کو اکتالیس بار پڑھے انشاء اللہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اپنے ہر کام کی ابتداء میں النافع اکتالیس بار پڑھ لیا کرے تو اس کے تمام کام حسب خواہش انجام پذیر ہوں گے۔

اسم الٰہی "النور"

آسمان کو ستاروں کے ساتھ، زمین کو انبیاء و علماء وغیرہ کے ذریعہ اور مسلمانوں کے قلوب کو نور معرفت وطاعت کے ذریعہ روشن کرنے والا۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ ایمان وعرفان کے نور سے اپنی ذات کو روشن و منور کرے۔

خاصیت جو شخص جمعہ کی شب میں سورت نور ساتھ مرتبہ اور یہ اسم پاک ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے حق تعالیٰ اس کے دل میں نورانیت پیدا فرما دے گا اور جو شخص روزانہ صبح اس اسم پاک کو پڑھنے کا التزام رکھے تو اس کا دل منور ہوگا۔

اسم الٰہی "الہادی"

راہ پر چلانے والے۔ اس اسم سے بندہ کا نصیب یہ ہے کہ وہ بندگان اللہ کو اللہ کی راہ دکھائے۔ اس بات کو حضرت شیخ نے شرح اسماء حسنیٰ میں وضاحت کے ساتھ یوں بیان کیا ہے۔ کہ ہدایت کا مطلب ہے راہ دکھانا اور منزل مقصود تک پہنچانا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ تمام راہ رووں کا رہنما ہے۔ اگر کوئی دنیا کی راہ پر ہوتا ہے تب بھی رہنما ہے اور اگر کوئی آخرت کی راہ پر چلتا ہے تو بھی راہبر اسی کی ذات ہوتی ہے۔ گرنہ چراغ لطف تو راہ نماید از کرم قافلہائے شب روں پے نبرد بمنزلے حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ انواع ہدایت کی کوئی حد وشمار نہیں ہے۔ آیت (الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدا)۔ (وہ ایسی ذات ہے جس نے ہر چیز کو وجود بخشا اور پھر اس کی راہ بتائی) چنانچہ یہ حق تعالیٰ ہی ہے جو بچہ کو پیٹ سے باہر آتے ہی ماں کی چھاتیوں سے دودھ پینے کی راہ بتاتا ہے۔ چوزہ کو انڈے سے نکلتے ہی دانہ چگنے کی راہ پر لگاتا ہے اور شہد کی مکھی کو کیا عجیب وغریب گھر بنانے کی راہ دکھاتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ کائنات کا ایک ایک فرد اپنے ایک ایک لمحہ اور اپنے ایک ایک فعل میں اسی کی ہدایت ورہنمائی کا مرہون منت ہوتا ہے۔ لیکن سب سے افضل اور سب سے عظیم الشان ہدایت وہ راستہ دکھانا ہے جو بارگاہ حق جل مجدہ تک اور دیدار باری تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ تک پہنچاتا ہے اور خواص کے باطن میں توفیق الٰہی اور اسرار تحقیق کا وہ نور پیدا کرتا ہے جو ہدایت معرفت اور طاعت کا سبب بنتا ہے۔ بندوں میں اس اسم پاک الہادی سے سب سے زیادہ بہرہ مند انبیاء اولیاء اور علماء ہیں جو مخلوق اللہ کو صرط مستقیم کی طرف راہ دکھانے والے ہیں۔ سید انبیاء اور ختم رسل دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس اسم پاک کی حقیقی پرتو ہے جو اس دنیا میں پوری

انسانیت اور پوری کائنات کے سب سے بڑے اور سب سے بلند مرتبہ راہنما اور راہبر ہیں۔ آیت (اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین)

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کا عارفین کی صفات عالیہ میں شمار ہوتا ہے (۱) تنگدل اور غمزدوں کو کشادگی اور فرحت کی طرف لانا۔ (۲) غافلین کو حق تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانا۔ (۳) زبان توحید سے مسلمانوں کو حق کی راہ دکھانا یعنی ان کے قلوب کی توجہ دنیا سے دین کی طرف اور معاش سے معاد کی طرف پھیرنا۔

خاصیت جو شخص ہاتھ اٹھا کر اور اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر اس اسم پاک الھادی کو بہت زیادہ پڑھا کرے اور پھر ہاتھوں کو آنکھوں اور منہ پر پھیر لیا کرے تو حق تعالیٰ اسے اہل معرفت کا مرتبہ بخشے گا۔

اسم الٰہی "البدیع"

عالم کو بغیر مثال کے پیدا کرنے والا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جو شخص قول و فعل میں اپنے نفس پر سنت کو امیر (حاکم) بناتا ہے وہ حکمت کی باتیں کرتا ہے یعنی اس کا ذہن اس کی فکر اس کی زبان حکمت و شریعت ہی کے ڈھانچے میں ڈھل جاتی ہے اور جو شخص قول و فعل میں اپنے نفس پر خواہش کو امیر بناتا ہے وہ بدعت ہی کی باتیں کرتا ہے۔ اس کا ذہن اس کی فکر اور اس کی زبان بدعت ہی کے چکر میں پڑی رہتی ہے۔

قشیری فرماتے ہیں کہ ہمارے مسلک کے تین اصول ہیں (۱) اخلاق و افعال میں اور کھانے پینے کہ وہ حلال ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔ (۲) ہمیشہ سچ بولنا۔ (۳) تمام اعمال میں نیت کو خالص کرنا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جو شخص بدعتی کے بارہ میں مداہنت کرتا ہے یعنی اس سے نرمی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال سے سنت کی حلاوت اٹھا لیتا ہے اور جو شخص بدعتی کو دیکھ کر ہنستا ہے یعنی بدعتی کے ساتھ احترام کا معاملہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ایمان کا نور سلب کر لیتا ہے۔ خاصیت جس شخص پر کوئی غم پڑے یا کوئی دشوار کام پیش آئے تو وہ یابدیع السماوات والارض ستر ہزار بار اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ وہ غم دور ہو جائے گا اور اس کا کام پورا ہوگا اور اگر کوئی شخص باوضو ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ اتنا پڑھے کہ سو جائے تو وہ خواب میں جس چیز کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوگا دیکھ لے گا۔

اسم الٰہی "الباقی"

ہمیشہ باقی رہنے والا خاصیت جو شخص اس اسم پاک کو جمعہ کی شب میں سو بار پڑھ لیا کرے اس کے تمام اعمال قبول ہوں گے اور کوئی رنج و غم اسے نہ ستائے گا۔

اسم الٰہی "الوارث"

موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہنے والا اور تمام مخلوقات کا مالک جیسا کہ بتایا گیا۔ وارث سے مراد ہے موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد باقی تمام املاک اپنے مالکوں کے فنا ہو جانے کے بعد اس کی طرف رجوع کریں گی، لیکن یہ مطلب وارث

کے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے ہے ورنہ تو حقیقت میں کائنات کی ایک ایک چیز کا علی الاطلاق ازل سے ابد تک ملکیت میں بغیر کسی تبدل وتغیر کے وہی مالک ہے۔تمام ملک وملکوت بالشرکت غیرے اسی کے لئے ہیں اور وہی سب کا حقیقی مالک ہے چنانچہ ارباب بصائر ہمیشہ یہ نداء آیت (لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار) (گوش ہوش سے سنتے ہیں) لہٰذا بندہ کو چاہئے کہ وہ اپنے مال ومیراث کے فکر میں نہ رہے بلکہ یہ جانے کہ یہ سب کچھ چھوڑ کر دنیا سے جانا ہے اسی لئے کہا جاتا کہ موتوا قبل ان تموتو اعارفوں کا شعار ہے دل بریں منزل فانی چہ نہی رخت بہ بند بندہ پر اس اسم پاک کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ ان اعمال میں اپنی زندگی صرف کرے جو باقیات صالحات میں سے ہیں جیسے تعلیم وتعلم اور صدقہ جاریہ وغیرہ۔نیز دین کے علوم معارف کو پوری سعی وکوشش کے ساتھ زیادہ زیادہ سے زیادہ حاصل کرے۔تاکہ صحیح معنی میں انبیاء کا وارث قرار پائے۔

خاصیت جو شخص طلوع آفتاب کے وقت اس اسم پاک کو سو بار پڑھا کرے اس کو کوئی رنج وغم نہیں پہنچے گا اور جو شخص اس اسم کو بہت زیادہ پڑھتا رہے اس کے تمام کام بحسن وخوبی انجام پذیر ہوں گے۔

اسم الٰہی "الرشید"

عالم کا رہنما "بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اپنے بندہ کو اللہ کا راہ دکھانا یہ ہے اور وہ اس کے نفس کو اپنی طاعت وعبادت کی راہ دکھاتا ہے اس کے قلب کو اپنی مغفرت کی راہ دکھاتا ہے اور اس کی روح کو اپنی محبت کی راہ دکھاتا ہے اور جس بندہ کا نفس سنوارنے کے لئے حق تعالیٰ اس کو راہ دکھاتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام امور میں توکل وتفویض الہام فرماتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم بن ادہم کو بھوک لگی تو انہوں نے ایک شخص کو ایک چیز دی جوان کے پاس موجود تھی اور اس سے کہا کہ اس کو گروی رکھ کر کھانے کا انتظام کرو، جب وہ شخص وہ چیز لے کر وہاں سے نکلا تو اچانک اس کو ایک اور شخص ملا جو ایک خچر کے ساتھ چلا آ رہا تھا اس خچر پر چالیس ہزار دینار لدے ہوئے تھے اس نے اس شخص سے حضرت ابراہیم بن ادہم کے بارہ میں پوچھا؛ رکہا کہ یہ چالیس ہزار دینار ابراہیم کی میراث ہیں جوان تک ان کے والد کے مال سے پہنچی ہے میں ان کا غلام ہوں میراث کا یہ مال میں ان کی خدمت میں لایا ہوں۔اس کے بعد وہ شخص حضرت ابراہیم کے پاس پہنچا اور چالیس ہزار دینار ان کے حوالہ کئے۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو کہ تم میرے غلام ہو اور یہ مال بھی میرا ہی ہے تو میں تمہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے آزاد کرتا ہوں اور یہ چالیس ہزار دینا بھی میں تمہیں بخشتا ہوں۔

بس اب تم میرے پاس سے چلے جاؤ جب وہ شخص وہاں سے چلا گیا تو ابراہیم نے کہا کہ پروردگار میں نے تو تیرے سامنے صرف روٹی کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ تو نے مجھے اتنی مقدار میں دنیا دے دی پس قسم تیری ذات کی اب اگر مجھے بھوک سے مار بھی ڈالے گا تو تجھ سے کچھ نہیں مانگوں گا۔

خاصیت اگر کوئی شخص اپنے کسی کام کے بارہ میں کچھ طے نہ کر پا رہا ہو تو وہ عشاء کی نماز اور اپنے سونے کے درمیان اس اسم پاک کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کام کے بارہ میں جو صحیح اور مفید بات ہوگی اس پر ظاہر ہو جائے گی اور جو شخص اس اسم پاک پر مداومت کرے اس کے تمام امور بغیر سعی وکوشش کے انجام پذیر ہوں گے۔

اسم الٰہی "الصبور"

بردبار کہ گنہگاروں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔لغت میں صبر کے معنی ہیں شکیبائی کرنا اور صبور وہ کہ گنہگاروں کو پکڑنے اوران کو سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔صبور معنی ومفہوم کے اعتبار سے حلیم کے قریب ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ صبور اس بات پر مشعر ہے کہ اگرچہ فی الوقت بردباری کی لیکن آخرت میں پکڑے گا اور عذاب دے گا جب کہ حلیم بردباری کے مفہوم میں مطلق ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ صبور کے معنی بندہ کو اس کی مصیبت وبلاء میں صبر دینے والا لہٰذا مبارک امانت کے تحمل پر صبر دینے والا، شہوات وخواہش کی مخالفت پر صبر دینے والا اور اداء عبادت میں مشقت پر صبر دینے والا وہی حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اس لئے بندہ کو چاہئے کہ وہ ہر مصیبت ورنج وآفت وبلاء میں اللہ سے صبر چاہے اور اس کی نافرمانی سے دور رہے۔نیز اس اسم پاک کا بندہ پر یہ تقاضہ ہے کہ وہ کسی کام میں سبکی اور جلدی نہ کرے بلکہ وقار وطمانیت اور تمکین اختیار کرے اور ہر رنج میں اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ طلب کرے۔آیت(ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین یا ایھا الذین امنوا صبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون) مشائخ میں سے ایک شخص کا یہ مقولہ کتنا ہی عارفانہ ہے۔جام صبر پیو اگر مارے جاؤ گے شہید اور اگر زندہ رہو گے تو سعید کہلاؤ گے۔خاصیت جس شخص کو رنج ومشقت، دردو تکلیف اور کوئی مصیب پیش آئے تو یہ اسم تینتیس بار پڑھے اطمینان باطن پائے گا۔دشمنوں کی زبان بندی وپسپائی حکام کی خوشنودی اور لوگوں کے دلوں میں مقبولیت کے لئے آدھی رات کے وقت یا دوپہر میں اس اسم پاک کو باقاعدگی کے ساتھ پڑھنا بڑی خاصیت اور تاثیر رکھتا ہے۔

مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں حق تعالیٰ کے جو ننانوے نام منقول ہیں ان کی وضاحت ختم ہوئی ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں ان ناموں کے علاوہ کچھ اور نام بھی منقول ہیں۔چنانچہ قرآن کریم میں یہ نام بھی آتے ہیں۔الرب۔الاکرم۔الاعلیٰ۔الحافظ الخ۔الق۔السائر۔الستار۔الشاکر العادل۔العلام۔الغالب۔الناظر الخ۔الق۔القدیر۔القریب۔القاہر الکفیل۔الکافی۔المنیر۔المحیط۔الملک المولی۔النصیر۔احکم الحاکمین۔ارحم الراحمین۔احسن الخالقین۔ذوالفضل۔ذوالطول۔ذوالقوۃ۔ذوالمعارج۔ذوالعرش۔رفیع الدرجات۔قابل التوب۔الفعال لما یرید۔مخرج الحی من المیت اور احادیث میں یہ نام بھی آئے ہیں۔الحنان، المنان، المغیث نیز ان کے علاوہ دیگر آسمانی کتب مثلاً توریت وغیرہ سے اللہ تعالیٰ کے کچھ اور نام نقل کئے جاتے ہیں۔(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح، لاہور)

بَاب دَعْوَةِ الْوَالِدِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

یہ باب والد کی دعا اور مظلوم کی دعا کے بیان میں ہے

38-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِي كَثِيرٍ

38: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1536 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1905 ' ورقم الحدیث: 3447

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُّسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے مظلوم کی دعا' مسافر کی دعا اور اولاد کے لئے باپ کی دعا۔

شرح

باپ کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کے حق میں خواہ دعا کرے یا بددعا دونوں جلد قبول ہو جاتی ہیں اور جب باپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ماں کی دعا بطریق اولیٰ قبول ہوتی ہے اگرچہ یہاں حدیث میں ماں کی دعا کے بارہ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے لیکن بات یہی ہے کیونکہ ماں اپنی اولاد کے حق میں باپ کی بہ نسبت زیادہ شفیق ہوتی ہے۔ "مسافر کی دعا" کے بارہ میں دو احتمال ہیں یا تو یہ کہ مسافر کی دعا اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرتا ہے اور اس کی بددعا اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اسے تکلیف وایذاء پہنچاتا ہے اور اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، یا پھر یہ کہ مسافر کی دعا مطلقاً قبول ہوتی ہے خواہ وہ اپنے لئے کرے یا دوسرے کے لئے۔ مظلوم کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مظلوم کی مدد کرتا ہے یا اس کو تسلی وتسکین دلاتا ہے اور مظلوم اس کے حق میں دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اسی طرح جو شخص مظلوم پر ظلم کرتا ہے یا جو شخص ظالم کی حمایت وتائید کر کے مظلوم کی ذہنی، روحانی اور جسمانی تکلیف ومصیبت میں اضافہ کرتا ہے اور مظلوم اس شخص کے حق میں بددعا کرتا ہے تو اس کی بددعا قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص ظالم کی حمایت وتائید کر کے مظلوم کی ذہنی روحانی اور جسمانی تکلیف ومصیبت میں اضافہ کرتا ہے اور مظلوم اس کے حق میں بددعا کرتا ہے تو اس کی بددعا قبول ہوتی ہے۔

مظلوم کی مدد کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مظلوم کی فریاد رسی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہتر بخششیں لکھ دیتا ہے اور ان میں سے ایک بخشش تو وہ ہے جو اس کے تمام امور کی اصلاح کی ضامن بن جاتی ہے اور باقی بہتر بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات کی بلندی کا سبب ہوں گی۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 928)

عیال کے معنی متعلقین کے ہیں اور کسی شخص کے متعلقین کا اطلاق ان افراد پر ہوتا ہے جن کی پرورش، جن کا کھانا پینا اور جن کی ضروریات زندگی کی تکمیل اس شخص کے ذمہ ہے اور وہ ان کے اخراجات اپنے روپیہ پیسے سے پورا کرتا ہے لہذا اس معنی میں عیال کی نسبت غیر اللہ کی طرف تو مجازی ہے اللہ کی طرف حقیقی ہے کیونکہ رزاق مطلق حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ خلاق مطلق اسی کی ذات ہے ارشاد ربانی ہے۔ وما من دابۃ۔ الخ۔ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

39- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْنَا حُبَابَةُ ابْنَةُ عَجْلَانَ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ حَفْصٍ عَنْ

39: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَفِيَّةَ بِنْتِ جَرِيْرٍ عَنْ اُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ وَدَّاعٍ الْخُزَاعِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ دُعَاءُ الْوَالِدِ يُفْضِيْ اِلَى الْحِجَابِ

◆◆ سیّدہ اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا بنت وداع بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: والد کی دعا حجاب تک پہنچ جاتی ہے۔ (جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاس ہے)۔

بَاب كَرَاهِيَةِ الْاِعْتِدَاءِ فِي الدُّعَاءِ

یہ باب ہے کہ دعا میں حد سے تجاوز کرنا مکروہ ہے

40-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ نَعَامَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهٗ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْقَصْرَ الْاَبْيَضَ عَنْ يَّمِيْنِ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلْتُهَا فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَعُذْ بِهٖ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَّعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے' انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

''اے اللہ! میں تجھ سے جنت میں دائیں طرف سفید محل کا سوال کرتا ہوں جب میں اس میں داخل ہو جاؤں''۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور جہنم سے اس کی پناہ مانگو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو اپنی دعاؤں میں حد سے تجاوز کر جائیں گے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ

یہ باب دعا میں دونوں ہاتھ بلند کرنے میں ہے

41-حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَّسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اَنْ يَّرْفَعَ اِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا اَوْ قَالَ خَائِبَتَيْنِ

◆◆ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تمہارا پروردگار زندہ ہے' کرم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے بندے سے حیاء کرتا ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ بلند کرے پھر پروردگار ان دونوں ہاتھوں کو خالی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نامراد لوٹا دے۔

40: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 96

41: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1488' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3556

شرح

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا سوال (دعا) کرنے کا ادب طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے برابر یا ان کے قریب تک اٹھا۔ استغفار کا ادب یہ ہے کہ تم اپنی انگلی کے ذریعہ اشارہ کرو اور دعا میں انتہائی عجز ومبالغہ اختیار کرنا یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھے دراز کرو یعنی اتنے اٹھاؤ کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔ (ابوداؤد)

ایک روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے کہا دعا میں انتہائی عاجزی کا اظہار اس طرح ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشت کو اپنے منہ کے قریب کیا (یعنی جس طرح کہ استغفار کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا جانا منقول ہے)

(ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 776)

ایک انگلی کے ذریعہ اشارہ کرو "میں انگلی سے مراد سبابہ ہے کہ جسے شہادت کی انگلی کہتے ہیں اور مقصود اس سے سب ہے یعنی نفس امارہ اور شیطان ملعون کو ملامت کرنا اور ان کی برائیوں سے پناہ مانگنا اس موقع پر ایک کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ دونوں انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ ہے چنانچہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ ایک انگلی سے اشارہ کرو، ایک انگلی سے اشارہ کرو۔ حدیث کے آخری جزو کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دعا میں انتہائی عجز کے اظہار کا طریقہ عمل کے ذریعہ بتایا چنانچہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا زیادہ اٹھایا کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگی اور ہاتھ سر کے برابر پہنچ گئے۔

دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنے کا بیان

42- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتَ اللَّهَ فَادْعُ بِبُطُونِ كَفَّيْكَ وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے دعا مانگو ہاتھ کی پشت کے ذریعے دعا نہ مانگو اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو انہیں اپنے چہرے پر پھیر لو۔

بَاب مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى

یہ باب ہے کہ آدمی صبح کے وقت اور شام کے وقت کیا دعا مانگے

43- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

43: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 5077

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَانَ لَهُ عَدْلَ رَقَبَةٍ مِّنْ وَلَدِ اِسْمٰعِيلَ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَّرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّكَانَ فِي حِرْزٍ مِّنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِذَا اَمْسٰى فَمِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ قَالَ فَرَاٰى رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا عَيَّاشٍ يَّرْوِيْ عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَيَّاشٍ

◆◆ حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کی بادشاہی ہے حمد اسی کے لئے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے''۔

تو یہ اس کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس شخص کے دس گناہ ختم کردیئے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کردیئے جائیں گے اور یہ شام تک شیطان سے اس کے لئے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گا اور جب کوئی شخص شام کے وقت اسے پڑھ لے گا تو صبح تک ایسا ہی ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوعیاش نے آپ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیاش نے ٹھیک بیان کیا ہے۔

44- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحْتُمْ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُمْ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صبح کے وقت تم یہ پڑھا کرو

''اے اللہ! تیری مدد سے ہم صبح کرتے ہیں تیری مدد سے ہم شام کرتے ہیں تیری مدد سے ہم زندہ ہوتے ہیں تیری مدد سے ہم مرتے ہیں''۔

اور جب شام ہو' تو تم یہ دعا پڑھو:

''اے اللہ! تیری مدد سے ہم شام کرتے ہیں تیری مدد سے ہم صبح کرتے ہیں تیری مدد سے ہم زندہ ہوتے ہیں اور تیری مدد سے ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے''۔

45- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ

44: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

45: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5088' ورقم الحدیث: 5089' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3388

يَوْمٍ وَّمَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيَضُرَّهٗ شَىْءٌ قَالَ وَكَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرَفٌ مِّنَ الْفَالِجِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اِلَىَّ اَمَا اِنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا قَدْ حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّىْ لَمْ اَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِّيُمْضِىَ اللّٰهُ عَلَىَّ قَدَرَهٗ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص روزانہ صبح کے وقت یہ پڑھے:

''اس اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے (میں دعا مانگتا ہوں) جس کے اسم کے ہمراہ کوئی چیز زمین میں اور کوئی چیز آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ سننے والا ہے اور علم رکھنے والا ہے''۔

جو شخص تین مرتبہ اسے پڑھ لے گا تو کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اس حدیث کے راوی ''ابان'' کے ایک حصے پر فالج ہو گیا ایک شخص نے ان کی طرف حیرانگی کے ساتھ دیکھنا شروع کیا تو ''ابان'' نے اس سے کہا تم میری طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ حدیث وہی ہے جو میں نے تمہیں سنائی ہے' البتہ ایک دن میں نے اسے نہیں پڑھا تھا تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر کا فیصلہ مجھ پر نافذ کر دیا۔

46- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْعَقِيْلٍ عَنْ سَابِقٍ عَنْ اَبِىْ سَلَّامٍ خَادِمِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ اَوْ اِنْسَانٍ اَوْ عَبْدٍ يَّقُوْلُ حِيْنَ يُمْسِىْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◆◆ حضرت ابوسلام رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' جو مسلمان (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) انسان یا شاید شخص شام کے وقت یا صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

''میں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہوں (یعنی اس پر یقین رکھتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے کہ قیامت کے دن اس شخص کو راضی کر دے۔ (یعنی اسے جنت میں داخل کر دے)''

47- حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِىُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هٰؤُلَاۤءِ الدَّعَوَاتِ حِيْنَ يُمْسِىْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِىْ

46: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

47: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5074' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5544' ورقم الحدیث: 5545

دِينِي وَدُنْيَايَ وَاَهْلِي وَمَالِي اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِي الْخَسْفَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو صبح یا شام کے وقت کبھی ترک نہیں کرتے تھے (یعنی بڑی باقاعدگی کے ساتھ انہیں پڑھا کرتے تھے)

''اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تیری معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین' اپنی دنیا' اپنے مال اور اپنے اہل خانہ میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری قابل ستر چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنا اور میرے اندیشوں (سے مجھے) امان میں رکھنا' میرے آگے سے پیچھے سے دائیں طرف سے بائیں طرف سے' میرے اوپر سے' میری حفاظت کرنا' میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ نیچے کی طرف سے مجھے ہلاک کر دیا جائے''۔

وکیع نامی راوی کہتے ہیں: اس سے مراد زمین میں دھنس جانا ہے۔

48-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهَا فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ فَمَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَوْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

''اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو نے مجھے پیدا کیا ہے' میں تیرا بندہ ہوں' میں تیرے عہد اور وعدے پر اپنی استطاعت کے مطابق کاربند ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے' اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری رحمت کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں' تو میری مغفرت کر دے' کیونکہ گناہوں کی مغفرت صرف تو ہی کر سکتا ہے''

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص دن کے وقت اور رات کے وقت ان کلمات کو پڑھے اور اس دن یا اس رات میں وہ شخص فوت ہو جائے' تو وہ جنت میں داخل ہوگا' انشاء اللہ

بَاب: مَا يَدْعُو بِهٖ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ

یہ باب ہے کہ آدمی جب بستر پر جائے تو کیا دعا مانگے

48: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5070

49-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيمِ اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پروردگار! اے ہر چیز کے پروردگار! اے دانے اور گٹھلی کو چیر دینے والے! اے تورات انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں ہر اس چوپائے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' جس کی پیشانی تو نے پکڑی ہوئی ہے (یعنی ہر اس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے) تو ہی سب سے پہلا ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں تھا' تو ہی سب سے بعد میں ہے' تیرے بعد کچھ نہیں ہوگا' تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کچھ نہیں ہے' تو ہی باطن ہے تجھ سے نیچے کچھ نہیں ہے' تو میرا قرض ادا کروادے اور میری تنگدستی ختم کر کے مجھے غنی کر دے۔''

50-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّضْطَجِعَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَلْيَنْزِعْ دَاخِلَةَ اِزَارِهٖ ثُمَّ لِيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ رَبِّ بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ اَرْفَعُهُ فَاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو وہ اپنے تہبند کے اندرونی حصے کو الگ کر کے اس کے ذریعے اپنے بستر کو جھاڑے کیونکہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے اس بستر پر کیا رہا ہے؟ اس کے بعد وہ شخص دائیں پہلو کے بل لیٹ جائے اور یہ دعا پڑھے۔

''اے میرے پروردگار! تیری مدد سے ہی میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا ہے اور تیری مدد سے ہی میں اسے اٹھاؤں گا اگر تو میرے نفس کو روک لیتا ہے (یعنی نیند کے دوران مجھے موت دیدیتا ہے) تو مجھ پر رحم کرنا اور اگر تو اسے چھوڑ دیتا ہے (یعنی مجھے نیند سے بیدار کر دیتا ہے) تو پھر تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

51-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّسَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ

49: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

50: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6320' ورقم الحدیث: 7393

فِیْ یَدَیْہِ وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَتَیْنِ وَمَسَحَ بِھِمَا جَسَدَہٗ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تھے' تو اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارکر''معوذتین'' پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے پورے جسم پر پھیرا کرتے تھے۔

52-حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ اِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَکَ اَوْ اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَقُلِ اللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مِتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ وَقَدْ اَصَبْتَ خَیْرًا کَثِیْرًا

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ (لیکن یہاں الفاظ میں راوی کو شک ہے) تو تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ! میں نے اپنے چہرے کو تیری بارگاہ میں جھکا دیا ہے' میں نے اپنی پشت کو تیرے ساتھ لگا دیا ہے (یعنی تجھ پر بھروسہ کرلیا ہے) میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا ہے۔ تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے بھی اور تجھ سے ڈرتے ہوئے بھی' تیرے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور تیری بارگاہ میں صرف تیرا ہی سہارا حاصل کیا جا سکتا ہے میں تیری اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں' جسے تو نے نازل کیا ہے اور تیرے نبی پر بھی ایمان رکھتا ہوں' جسے تو نے مبعوث کیا ہے۔''

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اگر تمہارا اسی رات میں انتقال ہو گیا تو تمہارا انتقال فطرت (دین اسلام) پر ہوگا اور اگر تم صبح اٹھ گئے تو تم صبح اس حال میں کرو گے کہ تمہیں بہت زیادہ بھلائی حاصل ہو چکی ہوگی۔

53-حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِسْرَآئِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ وَضَعَ یَدَہٗ یَعْنِی الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَکَ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک یعنی دایاں دست مبارک اپنے رُخسار کے نیچے رکھتے تھے اور پھر یہ پڑھتے تھے:

''اے اللہ! تو اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔''

51: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 5017' ورقم الحدیث: 5748' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 6319' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3402

52: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

53: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

(راوی کوشک ہے شاید یہ الفاظ ہیں)
''تو اپنے بندوں کو دوبارہ جمع کرے گا''۔

بَاب: مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ
یہ باب ہے کہ اگر کسی شخص کی رات کے وقت آنکھ کھل جائے تو وہ کیا پڑھے؟

54-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ثُمَّ دَعَا رَبِّ اغْفِرْ لِي غُفِرَ لَهُ قَالَ الْوَلِيدُ أَوْ قَالَ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جس شخص کی رات کے وقت آنکھ کھل جائے تو جیسے ہی وہ بیدار ہو وہ یہ پڑھے:
''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہی ایک معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لئے مخصوص ہے حمد اس کے لئے مخصوص ہے وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کی ذات ہر عیب سے پاک ہے۔ ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بلند و برتر اور عظیم ہے۔ اس کی مدد اور طاقت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا''۔
اور پھر وہ شخص یہ دعا کرے:
''اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے۔''
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تو اس شخص کی مغفرت ہو جائے گی۔
ولید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: یا وہ شخص جو دعا مانگے گا' تو اس کی دعا قبول ہو گی اور اگر وہ شخص وضو کر کے نماز ادا کرے تو اس کی نماز بھی قبول ہو گی۔

55-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَبِيتُ عِنْدَ بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَسْمَعُ

54: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1154' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5060' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3414

55: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1094' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1320' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3416' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1137' ورقم الحدیث: 1617

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنَ اللَّيْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے پاس رات بسر کی۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رات کے وقت یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

''اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے پست آواز میں یہ کلمات پڑھے' پھر آپ ﷺ نے یہ پڑھا:

''اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اور اس کے لئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے۔''

56- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے بعد جب بیدار ہوتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے' جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف اکٹھے ہونا ہے۔''

57- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِى النُّجُوْدِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِىْ ظَبْيَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ بَاتَ عَلٰى طُهُوْرٍ ثُمَّ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَسَاَلَ اللّٰهَ شَيْئًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا اَوْ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص رات باوضو ہو کر سوتا ہے اور پھر رات کے کسی وقت بھی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کسی بھی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے۔

بَاب: الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

یہ باب ہے کہ کسی تکلیف دہ صورتحال میں کی جانے والی دعا

58- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ

56: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6312' ورقم الحدیث: 6314' ورقم الحدیث: 6324' ورقم الحدیث: 7394' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5049' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3417

57: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5042

58: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1525

الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنِي هِلَالٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ قَالَتْ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند کلمات سکھائے تھے جو میں مصیبت کے وقت پڑھ لیتی ہوں۔

''اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی ہوں۔''

59-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ قَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِيهَا كُلِّهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پریشان کن صورتحال میں یہ پڑھا کرتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ بردبار اور بزرگی کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عظیم عرش کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو سات آسمانوں کا پروردگار ہے اور کریم عرش کا پروردگار ہے۔''

وکیع نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔ ان تمام کلمات میں ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔

بَاب: مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ

یہ باب ہے کہ آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کیا دعا مانگے؟

60-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

◆◆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

59: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6345' ورقم الحدیث: 6346' ورقم الحدیث: 7426' ورقم الحدیث: 7431' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6858' ورقم الحدیث: 6859' ورقم الحدیث: 6860' ورقم الحدیث: 6861' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3435' ورقم الحدیث: 3436

60: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5094' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3427' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5501' ورقم الحدیث: 5554

''اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں گمراہ ہو جاؤں' یا میں پھسل جاؤں' میں زیادتی کروں' یا میں جہالت کا مظاہرہ کروں' یا میرے خلاف جہالت کا مظاہرہ کیا جائے۔''

61- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا او اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کیا جا سکتا ہے۔''

62- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ حَدَّثَنِىْ هَارُوْنُ ابْنُ هَارُوْنَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَيْتِهٖ اَوْ مِنْ بَابِ دَارِهٖ كَانَ مَعَهٗ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ بِهٖ فَاِذَا قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ قَالَا هُدِيْتَ وَاِذَا قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَا وُقِيْتَ وَاِذَا قَالَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ قَالَا كُفِيْتَ قَالَ فَيَلْقَاهُ قَرِيْنَاهُ فَيَقُوْلَانِ مَاذَا تُرِيْدَانِ مِنْ رَجُلٍ قَدْ هُدِىَ وَكُفِىَ وَوُقِىَ

◆◆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب آدمی اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں' جو اس پر مقرر ہوتے ہیں جب وہ آدمی ''بسم اللہ'' پڑھتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: تمہیں ہدایت عطا کر دی گئی' جب بندہ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہتا ہے' تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: تمہیں بچالیا گیا' جب وہ بندہ ''توکلت علی اللہ'' کہتا ہے' تو وہ کہتے ہیں: تمہاری کفایت ہوگئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس کے بعد اس شخص کے لئے مقرر شدہ دو شیاطین وہاں آتے ہیں وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: تم ایک ایسے شخص سے کیا چاہتے ہو؟ جسے ہدایت بھی نصیب کر دی گئی' جس کی کفایت بھی ہوگئی اور جسے بچا بھی لیا گیا۔

بَاب: مَا يَدْعُو بِهٖ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ

یہ باب ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو' تو کیا دعا مانگے؟

63- حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ

61: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

62: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

63: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 5230' ورقم الحدیث: 5231' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3765

قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص گھر میں داخل ہونے کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان یہ کہتا ہے: اب تمہیں یہاں رہنے کے لئے یا کھانے کے لئے کچھ نہیں ملے گا اور جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان یہ کہتا ہے: تمہیں یہاں رہنے کے لئے جگہ مل جائے گی اور جب کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان یہ کہتا ہے: تمہیں یہاں رات رہنے کے لئے بھی جگہ مل جائے گی اور کھانا بھی مل جائے گا۔

بَاب: مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ

یہ باب ہے کہ جب آدمی سفر پر جائے تو کیا دعا مانگے؟

64- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ يَتَعَوَّذُ إِذَا سَافَرَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَزَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ فَإِذَا رَجَعَ قَالَ مِثْلَهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

عبدالرحیم نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جاتے تھے تو ان الفاظ میں پناہ مانگتے تھے:

''اے اللہ میں سفر کی واپسی پر بری صورتحال' اچھائی کے بعد برائی' مظلوم کی بددعاء اہل خانہ یا مال کے بارے میں کسی بھی برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

ابومعاویہ نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تھے' تو بھی اس کی مانند دعا کیا کرتے تھے۔

بَاب: مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى السَّحَابَ وَالْمَطَرَ

یہ باب ہے کہ جب آدمی بادل یا بارش دیکھے تو کیا دعا مانگے؟

65- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ الْمِقْدَامِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ

64: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3263' ورقم الحدیث: 3264' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3439' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5513' ورقم الحدیث: 5514' ورقم الحدیث: 5515

65: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 599' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1522

عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاٰى سَحَابًا مُّقْبِلًا مِّنْ اُفُقٍ مِّنَ الْاٰفَاقِ تَرَكَ مَا هُوَ فِيْهِ وَاِنْ كَانَ فِيْ صَلَاتِهٖ حَتّٰى يَسْتَقْبِلَهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَ بِهٖ فَاِنْ اَمْطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ سَيْبًا نَافِعًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً وَّاِنْ كَشَفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يُمْطِرْ حَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى ذٰلِكَ

◆◆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اُفق کی طرف سے بادل کو آتے ہوئے دیکھتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی کام کر رہے ہوتے تھے اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت (نفل) نماز بھی پڑھ رہے ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بادل کی طرف رُخ کر کے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

''اے اللہ! اس بادل کو جس کے ہمراہ بھیجا گیا ہے ہم اس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) پھر اگر بارش شروع ہو جاتی تو یہ دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ! یہ بہت برسنے والی ہو اور نفع دینے والی ہو۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو یا تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔

اور اگر اللہ تعالیٰ اس بادل کو ویسے ہی بھیج دیتا اور بارش نہیں ہوتی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے۔

66- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ حَبِيْبِ بْنِ اَبِي الْعِشْرِيْنَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيْئًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

''اے اللہ! اسے خوب برسنے والی اور خوش کرنے والی بنا دے۔''

67- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى مَخِيْلَةً تَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَتَغَيَّرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا اَمْطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ فَذَكَرَتْ لَهٗ عَائِشَةُ بَعْضَ مَا رَاَتْ مِنْهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكِ لَعَلَّهٗ كَمَا قَالَ قَوْمُ هُوْدٍ (فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ) الْاٰيَةَ الْاٰيَةَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بادل کو دیکھتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو جایا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اندر جاتے تھے، کبھی باہر تشریف لاتے تھے۔ کبھی ادھر جاتے تھے، کبھی ادھر جاتے تھے، پھر جب بارش شروع ہو جاتی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اس مشاہدے کا تذکرہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

66: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1032

67: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2082، اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3449

نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا پتہ؟ ہوسکتا ہے یہ اسی طرح کا ہو جس طرح ہود کی قوم نے کہا تھا (جس کا ذکر قرآن میں ہے)۔

''جب انہوں نے بادل کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو وہ بولے یہ تو ایسا بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا بلکہ یہ تو وہ (عذاب ہے) جس کے بارے میں تم لوگ (یعنی قوم ہود کے افراد) جلدی کا مطالبہ کر رہے تھے۔''

بَاب: مَا يَدْعُوْ بِهِ الرَّجُلُ اِذَا نَظَرَ اِلَى اَهْلِ الْبَلَاءِ

یہ باب ہے کہ جب آدمی کسی شخص کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھے تو کیا دعا مانگے؟

3892 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِىْ يَحْيٰى عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ وَّلَيْسَ بِصَاحِبِ ابْنِ عُيَيْنَةَ مَوْلٰى اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَجِئَهُ صَاحِبُ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا عُوْفِىَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَّا كَانَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کوئی شخص کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھے اور یہ دعا پڑھ لے تو وہ خود اس مصیبت سے محفوظ رہے گا خواہ وہ مصیبت کسی بھی قسم کی کیوں نہ ہو۔

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت عطا کی ہے جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے بہت سے افراد پر مجھے خوب فضیلت عطا کی ہے۔''

کِتَابُ الزُّهْدِ

یہ کتاب زہد کے بیان میں ہے

بَابُ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا

یہ باب دنیا میں زُہد کے بیان میں ہے

1-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلَكِنِ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ مِنْكَ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ

قَالَ هِشَامٌ كَانَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ يَقُولُ مِثْلُ هَذَا الْحَدِيثِ فِي الْأَحَادِيثِ كَمِثْلِ الْإِبْرِيزِ فِي الذَّهَبِ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا میں زہد اختیار کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حلال کو حرام قرار دیدیا جائے اور مال ضائع کر دیا جائے (یعنی خرچ کر دیا جائے) بلکہ دنیا میں زہد یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تمہارے نزدیک اس سے زیادہ قابل اعتماد نہیں ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اور مصیبت کے ثواب میں جبکہ وہ مصیبت تمہیں لاحق ہو تمہیں زیادہ راغب ہونا چاہئے۔ اگر چہ وہ تمہارے لیے باقی رہے۔

ابوادریس خولانی کہتے ہیں۔ یہ حدیث دیگر روایات میں اسی طرح ہے جیسے سونے میں کندن ہوتا ہے۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "جس بندہ نے دنیا میں (زائد از ضرورت وحاجت، دنیاوی مال وجاہ سے) زہد یعنی بے رغبتی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت یعنی معرفت ویقین کی دولت پیدا کی، اس کی زبان کو اس (حکمت) کے ساتھ گویا کیا اور اس کو دنیا کے عیوب (جیسے کثرت غم ورنج، قلت غنا، خست شرکاء، سرعت فنا اور ذکر الٰہی سے دل کی غفلت وغیرہ کو یقین کی آنکھوں سے) دیکھنے والا کیا، نیز اس دنیا کی بیماری (یعنی دنیاوی محبت کی علت وسبب) اور (علم وعمل، صبر وقناعت اور دنیا سے اجتناب و بے رغبتی اختیار کرنے اور تقدیر الٰہی پر راضی رہنے کی توفیق بخش کر) اس بیماری کا علاج بھی اس کو دکھایا اور (اس کے دنیا سے اعراض کرنے اور عقبیٰ کی طرف متوجہ رہنے کے سبب) حق تعالیٰ نے اس کو

1: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2340

دنیا (کی آفات وبلیات) سے سلامتی کے ساتھ دار السلام میں پہنچا دیا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1125)

دار السلام "سے مراد "جنت "ہے اور اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ بکمال تمام حقیقی سلامتی بس دار آخرت اور جنت ہی میں حاصل ہوگی۔ منقول ہے کہ ایک عارف درویش سے لوگوں نے پوچھا کہ کہئے، آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ نے چاہا تو سلامتی ہے بشرطیکہ جنت میں پہنچ جاؤں۔

حقیقی زہد کیا ہے اور زاہد کسے کہتے ہیں؟ اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے چنانچہ ارشاد گرامی کے مطابق دنیا سے زہد اختیار کرنا اس چیز کا نام ہرگز نہیں ہے کہ محض دنیا کی نعمتوں اور لذتوں اور طبعی خواہشوں کو ترک کر دیا جائے جب کہ ایسا کرنا گویا ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور یہ بات نہ صرف یہ کہ حقیقی زہد وتقویٰ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی بلکہ بذات خود ممنوع ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ آیت (لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم) ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرغوب ولذیذ چیزوں اور اللہ کی اتاری ہوئی دنیاوی نعمتوں سے اجتناب نہیں کیا بلکہ جو چیز حاصل ہوئی اس سے فائدہ اٹھایا اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ زہد وتقویٰ کس سے ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جو نام نہاد صوفی اور جاہل محض ترک لذات کو زہد وتقویٰ کا کمال سمجھتے ہوئے عمدہ ولذیذ کھانوں اور پھل ومیوہ جات وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اچھے اور نئے لباس اور اسی طرح کی دوسری نعمتوں کو ترک کرتے ہیں اور اس چیز کو زہد وتقویٰ کا نام دیتے ہیں۔

وہ حقیقت میں یہ جانتے تک نہیں کہ زہد کس کو کہتے ہیں اور زاہد ہونے کا مطلب کیا ہے، اسی طرح زہد وتقویٰ یہ بھی نہیں ہے کہ اللہ نے جو مال ودولت اور روپیہ پیسہ عطا کیا ہو اس کو یوں ہی ضائع کر دیا جائے یا اس کو غیر مصرف میں خرچ کر دیا جائے مثلاً یہ سوچ کر کہ میرے پاس جو مال ودولت رہے زہد وتقویٰ کی راہ میں رکاوٹ ہے اس کو لے جا کر دریا میں پھینک دے یا فقیر وغنی مستحق وغیر مستحق کی تمیز کے بغیر لوگوں میں بانٹ دے۔ حاصل یہ کہ نہ تو اس طرح کے ظاہری زہد کا اعتبار ہے اور نہ یہ بات گوارا کرنے کے قابل ہے کہ دنیا کے ظاہری مال واسباب سے اپنے ہاتھ کو بالکل خالی رکھے اور کوئی چیز کمانے اور اپنے پاس رکھنے کو تو زہد وتقویٰ کے خلاف جانے مگر معاشی ضرورت واحتیاج کے وقت دل غیر اللہ کی طرف متوجہ رکھے بلکہ اصل مدار واعتبار قلب کے زہد پر ہے کہ دل ہر صورت میں صرف اللہ کی طرف متوجہ رہے اور اس میں دنیا اور دنیا کی کسی چیز کی کوئی محبت نہ ہو۔

جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے "سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی مال واسباب، تدبیر وہنر، کسب وعمل اور مادی اسباب ووسائل ہیں۔ اسی طرح "جو اللہ کے ہاتھوں میں ہے "سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز اس کے ظاہری وباطنی خزانوں میں ہے۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا اصل اعتماد وبھروسہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر ہونا چاہئے۔ جو اس نے تمہیں رزق دینے اور تم تک اپنی نعمتیں پہنچانے کے بارے میں کیا ہے کہ وہ تمہیں اس طرح رزق دیتا ہے اور ایسی جگہ سے تم تک اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے کہ تم اس کا گمان بھی نہیں کر سکتے۔ جو چیز تم اپنی سعی وتدبیر سے حاصل کرتے ہو اور جو مال وغیرہ تم اپنے کسب وعمل کے ذریعہ پیدا کرتے ہو اس کو یہ نہ سمجھو کہ واقعتاً اس چیز کے حاصل ہونے اور اس مال کے ملنے کے صرف تمہاری تدبیر وسعی اور تمہارے کسب وعمل کا دخل ہے بلکہ یہ

یقین رکھو کہ تم تک جو کچھ بھی آیا ہے وہ سب دراصل اللہ ہی کی طرف سے اس کے وعدہ رزق کے مطابق آیا ہے اگر اللہ تمہیں کچھ بھی نہ دینا چاہتا تو تم لاکھ تدبیر وسعی کرتے اور کتنی ہی محنت ومشقت سے کماتے تمہارے ہاتھ میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ آسکتی تھی پھر اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے تھا کہ تم نے ظاہری اسباب ووسائل کے ذریعہ جو کچھ کمایا اور حاصل کیا ہے اور تمہارے کسب وعمل کے نتیجہ میں جو بھی چیز تمہارے پاس آئی ہے کہ خواہ وہ جاہ ومنصب ہو یا مال وزر، خواہ وہ صنعتی وتجارتی کاروبار ہو یا زمین وجائیداد ہو، بالفرض محال علم کیمیا ہی کیوں نہ ہو، یہ سب چیزیں ان نعمتوں اور فائدوں سے زیادہ دیرپا ہرگز نہیں ہوسکتیں جو اللہ کے خزانہ قدرت میں موجود ہیں اور جو تمہیں ابھی نہیں ملی ہیں، کیونکہ تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب تلف وفنا ہو جانے والا ہے اس کے برخلاف جو چیزیں اور نعمتیں اللہ کے خزانوں میں ہیں وہ سب ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ آیت (ماعندکم ینفد وماعند اللہ باق)۔ تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے سب فانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

حدیث کے آخری جزو، وان تکون فی ثواب المصیبة الخ کا مطلب یہ ہے کہ زہد یہ بھی ہے کہ تم دنیا کی راحت چین اور آرام و آسائش کی طرف مائل ومتوجہ نہ ہو اور دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی خواہش وآرزو نہ رکھو بلکہ یہ جانو کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں دراصل ان آفات اور بلاؤں میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہیں جو دینی اور اخروی، زندگی کو نقصان پہنچاتی ہی۔ یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ تمہارا دل دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور تمہارا نفس دنیاوی چیزوں سے کوئی انس وتعلق نہ رکھے لہٰذا جب تم کسی دنیاوی مصیبت وآفت میں مبتلا ہو تو اس وقت مضطرب وپریشان حال اور شاکی ہونے کے بجائے اس مصیبت وآفت کو خوش آمدید کہو اور اس کے ذریعہ اجر وثواب کے طلبگار بنو یہاں تک کہ اس وقت تمہارے دل میں اس مصیبت کی طرف اتنی زیادہ رغبت واشتیاق ہو کہ جیسے وہ ابھی آئی نہیں ہے اور تم اس کے منتظر ہو۔ واضح رہے کہ ان الفاظ لوانہا بقیت میں لفظ بقیت دراصل لم یصب کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور جملہ کا واضح مفہوم، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اجر وثواب کی وجہ سے اس مصیبت کی طرف تمہاری رغبت، عدم مصیبت کی رغبت سے زیادہ ہونی چاہئے۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زہد کی مذکورہ دو صورتیں بیان کر کے یہ واضح فرمایا کہ کسی شخص میں ان دونوں صفات کا ہونا اس کے حق میں یہ کھلی ہوئی دلیل ہوگی کہ وہ زہد کے مقام پر فائز ہے دنیا اور دنیا کی چیزیں اس کی نظر میں کالعدم اور صرف آخرت اس کا مطلوب ومقصود ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ یوں تو بظاہر زہد کا مفہوم یہی ہے کہ دنیا سے بے رغبتی ہو، دنیاوی متاع وخواہشات جیسے مال ودولت اور جاہ ومنصب وغیرہ کو ترک کیا جائے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ زہد کا مرتبہ محض اس چیز سے کامل نہیں ہوتا تاوقتیکہ صبر وتوکل کا مقام حاصل نہ ہو اور آخرت کی طرف رغبت واشتیاق اس حد کو نہ پہنچ جائے کہ اس دنیا میں جو مصیبتیں اور بلائیں پہنچیں وہ آخرت کے اجر وثواب کی تمنا میں محبوب وپسندیدہ بن جائیں اور ان کا پہنچنا، ان کے نہ پہنچنے سے زیادہ مرغوب ہو۔ اگر یہ مقام حاصل ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ زہد کی صفت پوری طرح پیدا ہوگئی، ورنہ بصورت دیگر محض مال ودولت کو ترک کرنا اور دنیاوی لذتوں اور نعمتوں سے اجتناب کرنا گویا اپنے مال کو ضائع کرنا اور حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے۔

زہداور حکمت کا بیان

2-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ أَبِي خَلَّادٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ

حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہ جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے' بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی شخص کو دیکھو جسے دنیا میں زُہد دیا گیا ہو اور کم گویائی عطا کی گئی تو تم اس کے قریب رہو کیونکہ اسے حکمت دی گئی ہے۔

شرح

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ زیادہ دانا مومن کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو موت کو بہت یاد کرتا ہو اور موت کے بعد کی زندگی (یعنی آخرت) کے لئے بہت تیاری کرتا ہو۔ مذکورہ بالا حدیث میں لفظ "حکمت" نقل کیا گیا ہے اس سے مراد نیک کرداری اور راست گفتاری ہے۔ اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرماتا ہے اس کی بڑی فضیلت منقول ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے آیت (ومن یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا) یعنی جس شخص کو حکمت عطا کی گئی، گویا اس کو بہت زیادہ خیر وبھلائی دی گئی۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص دنیا سے بے اعتنائی اور بے رغبتی اختیار کئے ہوئے ہو اور کم گوئی کی صفت سے متصف ہو وہ ایک ایسا مخلص وکامل عالم ہے جس کو اللہ نے نیک کرداری اور راست گفتاری کی دولت سے نواز دیا ہے اور وہ یقیناً مرشد ومقتدا بننے کا اہل ہے کہ وہ بندگان اللہ کی تربیت واصلاح اور رشد وہدایت کی ذمہ داری کو پوری طرح انجام دے سکتا ہو، لہٰذا ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ اس کی اطاعت وخدمت کرے، اسی کی صحبت وہمنشینی اختیار کرے اور اس کے ساتھ ہمکلامی رکھے، بعض عارفین نے بہت خوب کہا ہے کہ اللہ کی صحبت اختیار کرو۔

اگر تم اس پر قادر نہ ہو سکو تو اس شخص کی صحبت وہم نشینی اختیار کرو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ شخص وہی ہو سکتا ہے کہ جس میں کردار واحوال اور اقوال وافعال کے صحیح اور قابل اعتماد ہونے کی وہ علامت پائی جائے جو انشراح صدر کی علامت کے طور پر پچھلی حدیث میں بیان کی جا چکی ہے اور اس کی وہ حیثیت وشخصیت اس طرح ظاہر وثابت ہو جائے کہ اس کی صحبت تمام دینی ودنیاوی معاملات پر بھلائی وبہتری کی صورت میں اثر انداز ہوتی ہو، وہ اپنے رفقاء اور معتقدین کو دنیاوی لذات سے کنارہ کش، تحصیل مال وجاہ سے بے رغبت اور مقدار حاجت وضرورت سے زیادہ کی طلب وخواہش سے بے پرواہ بنا کر زاد عقبیٰ کی طرف پہنچاتا ہو۔ ایسا شخص نہ صرف عالم وعارف کہلاتا ہے بلکہ انبیاء کا حقیقی وارث وخلیفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے عارف باللہ کی زیارت وخدمت اور اس کی صحبت وہم نشینی کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔

3-حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ عَنْ

2: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

3: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سُفْيَانَ الثَّوْرِيّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيّ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِي اللّٰهُ وَاَحَبَّنِي النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ

◆◆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کیجئے کہ جسے میں انجام دوں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں زہد اختیار کرو' اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے لاتعلق ہو جاؤ وہ بھی تم سے محبت کریں گے۔

شرح

کسی چیز کی طرف خواہش و میلان نہ رکھنے کو "زہد" کہتے ہیں اور کامل وصادق زہد یہ ہے کہ دنیا کی لذات میسر ہونے کے باوجود ان سے بے رغبتی اختیار کی جائے، چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس شخص کے بارے میں "زہد" تصور ہی نہیں ہوسکتا جو نہ مال ودولت رکھتا ہو اور نہ جاہ وحشم کا مالک ہو، بلکہ حقیقت کے اعتبار سے "زاہد" وہی شخص ہے جو مال ودولت اور جاہ وحشم کا مالک ہونے کے باوجود ان کی لذات سے دور رہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو "یازاہد" کہہ کر مخاطب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ زاہد تو بس حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کے دامن میں دنیا کھنچی آتی تھی مگر اس کے باوجود وہ دنیاوی لذات سے ترک تعلق رکھتے تھے اور ہمارے پاس کیا رکھا ہے کہ ہم زہد اختیار کریں گے، حاصل یہ کہ اصل میں "زہد" یہ ہے کہ لوازمات دنیا میں کھانے پینے اور پہننے کی فراوانی کے باوجود بقدر ضرورت پر قناعت کی جائے اور فضولیات کو ترک کیا جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ دنیا میں زہد اس کا نام نہیں ہے کہ موٹے چھوٹے اور سخت کپڑے پہن لئے جائیں اور روکھا سوکھا اور بدمزہ کھانا کھایا جائے بلکہ دنیا سے زہد اختیار کرنا حقیقت میں آرزوؤں اور امیدوں کی کمی کا نام ہے۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1207)

غلیظ " سے وہ کپڑا مراد ہوتا ہے جس کے سوت نہایت موٹے اور بھدے ہوں اور خشن سے مراد وہ کپڑا ہوتا ہے جو نہایت سخت اور کھدری بناوٹ کا ہو جشب اس کھانے کو کہتے ہیں جو نہایت بدمزہ ہو اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ بغیر سالن کی روٹی کو " جشب " کہتے ہیں آرزوؤں اور امیدوں کی کمی کا مطلب ہے دنیاوی چیزوں کے حصول کی خواہشات اور درازی عمر کی تمنا کو ختم کر کے بلا تاخیر توبہ وانابت اور علم وعمل کی راہ اختیار کر لینا اور ہمہ وقت موت کے لئے تیار رہنا۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا عارفانہ قول کا مطلب یہ ہے کہ زہد، دنیا سے بے رغبتی بے اعتنائی کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسانی قلب پر اس طرح طاری ہو کہ وہ قلب دنیا سے بیزار اور آخرت کی طرف راغب ومتوجہ رہے، گویا زہد کا مدار اس بات پر نہیں ہے کہ انسان کا قالب یعنی جسم وبدن دنیا کی جائز ومباح چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے یا نہیں کیونکہ حقیقت کے اعتبار سے

اس زہد کے معاملہ میں یہ دونوں برابر ہوں یعنی ایک شخص جسمانی طور پر خوش پوشاک وخوش خوراک ہونے کے باوجود قلبی طور پر ہمہ وقت آخرت کی طرف متوجہ وراغب رہ سکتا ہے اور ایک شخص جسمانی طور پر خوش پوشا کی وخوش خورا کی سے بیزار رہتے ہوئے بھی قلبی طور پر آخرت کی طرف زیادہ متوجہ وراغب نہیں رہ سکتا۔ اگر چہ لباس کی بے حیثیتی وسادگی اور کھانے کی بدمزگی، سلوک وطریقت کی راہ میں بندے کی استقامت واستواری پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔

حاصل یہ کہ جو سالک جسمانی طور پر تو دنیا سے اجتناب کرے لیکن اس کے دل میں دنیا کی محبت جاگزیں ہو تو یہ چیز اس کے لئے نہایت مہلک اور تباہ کن ہے۔ اس کے برخلاف اگر وہ جسمانی طور پر تو دنیا کی جائز ومباح نعمتوں اور لذتوں سے فائدہ اٹھائے، مگر اس کا دل دنیا کی محبت سے خالی اور آخرت کی طرف متوجہ ہو تو یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے۔ جاننا چاہئے کہ دل کی مثال کشتی کی سی ہے کہ اگر پانی کشتی کے اندر آ جائے تو وہ نہ صرف کشتی بلکہ اس میں بیٹھے لوگوں کو بھی ڈبو دیتا ہے، لیکن وہی پانی جب اسی کشتی کے باہر اور اس کے گرد رہتا ہے تو اس کشتی کو رواں کرتا ہے اور منزل تک پہنچا تا ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نعم المال المال الصالح للرجل الصالح اور اسی وجہ سے صوفیاء کی ایک جماعت کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضرات اسی طرح کا لباس پہنا کرتے تھے جیسا کہ عام طور پر رائج تھا بلکہ بعض نے تو امیروں اور رئیسوں جیسا لباس بھی پہنا ہے تا کہ ان کے باطنی احوال کا انکشاف نہ ہو۔

4- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَانَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ نَزَلْتُ عَلَى اَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ طَعِيْنٌ فَاَتَاهُ مُعَاوِيَةُ يَعُوْدُهُ فَبَكَى اَبُوْهَاشِمٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ مَا يُبْكِيكَ اَىْ خَالِ اَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ اَمْ عَلَى الدُّنْيَا فَقَدْ ذَهَبَ صَفْوُهَا قَالَ عَلٰى كُلٍّ لَا وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَّدِدْتُ اَنِّي كُنْتُ تَبِعْتُهُ قَالَ اِنَّكَ لَعَلَّكَ تُدْرِكُ اَمْوَالًا تُقْسَمُ بَيْنَ اَقْوَامٍ وَّاِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ خَادِمٌ وَّمَرْكَبٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَدْرَكْتُ فَجَمَعْتُ

◄► سمرہ بن سہم بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آیا وہ زخمی ہوئے تھے (کچھ دیر بعد) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان کی عیادت کرنے کے لئے آئے' ابوہاشم رونے لگے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے ماموں جان! آپ کیوں رو رہے ہیں کیا تکلیف آپ کو پریشان کر رہی ہے یا دنیا (سے رخصت ہونے کا خوف ہے) جس کا بہترین حصہ گزر چکا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ان میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وعدہ لیا تھا میری یہ خواہش ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہوتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ہوسکتا ہے تمہیں بہت زیادہ مال مل جائے۔ تم اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دینا اس مال میں سے تمہارے لیے ایک خادم اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانے کے لئے ایک سواری کافی ہوگی۔ (حضرت ابوہاشم فرماتے ہیں:) مجھے وہ مال ملا تو میں نے اسے جمع کرلیا۔

4: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2327 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 5387

زہد اور امت کی نیکی کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اس امت کی پہلی نیکی، یقین کرنا اور زہد اختیار کرنا ہے اور اس امت کا پہلا فساد، بخل اور دنیا میں باقی رہنے کی آرزو کو دراز کرنا ہے۔

(بیہقی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1206)

یقین " سے مراد ہے اس بات پر کامل اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے اور رزق پہنچانے کا متکفل وضامن ہے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت (وما من دابۃ فی الارض الاعلی اللہ رزقہا) یعنی روئے زمین پر ایسا کوئی چلنے والا جاندار نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ "زہد اختیار کرنے " کا مطلب دنیا کی محبت میں گرفتار ہونے سے بچنا اور دنیا کی نعمتوں ولذتوں سے بے اعتنائی ولا پرواہی برتنا ہے۔حاصل یہ کہ دین وآخرت کی بھلائی وکامیابی کا مدار تقویٰ پر ہے جو زہد ویقین سے حاصل ہوتا ہے اور دین وآخرت کی خرابی کی جڑ، طمع ولالچ ہے جو بخل اور درازی عمر کی آرزو سے پیدا ہوتا ہے۔چنانچہ جب حق تعالیٰ کی رزاقیت پر کامل اعتقاد ویقین ہوتا ہے تو بخل کا مادہ فساد نہیں پھیلاتا کیونکہ بخل کا سبب وہ بے یقینی ہوتی ہے جو رزق پہنچنے کے تئیں انسان اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے یعنی اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میرے پاس جو مال وزر ہے اگر میں نے اس کو انفاق وایثار کی صورت میں خرچ کر دیا تو پھر کل کہاں سے کھاؤں گا۔اسی طرح جب زہد کی راہ اختیار کی جاتی ہے تو دنیا میں باقی رہنے کی تمنا اور آرزوؤں کی درازی ختم ہو جاتی ہے اس لئے یہ فرمایا گیا ہے کہ اس امت کا پہلا فساد بخل اور آرزو ہے۔کیونکہ یہ دونوں خصلتیں رزاقیت حق پر یقین اور زہد کی ضد ہیں۔ "یقین " کی تعریف: اس موقع پر یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ "یقین " کا اصل مفہوم کیا ہے؟

حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "حبل المتین فی تحصیل الیقین " میں لکھا ہے کہ "اعتقاد کا جزم کی حد تک پہنچ جانا اور دلیل وبرہان کے ذریعہ اتنا مضبوط ومستند ہو جانا کہ حق کو ثابت کر دے "حکماء ومتکلمین کی اصطلاح میں " یقین " کہلاتا ہے، لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں اس مفہوم پر "یقین " کا اطلاق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تصدیق دل پر اس حد تک غالب نہ ہو جائے کہ دل پر اس کے تصرف وحکمرانی کا سکہ چلنے لگے۔یا اس دل کو صرف انہی چیزوں کی طرف مائل کرنے لگے جو شریعت کے مطابق ہوں اور ان چیزوں سے باز رہے جو شرعی احکام کے خلاف ہوں۔مثلاً موت کا اعتقاد ہر شخص رکھتا ہے اور وہ اعتقاد نہ صرف جزم کی حد تک ہوتا ہے بلکہ دلیل وبرہان کے ذریعہ اتنا مضبوط ومستند ہوتا ہے کہ وہ موت کو ایک اٹل حقیقت بھی ثابت کرتا ہے تو حکماء متکلمین کے نزدیک اس اعتقاد پر یقین کا اطلاق کیا جا سکتا ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک وہ اعتقاد حقیقی معنی میں "یقین " نہیں کہلا سکتا اور اس اعتقاد کا حامل "صاحب یقین "شمار نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس کے دل پر موت کی یاد غالب نہ ہو اور موت کا احساس اس حد تک اس پر متصرف وحکمران نہ ہو کہ وہ طاعات کی مشغولیت اور گناہ کے ترک کے ذریعہ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے۔واضح رہے کہ چار امور ایسے ہیں جو یقین کا محل ہیں۔یوں تو وہ تمام چیزیں یقین کی متقاضی ہیں جن کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے لیکن ان تمام چیزوں کی اصل اور بنیاد ہونے کی حیثیت سے وہ چار امور اس درجہ کے ہیں کہ ان پر ہر سالک کو یقین رکھنا بنیادی طور پر ضروری ہے۔ایک تو توحید، یعنی یہ پختہ اعتقاد رکھنا کہ جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے حق تعالیٰ ہی کی

قدرت سے واقع ہوتا ہے دوسرے توکل، یعنی اس بات پر کامل یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ رزق پہنچانے کے متکفل وضامن ہے، تیسرے جزاء سزا کا اعتقاد، یعنی یہ یقین رکھنا کہ ہرعمل کی جزاوسزا مقرر ہے تمام اعمال پر ثواب عذاب کا مرتب ہونا لازمی امر ہے اور چوتھے یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام احوال کیفیات اور تمام حرکات وسکنات سے پوری طرح باخبر اور مطلع ہے پس توحید کے تئیں یقین کا فائدہ یہ ہوگا کہ مخلوقات کی طرف رغبت والتفات نہیں رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق پہنچنے کے تئیں یقین رکھنے کا فائدہ ہوگا کہ یا تو حصول رزق کی طلب وکوشش میں میانہ روی اختیار کرے گا، یا اگر افلاس ونا داری کی صورت میں غذائی ضروریات پوری نہ ہوں گی تو کسی تاسف اور بددلی میں مبتلا نہیں ہوگا، اعمال کے جزاوسزا کے تئیں یقین رکھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ طاعات وعبادات کی مشغولیت اور اللہ کی رضا وخوشنودی کے حصول میں زیادہ سے زیادہ سعی وکوشش کرے گا اور گناہ ومعصیت کی زندگی سے اجتناب کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے کے تئیں یقین رکھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اپنے ظاہر وباطن کی اصلاح کی طرح زیادہ سے زیادہ متوجہ رہے گا۔

اب آخر میں یہ بتادینا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رزاقیت، رزق پہنچنے اور اللہ تعالیٰ نے رزق دینے کا جو وعدہ کیا ہے اس پر کامل توکل اعتماد رکھنا، تمام روحانی وباطنی اعلیٰ مراتب میں سے ایک بہت بڑا مرتبہ ہے نیز سالک راہ حق کو یہ مرتبہ اختیار کئے بغیر کوئی چارہ نہیں اور تمام عبادات وطاعات میں قلبی فروغ واطمینان کا انحصار اس مرتبہ پر ہے۔

امام زمانہ، قطب وقت، حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ نے بڑی عارفانہ بات کہی ہے کہ دو ہی چیزیں ایسی ہیں جو عام طور پر بندہ اور اللہ کے درمیان پردہ کی طرح حائل ہو جاتی ہیں یعنی ان دونوں چیزوں کی وجہ سے بندہ معرفت حق حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے ایک تو رزق کا فکر اور دوسرے مخلوق کا خوف اور ان دونوں میں سے بھی زیادہ سخت پردہ رزق کا فکر ہے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دیہاتی کے سامنے سورت والذاریات کی تلاوت شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا آیت (وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ، الذاریات:22) تو اس دیہاتی نے (جو بڑے غور کے ساتھ میری تلاوت سن رہا تھا) ایک دم کہا کہ بس کیجئے۔ اور پھر وہ اپنی اونٹنی کی طرف متوجہ ہوا، اس نے اس اونٹنی کو نحر کیا اور اس کا گوشت کاٹ بنا کر ان تمام لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جو اس کے آس پاس موجود تھے۔

اس کے بعد اس نے اپنی تلوار اور کمان اٹھائی اور ان کو بھی توڑ کر پھینک دیا اور پھر بغیر کچھ کہے سنے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا، کافی عرصہ کے بعد میں ایک دن بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک اس دیہاتی سے ملاقات ہوگئی جو خود بھی طواف کر رہا تھا میں اس کو دیکھ کر حیران رہ گیا، اس کا بدن بالکل سوکھ گیا تھا اور رنگ زرد ہو گیا تھا، اس نے مجھ کو دیکھ کر سلام کیا اور کہنے لگا کہ وہی سورت پھر پڑھیے جو آپ نے اس دن پڑھی تھی چنانچہ میں نے وہ سورت پڑھنی شروع کی اور جب اسی آیت یعنی (وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ، الذاریات:22) پر پہنچا تو اس نے ایک چیخ ماری اور کہا آیت (قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، الاعراف:44)، اس کے بعد اس نے کہا کہ کچھ اور؟ (یعنی اب آگے کی آیت پڑھیے) میں نے آگے کی آیت پڑھی (فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ، الذاریات:23) اس نے آیت سن کر پھر ایک چیخ ماری اور کہنے لگا، یا اللہ پاک ہے تیری ذات، وہ کون بدبخت ہے جس نے

اللہ کو اتنا غصہ دلایا کہ اس کو قسم کھانی پڑی؟ اس شخص کی بدبختی کا کیا ٹھکانا ہے کہ پروردگار نے جو کچھ فرمایا اور جو وعدہ کیا اس پر اس نے یقین نہیں کیا یہاں تک کہ پروردگار کو قسم کھا کر اس بات کا یقین دلانا پڑا؟ اس دیہاتی نے تین مرتبہ یہی جملے ادا کیے اور اس کے ساتھ ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

5- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَبِی الرَّبِیعِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اشْتَکَی سَلْمَانُ فَعَادَهُ سَعْدٌ فَرَآهُ یَبْکِی فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَّا یُبْکِیكَ یَا اَخِی اَلَیْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ اَلَیْسَ قَالَ سَلْمَانُ مَا اَبْکِی وَاحِدَةً مِّنِ اثْنَتَیْنِ مَا اَبْکِی ضِنًّا لِلدُّنْیَا وَلَا کَرَاهِیَةً لِّلْاٰخِرَةِ وَلٰکِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ عَهْدًا فَمَا اُرَانِی اِلَّا قَدْ تَعَدَّیْتُ قَالَ وَمَا عَهِدَ اِلَیْكَ قَالَ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّهُ یَکْفِی اَحَدَکُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاکِبِ وَلَا اُرَانِی اِلَّا قَدْ تَعَدَّیْتُ وَاَمَّا اَنْتَ یَا سَعْدُ فَاتَّقِ اللّٰهَ عِنْدَ حُکْمِكَ اِذَا حَکَمْتَ وَعِنْدَ قَسْمِكَ اِذَا قَسَمْتَ وَعِنْدَ هَمِّكَ اِذَا هَمَمْتَ قَالَ ثَابِتٌ فَبَلَغَنِی اَنَّهُ مَا تَرَكَ اِلَّا بِضْعَةً وَّعِشْرِیْنَ دِرْهَمًا مِّنْ نَفَقَةٍ کَانَتْ عِنْدَهُ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے کے لئے آئے تو انہیں روتے ہوئے پایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: اے میرے بھائی! آپ کیوں رو رہے ہیں۔ کیا آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے' کیا وہ شرف حاصل نہیں' کیا وہ نہیں ہے' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دو میں سے کسی ایک بات پر نہیں رو رہا' نہ میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ دنیا چھوٹ رہی ہے اور نہ ہی آخرت کو ناپسند کرتے ہوئے رو رہا ہوں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا اور میرا خیال ہے کہ میں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا عہد لیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ تم میں سے کسی بھی ایک شخص کے لئے اتنا ساز و سامان کافی ہے جتنا ایک سوار کے پاس ہوتا ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ میں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ اے سعد! تم فیصلہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرنا اور تقسیم کرتے ہوئے بھی جب تم تقسیم کرو اور ارادہ کرتے ہوئے بھی جب تم کسی کام کا ارادہ کرو۔

ثابت نامی راوی بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے وراثت میں 20 کے قریب درہم چھوڑے تھے جو خرچ کے لئے ان کے پاس موجود تھے۔

شرح

حضرت زید بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو حضرت امام ملک رحمہ اللہ کے رفقاء اور مصاحبین میں سے تھے) کہتے ہیں میں نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ ان سے پوچھا گیا کہ دنیا سے زہد اختیار کرنا کس چیز کا نام ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ حلال کمائی اور آرزوؤں کی کمی کا نام، زہد ہے۔ (بیہقی ،مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1208)

5: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کسب "یہاں " مکسوب "کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔یعنی کھانے پینے کی وہ چیزیں جو حلال و پاکیزہ ہوں! حاصل یہ کہ "زہد "اس چیز کا نام نہیں ہے کہ انسان ان چیزوں کو بھی کھانے پینے اور ان سے بقدر ضرورت فائدہ اٹھانے سے پرہیز کرے جو اس کے حق میں حلال و پاکیزہ ہیں، کیونکہ اگر ان چیزوں سے فائدہ اٹھانا "زہد "کے منافی اور غیر مستحسن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے یہ نہ فرماتا کہ آیت (کلوا من الطیبات واعملوا صالحا) اور نہ اہل ایمان کو یہ حکم دیا جاتا کہ آیت (یا ایھا الذین امنوا کلوا من الطیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون) ۔بلکہ زہد یہ ہے انسان کو جائز وسائل وذرائع سے جو حلال پاکیزہ چیزیں حاصل ہوں ان سے بقدر ضرورت فائدہ اٹھائے اور غیر حلال وغیرہ پاکیزہ چیزوں سے کلیۃ اجتناب کرے، اسی طرح ایک اور چیز، جس کا تعلق زہد سے ہے، یہ ہے کہ انسان آرزوؤں اور امیدوں کا اسیر بن کر کاہل وست اور آخرت سے غافل نہ بن جائے بلکہ ہمہ وقت آخرت کی طرف متوجہ رہے اور زیادہ سے زیادہ اچھے عمل کرنے میں مشغول رہے تاکہ جس وقت بھی پیغام اجل آجائے، وہ اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کرنے پر اپنے کو بالکل تیار پائے۔یہی وہ "زہد "ہے جو شریعت کی نظر میں مطلوب ہے اور جو انسان کو عاقبت اندیش بناتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ رکھتا ہے۔اگر اس موقع پر ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ "زہد "محض اس چیز کا نام ہے کہ دنیا سے بالکل بے تعلقی اور کنارہ کشی اختیار کر لی جائے، موٹا جھوٹا کپڑا پہنا جائے اور روکھی سوکھی روٹی کھانے پر عمل پیرا رہا جائے۔

چنانچہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس بات کو بجا طور پر واضح فرمایا حقیقی زہد وہ نہیں ہے جس کو تم نے اپنے گمان میں جگہ دے رکھی ہے بلکہ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تمہیں جائز ذریعوں سے جو کچھ حلال و پاکیزہ چیزیں عطا کرے ان کو کھاؤ پیو، ان سے فائدہ اٹھاؤ اور قدر ضرورت پر قناعت کرو نیز ضرورت سے زیادہ چیزوں کی امید و آرزو اور درازی عمر کی تمنا نہ رکھو جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔دنیا سے زہد اختیار کرنا اس چیز کا نام نہیں ہے کہ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے لو اور اپنے مال واسباب کو ضائع کر ڈالو، بلکہ زہد دراصل اس چیز کا نام ہے کہ جو چیز تمہارے ہاتھ میں اس پر اس چیز سے زیادہ اعتماد نہ کرو جو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اہل زہد کے بعض اوصاف کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ میں سے ایک شخص نے وفات پائی اور ایک دینار کی صورت میں اپنا ترکہ چھوڑا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جب اس دینار کو دیکھا تو) فرمایا کہ یہ دینار (اس شخص کی پیشانی، پشت اور پہلو پر) ایک داغ ہے۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر (کچھ دنوں بعد) صفہ والوں میں سے ایک اور شخص نے وفات پائی اور اس نے اپنے ترکہ میں دو دینار چھوڑے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان دیناروں کو دیکھ کر فرمایا۔یہ دو دینار دو داغ ہیں۔(احمد، بیہقی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1128)

صفہ والے "ان غریب اور گھر بار نہ رکھنے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کو کہتے ہیں جو مستقل طور پر صفہ مسجد میں رہا کرتی تھی اور صفہ مسجد دراصل مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصل ایک مسقف (چھت دار) جگہ تھی اور بالکل شروع میں، جب

کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا یہی جگہ "مسجد" کے طور پر استعمال ہوتی تھی، لیکن جب کچھ عرصہ بعد کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دیا گیا تو اس جگہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اس کے برابر میں "مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" بنائی گئی! صحابہ رضی اللہ عنہم کی جو مقدس جماعت صفہ میں رہتی تھی وہ ستر اسی نفر پر مشتمل تھی۔

یہ تعداد مختلف اوقات میں کم وزیادہ بھی ہوتی رہتی تھی، ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا چونکہ نہ کوئی مکان تھا نہ ان کے پاس کچھ مال واسباب تھا اور نہ کوئی کاروبار زندگی اور اہل وعیال رکھتے تھے اس لئے وہ کامل زہد اختیار کئے ہوئے تھے اور اللہ کی ذات پر توکل واعتماد کے سہارے اس جگہ پڑے رہتے تھے اور ہمہ وقت ذکر وشغل، ریاضت ومجاہدہ اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کو یاد و محفوظ کرنے میں منہمک رہ کر ہمہ وقت انوار و برکات حاصل کرتے رہتے تھے، ان حضرت کو اضیاف اللہ (اللہ کے مہمان) کہا جاتا ہے! جو صحابہ رضی اللہ عنہم استطاعت رکھتے تھے وہ ان کی خدمت کیا کرتے تھے، ان کی ضروریات زندگی کی فراہمی میں حتی الامکان سعی کرتے تھے، کچھ کو ان کی جگہ پر نہایت عزت واحترام کے ساتھ کھانے پینے کا سامان پہنچاتے، کچھ کو بطور مہمان اپنے گھر لے جاتے اور وہاں ان کی میزبانی کے فرائض انجام دیتے اور ان میں سے کتنے ہی حضرات ایسے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عنایات وتوجہ سے بہرہ مندہ ہوتے تھے اور سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ پاک سے کھانا کھاتے تھے اور اسی وجہ سے کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے معجزات کے صادر ہونے کا باعث بھی بنتے تھے جس سے تھوڑا سامان خوراک حیرت انگیز طور پر سب کے لئے کافی ہو جاتا تھا، مثال کے طور پر، کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دودھ کا صرف ایک پیالہ، جو ایک شخص کی بھی غذائی ضرورت کے لئے کافی ہو جانے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اعجاز نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان سب حضرات کو شکم سیر کر دیتا تھا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم الٰہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان حضرات کے درمیان تشریف رکھا کریں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان حضرات کو وقتاً فوقتاً اپنے حضور شرف یابی سے نوازتے رہتے تھے اور کسی وقت بھی انہیں اپنی بیچارگی اور لاچاری کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرمایا کرتے تھے کہ (تم لوگ اپنے کو تنہا اور بے کس مت سمجھو) میں تم میں ہی سے ہوں۔ نیز ان کو یہ بشارت دیتے کہ آخرت میں تم میرے ساتھ رہو گے اور میرے ہمراہ جنت میں جاؤ گے! مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی (صفہ والے) صحابہ میں سے تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ واضح رہے کہ صوفیاء کی جماعت کو (زہد وتوکل اور دنیا سے ترک تعلق) اہل صفہ کے ساتھ مشابہت ومناسبت حاصل ہے اور اگرچہ لفظ "صوفیہ" کو "صفہ" سے مشتق قرار دینا اور یہ کہنا کہ مسلک زہد وتوکل اختیار کرنے والے کو "صوفی" کہنا لفظ "صفہ" کی بنیاد پر ہے، ایک غیر حقیقی بات ہے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ معنوی طور پر صوفیاء کی نسبت اہل صفہ کی طرف کی جا سکتی ہے۔

اب اصل حدیث کی طرف آیئے! اہل صفہ میں سے وفات پانے والے حضرات کا اپنے پیچھے دینار چھوڑ جانا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعید بیان فرمانا اس بنیاد پر تھا کہ اگرچہ حاجت وضرورت کے تحت ایک دینار یا دو دینار جیسا معمولی سا دنیاوی مال بچا کر رکھنا اور جمع کرنا شرعی طور پر گناہ کا موجب نہیں ہے اور نہ یہ کوئی ایسی بات ہے جس کو غیر مناسب قرار دیا جا سکے

بلکہ اگر کوئی شخص ادائے حقوق (مثلاً زکوۃ وغیرہ کی ادائیگی) کے بعد پورا خزانہ بھی جمع کر لے اور دنیا بھر کا مال واسباب اپنے پاس رکھے تو اس کو خلاف شرع نہیں کہیں گے الا یہ کہ کوئی شخص اس طرح مال وزر کا انبار لگائے اور جمع کرے کہ نہ تو اس کی زکوۃ ادا کرے اور نہ دوسرے مال حقوق کی ادائیگی کا لحاظ رکھے تو بے شک یہ ممنوع ہوگا، لیکن اس حقیقت کے باوجود اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اہل زہد اور تارکان دنیا جو سب کچھ چھوڑ کر، سب سے آنکھیں بند کر کے اور اہل فقر کی محبت کر کے باب توکل وفقر پر بیٹھتے ہیں ان کی شان جداگانہ ہے، ان کے پاس ضرورت سے زائد دنیاوی مال واسباب کی حقیر سے حقیر مقدار کا بھی ہونا غیر موزوں ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکورہ ارشاد گویا فقر وتجرد کے اس وعدے کے خلاف سخت تنبیہ وسرزنش کے طور پر ہے جو حقیقت حال سے مطابقت نہ رکھے۔ اور غالباً اسی وجہ سے راوی نے ان دونوں حضرات کے ذکر میں یہ نہیں کہا کہ "اصحاب میں سے ایک شخص نے وفات پائی"۔ بلکہ یہ کہا کہ "اصحاب صفہ میں سے ایک شخص نے وفات پائی" گویا انہوں نے ان دونوں صحابیوں کی طرف "صفہ" کی نسبت خاص طور پر کی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اگر کوئی دوسرا اصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ترکہ میں ایک یا دو دینار چھوڑ کر وفات پاتا تو یہ کوئی اہم بات نہیں تھی لیکن یہ ان اصحاب صفہ میں سے دو شخصوں کا ذکر ہے جن کی شخصیات کا امتیاز ہی زہد وفقر تھا، لہٰذا ان اصحاب صفہ کی صحبت ومعیت میں رہنا اور خود کو ان کی امتیازی خصوصیت (یعنی زہد وفقر اور توکل) کا حامل قرار دینا، مطلق درہم ودینار جمع کرنے کے منافی ہے۔

۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت میں ایک دوسرے رخ سے بحث کی ہے، ان کے منقولات کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو یہ وعید بیان فرمائی وہ اس امر کے پیش نظر تھی کہ وہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم دراصل ان خستہ حال ومسکین لوگوں (یعنی اصحاب صفہ) میں سے تھے جن کے فقر وفاقہ کی وجہ سے ان پر دوسرے لوگ اپنا مال خیرات کرتے تھے اور اللہ واسطے ان کو کھلاتے پلاتے تھے، اس طرح وہ دونوں حضرات یا تو ازروئے مال یا ازروئے حال بمنزلہ سائلین کے تھے اور جیسا کہ معلوم ہے، کسی بھی شخص کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس ایک دن کا بھی بقدر کفاف کھانے پینے کا سامان ہو تو وہ دست سوال دراز کرے، لہٰذا وہ دونوں حضرات اپنے پاس دینار ہونے کے باوجود ان چیزوں میں سے جو کچھ کھاتے پیتے تھے جو دوسرے لوگ صدقہ وخیرت کے طور پر ان کے پاس لاتے تھے، وہ گویا ان کے حق میں حرام تھا۔

اسی طرح یہ مسئلہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جو شخص اپنے آپ کو فقراء ومساکین کی صورت میں ظاہر کرے، مثلاً پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور خستہ حالی کے ساتھ رہے یا صوفیاء یا مشائخ کی وضع قطع اختیار کرے اور اس کے پاس ازقسم نقد یا مثل نقود (یعنی سونا، چاندی، درہم ودینار یا نوٹ اور روپیہ پیسہ وغیرہ) کچھ ہو اور اس کے باوجود لوگوں کے ہاتھ میں سے وہ چیز لے لے اور قبول کر لے جو کسی کو صدقہ وخیرات کے طور پر دینے کے لئے ہو اور پھر وہ اس چیز کو کھائے پئے یا اپنے مصرف میں لائے تو وہ چیز اس کے حق میں حرام ہوگی۔ اسی طرح وہ شخص اپنے آپ کو عالم یا صالح یا شریف ظاہر کرے اور حقیقت کے اعتبار سے وہ ایسا نہ ہو اور لوگ اس کو اس کے علم یا شرافت کی وجہ سے کچھ دیں تو ان کی دی ہوئی وہ چیز اس کے حق میں حرام ہوگی۔

منقول ہے کہ مشہور بزرگ حضرت شیخ ابواسحٰق گاذرونی نے ایک فقراء کو ایک ایسے کھانے پر دیکھا جو مستحقین کے لئے تیار کیا گیا تھا، تو انہوں نے ان فقراء سے فرمایا: تم لوگ حرام کھا رہے ہو؟ ان سب فقراء نے یہ سن کر کھانے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس کے بعد حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: دیکھو یہ کھانا صرف ایسے لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس از قسم دنیاوی مال کچھ بھی نہ ہو، للہذا تم سے جو شخص ایسا ہو وہ تو اس کھانے کو کھائے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہ کھائے، چنانچہ اس کھانے کو کچھ نے کھایا اور کچھ وہاں سے ہٹ گئے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ سبحان اللہ کھانا تو ایک ہی ہے لیکن کچھ لوگوں کے لئے حلال ہے اور کچھ لوگوں کے لئے حرام۔ اس سے واضح ہوا کہ وہ اوقاف کہ جو محض فقراء کے لئے ہیں ان کی آمدنی اور ان کے وسائل کو کسی بھی ایسے شخص کا اپنے مصرف میں لانا مطلقاً حلال نہیں ہے جو شرعی طور پر غنی ہو۔ چنانچہ ان مکانات اور کمروں میں جو فقراء و مساکین کے لئے وقف ہیں ایسے لوگوں کا مفت رہائش اختیار کرنا حرام ہے جو فقیر و مسکین نہ ہو جیسا کہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ غنی پر حرام ہے کہ وہ خانقاہوں کے وقف حجروں میں مفت رہائش اختیار کرے۔

للہذا اس قول کو قابل اعتبار نہیں سمجھنا چاہئے جس کا حاصل یہ ہے کہ حرمین شریفین کے اوقاف فقیر و غنی ہر ایک کے لئے ہیں کیونکہ اگر اس بات کو صحیح بھی مان لیا جائے کہ واقعۃً وقف کرنے والوں نے ان اوقاف کو عام رکھا تھا تو بھی ان اوقاف سے غنی کو فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہوگا۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک غنی کے حق میں کسی چیز کو وقف کرنا صحیح نہیں ہے جب کہ وہ غیر محصور ہو۔

بَاب الْهَمِّ بِالدُّنْيَا

یہ باب دنیا کی فکر کے بیان میں ہے

6- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِّنْ عِنْدِ مَرْوَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ قُلْتُ مَا بَعَثَ اِلَيْهِ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا لِشَيْءٍ سَاَلَ عَنْهُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ سَاَلَنَا عَنْ اَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ اَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ

◆◆ عبدالرحمان بن ابان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مروان کے ہاں سے باہر نکلے (میں نے دیکھ لیا) میں نے سوچا پھر اس وقت یہ کسی ضروری کام سے ہی آئے ہوں گے۔ جو مروان نے دریافت کرنا ہوگا میں نے حضرت زید سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: انہوں نے ہم سے کچھ ایسی چیزوں کے بارے میں

6: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

دریافت کیا: ہم نے جو نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی آرزوؤں کا مرکز دنیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو جدا جدا کر دے گا اور اس کی غربت کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور دنیا اس کی طرف اتنی ہی آئے گا جتنی اس کے نصیب میں لکھی ہے اور جس شخص کی نیت آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو اکٹھا کر دے گا اور بے نیازی کو اس کے دل میں ڈال دے گا اور دنیا اس کی طرف فرمانبردار ہو کر آئے گی۔

شرح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوریئے پر سوئے اور سو کر اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑے ہوئے تھے (یہ دیکھ کر) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ ہمیں اجازت دیں۔

تو ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے نرم بستر بچھا دیں اور اچھے کپڑوں کا انتظام کر دیں (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سخت بوریئے پر لیٹنے سے بے آرامی محسوس نہ کریں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "(عزیز) مجھ کو اس دنیا (کے عیش و آرام) سے اور اس دنیا کو مجھ سے کیا سروکار؟ میری اور دنیا کی مثال تو بس ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سایہ کی تلاش میں آئے اور وہاں کچھ دیر تک سایہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے) اپنی سواری ہی پر کھڑا رہے اور پھر اس درخت کو وہیں چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1114)

مالی وللدنیا میں حرف ما نفی کے لئے ہے اور اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو مجھے اس دنیا کے ساتھ کچھ الفت ہے اور نہ اس دنیا کو میرے ساتھ کوئی محبت و الفت ہے کہ میں اس دنیا کے تئیں کوئی رغبت و چاہت رکھوں، اس کا عیش و آرام چاہوں اور اس کی بے آرامی سے بچنے کے لئے اس کی آرام دہ چیزوں جیسے نرم و گدیلے بستر اور نفیس و اعلیٰ کپڑوں وغیرہ کا مالک بنوں۔ ویسے اس حرف ما کو استفہامیہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے (جیسا کہ ترجمہ میں اسی کو ملحوظ رکھا گیا ہے) اور اس صورت میں جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ مجھ کو اس دنیا سے کون سی الفت، محبت ہے یا اس دنیا کی طرف میری رغبت و میلان سے یا میری طرف اس دنیا کی رغبت و الفت سے مجھے کون سی نفع بخش چیز حاصل ہوگی؟ کیونکہ میں تو آخرت کا طلبگار ہوں اور دنیا اس آخرت کی سوکن اور ضد ہے۔ درخت کے سایہ سے فائدہ اٹھانے کے ضمن میں خاص طور پر سوار ہی کا ذکر کرنا اس درخت کے نیچے اس کے ٹھہرنے کی مدت کے قلیل ہونے اور جلد ہی وہاں سے رخصت ہو جانے کی بناء پر ہے، یعنی یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی درخت کے سایہ سے فائدہ اٹھانے والا اگر کوئی سوار مسافر ہو اور وہ اپنی سواری سے اترے بغیر اس درخت کے نیچے کھڑا ہے تو وہ وہاں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ بہت قلیل عرصہ کے لئے اس سایہ میں کھڑا رہ کر آگے چل دیتا ہے۔

نیز سوار کی مثال بیان کرنے سے اس طرف بھی اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس طرح کسی مسافر کی منزل مقصود جب دور ہوتی ہے تو وہ دوران سفر کسی راحت و آرام کی زیادہ پرواہ کئے بغیر زیادہ سے زیادہ راستہ طے کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہاں وہاں زیادہ ٹھہر کر اپنا وقت برباد نہیں کرتا اسی طرح ہم بھی اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح ہیں کہ ہماری منزل مقصود یعنی آخرت بہت دور ہے اور

اس کا راستہ کٹھنائیوں سے بھرا ہوا ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی راہ آخرت کو زیادہ سے زیادہ طے کرنے کی سعی و اہتمام کریں اور کسی بھی ایسی چیز کی طرف ملتفت اور مائل نہ ہوں جو منزل مقصود کی طرف ہمارے سفر میں رکاوٹ بن سکے۔

7- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُّعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ عَنْ نَّهْشَلٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ الْمَعَادِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِيْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهٖ هَلَكَ

◆◆ اسود بن یزید' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنی تمام فکروں کو ایک فکر بنالے یعنی اپنی آخرت کی فکر تو اللہ تعالیٰ تمام دنیاوی فکروں کے حوالے سے اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جو شخص کئی فکروں کے اندر مبتلا ہو جو دنیاوی معاملات سے متعلق ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کون سی وادی میں ہلاکت کا شکار ہوتا ہے۔

شرح

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بھی آفتاب طلوع ہوتا ہے اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں جو منادی کرتے ہیں اور جن وانس کے علاوہ اور ساری مخلوق کو سناتے ہیں (یعنی ان کی منادی کو جنات اور انس نہیں سنتے، باقی ساری مخلوق سنتی ہے اور وہ منادی یہ ہوتی ہے) کہ لوگو! اپنے پروردگار کی طرف آؤ (یعنی اپنے پروردگار کے احکام کی اتباع کرو یا یہ معنی ہیں کہ ہر طرف سے بے تعلقی اختیار کر کے اپنے رب کی طرف رجوع کرو، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے آیت (وتبتل الیہ تبتیلا) اور اس بات کو جان لو کہ جو مال قلیل ہو اور (دینی معاملات کے تکمیل یا زاد عقبی کے طور پر) کفایت کرے وہ اس مال سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو زیادہ ہو اور عبادت الٰہی سے باز اور اطمینان سکون کی زندگی سے محروم رکھے "۔اس کو ابونعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1143)

فرشتوں کی مذکورہ بالا منادی کا جنات وانسان کو نہ سنایا جانا شاید اس امر کی بناء پر ہے کہ وہ فریضہ کو غیب کی باتوں پر ایمان لانے اور عمل کرنے کے لئے جن وانس پر عائد کیا گیا ہے اس طرح سے بے اثر نہ ہو جائے، ہاں اس موقع پر یہ اشکال ضرور پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ منادی اور اس کا مضمون اصل میں تو انسان ہی کو متنبہ کرنے کے لئے ہے اور جب انسان اس کو سن ہی نہیں سکتا تو وہ متنبہ کیسے ہوگا؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس آگاہی کا انحصار محض اپنے کان سے سننے ہی پر نہیں ہے بلکہ اس پر ہے کہ وہ آگاہی سے باخبر اور مطلع ہو جائے سو یہ بات مخبر صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خبر دے دینے اور اس آگاہی کے مضمون کو بیان کر دینے سے حاصل ہو جاتی ہے، لہٰذا مذکورہ بالا مضمون جب اس حدیث کے ذریعہ انسان تک پہنچ گیا تو وہ اس سے حقیقتاً باخبر اور مطلع ہو گیا! رہی یہ بات کہ اس تنبیہ میں صرف انسان ہی کو مخاطب کیوں بنایا گیا، جنات کو بھی خطاب کیوں نہیں کیا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں میں جو نوع، زیادہ مال و دولت کی نہایت حریص اور عقبی سے نہایت غافل ہے وہ نوع انسان ہی ہے، یہ صرف انسان ہے جو

دنیا کے پیچھے اپنے خالق تک کو بھول جاتا ہے اور دنیا کا مال و متاع اس کو ذکر رب اور عبادت الٰہی کی طرف متوجہ ہونے سے باز رکھتا ہے لہٰذا انسان کو خاص طور پر مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ عقبی کے انجام کی طرف تمہاری یہ غفلت ولاپرواہی اور ذکر اللہ سے تمہارے اس اعراض کا سلسلہ کہاں تک جاری رہے گا؟ اپنی اخروی تباہی کے اس راستہ کو چھوڑ دو اور آؤ، عبادت رب اور ذکر الٰہی کے ذریعہ اس راہ راست کو اپنالو جو تمہیں آخرت کے حسن انجام تک لے جائے گی۔

8- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَدْ رَفَعَهُ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَا صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ مَلَاْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس کو موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لئے الگ تھلگ ہو جاؤ' میں تمہارے سینے کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تمہاری غربت کو ختم کر دوں گا اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں تمہارے سینے کو تفکرات سے بھر دوں گا اور تمہاری غربت کو ختم نہیں کروں گا۔

قناعت وصبر اختیار کرنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ جو چیزیں انسان کے لئے عبادت الٰہی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں ان میں سب سے سخت رکاوٹ معاشی زندگی کے تفکرات یعنی کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی فراہمی کا فکر و خیال ہے، ظاہر ہے کہ انسان کا نفس اپنے وجود و بقاء کے لئے جن چیزوں کا محتاج ہے ان کی طرف اس کا رجحان اور مطالبہ ایک فطری تقاضا ہے چنانچہ وہ بجا طور پر کہہ سکتا ہے کہ میں ہر چیز سے باز آیا۔ زہد و تقویٰ بھی اختیار کیا، دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے بھی کوئی سروکار نہیں رکھتا، لیکن ان چیزوں کا کیا علاج کروں جو میرے وجود و بقا کے لئے ضروری ہیں۔ جیسے کھانا پینا اور لباس وغیرہ۔ اور یہ بھی بالکل ظاہر بات ہے کہ یہ چیزیں یوں ہی حاصل نہیں ہوتیں، بلکہ ان کے حصول کے لئے کسب و عمل، جہد و سعی اور لوگوں کے ساتھ ربط و ضبط اور میل جول اختیار کرنا ضروری ہے پس شریعت نفس کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے وہ سب سے یقینی راہ دکھاتی ہے جس کو توکل کہا جاتا ہے، کیونکہ توکل بذات خود وہ واحد قوی ذریعہ ہے جس پر اگر انسان صدق و اخلاص کے ساتھ عامل ہو جائے تو اللہ کی طرف سے ضروریات زندگی کی تکمیل خود بخود ہونے لگتی ہے اور اس راہ کو اختیار کرنے کی وجہ سے نہ صرف نفس کی تشویش رفع ہو جاتی ہے بلکہ کمال ایمان کا درجہ بھی نصیب ہو جاتا ہے، اس کے برخلاف توکل کو ترک کر دینے والا نہایت سخت تفکرات و اوہام میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ اس کو سکون واطمینان کے ساتھ طاعت و عبادات کا موقع نصیب ہوتا ہے اور نہ اس اطاعت و عبادت میں لذت و حلاوت نصیب ہوتی ہے اور روزی کا فکر و غم اس کو اس طرح پراگندہ خاطر اور پریشان حال بنا دیتا ہے کہ وہ کوئی بھی نیک عمل یقینی قوت و حالت کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا، لہٰذا توکل کی راہ اختیار کرنا ہر شخص کے لئے لازمی امر ہے کہ اس کے بغیر وہ اعلیٰ مراتب تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھ

8: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2466

سکتا، جیسا کہ ایک طویل حدیث میں جو آگے آئے گی فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قوی ہو تو اس کو چاہئے کہ توکل کی راہ اختیار کرے۔

اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے تمام امور کا وکیل اور اپنی بھلائی و بہتری کا ضامن جان کر بس اسی پر اعتماد و بھروسہ کرے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ نے قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ ہرگز معدوم نہیں ہوگا اور حکم الٰہی کسی بھی حالت میں ادل بدل نہیں سکتا، خواہ بندہ مانگے یا نہ مانگے، نیز اس بات پر یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی روزی کا ضامن ہے، جب کہ اس نے پیدا کیا ہے تو رزق بھی ضرور دے گا، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت (وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها) اور اس بات پر بھی قسم کھائی کہ آیت (فورب السماء والارض انه لحق) پس غور کرنے کو مقام ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے وعدہ کی صداقت کے جز و ایمان ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے اگر وہ اس کے ضامن ہونے پر اعتماد نہ رکھے اور اس کے وعدہ پر باور نہ کرے تو اس کا ایمان کہاں رہے گا اور وہ کس طرح اللہ کا بندہ کہلانے کا مستحق قرار پائے گا۔

ہر مومن کو چاہئے کہ وہ دنیا، دنیا کے مال و اسباب اور کسب و عمل کو محض حصول رزق کا ایک ظاہری وسیلہ و بہانہ اور سبب سمجھے، اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے اور یہ یقین رکھے کہ حقیقی رازق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے کہ اس کے نزدیک ظاہری وسائل و اسباب کی چنداں اہمیت نہیں ہے وہ توکل و اعتماد کرنے والوں کو بے سبب و وسیلہ اور بلا کسب و عمل بھی روزی پہنچاتا ہے، جیسا کہ فرمایا آیت (ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه)۔ اسی طرح حصول معاش کے لئے وسائل و ذرائع کو اختیار کرنے اور کسب و عمل میں مشغول ہونے کو بھی اللہ کی طرف سے مقرر کردہ نظام کائنات کا ایک سلسلہ اور رزق پہنچنے کا ایک ظاہری سبب جانے اس پر دل سے اعتماد و بھروسہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اطمینان رکھے اور جانے کہ اگر کوئی کسب و عمل نہ کروں گا تو بھی اللہ تعالیٰ روزی پہنچائے گا، یہ توکل کا کم سے کم درجہ ہے جو ایمان کے لئے ضروری ہے اور عام مسلمانوں کا مرتبہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، آیت (وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین) اس سے اعلیٰ درجہ تسلیم ہے، یعنی بندہ کا اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دینا، اللہ کے علم پر کفایت کرنا اور اپنے دل میں کسی بھی طرح کا کوئی رد و بدل نہ رکھنا یہ اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے اور آیت (وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون) سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔ ان باتوں سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ حصول معاش کے لئے اسباب و ذرائع اختیار کرنا اور کسب و عمل میں مشغول ہونا توکل کے منافی ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسباب و ذرائع اور کسب و عمل بھی نظام قدرت کا ایک حصہ ہے اور اللہ کی طرف سے ایک حد تک انسان کو ان چیزوں کا مکلف بھی قرار دیا گیا ہے، البتہ جو چیز توکل کے منافی ہے، وہ بس یہ ہے کہ حصول معاش کے ظاہری، اسباب و ذرائع اور کسب و عمل پر دل سے اعتماد نہ کیا جائے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ رزق پہنچنے کا حقیقی سبب یہی چیزیں ہیں اگر انسان کوئی کسب و عمل نہ کرے اور محض اللہ پر توکل کر کے بیٹھ جائے تو اس کو رزق پہنچ ہی نہیں سکتا، یہ عقیدہ و خیال ایمان کے منافی ہے اور اس کو شرک خفی کہا گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص اسباب و ذرائع کو اختیار کرے اور کسب و عمل میں مشغول ہو لیکن اس کے دل کا اعتماد صرف اللہ پر ہو تو وہ شخص بھی یقیناً مومنین میں سے ہوگا، اگرچہ توکل کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ بندہ اپنے ہاتھ پاؤں کو تمام اسباب و ذرائع سے دور رکھے اپنے تمام

معاملات میں اللہ ہی پر اعتماد کرے اور اپنے تمام امور اسی کے سپرد کرے بشرطیکہ ہر حالت میں خواہ تنگی ہو یا فراخی، قوت ایمان کے سبب اللہ پر اس کا کامل اعتماد یکساں رہے، غیر اللہ سے امید منقطع رکھے اور اس راہ میں جو بھی رنج و مصیبت پیش آئے اس کو صبر و رضا کے ساتھ برداشت کرکے ریاضت و مجاہدہ اور عبادت میں مشغول رہے۔

اور جو شخص ان امور پر پوری طرح قادر نہ ہو سکے تو ان کے حق میں افضل یہی ہوگا کہ وہ دل سے اللہ پر اعتماد رکھتے ہوئے ظاہری اسباب و ذرائع کو اختیار کرے اور کسب و عمل میں مشغول ہو۔ اسی طرح محض کسل و سستی اور عار کی وجہ سے یا بطور یا ہاتھ پاؤں کو معطل کر دینا اور کسب و عمل سے باز رہنا قطعاً روا نہیں ہے کیونکہ اکثر انبیاء اور اولیاء کا یہی معمول رہا ہے کہ انہوں نے حصول معاش کے لئے ظاہری اسباب و ذرائع کو اختیار کیا اور کسب و عمل سے باز نہیں رہے کہ جو شخص کسب و عمل کی وجہ سے اپنی دینی زندگی میں کوئی نقصان اور اپنے باطنی احوال میں رخنہ پڑتا ہوا دیکھے تو اس کے لئے بہر صورت یہی ضروری ہوگا کہ وہ سب چیزوں سے تعلق منقطع کرکے بس ذکر و فکر اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے تاکہ واصل بحق ہو۔

متوکل کو ایسے کام و ذریعہ سے باز رہنا کہ جس کے بغیر کار برآری قطعاً ممکن نہ ہو اور سنت اللہ اسی کے مطابق جاری ہو، ہرگز روا نہیں ہے بلکہ حرام ہے، مثلاً کھانا ہاتھ کے ذریعہ کھایا جاتا ہے اور سنت اللہ اس کے مطابق جاری ہے کہ جو شخص کوئی چیز کھانا چاہے اس کو ہاتھ سے اٹھا کر منہ میں ڈالے، اب اگر کوئی شخص متوکل یہ گمان کرے کہ اس چیز کو کھانے کے لئے ہاتھ کا ذریعہ اختیار کرنا توکل کے منافی ہے اور اس امید میں بیٹھا رہے کہ یہ چیز خود بخود (اٹھ کر منہ میں جائے گی کھاؤں گا، یہ توکل نہیں ہے بلکہ اس کو محض جنون وحماقت سے تعبیر کیا جائے گا، ایسے امور میں توکل کی کارفرمائی کی بس حد یہ ہے کہ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانا اسی لئے پیدا کیا ہے کہ اس کو کھایا جائے، سب کا خالق و رازق بھی وہی ہے اور یہ ہاتھ اس عمل یعنی کھانے کا سبب و ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے بس ہاتھ کو کھانے کا ظاہر ذریعہ جان کر کھانے کے لئے استعمال کرے لیکن دل سے اس پر اعتماد نہ کرے اور یہ جانے کہ جن لوگوں کے ہاتھ نہیں ہوتے ان کے کام بھی بحال سرانجام پاتے ہیں جہاں تک کسی ایسے کام کا تعلق ہے کہ جس کی انجام دہی کا ذریعہ اگرچہ ہاتھ ہی ہے لیکن وہ ایسا قطعی ذریعہ نہیں ہے کہ اس کے بغیر کام انجام ہی نہ پا سکتا ہو جیسے سفر کے دوران خرچ اور زاد راہ تھامنا وغیرہ، تو ایسی صورت میں ہاتھوں کو بطور ذریعہ استعمال کرنے سے باز رہنا روا ہو سکتا ہے کیونکہ ایسا ممکن اور کثیر الوقوع ہے کہ جو لوگ خرچ اور زاد راہ لے کر نہیں چلتے ان کا سفر بھی پورا ہو ہی جاتا ہے، تاہم واضح رہے کہ زاد راہ اور سفر خرچ پر، بلکہ بقدر ضرورت سفر خرچ اور زاد راہ لے کر چلنا سنت ہے اور سلف کے معمولات سے بھی ثابت ہے۔

لیکن حق تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد بھروسہ کے سبب سفر خرچ اور زاد راہ وغیرہ نہ لینا تو متوکلین کے اعلیٰ درجات میں سے ہے۔ جو شخص عیالدار ہو اور اس کے اہل و عیال حالات کی تنگی پر صبر نہ کر سکتے ہوں اور وہ اس بات کی اجازت نہ دیتے ہوں کہ وہ شخص توکل کے سبب کوئی کسب و عمل نہ کرے اور ذرائع سے اجتناب کرے۔ اپنے اہل و عیال کے لئے ایک سال تک کا اور اپنی ذات کے لئے چالیس روز تک کا بقدر ضرورت غذائی ضروریات کا سامان اکٹھا بھروا کر رکھ لینا توکل کے منافی نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص از راہ توکل غذائی ضروریات کی چیزیں پہلے سے بھروا کر نہ رکھے اور سب کچھ ترک کر دے بشرطیکہ اللہ پر اس کا پورا اعتماد و اطمینان ہو تو یقین

کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے وہ اعلیٰ درجہ کا حامل ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے بڑی زبردست قوت اور ہمت کی ضرورت ہے۔لہٰذا جس شخص کو اتنی قوت وہمت میسر نہ ہو اور اگر وہ غذائی ضروریات کا سمان اکٹھا بھروا کر نہ رکھنے کی صورت میں طاعت وعبادت میں اطمینان وسکون اور دل جمعی حاصل نہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے یہی افضل ہوگا کہ وہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی غذائی ضروریات کے لئے غلہ وغیرہ اکٹھا بھروا کر رکھ لے۔

رنج وپریشانی اور بیماری کا گلہ شکوہ نہ کرنا اور جو شخص طبیب ومعالج نہ ہو اس کے سامنے بلاضرورت اپنے مرض کو ظاہر نہ کرنا توکل کے لئے شرط ہے۔علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ توکل اسی شخص کو راست آتا ہے جو توحید آشنا اور زہد صفت ہو۔اس موقع پر توحید سے مراد یہ ہے کہ بندہ یہ جانے کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہیں اور جانے کہ سب کا حقیقی محرک وعامل بس حق تعالیٰ ہے اس کے علاوہ کوئی ذات ایسی نہیں ہے جس کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی جنبش نہ کرسکے اور جہاں بھی جو کچھ بھی آتا جاتا ہے سب کا منبع ومصدر اسی ذات واحد کی مرضی ومشیت ہے، جس شخص کے دل پر یہ بات غالب آجائے گی اس کو بے اختیار توکل حاصل ہوجائے گا۔یہ تو توکل کے بارے میں کچھ باتیں ہوئی۔

اب "صبر" کے بارے میں جاننا چاہئے کہ صبر ایک ایسی راہ ہے جس کو اختیار کئے بغیر کسی مومن کے لئے کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ ایمان کی سلامتی اور عبادت میں اطمینان وسکون کے ساتھ مشغولیت کا انحصار "صبر" ہی پر ہے۔اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ دنیا، اہل ایمان کے لئے آفات ومصائب اور رنج وآلام کے ایک گھروندہ کے سوا اور کچھ نہیں، مومن کی زندگی کا وہ کون سا لمحہ ہوتا ہے جس میں اس کو کسی نہ کسی طرح کی جسمانی اور روحانی اذیت وپریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو؟

لہٰذا اس صورت میں ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ صبر کی راہ اختیار کرے تاکہ اس کا ایمان بھی سلامت رہے اور طاعت وعبادت میں بھی اطمینان وسکون کے ساتھ مشغول رہ سکے، کیونکہ دل گرفتگی رنج خوری جزع وفزع اور تاسف وحسرت کے عالم میں عبادت پورے کیف ونشاط کے ساتھ ادا نہیں ہوسکتی، علاوہ ازیں صبر کرنے والے کو دنیا وآخرت کی بے شمار بھلائیاں اور سعادتیں عطا کرنے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے مثلاً دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلہ پر اور دیگر مہمات میں فتح وکامرانی نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت (فاصبر ان العاقبة للمتقین)۔دوسرے صبر کی وجہ سے بندہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت (وتمت کلمة ربك الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا)۔تیسرے صبر واستقامت کی راہ پر چل کر لوگوں کو قیادت وامامت کا درجہ حاصل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ فرمایا۔(وجعلناهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا)۔

چوتھے صبر کرنے والا بندہ حق تعالیٰ کی طرف سے تعریف وتوسیف سے نوازا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا۔آیت (انا وجدناه صابرا نعم العبد انه اواب)۔پانچویں صابر بندوں کو بشارت دینے کا حکم فرمایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا وبشر الصابرین۔چھٹے صبر کرنے والے بندوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جیسا کہ فرمایا آیت (ان اللہ یحب الصابرین)۔ساتویں جو بندے صبر کرتے ہیں وہ جنت میں بلند تر درجات پائیں گے جیسا کہ فرمایا آیت (اولئك یجزون الغرفة بماصبروا)۔آٹھویں صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا اعزاز وشرف عطا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا آیت (سلام علیکم بما صبرتم)۔

اور نویں یہ کہ بندے صبر کرتے ہیں اور وہ بے حساب اور بے انتہا اجر وثواب سے نوازے جائیں گے جیسا کہ فرمایا آیت (انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب) پس صبر اتنی بڑی فضیلت اور اتنا عظیم وصف ہے کہ اس پر کار بند رہنے کی ہر مومن کو کوشش کرنا چاہئے۔ اور اس کے حاصل کرنے کو نہایت اہم اور غنیمت جاننا چاہئے اور صبر اصل میں یہ ہے کہ اپنے نفس کو جزع سے روکا جائے اور جزع اس کو کہتے ہیں کہ جب کوئی سخت حالت اور آفت ۔ پریشانی پیش آئے تو اس پر اضطراب وگھبراہٹ کا اظہار کیا جائے اپنے عجز کا رونا رویا جائے۔ اور سختی و پریشانی سے بطریق قطع وحکم گلوخلاصی کا ارادہ کیا جائے۔ لہٰذا ان چیزوں کو ترک کرنا صبر کہلاتا ہے۔

صبر کا وصف حاصل کرنے کا نہایت مفید اور نفسیاتی طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی ایسی صورت حال پیش آئے کہ جس کی وجہ سے نفس اضطراب و بے قرار میں مبتلا ہونے لگے۔ اور طبعی طور پر رنج واذیت محسوس ہو تو یہ سوچنا چاہئے کہ جو کچھ قسمت میں لکھا ہوا ہے وہ ہر حال میں پورا ہو کر رہے گا، اس کی وجہ سے جزع وفزع کرنا اور رونا، دھونا، شکوہ وشکایت کرنا ایک قطعی لا حاصل چیز ہے کہ ان باتوں سے اس صورت حال میں کوئی تغیر تبدل، کمی بیشی اور تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی، علاوہ ازیں صبر کا جو ثواب تلف ہوتا ہے وہ مزید نقصان ہے۔ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اپنی حیثیت وحالت کے اعتبار سے صبر کی چار قسمیں ہیں ایک تو صبر وہ ہے جو نفس کو طاعت وعبادت کی استقامت و پابندی کی محنت ومشقت برداشت کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے، دوسرا وہ صبر ہے جو گناہوں سے اجتناب کرنے کی صورت میں اختیار کیا جائے، تیسرا وہ صبر ہے جو دنیا کی زائد از ضرورت چیزوں سے قطع تعلق کر لینے کی صورت میں اختیار کیا جائے اور چوتھا صبر وہ ہے جو کسی دینی ودنیاوی آفت ومصیبت اور سختی و پریشانی کو برداشت کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبر کی ان چاروں قسموں کو اختیار کر لے وہ طاعت عبادت کی راہ پر سکون واستقامت کے ساتھ گامزن رہے گا، گناہوں سے محفوظ ومامون رہے گا، دنیا کی آفات وبلیات سے سلامتی اور آخرت کے عذاب سے نجات پائے گا، علاوہ ازیں بہت زیادہ اجر وثواب سے نوازا جائے گا اور جو شخص مذکورہ بالا صورتوں میں صبر کو اختیار نہیں کرے گا اور جزع وفزع کی راہ پکڑے گا وہ تمام نعمتوں سے محروم رہے گا اور اول تو وہ دل جمع اور اطمینان وسکون کے ساتھ عبادت نہیں کر سکے گا اور کچھ اگر کرے گا بھی تو بے صبر کے گناہ اس کو کالعدم کر دیں گے۔

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور اس خطبہ میں فرمایا۔ "لوگو! خبردار رہو! دنیا ایک ناپائیدار متاع ہے، اس میں سے نیک بھی کھاتا ہے اور بد بھی (یعنی اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہر شخص کو رزق دیتا ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر اور خواہ مطیع ہو یا فاسق جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ آیت (ومامن دابۃ فی الارض الاعلی اللہ رزقھا) خبردار رہو! آخرت واقعی مدت ہے جو سچی یعنی متحقق وثابت ہے اور اس آخرت میں، ہر قسم کی قدرت رکھنے والا بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) فیصلہ صادر فرمائے گا یعنی وہ ثواب وعذاب کے ذریعہ نیک ذریعہ نیک وبد اور مومن وکفر کے درمیان فرق ظاہر کر دے گا خبردار رہو! تمام بھلائیاں اور خوبیاں اپنے انواع واقسام کے ساتھ جنت میں ہیں، خبردار رہو! تمام برائیاں اور خرابیاں اپنے انواع واقسام کے ساتھ دوزخ میں ہیں، خبردار رہو! پس تم نیک عمل کرو درآنحالیکہ تم پر اللہ کے حساب وعذاب کا

خوف طاری ہو (یا یہ کہ نیک عمل کرو اور سارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کہ تمہارے وہ نیک عمل قبول ہوتے ہیں یا نہیں اور اس بات کو یاد رکھو کہ اپنے اعمال کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے پس جو شخص ذرہ برابر بھی نیک کام کرتا ہے وہ آخرت میں یا دنیا میں اس کی جزاء پائے گا اور جو شخص ذرہ برابر بھی برا کام کرتا ہے وہ اس کی سزا پائے گا۔ (شافعی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1141)

انکم معرضون علی اعمالکم کا ترجمہ اگر یہ کیا جائے کہ تم اپنے اعمال کے سامنے کئے جاؤ گے۔ تو اس عبارت کے الٹے معنی مراد ہوں گے کہ قیامت کے دن تمہارے اعمال تمہارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔ ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم بارگاہ رب العزت میں اپنے اعمال کے مطابق پیش کئے جاؤ گے۔ لیکن زیادہ صحیح اور زیادہ واضح معنی کہ جو اوپر ترجمہ میں نقل کئے گئے ہیں یہی ہیں کہ تم اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔

اور اپنے ان اعمال کے مطابق جزاء یا سزا پاؤ گے جیسا کہ جب کوئی لشکر میدان جنگ سے واپس آتا ہے تو وہ اپنے فرائض کی انجام دہی کی کاروائی کے ساتھ اپنے امیر کے سامنے پیش ہوتا ہے اور وہ امیر اس لشکر کے ہر فرد کے امور مفوضہ کی انجام دہی کو دیکھتا ہے اور اس کے مطابق ہر سپاہی کو انعام و سزا دیتا ہے۔

حضرت عبیداللہ ابن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو (ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی اس کا بدن درست و باعافیت ہو اور اس کے پاس (حلال ذریعہ سے حاصل کیا ہوا) ایک دن کی بقدر ضرورت خوراک کا سامان ہو تو گویا اس کے لئے تو کم دنیا (کی نعمتیں) جمع کر دی گئی ہیں۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1117)

وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو " کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنے کسی دشمن کی طرف سے کسی نقصان و ضرر کا خدشہ نہ ہو یا یہ کہ برے کاموں سے بچنے اور اپنی لغزشوں پر اللہ سے توبہ کر لینے کی وجہ سے ان آفات سے بے خوف ہو، جو عذاب الٰہی کے طور پر نازل ہوتی ہیں۔ واضح رہے کہ لفظ "سرب "سین کے زیر اور راء کے جزم کے ساتھ (یعنی سرب) زیادہ مشہور ہے۔ جو نفس، راستہ، حال اور دل، ان سب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اگر یہاں حدیث میں اس لفظ سے ان سب چیزوں کو مراد لیا جائے تو یہ بھی منشاء حدیث کے مناسب ہوگا۔

اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص اس حال میں صبح کو اٹھے کہ اس کو مذکورہ چیزوں کے بارے میں کسی نقصان و ضرر کا کوئی خوف و خدشہ نہ الخ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ لفظ سین اور راء دونوں کے زبر کے ساتھ ہے جس کے معنی خانہ زیر زمین کے ہیں یعنی وہ بل و سوراخ جو وحشی جانوروں، جیسے چوہے وغیرہ کا مسکن ہوتے ہیں، اگر اس قول کو صحیح مان لیا جائے، یہ معنی بھی منشاء حدیث کے منافی نہیں ہوتے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ جو شخص اس حال میں صبح کو اٹھے کہ اس کے گھر کے بلوں اور سوراخوں میں رہنے والے چوہوں اور لومڑیوں وغیرہ کی طرف سے کہ جو آفات زمانہ میں سے ہیں اس کو کسی نقصان و ضرر کا کوئی خوف و خدشہ نہ ہو۔

دنیادار کا قیامت کے دن پیش ہونے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" قیامت کے دن ابن آدم کو اس طرح حقارت وذلت کے ساتھ) پیش کیا جائے گا گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے، پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ (فرشتہ کی وساطت سے یا خود براہ راست زبان قال یا زبان حال سے) اس سے فرمائے گا کہ میں نے (دنیا میں) تجھ کو زندگانی، عمل ودانش، صحت وتندرستی اور امن وعافیت جیسی نعمت عطاء کی تھی (مال ودولت، حشم وخدم اور جاہ وعزت جیسی چیزوں کا مالک) بنایا تھا اور (اس سے بڑی) نعمت (یہ) عطا کی تھی (کہ اپنی کتاب نازل کی، اپنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا اور ہدایت وراستی کا نور پھیلایا) پس تو نے کیا کام کیا؟ یعنی کیا تو نے ان چیزوں کے حقوق ادا کئے اور ان سب نعمتوں کا شکر گزار رہا؟۔ ابن آدم عرض کرے گا، میرے پروردگار! میں نے تو بس یہ کیا کہ تجارت اور کاروبار کے ذریعہ مال ودولت جمع کرنے اور اس کو بڑھانے میں لگا رہا اور مرتے وقت اس کو دنیا میں اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا جتنا کہ میری زندگی کے دنوں میں پہلے میرے پاس تھا اور اب آپ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے تاکہ میں اس تمام مال ودولت کو آپ کی راہ میں خرچ کروں اور اس کا ثواب لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ یہ تو ممکن نہیں کہ تمہیں دنیا میں دوبارہ بھیجا جائے اور تم جو مال ودولت دنیا میں چھوڑ کر چلے آئے تھے وہ بھی اب تمہارے لئے کارگر نہیں ہے، ہاں اگر تم نے (اس مال ودولت میں سے کچھ حصہ بھی صدقہ وخیرات کیا ہو اور ثواب کی صورت میں) اس کو آگے یہاں آخرت میں بھیجا ہو تو مجھے اس کو دکھلاؤ۔ لیکن اس نے چونکہ اس مال ودولت سے کچھ بھی حصہ آخرت کے کاموں میں خرچ نہیں کیا ہوگا۔

اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر نہایت شرمندہ وخجل ہوگا اور جیسا کہ مجرموں کی عادت ہے کہ جب اپنے جرم میں پکڑے جاتے ہیں اور اپنی صفائی میں کوئی معقول عذر بیان نہیں کر سکتے تو بار بار ایک ہی بات کو جو پہلے کہہ چکے ہوتے ہیں، دہراتے رہتے ہیں، وہ ابن آدم بھی ایک تو اس وجہ سے اور دوسرے اپنی اس بات کا جواب نہ پانے کی وجہ سے دوبارہ وہ عرض کرے گا کہ میں تو بس مال ودولت کو جمع کرنے اور اس کو بڑھانے میں لگا رہا اور اس کو دنیا میں اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا جتنا کہ پہلے تھا اور اب آپ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے تاکہ میں اس تمام مال ودولت کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس طرح یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس کو دنیا میں جو مذکورہ چیزیں دی گئی تھیں ان میں سے اس نے کوئی بھی بھلائی آگے (آخرت میں) نہیں بھیجی ہے لہٰذا اس کو دوزخ میں پہنچائے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور اس کی اسناد کو ضعیف قرار دیا ہے (اگرچہ معنی کے لحاظ سے یہ بالکل صحیح ہے) (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1121)

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ابن آدم کی جس حالت کو ذکر کیا گیا ہے کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذکورہ چیزیں اور نعمتیں حاصل ہوں اور وہ ان کے ذریعہ آخرت کی بھلائی حاصل کرنے سے غافل رہے تو اس کی مثال اس غلام کی سی ہے جس کو اس کا آقا بہت سا مال واسباب اس مقصد کے لئے دے کہ وہ اس کے ذریعہ تجارت کر کے زیادہ سے زیادہ نفع کمائے مگر وہ غلام اپنے آقا کی مرضی اور اس کے حکم سے سرتابی کر کے اس سارے مال واسباب کو لٹا کر تلف وضائع کر دے یا ایسے کاروبار اور

تجارت میں پھنسا دے جس کا حکم اس کو نہیں دیا گیا تھا تو ظاہر ہے کہ وہ غلام نہ صرف نااہل سمجھا جائے گا بلکہ مستوجب سرزنش بھی قرار پائے گا، ٹھیک اسی طرح وہ بندہ بھی نہایت ٹوٹے میں رہے گا اور مستوجب عذاب قرار دیا جائے گا۔

ابو حامد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اگرچہ ہر بھلائی، ہر لذت اور ہر سعادت یہاں تک کہ ہر مطلوب، کو "نعمت" کہا جاتا ہے لیکن حقیقی نعمت بس "اخروی سعادت" ہے اس کے علاوہ، کسی بھی چیز کو "سعادت" کہنا غلط ہے، بلکہ کسی دنیاوی چیز پر مجازاً بھی "سعادت" کا اطلاق کرنا یعنی اس کو "دنیوی سعادت" کہنا بھی صحیح نہیں ہے، ہاں جو دنیاوی چیزیں "اخروی سعادت" کے حصول کا سبب و ذریعہ ہوں اور اس کی راہ میں کسی ایک واسطہ کئی واسطوں کے ساتھ معاون و مددگار ہوں تو ان چیزوں کو "نعمت" کہنا صحیح ہو سکتا ہے اور یہ بھی اس وجہ سے کہ وہ چیز "حقیقی نعمت" تک پہنچا سکتی ہیں۔

بَاب مَثَلُ الدُّنْيَا

یہ باب دنیا کی مثال کے بیان میں ہے

9- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ اَخَا بَنِىْ فِهْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَثَلُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَثَلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِى الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ

◆◆ حضرت مستورد رضی اللہ عنہ جو بنی خیر سے تعلق رکھتے ہیں' بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر واپس آئی ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی انگلی کو سمندر میں ڈبو کر باہر نکالے تو وہ دیکھے گا کہ اس کی انگلی سمندر میں سے محض تری یا صرف ایک آدھ قطرہ پانی کا لے کر واپس آئی ہے، پس سمجھنا چاہئے کہ آخرت کے زمانہ اور وہاں کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا کا زمانہ اور دنیا کی تمام نعمتیں اسی قدر قلیل و کمتر ہیں جس قدر کہ سمندر کے مقابلہ میں اس کی انگلی کو لگا ہوا پانی، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تمثیل بھی محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے ورنہ متناہی کو غیر متناہی کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی، پانی کا وہ ایک قطرہ جو دریا سے باہر آیا ہے اپنی کمتری و بے وقعتی کے باوجود سمندر سے کچھ نہ کچھ نسبت ضرور رکھتا ہے مگر دنیا، آخرت سے اس قدر بھی نسبت نہیں رکھتی۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو چاہئے کہ نہ تو نہایت جلد فنا ہو جانے والی دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں پر مغرور ہو اور نہ اس کی سختیوں اور پریشانیوں پر روئے پیٹے اور نہ شکوہ و شکایت کرے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

9: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7126' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2323

وسلم کی تعلیم کے مطابق یہی کہے کہ: اللّٰھم لاعیش الاعیش الاخرۃ، "اے اللہ! اصل زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے "نیز اس حقیقت کو ہر لحہ مدنظر رکھے کہ یہ دنیا، مزرعۃ الاخرۃ (آخرت کی کھیتی ہے) اور یہاں کی زندگانی بس ایک ساعت کی ہے لہٰذا اس ایک ساعت کو گنوانے کی بجائے طلب الٰہی میں مصروف رکھنا ہی سب سے بڑی دانشوری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کے لئے (آخرت میں) مال نہیں ہے، نیز مال و دولت وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں ہوتی "۔

(احمد، بیہقی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1137)

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا چونکہ فانی ہے اس لئے اس میں ٹھہرنا اور شادمانی کی زندگی اختیار کرنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا جس شخص نے دنیا کو اپنا گھر سمجھا اور اس کے آرام وآسائش کو اصل شادمانی حیات جانا وہ ایسا شخص ہے کہ گویا اس کے لئے کوئی اور گھر نہیں ہے! اسی طرح "اور مال اس شخص کا ہے " کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو دنیا کا مال واسباب حاصل ہو اور وہ اس کے مقصود اصلی یعنی بھلائیوں کے کام اور اللہ کی رضا وخوشنودی کے امور میں خرچ نہ کرے، بلکہ دنیاوی لذات کے حصول اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں خرچ کرے۔ اس کا وہ مال گویا مالیت کے حکم سے خارج ہے کیونکہ اس نے اپنے مال کے اصل مقصد سے انحراف کر کے اور اس کو غیر مقصد مصارف میں خرچ کر کے ضائع کر دیا۔ لہٰذا وہ اس شخص کی طرح ہوا جس کے پاس مال نہ ہو۔

اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ دنیا کے گھر اور دنیا کے مال چونکہ بہت جلد فنا کے گھاٹ اتر جانے والی چیز ہے اور ان کی کوئی حیثیت ووقعت نہیں ہے اس لئے ان کو " گھر "اور "مال " کہنا ہی نہیں چاہئے، یہ مراد بھی حقیقت کے اعتبار سے پہلی وضاحت ہی سے ماخوذ ہے۔ حدیث کی ایک مراد یہ بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ جس شخص نے دنیا کے گھر کو اپنا اصلی گھر قرار دیا اور اس پر مطمئن ہو گیا، یا جس نے اس گمان کے ساتھ دنیوی مال و دولت کو جمع کیا کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب باقی رہنے والا اور ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ آیت (ان الذین لا یرجون لقائنا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمأنوا بھا)۔ اور ایک جگہ یوں فرمایا ہے۔ آیت (یحسب ان مالہ اخلدہ) ۔ تو وہ شخص آخرت میں گھر پانے اور وہاں کے غنا (یعنی نعمتوں) سے نوازے جانے کا مستحق نہیں ہوگا۔ "مال و دولت وہی شخص جمع کرتا ہے الخ " کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص محض اس لئے مال و دولت جمع کرتا ہے کہ اس کو دنیا عزیز ہوتی ہے یا وہ اس مال و دولت کو ہمیشہ باقی رکھنے کی نیت رکھتا ہے اور یا محض دنیاوی لذات اور دنیاوی فائدوں کا حصول اس کے پیش نظر ہوتا ہے تو اس شخص کو عقل و دانش کا حامل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حدیث کا اجمالی مفہوم یہ ہے کہ "یہ دنیا اس قابل نہیں ہے کہ اس کو " گھر " سمجھا جائے ہاں جو شخص آخرت میں ملنے والے اپنے گھر سے محروم رہنا چاہتا ہے وہی اس دنیا کو اس قابل سمجھ سکتا ہے اسی طرح اس دنیا کی دولت کو وہی شخص "دولت " سمجھ سکتا ہے جو آخرت کی دولت سے محروم رہنا چاہتا ہے اور حاصل یہ کہ اس ارشاد گرامی کا مقصد گویا یہ احساس دلانا ہے کہ جن لوگوں کے لئے آخرت میں دار القرار (قرارگاہ) اور وہاں کی بے بہا دولت مقدر ہے ان کی نظر میں یہ دنیا اتنی حقیر اور اس قدر بے وقعت ہے کہ اس کے " گھر "اور اس کے "مال و دولت " کو " گھر "اور " دولت " کہا ہی نہیں جاسکتا۔

10- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيرٍ فَاَثَّرَ فِي جِلْدِهٖ فَقُلْتُ بِاَبِي وَاُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كُنْتَ اٰذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنَا وَالدُّنْيَا اِنَّمَا اَنَا وَالدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس کا نشان آپ کی جلد پر پڑ گیا۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم آپ کے لئے کوئی بستر بچھا دیتے جو آپ کو ان (نشانات) سے بچاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا دنیا کے ساتھ کیا واسطہ ہے۔ میری اور دنیا کی مثال اسی طرح ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے پھر اس کو وہیں چھوڑ کر آگے چل دے۔

11- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّاِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَمُحَمَّدٌ الصَّبَّاحُ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْيَحْيٰى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَاِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَّيِّتَةٍ شَائِلَةٍ بِرِجْلِهَا فَقَالَ اَتُرَوْنَ هٰذِهٖ هَيِّنَةً عَلٰى صَاحِبِهَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى صَاحِبِهَا وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا قَطْرَةً اَبَدًا

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں موجود تھے وہاں ایک مردار بکری پڑی ہوئی تھی جس کے پاؤں اوپر کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہے جتنی یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے۔ اگر دنیا کا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر جتنا ہوتا تو وہ کبھی کسی کافر کو اس میں سے ایک قطرہ (پانی) بھی نہ دیتا۔

شرح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے اس مردہ بچہ کی مثال کے ذریعہ درحقیقت اس طرف متوجہ فرمایا کہ یہ دنیا ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ انسان اس کی محبت وطلب میں آخرت کے نفع نقصان کو فراموش کردے، بلکہ اصل چیز آخرت کی محبت وطلب ہے جہاں کی زندگی بھی لافانی ہے اور جس کی نعمتیں بھی لازوال ہیں، لہٰذا مقصود زندگی آخرت کی محبت وطلب ہونا چاہئے نہ کہ دنیا کی محبت وطلب، کیونکہ فرمایا گیا ہے۔ حب الدنیا رأس کل خطیئۃ "دنیا کی محبت وچاہت ہر گناہ کی جڑ ہے "ترک الدنیا رأس کل عبادۃ "دنیا سے بے اعتنائی، ہر عبادت کی بنیاد ہے" اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں گرفتار رہنے والا اپنے اعمال میں مخلص

10: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2377

11: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وپاکیزہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہر کام کسی فاسد غرض ولالچ کی آمیزش رکھتا ہے خواہ وہ کوئی دینی اور مذہبی کام ہی کیوں نہ کرے، اس کے برخلاف جو شخص دنیا سے بے اعتنائی اختیار کئے ہوئے ہوتا ہے اس کے ہر عمل میں اخلاص وپاکیزگی اور آخرت ہی کا مفاد ہوتا ہے، خواہ وہ کسی دنیاوی کام ہی میں کیوں نہ مشغول ہو، اسی لئے کسی عارف نے کہا ہے کہ جس نے دنیا کو اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز بنالیا ہے اس کو تمام مشائخ اور مرشدین مل کر بھی راہ راست پر نہیں لگا سکتے اور جس نے دنیا سے بے اعتنائی کو اپنا شیوہ بنالیا اس کو دنیا بھر کے مفسد وبدکار لوگ بھی گمراہ نہیں کر سکتے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس دنیا کی کچھ بھی وقعت ہوتی تو اس دنیا کی کوئی ادنیٰ ترین چیز بھی کافر کو نصیب نہ ہوتی، کیونکہ کافر، دشمن اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز کچھ بھی قدر و وقعت رکھتی ہے دینے والا وہ چیز اپنے کسی دشمن کو ہرگز نہیں دیتا، لہٰذا دنیا کے بے وقعت اور نہایت حقیر ہونے ہی کا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دنیا کافروں کو دیتا ہے لیکن اپنے پیارے بندوں کو نہیں دیتا، جیسا کہ ایک حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے "ماروبت الدنیا عن احد الا کانت خیرۃ لہ، دنیا (کے مال وجاہ) کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جس کے لئے دنیا ہی بہتر ہوتی ہے "۔ نیز کفار وفجار جو دنیا میں زیادہ خوشحال ومتمول نظر آتے ہیں تو اس کا سبب بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ دنیا بڑی ذلیل چیز ہے جس کو وہ اپنے دوستوں (نیک بندوں) کے لئے اچھا نہیں سمجھتا، بلکہ اس کو کوڑے کرکٹ کی طرح ان لوگوں (کفار وفجار) کے سامنے ڈال دیتا ہے جس سے اس کو نفرت ہے، چنانچہ اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ "**لولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتهم سقفا من فضة**، اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ (قریب قریب) تمام لوگ ایک ہی طریقہ کے (یعنی کافر) ہو جائیں گے تو جو لوگ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ہم ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے "۔ نیز قرآن کریم کی ان آیات (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ، آل عمران: 198) اور (وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، الشوریٰ: 36) سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔

12- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُسْتَوْرِدُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ اِنِّىْ لَفِى الرَّكْبِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتٰى عَلٰى سَخْلَةٍ مَنْبُوْذَةٍ قَالَ فَقَالَ اَتُرَوْنَ هٰذِهٖ هَانَتْ عَلٰى اَهْلِهَا قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ هَوَانِهَا اَلْقَوْهَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا

◆◆ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں کچھ سواروں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ کا گزر ایک بکری کے بچے کے پاس سے ہوا (جو مردہ تھا) اور اسے پھینکا گیا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ (ﷺ)! اس کے بے حیثیت ہونے کی وجہ سے اسے پھینکا گیا ہے یا جیسا بھی کہا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بے حیثیت ہے جتنا یہ اپنے مالک کے نزدیک بے حیثیت ہے۔

12: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2321

13- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْخُلَيْدٍ عُتْبَةُ بْنُ حَمَّادٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَّا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ اَوْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز ملعون ہے۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے جو عالم ہو یا علم حاصل کرنے والا ہو (یعنی طالب علم ہو)

شرح

اس ارشاد گرامی کا مقصد، دنیا سے بے رغبت کرنا اور یہ تعلیم دینا ہے کہ دنیا کی جن چیزوں کو اللہ نے ناپسند کیا ہے جیسے تمام حرام و ناجائز امور، ان سے اجتناب کرو کہ مبادا ان چیزوں کو اختیار کرنے کی وجہ سے تم بھی راندہ درگاہ رب العزت قرار پا جاؤ گے اور جو چیزیں اللہ کے یہاں مقبول و پسندیدہ ہیں جیسے ذکر اللہ نیک کام اور تعلیم و تعلم وغیرہ ان کو اختیار کرو تا کہ تم بھی مقبول بارگاہ رب العزت قرار پاؤ اللہ کی پسندیدہ چیزوں سے "۔ عبادات و طاعات اور تمام وہ چیزیں مراد ہیں جو اللہ کی خوشنودی کا باعث اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں! یا ماوالاہ (جس کا ترجمہ "اللہ کی پسندیدہ چیزیں " کیا گیا ہے) کے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز جو ذکر اللہ کے قریب اور اس کے مشابہ ہو، جیسے انبیاء و اولیاء اور صلحاء کے حالات و فضائل کا ذکر اور اعمال صالحہ "یا یہ معنی ہیں کہ وہ چیز جو ذکر اللہ کے تابع اور اس کے لوازم و مقتضیات میں سے ہے جیسے احکام الٰہی (اوامر و نواہی) کی اتباع و فرمانبرداری۔ لہٰذا ماوالاہ کے پہلے معنی (جو ترجمہ میں نقل کئے گئے ہیں) مراد لینے کی صورت میں لفظ والاہ کا مادہ اشتقاق ولی ہوگا جس کے معنی محبت اور دوستی کے ہیں، دوسرے معنی مراد لینے کی صورت میں یہ لفظ گویا ولی سے مشتق ہوگا۔

جس کے معنی متابعت کے ہیں۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس ساری وضاحت کا تعلق اس امر کو تسلیم کرنے سے ہے کہ ذکر اللہ "سے مراد اللہ تعالیٰ کے نام کا ورد ہے جیسا کہ عام طور پر ذکر اللہ کا یہی مفہوم سمجھا جاتا ہے اور اگر "ذکر اللہ "سے مراد ہر وہ عمل خیر ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی، اس کا تقرب حاصل کرنے اور اس کی عبادت کی نیت سے کیا جائے تو اس معنی کے اعتبار سے تمام ہی عبادتیں اور طاعتیں "ذکر اللہ "کے مفہوم میں داخل ہوں گے اور پھر لفظ ماوالاہ سے وہ چیز مراد ہوں گی جو ذکر اللہ کے اسباب و ذرائع ہونے کی وجہ سے اس کا باعث اور معین و مددگار ہوتی ہے یہاں تک کہ بقدر کفاف کھانا پینا اور ضروریات زندگی کی دیگر چیزوں کا شمار بھی انہی اسباب میں ہوگا۔ اس صورت میں کہا جائے گا کہ بعد میں عالم اور متعلم کا ذکر تخصیص کے طور پر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن، مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود صحابہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں تر نہ ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا تو ممکن نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ و سلامت نہیں رہتا۔ (بیہقی شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1131)

13: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2322

جس شخص پر دنیا کی محبت غالب ہو، وہ تو کسی حالت میں بھی دنیا داری کے ساتھ گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور جس شخص پر گو دنیا کی محبت غالب نہ ہو لیکن اس کا بھی مال و دولت اور دنیاوی امور میں مبتلا ہونا اس کے دامن کو عام طور پر گناہوں سے آلودہ ہونے سے محفوظ نہیں رکھتا۔ اس ارشاد گرامی کا حاصل دولتمندوں اور مالداروں کو سخت خوف دلانا اور زہد دنیا کی طرف راغب کرنا ہے نیز اس امر کو بھی واضح کرنا مقصود ہے کہ ہر حالت میں آخرت کے نفع و نقصان کو دنیا کے نفع و نقصان پر ترجیح دینا چاہئے دنیاوی مال و دولت کے حامل و طلب گار کے لئے یہی احساس کافی ہونا چاہئے کہ آخرت کا نقصان و خسران فقر کی بہ نسبت مالداری میں زیادہ پوشیدہ ہے اور فقر کی یہی فضیلت کیا کم ہے کہ فقراء (جنہوں نے اپنے فقر و افلاس پر صبر و قناعت اختیار کیا ہوگا) جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔

دنیا کا مؤمن کیلئے قید خانہ ہونے کا بیان

14- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

شرح

قید خانہ " کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص قید خانہ میں بند ہو تو وہاں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے اور طرح طرح کی مشقتیں جھیلتا ہے۔ اسی طرح مومن کے لئے یہ دنیا بھی گویا ایک قید خانہ ہے جہاں اس کو محنت و مشقت اور مصائب و شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے، منکرات اور منہیات (ممنوع اور خلاف شرع امور) سے اپنے آپ کو بچانا پڑتا ہے۔ نفس کی آزادی اور بے راہ روی کو ختم کرنا پڑتا ہے اور طاعات و عبادات کی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یا یہ کہ مومن اس دنیا کو ایک ایسی جگہ محسوس کرتا ہے جہاں تنگی و گھٹن ہوتی ہے اور جہاں بود و باش اختیار کرنے کو وہ پسند نہیں کرتا، چنانچہ وہ ہر وقت یہی خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس تنگ و تاریک جہاں سے نکل جائے اور عالم ملکوت کی وسعتوں کو اپنی جولانگاہ بنائے۔

اور "دنیا کافر کے لئے جنت ہے" کا مطلب یہ ہے کہ کافر چونکہ اپنا مقصد زندگی دنیا کا حصول سمجھتا ہے اس لئے وہ اپنی تمام تر سعی و کوشش اور اپنی تمام تر جد و جہد دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں کو حاصل کرنے میں صرف کرتا ہے اور پھر وہ دنیا کی لذات شہوات میں اس طرح مشغول و منہمک ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے یہ دنیا ایک عشرت کدہ بن جاتی ہے جہاں سے نکلنا اس کو گوارہ نہیں ہوتا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ مومن کو آخرت میں جو اجر و ثواب ملے گا اور اس کو وہاں کی جن نعمتوں اور راحتوں سے نوازا جائے گا ان کی بہ نسبت یہ دنیا اس کے حق میں گویا قید خانہ ہے اور کافر کو جس دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا اس کے مقابلہ میں یہ دنیا اس کے حق میں گویا جنت ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ مومن اس دنیا میں خواہ کتنے ہی ناز و نعم کے ساتھ

14: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رہے اور اس کو یہاں کی کتنی ہی آسائشیں اور راحتیں حاصل ہوں مگر وہ سب ہیچ ہیں کیوں کہ اس کو آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں اور وہاں کی جو راحتیں اور آسائشیں اس کو حاصل ہوں گی وہ اس دنیا کی نعمتوں اور راحتوں و آسائشوں سے کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ اعلیٰ ہوں گی، اسی طرح کافر اس دنیا میں خواہ کتنی ہی مصیبتیں اور آفتیں جھیلے اور کتنے ہی شدائد کا سامنا کرے۔ مگر آخرت میں اس کا حال اس دنیا کے حال سے بھی بدتر ہوگا۔

منقول ہے کہ ایک یہودی نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ان سے کہا کہ آپ کے نانا جان (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو یہ فرمایا ہے کہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر تو ان کو یہ قول میرے اور آپ کے حال پر کس طرح صادق آتا ہے، کیونکہ تم تو گھوڑے پر سواری کرتے ہو اور بڑی راحت و آسائش کے ساتھ زندگی گزارتے ہو، جب کہ میں بیماری میں مبتلا ہوں اور طرح طرح کی تکالیف اور فقر و فاقہ میں گرفتار رہتا ہوں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ مومن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں کرتا، کہ اس کی اس نیکی کے سبب اس کو دنیا میں بھلائیاں دی جاتی ہیں اور آخرت میں بھی اس کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ اور کافر اللہ کی خوشنودی کے لئے جو اچھے کام کرتا ہے اس کو اس کے بدلہ میں اس دنیا میں کھلا پلا دیا جاتا ہے (یعنی وہ ان اچھے کاموں کی وجہ سے جس بھلائی کا مستحق ہوتا ہے وہ اس کو نعمتوں اور راحتوں کی صورت میں اس دنیا میں دے دی جاتی ہے) یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایسی کوئی نیکی نہیں ہوگی کہ جس کی وجہ سے اس کو وہاں اجر و ثواب دیا جائے۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1085)

اس ارشاد گرامی کے ذریعہ اس حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے کہ آخرت کی بھلائی اور وہاں کے اجر و ثواب کا دار و مدار دنیا میں محض اچھے کام کرنے پر نہیں ہے بلکہ ایمان و عقیدہ پر ہے چنانچہ وہ نیک کام جو اللہ کی خوشنودی کے لئے کئے جاتے ہیں اور جن سے اللہ یقیناً خوش ہوتا ہے، جب کوئی مومن کرتا ہے تو اس کو ان نیک کاموں کی وجہ سے دنیا میں بھی اچھا بدلہ ملتا ہے۔ بایں طور پر کہ اس کے کاروبار معیشت اور رزق میں وسعت و فراخی عطا کی جاتی ہے، اس کی زندگی کو چین و سکون اور خوش حالی و قلبی اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور پھر اس کو ہر طرح کی آفات و بلیات اور ناپسندیدہ عناصر سے محفوظ و مامون رکھا جاتا ہے اور پھر جب وہ اس دنیا کی زندگی کو پورا کر کے آخرت میں پہنچے گا تو اس کو وہاں بھی ان نیک کاموں کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔

اس کے برخلافِ جب کافر اچھے اعمال کرتا ہے جس سے اللہ خوش ہوتا ہو جیسے فقیر و محتاج کو کھانا کھلانا اور اس کی مدد کرنا، یتیم اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنا اور اس طرح کے دوسرے فلاح و رفاہی کے کام تو اس کے ان اچھے کاموں کا پورا بدلہ اس کو دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے، جب کہ آخرت میں وہ ان اچھے کاموں کا کوئی اجر و ثواب پانے کا مستحق نہیں ہوگا۔ رہی یہ بات کہ جس طرح مومن کو دنیا میں اپنے اچھے کاموں کا بدلہ اچھا ملتا ہے اسی طرح کیا اس کو دنیا میں برے کاموں کی سزا بھی ملتی ہے؟ تو اس کا جواب اثبات میں ہوگا کہ حق تعالیٰ اپنے جس بندہ کو آخرت کے عذاب و شدائد سے بچانا چاہتا ہے اس کو اس کی برائیوں کی سزا اس دنیا میں دے دیتا ہے۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں منقول ہے کہ مومن کو اس کے برے کاموں کا بدلہ دنیا میں مختلف قسم کے مصائب و آلام اور تکالیف و پریشانیوں کی صورت میں دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جب آخرت میں پہنچے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایسی کوئی برائی نہیں ہوگی جس پر وہ عذاب کا مستوجب قرار پائے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو احمد اور ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ من یعمل سوء یجز بہ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر ایسا ہے کہ بندہ سے جو بھی برائی صادر ہوگی اس کی وجہ سے اس کو آخرت میں ضرور سزا دی جائے گی اور ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر بندے سے چھوٹی یا بڑی کوئی نہ کوئی برائی ضرور صادر ہوتی ہے) تو پھر نجات پانے والا کون شخص ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تمہیں بخشے، کیا تم غمگین نہیں ہوتے، کیا تم رنج والم نہیں اٹھاتے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے اور کیا تمہیں کوئی آفت یا بلا نہیں پہنچتی؟ "انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "(تو یاد رکھو) یہ چیز (یعنی تمہارا کسی تکلیف و مصیبت اور رنج والم میں مبتلا ہونا) دراصل تمہارے حق میں اس برائی کی سزا اور بدلہ ہے جو تم سے صادر ہو جاتی ہے۔

دنیا میں رہنے کی مثال کا بیان

15- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ كَاَنَّكَ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے حصے کا ایک ٹکڑا پکڑا اور فرمایا: اے عبداللہ! دنیا میں یوں رہو جیسے تم اجنبی یا جیسے مسافر ہو اور اپنے آپ کو قبرستان والوں میں شمار کرو۔

شرح

تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو، بلکہ راہ گیر ہو۔ اس طرح بات میں زیادہ زور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس ارشاد گرامی کا مقصد جس مفہوم کو بیان کرنا ہے وہ زیادہ پر تاثیر انداز میں واضح ہوتا ہے کیونکہ مسافر تو پھر بھی کچھ دنوں کے لئے یا کچھ عرصہ کے لئے کہیں کہیں ٹھہر کر وہاں کی چیزوں میں کسی نہ کسی حد تک مشغول ہوتا ہے اور ان سے کچھ نہ کچھ تعلق اس کو ضرور رکھنا پڑتا ہے، لیکن جو شخص سرراہ گزر رہا ہوتا ہے وہ بس آگے کی طرف چلتا ہی رہتا ہے اس کو نہ تو اس راستے کی کسی چیز سے سروکار ہوتا ہے اور نہ ادھر ادھر کی مشغولیت میں اپنا وقت ضائع کر کے اپنے سفر میں رخنہ اندازی کو گوارا کرتا ہے۔ حدیث کے آخری جزء کی تشریح تھوڑی سی تفصیل کا تقاضہ کرتی ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں پہلے تو یہ جان لینا چاہئے کہ موت کی حقیقت کیا ہے؟ بدن سے روح کے تصرف کا منقطع ہو جانا، روح و بدن کے باہمی رشتہ کا ٹوٹ جانا اور بدن کا روح کے آلہ کار کی حیثیت سے باہر ہو جانا، موت کا مفہوم ہے! بدن کی موت سے روح معدوم و نابود نہیں ہو جاتی صرف اس کی وہ حیثیت و حالت بدل جاتی ہے جو بدن کے ساتھ تعلق رکھنے کی صورت میں اس کو

15: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6418' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2333' ورقم الحدیث: 2334

حاصل ہوتی ہے مثلاً یہ بدن کی موت کے ساتھ اس کی بصارت اس کی سماعت اس کی گویائی اور اسی طرح ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضائے جسم کی وہ طاقتیں اس سے سلب کر لی جاتی ہیں جن کے ذریعہ وہ (روح) بدن پر اپنا تصرف ظاہر کرتی ہے، ایسے ہی اس کے تمام اہل وعیال، اقربا و آشنا اور دوست وعزیز اس سے جدا کر دیئے جاتے ہیں، نیز دنیا کی وہ تمام چیزیں اس سے الگ کر دی جاتی ہیں، جن سے وہ اپنے بدن کے ساتھ تعلق رکھتی تھی جیسے گھر بار، اسباب وسامان، زمین وجائداد، فوج وحشم، لونڈی وغلام اور گھوڑے ودیگر چوپائے اور دیگر ضروری وغیر ضروری چیزیں، پس مردوں میں اپنا شمار کرنا اوران کی مشابہت اختیار کرنا گویا اس مفہوم کا حامل ہے کہ انسان جسمانی علائق سے حتی الامکان قطع تعلق اختیار کرلے، جس کی صورت یہ ہے کہ اعضائے جسم پر سے روح کا وہ تصرف ختم کر دے جس کے پنجہ میں حرام ومکروہ امور کا ارتکاب ہوتا ہے اور اس میں یقین رکھے کہ دنیا کی جو بھی چیزیں میرے تصرف واختیار میں ہیں، ان سب کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے ان کی ملکیت سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس بات کو اس کی علامت سمجھے کہ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے پاس سے جاتی رہے تو کوئی غم نہ ہو اور کوئی چیز اپنے پاس آئے تو خوش نہ ہو، اسی طرح اپنے اہل واولاد، عزیز واقارب اور دوستوں وغیرہ سے تعلق محبت کے وہ جذبات منقطع کرلے جن کی وجہ سے حرام مکروہ چیزوں کا ارتکاب ہوتا ہے پس جس شخص نے اپنے آپ کو اس وصف سے متصف کرلیا وہ دنیا سے بے تعلقی میں گویا مردوں کے مشابہ ہو گیا اور اس کا شمار آسودگان خاک کے حکم میں ہوگا۔ اس کے بعد اس شخص کی شان کے مناسب یہ بات ہوگی کہ وہ ان آداب وشرائط کو ملحوظ رکھے جن کے سبب اس کا مردوں کے مشابہ ہونا صحیح قرار پا سکے، مثلاً ایک تو یہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے ہر مطلوب سے دست کنارہ کش ہو جائے جیسا کہ موت کی صورت میں، تیسرے یہ کہ توکل کی راہ پر گامزن رہے یعنی دنیاوی اسباب و وسائل کی ناروا قید سے آزاد ہو جائے جیسا کہ موت کی صورت میں، چوتھے یہ کہ قناعت پر عامل رہے یعنی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے جیسا کہ موت کی صورت میں، پانچویں یہ کہ صرف اللہ کی طرف متوجہ رہے اور ماسوی اللہ کی طرف نظر نہ اٹھائے تا کہ اللہ عز وجل کے سوا کوئی مطلوب، کوئی محبوب اور کوئی مقصود نہ ہو جیسا کہ موت کی صورت میں، چھٹے یہ کہ صبر کی راہ اختیار کرے یعنی ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ نفس امارہ سے قطع تعلق کرلے جیسا کہ موت میں، ساتویں یہ کہ رضا کے راستہ پر چلے یعنی اپنے نفس کی خوشنودی کے جال سے نکل کر حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے دائرے میں آ جائے، احکام ازلیہ کو بلاچوں وچرا تسلیم کرے اور اپنے تمام امور کو بغیر کسی اعتراض و منازعت کے حق تعالیٰ تدبیر واختیار کے سپرد کر دے جیسا کہ موت کی صورت میں، آٹھویں یہ کہ ذکر سے غافل نہ رہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر میں اپنے دل اور اپنی زبان کو مشغول رکھے اور ماسوی اللہ کی یاد اور اس کے ذکر وخیال کی الجھن سے آزاد رہے جیسا کہ موت کی صورت میں اور نویں یہ کہ مراقبہ کو اختیار کرے یعنی ہر طرح کی قوت وسطوت اور ہر مقتدر طاقت سے بے نیاز ہو کر اور اس کو چھوڑ کر بس احکم الحاکمین کی طاقت وقدرت کا دھیان رکھے اور اس کی طاقت اور قدرت کو اپنے تمام امور کا مالک ومتصرف جانے جیسا کہ موت کی صورت میں، پس یہ صفات وکیفیات پیدا ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ مردوں کی مشابہت حاصل ہو گئی اور اہل قبور میں شمار کرانے کا حکم پورا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد وعد نفسک من اہل القبور کا یہی مفہوم ہے اور یہی معنی اس حدیث کے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے موتوا قبل ان تموتوا موت آنے سے پہلے موت کو اختیار کرلو، چنانچہ ایک موت تو وہ

ہے جو اچانک روح وبدن کے باہمی رشتہ کو یکسر منقطع کر دیتی ہے اور ایک موت وہ ہے جس کو انسان مذکورہ بالا صفات کی صورت میں اختیار کر کے اپنے نفس امارہ کو کچل ڈالتا ہے اور یہی موت "اختیاری موت" کہلاتی ہے۔

بَاب مَنْ لَّا يُؤْبَهُ لَهُ

یہ باب ہے کہ جن لوگوں کی پرواہ نہیں کی جاتی

16- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ رَجُلٌ ضَعِيفٌ مُسْتَضْعِفٌ ذُو طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کے بارے میں بتاؤں۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کمزور اور ناتواں شخص جو پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی لیکن اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھا لے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دے۔

ولی کی کرامت کے برحق ہونے کا بیان

حافظ عماد الدین عمر بن اسماعیل بن کثیر شافعی دمشقی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں: مفسرین نے کہا ہے کہ آصف بن برخیاء نے حضرت سلیمان سے کہا آپ یمن کی طرف دیکھئے جہاں آپ کا مطلوب عرش ہے پھر اللہ سے دعا کی تو وہ عرش زمین میں گھس کر غائب ہو گیا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے سامنے نکل آیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۴۰۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ ابو الحسن ابراہیم بن عمر البقاعی التوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں: جس طرح ہماری شریعت میں اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی آنکھ ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اور پیر ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہو کر تصرف کرتا ہے، اس طرح آصف بن برخیا نے بھی اس تخت پر تصرف کیا۔ (نظم الدرر ج۵ ص 427-426 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے کاتب نے کہا اپنی نظر اٹھایئے، انہوں نے نظر اٹھائی پھر نظر لوٹائی تو تخت سامنے موجود تھا۔ (الدر المنثور ج۶ ص 319 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت: ۱۴۲۱ھ)

علامہ السید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: شیخ اکبر قدس سرہ نے کہا ہے کہ آصف نے عین عرش میں تصرف کیا تھا اس نے اس جگہ اس عرش کو معدوم کر دیا اور حضرت سلیمان کے سامنے موجود کر دیا کیونکہ مرد کامل کا قول اللہ تعالیٰ کے لفظ کن کی طرح ہوتا ہے۔ (روح المعانی جز 19 ص 306 مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۷ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ''کن'' کے مظاہر

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کن کا مظہر بنایا۔ آپ نے کئی چیزوں کے متعلق فرمایا ہو سو وہ

16: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہو گئیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ ایک سفید ہیت والا شخص ریگستان سے آ رہا تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کن ابا خیثمہ تو ابو خیثمہ ہو جا تو وہ ابو خیثمہ ہو گیا۔

(صحیح مسلم الحدیث: 2769 المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۵۴۱۹ مجمع الزوائد ج ۶ ص 193 دلائل النبوۃ ج ۵ ص 223-226)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: حق کے مشابہ یہ ہے کہ کن یہاں پر تحقیق اور وجود کے لئے ہے یعنی تو تحقیقی طور پر ابو خیثمہ ہو جا۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۸ ص 278 مطبوعہ دار الوفاء، 1419ھ)

علامہ نووی نے لکھا ہے تو جو کوئی بھی ہے حقیقتاً ابو خیثمہ ہو جا۔ (صحیح مسلم بشرح النوادی ج ۱۱ ص 6910 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)

اسی طرح امام حاکم نیشا پوری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کن اباذر تو ابوذر ہو جا سو وہ شخص ابوذر ہو گیا۔

(المستدرک ج ۳ ص 50-51 المستدرک رقم الحدیث: ۴۳۷۳، جدید کنز العمال ۱۱ ص ۶۶۸ دلائل النبوۃ ج ۲۲۲۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس میں آ کر بیٹھتا تھا اور جب آپ بات کرتے تو وہ آپ کو چڑانے کے لئے اپنا منہ بگاڑ لیتا تھا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کن کذلک تم ہی طرح ہو جاؤ پھر ہمیشہ اس کا منہ بگڑا رہا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

(دلائل النبوۃ ج ۶ ص 329 المستدرک ج ۵ ص 261، قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ۴۲۴۱ جدید الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص 72-71 البدایہ والنہایہ ج ۴ ص 568 طبع جدید)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے، آپ باہر نکلے تو ہم آپ کے ساتھ چلنے لگے آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کوئی شخص بازار میں تلقین نہ کرے اور مہاجر دیہاتی سے بیع نہ کرے اور جو شخص ایسی گائے یا اونٹنی خریدے جس کے تھن باندھ کر اس کا دودھ روکا ہوا تھا اس کو اختیار ہے وہ چاہے تو اس کو واپس کر دے اور جتنا دودھ پیا ہے اس کا دگنا گندم بھی ساتھ دے۔ ایک شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ کی نقل اتار رہا تھا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کذلک فکن تو اسی طرح ہو جا وہ شخص بے ہوش ہو کر گر گیا اس شخص کو اس کے گھر اٹھا کر لے جایا گیا۔ وہ دو ماہ بے ہوش رہا اس کو جب بھی ہوش آتا تو اس کا منہ اسی طرح بگڑا ہوا ہوتا جس طرح نقل کے وقت تھا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ (دلائل النبوۃ ج ۶ ص 240-239)

ولی اور اس کی کرامت کی تعریفیں اور کرامت کے وقوع پر دلائل

اس آیت کے سیاق میں یہ بات آ گئی ہے کہ آصف بن برخیا اللہ تعالیٰ کے ولی تھے اور انہوں نے تخت بلقیس کو مسافت بعیدہ سے پلک جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ اس آیت سے ہمارے علماء نے کرامت کو ثابت

کیا ہے اور یہ بتایا کہ اولیاء اللہ سے کرامت ثابت ہوتی ہے۔

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ لکھتے ہیں: اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں، ولی اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا حسب امکان عارف ہو، اور اللہ تعالیٰ کی دائما عبادت کرتا ہو اور ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کرتا ہو اور لذات اور شہوات میں انہماک اور استغراق سے اعراض کرتا ہو اور کرامت کی یہ تعریف ہے کہ ولی سے کوئی ایسا کام صادر ہو جو خرق عادت (خلاف معمول) ہو اور اس کے ساتھ دعویٰ نبوت مقارن اور متصل نہ ہو، پس جو خرق عادت اس شخص سے صادر ہو جو مومن اور صالح نہ ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اور جو خرق عادت مومن اور صالح سے صادر ہو اور اس کے ساتھ دعویٰ نبوت بھی مقارن اور متصل ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں، اور کرامت کے حق ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس قسم کے خرق عادت افعال صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں خصوصاً ان میں خرق عادت کی قدر مشترک تواتر سے ثابت ہے اگرچہ الگ الگ وہ افعال خبر واحد سے ثابت ہیں، نیز قرآن مجید میں ذکر ہے کہ حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھل آتے تھے، اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے صاحب نے تخت بلقیس کو لا کر حاضر کیا۔

نیز لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے صاحب آصف بن برخیاء نے مسافت بعیدہ سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس الکر حاضر کر دیا اور حضرت مریم کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

(آل عمران: ۳۷) جب بھی زکریا ان کے حجرے میں جاتے تو ان کے پاس (بے موسمی) رزق پاتے، وہ پوچھتے اے مریم! تمہارے پاس یہ (بے موسمی) رزق کہاں سے آیا تو وہ کہتیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے۔

اسی طرح بہ کثرت اولیاء سے پانی پر چلنا منقول ہے اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخسی سے ہوا میں اڑنا منقول ہے اور حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پتھر کی تسبیح کو سنا، اور اصحاب کہف کے کتے نے اصحاب کہف سے کلام کیا، اور روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایک شخص گائے کو لے جا رہا تھا پھر وہ اس پر سوار ہو گیا تو گائے نے اس کی طرف مڑ کر دیکھ کر کہا میں اس کے لیے نہیں پیدا کی گئی میں تو کھیت میں ہل چلانے کے لیے پیدا کی گئی ہوں لوگوں نے کہا سبحان اللہ گائے نے کلام کیا! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا اسی طرح روایت ہے کہ حضرت عمر نے مدنیہ میں منبر پر کہا اور ان کا لشکر اس وقت نہاوند (ایران میں ہمدان اور کرمان کے درمیان ایک مشہور شہر) میں تھا۔ انہوں نے لشکر کے امیر سے کہا اے ساریہ! پہاڑ کی اوٹ میں ہو جا پہاڑ کی اوٹ میں ہو جا کیونکہ جس جگہ وہ تھے وہاں دشمن کا خطرہ تھا اور اتنی دور سے حضرت ساریہ کا یہ کلام سننا ان کی کرامت ہے اسی طرح حضرت خالد بن ولید نے زہر پی لیا اور ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور حضرت عمر کے خط ڈالنے سے دریائے نیل جاری ہو گیا۔ (شرح عقائد نسفی ص ۱۰۶-۱۰۵ مطبوعہ کراچی)

دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے رب نے میرے سامنے اس امر کو ظاہر کیا کہ وہ میرے لئے مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنا دے، لیکن میں نے عرض کیا کہ میرے پروردگار، مجھ کو اس چیز کی قطعا

خواہش نہیں ہے میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں کہ جب میں بھوکا رہوں تو تیرے حضور گڑگڑاؤں، اپنی عاجزی بیان کروں اور تجھے یاد کروں اور جب میں شکم سیر ہوں تو تیری حمد و تعریف کروں اور تیرا شکر ادا کروں "۔

(احمد، ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1116)

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی مذکورہ پیش کش یا تو حسی وظاہری طور پر تھی یا معنوی یعنی باطنی طور پر اور یہ دوسری مراد زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا اور مجھے اختیار دیا کہ چاہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں وسعت و فراخی اور یہاں کے مال وزر کی فراوانی کو پسند کریں اور چاہے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے توشہ آخرت کی فکر میں لگے رہیے اور وہاں کے حساب وعذاب سے نجات کی راہ اختیار کر لیجئے۔ لہٰذا میں نے دنیا کو ٹھکرا دیا اور آخرت کو پسند کر لیا۔ "بطحاء" اور "ابطح" اس کشادہ نالہ کو کہتے ہیں جس سے پانی گزرتا ہے اور جس میں ریت اور سنگریزے جمع ہو جاتے ہیں۔

مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنانے سے مراد یہ تھی کہ مکہ کے اطراف میں جو نالے اور پانی کے نکاس کے راستے ہیں ان سب کو سونے سے بھر دیا جائے یا یہ کہ ان نالوں میں جو سنگریزے ہیں ان کو سونے میں تبدیل کر دیا جائے اور یہ دوسری مراد زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث میں یوں فرمایا گیا ہے کہ (اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں تو اللہ تعالیٰ) مکہ کے پہاڑوں کو سونے میں تبدیل کر دے۔ حدیث کے آخری جملوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے دنیاوی وسعت و فراخی اور خوشحالی کی پیش کش کے باوجود میں نے دنیا کے مال وزر کو ٹھکرا دیا اور فقر کو اختیار کر لیا کہ اگر ایک روز شکم سیر رہوں تو دوسرے روز بھوکا رہوں اور اس طرح صبر اور شکر دونوں کی فضیلت پاؤں۔

اس ارشاد گرامی کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا امت کو تعلیم و تلقین فرمائی کہ اگرچہ دولتمندی بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن اس کی آفات بھی بہت ہیں اور انسان دولتمندی کی حالت میں زیادہ گمراہ ہوتا ہے لہٰذا فقر و قناعت کو اختیار کرنا زیادہ موزوں ہے اس لئے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ غنا یعنی دولتمندی کے مقابلہ میں فقر افضل ہے۔

مغرور و سخت مزاج کی مذمت کا بیان

17- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ

◆◆ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے میں بتاؤں۔ ہر کمزور اور لاچار آدمی (جنتی ہے) کیا میں تمہیں اہل جہنم کے بارے میں بتاؤں۔ ہر سخت مزاج' بد دماغ اور

17: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4918' ورقم الحدیث: 6071' ورقم الحدیث: 6657' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7116' ورقم الحدیث: 7117' ورقم الحدیث: 7118' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2605

مغرور شخص (جہنمی) ہے۔

18-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِى سَلَمَةَ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَيُّوبَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِى اُمَامَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَغْبَطَ النَّاسِ عِنْدِى مُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنْ صَلَاةٍ غَامِضٌ فِى النَّاسِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ كَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا وَّصَبَرَ عَلَيْهِ عَجِلَتْ مَنِيَّتُهُ وَقَلَّ تُرَاثُهُ وَقَلَّتْ بَوَاكِيهِ

◄► حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' میرے نزدیک سب سے قابل رشک وہ مومن ہے' جس کی دنیاوی پریشانیوں کم ہوں وہ نماز بہت زیادہ پڑھتا ہو اور لوگوں سے پوشیدہ رہتا ہو۔اس کی پرواہ نہ کی جاتی ہو۔ضرورت کے مطابق اس کو رزق مل جاتا ہو وہ اس پر صبر سے کام لیتا ہو۔اسے موت جلدی آ جائے۔اس کا وراثت کا مال کم ہو اس پر رونے والے کم ہوں۔

شرح

"حاذ "کے معنی سواری کی پشت کے ہیں اور قاموس کے مطابق خفیف الحاذ کا مطلب قلیل المال والعیال خفیف الحاذ کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو زیادہ اہل وعیال کو بوجھ اور مال و دولت کی گرانباری نہ رکھتا ہو۔صراح میں یہ لکھا ہے کہ "خفیف الحاذ" کے معنی ہلکی پیٹھ کے ہیں یعنی وہ شخص جو زیادہ اہل وعیال اور مال و دولت کے جھمیلوں سے فارغ ہو بہر حال دونوں ہی صورتوں میں ایسا شخص چونکہ دنیاوی تفکرات مشغولیات سے عاری ہوتا ہے اور فراغ قلب و وقت رکھتا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت اور دین وملت کی خدمت میں اچھی طرح مشغول رہتا ہے اور از قسم علائق کوئی چیز اس کی راہ عبادت وخدمت میں رکاوٹ نہیں بنتی۔" نماز سے بہت زیادہ بہرہ مند ہوتا ہے "کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضور قلب اور مناجات مع اللہ کے ساتھ نماز بہت زیادہ پڑھتا ہے اور اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں صرف کرتا ہے کیونکہ اہل وعیال اور دنیاوی جھمیلوں سے بہت کم تعلق رکھنے اور قلت مشغولیت کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ نماز وعبادت ہی کی طرف متوجہ رہتا ہے، بلکہ نماز وعبادت میں اس کو حضور قلب بھی بہت زیادہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ حقیقی درویش اور اللہ رسیدہ لوگ دنیاوی علائق وتعلقات سے کنارہ کشی اس لئے اختیار کرتے ہیں تاکہ نماز وعبادت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ حضور قلب حاصل کر سکیں۔

لوگوں میں گمنام ہے "میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ عبادت وریاضت کے لئے لوگوں کے درمیان بود و باش ترک نہیں کرتا بلکہ ان کے درمیان رہ کر ہی عبادت وریاضت اور دین وعلم کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور اپنے آپ کو عام شہرت سے بچائے رکھتا ہے گویا اس جملہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ اپنے کو عام شہرت سے بچانے کے لئے لوگوں کے درمیان سے چلا جاتا ہے اور سب سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے کیونکہ عام لوگوں کے درمیان بود و باش ترک کر دینا اور کنارہ کشی اختیار کر لینا بجائے خود موجب شہرت ہے، نیز اس جملہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ "لوگوں "سے مراد عوام الناس ہیں، چنانچہ خواص یعنی

18:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اولیاء وصلحاء کے درمیان اس کا متعارف ہونا کہ جن کا وہ ہمنشین رہتا ہے، اس کے مذورہ مرتبہ کے منافی نہیں ہے۔ یہ بات بعد کے جملہ ولا یشاء الیہ الخ سے بھی مفہوم ہوتی ہے۔ لقد بیہ، کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ آپ نے اپنے انگوٹھے کے پورے کو اپنی بیچ کی انگلی کے پورے پر مارہ جس سے نکلی ہوئی آواز کو سنا گیا۔

اور حاصل یہ کہ جس طرح عام طور پر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی بات پر اظہار حیرت وتعجب کے لئے یا کسی کام کی مدت کو کم سے کم بیان کرنے کے لئے چٹکی بجا کر کہتے ہیں کہ فلاں کا بس یوں چٹکی بجاتے ہو گیا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مذکورہ مومن کا حال بیان فرمایا کہ وہ دنیا میں اپنی مذکورہ حالت وکیفیت کے ساتھ زندہ رہتا ہے کہ موت اس کے تشنۃ جسم وجان کو چند دن کے بعد ختم کر دیتی ہے اور وہ فتنہ وآشوب سے بھرے ہوئے اس عالم سے بہت جلد انتقال کر جاتا ہے اور یہاں کی آفات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات پا جاتا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ ایسا مومن چونکہ اس دنیا سے بہت کم تعلق رکھتا ہے اور شوق آخرت اس پر غالب ہوتا ہے اس لئے وقت موعود آنے پر وہ نہایت آسانی اور سکون کے ساتھ بہت جلد اپنی جان، آفرین کے سپرد کر دیتا ہے۔

تواضع ایمان کا حصہ ہے

19- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَذَاذَةُ مِنَ الْاِيمَانِ قَالَ الْبَذَاذَةُ الْقَشَافَةُ يَعْنِي التَّقَشُّفَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن ابوامامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تواضع ایمان کا حصہ ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں' تواضع سے مراد عاجزی ہے یعنی عاجزی اختیار کرنا۔

عاجزی اختیار کرنے کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے لوگوں کے ساتھ تواضع اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے چنانچہ وہ اپنی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو ذلت وحقارت کی نظر میں دیکھتا ہے اور جو شخص لوگوں کے ساتھ تکبر وغرور کرتا ہے اللہ اس کے مرتبہ کو گرا دیتا ہے چنانچہ وہ لوگوں کی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے لیکن اپنی نظر میں خود کو بلند مرتبہ سمجھتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1042)

مطلب یہ ہے کہ متکبر ومغرور اگرچہ خود کو بڑا اور عزت دار سمجھتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی مصنوعی بڑائی اور عزت دکھاتا ہے لیکن

19: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4161

وہ اللہ کے نزدیک بھی ذلیل وحقیر ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی نہایت کمتر و بے وقعت رہتا ہے اس کے برخلاف جو شخص تواضع فروتنی اختیار کرتا ہے وہ اگرچہ اپنی نظر میں خود کو حقیر سمجھتا ہے اور لوگوں کے سامنے بھی اپنے آپ کو کمتر و بے وقعت ظاہر کرتا ہے مگر اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے اور لوگوں کے نظروں میں بھی اس کی بڑی عزت وقعت ہوتی ہے۔

20- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

◆◆ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ (ﷺ)! آپ نے فرمایا: تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔

ولی کی تعریف کا بیان

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ولی سے مراد وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ ہمیشگی کے ساتھ عبادت کرنے والا ہو۔ (فتح الباری۔ ج ۱۱۔ ۳۴۲۔ عمدۃ القاری، جز ۳۔ ص ۸۹۔ مطبوعہ مصر)

ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب ونصرت کے معنی ہیں۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے تو اطاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر کو کوشش کرے جو ذریعہ قرب الٰہی ہو اللہ کے ذکر سے تھکے نہ اور چشم دل سے خدا کے سوا کسی غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اسے کوئی خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شئے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ الذین امنوا و کانوا یتقون یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لیئے محبت کریں اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں آئی ہے۔

ولی کی پہچان

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے انسان کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں جن کا انسان شمار بھی نہیں

20: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کرسکتا انسانوں اور جنوں کو محض اللہ پاک کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تاریخ اسلام پر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا ان انبیائے کرام نے اپنے اپنے ادوار میں مخلوق کی ہدایت کا فریضہ بخوبی انجام دیتے رہے حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لئے آقا ﷺ کے بعد امت کی ہدایت اور رہبری کے لیے اولیاء کرام بھیجے گئے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہیگا۔ اللہ پاک کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات وصفات کے عارف ہوں اس کی اطاعت وعبادت کے پابند رہیں گناہوں سے بچیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمائے ان کو اولیاء اللہ کہتے ہیں ایسے خوش نصیب انسانوں کو نہ کسی قسم کا خوف اور نہ کسی قسم کا غم ہوتا ہے۔ اللہ پاک کے مقبول بندوں سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً پانی پر چلنا، بلائیں دفع کرنا، دور دراز کے حالات ان پر منکشف ہونا، جمادات وحیوانات سے کلام کرنا وغیرہ، اللہ پاک کے مقبول بندوں کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء کے معجزات ہیں جن کے وہ امتی ہیں۔ اللہ پاک کے ایسے مقبول بندوں کو نہ دنیا اور نہ آخرت میں کسی قسم کا خوف اور غم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے"

(پارہ سورۃ یونس آیت 62 تا 64)

ولی، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو کہتے ہیں۔ جن کو نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں کسی قسم کا خوف اور غم ہے۔ مالک الملک کی محبت اطاعت اور خشیت نے انہیں ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد کر دیا ہوتا ہے اور وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے یعنی اولیاء اللہ بن گئے۔ اولیاء کرام کی محبت درحقیقت دارین کی سعادت اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے ان کی دعاؤں سے خلق فائدہ اٹھاتی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہوگی جب ان میں سے ایک فوت ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرمادے گا ان کے وسیلہ سے بارش ہوگی اور انہی کے طفیل دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی اور انہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دور کیا جائیگا۔ (مشکوۃ شریف)

اہل لغت نے ولی کے چند معانی بیان فرمائے ہیں۔ ولی کے معنی وارث، قریبی اور مددگار کے ہیں ولیوں کے جماعت وہ مقدس جماعت ہے جنہیں اللہ رب العزت نے دنیا وآخرت کی نعمتوں کا وارث بنا دیا ہے ولیوں کو یہ مرتبہ اور مقام صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کی غلامی، محبت اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب کہا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے "بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔(سورۃ الانبیاء پارہ 17) اس زمین کی ملکیت اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کو دے دی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے "یہی وہ جنت ہے جس کا وارث اپنے نیک بندوں میں اسے کریں گے جو متقی ہے" (سورۃ مریم پارہ 16) مزید ارشاد ہوتا ہے "ہم تمہارے دوست ہیں دنیا و آخرت میں اور تمہارے لئے اس (جنت) میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو تم مانگو۔

ولی کا دوسرا معنی مددگار کے ہیں یعنی مخلوق خدا کی امداد کرنیوالے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"اور ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ پر امداد کرو" جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ" جس کا میں مولا (مددگار) ہوں اس کے علی مولا (مددگار) ہیں۔

ولی کا ایک اور معنی قریبی کے ہیں۔یعنی اولیاء اللہ کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن کو اللہ رب العزت کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعے برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر مجھ سے وہ سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں میں نے جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی اس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندہ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہوں۔اسے موت پسند نہیں اور مجھے اس کی تکلیف پسند نہیں۔

(صحیح بخاری و مسلم)

ولی کا ایک اور معنی مددگار کے ہیں۔ایک دن مشکل کشا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے تھے کہ اونٹوں کی ٹاپ کی آواز نے ایک نابینا سائل کو سر راہ کھڑا کر دیا۔جس نے لوگوں سے پوچھا کون آرہا ہے اسے بتایا گیا کہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سائل کے قریب پہنچے تو اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا چاہیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوالی کا سوال سنا تو اپنے غلام کو بلا کر فرمایا کہ سائل کو روٹی دی جائے تو غلام نے عرض کیا حضور روٹی تو توشہ دان میں ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے میرے غلام دیر مت کر سائل کو توشہ دان دے دیا جائے۔غلام نے عرض کیا حضور! توشہ دان تو کجاوے میں پڑا ہے فرمایا پھر ایسا کرو اس سائل کو کجاوا ہی دے دو۔غلام نے عرض کیا حضور! وہ کجاوا تو اونٹ پر ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سائل کو اونٹ کی نکیل (مہار) ہی پکڑا دو۔غلام نے عرض کیا حضور! اونٹ تو قطار کے درمیان میں ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سائل کو اونٹوں کی قطار ہی تھما دو۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

"خبردار!" سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم" سوال پیدا ہوتا ہے اللہ کے پیاروں کو کس طرح خوف اور غم نہیں۔ ایک مشہور صحابی جن کا نام تقریباً ہر شخص جانتا ہے ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچہ بیمار تھا۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کے لئے گھر سے جانا پڑا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی گھر واپس نہیں آئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ننھا سا بچہ فوت ہو گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت رمیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچے پر کپڑا ڈال دیا رات کو جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پہنچے تو بچے کی خیریت دریافت کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صابرہ اور شاکرہ بیوی نے بڑے سکون سے عرض کیا کہ آج ہمارے بچے کی حالت پہلے کی حالت سے بہت اچھی ہے اب آرام وسکون میں ہے بیوی نے اپنے سر کے تاج سیدنا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانا پیش کیا صحابی رسول ﷺ نے کھانا کھایا کھانا کھلانے کے بعد حضرت رمیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند سے عرض کیا اور کہا اے میرے سر تاج ہمارے پڑوس والی عورت نے مجھ سے ایک چیز بطور عاریت لی تھی آج میں نے اس سے اپنی چیز کا مطالبہ کیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ وہ بڑی احمق عورت ہے اسے ادھار لی ہوئی چیز کی واپسی تو بڑی خوشدلی سے کرنی چاہیے جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کی تو بیوی نے عرض کیا۔ اے میرے سر تاج تیرا چھوٹا بیٹا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بطور امانت دیا تھا وہ آج اس نے واپس لے لیا ہے۔ سیدنا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن " جب صبح ہوئی تو یہ سارا واقعہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا گزشتہ رات تمہیں مبارک ہو کہ میں نے تمہاری بیوی کو جنت میں دیکھا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! ہم نے دنیا میں جو دوست بنا رکھے ہیں قیامت کے دن سب کے سب دشمن بن جائیں گے سوائے متقی (لوگوں) کے، جن کی دوستی قیامت کے دن بھی ہم کو فائدہ دے گی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے " گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف نہ تم کو غم ہے۔ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں اور تمہاری خدمت گزار ہوتیں۔ ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے تمہارے لئے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ بیشک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان پارہ 25 سورۃ الزخرف آیت 76 تا 74)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں کس طرح بدل جائے گی۔ یہ تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ قیامت کا دن نفسہ نفسی کا عالم ہوگا ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی ہوگی انسان کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو وہ نیکیاں مانگنے کے لئے اپنے والدین کے پاس جائے گا کہ مجھے کچھ نیکیوں کی ضرورت ہیں اگر آپ دے دیں تو میری جان چھوٹ جائے گی۔ دنیا میں والدین کو اپنی اولاد سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ اولاد دنیا میں جو بھی خواہش کرتی ہے والدین ان کی خواہشیں پوری کرتے ہیں۔ پر قیامت کے دن والدین بھی

نیکیاں دینے سے انکار کردیں گے اسی مایوسی کے عالم میں انسان واپس ہوکر اپنے بھائی، بہن اور دوستوں کے پاس جائیگا تو ان تمام کی طرف سے بھی یہی جواب ملے گا۔ کہ دنیا کی دوستی، دنیا کی محبت بجا آج ہم آپ کو کسی قسم کی نیکی نہیں دے سکتے۔ جن لوگوں سے ہم دنیا میں محبت کرتے تھے وہ نیکی دینے سے انکاری ہوجائیں گے جب انکاری ہوں گے تو دنیا والی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی پر قیامت کے دن بھی اللہ کے ولی، متقی، دوست، ہمارا ساتھ نبھائیں گے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ان سے محبت کریں جن پر اللہ پاک اور اس کے حبیب ﷺ راضی ہو جن کی محبت قیامت کے دن بھی ہمیں کام آئیے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے برگزیدہ بندے ہیں جو نہ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں نہ شہداء، قیامت کے دن انبیائے کرام علیہم السلام اور شہداء انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقام کو دیکھ کر ان پر رشک کریں گے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جن کی ایک دوسرے سے محبت صرف اللہ پاک کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اور مال، دین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور (کے منبروں) پر ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ انہیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ خبردار بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کنجیاں ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے۔ (طبرانی، بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس سیدنا حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر سیدنا جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ پاک فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری شریف)

علامہ شیخ محمد عبدالباقی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب زرقانی شرح مواہب لدینہ میں حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق میں تین سو اولیاء ہیں ان کے دل سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور چالیس کے دل سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور سات کے دل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور پانچ کے دل حضرت جبرائیل امین علیہ السلام پر اور تین کے دل حضرت میکائل علیہ السلام کے دل پر اور ایک کا حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہے جب ان سے ایک فوت ہوجاتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو پانچ میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کر جاتا ہے تو سات میں سے اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو چالیس میں سے کوئی

اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی مرتا ہے تو تین سو میں سے اسکے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو سے کوئی فوت ہو جائے تو عوام سے لیا جاتا ہے انہیں سے حیات وموت، بارش کا برسنا، نباتات کا اُگنا بلاؤں کا دفع ہونا اس امت کا ہوا کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تین سو چھپن اولیاء اللہ ہیں جو اس نظام کو چلاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیت کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی (کسی سے) ناراض اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی (کسی سے) راضی نہ ہو (یعنی اس کی رضا کا مرکز ومحور فقط ذات الٰہی ہو جائے) اور جب اس نے یہ کام کر لیا تو اس نے ایمان کی حقیقت کو پا لیا اور بے شک میرے احباب واولیاء وہ لوگ ہیں کہ میرے ذکر سے ان کی یاد آ جاتی ہے اور ان کے ذکر سے میری یاد آ جاتی ہے (یعنی میرا ذکر ان کا ذکر ہے اور ان کا ذکر میرا ذکر ہے) (طبرانی)

مشارق الانوار میں ہے ابن جوزی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ شریعت محمدیہ ﷺ کا علم سیکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی مجلس میں آیا کرتے تھے جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ امام ابوحنیفہ کی روح کو ان کے جسم میں لوٹا دے تاکہ میں علم فقہ ان سے مکمل کر سکوں چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی قبر پر آ کر ان سے فقہ اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔ یہ تو ایک ولی کا مقام ومرتبہ ہے۔ ہم شہید کے مقام ومرتبہ کو نہیں جان سکے کیونکہ ہم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں۔ انبیائے کرام علیہم الرضوان کا مقام مرتبہ کیا ہوگا۔ یہ تو اللہ پاک ہی جانتا ہے۔ اللہ پاک ہم کو اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے تاکہ ہم کامیاب ہو جائیں۔ کسی نے کیا خوب ہی کہا

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو انبیاء نہیں لیکن انبیائے کرام اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں (ہمیں ان کی صفات بتائیں)؟ تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے بندے ہیں۔

جو آپس میں بغیر کسی قرابت داری اور واسطہ کے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں ان کے چہرے پر نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غمزدہ ہوں گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گے۔ (ابن حبان، بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو پس حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں

بندے سے محبت کرتا ہے لہذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (متفق علیہ)۔ ولی اللہ کا پرہیزگار بندہ ہوتا ہے ولی کی پہچان بھی یہی ہے کہ جب انسان اس کو دیکھے تو اللہ پاک یاد آ جائے۔ حضرت اسماء بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں تم میں سب سے بہتر لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آ جائے۔

(ابن ماجہ، احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اولیاء اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ (اولیاء اللہ ہیں) جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آ جائے۔ (سنن نسائی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک معمولی دکھاوا بھی شرک ہے اور جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا، بے شک اللہ تعالیٰ ان نیک متقی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو چھپے رہتے ہیں، اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا اور اگر وہ موجود ہوں تو انہیں (کسی بھی مجلس میں یا کام کے لئے) بلایا نہیں جاتا اور نہ ہی انہیں پہچانا جاتا ہے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں ایسے لوگ ہر طرح کی آزمائش اور تاریک فتنے سے (بخیر و عافیت) نکل جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، الحاکم فی المستدرک)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ ہمارے بہترین ہم نشین کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہم نشین جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

بَاب فَضْلِ الْفُقَرَاءِ

یہ باب فقراء کی فضیلت میں ہے

فقراور فقیر کے معنی و مفہوم کا بیان

فقراء "فقیر کی جمع ہے جس کے معنی ہی مفلس، محتاج، غریب اور "فضیلت "سے مراد اجر و ثواب کی کثرت ہے۔ لہٰذا فقراء کی فضیت کے بیان کا مطلب ان احادیث کو نقل کرنا ہے جن سے یہ واضح ہوگا کہ جو لوگ اپنی غربت و افلاس اور محتاجگی کی وجہ سے اپنی اور اپنے متعلقین کی معاشی زندگی کی سختیوں کو صبر و سکون کے ساتھ جھیلتے ہیں اور تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت عزم و استقلال کے ساتھ کرتے ہوئے توکل و قناعت اختیار کرتے ہیں اور تقدیر الٰہی پر راضی و شاکر رہتے ہیں ان کو کتنا زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے اور وہ آخرت میں کتنا بڑا درجہ پائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی زندگی ' سے مراد آپ کے کھانے پینے، رہن سہن اور بسر اوقات کا وہ معیار اور طور طریقہ ہے جو غرباء اور فقراء کا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ جس کو کفات (بقدر ضرورت) کہا جا سکتا ہے، عنوان بالا میں "فقراء کی فضیلت" اور "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی زندگی" کو ایک ساتھ ذکر کرنے اور دونوں سے متعلق احادیث ومضمون کو ایک باب میں نقل کرنے میں جو خاص حکمت ہے وہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اکثر انبیاء اولیاء کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معیار زندگی اور بسر اوقات بھی غرباء وفقراء کی طرح تھا، یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشحال زندگی اختیار کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنی زندگی اس طرح بسر کرتے تھے جس طرح کوئی غریب ومفلس شخص بسر کرتا ہے اور اپنے متعلقین کی کفالت اسی تنگی اور سخت کوشی وجانکاہی کے ساتھ کرتے تھے جو غریب ونادار لوگوں کا معمول ہے، چنانچہ غریب ونادار مومن کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے یہی بات بہت کافی ہے۔

واضح رہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ صبر ورضا اختیار کرنے والا غریب ومفلس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے یا شکرگزار غنی وخوشحال شخص؟ چنانچہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ شکرگزار غنی زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ سے اکثر وہ چیزیں عمل میں آتی ہیں جو صدقہ وخیرات اور مالی انفاق وایثار یعنی زکوۃ قربانی اور نیک کاموں میں خرچ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب ونزدیکی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں نیز حدیث میں بھی اغنیاء کی تعریف میں یوں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیت (ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء) یعنی یہ مال ودولت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ صبر کرنے والا غریب ومفلس زیادہ فضیلت رکھتا ہے، جس کی ایک سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معیار زندگی اغنیاء کے مطابق نہیں تھا بلکہ غرباء اور مفلسوں کی طرح تھا نیز اس باب میں جو احادیث منقول ہوں گی وہ سب بھی ان حضرات کے قول کی دلیل ہیں۔ تاہم یہ بات ملحوظ رہے کہ اس اختلافی اقوال کا تعلق دراصل مطلق فقر اور غنا کی حقیقت وماہیت سے ہے اور اس کا اعتبار بھی وجوہ کے مختلف ہونے پر ہے۔

چنانچہ ایک شخص کے حق میں کبھی تو غنا یعنی دولتمندی، خیر وبھلائی کا باعث بن سکتی ہے اور کبھی اس کا فقیر ومفلس ہونا ہی اس کے حق میں بہتر ہو سکتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اس کو وہی چیز دیتا ہے جو اس کے حق میں صلاح وفلاح کا ذریعہ ہوتی ہے۔ خواہ فقر ہو یا غنا اور خواہ صحت ہو یا تندرستی! یہی حکم کہ اختلاف وجوہ کی بنا پر ایک ہی چیز کبھی افضل ہو سکتی ہے اور کبھی مفضول ان تمام صفات کا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ صبر کرنے والا مفلس بہت رہے یا شکرگزار دولتمند؟ تو انہوں نے فرمایا کہ شکرگزار فقیر دونوں سے بہتر ہے۔ انہوں نے اس جواب کے ذریعہ گویا فقر وافلاس کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا کہ فقر افلاس درحقیقت ایک نعمت ہے کہ اس پر شکرگزار ہونا چاہئے نہ کہ وہ کوئی مصیبت وبلا ہے جس پر صبر کیا جائے، شیخ عالم عارف ربانی اور ولی اللہ حضرت عبد الوہاب متقی رحمہ اللہ اپنے شیخ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے جب تک ہم سے فقر وافلاس کی فضیلت کا اقرار واعتراف نہیں کرا لیا اس وقت تک ہمیں بیعت نہیں کیا،

چنانچہ فرمایا کہ اس طرح کہو الفقر افضل من الغناء فقر وافلاس، غنا سے بہتر ہے جب ہم نے اس بات کو دہرایا تب انہوں نے ہمارا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہمیں مرید کیا۔ اس موقع پر اس بات کو بھی جان لینا چاہئے کہ اصلاح شریعت میں "فقیر" کا وہ مفہوم مراد نہیں ہوتا جو عام طور پر معروف ہے یعنی گداگر بھکاری اور منگتا، بلکہ اس لفظ سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کو عرف عام میں "غریب ومفلس" کہا جاتا ہے اور جو مال واسباب سے تہی دست ہوتا ہے اسلام کی مذہبی کتابوں اور احکام ومسائل میں ایسے شخص کے لئے عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں ایک تو "فقیر" دوسرے "مسکین"، چنانچہ بعض حضرات نے ان دونوں میں فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ "فقیر" کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو نصاب یعنی اس قدر مال واسباب کا مالک نہ ہو جس کی وجہ سے اس پر زکوۃ وفطرہ واجب ہوتا ہو، یا اس شخص کو فقیر کہا جاتا ہے۔

جو بس ایک دن کی غذائی ضروریات کے بقدر مال واسباب رکھتا ہو اور اس سے زائد اس کے پاس اور کچھ نہ ہو جب کہ مسکین اس شخص کو کہتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ نصاب کا مالک نہ ہو بلکہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یہاں تک کہ وہ ایک دن کی غذائی ضروریات کے بقدر بھی مال واسباب نہ رکھتا ہو اور بعض حضرات نے اس کے برعکس کہا ہے۔ بہر حال عنوان میں جو لفظ "فقراء" استعمال کیا گیا ہے اس سے فقیر اور مسکین دونوں مراد ہیں۔

21- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ مَرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِىْ هٰذَا الرَّجُلِ قَالُوْا رَاْيَكَ، فِىْ هٰذَا نَقُوْلُ هٰذَا مِنْ اَشْرَفِ النَّاسِ هٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّخَطَّبَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ يُّسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَسَكَتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِىْ هٰذَا قَالُوْا نَقُوْلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا مِنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ لَمْ يُنْكَحْ وَاِنْ شَفَعَ لَا يُشَفَّعْ وَاِنْ قَالَ لَا يُسْمَعْ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا

◆◆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس شخص کے بارے میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اس کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ یہ معزز لوگوں میں سے ایک ہے' یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اسے قبول کیا جائے اور اگر یہ سفارش کرے تو اسے قبول کیا جائے۔ اگر یہ کوئی بات کہے تو اس کی بات کو سنا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر ایک اور شخص گزرا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ایک غریب مسلمان ہے' یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ پیغام نکاح بھیجے تو اس کے ساتھ شادی نہ کی جائے۔ اگر یہ سفارش کرے تو اسے قبول نہ کیا جائے۔ اگر یہ کوئی بات کہے تو اس کی بات کو سنا نہ جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (غریب آدمی) اس (امیر آدمی) جیسے روئے زمین کے برابر

21: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5091' ورقم الحدیث: 6447

لوگوں سے زیادہ بہتر ہے۔

22-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ اَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندے کو پسند کرتا ہے جو غریب ہو' عیال دار ہو اور مانگنے سے بچتا ہو۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1156)

جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے "اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔

پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیاداروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ "اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ " کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

22: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حاصل یہ کہ وہ لوگ اگرچہ اپنی ظاہری حالت کی وجہ سے دنیاداروں کی نظر میں کوئی قدر و منزلت نہیں رکھتے مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ اتنا بلند اور اس کی بارگاہ میں ان کی عزت و مقبولیت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کرتا ہے اور ان کی قسم پوری کرتا ہے یعنی وہ بات پوری ہو کر رہتی ہے۔

غریبوں کے سبب حصول رزق کا بیان

حضرت مصعب بن سعد تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (میرے والد) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بارہ میں یہ گمان کیا کہ وہ اس شخص سے افضل ہیں جو ان سے کمتر ہے (یعنی ضعیف و ناتواں شخص یا فقیر و مفلس 'چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کا یہ گمان ختم کرنے اور دوسروں کو آگاہ کرنے کے لئے) فرمایا۔ " تمہیں (دشمنان دین کے مقابلہ پر) مدد و سہارا اور رزق کن لوگوں کی برکت سے ملتا ہے انہی کی برکت سے جو ضعیف و ناتواں اور غریب و نادار ہیں۔

(بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1157)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سے اوصاف اور خوبیوں کے مالک تھے، مثلاً شجاعت (دلاوری) جود و کرم اور سخاوت، فیاضی جیسے اعلیٰ اوصاف ان میں بدرجہ اتم تھے، چنانچہ ان کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ جو لوگ مجھ جیسی خصوصیات اور خوبیاں نہیں رکھتے ان کی بہ نسبت میں مسلمانوں کی زیادہ مدد و اعانت کرتا ہوں اور اس اعتبار سے اسلام کے لئے میرا وجود زیادہ فائدہ مند ہے ذہن کی یہ بات زبان بھی آ گئی ہوگی، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس گمان سے ان کو باز رکھا اور واضح فرمایا کہ تمہارا اس انداز سے سوچنا غیر مناسب بات ہے تمہیں چاہئے کہ جو لوگ طاقت و قوت اور مال و دولت کے اعتبار سے تم سے کمتر ہیں ان کی عزت کرو، انہیں کمتر و حقیر نہ سمجھو اور ان کے تئیں تکبر و نخوت کا رویہ اختیار نہ کرو کیونکہ وہ لوگ بڑے شکستہ دل اور مسکین ہوتے ہیں، ان میں خلوص و سچائی کا جوہر ہوتا ہے، ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہوتی ہے اور تم انہی کی دعاؤں کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے ہو، اللہ انہی کے طفیل تمہیں دشمنوں پر غالب کرتا ہے اور تمہارے رزق میں برکت عطا فرماتا ہے۔

غریب شخص کے احوال کا بیان

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے ایک شخص گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کو دیکھ کر) اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ جو شخص گزرا ہے اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، یعنی یہ کوئی اچھا شخص ہے یا برا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ یہ شخص نہایت معزز اور شریف ترین لوگوں میں ہے، بخدا، اس شخص کی حیثیت یہ ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کا پیغام بھیجے تو اس عورت سے اس کا نکاح ہو جائے اور اگر (کسی حاکم و سردار سے کسی شخص کے بارے میں کوئی سفارش کرے تو اس کی سفارش مان لی جائے، راوی حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ جواب سن کر) خاموش رہے، اتنے میں ایک دوسرا شخص سامنے سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھ کر اپنے پاس بیٹھے ہوئے اسی شخص سے پوچھا کہ اچھا اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے

جواب دیا کہ یارسول اللہ! یہ شخص نادار، قلاش مسلمانوں میں سے ہے، اس کی حیثیت تو یہ ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس سے کوئی نکاح نہ کرے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی وہ بات سننے پر کوئی تیار نہ ہو (یعنی یہ شخص اپنے فقر و افلاس کی وجہ سے اتنی قدر و منزلت بھی نہیں رکھتا کہ کوئی شخص اس کی بات سننے پر آمادہ ہو جائے اور اس کی طرف التفات و توجہ کرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا۔ "(نادان) یہ شخص (کہ جس کو تم نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے اور ایک بے حیثیت انسان سمجھا ہے) اس شخص جیسے لوگوں سے بھری زمین سے بھی کہیں بہتر ہے (جس کی تم نے تعریف کی ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1161)

اس شخص جیسے لوگوں سے بھری زمین الخ " کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمام روئے زمین اس شخص جیسے لوگوں سے بھر جائے جو پہلے یہاں سے گزرا تھا اور جس کی تعریف و توصیف میں تم رطب اللسان ہوئے تھے تو وہ ایک شخص کہ جو اپنے فقر و افلاس کی وجہ سے تمہاری نظر میں کوئی قدر و منزلت نہیں رکھتا ہے مرتبہ و فضیلت کے اعتبار سے اس تمام روئے زمین سے کہیں بہتر قرار پائے گا "۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں اشخاص کے بارے میں سوال کیا تھا وہ خود کوئی غنی اور مال دار شخص ہوں گے، لہٰذا ان کے ساتھ مذکورہ سوال و جواب گویا ان کے حق میں یہ تنبیہ تھی کہ غریب و نادار مسلمانوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کو جو فضیلت حاصل ہے وہ بڑے بڑے مالداروں کو بھی حاصل نہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالدار مسلمانوں کے مقابلہ پر غریب و نادار مسلمان کی اس درجہ فضیلت کیوں بیان فرمائی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر غریب و نادار مسلمان کا دل بہت صاف ہوتا ہے اور اس کے سبب وہ حق کو بہت جلد قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی بہت زیادہ کرتا ہے، اس کے برخلاف غنی و مالدار لوگ عام طور پر بے حسی اور شقاوت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اندر سرکشی و بے نیازی اور تکبر کا وہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو انہیں قبول حق اور احکام الٰہی کی پیروی سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آیت (سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ، الاعراف:146) اور اس حقیقت کا اندازہ علماء کے شاگردوں اور صلحاء و مشائخ کے مریدوں کو دیکھ کر کیا جا سکتا ہے کہ ان میں سے جو لوگ غریب و نادار ہوتے ہیں وہ حق بات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ صاحب ثروت و مالدار ہوتے ہیں وہ ہر بات میں حیل و حجت کرتے ہیں۔

حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پہلے گزرنے والا شخص بھی مالدار مسلمانوں میں سے تھا نہ کہ کوئی کافر تھا کیونکہ مفاضلہ (یعنی آپس میں ایک دوسرے کی اخروی فضیلت کو ظاہر کرنے) کا تعلق کفار و مسلمین کے مابین ہو ہی نہیں سکتا (یعنی کسی مسلمان اور کسی کافر کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر رکھ کر یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ اخروی اجر و ثواب کے اعتبار سے ان میں سے کون شخص زیادہ افضل ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار میں سے کسی بھی شخص کی طرف سرے سے خیر (یعنی اخروی سعادت و بھلائی کی نسبت کی ہی نہیں جا سکتی (اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں "خیر "سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو سکتا ہو اس کی طرف اخروی فضیلت کی

نسبت بھی کسی طرح نہیں کی جاسکتی۔

چنانچہ بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جس مسلمان نے اپنی اپنی زبان سے یوں کہا کہ النصرانی خیر من الیہودی (یعنی عیسائی یہودی سے افضل ہے) تو اس کے بارے میں خوف ہے کہ وہ دائرہ کفر میں داخل نہ ہو گیا ہو کیونکہ اس نے اس جملہ کے ذریعہ گویا ان لوگوں میں "خیر" کا وجود ثابت کیا جن میں سرے سے "خیر" کا وجود ہی نہیں ہوسکتا، تاہم اس پر کفر کا اطلاق، جزم کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ بعض موقعوں پر لفظ کے ذریعہ (اخروی سعادت و بھلائی کے بجائے) حق کے زیادہ قریب کا مفہوم بھی مراد لے لیا جاتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ مذکورہ جملہ ادا کرنے والے نے لفظ خیر کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہو۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں رزق کا دیا جانا یا یہ فرمایا کہ تمہیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر مدد کا ملنا انہی لوگوں کی برکت سے ہے جو تم میں کمزور ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1170)

کمزور لوگوں سے مراد فقراء و مساکین اور نادار لوگ ہیں اور ان میں تلاش کرنے کا مطلب، ان لوگوں کی مدد و اعانت اور خبر گیری کے ذریعہ ان کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرنا ہے۔ یا کمزور لوگوں سے مراد مظلوم ہیں کہ اگرچہ وہ دولتمند ہی کیوں نہ ہوں اور مطلب ظلم کے پنجہ سے نکلنے میں ان کی ہر طرح کی مدد کرنا ہے۔ حاصل یہ کہ اس ارشاد گرامی ذریعہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واضح فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ میری رضامندی وخوشنودی کے طلب گار ہو تو اپنی مدد و اعانت اور حسن سلوک کے ذریعہ ان لوگوں کی خوشنودی حاصل کرو جو تم میں کمزور نادار ہیں۔ اوتنصرون میں لفظ او تنویع کے لئے ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں او کے بجائے حرف واؤ ہے، تاہم یہ احتمال بھی ہے کہ یہاں حرف او کے ذریعہ راوی کے شک کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا تو لفظ ترزقون فرمایا تھا یا لفظ تنصرون چنانچہ اوپر ترجمہ میں اس احتمال کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ "انہی لوگوں کی برکت سے ہے جو تم میں کمزور ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کمزور و نادار نظر آتے ہیں اور ہر طرح کی دنیاوی طاقت و حیثیت سے خالی معلوم ہوتے ہیں، ان کا وجود پوری کائنات کے لئے خیر و برکت کا باعث اور ان کے ساتھ احسان وحسن سلوک، تمام لوگوں کی بھلائی و بہتری کا ضامن ہوتا ہے کیونکہ ان لوگوں میں وہ بڑے بڑے اقطاب واوتاد بھی ہوتے ہیں جو اگرچہ دنیاداروں کی نظر میں اپنی اصل حیثیت کے ساتھ متعارف نہیں ہوتے مگر حقیقت میں سارے عالم کا نظم کائنات انہی کی وجہ سے استوار ہوتا ہے بلکہ بعض حالات میں مختلف علاقوں اور آبادیوں کا نظم وانصرام روحانی طور پر اللہ کی طرف سے ان کے سپرد ہوتا ہے ان لوگوں کا در و بست ان کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

ابن ملک رحمہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ (اگر مجھ کو پانا چاہتے ہو تو) مجھے اپنے کمزور نادار لوگوں میں تلاش کرو بایں طور کہ تمہارے اوپر ان کے حقوق عائد ہوتے ہیں، ان کی محافظت کرو اور ان کی دل جوئی میں مشغول رہو کیونکہ میں ان کے ساتھ بعض اوقات تو جسمانی طور پر ہوتا ہوں دل و جان سے تمام اوقات میں ہوتا ہوں لہٰذا جس شخص نے ان کا احترام کیا اس نے گویا میرا اکرام واحترام کیا اور جس شخص نے ان کو (خواہ جسمانی

خواہ روحانی طور پر) تکلیف وایذاء پہنچائی اس نے گویا مجھ کو تکلیف وایذاء پہنچائی، اس کی تائید اس حدیث قدسی سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حدیث (**من عادلی ولیا فقد بارزنی بالحرب**) یعنی جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ عداوت دشمنی اختیار کی وہ گویا مجھ سے لڑنے کے لئے میدان میں آ گیا۔

حضرت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اللہ تعالیٰ سے کفار کے مقابلہ) فتح حاصل ہونے کے لئے درخواست کرتے تو فقراء مہاجرین کی برکت کے ذریعہ دعا مانگتے۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1171)

صعالیک "صعلوک کی جمع ہے، جیسا کہ عصفور کی جمع عصافیر ہے اور صعلوک کے معنی ہیں فقیر ومسکین اور کمزور ونادار۔ ملاعلی قاری نے اس حدیث کا مطلب یہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار سے مقابلہ آرائی کے وقت اللہ تعالیٰ سے فتح حاصل ہونے کی جو درخواست کرتے اس میں فقراء ومہاجرین کا واسطہ اور ان کی دعاؤں کی برکت کا ذریعہ اختیار فرماتے۔ اس کے بعد انہوں نے ابن ملک رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے فقراء مہاجرین کا واسطہ اختیار کر کے فتح کی درخواست فرماتے بایں طور کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے۔ **اللّٰھم انصرنا علی الاعداء بعبادك الفقراء المھاجرین۔**

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے بھی یہ مطلب بیان کیا ہے اور پھر لکھا ہے کہ "یہ حدیث فقراء ونادار مسلمانوں کی اس عظمت وفضیلت کو ظاہر کرتی ہے جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ثابت فرمائی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شرف صرف فقراء ومساکین کو عطا فرمایا کہ ان کی برکت کو واسطہ اور وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت کی درخواست کرتے تھے ع شاہاں چہ عجب گر بہ نوازند گدارا۔

مال کی کمی کے سبب انعام کا بیان

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "دو چیزیں ایسی ہیں جن کو ابن آدم (انسان) ناپسند کرتا ہے (اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے وہ دونوں چیزیں بہت اچھی ہیں چنانچہ) انسان ایک تو موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مومن کے لئے موت فتنہ سے بہتر ہے، دوسرے مال ودولت کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی حساب کی کمی کا موجب ہے۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1175)

فتنہ "سے مراد ہے کفر وشرک اور گناہوں میں گرفتار ہونا، ظالم وجابر لوگوں کا ایسے کام کرنے پر مجبور کرنا جو اسلامی عقائد وتعلیمات کے خلاف ہوں اور ایسے حالات سے دوچار ہونا جن سے دین وآخرت کی زندگی مجروح ہوتی ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ زندگی اور زندہ رہنے کی تمنا تو اسی صورت میں خوب ہے جب کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے طاعات وعبادات کی توفیق عمل حاصل رہے، راہ مستقیم پر ثابت قدم نصیب ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ رخصت ہو۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہ ہوں اور ایمان کی سلامتی نصیب نہ ہو تو پھر یہ زندگی کس کام؟ ظالم وجابر لوگوں کی طرف سے جبر واکراہ کی

صورت میں اگر چہ دل، ایمان، عقیدہ پر قائم رہے مگر زبان سے ایسی بات کا ادا ہونا کہ جو ایمان عقیدہ کے مناسب ولائق نہیں ہے، یہ بھی ایک "فتنہ" ہی ہے ہاں اگر فتنہ کا تعلق کسی اور طرح کے دنیاوی ابتلاء ومصائب، زندگی کی سختیوں اور نفس کی مشقت شدائد سے ہوتو اسی صورت میں زندگی سے نفرت اور موت کی تمنا درست نہیں ہوگی کیونکہ ایسا فتنہ گناہوں کے کفارہ اور اخروی درجات کی بلندی ورفعت کا سبب ہوتا ہے۔ وقلة المال اقل للحساب، کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مال ودولت کی کمی، عذاب سے بعیدتر اور ہر مسلمان کے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا جو مسلمان تنگدست وغریب ہو اس کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال ودولت کی فراوانی کے وبال کی وجہ سے آخرت میں پیش آئیں گی۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے اس موقع پر بڑی حکمت آمیز بات کہی ہے، انہوں نے ہر طالب حق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ عزیز من! یہ سب ایمان کی شاخیں ہیں، جو شخص شارع علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ایمان کو صحیح درست رکھتا ہے وہ یقیناً جانتا ہے کہ شارع نے جو کچھ فرمایا ہے وہ برحق اور عین صداق ہے اور اگر وہ شخص عقل سلیم اور صحیح تجربہ رکھتا ہو تو وہ اسی دنیا میں بھی جان لیتا ہے کہ مال ودولت کی فراوانی اور اس مال ودولت کو حاصل کرنے اور جمع کرنے، نیز اس کے ساتھ تعلق ومحبت رکھنے کے سلسلے میں جن مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس قدر ذلت وخواری کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور جتنی زیادہ محنت ومشقت اور ہر طرح کی ذلت وخواری سے بچنے ہی کا نہیں بلکہ) نفس کی پاکیزگی وصفائی اور اخروی حساب وعذاب سے بچنے نیز درجات کی بلندی ورفعت کا انحصار اس بات پر ہے کہ مال ودولت کی کثرت سے اپنا دامن بچایا جائے اس سے قطع کرکے اور قدر کفایت پر قناعت کرکے عزت نفس اور اخلاق وکردار کی بلندی واستقامت کو اختیار کیا جائے۔

بَاب مَنْزِلَةِ الْفُقَرَآءِ

یہ باب فقراء کی قدر ومنزلت کے بیان میں ہے

فقراء مسلمانوں کا پانچ سوسال پہلے جنت میں جانے کا بیان

23- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ،

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: غریب مسلمان جنت میں خوشحال مسلمانوں سے آدھا دن پہلے (جو) پانچ سوسال (پر مشتمل ہوگا) داخل ہوں گے۔

24- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ

23: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

24: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَطِیَّةَ الْعَوْفِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَآئِهِمْ بِمِقْدَارِ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ،

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' غریب مہاجرین جنت میں خوشحال مہاجرین سے پانچ سوسال پہلے داخل ہوں گے۔

25- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا اَبُوْغَسَّانَ بَهْلُوْلٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكٰى فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِمْ اَغْنِيَائَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْفُقَرَآءِ اَلَا اُبَشِّرُكُمْ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَآئِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ ثُمَّ تَلَا مُوْسٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ)

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غریب مہاجرین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت کی جو اللہ تعالیٰ نے خوشحال لوگوں کو ان پر فضیلت عطا کی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے غریبوں کے گروہ! کیا میں تمہیں یہ خوشخبری دوں کہ غریب مسلمان جنت میں خوشحال مسلمانوں سے نصف دن' جو پانچ سو برس پر مشتمل ہوگا' پہلے داخل ہوں گے۔

پھر موسیٰ نامی راوی نے یہ تلاوت آیت کی ''بے شک ایک دن تمہارے پروردگار کے نزدیک اس ایک ہزار سال کے برابر ہے جو تم گنتی کرتے ہو''۔

شرح

آدھے دن " سے مراد قیامت کا آدھا دن ہے مطلب یہ ہے کہ وہ پانچ سو سال قیامت کے آدھے دن کے برابر ہوں گے۔ اور قیامت کے دن کی مدت طوالت، دنیاوی شب و روز کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ آیت (وان یوما عند ربك كالف سنة مماتعدون) ، رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک اور جگہ یہ فرمایا ہے کہ آیت (فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ،المعارج:4) اور جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا ،تو جاننا چاہئے کہ پہلی آیت کہ جس سے قیامت کے دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا ثابت ہوتا ہے) عمومیت کی حامل ہے۔ جب کہ یہ دوسری آیت (کہ جس سے قیامت کے دن کا پچاس ہزار سال کے برابر ہونا ثابت ہوتا ہے) ایک خاص نوعیت کی طرف اشارہ کرتی ہے! یعنی اصل بات تو یہی ہے کہ دنیاوی حساب کے اعتبار سے قیامت کا دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور اسی کو پہلی آیت کے ذریعہ واضح فرمایا گیا ہے۔

لیکن وہ قیامت کے دن چونکہ سختیوں اور شدت کا دن ہوگا اور جو شخص دنیا میں دین و ہدایت سے جتنا دور ہوگا اس کو اس دن کی سختیاں اسی قدر زیادہ محسوس ہوگی اس لئے کفار کے حق میں اس دن کی سختیاں اس قدر زیادہ ہوں گی کہ اپنی درازی و سختی کے اعتبار سے وہ دن ان کو پچاس ہزار سال کے برابر معلوم ہوگا! یہ دوسری آیت یہی مفہوم بیان کرتی ہے کہ قیامت کا دن (اگر چہ ایک ہزار سال

25: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کے برابر ہوگا مگر سختیوں اور شدائد کی بنا پر) کفار کو وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر معلوم ہوگا جیسا کہ مومنین اور نیک کاروں کے حق میں وہ دن گویا لپیٹ دیا جائے گا کہ ایک ہزار سال کے برابر اس دن کی طوالت ان کو ایک ساعت کے بقدر معلوم ہوگی۔ اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ آیت (فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَىِٕذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ، (المدثر:8)
اس حدیث کے ضمن میں ایک اشکال یہ بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے معارض ہے جو جنت میں فقراء کے پہلے داخل ہونے کی مدت کو چالیس سال ظاہر کرتی ہے؟

لہٰذا شارحین نے ان دونوں حدیثوں میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ بیان کیا ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ پچھلی حدیث میں " اغنیاء سے "مراد "اغنیاء مہاجرین "ہوں (جیسا کہ اس حدیث کی تشریح میں بھی اس طرف اشارہ کیا جا چکا ہے) اس صورت میں اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ فقراء ان اغنیاء سے کہ ان کا تعلق مہاجر صحابہ سے ہے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، جب یہاں اس حدیث میں اغنیاء سے مراد وہ اغنیاء ہیں جو مہاجرین میں سے ہوں گے۔ اس وضاحت سے دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تعارض و تضاد باقی نہیں رہتا۔ لیکن جیسا کہ بعض شارحین نے لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان مذکورہ تعارض کو ختم کرنے کے لئے یہ وضاحت زیادہ مناسب وموزوں ہے کہ دونوں عدد، یعنی چالیس اور پانچ سو سے مراد تحدید نہیں ہے۔ بلکہ مطلقا اس زمانی فرق کو بیان کرنا مقصود ہے جو جنت میں داخل ہونے کے سلسلہ میں فقراء اور اغنیاء کے درمیان ہوگا۔ چنانچہ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے کہ فقراء جنت میں اغنیاء سے پہلے جائیں گے از راہ تفنن کسی موقع پر تو چالیس سال فرمایا گیا ہے۔ اور کسی موقع پر پانچ سو سال کے الفاظ ذکر فرمائے گئے ہیں جب کہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہے یا یہ کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی یہی معلوم ہوا ہوگا کہ جنت میں فقراء کے اغنیاء سے پہلے جانے کی مدت چالیس سال ہوگی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وحی کے مطابق چالیس سال کا ذکر فرمایا: لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے فقراء کے حال پر خصوصی فضل فرماتے ہوئے اور ان کی مزید تسلی کے لئے یہ خبر دی کہ فقراء کو جنت میں اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے داخل کیا جائے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دوسری مرتبہ اس بات کا ذکر کیا تو اس میں پانچ سو سال کا ذکر فرمایا۔ یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے مفہوم میں جو اختلاف نظر آتا ہے اس کا تعلق دراصل خود فقراء کی ذات و شخصیت کی غیر یکسانیت سے ہے یعنی ظاہر ہے کہ ہر غریب و نادار اور ہر فقیر مسلمان ایک ہی حالت نہیں رکھتا، بعض فقراء تو ایسے ہوتے ہیں جو صبر ورضا اور شکر کے درجہ کمال پر ہوتے ہیں۔

اور بعض فقراء وہ ہیں جن میں صبر ورضا اور شکر کا مادہ کم ہوتا ہے لہٰذا "پانچ سو سال "والی حدیث کا تعلق اول الذکر فقراء سے اور چالیس سال والی حدیث کا تعلق موخر الذکر فقراء سے۔ یہ تاویل زیادہ مناسب اور موزوں بھی ہے اور اس کی تائید جامع الاصول کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جس میں ان دونوں حدیثوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ جس حدیث میں چالیس سال کا ذکر ہے اس کی مراد یہ ہے کہ دنیاوی لذتوں اور نعمتوں کی خواہش رکھنے والا فقیر، حریص غنی سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوگا اور جس حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر ہے اس کی مراد یہ ہے کہ دنیاوی لذتوں و نعمتوں سے بالکل بے نیاز اور

زاہد فقیر دنیادار غنی سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

بَاب مُجَالَسَةِ الْفُقَرَآءِ

یہ باب غریبوں کی ہم نشینی کے بیان میں ہے

26-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ الْکِنْدِیُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیُّ اَبُوْیَحْیٰی حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ اَبُوْاِسْحٰقَ الْمَخْزُوْمِیُّ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ جَعْفَرُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یُحِبُّ الْمَسَاکِیْنَ وَیَجْلِسُ اِلَیْھِمْ وَیُحَدِّثُھُمْ وَیُحَدِّثُوْنَہٗ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْنِیْہِ اَبَا الْمَسَاکِیْنِ

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غریبوں سے محبت کیا کرتے تھے' وہ ان کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ان کے ساتھ بات چیت کرتے تھے اور غریب لوگ ان کے ساتھ بات چیت کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ''ابوالمساکین'' تجویز کی تھی۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد (نبوی) میں بیٹھے ہوئے تھے اور فقراء مہاجرین کا حلقہ جما ہوا تھا کہ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور فقراء کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں) فقراء کے قریب پہنچ کر ان کی طرف متوجہ ہو گیا (تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے جو کچھ فرمائیں، ان ملفوظات کو میں بھی سن سکوں) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "فقراء مہاجرین کو وہ بشارت پہنچا دینی ضروری ہے جو ان کو مسرور و شادماں بنا دے، پس وہ بشارت یہ ہے کہ فقراء مہاجرین جنت میں دولتمندوں سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ واللہ میں نے دیکھا کہ یہ بشارت سن کر فقراء کے چہروں کا رنگ روشن وتاباں ہو گیا۔ پھر حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہ بشارت سن کر اور فقراء کے چہروں کی تابانی و شگفتگی دیکھ کر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی ان ہی جیسا ہوتا یعنی اس دنیا میں مجھ پر بھی فقر و افلاس طاری ہوتا اور میں اس جماعت فقراء میں شمار ہوتا) یا یہ کہ ان میں سے ہوتا (یعنی آخرت میں اس جماعت کے ساتھ اٹھتا اور انہی کے ساتھ میرا حشر ہوتا۔

(دارمی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1182)

بما یسر وجوھھم میں لفظ وجوہ سے مراد یا تو ذات ہے یا جیسا کہ ترجمہ میں اسی کو ملحوظ رکھا گیا ہے یا یہ لفظ اپنے اصل معنی "چہرے" کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ فقراء مہاجرین کو بشارت پہنچا دینی ضروری ہے جو ان کے دلوں کو خوش کر دے اور اس خوشی کا اثر ان کے چہروں پر ظاہر و نمایاں ہو۔ اکون معھم او منھم میں حرف او تنویع کے لئے ہے اور اسی کے مطابق کا مطلب بھی بین القوسین بیان کر دیا گیا ہے یا یہ کہ یہ صرف راوی کے شک کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عبداللہ نے یا تو ان

26: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اکون معھم فرمایا یا یہ کہ ان اکون منھم یعنی میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی فقراء مہاجرین میں سے ایک ہوتا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حکم تو یہ دیا کہ میں فقراء و مساکین سے محبت کروں اور ان سے قربت رکھوں۔ دوسرا حکم یہ کہ میں اس شخص کی طرف دیکھوں جو دنیاوی اعتبار سے مجھ سے کمتر درجہ کا ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھوں جو جاہ و مال اور منصب میں مجھ سے بالاتر ہے، تیسرا حکم یہ دیا کہ میں کسی قرابتدار سے ناطے داری کو قائم رکھوں اگر چہ کوئی (قرابت دار) ناطے داری کو منقطع کرے، چوتھا حکم یہ دیا کہ میں کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں، پانچواں حکم یہ دیا کہ میں (ہر حالت میں) حق بات کہوں اگر چہ وہ سننے والے کو تلخ اور غیر خوش آئندہ معلوم ہو، چھٹا حکم یہ دیا کہ میں اللہ کے دین کے معاملہ میں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں ملامت کرنے والے کی کسی ملامت سے نہ ڈروں اور ساتواں حکم یہ دیا کہ میں کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا ورد رکھوں (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ) پس یہ ساتوں باتیں اور عادتیں اس خزانہ کی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے (اور جس سے فیوض و برکات نازل ہوتے ہیں۔ (احمد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1183)

فانھن کی ضمیر حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے تو مذکورہ ساتوں باتوں کی طرف راجع کی ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہوا لیکن ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس ضمیر کا مرجع صرف آخری بات یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ الفاظ (یعنی لاحول الخ) دراصل اس گنج معنوی کا ایک حصہ ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے محفوظ رکھا گیا ہے اور گنج معنوی تک اس شخص کے علاوہ اور کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی جس کو اللہ کی طرف سے حول وقوۃ یعنی قدرت و طاقت حاصل ہو۔ یا یہ معنی ہیں کہ یہ الفاظ جنت کے خزانوں میں ایک خزانہ ہیں۔ اس صورت میں "عرش الٰہی کے نیچے" کا مفہوم بھی بالکل واضح ہوگا کیونکہ عرش الٰہی، بالائے جنت ہے، نیز ملا علی قاری نے فرمایا ہے کہ جن شارحین نے انھن کی ضمیر مذکورہ ساتوں باتوں کی طرف راجع کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ یہ ساتوں باتیں اور عادتیں اس خزانہ کی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے، ایک ایسا قول ہے جو حقیقت سے بعید ہے کیونکہ اس قول کو ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے جب کہ انھن کی ضمیر کو صرف آخری بات یعنی لاحول الخ کی طرف راجع کرنے کی سب بڑی دلیل یہ ہے کہ صحاح ستہ اور دیگر مسند کتابوں میں کثیر طرق سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کے خزانوں میں ایک خزانہ ہے۔ رہی یہ بات کہ ان الفاظ کو جنت کا خزانہ کس اعتبار سے فرمایا گیا ہے تو اس سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ ان الفاظ کو خزانہ اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح خزانہ، عالم لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے اسی طرح یہ الفاظ اپنی حقیقت و رفعت اور نفاست پاکیزگی کے اعتبار سے لوگوں کی نظروں سے محفوظ ہیں۔ یا ان الفاظ کو اس لئے خزانہ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہ جنت کے ذخائر میں سے ایک ذخیرہ ہیں۔ اور یا یہ کہ جو شخص ان الفاظ کا ورد رکھتا ہے اس کے لئے نہایت اعلیٰ مرتبہ کا اجر و ثواب جنت میں محفوظ کر دیا جاتا ہے، اس اعتبار سے یہ الفاظ گویا جنت کا ایک خزانہ ہیں حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم ان الفاظ کا حقیقی مفہوم بھی جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جان

سکتے ہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے پھرنا اور بچنا صرف اللہ تعالیٰ کی مدد پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر منحصر ہے اور اللہ کی اطاعت عبادات پر قادر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے والی قدرت وطاقت پر منحصر ہے۔

مشائخ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے طالبان حق اور رہروان طریقت معرفت کو ان الفاظ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے ورد کی بہت وصیت کی ہے اور فرمایا ہے کہ توفیق عمل کی راہ میں اس سے زیادہ معین ومددگار اور کوئی چیز نہیں ہے۔

غرباء کے ساتھ حشر کی آرزو کرنے کا بیان

27-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِى الْمُبَارَكِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَحِبُّوا الْمَسَاكِيْنَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِىْ دُعَآئِهِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِىْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِىْ فِىْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' غریبوں سے محبت رکھو کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے: ''اے اللہ! مجھے غریب ہونے کی حالت میں زندہ رکھنا۔ غریب ہونے کی حالت میں موت دینا اور میرا حشر غریبوں کے ساتھ کرنا''۔

شرح

مسکین "لفظ مسکنت سے نکلا ہے جس کے معنی تواضع کمزوری اور مفلسی کے ہیں۔ ویسے یہ لفظوں سکون اور سکینۃ سے بھی مشتق قرار دیا جا سکتا ہے، جس کے معنی وقار، اطمینان اور تقدیر الٰہی کے اقرار وقبول کے ہیں اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ شرعی اصطلاح میں مسکین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو یا جس کے پاس اتنا نہ ہو جو اس کے اہل وعیال کی ضروریات زندگی کو پورا کر سکے۔ مذکورہ بالا ارشاد گرامی میں امت کے لئے یہ تعلیم وتلقین ہے کہ فقراء ومساکین کی فضیلت کو پہچانا جائے، ان کے ساتھ محبت وہمدردی کا برتاؤ کیا جائے اور ان کے ساتھ ہم نشینی وقربت اختیار کی جائے تاکہ ان کی برکت مسلمانوں کو پہنچے۔ نیز اس حدیث میں فقراء ومساکین کے لئے یہ بڑی تسلی پوشیدہ ہے کہ وہ اپنے حالات کی تنگی وسختی سے بددل ومایوس نہ ہوں بلکہ اپنے ان بلند درجات سے آگاہ ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اس فانی دنیا کی زوال پذیر نعمتوں اور لذتوں سے محرومی کے عوض ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والے جہاں یعنی آخرت کی زندگی کے لئے عطا فرما دیئے ہیں۔

رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے حق میں "مسکین" بننے کی دعا کرنا کیا مفہوم رکھتا تھا، تو اس بارے میں یہ کہنا مناسب ہے کہ اس دعا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بس اتنی روزی دے جو گزارہ کے بقدر ہو اور جس سے زندگی کا وجود باقی رہے، نیز آپ کو دنیاوی مال ودولت اور اس کی نعمتوں ولذتوں میں مشغول نہ کرے، کیونکہ مال ودولت کی کثرت مقربین کے حق میں سخت وبال کا درجہ رکھتی ہے۔

27: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

منقول ہے کہ ایک مسلمان بادشاہ کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کا گزر فقراء و صالحین کی ایک جماعت پر ہوا، ان لوگوں نے بادشاہ کے تئیں کسی التفات کا اظہار نہیں کیا اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوئے، بادشاہ کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی، اس نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب میں جو بات کہی اس کو یہاں نقل کرنا مقصود ہے، انہوں نے کہا "ہم وہ لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ محبت، ترک دنیا کا سبب ہے اور جن کے ساتھ عداوت ترک عقبیٰ کا سبب ہے۔

بادشاہ نے یہ جواب سنا تو ان سے دارو گیر کئے بغیر آگے بڑھ گیا اور کہنے لگا کہ ہم نہ تمہاری محبت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ تمہارے ساتھ عداوت رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے حق میں مذکورہ دعا فرمانا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوچھنے پر اس دعا کی یہ توجیہ فرمانا کہ میرا مقصد وہ فضل و شرف حاصل کرنا ہے جو قیامت کے دن فقراء کو حاصل ہوگا وہ دولتمندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ فقراء بلا استثناء تمام دولتمندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے خواہ وہ دولتمند انبیاء ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس سلسلہ میں زیادہ قوی بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ دعا اور اس کی توجیہہ میں مذکورہ ارشاد کا اصل مقصد ایک تو محض فقراء و مساکین کے فضل و شرف کو ظاہر کرنا ہے اور دوسرے اپنی اس طلب و خواہش کو ظاہر کرنا ہے کہ مجھے تمام انبیاء سے پہلے جنت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہو خواہ وہ انبیاء دولتمند ہوں یا فقراء پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بارے میں فقر و فاقہ کی زندگی کی دعا کرنا فقراء غیر انبیاء سے پیچھے رہ جانے کے خوف سے نہیں بلکہ ان انبیاء سے پیچھے رہ جانے کے خوف کی بناء پر تھا جن کی زندگی فقر و فاقہ سے معمور تھی! اس وضاحت سے مذکورہ بالا وہم محل نظر ہو جاتا ہے۔ یا عائشه الا تردی المسکین الخ (عائشہ کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے ناامید نہ جانے دینا) کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ نصیحت فرمائی کہ جو مسکین و فقیر تمہارے پاس اپنی حاجت لے کر آئے اس کو کمتر و حقیر نہ جانو اور اس کو بے مراد واپس نہ کرو، بلکہ اس کے ساتھ محبت و نرمی سے پیش آؤ، ان کی حالت پر رحم کھاؤ اور جو کچھ میسر ہو اس کے دامن مراد میں ڈال دو، خواہ وہ کتنی ہی کمتر چیز کیوں نہ ہو اور اگر تمہارے پاس ایسی کوئی بھی چیز نہ ہو جس کے ذریعہ تم اس کا سوال پورا کر سکو تو اس صورت میں نہایت نرمی و بھلائی کے ساتھ معذرت کرو اور اس کو اچھے انداز میں واپس کرو۔

ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے نقل کیا ہے انہوں نے مشہور صحابی حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگو! تمہاری تنگدستی و ناداری تمہیں اس بات پر نہ اکسانے پائے کہ تم اپنی روزی ناجائز وسائل و ذرائع سے حاصل کرنے کی طلب رکھنے لگو، (یعنی اگر اللہ نے تمہیں تنگدستی و ناداری میں مبتلا کیا تو تم اپنی اس حالت پر صابر و شاکر رہ کر عزم و حوصلہ اور کردار کی پختگی کے ساتھ معاشی شدائد کا مقابلہ کرو، ایسا نہ ہو کہ روزی حاصل کرنے کے لئے ایسے ذرائع اختیار کرو جو شرع احکام کے خلاف اور انسانی اخلاق و کردار کی عظمت کے منافی ہیں) کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بارے میں یہ دعا فرماتے سنا ہے کہ "اے اللہ! تو مجھے فقر و ناداری کی حالت میں موت دے، دولتمندی کی حالت میں موت نہ دے اور میرا حشر مسکینوں کے زمرہ میں فرما "پس یقیناً سب سے بڑا بد بخت وہ شخص ہے جو دنیا کے فقر و افلاس کا بھی شکار ہو اور آخرت کے

عذاب کا بھی مستوجب قرار پائے (یعنی جو شخص فقر وافلاس کی سختیوں سے گھبرا کر ناجائز طور پر اپنی روزی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس سے بڑا بدنصیب اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے دنیا کی نعمتوں سے بھی محروم رہا اور حصول معاش کی راہ میں حرام ناجائز امور کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے آخرت کے عذاب کا بھی مستوجب قرار پایا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر اس ارشاد گرامی کے علاوہ کوئی اور دلیل نہ بھی ہوتی تو یہی حدیث اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھی کہ صبر کرنے والا فقیر و مسکین، شکر گزار دولت مند سے افضل ہے۔ نیز ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے اس موقع پر ان دو حدیثوں کا بھی ذکر کیا ہے جو فقر و ناداری کے سلسلہ میں عوام میں بہت مشہور ہیں، ان میں سے ایک حدیث (الفقر فخری وبه افتخر) ہے ملاعلی قاری نے لکھا ہے کہ حفاظ جیسے علامہ عسقلانی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ یہ حدیث بالکل بے اصل ہے اور اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

دوسری حدیث کاد الفقران یکون کفرا ہے اس کے بارے میں محدثین نے وضاحت کی ہے کہ یہ حدیث اول تو یقینی طور پر ضعیف ہے دوسرے اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا محمول قلبی فقر وافلاس ہے جو جزع وفزع، شکوہ شکایت، قضاوقدر پر بے اطمینانی اور اللہ کی بنائی ہوئی قسمت پر اعتراض کرنے کے باعث ہوتا ہے، ورنہ جہاں تک معاشی فقر وافلاس کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ کی طرف سے انہی بندوں کو نصیب ہوتی ہے جن کو وہ آخرت میں بلند درجات پر پہنچانا چاہتا ہے اس لئے ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ الفقر شین عندالناس وزین عند الله یوم القیامه (دیلمی) یعنی فقر وافلاس لوگوں کی نظر میں تو ایک عیب وبرائی ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک زینت دینے والی چیز ہے۔

حضرت زید بن اسلم تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پینے کے لئے پانی مانگا تو ان کی خدمت میں جو پانی پیش کیا گیا اس میں شہد ملا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو دیکھ کر اور یہ جان کر کہ اس میں شہد ملا ہوا ہے) فرمایا "یقیناً یہ پانی پاک وحلال اور نہایت خوشگوار ہے لیکن میں اس کو نہیں پیوں گا، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں (قرآن سے سنتا اور جانتا ہوں کہ اس نے ایک قوم کو خواہشات نفس کی اتباع کا ملزم گردانا اور بطور سرزنش وتنبیہ فرمایا۔ کہ تم نے اس دنیاوی زندگی میں اپنی لذتوں اور نعمتوں کو پالیا اور ان سے پورا پورا فائدہ حاصل کر لیا (اب آخرت میں تمہارے لئے کیا رہ گیا ہے۔ لہذا میں ڈرتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیاں بھی ایسی نہ ہوں جن کا اجر وثواب (دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کی صورت میں) جلد ہی اتنی دنیا میں ہمیں دے دیا جائے اور پھر آخرت میں محرومی کا منہ دیکھنا پڑے) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہد ملا ہوا وہ پانی نہیں پیا۔ (رزین، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1190)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ شہد ملا ہوا یہ پانی نہایت لذت آمیز اور بہت بڑی دنیاوی نعمت ہے جو نفس کو بھی نہایت مطلوب ہے، اگر میں اس پانی کو پیتا ہوں تو گویا بہت بڑی نعمت سے فائدہ اٹھاتا ہوں اور لذت کام ودہن سے نفس کو خوش کرتا ہوں تو اس صورت میں مجھے خوف ہے کہیں یہ لذت ونعمت ہمارے اعمال صالحہ کا وہ اجر وثواب نہ قرار پائے جو ہمیں بس دنیا ہی میں چکا دیا جائے اور آخرت کے لئے کچھ نہ رہ جائے جیسا کہ کافروں کے بارے میں ہے کہ ان کے نیک عمل کا بدلہ، دنیاوی

نعمتوں اور لذتوں کی صورت میں ان کو اس دنیا میں مل جاتا ہے اور آخرت میں ان کو کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا جو ارشاد نقل فرمایا ہے یعنی آیت (اذهبتم طيباتكم فى حياتكم الدنيا واستمتعتم بها)۔ یہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے اس طرح ایک آیت یہ بھی ہے (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّ لْنَا لَه فِيْهَا مَا نَشَاءُ ، الاسراء:18) یعنی جو شخص دنیا کے نفع کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے جلدی اسی دنیا میں دے دیں گے۔ یہ دونوں آیتیں اگرچہ کفار کے حق میں ہیں لیکن اصل اعتبار تو الفاظ کی عمومیت کا ہے جس سے ہر شخص سبق حاصل کر سکتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا اعتبار ہونا چاہئے۔

فقراء اہل ایمان کی فضیلت کا بیان

28- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ اَبِىْ سَعْدٍ الْاَزْدِيِّ وَكَانَ قَارِئَ الْاَزْدِ عَنْ اَبِى الْكَنُوْدِ عَنْ خَبَّابٍ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ) اِلٰى قَوْلِهٖ (فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) قَالَ جَآءَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِىُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِىُّ فَوَجَدَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ صُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ وَّعَمَّارٍ وَّخَبَّابٍ قَاعِدًا فِىْ نَاسٍ مِّنَ الضُّعَفَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا رَاَوْهُمْ حَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَرُوْهُمْ فَاَتَوْهُ فَخَلَوْا بِهٖ وَقَالُوْا اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ تَجْعَلَ لَنَا مِنْكَ مَجْلِسًا تَعْرِفُ لَنَا بِهِ الْعَرَبُ فَضْلَنَا فَاِنَّ وُفُوْدَ الْعَرَبِ تَاْتِيْكَ فَنَسْتَحْيِىْ اَنْ تَرَانَا الْعَرَبُ مَعَ هٰذِهِ الْاَعْبُدِ فَاِذَا نَحْنُ جِئْنَاكَ فَاَقِمْهُمْ عَنْكَ فَاِذَا نَحْنُ فَرَغْنَا فَاقْعُدْ مَعَهُمْ اِنْ شِئْتَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَاكْتُبْ لَنَا عَلَيْكَ كِتَابًا قَالَ فَدَعَا بِصَحِيْفَةٍ وَّدَعَا عَلِيًّا لِيَكْتُبَ وَنَحْنُ قُعُوْدٌ فِىْ نَاحِيَةٍ فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ (وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَىْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَىْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) ثُمَّ ذَكَرَ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَّعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ فَقَالَ (وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْا اَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ) ثُمَّ قَالَ (وَاِذَا جَآئَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ) قَالَ فَدَنَوْنَا مِنْهُ حَتّٰى وَضَعْنَا رُكَبَنَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ قَامَ وَتَرَكَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ) وَلَا تُجَالِسِ الْاَشْرَافَ (تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا) يَعْنِىْ عُيَيْنَةَ وَالْاَقْرَعَ (وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا) قَالَ هَلَاكًا قَالَ اَمْرُ عُيَيْنَةَ وَالْاَقْرَعِ ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ وَمَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ خَبَّابٌ فَكُنَّا نَقْعُدُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا بَلَغْنَا السَّاعَةَ الَّتِىْ يَقُوْمُ فِيْهَا قُمْنَا وَتَرَكْنَاهُ حَتّٰى يَقُوْمَ

28: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

◆◆ ابوسعید الازدی' ابوالکنود کے حوالے سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ہے۔

''اور تم ان لوگوں کو پیچھے نہ کرو جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں''۔

یہ آیت یہاں تک ہے۔

''تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن الفراری آئے۔ انہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھ' چند غریب مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا۔ جب انہوں نے ان حضرات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے دیکھا تو انہیں حقیر سمجھا۔ بعد میں جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت یہ حضرات اٹھ کر جا چکے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے الگ سے محفل رکھا کریں تاکہ ان کی وجہ سے عربوں کو ہماری فضیلت کا پتہ چل جائے۔ چونکہ عربوں کے وفود آپ کے پاس آتے رہتے ہیں تو ہمیں اس بات سے شرم آتی ہے کہ عرب ہمیں ان غریبوں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ اس لیے جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ پھر جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں تو اگر آپ چاہیں تو ان کے ساتھ بیٹھے رہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کی: آپ اس بارے میں ہمیں فرمان لکھ کر دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھال منگوائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا تاکہ وہ لکھیں (حضرت خباب بیان کرتے ہیں) ہم اس وقت ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے یہ پڑھا (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:)

''اور تم ان لوگوں کو ترک نہ کرو جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں ان کے حساب میں سے کوئی چیز تم پر لازم نہیں ہوگی اور تمہارے حساب میں سے کوئی چیز ان پر لازم نہیں ہوگی۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اقرع بن حابس اور عیینہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اور اسی طرح ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا تاکہ یہ لوگ یہ کہیں کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ ہمارے درمیان ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کے بارے میں زیادہ بہتر نہیں جانتا''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو فرما دو تم پر سلام ہو تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے''۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' پھر ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہو گئے کہ بعض اوقات ہم میں سے کوئی ایک

اپنے زانوں کو نبی اکرم ﷺ کے زانوں پر رکھ دیتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ بیٹھے رہتے تھے پھر جب آپ نے اٹھنا ہوتا تھا تو اٹھ کر چلے جاتے تھے اور ہمیں چھوڑ جاتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اور تم اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھو جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تم اپنی آنکھوں کو ان سے نہ پھیرو اور تم اس شخص کی پیروی نہ کرو جس کے دل کو ہم نے غافل کیا ہے اور اس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور اس کا معاملہ افراط تفریق کا شکار ہو گیا''۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس میں خوشحال لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور جس شخص کے دل کے غافل ہونے کا تذکرہ ہے اس سے مراد عیینہ اور اقرع ہیں اور جس شخص کا معاملہ افراط و تفریط کا شکار ہیں اس سے مراد بھی عیینہ اور اقرع کا معاملہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے دو آدمیوں کی مثال دی اور دنیاوی زندگی کی مثال بیان کی ہے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس کے بعد ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہتے تھے جب وہ وقت آجاتا جس میں نبی اکرم ﷺ نے کھڑا ہونا ہوتا تو ہم پہلے کھڑے ہو کر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوتے تھے۔

29- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِينَا سِتَّةٍ فِيَّ وَفِي ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّصُهَيْبٍ وَّعَمَّارٍ وَّالْمِقْدَادِ وَبِلَالٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَرْضٰى اَنْ نَكُوْنَ اَتْبَاعًا لَّهُمْ فَاطْرُدْهُمْ عَنْكَ قَالَ فَدَخَلَ قَلْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدْخُلَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ) الْاٰيَةَ

◄► حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ آیت ہم چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ میرے بارے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ' صہیب رضی اللہ عنہ' عمار رضی اللہ عنہ' مقداد رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' قریش نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: ہم اس بات سے راضی نہیں ہیں کہ ہم ان لوگوں کے پیروکار سمجھے جائیں آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے الگ رکھا کریں۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے ذہن مبارک میں جو بھی خیال آنا تھا وہ آیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

''اور تم لوگوں کو نہ چھوڑو جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں وہ صرف اس کی رضا چاہتے ہیں''

بَاب فِي الْمُكْثِرِيْنَ

یہ باب صاحب حیثیت لوگوں کے بیان میں ہے

29: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6190' ورقم الحدیث: 6191

30-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ وَيْلٌ لِّلْمُكْثِرِيْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا اَرْبَعٌ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ قُدَّامِهٖ وَمِنْ وَّرَائِهٖ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' صاحب حیثیت لوگوں کے لئے بربادی ہے سوائے اس شخص کے جو اپنے مال کے بارے میں یہ کہے یہ اس طرح' یہ اس طرح' یہ اس طرح' یہ اسطرح' آپ نے چار مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی یعنی دائیں طرف بائیں طرف آگے اور پیچھے (خرچ کرنے کی تلقین کرے)۔

شرح

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس جگہ مال خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہاں اپنا مال خرچ کرو اور یہ شمار نہ کرو کہ کتنا خرچ کروں اور کیا خرچ کروں نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں شمار کرے گا (یعنی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت ختم کر کے تمہارا رزق کم کردے گا بایں طور کہ اسے ایک معدود و محدود چیز کی مانند کردے گا یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مال وزر کے بارے میں تم سے محاسبہ کرے گا اور جو مال تمہاری حاجت وضرورت سے زائد ہو اسے حاجت مندوں سے روک کر نہ رکھو نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں اپنی زائد عطاء و بخشش روک لے گا، نیز یہ کہ تم سے جو کچھ بھی ہو سکے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 359)

لفظ لاتحصی (اور یہ شمار نہ کرو الخ) کے ایک معنی تو وہی ہیں جو اوپر ترجمے میں مذکور ہوئے ہیں اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ مال کو جمع کرنے کے لئے نہ شمار کرو اور اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ترک نہ کرو۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے تم اپنی حیثیت وقدرت کے مطابق جو کچھ بھی خرچ کر سکو اسے اللہ کی راہ میں جرور خرچ کرو خواہ وہ مقدار تعداد کتنا ہی کم کیوں نہ ہو بلکہ اسے حقیق بھی نہ سمجھو کیونکہ خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا ایک ذرہ بھی اللہ کے نزدیک بہت وقیع اور میزان عمل میں بہت وزنی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ لوگ بہت ٹوٹے میں ہیں میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کون ہیں وہ لوگ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو زیادہ مال جمع کرتے ہیں ہاں! وہ لوگ مستثنی ہیں جو اپنے ادھر ادھر اور اس طرف یعنی اپنے آگے اپنے پیچھے اپنے دائیں اپنے بائیں غرض یہ کہ ہر طرح اور ہر جگہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ کم ہی ہیں (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 366)

30: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ فقر افلاس کو اپنی زندگی کا امتیاز بنا لیا تھا اور اس طرح انہوں نے دنیا کی آسائشوں سے منہ موڑ کر غنا و تونگر پر فقر افلاس کو ترجیح دے رکھی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تسلی اور ان کے اطمینان قلب کی خاطر یہ بات ارشاد فرمائی۔ گویا اس ارشاد گرامی میں دنیا سے بے رغبتی اور فقر کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔

خرچ کرنے کی فضیلت میں احادیث کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو مجھے یہ گوارا نہ ہوتا کہ تین راتیں گزر جاتیں اور وہ تمام سونا یا اس کا کچھ حصہ علاوہ بقدر ادائے قرض کے میرے پاس موجود رہتا۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 357)

مطلب یہ ہے کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو میرے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ ہوتی کہ میں تمام سونا تین رات کے اندر اندر ہی لوگوں میں تقسیم کر دیتا، اس میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتا ہاں اتنا سونا ضرور بچا لیتا جس سے میں اپنا قرض ادا کر سکتا کیونکہ قرض ادا کرنا صدقہ سے مقدم ہے۔ اس ارشاد گرامی سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی سخاوت فیاضی کا وصف سامنے آتا ہے وہیں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنے مال و زر کی خیرات نکالتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی آسائش و راحت کے ذرائع مہیا کرتے ہیں۔ مثلاً عالیشان بلڈنگیں بناتے ہیں کوٹھیاں تعمیر کرتے ہیں یا اسی قسم کی دوسرا آسائش زندگی کے لئے بے تحاشا مال خرچ کرتے ہیں مگر ان کے اوپر دوسرے لوگوں کے حقوق ہوتے ہیں وہ ان کے حقوق کی ادائیگی تو کیا کرتے ان کی طرف ان کا دھیان بھی کبھی نہیں جاتا تو یہ کوئی اچھی اور پسندیدہ بات نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر انتہائی غلط ہے۔

شریعت و اخلاق ہی نہیں بلکہ محض عقل و دانش اور انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے بھی کیا یہ بات گوارا کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص تو دولت و حرص و ہوس کا پتلا بن کر اپنی تجوریاں بھرے بیٹھا ہوا بے مصرف مال و زر کے انبار لگائے ہوئے ہو اور سونے چاندی کے خزانے جمع کئے مگر ایک دوسرا شخص اس کے آنکھوں کے سامنے نان جویں کے لئے بھی محتاج ہو اور اس کی تجوری کا منہ نہ کھلے، ایک غریب بھوک و افلاس کے مارے دم توڑ رہا ہو مگر اس کے اندر اتنی بھی ہمدردی نہ ہو کہ اس غریب کو کھانا کھلا کر اس کی زندگی کے چراغ کو بجھنے سے بچائے؟ جی ہاں! آج کے اس دور میں بھی جب کہ سوشلزم، مساوات اور انسانی بھائی چارگی و ہمدردی کے نعرے ہمہ وقت فضا میں گونجتے رہتے ہیں کون نہیں دیکھتا کہ مال و زر کے بندے اپنی ادنیٰ سی خواہش کے لئے تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں اپنی دنیاوی آسائش و راحت کی خاطر مال و زر کے تختے بچھا دیتے ہیں مگر جب بھوک و پیاس سے بلکتا کوئی انہیں جیسا ان کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ان کی جبین پر بل پڑ جاتے ہیں اور ان کے منہ سے نفرت و حقارت کے الفاظ ابلنے لگتے ہیں وہ شقی القلب یہ نہیں سوچتے کہ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو ان کے جذبات و احساسات کیا ہوتے؟ لہٰذا جنگ زرگری کے موجودہ دور میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانی برادری کے لئے یہ ارشاد گرامی ایک دعوت عمل اور مینارہ نور ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اولاد آدم! جو مال تمہاری

حاجت وضرورت سے زائد ہواسے اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرنا تمہارے لئے دنیا وآخرت میں بہتر ہے اوراسے روکے رکھنا یعنی خرچ نہ کرنا اللہ کے نزدیک بھی اور بندوں کے نزدیک بھی تمہارے لئے براہے! بقدر کفایت مال پر کوئی ملامت نہیں ہے اور جو مال تمہاری حاجت سے زائد ہواسے خرچ کرنے کے سلسلے میں اپنے اہل وعیال سے ابتداء کرو۔

(مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 361)

ولاتلام علی کفاف (بقدر کفایت مال پر کوئی ملامت نہیں ہے) کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اتنا مال اپنے پاس بچائے رکھو جو تمہاری زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہو بایں طور کہ اس کی وجہ سے تمہاری غذائی ضرورت پوری ہو اور تم کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچے رہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ بقاء زندگی کے بقدر مال کا تعین اشخاص واحوال اور زمانہ کے مطابق ہوتا ہے یعنی بعض اشخاص کے بقاء زندگی کے بقدر مال کی مقدار کم ہوتی ہے اور بعضوں کے لئے زیادہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی واقعی ضروریات زندگی کے لئے کم مال درکار ہوتا ہے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے زیادہ مقدار ضروری ہوتی ہے اسی طرح بعض دنوں میں بقاء زندگی کے لئے کم مال درکار ہوتا ہے۔

اور بعض دنوں میں زیادہ مقدار میں ضروری ہوتا ہے نیز بعض حالات میں تھوڑا مال کفایت کر جاتا ہے اور بعض حالات میں زیادہ مال کی ضرورت ہوتی ہے حاصل یہ کہ اگر کوئی شخص اپنی حیثیت کے مطابق کسی واقعی ضرورت وحاجت کے بقدر مال وزر بچائے رکھتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ وابدا بمن تعول کا مفہوم یہ ہے کہ سخاوت خرچ کے معاملے میں اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو مقدم رکھنا چاہئے جن کا نفقہ اپنے اوپر واجب ہو یعنی ان لوگوں کو دو، جب ان سے بچ رہے تو دوسرے لوگوں کو دینا چاہئے اور اس انداز سے خرچ کرنا کوئی مستحسن بات نہیں ہے کہ اپنے اہل وعیال تو ضرورت مند ومحتاج رہیں اور دوسروں کو دیا جائے۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارشاد بھی حدیث قدسی (اللہ تعالیٰ کا ارشاد) ہے اگرچہ حدیث میں صراحتاً ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہی ارشاد کے لئے یہ اسلوب اختیار فرمایا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ثواب کے اعتبار سے کونسا بڑا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اس وقت اپنا مال خرچ کرو جب کہ تم توانا وتندرست ہو اور مال جمع کرنے کی حرص رکھتے ہو،

فقر وافلاس سے ڈرتے رہو اور حصول دولت کے امیدوار ہو یاد رکھو صدقہ خیرات کے معاملے میں ڈھیل نہ دو، یہاں تک کہ جب تمہاری جان حلق میں آجائے تو کہنے لگو کہ اتنا مال فلاں کے لئے ہے اور اتنا مال فلاں کے لئے ہے۔ درآنحالیکہ اس مال کا مالک فلاں وارث ہو جائے۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 365)

مطلب یہ ہے کہ افضل اور بہت زیادہ ثواب کا باعث وہ صدقہ ہوتا ہے جو زندگی کے اس دور میں ادا ہو جب کہ صحت تندرستی رفیق جان ہو، کیونکہ زندگی کے اس حصہ میں درازگی عمر کی امید مال جمع کرنے کی حرص کا باعث ہوتی ہے صحت مند وتندرست انسان

نہ صرف یہ کہ جنگ زرگری کے میدان میں آگے رہنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ اس کی جبلت طبعی، بخل کی طرف مائل ہوتی ہے اندر کا چھپا ہوا شیطان اسے فقر و محتاجگی سے ڈراتا رہتا ہے اور اس کے دل میں یہ وسوسہ و خیال پیدا کرتا ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے کہیں مفلس و قلاش نہ بن جاؤں نیز زیادہ سے زیادہ دوسلت حاصل کرنے آرزو بسا اوقات حرص و ہوس کا روپ اختیار کرلیتی ہے لہذا زندگی کے اس حصے میں اللہ کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرنا درحقیقت نیک بختی و سعادت کی معراج ہے۔

حدیث کے آخری جملے ولا تمہل الخ کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں اتنی تاخیر، سستی اور غفلت نہ کرو کہ جب زندگی کا پیمانہ لبریز ہونے لگے جان نکل کر حلق میں آ جائے تو کہنے لگو کہ اتنا مال فلاں شخص کے لئے ہے اور اتنا مال فلاں نیک کام کے لئے حالانکہ اس وقت وہ مال وارثوں کا ہو جاتا ہے بایں طور کہ وارثوں کا حق متعلق ہو جاتا ہے۔ بہرحال اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ صحت و تندرستی کی حالت میں اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑی فضیلت اور ثواب کی بات ہے مگر جب مرنے کا وقت آئے تو اس وقت اپنے مال کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی وصیت کرنا یا اسے اس وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا زیادہ ثواب کا باعث نہیں ہے۔

31- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَسْفَلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَكَسَبَهُ مِنْ طَيِّبٍ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صاحب حیثیت لوگ قیامت کے دن سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ سوائے اس شخص کے جو مال کے بارے میں یہ کہے یہ اس طرح یہ اس طرح (خرچ کرنے کی تلقین کرے) اور اس نے اسے پاکیزہ طریقے سے کمایا ہو۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور برابر (خواہ صورت میں خواہ قیمت میں) حلال کمائی میں خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لئے اسی طرح پالتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 387)

کسب کے معنی ہیں جمع کرنا یہاں " کسب طیب " سے مراد وہ مال ہے جسے حلال ذریعوں سے جمع کیا جائے یعنی شرعی اصولوں کے تحت ہونے والی تجارت و صنعت زراعت و ملازمت اور وراثت یا حصہ میں حاصل ہونے والا مال۔ "ولا یقبل اللہ الا الطیب " (اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ الوہیت میں صرف وہی صدقہ قبول ہوتا ہے جو حلال مال کا ہو، غیر حلال مال قبول نہیں ہوتا نیز اس سے یہ نکتہ بھی پیدا ہوا کہ حلال مال اچھی اور نیک جگہ ہی خرچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

31: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا حلال مال بارگاہ الوہیت میں کمال قبول کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ حلال مال خرچ کرنے والے سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اسی مفہوم کو یہاں "داہنے سے لینے" سے اس لئے محاورۃ اور عرفاً تعبیر کیا گیا ہے کہ پسندیدہ اور محبوب چیز داہنے ہاتھ ہی سے لی جاتی ہے۔ "پالنا" ہے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کے ثواب کو بڑھاتا جاتا ہے تاکہ وہ قیامت کے روز میزان عمل میں گراں ثابت ہو۔

32-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَكْثَرُونَ هُمُ الْاَسْفَلُونَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: صاحب حیثیت لوگ کم تر حیثیت کے مالک ہوں گے۔ سوائے اس شخص کہ جو کہے اس طرح (اتنا خرچ کردو) یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

33-حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا عِنْدِي ذَهَبًا فَتَاْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَّعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اَرْصُدُهُ فِي قَضَاءِ دَيْنٍ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرے پاس احد "پہاڑ" جتنا سونا موجود ہو پھر تین دن گزر جائیں اور اس میں سے کوئی بھی چیز میرے پاس باقی رہی ہو سوائے اسے' جسے میں نے قرض کی ادائیگی کے لئے سنبھال کر رکھا ہو۔

شرح

شیخ علی متقی عارف باللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک متقی و صالح شخص کسب معاش کرتے تھے اور ان کا معمول تھا کہ جو کچھ کماتے پہلے تو اس میں ایک تہائی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے پھر ایک تہائی اپنی ضروریات پر صرف کرتے اور ایک تہائی اپنی کسب معاش کے ذریعے میں لگا دیتے ایک دن ان کے پاس ایک دنیا دار شخص آیا اور کہنے لگا کہ شیخ! میں چاہتا ہوں کہ کچھ مال اللہ کی راہ میں خرچ کروں، لہٰذا آپ مجھے کسی مستحق کا پتہ دیجیے انہوں نے کہا پہلے تو حلال مال حاصل کرو اور پھر اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ مستحق شخص ہی کے پاس پہنچے گا۔ دنیا دار شخص نے اسے مبالغہ پر محمول کیا، شیخ نے کہا اچھا تم جاؤ تمہیں جو شخص بھی ایسا ملے جس کے تمہارے دل میں جذبہ ترحم پیدا ہوا سے صدقہ کا مال دے دینا، چنانچہ وہ شخص جب شیخ کے پاس سے اٹھ کر آیا تو اس نے ایک بوڑھے اندھے کو دیکھا جس کے لئے اس کے دل میں جذبہ ترحم پیدا ہوا اور یہ سمجھ کر کہ صدقہ کے مال کا اس بے چارے سے زیادہ کون مستحق ہو سکتا ہے؟ اپنے کمائے ہوئے مال میں سے اسے کچھ حصہ خیرات کر دیا۔ جب دوسرے دن وہ ضعیف و نابینا شخص کے

32: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

33: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پاس سے گزرا تو اس نے سنا کہ وہ اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک دوسرے شخص سے کل کا واقعہ بیان کر رہا تھا کہ کل میرے پاس سے ایک مالدار شخص گزرا اس نے مجھ پر ترس کھا کر اتنا مال مجھے دیا جسے میں نے فلاں بدکار شخص کے ساتھ شراب نوشی میں لٹا دیا۔ وہ دنیا دار یہ سنتے ہی شیخ کے پاس آیا اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا، شیخ نے یہ واقعہ سن کر اپنی کمائی میں سے ایک درہم اسے دیا اور کہا کہ اسے رکھو اور یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے تمہاری نظر جس پر پڑے اسے یہ درہم بطور خیرات دے دینا چنانچہ وہ شیخ کا دیا ہوا درہم لے کر گھر سے باہر نکلا تو اس کی نظر سب سے پہلے ایک اچھے شخص پر پڑی جو بظاہر کھاتا پیتا معلوم ہو رہا تھا پہلے تو وہ دیتے ہوئے جھجکا مگر چونکہ شیخ کا حکم تھا اس لئے مجبوراً وہ درہم اس شخص کو دے دیا۔

اس شخص نے وہ درہم لے لیا اور اپنے پیچھے مڑ کر چل دیا، اس کے ساتھ ساتھ وہ مالدار بھی چلا اس نے دیکھا وہ شخص ایک کھنڈر میں داخل ہوا اور وہاں سے دوسری طرف نکل کر شہر راہ پکڑی، مالدار بھی اس کے پیچھے کھنڈر میں داخل ہوا وہاں اسے کوئی چیز نظر نہ آئی البتہ اس نے ایک مرا ہوا کبوتر دیکھا وہ پھر اس شخص کے پیچھے پیچھے ہو لیا، پھر اسے قسم دے کر پوچھا کہ بتاؤ تم کون ہو؟ اور کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ میں ایک غریب انسان ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ بہت بھوکے تھے جب مجھ سے ان کی بھوک کی شدت نہ دیکھی گئی اور انتہائی اضطراب و پریشانی کے عالم میں میں ان کے لئے کچھ انتظام کرنے کی خاطر گھر سے نکل کھڑا ہوا تو میں سرگرداں پھر رہا تھا کہ مجھے یہ مرا ہوا کبوتر نظر آیا مرتا کیا نہ کرتا؟ میں نے یہ کبوتر اٹھا لیا اور اسے لے کر اپنے گھر کی طرف چلا تا کہ اس کے ذریعے بھوک سے بلکتے بچوں کو کچھ تسکین دلاؤں مگر جب اللہ نے تمہارے ذریعے یہ درہم مجھے عنایت فرما دیا تو یہ کبوتر جہاں سے اٹھایا تھا وہیں پھینک دیا۔ اب اس مالدار کی آنکھ کھلی اور اسے معلوم ہوا کہ شیخ کا وہ قول مبالغہ پر محمول نہیں تھا بلکہ حقیقت یہی ہے کہ حلال مال اچھی جگہ اور حرام مال بری جگہ خرچ ہوتا ہے۔

34- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ مُسْلِمِ بْنِ مِشْكَمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَيْلَانَ الثَّقَفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ مَنْ آمَنَ بِي وَصَدَّقَنِي وَعَلِمَ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَقْلِلْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَحَبِّبْ إِلَيْهِ لِقَاءَكَ وَعَجِّلْ لَهُ الْقَضَاءَ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِي وَلَمْ يُصَدِّقْنِي وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَطِلْ عُمُرَهُ

◆◆ حضرت عمرو بن غیلان ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

''اے اللہ! جو شخص مجھ پر ایمان رکھے اور میری تصدیق کرے اور یہ بات جان لے کہ میں جسے لے کر آیا ہوں وہ حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے مال اور اولاد کو کم کر دے اور اپنی ملاقات کو اس کے لئے محبوب کر دے اور اس کو موت جلدی دیدے اور جو شخص نے مجھ پر ایمان نہ رکھے اور اس چیز کی تصدیق نہ کرے اور یہ علم نہ رکھے کہ میں جسے لے کر آیا ہوں وہ حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر دے اور عمر کو طویل کر دے''۔

35- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ بُرْزِينَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

34: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ بُرْزِينَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ عَنِ الْبَرَاءِ السَّلِيطِيِّ عَنْ نُقَادَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ يَسْتَمْنِحُهُ نَاقَةً فَرَدَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي إِلَى رَجُلٍ آخَرَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِنَاقَةٍ فَلَمَّا أَبْصَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهَا وَفِيمَنْ بَعَثَ بِهَا قَالَ نُقَادَةُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا قَالَ وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُلِبَتْ فَدَرَّتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَ فُلَانٍ لِلْمَانِعِ الْأَوَّلِ وَاجْعَلْ رِزْقَ فُلَانٍ يَوْمًا بِيَوْمٍ لِلَّذِي بَعَثَ بِالنَّاقَةِ

◆◆ حضرت نقادہ الاسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک شخص کے پاس بھیجا کہ اس سے ایک اونٹنی عارضی طور پر مانگو تو اس شخص نے نہیں دی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اور شخص کے پاس بھیجا تو اس نے اونٹنی بھجوادی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ نے دعا کی۔

''اے اللہ! اس اونٹنی میں برکت دے اور جس نے اسے بھیجا ہے اسے بھی برکت دے''۔

حضرت نقادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' جو اسے لے کر آیا ہے اس کے لئے بھی دعا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اسے بھی برکت دے جو اسے لے کر آیا ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس کا دودھ دوہ لیا گیا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

''اے اللہ! فلاں شخص کے مال میں کثرت کردے''

یہ آپ نے انکار کرنے والے پہلے شخص کے بارے میں فرمایا (اور یہ دعا کی)

''اور فلاں کے مال میں دن بدن رزق عطا فرما''۔

یہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے اونٹنی بھجوائی تھی۔

خرچ کرنے والے کے واقعہ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے دل میں یا کسی اپنے دوست سے کہا کہ میں آج رات میں اللہ کی راہ میں کچھ مال خرچ کروں گا چنانچہ اس نے اپنے قصد وارادہ کے مطابق خیرات کے لئے کچھ مال نکالا، تاکہ اسے کسی مستحق کو دے دے اور وہ مال اس نے ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا۔

اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ چور ہے کہ جس وجہ سے خیرات کے مال کا مستحق نہیں ہے جب صبح ہوئی اور لوگوں کو الہام الٰہی کے سبب یا خود اس چور کی زبانی معلوم ہوا تو بطریق تعجب لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج کی رات ایک چور کو صدقہ کا مال دیا گیا ہے۔ جب صدقہ دینے والے کو بھی صورتحال معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے باوجودیکہ صدقہ کا مال ایک چور کے ہاتھ لگا اور پھر کہنے لگا کہ آج کی رات پھر صدقہ دوں گا تاکہ وہ مستحق کو مل جائے چنانچہ اس نے صدقہ کی نیت سے پھر

35: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کچھ مال نکالا اور اس مرتبہ بھی غلط فہمی میں وہ مال ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

جب صبح ہوئی تو پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج تو ایک زانیہ صدقہ کا مال لے اڑی وہ شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! تعریف تیرے ہی لئے ہے اگر چہ اس مرتبہ صدقہ کا مال ایک زانیہ کے ہاتھ لگ گیا اور پھر کہنے لگا کہ آج کی رات پھر صدقہ دوں گا چنانچہ اس نے پھر کچھ مال صدقہ کی نیت سے نکالا اور اس مرتبہ پھر غلط فہمی میں وہ مال ایک غنی کے ہاتھ میں دے دیا، جب صبح ہوئی تو پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج کی رات تو ایک دولت مند کو مل گیا۔

جب وہ شخص سویا تو خواب میں اس سے کہا گیا کہ تو نے جتنے صدقے دیئے ہیں سب قبول ہو گئے۔ کیونکہ صدقہ کا جو مال تو نے چور کو دیا ہے۔ وہ بے فائدہ اور خالی از ثواب نہیں ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے چوری سے باز رہے اور صدقہ کا جو مال تو نے زانیہ کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے زنا سے باز رہے اور صدقے کا جو مال تو نے دولت مند کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 374)

صدقہ دینے والے نے اللہ کی تعریف یا بطریق شکر کی کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے صدقہ تو دیا اگر چہ وہ غیر مستحق ہی کے ہاتھ لگا یا پھر بطریق تعجب یا اپنے دل کے اطمینان کے لئے اس نے اللہ کی تعریف کی۔ بہر کیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے اس شخص کا یہ واقعہ اس لئے بیان فرمایا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر صدقہ وخیرات بہر نوع بہتر اور باعث ثواب ہے جس کسی کو بھی صدقہ دیا جائے گا ثواب ضرور پائے گا۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے سبب برکت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص زمین کے ایک حصے جنگل میں کھڑا تھا کہ اس نے ابر میں سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر پھر وہ ابر ایک طرف چلا اور ایک جگہ پتھریلی زمین پر پانی برسانے لگا۔ اور وہ تمام پانی ان نالیوں میں سے کہ جو اس زمین میں تھیں ایک نالی میں جمع ہونے لگا پھر وہ پانی اس نالی کے ذریعے ایک طرف بہنے لگا تو وہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ تاکہ یہ دیکھے کہ جس شخص کے باغ میں یہ پانی جا رہا ہے وہ کون ہے؟ ناگہاں اس شخص نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے کھیت میں کھڑا بیلچے کے ذریعے اس پانی کو باغ کے درختوں میں پھیلا رہا تھا اس شخص نے باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تمہارا کیا نام ہے؟؟ اس نے کہا کہ میرا فلاں نام ہے اور اس نے وہی نام بتایا جو اس ابر میں سے سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس شخص سے پوچھا کہ بندہ اللہ تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں جس ابر کا یہ پانی ہے اس ابر میں میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا اس ابر سے یہ کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر اور وہ نام تمہارا ہی تھا اور اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس باغ میں کیا بھلائی کرتے ہو جس کی وجہ سے تم اس فضیلت اور بزرگی سے نوازے گئے ہو باغ والے نے کہا کہ چونکہ اس وقت تم پوچھ رہے ہو اس لئے میں بھی تم سے بتائے دیتا ہوں کہ اس باغ کی جو کچھ پیداوار ہوتی ہے پہلے میں اسے دیکھتا ہوں پھر اس میں سے ایک تہائی تو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور ایک تہائی اسی باغ میں لگا

دیتا ہوں۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 375)

اگر چہ ابر کی آواز نے باغ والے کا نام صراحۃ لیا تھا جیسا کہ بعد میں ذکر بھی کیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قصہ سناتے ہوئے ابتدا میں اس کا صراحۃ نام نہیں لیا بلکہ لفظ فلاں سے اس کے نام کو کنایۃ ذکر کیا۔ اسی طرح ابر کی آواز سننے والے شخص نے بھی ابر میں باغ والے کا نام صراحۃ سنا تھا مگر پھر اس نے باغ والے سے اس کا نام اس لئے پوچھا تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ واقعی یہ وہی شخص ہے جس کا نام ابر کی آواز نے لیا تھا۔ نیز جب باغ والے نے اس سے اپنا نام دریافت کرنے کا سبب پوچھا تو اس ابر کی آواز کی نقل کرتے ہوئے بھی اس کا نام نہیں لیا بلکہ لفظ فلاں کہا گویا اس نے ظاہر کیا کہ اگر چہ ابر کی آواز نے تمہارا نام صراحۃ لیا تھا مگر میں اس وقت تمہارے متعین نام کی بجائے لفظ فلاں ذکر کر رہا ہوں حاصل یہ کہ ہاتف غیبی نے باغ والے کا نام صراحۃ ذکر کیا تھا مگر سامع نے اس کے نام کو لفظ فلاں سے کنایۃً تعبیر کیا اور اسے بتا دیا کہ تمہارا نام میں نے سنا تھا۔ مگر اس کو لفظ فلاں سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پکے ہوئے گوشت کا ٹکڑا تحفہ کے طور پر آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت بہت مرغوب تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لونڈی سے فرمایا۔ کہ اس گوشت کو گھر میں حفاظت سے رکھ دو شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تناول فرمائیں چنانچہ لونڈی نے وہ گوشت گھر کے ایک طاق میں رکھ دیا اتفاق اسی وقت ایک سائل نے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا بلند کی کہ اے گھر والو اللہ کی راہ میں کچھ عنایت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گھر والوں نے کہا اللہ تمہیں برکت دے یعنی سائل کو جواب دیا جیسا کہ ہمارے یہاں جب کسی سائل کو کچھ دینا نہیں ہوتا تو کہہ دیتے ہیں کہ بابا معاف کرو سائل واپس چلا گیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لے گائے تو فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز بھی ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہاں! پھر انہوں نے لونڈی سے کہا جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے وہ گوشت لے آؤ لونڈی گوشت لانے چلی گئی مگر طاق کے پاس پہنچ کر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہاں گوشت کا کہیں نام نہیں تھا۔ بلکہ گوشت کی جگہ سفید پتھر کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تم نے سائل کو کچھ نہ دیا اور اسے خالی ہاتھ واپس کر دیا اس لئے یہ گوشت سفید پتھر کی شکل اختیار کر گیا۔ بیہقی نے اس روایت کو دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 378)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاضری کی اجازت چاہی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اجازت دی جب وہ حاضر ہوئے تو اس وقت ان کے ہاتھ میں عصا تھا اسی موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو اس وقت وہاں موجود تھے فرمایا کہ کعب! کیا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے اپنے پیچھے بہت زیادہ مال چھوڑا ہے آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آیا ان کے مال کی بے انتہا کثرت وزیادتی ان کے کمال ایمان کے لئے مضرت تھی یا نہیں؟

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق یعنی زکوۃ صدقات وغیرہ ادا کرتے تھے تو ان کے بارے میں کسی خوف کی گنجائش نہیں یہ سنتے ہی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عصا اٹھا کر حضرت کعب کو مارا اور کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر میرے پاس سونے کا یہ پہاڑ احد ہو اور میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کروں تو باوجودیکہ وہ مقبول بھی ہو جائے میں اسے پسند نہیں کروں گا کہ میں اس چھ اوقیہ یعنی دوسو چالیس درہم بھی اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں۔ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے یہ ارشاد گرامی نہیں سنا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تین مرتبہ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی یہ ارشاد گرامی سنا ہے۔ (مسند احمد، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 380)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کی ایک جماعت میں سے تھے جس کا فقر و زہد امتیازی شان رکھتا تھا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی فقر و زہد اور استغنا کے بارے میں پوری امت میں ایک مثالی حیثیت رکھتی تھی یہی وجہ ہے کہ ان کا یہ رجحان و نظریہ تھا کہ اپنے پاس مال و زر کا ادنیٰ ترین حصہ بھی جمع نہ کیا جائے بلکہ جو کچھ بھی اپنے قبضے و قدرت میں آئے سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے چنانچہ اس موقع پر بھی ان کا یہ جذبہ ان پر غالب آ گیا اور جب انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے مزاج اور رجحان کے خلاف بات سنی تو انہیں مار بیٹھے۔ اس بارے میں جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے وہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر مال کی زکوۃ ادا ہوتی ہے تو اس کو جمع کرنے میں مضائقہ نہیں ہے خواہ وہ مال کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی میں جملہ ویتقبل منی بطور مبالغہ استعمال فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا زیادہ مال و زر اللہ کی راہ میں خرچ کروں اس کے باوجود بھی کاش کہ قبول ہو جائے۔ لفظ "اذر" حذف ان کے ساتھ احب کا مفعول ہے گویا اس پورے جملے کے معنی یہ ہوں گے کہ اگر اللہ اتنا زیادہ مال عطا فرما دے اور میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں اور پھر وہ بارگاہ الوہیت میں قبول بھی ہو جائے تو جب بھی میں یہ گوارا نہیں کروں گا کہ اس مال میں سے کم از کم چھ اوقیہ ہی اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں۔

دراہم و دنانیر کے بندے کی مذمت کا بیان

36- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ حَصِينٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْقَطِيفَةِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ اِنْ اُعْطِىَ رَضِىَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَفِ

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دینار' درہم چادر اور شال کا بندہ برباد ہو جائے اگر اسے کچھ دیدیا جائے تو وہ راضی رہتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو (عہد کو پورا نہیں کرتا)

36: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2886' ورقم الحدیث: 6435

37-حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دینار و درہم' چادر کا بندہ برباد ہو جائے' برباد ہو جائے اور اوندھے منہ گرے۔ اگر اسے کانٹا چبھ جائے تو وہ بھی نہ نکلے۔

بخل اور بد خلقی کا بیان

حضرت ابوسعید راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں ایک تو بخل دوسری بد خلقی۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 370)

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ مناسب اور لائق نہیں ہے کہ مومن کامل میں یہ دونوں بری خصلتیں جمع ہوں یا یہ مراد ہے کہ کسی مومن کامل میں یہ دونوں بری خصلتیں اس درجے کی نہیں ہوتیں کہ وہ کبھی اس سے جدا ہی نہ ہوں اور وہ ان کی موجودگی سے مطمئن اور راضی ہو ہاں اگر کبھی بمقتضائے طبیعت بشری کوئی مومن کامل بد خلقی کرے یا اس میں بخل پیدا ہو جائے پھر بعد میں اسے ندامت و شرمندگی ہو اور ان کی وجہ سے وہ پشیمان ہو نیز اپنے نفس کو ملامت کرے تو یہ کمال ایمان کے منافی نہیں ہوگا۔ "خلق "ان امور پر عمل کرنے کا نام ہے جن کی شریعت نے تعلیم دی ہے۔ خلق یا اخلاق دوسرے سے جھک کر خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنے یا تمام معاملات میں نرمی برتنے ہی کا نام نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں میں مشہور ہے اس لئے کہ بعض امور میں شدت اور سختی اختیار کرنا ہی تقاضائے ایمان ہے لہٰذا یہاں حدیث میں مذکور بد خلقی سے مراد یہ ہے کہ ان امور کی خلاف ورزی کرنا جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔

بخل کی مذمت کا بیان

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ تو مکار داخل ہوگا نہ بخیل نہ اللہ کی راہ میں کسی کو مال دے کر احسان جتانے والا۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 371)

مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں جنت میں ابتداء بغیر عذاب کے داخل نہیں ہوں گے بلکہ یہ اپنے اپنے جرم کی سزا پالیں گے تو عذاب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ "بخیل سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے مال میں سے حق واجب ادا نہ کرے۔ "منان" کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمے میں مذکور ہیں اس کے دوسرے معنی کاٹنے والا ہیں یعنی وہ شخص جو اپنے اعزا اور رشتہ داروں سے ترک تعلقات کرے اور مسلمانوں سے محبت و مروت کا معاملہ نہ کرے۔

37: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2887

بَاب الْقَنَاعَةِ

یہ باب قناعت کے بیان میں ہے

38- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: خوشحالی زیادہ مال کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اصل خوشحالی نفس کی بے نیازی ہے۔

شرح

دل کا غنی ہونا یہ ہے کہ جو کچھ حاصل ہو اس پر قناعت کرے، مال و دولت اور مالداروں سے بے نیازی و بے پروائی برتے اور بلند حوصلگی اور عالی ہمتی کا مالک ہو کہ نہ تو حرص و طمع میں مبتلا ہو اور نہ کسی کے آگے دست سوال دراز کرے، چنانچہ جو شخص ایسا ہو کہ اس کا دل مال و دولت حاصل کرنے اور جوڑنے ٹورنے لگا رہے اور کثرت مال کی طلب و حرص میں مبتلا ہو تو وہ حقیقت میں فقیر و محتاج ہے، خواہ ظاہر میں کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو اور جو شخص قوت کفاف پر قانع و راضی ہو اور زیادہ طلبی و حرص سے دور رہے۔ وہ اصل میں تونگر و غنی ہے اگرچہ ظاہر میں اس کے پاس کچھ بھی ہو۔

اسی حقیقت کو شیخ سعدی رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے تونگری بدل است نہ بمال بزگی بعقل است نہ بسال بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ غنی النفس (یعنی نفس کے غنی ہونے) سے مراد یہ ہے کہ وہ علمی کمالات حاصل ہوں جن کے بغیر انسان کی روحانی اخلاقی زندگی نہ تو محفوظ رہتی ہے اور اس کو آسودگی و عظمت حاصل ہوتی ہے، گویا اصل خوش بختی و دولت اور تونگری کا مدار روحانی و عملی کمالات پر ہے نہ کہ مال و متاع کی کثرت پر، جیسا کہ کسی نے کہا ہے تونگر نہ بمال است نزد اہل کمال کہ مال تالب گور است بعد ازاں اعمال اور بعض ارباب نے یوں کہا ہے رضينا قسمة الجبار فينا لنا علم وللجهال مال حق تعالیٰ نے ہماری قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے ہم اس پر راضی و مطمئن ہیں ہمارے لئے علم کی دولت ہے اور دشمنوں کے لئے دنیاوی مال ہے فان المال يفنى عن قريب وان العلم يبقى لايزال بس اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیاوی مال بہت جلد فنا ہونے والا ہے۔ جب کہ علم کی دولت یقیناً ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

یہ بات معلوم ہی ہے کہ دنیاوی مال و متاع ان لوگوں کی میراث ہے جو اللہ کے نزدیک سخت مبغوض اور مردود ہیں، جیسے فرعون، قارون اور تمام کفار و فجار وغیرہ، جب کہ انبیاء، علماء اور اولیاء کی میراث علم و اخلاق کی دولت ہے، لہٰذا دنیادار شخص ظاہری مال و متاع حاصل کر کے راضی و مطمئن ہوتا ہے اور دیندار شخص علم کی دولت پا کر خوش اور مطمئن ہوتا ہے۔

38: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2417

قناعت اختیار کرنے والے کی کامیابی کا بیان

39-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ جَعْفَرٍ وَحُمَيْدِ بْنِ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ هُدِىَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَرُزِقَ الْكَفَافَ وَقَنِعَ بِهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کی اسلام کی طرف رہنمائی کر دی گئی اور اسے ضرورت کے مطابق روزی دی گئی اور اس نے اس پر قناعت اختیار کی۔

شرح

حضرت ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔" دنیا کے تمام مال میں سے جو کچھ تمہارے لئے کافی ہے وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور ایک سواری ہو جو اللہ کی راہ میں کام (یعنی اگر تم دنیاوی چیزوں میں سے کچھ اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو تو بس یہ دو چیزیں رکھ کہ سواری کے جانور کے ذریعہ جہاد، حج اور حصول علم کے لئے سفر کر سکو اور خادم اس سفر میں تمہاری خدمت کرے، دنیا کے اموال میں سے ان دو چیزوں سے زائد کچھ نہ رکھو بلکہ صرف کر ڈالو، حاصل یہ کہ اس ارشاد کا مقصود اس امر کی تلقین کرنا ہے کہ بقدر ضرورت مال و اسباب پر اکتفا و قناعت کی جائے اور ان میں سے بھی ان چیزوں کو اختیار کیا جائے جو راہ آخرت کا توشہ ہیں۔

(احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1111)

40-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اے اللہ! آل محمد کے رزق کو ان کی ضروری خوراک جتنا کر دے۔

41-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ وَيَعْلَى عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ نُفَيْعٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ غَنِيٍّ وَلَا فَقِيرٍ اِلَّا وَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَّهُ اُتِىَ مِنَ الدُّنْيَا قُوْتًا

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر خوشحال اور غریب آدمی قیامت کے دن یہ

39: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2423' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2348

40: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6460' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2424' ورقم الحدیث: 3766' ورقم الحدیث: 3767' ورقم الحدیث:

41' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2361

4140: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

آرزو کرے گا کہ اسے دنیا میں صرف ضروری خوراک جتنا رزق دیا جاتا۔

شرح

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابن آدم ان چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز پر اپنا حق نہیں رکھتا، ایک تو گھر کہ جس میں وہ رہائش اختیار کرے (یعنی ایسا گھر جو رہائشی ضروریات کے بقدر ہو کہ جو سردی گرمی سے محفوظ رکھ سکے) دوسرے کپڑا، کہ جس سے وہ اپنا ستر ڈھانکے، تیسرے بغیر سال کے خشک روٹی (کہ جس سے وہ اپنی بھوک دفع کر سکے) اور چوتھے پانی کہ جس سے وہ اپنی پیاس بجھا سکے۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1112)

حق "سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے واجب کی گئی ہے اور جس پر آخرت میں کوئی سوال و مواخذہ نہیں ہوگا، یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کی جن چیزوں کو ضروریات زندگی کے طور پر بنایا ہے ان کو انسان اسی قدر حاصل کرنے اور اس سے بہرہ مند ہونے کا حقدار و مجاز ہے جس قدر کہ اس کی ضروریات کے لئے کافی ہو چنانچہ جو شخص ان چیزوں کو حلال وسائل ذرائع سے حاصل کرے گا اور بقدر ضرورت پر اکتفاء و قناعت کرے گا اس سے آخرت میں ان چیزوں کے بارے میں کوئی سوال و مواخذہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ بقدر ضرورت مذکورہ چیزیں ان لوازمات میں سے ہیں جن کے بغیر نفس انسانی کے لئے کوئی چارہ نہیں ہے، ہاں ان کے علاوہ دنیا کی اور جو چیزیں ہیں یا انہی چیزوں کی ضرورت سے زائد جو مقداریں ہیں وہ سب لوازمات زندگی میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ لذات نفس میں سے ہیں اور ان کے بارے میں آخرت میں یقیناً مواخذہ و مطالبہ کیا جائے گا۔ جلف (جیم کے زیر اور لام کے جزم کے ساتھ) سے مراد ہے بغیر سالن کے خشک موٹی روٹی، ایک روایت میں یہ لفظ جلف (جیم کے زبر کے ساتھ) بھی منقول ہے جو جلفۃ کی جمع ہے اور جس کے معنی ہیں خش روٹی کا ٹکڑا، کہ جس کے ذریعہ بھوک کو دفع کیا جائے۔

42- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَّمُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ شُمَيْلَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِىْ جَسَدِهٖ اٰمِنًا فِىْ سِرْبِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا

◆◆ حضرت سلمہ بن عبید اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ایسے عالم میں صبح کرے کہ اس کا جسم سلامت ہو۔ زندگی پر امن ہو اس کے پاس اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کے لئے دنیا سمیٹ دی گئی ہو۔

شرح

حضرت مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا" انسان (اگر اپنے پیٹ کو حد سے زیادہ بھر لے تو اس) نے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہی بھرا (کیونکہ پیٹ کو زیادہ بھرنے سے جو برائیاں اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا کوئی شمار نہیں، ابن آدم کے لئے بس چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کی ہڈی کو سیدھا اور کھڑا

42: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2346

رکھیں تا کہ وہ اطاعت الٰہی کی بجا آوری اور بقدر ضرورت اپنی معاشی جدوجہد کو جاری رکھنے پر قادر رہ سکے، ہاں اگر ضروری ہو یعنی کوئی پیٹ بھرنا ہی چاہتا ہو اور کھانے کی کم سے کم مقدار کفایت پر قناعت نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے کے لئے ہو ایک حصہ پانی کے لئے ہو اور ایک حصہ سانس کی آمد و رفت کے لئے خالی چھوڑ دے تا کہ دم گھٹنے کی وجہ سے ہلاکت میں مبتلا نہ ہو جائے "(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1118)

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ واجب تو یہ ہے کہ کھانے کے معاملہ میں اس حد سے تجاوز نہ کیا جائے جو پیٹھ کو قائم رکھنے یعنی جسمانی توانائی کو برقرار رکھنے کے لئے کافی ہو اور یہ بھی اس لئے تا کہ اللہ کے احکام بجالانے کی طاقت وقدرت حاصل رہے، ہاں اگر کوئی شخص اس حد کفایت پر قناعت نہ کر سکے اور وہ اس حد سے تجاوز کرے یعنی زیادہ مقدار میں کھانے کی خواہش رکھے تو وہ بھی بس اسی قدر زیادہ کھائے جو پیٹ کے تین حصوں میں سے ایک حصے کو بھر دے، باقی دو حصوں میں سے ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ خالی رہنا چاہئے اپنی خوراک کی مقدار میں اس آخری حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔

واضح رہے کہ اس حدیث میں پہلے تو پیٹ کو ان معمولی برتنوں کی طرح ایک برتن قرار دیا گیا ہے جو گھر کی ضروریات میں کام آتے ہیں اور اس طرح یہ اشارہ فرمایا گیا کہ پیٹ ایک بے حیثیت چیز ہے، پھر یہ واضح فرمایا کہ برتنوں میں بھی (یہ پیٹ) گویا سب سے برا برتن ہے کیونکہ عام طور پر تمام برتن انہی کاموں میں استعمال کئے جاتے ہیں جن کے لئے ان کو بنایا گیا ہے، اس طرح پیٹ کا اصل موضوع یہ ہے کہ اس میں خوراک کی بس اتنی مقدار ڈالی جائے جو جسمانی توانائی کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہو اور اگر اس کو ضرورت سے زیادہ بھرا جائے تو نہ صرف اس کے مقصد سے تجاوز ہوگا بلکہ اس کی وجہ سے ایسی برائیاں اور خرابیاں پیدا ہوں گی جو دین و دنیا دونوں کو نقصان پہنچائیں گی اس اعتبار سے پیٹ گویا سب سے برا برتن ہوا۔

بھوک کے دس فوائد کا بیان

بھوک "بظاہر بڑا بھیانک لفظ ہے اور آج کی دنیا کا نہایت سنگین مسئلہ ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ اگر بھوک کا تعلق "قوت لایموت" تک کے فقدان سے ہو اور کوئی انسان نان جویں کی اس مقدار سے بھی محروم رہے جس کا بقاء زندگی کے لئے پیٹ میں پہنچنا ضروری ہے تو واقعتہ وہ "بھوک" انسان کے لئے پیغام اجل سے کم نہیں، لیکن اگر "بھوک" سے مراد کم کھانا، یا وقتاً فوقتاً فاقہ ہو، تو وہ بھوک بھی ہماری اس دنیا کے نقطہ نظر سے چاہے کتنا ہی سنگین مسئلہ ہو مگر حقیقت میں اس بھوک کے جو فوائد ہیں علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور روحانی نقطہ نظر سے ہیں ان کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بعض حضرات نے ان فوائد کو بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ ایک اونچے درجہ کے اسلامی محقق اور عارف باللہ حضرت شیخ ابو حامد رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بھوک میں دس فوائد پوشیدہ ہیں۔

اول یہ کہ قلب اور بصارت کی صفائی حاصل ہوتی ہے کیونکہ پیٹ کا بھرا ہوا ہونا طبیعت کو سست و کند، قلب کو بوجھل اور دماغ پر انجارات کو غلبہ کر دیتا ہے، دوسرے یہ کہ قلب میں رقت ونرمی اور پاکیزگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے دل یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تیسرے یہ کہ طبیعت و مزاج میں انکسار پیدا ہوتا ہے اور اس تکبر و حرص اور عشرت پسندی کا خاتمہ ہوتا ہے جو طغیان وسرکش کا

مبداء ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کا نفس، جس قدر انکسار پسند بھوک کی حالت میں ہوتا ہے کہ اس قدر انکسار اور کسی چیز سے پیدا نہیں ہوتا۔ چوتھے یہ کہ عذاب الٰہی آفات وبلاء قدرت اور اہل بلاء فراموش نہیں ہوتے، چنانچہ جو لوگ ہر وقت اپنا پیٹ بھرا رکھتے ہیں وہ نہ تو بھوک کی ازیت کو محسوس کر سکتے ہیں اور نہ بھوکوں کو یاد کر سکتے ہیں۔

پانچویں یہ کہ نیند کا غلبہ کم ہوتا ہے اور بیداری کی کیفیت طاری رہتی ہے، کیونکہ جو شخص پیٹ کو کھانے سے بھر لیتا ہے وہ پانی بھی بہت پیتا ہے، زیادہ پانی پینا، نیند کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے اور نیند کی زیادتی نہ صرف یہ کہ عبادت وطاعت، جیسے تہجد وغیرہ کو فوت کرتی ہے، طبیعت کو مکدر اور دل کو سخت بناتی ہے بلکہ زیادہ سونا، گویا عمر کو ضائع کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ عمر، بہت اعلیٰ جوہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے عطا نہیں کیا ہے کہ اس کو بیکار گنوایا جائے بلکہ اس کو انسان کے حق میں راس المال بنایا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنے دینی ودنیاوی معاملات کی صلاح وفلاح کے امور انجام دے۔ علاوہ ازیں نیند ایک طرح کی موت ہے۔

لہٰذا اپنے اوپر نیند کو غالب رکھنا گویا عمر کو چھوٹی کرنا۔ چھٹے یہ کہ عبادت وطاعت کی پابندی وہمیشگی حاصل ہوتی ہے کیونکہ جو شخص زیادہ کھاتا ہے اس کے اوقات کا زیادہ حصہ کھانے پینے کی مشغولیت میں صرف ہوتا ہے مثلاً اس کو کچھ وقت تو بازار سے سودا سلف لانے اور اشیاء خوراک کی فراہمی میں لگانا پڑتا ہے، کچھ وقت کھانے کی تیاری میں صرف ہوتا ہے، کھانا کھاتے وقت بھی کافی وقت دینا پڑتا ہے اور پھر کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور کھانے کے بعد منہ کی صفائی اور خلال کرنے اور بار بار پانی کے لئے پانی کی جگہ آنے جانے جیسے کاموں میں بھی کافی وقت صرف ہوتا ہے، غرضیکہ بہت ہی وقت کا خرچ ہے اور اگر ان اوقات کو کھانے پینے کی مشغولیات سے بچا کر عبادت وطاعت اور ذکر ومناجات میں لگائے تو کہیں زیادہ فائدہ حاصل کرے۔

مشہور عالم اور بزرگ حضرت علامہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت علی جرجانی رحمہ اللہ کو ستو پھانکتے دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت ایسی کون سی وجہ پیش آ گئی جو آپ ستو پھانک رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بھئی کیا پوچھتے ہو، میں نے ایک دن حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ایک چپاتی کھانے کے دوران اتنا وقت صرف ہوتا ہے جتنا کہ ستر تسبیحات پڑھنے میں (میں نے سوچا کہ اس طرح تو روٹیاں کھانے میں بہت وقت لگتا ہے۔

اور اس وقت کو بچا کر دوسرے مفید کاموں میں صرف کیا جا سکتا ہے) لہٰذا میں نے روٹیاں کھانے چھوڑ دیں اور چالیس برس سے ایک چپاتی بھی نہیں کھائی ہے بلکہ بھوک کی شدت کم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ستو پھانک لیا کرتا ہوں۔ ساتویں یہ کہ کم کھانے کی وجہ سے بدن کی صحت وتندرستی بحال رہتی ہے اور امراض کا دفعیہ ہوتا ہے کیونکہ اکثر امراض کا سبب کھانے کی زیادتی اور کھانے پینے میں بے اعتدالی ہوتی ہے، پھر زیادہ کھانے کی وجہ سے امراض صرف پیدا نہیں ہوتے بلکہ وہ عبادت سے باز رکھتے ہیں اور تشویش وفکر میں مبتلا کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت کا بڑا حصہ، حکیم ڈاکٹر کے پاس آنے جانے، علاج معالجہ کرنے اور دواء وغیرہ کی فراہمی میں صرف ہوتا ہے اور سب چیز جو محنت مشقت اور پریشانی برداشت کرنا پڑتی ہے وہ اس کے علاوہ ہوتی ہے لہٰذا انسان اگر کم کھانے اور وقتاً فوقتاً فاقہ کرتا رہے تو ان پریشانیوں سے نجات مل جائے۔ آٹھویں یہ کہ حصول معاش کی جدوجہد اور روزی کمانے کی محنت مشقت زیادہ نہیں کرنا پڑتی، کیونکہ جو شخص کم کھانے کی عادت ڈال لیتا ہے اس کے لئے تھوڑی سی محنت مشقت سے حاصل کیا

ہوا تھوڑا سا مال واسباب بھی کافی ہو جاتا ہے۔

نویں یہ کہ ایثار واحسان اور صدقہ وخیرات کے داعیہ کو پورا کرنے پر آسانی سے قدرت حاصل ہوتی ہے، یعنی کم کھانے کی صورت میں جو کھانا اپنی خوراک سے بچ جاتا ہے اس کو غریب ومسکین اور فقیر ومحتاج کو بطور صدقہ دینا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ صدقہ وخیرات کرنے والا شخص قیامت کے دن اپنے اس صدقہ وخیرات کے سایہ میں رحمت الٰہی سے بہرہ مند ہوگا، نیز یہ حقیقت بھی سامنے آنی چاہئے کہ انسان جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اس کو تو وہ گویا بیت الخلاء میں جا کر جمع کر دیتا ہے اور جو کچھ فقیر ومحتاج پر صدقہ وخیرات کرتا ہے اس کو اپنے لئے ذخیرہ آخرت کر دیتا ہے کہ وہ وہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت جزاء پائے گا۔

اور دسواں یہ کہ جو بھوک کے مذکورہ بالا فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ان خواہشات وجذبات کی بیخ کنی ہوتی ہے جو انسان کو ہر طرح کے گناہ پر ابھارتے ہیں اور نفس امارہ پر غلبہ وقابو حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ کم کھانا ہر طرح کی نفسانی خواہش کو مارتا ہے اور شہوانی خواہشات کو مضمحل کر دیتا ہے اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ دین ودنیا کی تمام سعادتیں اور بھلائیاں اس امر میں پوشیدہ ہیں کہ انسان اپنے نفس کا مالک اور اس پر قابو یافتہ ہو اور ہر طرح کی شقاوت وبدبختی اس میں پوشیدہ ہے کہ انسان اپنے نفس کا غلام بن جائے اور خود پر اس کو قابو دے دے۔

43- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنكُمْ وَلَا تَنظُرُوا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ لَّاتَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَلَيْكُمْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کا جائزہ لو جو تم سے کم تر حیثیت کا مالک ہے' اس شخص کا جائزہ نہ لو جو تم سے برتر حیثیت کا مالک ہے۔ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھ گئے۔

ابومعاویہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں' تمہارے اوپر (جو نعمت ہے اسے حقیر نہیں سمجھو گے)

44- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى اَعْمَالِكُمْ وَقُلُوْبِكُمْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور اموال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے اعمال اور دلوں (کی کیفیت) کی طرف دیکھتا ہے۔

43: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7356' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2513

44: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6489

بَاب مَعِيشَةِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اہل خانہ کے طرز زندگی کا بیان

45-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنَّا اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَّا نُوقِدُ فِيهِ بِنَارٍ مَّا هُوَ اِلَّا التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنَّ ابْنَ نُمَيْرٍ قَالَ نَلْبَثُ شَهْرًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم لوگ' حضرت محمد ﷺ کے گھر والے' ہمیں مہینہ گزر جاتا تھا' ہمارے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی وہاں صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم مہینہ گزار لیتے تھے۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت (یعنی ازواج مطہرات اور متعلقین) نے دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ بھرا ہو (چہ جائیکہ گیہوں کی روٹی سے) یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1162)

دو روز مسلسل سے یہ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کا معمول یہی تھا کہ اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھایا تو دوسرے دن بھوکے رہے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشحالی وترفہ کی زندگی پر فقر وافلاس کی زندگی کو ترجیح دی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا بھر کے خزانوں کی پیش کش ہوئی اور حکم ہوا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تو مکہ کے پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سونے میں تبدیل کر دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا بھر کے خزانوں اور سونے کے پہاڑوں کو تبدیل کرنے کے بجائے فقر اور تنگدستی ہی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں، تاکہ جس دن پیٹ بھروں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔

مذکورہ بالا حدیث سے بعض لوگوں کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی کے آخری حصہ میں غنی ومالدار ہو گئے تھے، کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری عمر میں واقعتاً غنی ہو گئے تھے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس کہنے کے کیا معنی ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک یہی معمول رہا کہ انہوں نے کبھی مسلسل دو دن تک جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا؟ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آخری زمانہ نبوی میں اسلام کو طاقت اور غلبہ ملا اور مجاہدین اسلام نے مختلف علاقوں کو فتح کیا تو اس صورت میں مال غنیمت کا مقررہ حصہ حضور صلی

45: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7376

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ملا اور تھوڑا بہت مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا رہا مگر روایات صحیحہ شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مال کو بھی اپنے پاس کبھی نہیں رکھا، بلکہ جس طرح آتا اسی طرح اس کو اپنے پروردگار کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کر دیتے اور خود ہمیشہ کی طرح خالی ہاتھ رہ جاتے، البتہ دل کا غنا اور بڑھ جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ مسلسل کئی کئی راتیں بھوک میں گزار دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً کھانا میسر ہونے کی صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسترخوان پر عام طور سے جس چیز کی روٹی ہوتی تھی وہ جو تھا۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے غریب و نادار لوگوں اور فقراء میں سے کوئی بھی شخص اتنی سخت زندگی نہ تو گزارتا ہے اور نہ گزار سکتا ہے جتنی سخت زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزارتے تھے اور یہ شان اس ذات گرامی کی تھی جو نہ صرف افضل البشر بلکہ افضل الانبیاء ہے جس کے چشم و ابرو کے اشارے پر دنیا بھر کی نعمتیں اس کے قدموں میں آسکتی تھیں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرز زندگی میں غریب و نادار مسلمانوں کے لئے بڑی تسلی واطمینان کا سامان پوشیدہ ہے۔ واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس قدر فقر و افلاس کی زندگی گزارنا اور بھوک کی صعوبت کو برداشت کرنا کوئی اضطرار و مجبوری کے درجہ کی چیز نہیں تھی بلکہ یہ اپنے قصد و اختیار کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ دنیا کی لذات اور نعمتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے، قوت لایموت پر قناعت کرتے اور اپنی اور اپنے اہل بیت کی ضروریات پر فقراء و مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات کو ترجیح دے کر ایثار نفس پر عمل پیرا تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی سخت زندگی گزارتے تھے۔

46- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ يَاْتِىْ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ مَا يُرٰى فِىْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِهِ الدُّخَانُ قُلْتُ فَمَا كَانَ طَعَامُهُمْ قَالَتِ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ لَنَا جِيْرَانٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ جِيْرَانُ صِدْقٍ وَّكَانَتْ لَهُمْ رَبَائِبُ فَكَانُوْا يَبْعَثُوْنَ اِلَيْهِ اَلْبَانَهَا قَالَ مُحَمَّدٌ وَّكَانُوْا تِسْعَةَ اَبْيَاتٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ پر کوئی مہینہ ایسا بھی آتا تھا کہ آپ کے کسی ایک گھر میں بھی دھواں نظر نہیں آتا تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے دریافت کیا: یہ لوگ کیا کھایا کرتے تھے؟ تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: دو سیاہ چیزیں کھجور اور پانی' البتہ ہمارے کچھ انصاری پڑوسی تھے۔ وہ بڑے مخلص پڑوسی تھے۔ ان کی کچھ بکریاں تھیں وہ ان کا دودھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے 9 گھر تھے۔

47- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ

46: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَوِىْ فِى الْيَوْمِ مِنَ الْجُوْعِ مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بِهٖ بَطْنَهٗ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک دفعہ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کا پیٹ ساتھ چپکا ہوا تھا آپ کو اتنی کھجوریں بھی نہیں ملی تھیں کہ جن کے ذریعے آپ اپنا پیٹ بھر لیتے۔

48- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِرَارًا وَّالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَصْبَحَ عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ وَّلَا صَاعُ تَمْرٍ وَّاِنَّ لَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعَ نِسْوَةٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا ہے:
اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے! آج محمد کے گھر والوں کے پاس ایک صاع اناج بھی نہیں تھا اوران کے پاس ایک صاع کھجوریں بھی نہیں تھیں۔

راوی بیان کرتے ہیں' اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی 9 ازواج تھیں۔

49- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَسْعُوْدِىُّ عَنْ عَلِىِّ بْنِ بَذِيْمَةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصْبَحَ فِىْ اٰلِ مُحَمَّدٍ اِلَّا مُدٌّ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ مَا اَصْبَحَ فِىْ اٰلِ مُحَمَّدٍ مُدٌّ مِّنْ طَعَامٍ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آج صبح ''آل محمد'' کے پاس صرف اناج کا ایک ''مد'' تھا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) صبح کے وقت ''آل محمد'' کے پاس اناج کا ایک ''مد'' بھی نہیں تھا۔

50- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِىٍّ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْاَكْرَمِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْنَا ثَلَاثَ لَيَالٍ لَّا نَقْدِرُ اَوْ لَا يَقْدِرُ عَلٰى طَعَامٍ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم پر تین راتیں ایسی گزری تھیں کہ ہمیں کوئی کھانا نہیں ملا۔

51- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

49: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 7387

50: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

51: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

52: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

53: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِطَعَامٍ سُخْنٍ فَاَكَلَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا دَخَلَ بَطْنِيْ طَعَامٌ سُخْنٌ مُنْذُ كَذَا وَّكَذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنا ہوا کھانا پیش کیا گیا جب آپ نے اسے کھالیا اور کھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ہرطرح کی حمد اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' جس نے اتنے عرصے کے بعد میرے پیٹ میں بھنا ہوا کھانا داخل کیا ہے۔

بَاب ضِجَاعِ الِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کے بستر کا بیان

52-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ خَالِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ ضِجَاعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدَمًا حَشْوُهُ لِيْفٌ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے سے بنا ہوا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

53-حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَهُمَا فِيْ خَمِيْلٍ لَهُمَا وَالْخَمِيْلُ الْقَطِيْفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوْفِ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَّزَهُمَا بِهَا وَوِسَادَةٍ مَّحْشُوَّةٍ اِذْخِرًا وَّقِرْبَةٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے وہ دونوں اس وقت اپنی چادر میں لیٹ چکے تھے (راوی کہتے ہیں) ''خمیل'' اون سے بنی ہوئی سفید چادر کو کہتے ہیں یہ چادر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں دی تھی اس کے علاوہ ایک تکیہ تھا جس میں ''اذخر'' گھاس بھری ہوئی تھی اور ایک مشکیزہ تھا۔

شرح

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ، کہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ فرماتے تھے چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 243)

تکیہ کرتے تھے "یعنی اس پر ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے یا سوتے وقت اس کو سر کے نیچے رکھتے تھے، ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ سونے کے لئے اور آرام کی خاطر، بچھونا اور تکیہ بنانا مستحب ہے، بشرطیکہ عیش وعشرت اور آسودگی نفس میں انہماک اور اسراف کے طور پر نہ ہو، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کو پسند کرتے تھے اور سوتے وقت اس کو سر کے نیچے رکھتے تھے اور اس پر ٹیک لگا کر

52: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 5415 اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4138

53: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3384

بیٹھتے بھی تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اگر کوئی شخص تکیہ اور خوشبو دے تو اس کو قبول کرنے سے انکار نہ کرنا چاہئے۔

یہ اور ان جیسی دوسری روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی زندگی میں زہد و استغناء اختیار کئے ہوئے تھے اور دنیا کی متاع اور لذتوں سے اعراض کرتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بھی موٹے جھوٹے اور پھٹے پرانے کپڑوں پر مشتمل ہوتا تھا، منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا بھی لباس میسر آجاتا اس کو پہن لیتے اس میں کسی تکلف و اہتمام کے روادار نہیں ہوتے تھے، البتہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نفیس وعمدہ کپڑا آ گیا، تو بیان جواز کے لئے اس کو بھی زیب تن فرمالیا لیکن پھر فوراً ہی وہ کپڑا کسی دوسرے شخص کو عنایت فرما دیا، لہٰذا عمدہ و نفیس ہی کپڑے پہننے کی قید اپنے اوپر عائد کر لینا، یا عمدہ و نفیس کپڑا پہننے کی عادت اختیار کر لینا اور اس سلسلے میں بیجا تکلف و اہتمام کرنا سنت کے خلاف ہے اگرچہ اصل کے اعتبار سے مباح ہے۔

لیکن یہ بھی واضح رہے کہ اگر کوئی اچھے کپڑے پہننے کی استطاعت وحیثیت کے باوجود محض بخل اور خست کی بنا پر موٹے جھوٹے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے، یا لوگوں پر اپنے زہد و تقویٰ کا سکہ جمانے کے لئے اور یا حرص وطمع کے تحت لوگوں سے مانگنے کے لئے ریاکاری کے طور پر معمولی قسم کے خستہ و بوسیدہ کپڑے پہنے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی بلکہ بعض ارباب خیر ومشیخت کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے اپنی پرہیزگاری اور اپنے بلند مقام روحانیت کو چشم اغیار سے چھپانے کے لئے، یا تحدیث نعمت کے طور پر اپنی خوشحالی کو ظاہر کرنے کے لئے عمدہ اور نفیس کپڑے پہنے۔ حاصل یہ کہ اگر اللہ نے کسی کو خوشحالی کی نعمت عطا کی ہے اور وہ مالی طور پر اچھی حیثیت و استطاعت رکھتا ہے تو اس کو اعلیٰ ونفیس کپڑے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ وہ اسراف وتکبر کی حد کو نہ پہنچے کیونکہ میانہ روی ہر جگہ اور ہر عمل میں محمود ومطلوب ہے۔

54- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُوزُمَيْلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَالَ فَجَلَسْتُ فَإِذَا عَلَيْهِ إِزَارٌ وَّلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَإِذَا الْحَصِيْرُ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ وَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِّنْ شَعِيْرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَقَرَظٍ فِيْ نَاحِيَةٍ فِي الْغُرْفَةِ وَإِذَا إِهَابٌ مُعَلَّقٌ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَالِيْ لَا أَبْكِيْ وَهٰذَا الْحَصِيْرُ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِكَ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ لَا أَرٰى فِيْهَا إِلَّا مَا أَرٰى وَذٰلِكَ كِسْرٰى وَقَيْصَرُ فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَصَفْوَتُهُ وَهٰذِهٖ خِزَانَتُكَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا قُلْتُ بَلٰى

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب میں بیٹھ گیا تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تہبند باندھا ہوا تھا اس تہبند کے علاوہ آپ کے جسم پر کوئی اور لباس نہیں تھا۔ چٹائی کا نشان آپ کے پہلو پر لگا ہوا تھا۔ وہاں مٹھی بھر ''جو'' موجود تھے جو ایک صاع کے قریب تھے اور

54: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کمرے کے کنارے میں (چمڑے سکھانے والا) مصالحہ رکھا ہوا تھا کچھ چمڑے لٹکے ہوئے تھے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' ابن خطاب! تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں۔ یہ چٹائی اس نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیا ہے اور یہ ساز وسامان ہے جو مجھے نظر آ رہا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور وہاں قیصر اور کسریٰ ہیں جو پھلوں اور نہروں کے اندر رہ رہے ہیں۔ جبکہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کا سامان اتنا سا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ ہمیں آخرت مل جائے اور ان لوگوں کو دنیا مل جائے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں (راضی ہوں)۔

شرح

چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ یعنی وہی چٹائی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر تھا جس کو چار پائی پر ڈال کر اس پر آپ لیٹے ہوئے تھے یا وہ چٹائی زمین پر بچھی ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کھری چٹائی پر استراحت فرما رہے تھے اور بعض عبارتوں سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو چار پائی تھی وہی کھجور کی رسیوں سے بنی ہوئی تھی جیسا کہ چار پائیوں کو بان سے بنا جاتا ہے۔ "رمال "راء کے پیش اور زبر دونوں کے ساتھ اصل میں رمل کی جمع ہے اور مرمول (یعنی بنے ہوئے کے) معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ مخلوق کے معنی میں خلق استعمال ہوتا ہے۔ "لیف "(لام کے زیر اور راء کے جزم کے ساتھ) کھجور کی چھال کو کہتے ہیں! حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو تکیہ مبارک تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں روئی وغیرہ کے بجائے کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، چنانچہ جو لوگ غریب و نادار ہوتے ہیں، روئی وغیرہ کا تکیہ بنانا ان کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ کھجور کی چھال کو کوٹ کر نرم کر لیتے ہیں اور اس کو تکیہ میں بھر لیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کے حق میں مالی وسعت اور رزق کی فراخی کی دعا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو درخواست کی، اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گزار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ اگر پوری امت بھی اسی فقر و افلاس میں مبتلا رہی اور اس کو معاشی زندگی کی غرب و دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تو اس امت کے وہ لوگ جو مضبوط عقیدہ و مزاج کے نہیں ہوں گے، اتنی سخت زندگی کی تاب نہیں رکھ پائیں گے اور نا قابل برداشت دشواریوں میں مبتلا ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے ایسے لوگوں کے مناسب حال یہی جانا کہ انہیں مالی وسعت و فراخی عطا ہو جائے۔

لیکن طیبی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل مقصد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے لئے مالی وسعت و فراخی کی خواہش کرنا تھا، مگر انہوں نے اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عظمت کے مناسب نہیں سمجھا کہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس ادنیٰ اور ناپاک دنیا کی طلب کو ظاہر کریں، جیسا کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نہایت گرم اور تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں انہوں نے کوٹھڑی کے کونوں میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ بس

چمڑے کے دو چار ٹکڑے اور ایک دو باسن پڑے ہوئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غربت وخستہ حالی کا یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ ابن خطاب کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضور کی حالت دیکھ کر رو رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہوتے ہوئے اس حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور قیصر وکسریٰ (جو اللہ کے نافرمان وسرکش بندے ہیں) کس قدر ناز ونعم اور عیش وراحت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے بعد روایت کے وہی الفاظ ہیں جو اوفی ہذا یا بن الخطاب سے آخرت، اوپر حدیث میں نقل ہوئے طیبی کی یہ وضاحت بھی اگرچہ حقیقت کے بہت زیادہ قریب ہے لیکن خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ فان فارس وروم قد وسع علیہم کے پیش نظر پہلی توضیح زیادہ مناسب ہے۔

55-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتِ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ فَمَا كَانَ فِرَاشُنَا لَيْلَةَ اُهْدِيَتْ اِلَّا مَسْكَ كَبْشٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رخصت ہو کر میرے پاس آئیں تو رخصتی کی رات ہمارا بستر دنبے کی کھال تھی۔

بَاب مَعِيْشَةِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے طرز زندگی کے بیان میں ہے

56-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَنْطَلِقُ اَحَدُنَا يَتَحَامَلُ حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَاِنَّ لِاَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ اَلْفٍ قَالَ شَقِيْقٌ كَاَنَّهٗ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهٖ

◆◆ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے کا حکم دیتے تھے تو ہم میں سے کوئی ایک شخص جاتا بوجھ اٹھاتا اور پھر ایک مد (معاوضہ) لے کر آجاتا آج اس شخص کے پاس ایک سو ہزار (لاکھ) کی رقم ہے۔

شقیق (نامی راوی) بیان کرتے ہیں' حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا تھا۔

57-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ نَعَامَةَ سَمِعَهٗ مِنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ خَطَبَنَا

55: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

56: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1415' ورقم الحدیث: 1416' ورقم الحدیث: 2273' ورقم الحدیث: 4668' ورقم الحدیث: 4669' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2352' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2528' ورقم الحدیث: 2529

57: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7361' ورقم الحدیث: 7363' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2575

عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَّعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا

◆◆ خالد بن عمر بیان کرتے ہیں' حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے منبر پر ہمیں خطبہ دیتے ہوئے یہ بتایا: مجھے اپنے بارے میں اچھی طرح یاد ہے کہ میں وہ ساتواں شخص تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا صرف درختوں کے پتے تھے یہاں تک کہ ہماری باچھیں چر گئی تھیں۔

58-حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوعٌ وَّهُمْ سَبْعَةٌ قَالَ فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ لِّكُلِّ إِنْسَانٍ تَمْرَةٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان لوگوں کو بھوک لاحق ہوئی یہ سات افراد تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات کھجوریں عطا کیں ان میں سے ہر ایک کے لئے' ایک کھجور تھی۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کویم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (بہت زیادہ) محبت رکھتا ہوں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ یعنی اچھی طرح سوچ لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو، کیونکہ تم ایک بہت بڑی چیز کا دعویٰ کر رہے ہو، ایسا نہ ہو کہ بعد میں اپنی بات پر پورا نہ اتر سکو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ اور تین بار اس جملہ کو ادا کیا! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میری محبت کے دعوے میں سچے ہو تو پھر فقر کے لئے پاکھر تیار کرلو کیونکہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو فقر وافلاس اس پانی کے بہاؤ سے بھی زیادہ جلد پہنچتا ہے جو اپنے منتہا کی طرف جاتا ہے "اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1176)

تجفاف "کے معنی ہیں "پاکھر "اور پاکھر اس آہنی جھول کو کہتے ہیں جو میدان جنگ میں ہاتھی گھوڑے پر ڈالی جاتی ہے تاکہ ان کا جسم زخمی ہونے سے بچا رہے جیسا کہ زرہ، سوار سپاہی کے جسم کو نیزہ وتلوار وغیرہ کے زخم سے محفوظ رکھتی ہیں۔ یہاں حدیث میں "پاکھر "کے ذریعہ "صبر واستقامت "کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس طرح پاکھر ہاتھی گھوڑے کے جسم کو چھپاتا ہے۔ اسی طرح صبر واستقامت اختیار کرنا، فقر وفاقہ کی زندگی کا سرپوش بنتا ہے حاصل یہ کہ صبر واستقامت کی راہ پر بہرصورت گامزن رہو، خصوصاً اس وقت جب کہ فقر وافلاس تمہاری زندگی کو گھیر لے تاکہ تمہیں مراتب ودرجات کی بلندی ورفعت نصیب ہو۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے پوری طرح سرشار ہوتا ہے اس کو فقر وفاقہ کا جلد پہنچنا اور اس پر دنیاوی آفات وبلاؤں اور سختیوں کا کثرت سے نازل ہونا ایک یقینی امر ہے کیونکہ منقول ہے کہ دنیا میں جن لوگوں

58: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5411' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2474

کوسب سے زیادہ آفات شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ انبیاء ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ ان لوگوں کا نمبر آتا ہے جو عقیدہ وعمل کے اعتبار سے اعلیٰ مرتبہ کے ہوتے ہیں پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہی انبیاء میں سے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر واضح فرمایا کہ اگر واقعتاً تم میری محبت رکھو گے تو میرے تئیں تمہاری محبت جس درجہ کی ہوگی اسی درجہ کی دنیاوی سختیوں اور پریشانیوں کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ یہ اصول ہے المرء مع من احب (یعنی جو شخص جس کو دوست رکھتا ہے اسی جیسی حالت میں رہتا ہے) حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد "فقر کے لئے پا کھر تیار کرلو" کے ذریعہ بطور کنایہ اس امر کی تلقین فرمائی کہ فقر وفاقہ کے وقت صبر کی راہ پر چلنے کے لئے تیار رہو کیونکہ یہ صبر ہی ہے جو فقر افلاس کی آفتوں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے کی طاقت بہم پہنچاتا ہے، دینی ودنیاوی ہلاکت تباہی سے محفوظ رکھتا ہے، جزع وفزع اور شکوہ شکایت کی راہ سے دور رکھتا ہے اور غضب الٰہی سے بچاتا ہے حضرت شیخ آگے فرماتے ہیں کہ "اس حدیث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر وفاقہ کی زندگی اختیار کئے بغیر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز حیات پر عمل پیرا ہوئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ بالکل ناروا اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اسوہ نبوی کی اتباع اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور محبوب کی اتباع وپیروری کے بغیر محبت کا دعویٰ درست ہو ہی نہیں سکتا، ان المحب لمن یحب مطیع، تاہم واضح رہے کہ حب نبی کا یہ سب سے اعلی مرتبہ ہے کہ کسی مسلمان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حیات کی کامل اتباع کو اپنا شیوہ بنالینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تئیں دعویٰ محبت میں بالکل سچا اور درجہ کمال کا حامل ہے۔ اگرچہ "محبت" کی حقیقت وماہیت یہ ہے کہ انسان کا کسی کی طرف اندر سے کھنچنا اور اس کے دل کا اس محبوب کی خوبیوں، اس کی ذات وصفات کی تحسین اور اس کی شکل وصورت اور عادات واطوار کی تعریف وتوصیف سے معمور ہو جانا کہ وہ اپنے محبوب کو سب سے اچھا دیکھنے اور سب سے اچھا جاننے لگے۔ مگر جیسا کہ پہلے بتایا گیا تکمیل محبت کا انحصار، محبوب کی کامل اتباع اور پیروی پر ہے، اگر باطنی تعلق ومحبت کے ساتھ عمل واتباع کی دولت بھی نصیب ہو تو اصل اور کامل محبت وہی کہلائے گی ورنہ محض دل میں محبت کا ہونا اور زبان سے اس کا اعتراف واقرار بھی کرنا، مگر عمل واتباع کی راہ میں غفلت وکوتاہی کا شکار ہونا، محبت کے ناقص ہونے کی دلیل ہے، جیسا کہ عمل کے بغیر ایمان درجہ تکمیل تک نہیں پہنچاتا۔

59- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ عُمَرَ الْعَدَنِىُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (ثُمَّ لَتُسْاَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ) قَالَ الزُّبَيْرُ وَاَىُّ نَعِيْمٍ نُسْاَلُ عَنْهُ وَاِنَّمَا هُوَ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بن عوام اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کے بارے میں حساب لیا جائے گا''۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کون سی نعمت کے بارے میں حساب لیا جائے گا؟ وہ تو صرف دو سیاہ چیزیں تھیں کھجور تھی اور

59: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3356

پانی تھا۔ لیکن اب وہ جلد ہی مل جائیں گی۔

نعمتوں کے متعلق سوال صرف کفار سے ہوگا یا مؤمنین سے بھی ہوگا

بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں بھی کفار سے خطاب ہے یعنی جو کافر مال و دولت پر فخر کرتے تھے، ان کے دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ان سے کہا جائے گا کہ چونکہ تم نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس لئے تم کو یہ عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان سے حساب کے وقت نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے کہ کیا تم نے ان نعمتوں کا شکر ادا کیا؟

بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت مؤمنین اور کفار دونوں کے لئے عام ہے، اگر کافروں سے سوال ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں لیکن تم اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان نہیں لائے اور تم نے اس کے رسول کا انکار کیا اور اس کے پیغام کو قبول نہیں کیا اور اگر یہ سوال مؤمنین سے ہو تو اس کا محمل یہ ہے کہ اے مؤمنو! تم نے جو نیک اعمال کئے تھے وہ تو ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے بھی کافی نہ تھے، جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کی تھیں، تا کہ مؤمنین یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کی خطاؤں سے درگزر فرمایا ہے اور ان کو ثواب میں جنت عطا فرمائی ہے، یہ محض اللہ کا ان پر فضل ہے ورنہ ان کے نیک اعمال تو ان نعمتوں کے شکر کے لئے بھی کافی نہ تھے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی تھیں۔ درج ذیل حدیث میں یہ دلیل ہے کہ نعمتوں کے متعلق سوال مؤمنین سے بھی کیا جائے گا۔

مؤمنین سے نعمتوں کے سوال پر دلائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی دن یا کسی رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر سے باہر آئے تو آپ کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم اس وقت باہر کیوں نکلے ہو؟ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، میں بھی اسی سبب سے باہر آیا ہوں جس سبب سے تم آئے ہو، پھر فرمایا: تم میرے ساتھ چلو، پھر آپ ایک انصاری کے گھر گئے، اس وقت وہ انصاری گھر میں نہیں تھا، جب اس کی اہلیہ نے آپ کو دیکھا تو کہا: مرحبا! آپ اپنے لوگوں میں آئے ہیں، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا، وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے، اتنے میں وہ انصاری آ گیا، اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے صاحبین کی طرف دیکھا، پھر کہا: الحمد للہ! آج سے پہلے میرے گھر اتنے مکرم اور معظم مہمان نہیں آئے، پھر وہ اٹھ کر گیا اور ادھ پکی اور تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے خوشے اور چھوارے لے کر آیا اور کہا: آپ حضرات ان کو تناول فرمائیں، پھر اس نے چھری پکڑی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے فرمایا: دودھ دینے والی بکری کو ذبح نہ کرنا، اس نے بکری ذبح کی اور انہوں نے اس بکری کا گوشت کھایا اور ان خوشوں سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا اور خوب سیر ہو گئے آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن تم سے آج کی ان نعمتوں

کے متعلق سوال کیا جائے گا، تم اپنے گھروں سے بھوک کے نکلے، پھر گھروں میں لوٹنے سے پہلے تم کو یہ نعمتیں مل گئیں۔
(صحیح مسلم رقم الحدیث: 2038، (سنن ترمذی رقم الحدیث: 2369)

نیز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: روٹی کا وہ ٹکڑا جو تمہاری بھوک دور کرے اور اتنا پکڑا جس سے تمہاری شرم گاہ چھپ سکے اور وہ غار جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچائے، ان تین نعمتوں کے علاوہ باقی نعمتوں کا تم سے سوال کیا جائے گا۔
(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص 28)

جن نعمتوں کا سوال کیا جائے گا، ان کے متعلق آثار صحابہ اور اقوال تابعین

جن نعمتوں پر سوال کیا جائے گا، وہ حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، وہ امن اور صحت ہے۔

(۲) سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے، وہ صحت اور فراغت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت لوگ فریب خوردہ ہیں: صحت اور فراغت۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6412، (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۳۰۴)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ سماعت اور بصارت ہے، قرآن مجید میں ہے:

(بنی اسرائیل: ۳۶) بے شک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے کان اور آنکھ اور مال، اولاد نہیں دیئے تھے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 2968، (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۴۳۰)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وہ کھانے اور پینے کی جگہ ہے۔

(۵) حسن بصری نے کہا، وہ صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا ہے۔

(۶) مکحول نے کہا، وہ سیر ہو کر کھانا اور پینا ہے، اور سایہ دار مکان اور میٹھی نیند ہے۔

(۷) مجاہد نے کہا: دنیا کی ہر لذت کے متعلق قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔

ان نعمتوں پر سوال کے متعلق احادیث سے استدلال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (التکاثر: ۸) تو لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! کس نعمت کے متعلق ہم سے سوال کیا جائے گا، یہ تو صرف کھجور اور پانی ہے اور دشمن موجود ہے اور تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ آپ نے فرمایا: بے شک یہ سوال کیا جائے گا۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: 3357)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو بلائے گا اور اس کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور اس سے اس کی عزت اور وجاہت کے متعلق اس طرح سوال کرے گا، جس طرح اس سے اس کے مال کے متعلق سوال کرے گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۴۵۱ المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۱۱۸ اس کی سند ضعیف ہے)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ابن آدم کا صرف

ان چیزوں میں حق ہے، اس کی رہائش کا گھر ہو، وہ کپڑا جس سے اس کی شرم گاہ چھپ جائے اور روٹی کا ٹکڑا اور پانی۔
(سنن ترمذی رقم الحدیث: 2341)

یہ تمام وہ نعمتیں ہیں جن کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ بندہ نے ان کا شکر ادا کیا ہے یا نہیں، اور شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت جس لئے دی ہے، اس نعمت کو اس مقصد میں خرچ کیا جائے اور اس نعمت پر دل سے، زبان سے اور دیگر اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی تعظیم کی جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سب سے پہلے بندہ سے قیامت کے دن جس نعمت کا سوال کیا جائے گا وہ یہ ہے کہ کیا ہم نے تمہارا تندرست جسم نہیں بنایا تھا اور تم کو ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا تھا؟ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۳۵۸ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۷۳۶۴ المستدرک ج ۴ ص 138)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم دو قدم بھی نہیں چل سکے گا حتیٰ کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے گا: (۱) اس نے اپنی عمر کن کاموں میں خرچ کی؟ (۲) اس نے اپنی جوانی کو کن کاموں میں گنوایا؟ (۳) اس نے اپنا مال کہاں سے حاصل کیا؟ (۴) اس نے اپنا مال کن کاموں میں خرچ کیا؟ (۵) اس نے اپنے علم کے موافق کتنا عمل کیا؟ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۴۱۶ مسند ابویعلی رقم الحدیث: ۵۲۷۱ معجم کبیر رقم الحدیث: ۹۷۷۲ معجم صغیر رقم الحدیث: ۷۶۰ الکامل لابن عدی ج ۲ ص 763 تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۴۴۰)

60- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ ابْنِ کَیْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ اَزْوَادَنَا عَلٰی رِقَابِنَا فَفَنِیَ اَزْوَادُنَا حَتّٰی کَانَ یَکُوْنُ لِلرَّجُلِ مِنَّا تَمْرَةٌ فَقِیْلَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَاَیْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِیْنَ فَقَدْنَاهَا وَاَتَیْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا نَحْنُ بِحُوْتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَاَکَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ یَوْمًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا ہم تین سو افراد تھے ہم نے اپنے کھانے کا سامان اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ وہ سامان ختم ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو ایک کھجور ملا کرتی تھی ان سے کہا گیا۔ اے ابوعبداللہ! ایک کھجور سے ایک آدمی کا کیسے گزرا ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب ہمیں اس کی کمی کا سامنا کرنا پڑا تو گزارہ کرنا پڑا۔ جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو وہاں ایک مچھلی موجود تھی جس کو سمندر نے باہر پھینک دیا تھا پھر ہم اٹھارہ دن تک اسے کھاتے رہے۔

بَاب فِی الْبِنَاءِ وَالْخَرَابِ

یہ باب تعمیرات کے بیان میں ہے

60: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2483' ورقم الحدیث: 2983' ورقم الحدیث: 4360' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4977' ورقم الحدیث: 4978' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2475' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 4362

61- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَّنَا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خُصٌّ لَّنَا وَهٰى نَحْنُ نُصْلِحُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرَى الْاَمْرَ اِلَّا اَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم اس وقت اپنے جھونپڑے ٹھیک کررہے تھے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیا کررہے ہو؟ ہم نے جواب دیا: یہ ہمارے جھونپڑے ہیں ہم انہیں ٹھیک کر رہے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ معاملہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ ہوگا۔ (یعنی قیامت قریب آنے والی ہے)

62- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى بْنِ اَبِىْ فَرْوَةَ حَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبَّةٍ عَلٰى بَابِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ قَالُوْا قُبَّةٌ بَنَاهَا فُلَانٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَالٍ يَّكُوْنُ هٰكَذَا فَهُوَ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَبَلَغَ الْاَنْصَارِيَّ ذٰلِكَ فَوَضَعَهَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَلَمْ يَرَهَا فَسَاَلَ عَنْهَا فَاُخْبِرَ اَنَّهٗ وَضَعَهَا لِمَا بَلَغَهٗ عَنْكَ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک انصاری شخص کے دروازے پر موجود ''قبہ'' کے پاس سے گزرے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا: یہ ''قبہ'' ہے جو فلاں شخص نے بنایا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرح کا مال قیامت کے دن اس کے مالک کے لئے وبال کا باعث ہوگا۔ جب اس انصاری کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اسے گرادیا پھر نبی اکرم ﷺ اس کے بعد وہاں سے گزرے آپ نے اسے نہیں دیکھا۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کیا: آپ کو بتایا گیا کہ اس شخص نے اسے گرادیا ہے کیونکہ اسے آپ کے اس فرمان کا پتہ چل گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے! اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے!

63- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ عَنْ اَبِيْهِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بَيْتًا يُكِنُّنِىْ مِنَ الْمَطَرِ وَيُكِنُّنِىْ مِنَ الشَّمْسِ مَا اَعَانَنِىْ عَلَيْهِ خَلْقُ اللّٰهِ تَعَالٰى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا (یعنی آپ کے زمانہ اقدس کی بات ہے) میں نے ایک گھر بنایا جو مجھے بارش سے بچائے اور دھوپ سے محفوظ رکھے۔ اللہ کی مخلوق میں سے کسی ایک نے

61: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 5235' ورقم الحدیث: 5236' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2335

62: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

63: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6302

بھی میری مدد نہیں کی۔ (یعنی وہ سارا کام میں نے خود کیا تھا)

64- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ اَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ فَقَالَ لَقَدْ طَالَ سَقَمِىْ وَلَوْلَا اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُهُ وَقَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيُؤْجَرُ فِىْ نَفَقَتِهٖ كُلِّهَا اِلَّا فِى التُّرَابِ اَوْ قَالَ فِى الْبِنَاۗءِ

◆◆ حارثہ بن مضراب بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: میری بیماری شدید ہوگئی ہے اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا:

''موت کی آرزو نہ کرو!'' تو میں اس کی ضرور آرزو کرتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: آدمی کو اپنے ہر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔ ماسوائے اس کے جو مٹی میں ہو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جو تعمیرات میں خرچ ہو۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے قائد وسردار وہ لوگ ہوں کہ جو تم میں کے بہترین لوگ ہیں، تمہارے دولت مند لوگ سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشوروں سے انجام پاتے ہوں (یعنی مسلمان ایک مرکز پر متحد ومتفق ہوں اور اپنے تمام معاملات وامور ایک رائے ہو کر طے کرتے ہوں) تو اس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہوگی (یعنی ایسے مبارک زمانہ میں زندگی سے موت سے بہتر ہوگی کیونکہ اس صورت میں تمہیں کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے اور دین کی راہ پر چلنے کی توفیق نصیب ہوگی اور ظاہر ہے وہ لوگ نہایت خوش بخت ہیں جنہیں حسن عمل کے ساتھ طویل زندگی ملے اور جب تمہارے قائد وسردار وہ لوگ ہوں جو تم میں کے بدترین یعنی فاسق وفاجر اور ظالم لوگ ہیں تمہارے دولت مند لوگ بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کی باگ دوڑ عورتوں کے ہاتھ میں ہو، تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے لئے زمین کی پشت سے بہتر ہوگا (یعنی ایسے زمانہ میں مرنا، جینے سے بہتر ہوگا۔ اس روایت کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1299)

مطلب یہ ہے کہ وہ معاشرہ بہت بدنصیب ہوتا ہے جس میں لوگ اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کر دیتے ہیں، در آنحالیکہ عورتیں مردوں کی بہ نسبت عقل اور دین دونوں میں کمزور اور ناقص ہونے کی وجہ سے اس طرح کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتیں، اسی لئے فرمایا ش اور وہن وخالفوھن یعنی عورتوں سے مشورہ ضرور لو لیکن کروان کی رائے کے خلاف، اسی طرح وہ مرد بھی عورتوں ہی کے حکم میں ہیں جو انہی جیسے احوال رکھتے ہیں یعنی جن مردوں پر جاہ ومال کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے، جو یہ نہیں جانتے کہ کیا چیز دین کو نقصان پہنچاتی ہے، کونسا کام دین وشریعت کے خلاف ہے کسی بھی چیز اور کسی بھی معاملہ کا کیا انجام ہوسکتا ہے تو وہ بھی یقیناً عورتوں کی طرح عقل ودین دونوں کے اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں لہٰذا ایسے مردوں کو بھی اپنا مقتدا اور رہنما بنانا اور اپنی زمام

64: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 970' ورقم الحدیث: 2483

کاران کو سونپ دینا پورے معاشرہ کو تباہی وخرابی سے دوچار کرنا ہے۔

حدیث کا ظاہری اسلوب یہ تقاضا کرتا ہے کہ جب پہلے جزء میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تمہارے معاملات باہمی مشوروں سے طے پاتے ہوں تو دوسرے جز میں یوں فرمانا چاہئے تھا کہ تمہارے معاملات باہمی اختلاف رائے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس طرح فرمانے کی بجائے یہ فرمانا کہ تمہارے معاملات کی باگ دوڑ عورتوں کے ہاتھ میں ہو۔ گویا اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ آپس میں پیدا ہونے والے اختلاف اور تنازعات عام طور پر عورتوں کی اتباع کرنے اور ان کے کہے پر چلنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

بَاب التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ

یہ باب توکل اور یقین کے بیان میں ہے

توکل کے معنی ومفہوم کا بیان

لغت میں وکل اوکول کا لفظ آتا ہے جس کے معنی ہیں سونپ دینا، سپرد کر دینا، کسی پر بھروسہ کر کے کام چھوڑ دینا اس کا اسم وکالت اور رکالت ہے اسی لفظ سے توکل نکلا ہے جس کے معنی اپنے عجز و بیچارگی کو ظاہر کرنے اور دوسرے پر اعتماد و بھروسہ کرنے ہیں، اس کا اسم تکلان ہے، اصطلاح شریعت میں توکل اس کو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے معاملہ وکام کو اللہ کے سپرد کر دے اپنی تدبیر وسعی کو ترک کر دے اور اپنی ذاتی طاقت وقدرت سے بے پرواہ ہو کر تقدیر اور رضائے الٰہی پر کامل اعتماد کرے، یعنی اس بات پر یقین رکھے کہ اپنی تدبیر وسعی اور ذاتی طاقت وقدرت، اللہ کی مشیت اور اس کے فیصلہ کو بدل نہیں سکتا، جو لکھا ہی نہیں گیا وہ رونما نہیں ہو سکتا۔ یوں تو توکل کا تعلق تمام امور اور معاملات پر ہوتا ہے لیکن اکثر اس کا استعمال رزق کے بارے میں ہوتا ہے۔ اور بات بھی یہی ہے کہ توکل کا جو اصل مفہوم ہے وہ اس بات پر اعتماد و بھروسہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے رزق کا ضامن ہے۔

حصول معاش کے لئے جائز وحلال ظاہری وسائل وذرائع کو ترک کرنا گو توکل کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اصل اعتماد و بھروسہ ان وسائل وذرائع پر نہ ہو۔ چنانچہ توکل کا تعلق اصل میں دل سے ہے اگر دل میں حق تعالیٰ کے ضامن ہونے کا یقین جاگزین ہو گیا تو توکل کا مفہوم پورا ہو جائے گا۔ گویا اعضاء عمل کو معطل کر دینا اور ہاتھ پاؤں ڈال کر اپاہج بن جانا توکل کے صحیح ہونے کے لئے لازم نہیں ہو گا اور نہ حصول معاش کے لئے ظاہری تدبیر دستی کرنا اس کے منافی ہو گا رہی یہ بات کہ بعض زاہدان طریقت اور درویش صفت طالبان معرفت حصول معاش کے ظہری اسباب و وسائل کو ترک کر دیتے ہیں تو ان کا وہ عمل محض ایک استثنائی حیثیت رکھتا ہے اور اس بات سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مقام توکل ثابت ہو جائے نفس زیادہ سے زیادہ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے اور نظر امید اسباب وذرائع سے منقطع ہو جائے، نیز اس امر پر کامل یقین حاصل ہو جائے کہ ظاہری اسباب وذرائع رزق پہنچنے کے لئے شرط کا درجہ نہیں رکھتے۔

بعض حضرات نے توکل کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ بندہ کا حق اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر اعتماد ویقین کے سبب حصول معاش کے اسباب وذرائع اور کسب وعمل کی پابندیوں سے مطلق آزاد ہو جانا لیکن یہ توکل کا وہ مقام ہے جو ابتدائی حالت میں اختیار کیا جاتا ہے

یا "آزاد" ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ بندہ ان اسباب و وسائلہ اور کسب وعمل، رزق پہنچنے کے لئے حقیقی موثر ومسبب ہیں، چنانچہ جو بندہ توکل کے آخری مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس مقام کا منتہی ہوتا ہے۔

اس کا اسباب و وسائل اور کسب وعمل کو اختیار کرنا، اس کے حق میں توکل کے منافی نہیں ہوتا، اس کو اللہ کی رزاقیت پر کامل یقین واعتماد اس وقت بھی حاصل رہتا ہے جب وہ اپنی روزی کے لئے اسباب و وسائل اور کسب وعمل میں مشغول ہوتا ہے اور اس وقت بھی اس کے اس یقین واعتماد میں ذرہ برابر بھی رخنہ نہیں پڑتا جب وہ ان چیزوں کو بالکل ترک کر دیتا ہے، مثلاً اگر وہ منتہی کھجور کا پودا لگائے اور خرق عادت کے طور پر (یعنی خلاف عادت) وہ پودا اسی لحہ بارآور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت صناعی پر اس کا یقین واعتماد اس صورت میں اور اس صورت میں کہ کھجور کا پودا وہ عادت ومحمول کے مطابق کئی سال کے بعد پھل لائے یکساں ہوتا ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنے دنیاوی اسباب و وسائل کے ذریعہ اور ظاہری عوامل ومسببات کی تربیت کے ساتھ وجود پذیر ہوتی ہے تو اس صورت میں صانع کی کمال قدرت کا مشاہدہ زیادہ یقین واعتماد اور زیادہ پرتاثیر انداز میں ہوتا ہے کیونکہ اسباب کے بغیر یعنی خرق عادت کے طور پر جو چیز سامنے آتی ہے اس میں محض وہی ایک فعل ہوتا ہے، جب کہ ظاہری اسباب و وسائل کے ذریعہ ظاہر ہونے والی چیز کتنے ہی مضبوط ومربوط افعال وحالات اور کتنے ہی محکم احکام وقوانین قدرت کا مظہر ہوتی ہے، علاوہ ازیں ایک بات یہ بھی مدنظر رہنی چاہئے کہ اسباب و وسائل کو ترک کر دینا گویا ان چیزوں کو معطل وبیکار بنا دینا ہے جن کو حق تعالیٰ نے انسان ہی کے لئے پیدا کیا ہے اور جن کو اختیار کرنا منشاء قدرت کے خلاف نہیں ہے۔

پرندوں کا اللہ کی ذات پر توکل کرنے کا بیان

65- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ اَبِىْ تَمِيمٍ الْجَيْشَانِىِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا

◆◆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو۔ جو توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ضرور رزق عطا فرمائے گا جیسے وہ پرندے کو رزق عطا فرماتا ہے' جو صبح خالی پیٹ جاتا ہے اور شام کو بھرے ہوئے پیٹ کے ساتھ واپس آتا ہے۔

شرح

توکل کا حق یہ ہے کہ اول تو اس بات پر پورا یقین واعتقاد ہو کہ کسی بھی چیز کو وجود میں لانے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ اور ہر موجودہ کو خواہ وہ جاندار یا غیر جاندار مخلوق ہو، یا رزق، کسی چیز کا ملنا ہو یا نہ ملنا ہو، ضرر ہو یا نفع ہو، غربت وافلاس ہو یا ثروت ومال داری ہو، مرض ہو یا صحت ہو اور موت ہو یا حیات ہو، غرضیکہ کوئی بھی چیز ہو، سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سب چیزیں اسی کی طرف سے ہیں، پھر اس امر کا پختہ اعتقاد ہو کہ رزق کا ضامن بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور پھر اس یقین واعتقاد کے ساتھ

65: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2344

حصول معاش کی سعی وجہد میں اچھے طور طریقوں سے اور مناسب ومعقول صورت میں مشغول ہو، یعنی کسب وکمائی میں زیادہ تعب ومشقت برداشت نہ کرے، حرص ولالچ میں مبتلا نہ ہو، ضرورت سے زیادہ حاصل کرنے کی جدوجہد نہ کرے اور کمانے کی دھن میں غرق نہ ہو جائے کہ حلال وحرام کی تمیز بھی نہ کر سکے۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا گمان یہ ہو کہ "توکل "نام سے کسب وعمل کے ترک کر دینے کا "اور ہاتھ پاؤں کو معطل کر دینے اور اپاہج بن کر "پڑے رہنے کا کہ جس طرح کسی کپڑے کو زمین پر ڈال دیا جائے تو، وہ شخص نرا جاہل ہے۔اور حضرت امام قشیری رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ "توکل کا اصل مقام قلب ہے اور حصول معاش کے لئے حرکت وعمل ایک ظاہری فعل ہے جو توکل کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ اصل اعتماد اپنے کسب وعمل کی بجائے محض اللہ تعالیٰ پر ہو، اسی لئے حدیث میں پرندہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور وہ اگرچہ اپنی روزی کی تلاش میں نکلتا ہے اور سارے جہاں میں مارا مارا پھرتا ہے لیکن اس کا اصل اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے، نہ کہ اپنی طلب اور جدوجہد اور اپنی تدبیر وقوت پر لہٰذا اس سے واضح ہوا کہ انسان کا حصول معاش کے لئے معقول اور مناسب طریقہ پر جدوجہد اور سعی کرنا اللہ تعالیٰ پر اعتماد وبھروسہ کرنے کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا آیت (وکاین من دابة لا تحمل رزقها الله یرزقها وایاکم) ۔یعنی اور کوئی جانور اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو بھی اور تمہیں بھی رزق عطا کرتا ہے۔

حاصل یہ کہ حدیث کا مفہوم اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ سعی جدوجہد اور کسب وعمل حقیقت میں رزق پہنچانے والا نہیں ہے بلکہ رزق پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح حدیث کا مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ انسان کو اپنی روزی کمانے کے لئے حرکت وعمل سے باز رکھا جائے کیونکہ اللہ پر توکل واعتماد کا تعلق دل سے ہے جو اعضائے ظاہری کی حرکت وعمل کے مطلقاً منافی نہیں ہے، گو بسا اوقات اعضاو جوارح کی حرکت اور کسی کسب وعمل کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ رزق پہنچاتا ہے بلکہ توکل کی برکت تو یہاں تک ہوتی ہے کہ متوکل کو اپنا رزق لینے کے لئے حرکت بھی کرنا نہیں پڑتی بلکہ دوسرے حرکت کر کے اس تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق پہنچاتے ہیں جیسا کہ اس ارشاد ربانی کے عمومی مفہوم سے واضح ہوتا ہے۔آیت (ومامن دابة فی الارض الا علی الله رزقها ۔ کہ جب کوے کے بچے انڈے سے باہر آتے ہیں تو بالکل سفید ہوتے ہیں اور کوا ان بچوں کو دیکھتا ہے تو وہ اسے بہت برے لگتے ہیں چنانچہ ان بچوں کو چھوڑ کر کوا چلا جاتا ہے۔اور وہ تنہا پڑے رہ جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ ان کے پاس مکھی اور چیونٹیاں بھیجتا ہے جن کو وہ بچے چن چن کر کھاتے ہیں اور پرورش پاتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو اپنا رنگ بدل دیتے ہیں اور بالکل سیاہ ہو جاتے ہیں، پھر جب کچھ عرصہ کے بعد کوا ان بچوں کے پاس آتا ہے اور ان کو سیاہ رنگ کو دیکھتا ہے تو ان کو لے کر بیٹھ جاتا ہے اور ان کی پرورش کرنے لگتا ہے اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ بغیر حرکت وسعی کے بھی کسی طرح رزق پہنچاتا ہے۔

اس سلسلے میں کافی حکایتیں بیان کی جاتی ہیں لیکن یہ حکایت تو بہت ہی عجیب وغریب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح قبض کرنے والے فرشتے عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا کسی کی روح نکالتے وقت تجھے رحم بھی کبھی آیا ہے؟ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں اے میرے پروردگار، ایک موقع پر تو مجھے بہت ہی رحم آیا تھا اور وہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ ایک کشتی ٹوٹ گئی تھی اور اس

کے لوگ پانی میں غرق ہو گئے تھے لیکن کچھ لوگ ڈوبنے سے بچ گئے تھے اور کشتی کے باقی ماندہ تختوں پر تیر رہے تھے، انہی میں ایک عورت تھی جو ایک تیرتے ہوئے تختے پر بیٹھی ہوئی اپنے شیر خوار بچے کو دودھ پلا رہی تھی، جبھی تیرا حکم ہوا کہ اس عورت کی روح قبض کر لی جائے چنانچہ میں نے اس عورت کی روح قبض کر لی، لیکن اس کے بچے پر بہت رحم آیا جو اس دریا میں ایک ٹوٹے ہوئے تختے پر تنہا رہ گیا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اس بچے کا انجام کیا ہو؟ میں نے اس تیرتے ہوئے تختے کو ایک جزیرہ کے کنارے لگ جانے کا حکم دیا جہاں اس نے بچہ کو ساحل پر ڈال دیا، پھر میں نے ایک شیرنی اس بچے کے پاس بھیجی جس نے اس کو اپنا دودھ پلا پلا کر پرورش کیا، جب وہ کچھ بڑا ہو گیا تو میں نے کچھ جنات متعین کر دیئے تا کہ وہ اس بچے کو آدمیوں کی بول چال اور رہن سہن کی تعلیم دیں، یہاں تک کہ وہ ایک مضبوط جوان ہو گیا اور پھر علم وفضل میں کمال حاصل کرتا ہوا علماء کی صف میں داخل ہو گیا، دولت وامارت سے بہرہ مند ہوا اور آخرکار سلطنت کے مرتبہ کو پہنچ کر تمام روئے زمین کا بادشاہ وحکمران بن گیا، تب وہ اپنی اصل حقیقت کو بھول گیا، روئے زمین پر چلنے والی اس کی مطلق العنانی اس کی انسانیت وعبودیت کی سب سے بڑی دشمن بن گئی، اس نے عبودیت کے مرتبہ اور ربوبیت کے حقوق کو فراموش کر دیا اس کو یہ یاد نہ رہا کہ اللہ تو وہ ذات ہے جس نے اس کو دریا کی لہروں سے زندہ بچا کر اپنی قدرت کے ذریعہ پرورش وتربیت کے مراحل سے گزارا اور پھر اس مرتبہ تک پہنچایا کہ آج وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ اور مطلق العنان حکمران بنا بیٹھا ہے، جانتے ہو وہ کون شخص تھا؟ وہ اس دنیا میں شداد کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ بہرحال اہل ایمان کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہت رحیم وکریم ہے وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے، جب وہ اپنے دشمنوں کو رزق دیتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ان بندوں کو بھول جائے جو اس کے دوست اور محبوب ہیں۔

66-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَلَّامِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَبِىْ شُرَحْبِيْلَ عَنْ حَبَّةَ وَسَوَآءٍ ابْنَىْ خَالِدٍ قَالَا دَخَلْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُعَالِجُ شَيْئًا فَاَعَنَّاهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَا تَيْئَسَا مِنَ الرِّزْقِ مَا تَهَزَّزَتْ رُءُ وْسُكُمَا فَاِنَّ الْاِنْسَانَ تَلِدُهُ اُمُّهُ اَحْمَرَ لَيْسَ عَلَيْهِ قِشْرٌ ثُمَّ يَرْزُقُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

◆◆ "حبہ" اور سواء جو خالد کے صاحبزادے ہیں بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کوئی کام کر رہے تھے۔ ہم نے اس میں آپ کی مدد کی آپ نے فرمایا: تم دونوں رزق سے مایوس نہ ہونا جب تک تمہارے سر ہلتے ہیں (یعنی زندگی بھر) کیونکہ آدمی کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو وہ اس وقت سرخ ہوتا ہے اس وقت اس پر کھال بھی نہیں ہوتی پھر بھی اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرماتا ہے۔

67-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا اَبُوْشُعَيْبٍ صَالِحُ بْنُ زُرَيْقٍ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَىِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ

66: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

67: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ

◆◆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم کے ذہن میں مختلف طرح کے خیالات ہوتے ہیں' جو شخص ان خیالات کی پیروی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ کون سی وادی میں اسے ہلاکت کا شکار کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان خیالات کے حوالے سے اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

68- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم میں سے ہر ایک شخص مرتے وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔

69- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الْقَوِىُّ خَيْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِىْ كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَلَا تَعْجِزْ فَاِنْ غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَآءَ فَعَلَ وَاِيَّاكَ وَاللَّوْ فَاِنَّ اللَّوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: طاقت ور مومن' اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر ہوتا ہے ویسے دونوں ہی بہتر ہیں تم اس چیز کا لالچ رکھو جو تمہیں نفع دے اور تم مغلوب نہ ہونا۔ اگر معاملہ تم پر غالب آ جائے تو تم یہ کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے وہ جو چاہے ویسا کرتا ہے اور تم ''اگر'' کہنے سے بچنا کیونکہ ''اگر'' شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اللہ کی ذات پر کامل توکل کرنے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس جہاد میں شریک تھے جو نجد کی اطراف میں ہوا تھا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد سے فارغ ہوئے اور واپس ہوئے تو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی واپس ہوئے اسی سفر کے دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم دوپہر کے وقت ایک ایسے جنگل میں پہنچے جس میں کیکر کے درخت زیادہ تھے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ وہیں اتر پڑے اور تمام لوگ درختوں کے سایہ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئے (یعنی ہر شخص ایک درخت کے نیچے چلا گیا اور اس کے سایہ میں کچھ دیر استراحت کی خاطر لیٹ گیا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کیکر کے ایک بڑے درخت کے نیچے فروکش ہو گئے اور اپنی

68: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 7158' ورقم الحدیث: 7159' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3113

69: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

تلوار کو اس درخت کی ٹہنی میں لٹکا دیا (حضرت جابر کہتے ہیں) کہ ہم لوگ تھوڑی سی نیند لینے کی خاطر سو چکے تھے کہ اچانک ہم نے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں آواز دے رہے ہیں چنانچہ ہم لوگ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی کافر موجود ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے جمع ہونے پر فرمایا کہ یہ دیہاتی اس وقت جب کہ میں سو رہا تھا مجھ پر میری تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور جب میری آنکھ کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ میری ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے، اس نے مجھ سے کہا کہ اب تمہیں کون مجھ سے بچائے گا؟ میں نے فوراً جواب دیا کہ میرا اللہ مجھے بچائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ کہی اور اس دیہاتی کو کوئی سزا نہیں دی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1232)

اور اس روایت میں کہ جس کو ابوبکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے یہ الفاظ ہیں کہ اس دیہاتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار سونت کر کہا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ بچائے گا۔ یہ سنتے ہی دیہاتی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار کو اٹھا لیا اور فرمایا کہ اگر میں تمہیں قتل کرنا چاہوں تو بتاؤ کہ اب تمہیں کون مجھ سے بچائے گا؟ دیہاتی نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بھلائی کے ساتھ گرفت کرنے والے ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے تو مجھے یہ امید ہے کہ میرے لئے انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی اور آپ از راہ لطف و کرم مجھے معاف کر دیں گے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے یہ فرمایا کہ اگر تمہیں میرے اوپر اتنا زیادہ اعتماد ہے تو پھر یقیناً یہ بات بھی اچھی طرح سمجھتے ہو گے کہ میری دعوت اسلام بالکل برحق اور مبنی بر صداق ہے۔

اس صورت میں تو تمہیں چاہیے کہ کلمہ پڑھ لو اور مسلمان ہو جاؤ (دیہاتی نے کہا کہ مسلمان تو نہیں ہو سکتا البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عہد ضرور کرتا ہوں کہ نہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑوں گا اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑیں گے۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دیہاتی کو چھوڑ دیا اور جب وہ دیہاتی اپنی قوم میں آیا تو کہنے لگا کہ میں تمہارے درمیان ایک ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں جو سب سے بہتر انسان ہے۔ بخاروی و مسلم کی مذکورہ بالا روایت انہی الفاظ کے اضافہ کے ساتھ کتاب حمیدی اور امام محی الدین ہوری کی تصنیف ریاض الصالحین میں بھی منقول ہے۔ تشریح نجد لغت میں تو زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو عام سطح سے بلند ہو اور ویسے یہ جزیرۃ العرب کے ایک خاص علاقے کا نام ہے اور چونکہ یہ علاقہ ایک سطح مرتفع ہے اس لئے اس کو نجد کا نام دیا گیا ہے زمانہ قدیم میں نجد ایک بہت مختصر علاقہ پر مشتمل تھا مگر موجودہ جغرافیہ میں جزیرۃ العرب کے سارے وسطی علاقہ کو نجد کہا جاتا ہے، جس کا انتہائی طول تقریباً آٹھ سو میل اور انتہائی عرض تقریباً سودو سو میل ہے۔ یہ شمال میں بادیۃ الشام کے جنوبی سرے سے شروع ہو کر جنت میں وادی الدوارس یا الربع انحالی تک اور عرضاً "احساء" سے حجاز تک پھیلا ہوا ہے۔ "عضاہ" اصل میں "عضہ" کی جمع ہے اور جس کا اطلاق ہر اس درخت پر ہوتا ہے جو کانٹے دار ہو

اور مجمع البحار میں لکھا ہے کہ "عضاہ" کیکر کے درخت کو کہتے ہیں اور جو درخت عضاہ سے بڑا ہو اس کو سمرہ کہا جاتا ہے۔

توکل کرنے کے ایک واقعہ کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کا واقعہ کہ وہ ایک دن اپنے گھر والوں کے پاس آیا یعنی کہیں باہر سے آ کر گھر میں داخل ہوا تو اس نے گھر والوں پر محتاجگی اور فاقہ وفقر کے آثار دیکھے، وہ یہ دیکھ کر اپنے اللہ کے حضور اپنی حاجات پیش کرنے اور یکسوئی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں عرض ومناجات کرنے کے لئے جنگل کی طرف چلا گیا، ادھر جب اس کی بیوی نے یہ دیکھا کہ شوہر کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ شرم کی وجہ سے گھر سے باہر چلا گیا ہے تو وہ اٹھی اور چکی کے پاس گئی، چکی کو اس نے اپنے آگے رکھا یا اس نے چکی کے اوپر کا پاٹ نیچے کے پاٹ پر رکھا اور یا یہ معنی ہیں کہ اس نے اس امید میں چکی کو صاف کیا اور تیار کر کے رکھ دیا کہ شوہر باہر سے آئے گا تو کچھ لے کر آئے گا اس کو پیس کر روٹی پکالوں گی پھر وہ تنور کے پاس گئی اور اس کو گرم کیا، اس کے بعد اللہ سے یہ دعا کی۔ الٰہی! ہم تیرے محتاج ہیں، تیرے غیر سے ہم نے اپنی امید منقطع کر لی ہے۔

تو خیر الرازقین ہے اپنے پاس سے ہمیں رزق عطا فرما۔ پھر جو اس نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتی ہے کہ چکی کا گرانڈ آٹے سے بھرا ہوا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب وہ آٹا گوندھ کر تنور کے پاس گئی تا کہ اس میں روٹیاں لگائے تو تنور کو روٹیوں سے بھرا ہوا پایا یعنی اللہ کی قدرت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ خود بخود اس آٹے کی روٹیاں بن کر تنور میں جا لگیں یا یہ کہ آٹا تو اپنی جگہ چکی کے گرانڈ میں پڑا رہا اور تنور میں غیب سے روٹیاں نمودار ہو گئیں راوی کہتے ہیں کہ کچھ دیر بعد جب خاوند بارگاہ رب العزت میں عرض ومناجات اور دعا سے فارغ ہو کر گھر آیا تو بیوی سے پوچھا کہ کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کہیں سے کچھ غلہ وغیرہ مل گیا تھا کہ تم نے یہ روٹیاں تیار کر رکھی ہیں؟ بیوی نے کہا ہاں یہ ہمیں اللہ کی طرف سے ملا ہے (یعنی یہ عام طریقہ کے مطابق کسی انسان نے ہمیں نہیں دیا ہے بلکہ یہ رزق محض غیب سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے) خاوند نے یہ سنا تو اس کو بہت تعجب ہوا اور وہ اٹھ کر چکی کے پاس گیا اور چکی کو اٹھایا تا کہ اس کا کرشمہ دیکھے) پھر جب اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا قصہ سن کر فرمایا "جان لو "اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر وہ شخص اس چکی کو اٹھا نہ لیتا تو وہ چکی مسلسل قیامت کے دن تک گردش میں رہتی اور اس سے آٹا نکلتا رہتا۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1238)

مذکورہ واقعہ کی صورت میں اللہ کی قدرت کا جو کرشمہ ظاہر ہوا وہ درحقیقت، فقر وفاقہ پر صبر اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد وتوکل کرنے کا نتیجہ تھا۔ واضح رہے کہ یہ واقعہ کسی پچھلی امت کے کسی شخص کا نہیں ہے بلکہ امت محمدی کے ایک فرد کا ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا تھا۔

بَاب الْحِكْمَةِ

یہ باب حکمت کے بیان میں ہے

70-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سَعِيدٍ

الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُمَا وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حکمت کی بات مؤمن کی گمشدہ چیز ہے وہ جہاں اسے پاتا ہے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

شرح

حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں حکمت و دانائی کا گھر ہوں اور علی اس گھر کا دروازہ ہیں" اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ: بعض راویوں نے اس حدیث کو شریک تابعی سے نقل کیا ہے لیکن ان کی اس حدیث کی اسناد میں صنابحی کا ذکر نہیں ہے (جیسا کہ ان کی اور روایتوں کے سلسلہ اسناد میں اس کا نام کا ذکر آتا ہے) نیز اس روایت کو ثقات میں شریک کے علاوہ اور کسی سے ہم نہیں جانتے۔

(مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 711)

ایک روایت میں یوں آیا ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا (یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں) ایک اور روایت میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں فمن اراد العلم فلیاتہ من بابہ (یعنی پس جو شخص حصول علم کا آرزومند ہو اس کو اس دروازہ کے ذریعہ آنا چاہئے۔ "بہر حال "علی "دروازہ ہیں" سے یہ مراد نہیں ہے کہ تنہا علی ہی دروازہ ہیں، بلکہ یہ معنی مراد ہیں کہ علی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں تاہم اس معنی میں بھی صرف حضرت علی کا ذکر ان کی فضیلت اور تکریم کا ظاہر کرتا ہے اور واقع میں حضرت علی ایسا رتبہ رکھتے بھی ہیں، اس میں کوئی شبہ بھی نہیں کہ طبقہ صحابہ میں علم وحکمت کا جو خصوصی درجہ کمال سیدنا علی کو حاصل ہے وہ چند ہی صحابہ کو نصیب ہوا اور اس اعتبار سے سیدنا علی کو اگر اکثر صحابہ کی بہ نسبت سب سے زیادہ علمی فضیلت و بزرگی رکھنے والا کہا جائے تو غیر موزوں نہیں ہوگا۔ رہی یہ بات کہ اس روایت کے ظاہری معنی کے مطابق تنہا علی کو دروازہ کیوں قرار دیا جائے اور دوسرے صحابہ کو بمنزلہ اور دروازہ کیوں مانا جائے، تو اس سلسلہ میں اس حقیقت کو نظر انداز نہ کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب فیض کرنے والے تمام ہی صحابہ امت کے لے مدار علم ہیں امت تک دین کا جو بھی علم پہنچا ہے وہ تمام صحابہ نے مشترک طور پر پہنچایا ہے، کسی بھی صحابی کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس امت کو علم نبوت تنہا اسی نے منتقل کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علوم دین کا واحد مدار اسی کی ذات ہے۔ اس کی دلیل میں بہت سی حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں ان میں سے ایک حدیث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے کہ: اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیم میرے تمام صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے علاوہ ازیں یہ بات تاریخی اور واقعاتی طور پر ثابت شدہ ہے کہ تابعین نے دین و شریعت کے جو مختلف علوم وفنون اخذ کئے جیسے قرأۃ تجوید، تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ، وہ سب انہوں نے تنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ نہیں کئے بلکہ تمام صحابہ سے اخذ کئے ہیں لہٰذا اس کے علاوہ چارہ نہیں کہ "بابیت یعنی علم وحکمت کے شہر کے دروازہ

70: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2687

ہونے) کو تنہا حضرت علی کے حق میں منحصر نہ رکھا جائے۔ ہاں اگر قضا (عدالت و منصفی) کا علم وفن کے ساتھ مخصوص کر کے حضرت علی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ان کی ذات بے مثال تھی اور اس باب میں وہ تمام صحابہ پر فضیلت و برتری رکھتے تھے تو یقیناً بجا ہوگا کیونکہ ان کے حق میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے: انہ اقضاکم علی سب سے بڑے قاضی ہیں جیسا کہ حضرت ابی کے حق میں فرمایا انہ اقراء کم (ابی تم میں سب سے بڑے قاری ہیں) اور حضرت معاذ بن جبل کے حق میں فرمایا انہ اعلمکم بالحلال والحرام تم میں حلال وحرام کا علم سب سے زیادہ رکھنے والے ہیں۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں: اس حدیث میں مذکور تمثیل سے تمسک کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم وحکمت پہنچنے کا واحد ذریعہ حضرت علی ہیں ان کے واسطہ کے بغیر کسی کو اس (علم وحکمت) میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ گھر میں داخل ہونے کا اصل ذریعہ دروازہ ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے واتو البیوت من ابوبھا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو علم وحکمت کا گھر بتایا ہے اور اس گھر کا دروازہ حضرت علی کو قرار دیا ہے، اس لئے حضرت علی وہ "دروازہ" ہیں جس کے ذریعہ علم وحکمت کے "گھر" میں رسائی ہوسکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیعہ جو کچھ کہتے ہیں اس کی ذرہ برابر دلیل اس حدیث میں نہیں ہے، بلاشبہ حضرت علی کو علم وحکمت کا گھر جنت کے گھر سے زیادہ وسیع وفراخ نہیں ہے؟

جب جنت کے آٹھ دروازے ہیں تو علم وحکمت کے گھر کے دروازے اس سے زیادہ کیوں نہیں ہوسکتے۔ آخر میں یہ ذکر کردینا ضروری ہے کہ اس حدیث کا اصل ناقل ابی الصلت عبدالسلام بن صلاح ہروی ہے جو اگرچہ محدثین کے نزدیک "راست گو" ہے علاوہ ازیں اس حدیث کے بارے میں محدثین کم اختلافی اقوال ہیں بعض محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے تو بعض نے حسن۔

اسی طرح بعض نے اس کو "ضعیف" قرار دیا ہے تو بعض نے کہا ہے کہ "منکر" ہے یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور کچھ لوگوں نے اس کو "موضوع" قرار دینے کی بھی کوشش کی ہے تاہم حافظ ابوسعید نے وضاحت کردی ہے کہ یہ حدیث کی باعتبار طرق کے "حسن" ہے نہ صحیح ہے نہ ضعیف اور نہ موضوع، نیز محدثین نے اس حدیث کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے: انا مدینة العلم وابوبکر اساسها وعمر حیطانها وعثمان سقفها وعلی بابها: یعنی علم کا شہر ہوں، ابوبکر اس شہر کی بنیاد ہیں، عمر اس شہر کی فصیل ہیں 'عثمان اس شہر کی چھت ہیں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں۔

71- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دو طرح کی نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے کا شکار ہیں ایک صحت اور دوسری فراغت۔

71: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6412' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2304' ورقم الحدیث: 2304م

72- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي وَأَوْجِزْ قَالَ إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ وَاجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کسی چیز کی تعلیم دیں اور مختصر بات فرمائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو' تو یوں نماز پڑھو جیسے تم الوداعی نماز پڑھ رہے ہو اور جب کوئی بات کرو تو ایسی بات نہ کرو۔ جس پر بعد میں افسوس کرنا پڑے اور لوگوں کے پاس جو ہے اس کی طرف سے مکمل طور پر مایوس ہو جاؤ۔

73- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَجْلِسُ يَسْمَعُ الْحِكْمَةَ ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ عَنْ صَاحِبِهِ إِلَّا بِشَرِّ مَا يَسْمَعُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى رَاعِيًا فَقَالَ يَا رَاعِي أَجْزِرْنِي شَاةً مِنْ غَنَمِكَ قَالَ اذْهَبْ فَخُذْ بِأُذُنِ خَيْرِهَا فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَاهُ إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ فِيهِ بِأُذُنِ خَيْرِهَا شَاةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وہ شخص جو بیٹھ کر حکمت کی بات سنتا ہے اور پھر اپنے ساتھی کے ساتھ صرف بری بات ہی کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی چرواہے کے پاس آئے اور یہ کہے اے چرواہے! تم اپنی بکریوں میں سے ایک بکری مجھے دیدو! اور وہ کہے جاؤ! جو ان میں سے سب سے زیادہ بہتر ہو اس کا کان پکڑ لو پھر وہ شخص جائے اور بکریوں کے کتے کا کان پکڑ لے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: جاؤ اور ان میں سے جو سب سے بہتر بکری ہو اس کے کان پکڑ لو۔

بَاب الْبَرَائَةُ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعُ

یہ باب ہے کہ تکبر سے بچنا' عاجزی اختیار کرنا اور تواضع اختیار کرنا

متکبر کا جنت میں داخل نہ ہونے کا بیان

74- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ

72: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

73: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنُ مَسْلَمَةَ جَمِيعًا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ وَّلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایسا شخص جنت میں داخل میں نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوایسا شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے جتنا ایمان موجود ہو۔

شرح

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہو سکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع وسبعون شعبۃ۔ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک وصاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کر دے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کر دے گی، خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر وشرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر

اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

ذرہ " سے یا تو چیونٹی مراد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس جیسی سو چیونٹیاں مل کر ایک جو کے وزن کے برابر ہوتی ہیں یا وہ ریزہ غبار مراد ہے جو ہوا میں باریک نظر آتا ہے اور روشنی کے وقت چمکتا ہے۔ایک شخص نے عرض کیا۔ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ ایک شخص سے کون صحابی مراد ہیں چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت جن صحابی نے مذکورہ بات عرض کی تھی وہ معاذ بن جبل تھے بعض حضرات نے عبداللہ بن عمرو بن العاص اور بعض حضرات نے ربیعہ بن عامر کا نام ذکر کیا ہے۔ " کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے "ان صحابی نے جو یہ سوال کیا تو اس کا ایک پس منظر تھا وہ یہ دیکھا کرتے تھے کہ جو لوگ غرور و تکبر کرتے ہیں اور اپنے علاوہ ہر ایک کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں ان کے جسم پر اعلی اور نفیس لباس ہوتا ہے ان کے پیروں میں نہایت اعلی جوتیاں ہوتی ہیں اور ان کے کپڑے وغیرہ اعلی درجہ کے ہوتے ہیں چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ ارشاد سنا تو ان کو گمان ہوا کہ کہیں یہ چیزیں تو تکبر کی نشانیاں نہیں ہیں اور اعلی و نفیس لباس وغیرہ ہی سے تو تکبر پیدا نہیں ہوتا لہذا انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی محض اپنی ذاتی خواہش پسند اور استطاعت کی بنا پر اچھے اچھے کپڑے پہنے اور عمدہ جوتے وغیرہ استعمال کرے اور اس کے خیال میں بھی یہ بات نہ ہو کہ وہ اپنے کپڑوں وغیرہ کے ذریعہ دوسروں پر اپنی امارت و بڑائی کا رعب ڈالے گا، لوگوں کو ذلیل و حقیر سمجھے گا اور اتراہٹ و گھمنڈ کرے گا اور اس شخص کی اس نیت کی علامت یہ ہو کہ وہ جس طرح لوگوں کے سامنے اچھے کپڑے وغیرہ استعمال کرنا پسند کرتا ہو اسی طرح تنہائی میں بھی ان چیزوں کو پسند کرتا ہو تو کیا ایسے شخص پر بھی تکبر کا اطلاق ہوگا، حضور نے اپنے مذکورہ جواب کے ذریعہ واضح فرمایا کہ ایسے شخص پر تکبر کا اطلاق نہیں ہوگا بلکہ اس کا لباس عمدہ زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا اس کی تہذیب و شائستگی اور اس کی خوش ذوقی کی علامت ہوگا جس سے شریعت نے منع نہیں کیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے کبر کی حقیقت بیان فرمائی کہ جس کبر کو مذموم قرار دیا گیا ہے وہ دراصل اس کیفیت و حالت کا نام ہے جو انسان کو حق آراستہ سے ہٹا دے یعنی توحید و عبادت الہی سے بے پرواہ بنا دے حق و صداقت سے سرکشی کرنے پر مائل کرے حقیقت تک پہنچنے سے روکے اور سچائی کو قبول کرنے سے باز رکھے اور مخلوق اللہ کو ذلیل و حقیر سمجھنے پر مجبور کرے بعض حضرات نے بطر الحق کے معنی جمال حق کو باطل کرنا لکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جمیل ہے " کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں اور اپنے افعال وقدرت میں اوصاف کاملہ سے موصوف ہے۔اور تمام ظاہری و باطنی حسن و جمال اسی کے جمال کا عکس ہیں اور جمال و جلال بس اسی کی ذات پاک کا خاصہ ہے بعض حضرات نے جمیل کے معنی آراستہ کرنے والے اور جمال بخشنے والے بیان کئے ہیں، بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جمیل دراصل جلیل کے معنی میں ہے اس صورت میں اللہ جمیل کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام تر نور و بہجت اور حسن و جمال کا مالک ہے نیز بعض حضرات نے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کا اچھا کارساز ہے۔

تکبر کرنے والے کیلئے جہنم کی وعید کا بیان

75-حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي مَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِّنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي جَهَنَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا "ازار" ہے جو ان میں سے کسی ایک کے حوالے سے میرا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

76- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهَارُوْنُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِّنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا "ازار" ہے۔ جو ان میں سے کسی ایک کے حوالے سے میرا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

شرح

میری چادر اور میرا تہبند ہے جیسے الفاظ حق تعالیٰ نے مثال کے طور پر فرمائے ہیں اور اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ یہ دونوں صفتیں یعنی کبرائی اور عظمت صرف میری ذات سے تعلق رکھتی ہیں جن میں کوئی بھی میرا ساجھی شریک نہیں ہوسکتا جیسے کسی کے لباس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا چنانچہ حق تعالیٰ کی کچھ صفات تو ایسی ہیں کہ جن میں کچھ حصہ بندوں کو بھی دیا گیا ہے جو صرف حق تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہیں اور جن کے ساتھ کوئی بندہ اپنے آپ کو بطریق مجاز بھی موصوف نہیں کرسکتا۔

اسی حقیقت کو مثال کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ جس طرح کوئی شخص ان کپڑوں کو نہیں پہن سکتا جو کسی دوسرے شخص کے جسم پر ہوں اسی طرح کبریائی اور حقیقی عظمت بڑائی کا بھی کوئی بندہ دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ دونوں صفتیں صرف میری ذات کے لئے موزوں ہیں اور مخصوص ہیں۔ کبریاء اور عظمہ، یہ دونوں لفظ لغت میں ایک ہی معنی کے حامل ہیں یعنی بزرگی اور بڑا ہونا لیکن حدیث کے ظاہری اسلوب سے ان دونوں کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے کو تہمبد کے ساتھ لہذا اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ کبریا تو صفت ذاتی ہے یعنی اللہ کی ذات کبیر و متکبر ہے خواہ دوسری اس حقیقت کو جانے یا نہ جانے اور عظمت کا لفظ حق تعالیٰ کی اس برائی کو بیان کرتا ہے جس کا ظہور اس کے غیر پر بھی ہوتا ہے کہ ساری مخلوق جانتی ہے کہ وہ ایسا بڑا ہے پس یہ حق تعالیٰ کی صفت اضافی ہوئی اور ذاتی صفت کا اضافی صفت سے اعلیٰ ہونا ضروری ہوتا ہے لہٰذا کبریائی کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ چادر تہبند سے اعلیٰ ہوتی ہے اور عظمت کو تہمبند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

75: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4084

76: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

77- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ دَرَّاجًا حَدَّثَهُ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّتَوَاضَعُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ دَرَجَةً يَّرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَّمَنْ يَّتَكَبَّرُ عَلَى اللّٰهِ دَرَجَةً يَّضَعُهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً حَتّٰى يَجْعَلَهٗ فِىْ اَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کا ایک درجہ اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک درجہ تکبر اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ پست کردے گا یہاں تک کہ اسے ''اسفل سافلین'' میں ڈال دے گا۔

78- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَسَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَنْزِعُ يَدَهٗ مِنْ يَّدِهَا حَتّٰى تَذْهَبَ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِىْ حَاجَتِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مدینہ منورہ کی کوئی بچی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ لیتی تھی تو آپ اپنا دستِ مبارک اس کے ہاتھ سے نہیں کھینچتے تھے' وہ بچی مدینہ منورہ میں جہاں چاہتی تھی' اپنے کام کے لئے' آپ کو ساتھ لے جاتی تھی۔

79- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُّسْلِمٍ الْاَعْوَرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيُشَيِّعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَكَانَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ عَلٰى حِمَارٍ وَّيَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ مَّخْطُوْمٍ بِرَسَنٍ مِّنْ لِيْفٍ وَّتَحْتَهٗ اِكَافٌ مِّنْ لِيْفٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت کیا کرتے تھے۔ جنازے کے ساتھ جاتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے تھے گدھے پر سوار ہو جایا کرتے تھے جنگ ''قریظہ'' اور جنگ ''نضیر'' کے دن آپ گدھے پر سوار تھے اور ''خیبر'' کے دن بھی آپ گدھے پر سوار تھے جس میں کھجور کی چھال کی لگام ڈالی ہوئی تھی اور اس پر کھجور کی چھال سے بنی ہوئی زین موجود تھی۔

80- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ مَّطَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُّطَرِّفٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَطَبَهُمْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَوْحٰى اِلَىَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ نے ان لوگوں کو خطبہ میں فرمایا: اللہ

77: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

78: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

80: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4895

تعالیٰ نے میری طرف یہ بات وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو اور کوئی شخص کسی دوسرے کو مقابلے میں فخر نہ کرے۔

عاجزی اختیار کرنے کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے لوگوں کے ساتھ تواضع اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے چنانچہ وہ اپنی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو ذلت و حقارت کی نظر میں دیکھتا ہے اور جو شخص لوگوں کے ساتھ تکبر و غرور کرتا ہے اللہ اس کے مرتبہ کو گرا دیتا ہے چنانچہ وہ لوگوں کی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے لیکن اپنی نظر میں خود کو بلند مرتبہ سمجھتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1042)

مطلب یہ ہے کہ متکبر و مغرور اگرچہ خود کو بڑا اور عزت دار سمجھتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی مصنوعی بڑائی اور عزت دکھاتا ہے لیکن وہ اللہ کے نزدیک بھی ذلیل و حقیر ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی نہایت کمتر و بے وقعت رہتا ہے اس کے برخلاف جو شخص تواضع فروتنی اختیار کرتا ہے وہ اگرچہ اپنی نظر میں خود کو حقیر سمجھتا ہے اور لوگوں کے سامنے بھی اپنے آپ کو کمتر و بے وقعت ظاہر کرتا ہے مگر اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے اور لوگوں کے نظروں میں بھی اس کی بڑی عزت وقعت ہوتی ہے۔

اہل جنت واہل دوزخ کے بعض اوصاف کا بیان

حضرت حارث بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتیوں کا بتلا دوں؟ یعنی کیا میں یہ کہوں کہ کون لوگ جنتی ہیں تو سنو ہر وہ ضعیف شخص جنتی ہے جس کو لوگ ضعیف و حقیر سمجھیں اور اس کی کمزوری وشکستہ حالی کی وجہ سے اس کے ساتھ جبر و تکبر کا معاملہ کریں حالانکہ حقیقت کے اعتبار سے وہ ضعیف و کمزور اللہ کے نزدیک اس قدر اونچا مرتبہ رکھتا ہے کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے اور کیا میں تمہیں وہ لوگ بتلا دوں جو دوزخی ہیں؟ تو سنو ہر وہ شخص دوزخی ہے جو جھوٹی باتوں اور لغو باتوں پر سخت گوئی کرنے والا جھگڑالو ہو مال جمع کرنے والا بخیل ہو اور تکبر کرنے والا ہو۔ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ہر وہ شخص دوزخی ہے جو مال کو جمع کرنے والا اور حرام زادہ اور تکبر کرنے والا ہو۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1030)

ہر ضعیف جنتی ہے۔ سے مراد وہ شخص ہے جو نہ تو گھمنڈ اور متکبر ہو اور نہ لوگوں پر جبر و زیادتی کرنے والا ہو۔ لفظ متضعف میں مشہور تو عین پر زبر ہی ہے اور ترجمہ میں اسی کو ملحوظ رکھا گیا ہے لیکن بعض حضرات نے عین کو زیر۔ کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں اس لفظ کے معنی متواضع اور کمتر اور گمنام کے ہوں گے۔ ہر ضعیف جنتی ہے سے مراد یہ ہے کہ جنت میں جن لوگوں کی کثرت ہو گی وہ یہی لوگ ہوں گے اس طرح دوسری قسم کے لوگ یعنی دوزخی جن کو قرار دیا ہے سے بھی یہی مراد ہے کہ دوزخیوں کی اکثریت ان ہی لوگوں پر مشتمل ہو گی۔ علماء نے لو اقسم علی اللہ کے معنی بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ اگر وہ شخص اللہ کے لطف و کرم پر اعتماد کر کے کسی کام

کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھالے تو اللہ اس کو سچا کرتا ہے اور اس کے اعتماد کو پورا کرتا ہے یعنی اس کی قسم ٹوٹتی نہیں بلکہ پوری ہوتی ہے۔ ترجمہ میں اس معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ دوسرے یہ کہ اگر وہ شخص اپنے پروردگار سے کسی چیز کا طلب گار ہوتا ہے اور اس کو قسم دے کر اپنی مراد پوری ہونے کی دعا کرتا ہے تو پروردگار اس کی قسم کی لاج رکھتا ہے اور اس کی مراد پوری کرتا ہے۔

اور تیسرے یہ کہ اگر وہ شخص کسی کام کے بارے میں قسم کھا کر یہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ اس کام کو کرے گا یا اس کام کو نہیں کرے گا تو اللہ اس کی قسم کو سچا کرتا ہے یعنی اس طرح کرتا ہے جو اس کی قسم کے مطابق ہوتا ہے۔ زنیم کے معنی کمینہ کے ہیں اور اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو اپنے آپ کو کسی ایسی قوم یا طبقے کی طرف منسوب کرلے جس سے حقیقت میں وہ کوئی تعلق نہیں رکھتا اسی لئے زنیم کا ترجمہ حرام زادہ کیا جاتا ہے چنانچہ عتل اور زنیم کے الفاظ قرآن کریم میں بھی آئے ہیں اور مذکورہ بالا معنی ہی ان میں الفاظ کا مصداق ولید بن مغیرہ کو قرار دیا گیا ہے جو کفار مکہ میں سے نہایت بدظن اور اسلام و پیغمبر اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔

مفلس تکبر کرنے والے کیلئے وعید کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا یعنی یا تو رضا و خوشنودی کا کلام نہیں کرے گا یا مطلق کوئی کام نہیں کرے گا اور نہ ان کی تعریف وستائش کرے گا اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے دردناک عذاب ہوگا ایک تو زنا کار بڈھا، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا تکبر کرنے والا مفلس۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1033)

قیامت کے دن سے میدان حشر کا وقت مراد ہے جب اللہ کے فضل وعدل، غضب و ناراضگی اور رضا کا ظہور ہوگا اور جنتیوں و دوزخیوں کے بارے میں فیصلہ صادر کئے جائیں گے۔ "ولا یزکیھم" کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمہ میں بیان کئے گئے ہیں جب کہ اللہ میدان حشر میں اپنی تمام مخلوق کے سامنے اپنے مومن اور نیکوکار بندوں کی تعریف وستائش کرے گا تو اس وقت ان تین طرح کے آدمیوں کو اس تعریف وستائش سے خارج کردیا جائے گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں طرح کے آدمیوں کو اپنے عفو و درگزر کے ذریعہ اپنے گناہوں کی نجاست سے پاک وصاف نہیں کرے گا۔ لھم عذاب الیم۔ کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ دوسری روایت کا تتمہ ہے یا اس کا تعلق اصل حدیث سے ہے اور یہ دوسرا احتمال زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے حاصل یہ ہے کہ مذکورہ باتیں دراصل اللہ کے غضب و کبر اور اس کی ناراضگی سے کنایہ ہیں، چنانچہ جو کوئی کسی شخص سے ناراض وخفا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے نہ اس سے کلام کرتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کو سزا و تنگی میں مبتلا کردیتا ہے۔

حدیث میں جن تین برائیوں کے مرتکبین کے بارے میں وعید بیان فرمائی گئی ہے وہ ہر حال میں مذموم اور مستوجب عذاب ہیں خواہ ان برائیوں کا مرتکب کسی درجہ کا کسی حثیت کا اور کسی عمر کا آدمی ہو لیکن یہاں ان برائیوں کے تعلق سے جن تین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اعتبار سے ان برائیوں کی سنگینی کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے، مثلاً زنا ایک بہت برا فعل ہے اور جب یہ فعل جوان کے حق میں بھی بہت بڑا گناہ ہے جو طبعی طور پر معذور بھی ہوتا ہے تو ایک بڈھے کے حق میں یہ فعل کہیں زیادہ برا ہوگا کہ کیونکہ نہ تو وہ طبعی طور پر اس کی احتیاج رکھتا ہے کہ اور نہ اس کی طبیعت پر جنسی خواہش اور قوت مردی کا وہ غلبہ ہوتا ہے جو بسا اوقات عقل وشعور سے

بیگانہ اور خوف الٰہی سے غافل کر دیتا ہے لہذا جو بڈھا زنا کا مرتکب ہوتا ہے وہ گویا اپنی نہایت بے حیائی اور خبث طبیعت پر دلالت کرتا ہے اسی طرح جھوٹ بولنا ہر شخص کے حق میں برا ہے لیکن بادشادہ کے حق میں بہت ہی برا ہے کیونکہ اس پر ملک کے انتظام رعایا کے مصالح و مفاد کی رعایت اور مخلوق اللہ کے معاملات کی نگہداشت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کا ایک ادنیٰ سا حکم پورے ملک کے نظم و نسق پر اثر انداز ہوتا ہے اگر وہ جھوٹ بولے تو اس کی اس برائی کی وجہ سے پورا ملک اور ملک کے تمام لوگ مختلف قسم کی برائیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں، علاوہ ازیں جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ عام طور پر اس برائی کا ارتکاب اپنے کسی فائدہ کے حصول یا کسی نقصان کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں۔

جب کہ ایک بادشاہ حاکم یہ مقصد بغیر جھوٹ بولے بھی حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے، لہذا اس کا جھوٹ بولنا نہ صرف بالکل بے فائدہ بلکہ نہایت مذموم ہوگا اسی پر تکبر کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے جو چیزیں عام طور پر انسان کو غرور و تکبر میں مبتلا کرتی ہیں جیسے مال و دولت اور جاہ اقتدار وغیرہ اور اگر کسی شخص میں پائی جائیں اور وہ ان چیزوں کی وجہ سے تکبر کرے تو اگر چہ اس شخص کو بھی برا کہیں گے مگر اس کا تکبر کرنا ایک طرح سے سمجھ میں آنے والی بات ہوگی اس کے برخلاف اگر کوئی فقیر و مفلس تکبر کرے کہ جو نہ تو مال و دولت رکھتا ہے اور نہ جاہ و اقتدار وغیرہ کا مالک ہے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہوگا اور اس کے بارے میں اس کے علاوہ کیا کہا جائے گا کہ وہ خبث باطن اور طبیعت کی کمینگی میں مبتلا ہے۔ بعض حضرات نے عائل مستکبر میں لفظ عائل سے مفلس کے بجائے عیال دار مراد لیا ہے کہ یعنی جو لوگ بال بچے دار ہوں اور اپنی خستہ حالت کی وجہ سے اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے پر قادر ہوں لیکن اس کے باوجود از راہ تکبر صدقہ و زکوۃ مال قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں لوگوں کی تواضع و امداد کو ٹھکراتے ہوں۔

اور اسی طرح وہ اپنے اہل و عیال کی ضرورت کو پورا کرنے سے بے پرواہ ہو کر گویا ان کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرتے ہوں تو ایسے لوگ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہیں واضح رہے کہ اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد اور غیرت و خودداری کے تحت اپنی حالت کو چھپانا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم و حیاء کرنا تو ایک الگ چیز ہے لیکن سخت احتیاج و اضطرار کے باجود کبر و نخوت اختیار کرنا اور از راہ تکبر لوگوں کا احسان قبول نہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کو نہایت مذموم قرار دیا گیا ہے۔

شیخ زان "کے بارے میں بھی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں شیخ سے مراد محض شادی شدہ شخص بھی ہو سکتا ہے خواہ وہ بوڑھا یا جوان جیسا کہ اس منسوخ التلاوت "الشیخ والشیخة اذا زنیا ۔۔۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے چنانچہ ایسے شخص کے حق میں زنا کا زیادہ ہونا شرعاً بھی اور عرفاً بھی بالکل ظاہر بات ہے اسی لئے ایسے شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے اسی طرح ملک کذاب کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک سے مراد غنی و مالدار شخص بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کسی مفلس یا قلاش شخص کا جھوٹ بولنا تو ایک درجہ میں سمجھ آنے والی بات ہے کیونکہ وہ اپنی تنگ دستی و خستہ حالی کی وجہ سے بسا اوقات اپنی کسی سخت غرض اور شدید دنیاوی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے جب کہ غنی و مالدار شخص اپنے مال و زر کی وجہ سے ایسی کوئی احتیاج نہیں رکھتا اور وہ جھوٹ بولے بغیر بھی اپنی غرض پوری کر سکتا ہے لہذا جھوٹ بولنا اس کے حق میں زیادہ برا ہے۔

عائل مستکبر کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ یہاں عائل یعنی مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو فقراء و مساکین کے ساتھ تکبر

کرے فقراء و مسکین کے ساتھ تکبر کرنا سخت برا ہے جب کہ مغرور کے ساتھ تکبر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس جملہ کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو کسب و کمائی اور محنت و مشقت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے پر قادر ہو مگر اس کے باوجود از راہ رعونت کوئی کسب و کمائی محنت مزدوری کرنے کو کسر شان سمجھتا ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے اور ہٹے کٹے لوگ کام کاج کرنے اور محنت و مزدوری کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں خواہ ان کو اور ان کے متعلقین کو فاقوں کی اذیت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی ہو یا ناروا طور پر دوسرے لوگوں کے کاندھوں کا بار ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ طریقہ یقیناً تکبر کے ہم معنی ہیں اور یہ تکبر مالداروں کے تکبر سے زیادہ کہیں برا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رعونت و نخوت بیجا شان دکھانے خواہ مخواہ کے لئے اپنے اور اپنے متعلقین کو تکلیف و ہلاکت میں مبتلا کرنے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ناجائز طور پر مال حاصل کرنے پر ہے خصوصاً ایسی صورت میں اس کی تکبر کی برائی اور کہیں بڑھ جاتی ہیں۔

جبکہ ایسا کوئی شخص اپنے دست و بازو کے ذریعہ اپنا اور اپنے متعلقین کا رزق حاصل کرنے کے بجائے دین کا لبادہ اوڑھ لے اور اپنی وضع قطع دین داروں اور بزرگوں کی سی بنا کر اپاہج کی طرح بیٹھ جائے اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی مصنوعی بزرگی کا سکہ جما کر ان کے کاندھوں کا بار رہنا ہے۔

تکبر کرنے والوں کے انجام کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم و جثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا اور ہر طرف سے ذلت و خواری کو پوری طرح گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام بولس ہے ہانکا جائے گا وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائیگی۔ اور دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور کچ لہوان کو پلایا جائے گا۔ جس کا نام طینت الخبال ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1036)

چھوٹی چیونٹیوں کی طرح " کے اصل مفہوم کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ چیونٹیوں کی تشبیہ دراصل اس بات سے کنایہ ہے کہ تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن میدان حشر میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ حاضر ہوں گے اور گویا وہ لوگوں کے پاؤں کے نیچے اس طرح پامال ہوں گے جس طرح چیونٹیوں کو روندا جاتا ہے ان حضرات کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قیامت کے دن مخلوق کا اٹھنا اور ان کے اجسام کا دوبارہ بننا ان ہی اجزاء اصل کے ساتھ ہوگا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے جیسا کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص میدان حشر میں اپنے اجزاء اعضاء کے ساتھ اٹھ کر آئے گا جن پر دنیا میں اس کا جسم پر مشتمل تھا اور ظاہر ہے کہ چیونٹی کی صورت اس کا جثہ اس جسم و بدن کے اجزاء اصلی کے حامل نہیں ہو سکتا اس لئے حدیث فی الصور مردوں کی صورت میں کے الفاظ بھی اس قول پر دلالت کرتے ہیں۔ ملا علی قاری نے بھی اس کے بارے میں کئی اقوال نقل کئے ہیں اور پھر تورپشتی کی طرف منسوب کر کے یہ بیان کیا ہے کہ ہم اس حدیث کے ظاہری معنی اس لئے مراد لیتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ قیامت کے دن دوبارہ اٹھ کر میدان حشر میں آئیں تو ان کے جسم و بدن ان ہی اجزاء پر مشتمل ہوں

گے جن پر دنیا میں ان کے جسم تھے۔

یہاں تک کہ ان کے عضو تناسل کی کھال کا وہ حصہ بھی لگا دیا جائے گا جو ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے گویا سارے لوگ غیر مختون اٹھیں گے لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان کے جسم کے سارے اجزاء یہاں تک کہ ناخن اور بال وغیرہ بھی ایک چیونٹی کے جثہ کے برابر ہو جمع ہو جائیں۔ آخر میں ملا علی قاری نے تورپشتی کے مذکورہ قول کے مخالفین کے جواب بھی نقل کئے ہیں اور ان پر شک کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے تو اس وقت اللہ دوسرے لوگوں کی طرح تکبر کرنے والوں کے جسم کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اور وہ بھی اپنے تمام اجزاء معدومہ کے ساتھ اپنے پورے جسم میں اٹھ کر آئیں گے تاکہ ہر ایک کی دوبارہ جسمانی تخلیق کی قدرت پوری طرح ثابت ہو جائے لیکن پھر ان لوگوں کو میدان حشر میں مذکورہ جسم وصورت میں تبدیل کر دے گا یعنی ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح ہو جائیں گے۔

اور ان کی صورت مردوں کی سی رہے گی اور یہ تبدیلی جسم اس لئے ہوگی کہ تاکہ ان کی ذلت وہانت پوری مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جائے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب مذکورہ لوگ حساب و کتاب کی جگہ آئیں گے اور ان کے سامنے عذاب الٰہی کی نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس وقت وہ ہیبت و دہشت کے سبب اس قدر گھٹ جائیں گے کہ ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح معلوم ہوں گے اور اہل دوزخ کا اپنی اپنی حالتوں اور گناہوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں جیسے کتے سور، گدھے، وغیرہ کی شکلوں میں تبدیل ہو جانا مختلف منقولات سے ثابت ہے۔ لفظ بولس "باء کے زبر، واؤ کے جزم اور لام کے زبر کے ساتھ اور قاموس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ با کے پیش کے اور لام کے زیر کے ساتھ ہے جو بلس سے مشتق ہے اور جس کے معنی تحیر اور ناامیدی کے ہیں شیطان کا نام ابلیس بھی اسی سے مشتق ہے۔ "آگوں کی آگ میں" کی طرف نسبت ایسی ہے جیسے آگ کی نسبت کسی ایسی چیز کی طرف کی جائے جس کو آگ جلا دیتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ آگ اس طرح کی ہوگی کہ وہ خود آگ کو لکڑی کی طرح جلائے گی۔

طینۃ الخبال میں لفظ خبال خاء کے زبر کے ساتھ ہے اور اس کے لغوی معنی فساد اور خرابی کے ہیں اور جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طینۃ الخبال، ان دوزخ کے عصارہ کا نام ہے اور عصارہ اس پیپ، خون اور کچ لہو کو کہتے ہیں جو دوزخیوں کے زخموں سے بہے گا۔

بَاب الْحَيَاءِ

یہ باب حیاء کے بیان میں ہے

حیاء کے معنی ومفہوم کا بیان

حیاء " سے مراد شرمندہ اور محجوب ہونا اور حیاء دراصل اس کیفیت کا نام ہے جو کسی انسان پر عیب برائی کے خوف وندامت کے وقت طاری ہو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بہترین حیاء وہی ہے جو نفس کو اس چیز میں مبتلا ہونے سے روکے جس کو شریعت نے بری قرار دیا ہے۔ حضرت جنید کا یہ قول کہ حیاء اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ کی نعمتوں کے حاصل ہونے اور ان نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنے کی وجہ سے

وحشت کے ساتھ دل میں پائی جائے اور حضرت رقاق کا قول یہ ہے کہ حیاء اس کیفیت کا نام ہے جو آقا کے سامنے درخواست وطلب سے باز رکھتی ہے۔

81- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عُتْبَةَ مَوْلًى لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنْ عَذْرَآءَ فِيْ خِدْرِهَا وَكَانَ اِذَا كَرِهَ شَيْئًا رُئِيَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں بیٹھی ہوئی لڑکی سے زیادہ حیاء والے تھے جب آپ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو آپ کے چہرے سے اس بات کا پتہ چل جاتا تھا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو کیونکہ حیاء ایک شاخ ہے ایمان کی۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1000)

وہ صحابی اپنے بھائی کو زیادہ حیاء کرنے سے منع کر رہے تھے کہ جو شخص زیادہ حیاء کرنے لگتا ہے وہ رزق علم حاصل کرنے سے باز رہتا ہے چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طرح کہتے ہوئے سنا تو ان کو منع کیا کہ تم اپنے اس بھائی کو حیاء کرنے سے نہ روکو کیونکہ حیاء بذات خود بہت اعلیٰ وصف ہے اور ایمان کی ایک شاخ ہے۔

علامہ طیبی نے لفظ یعظ سے مراد یتذر رہے یعنی وہ صحابی اپنے بھائی کو ڈرا دھمکا رہے تھے امام راغب نے لکھا ہے کہ وعظ کے معنی ہیں کسی کو اس طرح تنبیہ کرنا کہ اس میں کچھ ڈر بھی ہو۔ خلیل نے یہ بیان کیا ہے کہ وعظ کہتے ہیں کہ خیر بھلائی کی اس طرح نصیحت کرنا کہ اس کے اس سے دل نرم ہو جائے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں وعظ عتاب کے معنی میں ہے جیسا کہ ایک روایت میں یعظ کے بجائے یعاتب کا لفظ منقول ہے۔

اسلام کا اخلاق حیاء ہونے کا بیان

82- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر دین کا مخصوص اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا مخصوص اخلاق ''حیاء'' ہے۔

81: اخرجه البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3562' ورقم الحدیث: 3563' ورقم الحدیث: 6102' ورقم الحدیث: 6119' اخرجه مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 5986

82: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء نیکی اور بھلائی کے سوا کوئی بات پیدا نہیں کرتا ایک اور روایت میں یہ ہے کہ حیاء کی تمام صورتیں بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1001)

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بسا اوقات حیاء بعض حقوق کی ادائیگی جیسے امر بالمعروف میں مخل ہوتی ہے تو اس اعتبار سے حیاء کی تمام صورتیں کو بہتر قرار دینا کیسے درست ہوسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو حیاء اظہار حقیقت اور حق کی ادائیگی سے باز رکھے اس کو حیاء کہا جاتا ہی نہیں ہے بلکہ اس کو عجز اور بزدلی کہیں گے جو ایک طرح کی خرابی اور نقصان ہے اور اگر اس کو حیاء کہا بھی جائے تو زیادہ سے زیادہ مجازا کہا جا سکتا ہے کیونکہ شریعت کی نظر میں حقیقی حیاء وہی ہے کہ جو برائی کو ترک کرنے کا باعث بنے علاوہ ازیں یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ حیاء کے زیادہ صحیح معنی نفس کا برائی سے رک جانا خواہ وہ برائی طبعی ہو یا شرعی۔ اور شریعت میں جس حیاء کو بہتر اور قابل تعریف کہا گیا ہے اس کی صحیح پہچان یہ ہے کہ نفس اس چیز کو اختیار کرنے سے باز رہے جس کو شریعت نے برائی قرار دیا ہے خواہ وہ حرام ہو یا مکروہ یا ترک اولی لہذا مذکورہ بالا اشکال کا زیادہ واضح جواب یہ ہے کہ یہ کلیہ حیاء خیر کلہ، حیاء کی ان صورتوں کے ساتھ خاص ہے جو حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے مطابق ہوں۔

83- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَّاِنَّ خُلُقَ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر دین کا مخصوص اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا مخصوص اخلاق حیاء ہے۔

شرح

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین اور مذہب میں ایک خلق ہے (یعنی ہر مذہب والوں میں ایک ایسی صفت و خصلت ہوتی ہے جو ان کی تمام صفتوں پر غالب اور ان کی ساری خصلتوں سے اعلی ہوتی ہے) اور اسلام کا وہ خلق حیاء ہے۔ اس روایت کو مالک نے بطریق ارسال نقل کیا ہے (کیونکہ زید صحابی نہیں ہیں بلکہ تابعی ہیں نیز ابن ماجہ اور شعب الایمان میں بیہقی نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1018)

یہاں "حیاء" سے اس چیز میں شرم و حیاء کرنا مراد ہے، جس میں حیاء کرنا مشروع ہے چنانچہ جن چیزوں میں شرم و حیاء کرنے کی اجازت نہیں ہے جیسے تعلیم و تدریس، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ادائیگی حق کا حکم دینا خود حق کو ادا کرنا اور گواہی دینا وغیرہ وغیرہ

ان میں شرم وحیاء کرنے کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ حدیث کا زیادہ مفہوم بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دین کے لوگوں پر کوئی نہ کوئی وصف وخصلت غالب رہتی ہے چنانچہ اہل اسلام پر جس طبعی وصف وخصلت کو غالب قرار دیا گیا ہے وہ حیاء ہے اور باوجودیکہ حیاء بھی ان اوصاف وخصائل میں سے ہے جو تمام ادیان ومذاہب کے لوگوں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں لیکن اسی وصف وحیاء کو خاص طور پر اہل اسلام پر غالب کیا گیا ہے اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں اس جوہر کو بہت کم رکھا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حیاء نہ صرف یہ کہ طبعی خاصیتوں اور خصلتوں میں سب سے اعلی درجہ رکھتی ہے بلکہ یہ وہ جوہر ہے جس سے انسانی اخلاق وکردار کی تکمیل بھی ہوتی ہے اور چونکہ حضور نے فرمایا کہ "**بعثت لاتمم مکارم الاخلاق** "(میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں) اس لئے اس جوہر کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے اخلاق اوصاف کو کمال کے درجہ پر پہنچایا گیا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ صرف حیاء ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہم سے پہلے کی امتوں میں تمام ہی اخلاق وخصائل ناقص تھے۔

یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور آپ کی برکت سے ملت اسلامیہ میں تمام اخلاق وخصائل کو کامل ومکمل کیا گیا اسی لئے ملت اسلامیہ کی اس خاصیت کو اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ "آیت (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس) "(تم کو دنیا والوں کے لئے سب سے بہتر امت بنا کر پیدا کیا گیا ہے الخ)۔۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے مذکورہ بالا روایت کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بطریق موقوفہ نقل نہیں کیا ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر اسلوب سے یہ گمان ہوسکتا ہے بلکہ بطریق مرفوع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے طور پر نقل کیا ہے نیز مذکورہ عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں یعنی ابن ماجہ اور بیہقی میں سے ہر ایک نے ان دونوں صحابی سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ مذکورہ عبارت میں ان دونوں کا ذکر علی الترتیب ہو یعنی ابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے، لیکن جامع صغیر میں اس حدیث کو ابن ماجہ کے سلسلہ کے ساتھ براویت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح بیہقی نے بھی اس روایت کو ان دونوں صحابی سے نقل کیا ہے۔

اخلاق سے متعلق بعض احادیث کا بیان

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جن باتوں کی نصیحت ووصیت فرمائی ان میں سب سے آخری وصیت جو آپ نے اس وقت فرمائی جب کہ میں نے (گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے اپنا پاؤں رکھا تھا یہ تھی کہ معاذ لوگوں کی تربیت وتعلیم کے لئے خوش خلقی اختیار کرنا۔ (مؤطا امام مالک، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر **1020**)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ حیات میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا چنانچہ جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا منصب سنبھالنے کے لئے یمن روانہ ہونے لگے تو حضور نے ان کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں گھوڑے پر سوار کرایا اور رخصت کرنے کے لئے خود پا پیادہ کچھ دور تک ان کے ساتھ گئے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ الفاظ بھی فرمائے کہ معاذ، شاید تم پھر مجھے نہ دیکھ پاؤ چنانچہ معاذ کو اس کے بعد سرکار رسالت پناہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی، وہ یمن

ہی میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمالیا، بہرحال حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس وصیت کا ذکر کیا ہے وہ اسی موقع پر ان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نصیحت تھی۔
سیوطی کہتے ہیں کہ یہاں "لوگوں " سے مراد وہ لوگ ہیں جو خوش خلقی اور نرمی ومہربانی کے مستحق ہوں ورنہ جہاں تک اہل کفر وفسق اور ظالموں کا تعلق ہے وہ اس دائرہ سے خارج ہیں اوران کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا حکم ہے بلکہ سرکش لوگوں کے ساتھ اختیار کی جانے والی سختی درشتی کو ظاہر کرنا ہی حسن خلق میں داخل ہے کیونکہ نہ صرف ان کی تربیت وتہذیب اسی سختی ودرشتی پر منحصر ہوتی ہے بلکہ ان کے ساتھ اختیار کئے جانے والے اس رویہ کے ساتھ دوسرے لوگوں کے حالات کی بہتری وسلامتی بھی وابستہ ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سیوطی کے نزدیک گویا حدیث میں حسن خوش خلقی سے مراد نرمی ومہربانی اور عفو درگزر کا رویہ اختیار کرنا۔

حضرت مالک سے منقول ہے کہ ان تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں یعنی اس دنیا میں میری بعثت کا ایک عظیم مقصد یہ ہے کہ انسانی اخلاق واوصاف کو بیان کروں اوران کو درجہ کمال تک پہنچا دوں۔ (موطا امام مالک اور احمد نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے) اپنی بہترین صورت وسیرت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکرادا کرتے تھے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1021)

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد بزرگوار حضرت امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا، رسول اللہ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں وہ اللہ کہ جس نے مجھ کو بہترین تخلیق سے نوازا میرے اخلاق وکردار کو اچھا بنایا اور مجھ میں ان چیزوں کو آراستہ جو میرے عیب ونقصان کا باعث ہیں، اس روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1022)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعض آدمیوں کی جسمانی تخلیق میں کوئی عیب ونقصان ہوتا ہے کہ مثلا کوئی شخص ایک ہاتھ سے یا ایک آنکھ سے محروم ہوتا ہے یا کسی شخص کو کوئی ٹانگ ٹیڑھی ہوتی ہے یا کوئی اور عضو ناقص ہوتا ہے اس طرح اللہ نے مجھ میں کوئی جسمانی عیب نقصان نہیں رکھا بلکہ مجھ کو تمام عیوب سے محفوظ رکھا ملا علی قاری کی وضاحت سے یہ معلوم ہوتا ہے نقصان وعیب عام ہیں کہ اس کا تعلق خواہ جسمانی تخلیق وپیدائش سے ہو یا اخلاق وکردار سے، بہرحال یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کسی بھی انسان کے مقابلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر وصورت بہت اعلی اور بہت خوب تھی اور جیسا کہ طیبی نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد، بعثت لاتمم۔ کی وضاحت بھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے حسن وصورت وحسن سیرت پر اللہ کا شکرادا کرنا اوراس کی حمد وثناء کرنا، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس حمد وشکر کی طرح ہے جس کو قرآن میں اللہ نے یوں فرمایا: آیت (ولقد اتینا داود۔ الخ۔ یعنی بلاشبہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم سے مالا مال کیا اوران دونوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے مومن بندوں میں سے اکثر فضیلت عطا فرمائی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آئینہ دیکھنا مستحب ہے اوراپنے حسن وصورت اور حسن سیرت پر اللہ کی حمد وثناء کرنا بھی مستحب ہے

کیونکہ یہ دونوں نعمتیں اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں لہذا ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے رہی یہ بات کہ ظاہری حسن وخوبصورتی ایک ایسی چیز ہے جس کو آئینہ میں دیکھا جاسکتا ہے لہذا آئینہ دیکھ کر اس پر شکر ادا کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اس کے ساتھ حسن سیرت یا حسن خلق کا ذکر سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ وہ ایک پوشیدہ چیز ہے جس کا آئینہ میں دیکھا جانا ناممکن ہی نہیں ہے؟ اس کے جواب میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ بے شک حسن سیرت کوئی نظر آنے والی چیز نہیں ہے لیکن انسان کا ظاہر بہر حال اس کے باطن کی غمازی کرتا ہے اور کسی دوسرے کے بارے میں بات چاہے صحیح نہ ہو لیکن رسول اللہ پر یہ بات ضرور صادق آتی ہے کہ حسن صورت سیرت کا ایک جلی عنوان ہوتا ہے جس کو دیکھ کر باطن کے احوال کا ادراک کیا جاسکتا ہے لہذا اس مناسبت سے حضور نے حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت کو بھی ذکر فرمایا اور اگر یہ سوال پیدا ہو کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آئینہ دیکھ کر مذکورہ طرح سے حمد وثناء کریں یا اس طرح حمد وثناء کرنا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا اور دوسرے لوگ وہ دعا پڑھیں جو آگے آنے والے حدیث میں نقل کی گئی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حمد وثناء اور شکر جو الفاظ مذکور ہیں ان کو ہر مومن پڑھ سکتا ہے کیونکہ انسان اس اعتبار سے کہ وہ اچھی صورت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے کہ اور وہ صاحب الایمان ہے بلاشک وشبہ اللہ کی مخلوق کامل اور دین واخلاق کے اوصاف سے مزین ہونا ہوتا ہے تاہم بعض حضرات نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء اور شکر کے مذکورہ الفاظ اپنی ذات کے تعلق سے فرمائے ہوئے تھے اور ظاہر ہے کہ حسن صورت اور حسن سیرت کا وصف جو کمال ونہایت کے ساتھ حضور کی ذات میں تھا وہ کسی دوسرے میں نہیں ہوسکتا اس لئے کسی دوسرے کے لئے ان الفاظ کو استعمال کرنا موزوں نہیں ہوگا امت کے بعض افراد کے اعتبار سے اس طرح کے الفاظ کے استعمال کو جائز نہ کہا جائے لیکن امت کے لئے بہتر یہی ہے کہ اسی دعا کو اختیار کیا جائے جو اگلی حدیث میں منقول ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! تو نے میری جسمانی تخلیق کو اچھا کیا ہے لہذا میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا۔ (احمد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1023)

یہ دعا یا تو آپ مطلق کسی بھی وقت فرماتے تھے یا آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر فرماتے تھے جیسا کہ جزری نے حصن حصین میں صراحت بھی کی ہے کہ اور پہلی حدیث کے مطابق یہی زیادہ موزوں ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا تو امت کی تعلیم تلقین کے لئے تھی تا کہ امت کے لوگ اپنے حق میں اسی طرح دعا مانگا کریں اور یا اس دعا کا تعلق خود آپ کی ذات سے تھا اس صورت میں آپ کی مراد گویا یہ طلب درخواست تھی کہ خدایا اپنے دین کو کامل اور اپنی نعمتوں کو پورا کردے اس مراد کا قرینہ اس صورت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کو اچھا اور مہذب کرنے کا ذریعہ قرآن کریم تھا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیا ہے آپ نے فرمایا قرآن۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اخلاق کا اچھا ہونے کی دعا کرنا در حقیقت قرآن کو نازل کرنے اور اس کے نزول کو پورا کرنے کی طلب درخواست تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں

بہترین لوگ کون ہیں صحابہ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیں فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو لمبی عمر والے ہیں اور جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ (احمد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1024)

ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے اخلاق واطوار پاکیزہ اور اچھے ہوں گے ان کی عمر زیادہ ہوگی تو وہ نیکیاں اور عبادتیں بہت کریں گے جس کے نتیجے میں ان کو فضائل و کمالات بھی زیادہ حاصل ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی عمر کا دراز ہونا اس کے حق میں بہت مبارک ہے اور حقیقت میں دراز عمر شخص وہی ہے جو نیک کاموں میں مشغول رہے۔ "اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان میں کامل ترین لوگ وہی ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں۔

(ابوداؤد، دارمی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1024)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سخت سست باتوں کو سن کر حیرت کرتے اور مسکراتے تھے یہاں تک کہ جب وہ شخص برا بھلا کہنے میں حد سے گزر گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی بعض باتوں کا جواب دیا یعنی انہوں نے بھی اس شخص کو برا بھلا کہا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے حضور کے پیچھے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جب وہ شخص مجھ کو برا بھلا کہہ رہا تھا آپ وہاں بیٹھے رہے لیکن میں نے جب اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اس میں آپ کے اٹھنے کی کیا حکمت تھی حضور نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ جب تک تم خاموش رہے تو تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے اس کو جواب دے رہا تھا مگر جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان درمیان میں کود پڑا پھر فرمایا تین باتیں ہیں اور وہ سب حق ہیں ایک تو یہ کہ جو بندہ کسی کے ظلم کا شکار ہوتا ہے محض اللہ کی رضا کے لئے نہ اپنے عجز کی وجہ سے اس ظالم سے چشم پوشی کرتا ہے یعنی اس سے درگزر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب یا اس کے اس وصف کے سبب پر دنیا و آخرت میں اپنی مدد کے ذریعہ اس بندہ کو مضبوط و قوی بناتا ہے دوسرے یہ کہ جو بھی بندہ اپنی عطاء و بخشش کا دروازہ کھولتا ہے کہ تا کہ اس کے ذریعہ اپنے قرابت داروں اور مسکینوں کے ساتھ احسان و نیک سلوک کرے تو اللہ اس کے عطا و بخشش کے سبب اس کے مال و دولت میں اضافہ کرتا ہے اور تیسرے یہ کہ جو شخص سوال گدائی کا دروازہ کھولتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ اپنی دولت کو بڑھائے تو اللہ اس کو گدائی کے سبب اس کے مال دولت میں کمی پیدا کر دیتا ہے اور اس کو نقصان و بربادی سے دوچار کر دیتا ہے یا اس کو خیر و برکت سے اس طرح محروم کر دیتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے مال میں کمی نقصان کو محسوس کرتا رہتا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1025)

حیرت کرتے اور مسکراتے تھے میں حیرت کا تعلق تو اس شخص کی بدزبانی اور اس میں شرم و حجاب کی کمی سے تھا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صبر و تحمل اور ان کے باوقار و بردبار رویہ سے تھا اور مسکرانے کا تعلق اس فرق سے تھا کہ جو آپ نے ان دونوں کے درمیان دیکھ رہے تھے علاوہ ازیں آپ کی نظر ان دونوں کے حق میں مرتب ہونے والے نتیجہ پر تھی کہ وہ شخص تو اپنی بدکلامی کے سبب عذاب کا مستوجب ہو رہا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صبر تحمل کی چشم پوشی کے سبب رحمت الٰہی نازل ہو رہی تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی باتوں کا جواب دیا گویا انہوں نے اس موقع پر جواب دے کر رخصت واجازت پر عمل کیا جو ایک عام آدمی کے لئے موزوں ہے اس عزیمت کو ترک کیا جو خواص کے مرتبہ وشان کے عین مطابق ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا آیت (جزاء سیئۃ)۔ برائی کا بدلہ اس برائی کے مطابق لیا جاسکتا ہے لیکن جو شخص درگزر کرے اور صبر اختیار کرے گویا دونوں پہلوں کی رعایت کی مگر نگاہ نبوت میں چونکہ ان کے لئے وہ مرتبہ کمال مطلوب تھا جو ان کی شان صدیقیت کے مطابق ہے اس لئے ان کا اس شخص کی بعض باتوں کا جواب دینا بھی حضور کو پسند نہیں آیا اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو ناراض ہو جانے والے شخص پر ہوتی ہے۔

چنانچہ آپ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تا کہ ایک طرف تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رویہ پر ناپسندیدگی کا اظہار ہو جائے اور دوسری طرف اللہ کے اس ارشاد پر عمل بھی ہو جائے کہ، آیت (واذا سمعوا اللغو)۔ یعنی جب وہ کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔ "شیطان درمیان میں کود پڑا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا یہ واضح فرمایا کہ جب تم خود جواب دینے لگے تو پھر شیطان کو دخل دینے کو موقع مل گیا اور وہ فرشتہ جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا آسمان پر چلا گیا اور تم یہ جانتے ہو کہ جب کسی معاملہ میں شیطان کود پڑتا ہے تو کیا کچھ نہیں ہو جاتا اور وہ بے حیائی و برائی پر اکسانے کے علاوہ اور کیا کرتا ہے چنانچہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں شیطان کا داؤ تم پر نہ چل جائے اور تم اپنے مخالف سے بدلہ لینے میں حد سے زیادہ نہ بڑھ جاؤ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم جو مظلوم تھے ظالم کی جگہ پر آ جاؤ جب کہ چاہیے یہ کہ تم اللہ کے مظلوم بندے بنو ظالم بندے نہ ہو۔

84- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو اَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُولٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

◄► حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کو سابقہ انبیاء کے کلام میں سے جو بات ملی ہے اس میں سے ایک یہ بات بھی ہے: جب تمہیں حیاء نہ آئے تو تم جو چاہو وہ کرو۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بات پہلے انبیاء پر اترنے والے کلام سے ماخوذ ہے اور جس کا حکم ابھی تک باقی ہے نہ اس کو منسوخ قرار دیا گیا ہے اور نہ اس میں کوئی تغیر وتبدل ہوا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ جملہ میں جوامر کا صیغہ استعمال ہوا ہے یعنی جو جی چاہے کر اس سے حکم دینا طلب مراد نہیں ہے بلکہ یہ امر بطور خبر کے ہے جس کا مطلب ہے کہ جو چیز بری باتوں سے باز رکھتی ہے وہ حیاء ہے اور جب حیاء نہ رہے اور آدمی بے حیائی کا شیوہ اپنالے تو پھر وہ جو چاہے کرے گا اور اس سے کسی گناہ اور کسی برائی کو اختیار کرنے میں کوئی باک نہیں ہوگا یا یہ کہ امر کا صیغہ بطور تہدید وتوبیخ کے ہے اور اس سے مقصد یہ آگاہی دینا ہے کہ جب تم نے بے حیائی کی کمر باندھ لی تو جی چاہے کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ جب تمہیں اپنے سارے کرتوتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی گویا یہ جملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آیت (اعملو ماشئتم)

84: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3483' ورقم الحدیث: 6120' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4797

بدزبانی جفاء ہونے کا بیان

85- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ مِنَ الْاِيمَانِ وَالْاِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ

◄► حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہوگا اور بدزبانی جفاء کا حصہ ہے اور جفاء جہنم میں ہوگی۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء اور ایمان کو ایک دوسرے کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے لہذا جب کسی کو ان دونوں میں سے کسی ایک سے محروم کیا جاتا تو وہ دوسرے سے بھی محروم رکھا جاتا ہے یعنی جو شخص ایمان سے محروم رہتا ہے وہ حیاء سے محروم رکھا جاتا ہے اور جس میں حیاء نہیں ہوتی اس میں ایمان بھی نہیں ہوتا اور ایک دوسری روایت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے یوں ہے کہ ان دونوں میں سے جب ایک کو دور کیا جاتا ہے تو دوسرا بھی جاتا رہتا ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1019)

حیاء کے سبب آراستگی ہونے کا بیان

86- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا شَانَهُ وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا زَانَهُ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: فحاشی جس چیز میں ہوگی اسے بدنما کردے گی اور حیاء جس چیز میں بھی ہوگی اسے آراستہ کردے گی۔

شرح

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کی شاخیں ستر سے کچھ اوپر ہیں ان میں سب سے اعلیٰ درجہ کی شاخ زبان ودل سے اس بات کا اقرار واعتراف ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب سے کم درجہ کی شاخ کسی تکلیف دینے والی چیز کا راستہ سے ہٹا دینا ہے نیز شرم وحیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(صحیح البخاری، صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 4)

اس حدیث میں ایمان کے شعبوں اور شاخوں کی تعداد بتائی گئی ہے یعنی وہ چیزیں مل کر کسی کو ایمان واسلام کا مکمل پیکر اور خوشنما مظہر بناتی ہیں۔ یہاں تو صرف ان شعبوں اور شاخوں کی تعداد بتلائی گئی ہے لیکن بعض احادیث میں ان کی تفصیل بھی منقول ہے اور

85: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

86: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1974

وہ اس طرح ہے: پہلی چیز تو بنیادی ہے یعنی اس حقیقت کا دل و دماغ میں اعتقاد و یقین اور زبان سے اقرار و اظہار کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کی ذات وصفات برحق ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، بقاء اور دوام صرف اسی کی ذات کے لئے ہے جب کہ کائنات کی تمام چیزیں فنا ہو جانے والی ہیں، ایسے ہی اللہ کے رسولوں، اس کی کتابوں اور فرشتوں کے بارے میں اچھا اعتقاد اور حسن یقین رکھنا اور ان کو برحق جاننا، آخرت کا عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد قبر میں برے اور گنہگار لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اچھے نیک بندوں پر اس کا انعام واکرام ہوتا ہے۔

قیامت آئے گی اور اس کے بعد حساب و کتاب کا مرحلہ ضرور آئے گا، اس وقت ہر ایک کے اعمال ترازو میں تولے جائیں گے جن کے زیادہ اعمال اچھے اور نیک ہوں گے ان کو پروانہ جنت دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جن کے زیادہ اعمال برے ہوں گے، ان کی فرد جرم ان کے بائیں ہاتھ میں تھمادی جائے گی۔ تمام لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ مومنین صالحین ذات باری تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ نیک اور اچھے لوگ بہشت میں پہنچائے جائیں گے اور گنہگاروں کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔ جس طرح جنتی (مومن) بندے جنت میں ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام اور اس کی خوشنودی سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اسی طرح دوزخی لوگ (کفار) ہمیشہ ہمیشہ اللہ کے مسلط کئے ہوئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ ایمان کے شعبوں اور شاخوں میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ سے ہر وقت لو لگائے رہے اور اس سے محبت رکھے اگر کسی غیر اللہ سے محبت کرے تو اللہ کے لئے کرے یا کسی سے دشمنی رکھے تو اللہ کے لئے رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و برتری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو رواں دینا اور پھیلانا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اس طرح رچ بس جائے کہ اس محبت کے مقابلہ میں دنیا کی کسی بھی چیز اور کسی بھی رشتہ کی محبت کوئی اہمیت نہ رکھے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اتباع شریعت ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کی تعمیل کرتا ہے اور شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے لیکن جو آدمی اللہ اور رسول کے احکام و فرمان کی تابعداری نہ کرتا ہو تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ اس کا دل اللہ و رسول کی پاک محبت سے بالکل خالی ہے۔

یہ بھی ایمان کی ایک شاخ ہے کہ جو عمل کیا جائے خواہ وہ بدنی ہو یا مالی، قولی ہو یا فعلی اور یا اخلاقی وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو، نام و نمود یا کسی دنیاوی غرض سے نہ ہو پس جہاں تک ہو سکے اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ نفاق اور ریا کا اثر عمل کے حسن و کمال اور تاثیر کو ختم کر دے گا۔ مومن کا دل ہمہ وقت خوف اللہ اور خشیت الٰہی سے بھرا ہو اور اس کے فضل و کرم اور رحمت کی امیدوں سے معمور رہنا چاہیے، اگر بتقاضائے بشریت کوئی بری بات یا گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر فوراً خلوص دل سے توبہ کے بعد آئندہ کے لئے گناہوں سے اجتناب کا عہد کرے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور اپنے اچھے عمل اور نیک کام میں اللہ کی رحمت اور اس کے انعام واکرام کی آس لگائے رہے۔

درحقیقت یہ ایمان کا ایک بڑا تقاضہ ہے کہ جب کبھی کوئی گناہ جان بوجھ کر یا نادانستہ سرزد ہو جائے تو فوراً احساس ندامت و شرمندگی کے ساتھ اللہ کے حضور اپنے گناہ سے توبہ کرے اور معافی و بخشش کا طلبگار ہو، اس لئے کہ ارتکاب گناہ کے بعد توبہ کرنا شرعاً ضروری اور لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے اگر اس نے اولاد عنایت فرمائی ہو تو فوراً عقیقہ کرے، اگر نکاح کیا ہو تو ولیمہ کرے، اگر قرآن مجید حفظ یا ناظرہ ختم کیا ہو تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے، اللہ نے اگر مال دیا ہے تو زکوٰۃ ادا کرے۔ عیدالفطر کی تقریب میں صدقۃ الفطر دے اور بقرعید میں قربانی کرے۔ یہ بھی ایمان کا تقاضہ ہے کہ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، مصیبت پر صبر کرے، اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ہر مشقت برداشت کرے، گناہوں سے بچتا رہے۔ تقدیر اور اللہ کی مرضی پر راضی رہے، اللہ پر توکل کرے، بڑوں اور بزرگوں کی تعظیم و احترام، چھوٹوں اور بچوں سے شفقت و محبت کا معاملہ کرے اور کبر و غرور، نخوت و تکبر کو چھوڑ کر کسر نفسی و تواضع اور حلم و بردباری اختیار کرے۔ "حسن اسلام" اور "تکمیل ایمان" کے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ برابر کلمہ توحید و شہادت کا ورد رکھے۔

قرآن شریف پڑھے اگر جاہل ہو تو عالم سے علم کی دولت حاصل کرے اگر عالم ہو تو جاہلوں کو تعلیم دے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے اللہ سے مدد کا طلب گار ہو اور دعا مانگے اور اس کا ذکر کرتا رہے اپنے گناہوں سے استغفار کرے اور فحش باتوں سے بچتا رہے، ہر وقت ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک رہے۔ نمازوں کا پڑھنا خواہ فرض ہوں یا نفل اور وقت پر ادا کرنا، روزہ رکھنا، چاہے نفل ہو یا فرض، ستر کا چھپانا، صدقہ دینا خواہ نفلی ہو یا لازمی، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت و ضیافت کرنا، اعتکاف میں بیٹھنا، شب قدر اور شب برأت میں عبادت کرنا، حج و عمرہ کرنا، طواف کرنا۔

دارالحرب یا ایسے ملک سے جہاں فسق و فجور، فحش و بے حیائی اور منکرات و بدعات کا زور ہو، دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جانا، بدعتوں سے بچنا اپنے دین کو بری باتوں سے محفوظ رکھنا، نذروں کا پورا کرنا، کفاروں کا ادا کرنا، حرام کاری سے بچنے کے لئے نکاح کرنا۔ اہل و عیال کے حقوق پورے طور پر ادا کرنا، والدین کی خدمت کرنا اور ہر طرح ان کی مدد کرنا اور خبر گیری رکھنا، اپنی اولاد کی شریعت کے مطابق تربیت کرنا اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک کرنا اپنے حاکموں، افسروں اور مسلمان سرداروں کی تابعداری کرنا بشرطیکہ وہ خلاف شرع چیزوں کا حکم نہ دیں۔ غلام اور باندی سے نرمی اور بھلائی سے پیش آنا، اگر صاحب اقتدار اور حاکم و جج ہو تو انصاف کرنا، لوگوں میں باہم صلح صفائی کرانا، اسلام سے بغاوت کرنے والوں اور دین سے پھرنے والوں سے قتل و قتال کرنا، اچھی باتوں کی تبلیغ کرنا، بری باتوں سے لوگوں کو روکنا، اللہ کی جانب سے مقرر کی ہوئی سزاؤں کا جاری کرنا، دین و اسلام میں غلط باتیں پیدا کرنے والوں اور اللہ و رسول کا انکار کرنے والوں سے حسب قوت و استطاعت خواہ ہتھیار سے خواہ قلم و زبان سے جہاد کرنا، اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرنا، امانت کا ادا کرنا، مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرنا، وعدے کے مطابق قرض پورا کرنا، پڑوسی کی دیکھ بھال کرنا اور اس کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا، لوگوں کے ساتھ بہترین معاملہ کرنا، حلال طریقہ سے مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا، مال و دولت کو بہترین مصرف اور اچھی جگہ خرچ کرنا۔

فضول خرچی نہ کرنا، سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا، جب کسی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہنا، خلاف تہذیب کھیل کود

اور برے تماشوں سے اجتناب کرنا، لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانا اور راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹادینا تا کہ راہ گیروں کو تکلیف و نقصان نہ پہنچے، یہ سب ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں ہیں۔ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کے ہٹانے کا یہ مطلب ہے کہ اگر راستے میں پتھر یا کانٹے پڑے ہوں جس سے راہ گیر کو تکلیف پہنچ سکتی ہو یا نجاست و غلاظت پڑی ہو یا ایسی کوئی بھی چیز پڑی ہو جس سے راستے پر چلنے والوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو مومن کا یہ فرض ہے کہ انسانی واخلاقی ہمدردی کے ناطے اس کو ہٹادے اور راستہ صاف کر دے۔ اور اسی طرح خود بھی ایسی کوئی چیز راستے میں نہ ڈالے جو راستہ چلنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو اور عارفین کی رمز شناس نگاہوں نے تو اس سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ انسان اپنے نفس کو ایسی تمام چیزوں سے صاف کرلے جو توجہ الی اللہ اور معرفت کے راستہ کی رکاوٹ ثابت ہوتی ہیں اور اپنے قلب سے برائی و معصیت کے خیال تک کو کھرچ کر پھینک دے۔ بہر حال یہ تمام باتیں ایمان کے شعبے ہیں جن پر مومن کا عمل کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ ایمان کی تکمیل اور اسلام کا حسن ان ہی چیزوں سے پیدا ہوتا ہے اگر کوئی آدمی ان باتوں سے خالی ہے اور اس کی زندگی ان کی شعاعوں سے منور نہیں ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اس کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوئی اس کو چاہیے کہ اللہ کی مدد اور اس کی توفیق چاہ کر ان اہم باتوں کو اختیار کرے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصف حیاء کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکر نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اندر بلالیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے، حضرت ابوبکر (کچھ دیر تک بیٹھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے پھر حضرت عمر نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اندر بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے حضرت عمر (بھی کچھ دیر تک بیٹھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے اور پھر جب حضرت عثمان نے حاضری کی اجازت چاہی (اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کرلیا (یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں) جب حضرت عثمان (اور خدمت اقدس میں حاضر دوسرے لوگ) چلے گئے تو عائشہ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر اندر تو آپ نے نہ جنبش کی اور نہ ان کی پرواہ کی، (بلکہ اسی طرح لیٹے رہے اور اپنے کپڑے بھی درست نہیں کئے نہیں) اسی طرح حضرت عمر اندر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی نہ حرکت کی اور نہ ان کی پرواہ کی، مگر جب حضرت عثمان اندر داخل ہوئے تو آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کرلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں "اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ عثمان بہت حیادار آدمی ہیں میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان کو اسی حالت میں بلالیا (کہ میری رانیں یا پنڈلی کھلی ہوئی ہوں) تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا نہیں کریں گے یعنی اگر وہ مجھ کو اس حالت میں دیکھیں کے تو غلبہ ادب اور شرم وحیا سے میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور جس مقصد سے یہاں آئے ہیں اس کو پورا کئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 678)

اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے "حدیث کی شرح میں اس عبارت کے تحت امام نووی نے لکھا ہے کہ مالکی اور

دوسرے حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ "ران " جسم کا وہ حصہ ہے جس کو "ستر "میں شمار کیا جائے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو یہی بات یقینی نہیں ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رانیں کھولے ہوئے لیٹے تھے اگر یہ یقینی ہوتا تو حدیث کے راوی کو "اپنی رانیں یا پنڈلیاں "کے الفاظ سے یہ شک وتر دد ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک کا جو حصہ کھولے ہوئے لیٹے تھے وہ رانیں تھیں یا پنڈلیاں؟

جب الفاظ حدیث سے رانوں کا کھولنا یقینی طور پر ثابت نہیں تو پھر رانوں کا ستر نہ ہونا یعنی رانیں کھولنے کا جواز اس حدیث سے ثابت کرنا غیر موزوں بات ہے دوسرے اس بات کا قریبی امکان ہے کہ "رانیں کھولنے "سے مراد رانوں پر سے کرتے کا دامن ہٹا ہونا "ہو یعنی ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانیں بالکل کھلی ہوئی تھیں کہ ان پر نہ تہبند تھا اور نہ کرتے کا دامن بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند تو باندھ رکھا تھا جس میں رانیں چھپی ہوئی تھیں مگر رانوں کے اوپر سے کرتے کا دامن ہٹا ہوا تھا، اس کی تائید نہ صرف یہ کہ آگے کی عبارت سے سمجھ میں آتی ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت، مزاج اور اس معمول کے پیش بھی یہی بات زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے جو آل واصحاب کے ساتھ مخالطت ومجالست کے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور کپڑوں کو درست کرلیا "ان الفاظ میں اس طرف واضح اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رانوں یا پنڈلیوں میں سے کوئی بھی عضو پوری طرح کھولے ہوئے نہیں لیٹے تھے بلکہ تہبند کے علاوہ اور کوئی کپڑا رانوں یا پنڈلیوں پر نہیں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانیں پوری طرح کھلی ہوئی ہوتیں تو یہاں وسوی ثیابہ (اور کپڑوں کو درست کرلیا) کے بجائے یہ الفاظ ہوتے کہ: وستر فخذیہ (اور اپنی رانوں کو ڈھک لیا)۔ "جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔

امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ ارشاد گرامی حضرت عثمان کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ "حیاء "فرشتوں کی ایک اعلی صفت ہے جو مذکورہ الفاظ کے ذریعہ حضرت عثمان میں ثابت کی گئی ہے اور مظہر نے لکھا ہے: یہ الفاظ حضرت عثمان کی اس عزت وتوقیر کو ظاہر کرتے ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھی لیکن اس سے نہ تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے اس مقام ومرتبہ پر کوئی فرق پڑتا ہے جو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کو حاصل تھا اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی بہ نسبت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی، دراصل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو تعلق، محبت اور قربت کا جو خصوصی مقام بارگارہ رسالت میں حاصل تھا وہ اسی "بے تکلفی "کا متقاضی تھا، جس کا اظہار ان دونوں کی آمد پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ جس طرح لیٹے تھے اسی طرح لیٹے رہ گئے۔ سب جانتے ہیں، جیسا کہ کہا گیا ہے: اذا حصلت الالفة بطلت الکلفة: اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ حدیث فضیلت عثمان کے موضوع سے زیادہ فضیلت ابوبکر وعمر کے موضوع سے تعلق رکھتی نظر آتی ہے مگر حدیث کا ظاہری مفہوم اور اس کا سیاق وسباق چونکہ حضرت عثمان کی تعظیم وتوقیر پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس حدیث کو حضرت عثمان کے مناقب کے باب میں ذکر کرنا ہی زیادہ موزوں ہے یہ حقیقت بھی ذہن میں رہنے چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء وصحابہ میں سے جو شخص جس صفت کا زیادہ حامل ہوتا تھا اور جس کی طبیعت ومزاج پر جس خصلت وخوبی کا غلبہ ہوتا تھا آپ اسی صفت وخصلت کی رعایت سے اس کے ساتھ سلوک فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت عثمان پر چونکہ صفت حیاء کا غلبہ تھا اس لئے آپ ہمیشہ ان کا حجاب ولحاظ کرتے تھے جب کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر چونکہ آپ سے بہت بے تکلف تھے اس لئے ان کے ساتھ بے تکلفی کا معاملہ رکھتے تھے۔ فرشتوں نے حضرت عثمان سے جن مواقع پر حیاء کی ہے ان میں سے ایک یہ نقل کیا گیا ہے کہ مدینہ میں ایک قضیہ کے دوران حضرت عثمان جو آگے بڑھے تو ان کا سینہ کھل گیا اور فرشتے فورا پیچھے ہٹ گئے۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو متوجہ کیا کہ اپنا سینہ ڈھک لیں۔ اس کے بعد فرشتے اپنی جگہ واپس آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرشتوں سے ان کے پیچھے ہٹنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ عثمان کی حیاء سے ہم پیچھے ہٹ گئے تھے اور جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توجہ دلانے پر اپنا سینہ ڈھک لیا تو ہم اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

حیاء کرنے کے حق کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ "اللہ سے حیاء کرو جیسا کہ حیاء کا حق ہے (یعنی جس طرح اللہ سے حیاء کرنی واجب ہے) اور جس حیاء کا وہ لائق ہے اس حیاء کا حق ادا کرو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا جو حق ہے اس حق کو ادا کرو) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! ہم بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں (بایں طور کہ فی الجملہ اس کے اوامر ونواہی پر عمل کرتے ہیں) اور تعریف اللہ کے لئے ہے (یعنی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "حیاء کا حق یہ نہیں ہے جسے تم یہ کہتے ہو کہ ہم اللہ سے حیاء کرتے ہیں بلکہ (حیا کا حق تو یہ ہے کہ) جو شخص اللہ سے حیاء کرنے میں حیاء کا حق ادا کرے تو اسے چاہیئے وہ سر کی اور جو کچھ سر کے ساتھ ہے اس کی محافظت کرے اور پیٹ کی اور جو کچھ پیٹ کے ساتھ ہے اس کی محافظت کرے اور اسے چاہیئے کہ موت کو اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے کو یاد رکھے اور جو شخص آخرت کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت و آرائش کو چھوڑ دیتا ہے لہٰذا جس شخص نے یہ (مذکورہ بالا ہدایت پر عمل) اس نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی اور حق حیاء ادا کیا "احمد و ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 86)

سر کی محافظت کا مطلب یہ ہے کہ سر جسے اللہ نے شرف مکرمت سے نوازا ہے اللہ کے علاوہ کسی اور کے کام نہ آئے۔ سر کو جسے اللہ نے انسانی تقدس عطا فرمایا ہے انسان کے ہاتھوں تراشے گئے فانی بتوں اور خود انسانوں کے سامنے سجدہ ریز کر کے ذلیل نہ کیا جائے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اپنی دینداری کا سکہ جمانے کے لئے نماز نہ پڑھی جائے۔ سر کو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جھکایا نہ جائے اور سر کو از راہ غرور و تکبر بلند نہ کیا جائے۔ "سر کے ساتھ " کی چیزوں سے مراد ہیں۔ زبان، آنکھ اور کان اور ان چیزوں کی محافظت کا مطلب یہ ہے کہ ان اعضاء کو گناہ سے بچایا جائے، جیسے زبان کو غیبت میں مبتلا نہ کیا جائے اور نہ جھوٹ بولا جائے آنکھ سے نامحرم اور گناہ کی چیزیں نہ دیکھی جائیں اور کان سے کسی کی غیبت اور جھوٹ مثلاً کہانی وغیرہ نہ سنی جائے۔ "پیٹ کی محافظت " کا مطلب یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزیں نہ کھائی جائیں۔ "پیٹ کے ساتھ " کی چیزوں سے جسم کے وہ حصے اور اعضاء مراد ہیں جو پیٹ سے ملے ہوئے ہیں، جیسے ستر، ہاتھ پاؤں اور دل وغیرہ، مطلب یہ ہے کہ جسم کے ان اعضاء اور حصوں کو بھی

گناہ سے محفوظ رکھا جائے مثلاً ستر کو حرام کاری میں مبتلا نہ کیا جائے، گناہ و فواحش کی جگہ جیسے میلے، تماشے، ناچ گانے میں نہ جایا جائے کہ اس طرح پاؤں معصیت سے محفوظ رہیں گے ہاتھوں سے کسی کو کسی بھی طرح کی ایذاء نہ پہنچائی جائے۔ جیسے نہ کسی کو مارے پیٹے، نہ کسی کا مال چوری کرکے یا چھین کرلے اور نہ نامحرم کو ہاتھ لگائے، اسی طرح دل کو برے عقیدوں، گندے خیالات اور اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی یاد سے پاک رکھا جائے۔

آخر میں انسان کے جسم خاکی کے فانی ہونے کا احساس دلایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ اس بات کو کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ آخرت کا ایک نہ ایک دن اس دنیا سے تعلق ہو جائے گا اور یہ فانی جسم خواہ کتنا ہی حسین و جمیل اور باعظمت کیوں نہ ہو قبر کی آغوش میں سلا دیا جائے گا جہاں گوشت تو گوشت ہڈیاں تک بوسیدہ و خاک ہو جائیں گی۔ پھر اس کے بعد آیت (ومن اراد الآخرۃ) الخ فرما کر ایک ضابطہ بیان فرما دیا گیا ہے کہ جو شخص جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے وہ دنیا اور دنیا کی لذات و خواہشات کو ترک کر دیتا ہے، نیز یہ کہ جو شخص آخرت کے ثواب اور وہاں کی ابدی نعمتوں اور سعادتوں کی خواہش رکھتا ہے وہ دنیا کی ظاہری زیب و زینت چھوڑ دیتا ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں پورے کمال کے ساتھ کسی ایک شخص میں یہاں تک کہ اولیاء میں بھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس حدیث کو لوگوں کے سامنے زیادہ سے زیادہ بیان کرنا، اس کی اشاعت کرنا اور اس کے مفہوم و مطالب سے عوام کو باخبر کرنا بڑی سعادت اور فضیلت کی بات ہے، چنانچہ نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو کثرت کے ساتھ ذکر و بیان کرنا مستحب ہے۔

بَاب الْحِلْمِ

یہ باب بردباری کے بیان میں ہے

غصہ کو پی لینے والے کیلئے پسندیدہ حور ہونے کا بیان

87- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ اَبِي اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي مَرْحُوْمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَّهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِي اَيِّ الْحُوْرِ شَآءَ

◆◆ حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنے غصے پر قابو پالے اس وقت جب وہ اس کا اظہار کر سکتا ہو' تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام مخلوق کی موجودگی میں بلائے گا اور اسے اختیار دے گا' وہ جس ''حور'' کو چاہے (حاصل کرلے)۔

شرح

حضرت سہل بن معاذ اپنے والد (حضرت معاذ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے باوجودیکہ وہ اس غصہ پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو قیامت کے دن اللہ اس کو مخلوق کے روبرو بلائے گا اور [illegible] کو یہ

87: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4777' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2021' و رقم الحدیث: 2493

اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے پسند کر لے، اس روایت کو ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں کہ جو انہوں نے سوید بن وہب سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے ایک صاحبزادے سے نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ حضور نے (تو قیامت کے دن اللہ اس کو مخلوق کے روبرو بلائے گا الخ۔) کے بجائے اس طرح فرمایا کہ اللہ اس شخص کے دل کو امن و امان سے معمور کرے (جو اپنے غصہ کو پی جائے) اور حضرت سوید کی یہ روایت "من ترک لبس ثوب جمال الخ۔ کتاب اللباس میں نقل کی جا چکی ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1017)

اللہ اس کو مخلوق کے روبرو بلائے گا " کا مطلب یہ کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے درمیان اس شخص کو نیک شہرت دے گا، اس کی تعریف و توصیف کرے گا اور اس پر فخر کا اظہار کرے گا نیز اس کے بارے میں اعلان کیا جائے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کے اندر اتنی بڑی خوبی تھی۔ غصہ پر قابو پانے کی صفت کو اتنا اونچا مقام دینے کی وجہ یہ ہے کہ غصہ دراصل نفس امارہ کی ہیجانی کیفیت کا نام ہے اور جس نے اپنا غصہ پی لیا اس نے گویا اپنے نفس امارہ کو کچل ڈالا اسی لئے غصہ پر قابو پانے والوں کی تعریف حق تعالیٰ نے بھی ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ آیت (والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس) "اور جو شخص اپنے نفس کو اس کی خواہش سے باز رکھتا ہے اس کا آخری ٹھکانہ جنت اور اس کا انعام حور عین ہے واضح رہے کہ جب اتنا عظیم اجر محض غصہ کو پی جانے پر حاصل ہوگا تو اس شخص کے مقام و مرتبہ کی بلندی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو محض غصہ کو پی جانے پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ عفو و احسان کا برتاؤ بھی کرے چنانچہ امام ثوری فرماتے ہیں کہ اصل احسان یہی ہے کہ تم اس شخص پر احسان کرو جو تمہارے ساتھ برائی کرے کیونکہ جس شخص نے تم پر احسان کیا ہے اگر تم اس پر احسان کرتے ہو تو وہ تمہارا احسان نہیں بلکہ بدلہ چکانا ہے۔

معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار تیرے بندوں میں سے کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے پروردگار نے فرمایا وہ بندہ جو قادر ہونے کے باوجود عفو و درگزر کرے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1043)

اگر اس پر کسی شخص نے کوئی ظلم کیا اور اس کو رنج و تکلیف میں مبتلا کیا تو وہ اس سے انتقام لینے کی طاقت وقدرت رکھنے کے باوجود اس کو معاف کر دے حضرت موسیٰ کی طبیعت چونکہ جلالی کیفیت غالب تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس جواب کے ذریعہ گویا ان کی تلقین کہ وہ عفو درگزر کا رویہ اختیار کریں۔ جامع صغیر کی ایک روایت میں منقول ہے جو شخص انتقام لینے کی طاقت وقدرت کے باوجود عفو و درگزر کرے تو اللہ تعالیٰ یوم عسرت یعنی قیامت کے دن اس کے ساتھ عفو و درگزر فرمائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی زبان کو بلند رکھتا ہے اللہ اس کے عیوب کو ڈھانک لیتا ہے یعنی جو شخص لوگوں کے ان عیوب اور برائیوں کو چھپانے اور بیان کرنے سے باز رہتا ہے جو اس کے علم میں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب و معاصی کو لوگوں کی نگاہوں سے یا اعمال لکھنے والے فرشتوں سے اور یا دونوں سے چھپاتا ہے جو شخص اپنے غصہ کو ضبط کرتا ہے تو اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائے گا اور جو شخص اپنے گناہ و تقصیر پر نادم ہو کر اللہ

تعالیٰ سے عفو و درگزر کرے گا تو اللہ اس کی عفو خواہی کو قبول کرتا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1044)

88- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ دِينَارٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عُمَارَةَ الْعَبْدِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَتْكُمْ وُفُودُ عَبْدِ الْقَيْسِ وَمَا يُرَى أَحَدٌ فِينَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ جَاءُوا فَنَزَلُوا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَقِيَ الْأَشَجُّ الْعَصَرِيُّ فَجَاءَ بَعْدُ فَنَزَلَ مَنْزِلًا فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ وَوَضَعَ ثِيَابَهُ جَانِبًا ثُمَّ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَشَجُّ إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمَ وَالتُّؤَدَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشَيْءٌ جُبِلْتُ عَلَيْهِ أَمْ شَيْءٌ حَدَثَ لِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ شَيْءٌ جُبِلْتَ عَلَيْهِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: تمہارے پاس عبدالقیس کے قبیلے کا وفد پہنچنے والا ہے راوی بیان کرتے ہیں' ہم نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ابھی ہم اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ لوگ آ گئے وہ لوگ اترے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے صرف ''اشج عصری'' باقی رہ گیا وہ بعد میں آ گیا اس نے اپنی جگہ پر پڑاؤ کیا اپنی اونٹنی کو باندھا۔ اپنا کپڑا ایک طرف رکھا اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے اشج! تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں ان دونوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری اور دوسرا وقار۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میری فطرت کا حصہ ہیں یا بعد میں لاحق ہوئی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' یہ تمہاری فطرت کا حصہ ہیں۔

شرح

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تمہارے اندر جو دو خوبیاں ہیں ان کو اللہ بہت پسند کرتا ہے (خواہ کسی شخص میں ہوں حلم و بردباری اور دوسرے توقف و آہستگی۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 983)

عبدالقیس ایک قبیلہ کا نام ہے جب اس قبیلہ کے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات کے لئے مدینہ آئے اور مسجد نبوی کے سامنے پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فرط شوق سے اپنے اونٹوں سے کود پڑے بے تابانہ اور دیوانہ وار دوڑتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں محبت و عقیدت اور شوق ملاقات کی بے قراری کا اظہار نہایت جذباتی طور پر کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بیقرار اور مضطرب حالت میں دیکھا تو سکوت فرمایا ان سے کچھ نہیں کہا لیکن یہ لوگ عظیم المرتبت شخصیت اور اپنے سردار یعنی اشج کی زیر قیادت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے اور جن کا اصل نام منذر تھا ان کی

88: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کیفیت بالکل دوسری تھی وہ پہلے اپنی قیام گاہ پر اترے وہاں انہوں نے اپنے تمام رفقاء کا سامان جمع کیا اور ساری چیزوں کو باندھ کر اطمینان کے ساتھ نہائے دھوئے نہایت نفیس پاکیزہ زیب تن کئے اور پھر انتہائی وقار و تمکنت کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مسجد نبوی میں آئے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی دعا مانگی اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ وضع اور روش بہت پسند آئی اور ان سے مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے۔

ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے ان دونوں خوبیوں کا ہونا بیان فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے اندر جو یہ دو خوبیاں ہیں ان کو میں نے از راہ تکلف اختیار کیا ہے اور میری خود ساختہ ہیں یا اللہ تعالیٰ نے ان کو میری فطرت میں پیدا کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان دونوں خوبیوں کو تمہارے مزاج و فطرت میں ودیعت رکھا ہے یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اللہ کا لاکھ شکر ہے اور احسان ہے کہ اس نے مجھ کو ان دو خوبیوں کے ساتھ استوار کیا جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے یعنی اگر یہ دونوں خوبیاں میری خود ساختہ اور از راہ تکلف اختیار کی ہوئی ہوتیں تو ان کے زائل ہونے یا ان میں نقصان پیدا ہو جانے کا خدشہ ہوتا ہے مگر چونکہ فطری طور پر ہیں اور اللہ کی عطا کی ہوئی ہیں اس لئے میں بجا طور پر امید رکھتا ہوں کہ یہ دونوں میرے اندر ہمیشہ رہیں گے اور باقی رہیں گے۔

89-حَدَّثَنَا اَبُوْاِسْحٰقَ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْجَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَشَجِّ الْعَصَرِيِّ اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمَ وَالْحَيَاءَ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عصری سے فرمایا: تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں ان دونوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ بردباری اور حیاء

شرح

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کامل بردبار نہیں ہوتا جب تک اس کو لغزش نہ ہوئی ہو اور کوئی شخص کامل حکیم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو تجربہ حاصل نہ ہوا ہو اس روایت کو احمد اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 985)

حدیث کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ حلم و بردباری اور لحاظ و مروت کا جوہر شخص میں ہوتا ہے جس نے دھوکا کھایا ہو لغزشوں اور خطاؤں سے دوچار رہا ہو گناہ و معصیت کا مرتکب ہو چکا ہو اور اپنے معاملات میں خلل نقصان برداشت کر چکا ہو اور ہوشیار ہونے کے بعد ندامت و خجالت کا بر گراں کاندھوں پر اٹھائے پھرا ہو ظاہر ہے کہ ایسا شخص چونکہ اچھی طرح جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کسی کے دکھ درد اور نفع نقصان کی کیا اہمیت ہوتی ہے کسی کے عیوب چھپانے اور کسی کی خطاؤں کی سے درگزر کرنے کی کتنی ضرورت ہوتی ہے اس لئے وہ دوسروں کے تئیں حلم و بردبار اور خیر خواہ ہوتا ہے لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے اور اگر کسی سے کوئی خطا ہو جاتی ہے

89: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2011

تو اس سے درگزر کرتا ہے۔

حکیم اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دانا و عقل مند ہے راست باز ہو کیونکہ حکمت کے معنی ہیں ہر چیز کی حقیقت و اصلیت کو جاننا اور تجرمہ کا مطلب ہے کاموں کی واقفیت حاصل کرنا اور کسی کام کو کرنے کا طریقہ جاننا لہذا فرمایا گیا ہے کہ جس شخص کو اشیاء کی حقیقت و پہچان حاصل ہوئی ہو ہر چیز کے نفع نقصان سے آگاہ ہوا حالات کے اتار چڑھاؤ اور معاملات و افراد کی بھلائی برائی سے وقف ہوا اس کو حکمت کی دولت مل گئی اور وہ کامل حکیم ہوا۔ اور اگر حکیم سے طبیب مراد لیا جائے تو بھی مطلب بالکل صاف ہے کہ کوئی شخص محض علم طب پڑھنے سے کامل و معالج نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے لئے تجربہ اور معالجہ کی مشق و مزاولت ضروری ہے۔

اللہ کی رضا کیلئے غصہ پی جانے کا بیان

90- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ جُرْعَةٍ اَعْظَمُ اَجْرًا عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اجر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصے کو پی جانے سے بڑا اور کوئی گھونٹ نہیں ہے۔ وہ غصہ جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پیتا ہے۔

شرح

حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کام میں آہستگی و بردباری اللہ کی طرف سے ہے یعنی یہ خوبی الہام الٰہی کے ذریعہ کسی انسان کو حاصل ہوتی ہے اور جلد بازی شیطان کی خصلت ہے اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 984)

اور جلد بازی شیطان کی خصلت ہے کا مطلب یہ ہے کہ کسی دنیاوی کام میں غور و فکر نہ کرنا، اس کے انجام پر نظر رکھے بغیر اس کو شروع کر دینا اور جلد بازی کی روش اختیار کرنا ایک ایسی خصلت ہے جس کو شیطان وسوسوں اور واہمات کے ذریعہ انسان کے اندر پیدا کرتا ہے جس سے اس کا مقصد اس کے کام کو خراب کرنا ہے اور خود اس کو پریشانیوں میں مبتلا کرنا ہے بعض حضرات نے یہ وضاحت کی ہے کہ اس سے وہ امور مستثنیٰ ہیں جن کی خیر و برکت میں کوئی شبہ نہیں یعنی اچھی چیزوں میں غفلت کرنا شیطان کی خصلت نہیں ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا: یسارعون فی الخیرات۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ جہاں تک عبادات و طاعات کا تعلق ہے تو جاننا چاہیے کہ ایک تو کسی عبادت و طاعت کی طرف سرعت و جلد رویہ کو اختیار کرنا ہے اور دوسرے اس عبادات و طاعت کو کرتے وقت جلد بازی کرنا ہے ظاہر ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے چنانچہ اول الذکر ایک مطلوب و مستحسن چیز ہے اور ثانی الذکر ایک مذموم خصلت ہے اس بات کو مثال کے طور پر یوں سمجھا جائے کہ ایک تو نماز کے لئے جلدی کرنا اور ایک نماز میں جلدی کرنا نماز کے لئے جلدی کرنا تو یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کو

90: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ادا کرنے میں تاخیر نہ کرنا جلدی جلدی تیاری کرے نماز پڑھنے لگے۔ یہ چیز صرف یہ ہے کہ اس جلد بازی میں شامل نہیں ہے جس کی برائی بیان کی گئی ہے بلکہ یہ ایک مستحسن عمل ہے اور نماز میں جلدی کرنا یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے لگے تو اس نماز سے جلد از جلد فارغ ہو جانے کی خاطر اس کے ارکان وافعال کی ادائیگی میں عجلت کرنے لگے یہ چیز یعنی کسی نیک کام کو جلد بازی سے پورا کرنا مذموم ہے لہذا ملا علی قاری کے مذکورہ الفاظ کا حاصل یہ نکلا کہ فرق شوق سے کسی اچھے کام کی طرف لپکنا اور اس کی انجام دہی کے لئے جلد از جلد تیار ہونا ایک اچھی چیز ہے اور اس اچھے کام کو جلد بازی کے ساتھ کرنا ایک بری چیز ہے۔

غصہ کے معنی ومفہوم کا بیان

غضب کے معنی ہیں غصہ ہونا اور حقیقت میں غضب یا غصہ اس طبعی کیفیت کو کہتے ہیں جو طبیعت ومزاج کے خلاف پیش آنے والی بات پر نفس کو برانگیختہ کرنا اور ناپسندیدہ چیز میں مغضوب علیہ کی طرف میلان کرتی ہے تاکہ اس سے انتقام لے سکے اور طبیعت کے خلاف پیش آنے والی صورت حال کو دور کر سکے اسی وجہ سے غصہ کی حالت میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔

اور رگیں پھول جاتی ہیں اسی طرح خوشی کی حالت میں بھی روح باہر کی طرف میلان کرتی ہے تاکہ اس چیز کے سامنے آ جائے جو خوشی کا باعث بنی ہے چنانچہ غصہ یا خوشی کی زیادتی کے وقت ہلاکت کا خوف اس لئے ہوتا ہے کہ اسے موقع پر روح پوری طرح بالکل نکل آنا چاہتی ہے اس کے برخلاف غم یا خوف کی حالت میں روح اندر کی طرف چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے چہرہ پر زردی چھا جاتی ہے اور جسم کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اس حالت میں بھی ہلاکت کا خوف ہوتا ہے کیونکہ روح پوری طرح اندر کی طرف چلی جاتی ہے اور مطلق سرد ہو جاتی ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ کی طرف غضب وغصہ کی نسبت کرنا جیسا کہ ایک موقع پر فرمایا گیا ہے کہ من لم یسال اللہ یغضب علیہ۔ جو شخص اللہ کے سامنے دست دراز نہیں کرتا تو اللہ اس پر غصہ ہوتا ہے۔ مجاز ہے اور اللہ کے غصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بندے سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو کوئی بادشاہ غصہ کے وقت اپنی رعایا کے ساتھ کرتا ہے یعنی سزا دیتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے غضب کی ضد حلم ہے اور حلم دراصل نفس وطبیعت کے اس سکون واستقلال کو کہتے ہیں کہ جو محبوب ترین چیز کے قریب پہنچ جانے اور مقصود ومراد کے بالکل سامنے ہونے کے وقت بھی انسان کو بے قرار نہیں ہونے دیتا جیسا کہ وفد عبدالقیس کے سردار حضرت منذر کے بارے میں یہ روایت منقول ہے کہ جب وہ اپنا وفد لے کر مدینہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس اضطراب بے قراری کا اظہار نہیں کیا جوان کی قوم کے دوسرے لوگوں نے ظاہر کیا تھا اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلم ووقار کی خوبیوں سے موصوف قرار دیا ہے۔

واضح رہے کہ غضب غصہ کوئی ایسی خصلت نہیں ہے جس کو بذات خود برا کہا جائے بلکہ اس میں برائی اس وقت آتی ہے جب اس کی وجہ سے راہ حق چھوٹ جائے اور احکام شریعت کی پابندی ترک ہو جائے چنانچہ جو غضب حق کی خاطر ہو اور حق کی راہ میں ہو اس کو محمود ومستحسن کہا جائے گا یہی وجہ ہے کہ راہ طریقت وسلوک میں ریاضت ومجاہدہ کا مقصد مطلق غضب وغصہ کو ختم کر دینا نہیں بلکہ اس کو قابو میں رکھنا اور حق کے تابع کرنا ہوتا ہے اور ویسے بھی قدرت نے غضب کو ایسی قوت بنایا ہے جو جسمانی نظام کو برقرار رکھنے کا

ذریعہ اور بقاء حیات کا سبب ہے کیونکہ یہ قوت غضبیہ ایسی ہوتی ہے جو مضرات موذیات سے بچاتی ہے۔

چنانچہ نباتات و جمادات کو نیست و نابود کرنے پر ہر کوئی اسی لئے قادر ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کو قوت غضبیہ سے محروم رکھا ہے اس کے برخلاف حکمت کاملہ الٰہی نے حیوان میں نہ صرف یہ کہ قوت غضبیہ پیدا کی ہے بلکہ ان کے بعض جسمانی حصوں کو گویا ایسے آلات و ہتھیار کے طور پر بنایا جن سے وہ اپنے نقصان وایذء سے اپنا دفاع کر سکیں جیسے سینگ اور دانت وغیرہ اور انسان میں اگرچہ اس طرح کی چیزیں پیدا نہیں کی ہیں لیکن اس کو وہ عقل و تدبیر دکھادی ہے جس کے ذریعہ وہ ضرورت و حالت کے مطابق ایسے آلات و ہتھیار بنا سکتا ہے جو اس کو نقصان پہنچانے والے سے محفوظ رکھتے ہیں۔

غصے سے اجتناب کرنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا مجھے کوئی نصیحت فرمادیجیے تاکہ میں اس پر عمل کر کے دین و دنیا کی بھلائی حاصل کروں آپ نے فرمایا غصہ مت کرو، اس شخص نے یہ بات کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمادیں کئی مرتبہ کہی اور آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ غصہ مت کرو۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1028)

چونکہ اس شخص میں غصہ کا مادہ زیادہ تھا اس لئے اس نے جتنی مرتبہ بھی یہ درخواست کی کہ مجھ کوئی نصیحت فرمادیجیے آپ نے یہی جواب دیا کہ غصہ مت کیا کرو چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ سوال کرنے والا جس حالت و کیفیت کا حامل ہوتا اس کو جواب اسی حالت و کیفیت کے مطابق ارشاد فرماتے اور ہر ایک کے مرض کا علاج اس کے احوال کی مناسبت سے تجویز فرماتے اسی لئے آپ نے اس شخص کے حق میں اجتناب کے حکم کو بار بار ظاہر کرنا ہی مناسب جانا۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ غضب و غصہ کی حالت دراصل شیطانی وسوسوں سے پیدا ہوتی ہے جس کے سبب انسان ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اعتدال کی راہ سے گزر جاتا ہے اور شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔

چنانچہ اس حالت میں وہ نہ صرف اس طرح اول فول بکنے لگتا ہے اور ایسے افعال و حرکات کا ارتکاب کرتا ہے جو شرعی طور پر بھی اور اخلاقی طور پر بھی نہایت برے اور نازیبا ہوتے ہیں بلکہ دل میں کینہ اور بغض بھی رکھتا ہے اس کے علاوہ ایسی اور بہت سی چیزیں اس سے صادر ہوتی ہیں جو بد خلقی و بدخوئی کی نشانیاں ہیں اور بسا اوقات تو غصہ کرنے والا اس درجہ مغلوب الغضب ہو جاتا ہے کہ اس سے کفر تک سرزد ہو جاتا ہے اس حقیقت سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ غضب و غصہ چونکہ انسان کو دین و دنیا کے سخت ترین نقصان میں مبتلا کر دیتا ہے اس لئے آپ نے مذکورہ شخص کے بار بار عرض گزار ہونے کے باوجود بس ایک ہی نصیحت کی کہ غصہ مت کرو اور ہر مرتبہ اسی کی تاکید کی گویا آپ نے اس کو یہ تعلیم ارشاد فرمائی کہ غصہ کا تعلق بد خلقی سے ہے اور بد خلقی محض ایک ہی برائی نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے نہ معلوم کتنی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور کتنے ہی نقصانات کرنا پڑتے ہیں لہذا غصہ سے اجتناب و پرہیز کر کے خوش خلقی اختیار کرو جو دین و دنیا کی بھلائیوں اور دارین کی سعادتوں کی ضامن ہے۔ ایک بات یہ جان لینی چاہیے کہ غصہ کا علاج بھی تجویز کیا ہے جو علم و عمل یا ظاہر و باطن کا مرکب ہے۔

چنانچہ اگر کوئی ایسی صورت حال پیش آجائے جو غصہ کا سبب ہو تو اس صورت میں علمی یا باطنی و قلبی علاج یہ ہے کہ دل میں یہ

تصور کرے اور اس پر یقین رکھے کہ کوئی کام اللہ کے ارادہ و تقدیر کے بغیر نہیں ہوتا جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، نفع نقصان سب اسی کے اختیار میں ہے، انسان تو ظاہر میں ایک آلہ ہے جس شخص کی طرف سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے اس پر غصہ ہونا ایسا ہے جیسے کوئی شخص چھری یا چاقو پر غصہ ہو کر اس نے کیوں کاٹا علاوہ ازیں اپنے نفس کو سمجھائے کہ دیکھ اللہ تعالیٰ کس قدر قادر ہے اور اس کا غضب کتنا ہی شدید ہے مگر اس کے باوجود وہ درگزر کرتا ہے۔

بندے اس کی کسی طرح مخالفت کرتے ہیں اور اس کے احکام سے کس طرح سرکشی اختیار کرتے ہیں لیکن وہ ان پر غضب نازل نہیں کرتا ہے پھر تو اتنا بڑا کہاں آیا کہ ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتا دوسرا علاج جو عملی یا ظاہری ہے وہ یہ کہ فوراً وضو کر ڈالے اور اعوذ پڑھنے لگے تا کہ پانی ٹھنڈک، غصہ کی حرارت کو فرو کر دے اور نفس دوسری طرف مشغول ہو جائے۔

غصے کو کنٹرول کرنا بہادری ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور اور پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑ دے اور اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1029)

اس ارشاد گرامی کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ اصل میں اگر کوئی چیز انسان کی سب سے بڑی دشمن اور اس کے مقابلہ میں سب سے زیادہ طاقتور ہے تو وہ خود اس کا نفس ہے اگر کوئی شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑتا رہا اور اپنے آپ کو طاقتور ترین دشمن کو بھی زیر کرتا رہا مگر خود اپنے نفس پر غالب نہیں آسکا تو یہ کوئی کمال نہیں ہے اصل کمال تو یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو زیر کرے جو اس کا اصل دشمن ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے، "تمہارے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

واضح رہے کہ بدن کی قوت ظاہری اور جسمانی ہے جو زوال پذیر اور فنا ہو جانے والی ہے اس کے برخلاف جو قوت نفس کو زیر کرتی ہے وہ دینی اور روحانی ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور ہمیشہ باقی رہتی ہے لہذا نفس امارہ کو مارنا وصف اور کمال کی بات ہے کہ جب کہ آدمی کو پچھاڑنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ

یہ باب غمگین ہونے اور رونے کے بیان میں ہے

حزن و بکاء کے معنی و مفہوم کا بیان

بکاء "کے معنی ہیں رونا اور آنسو بہانا۔ اگر یہ لفظ مد کے بغیر یعنی "بکا "ہو تو اس کا اطلاق کسی غم و حزن کی وجہ سے صرف آنسو بہنے پر ہوتا ہے اور اگر یہ لفظ مد کے ساتھ، یعنی بکاء ہو تو اس کا اطلاق آواز کے ساتھ رونے اور آنسو بہانے پر ہوتا ہے اور زیادہ مشہور مد کے ساتھ ہی ہے نیز ظاہر یہ ہے کہ عنوان بالا میں اس لفظ کا عام مفہوم مراد ہے یعنی رونا، خواہ خاموش آنسو بہانے کی صورت میں ہو یا بلند آواز کے ساتھ رونے کی صورت میں۔ اس سے تباکی کا لفظ نکلا ہے جس کے معنی ہیں رونے کی صورت بنانا، بہ تکلف رونا اور ان

چیزوں کو کہ جن سے رونا آئے۔ مبادا اور بیان کر کے زبردستی رونا، ابکاء بھی اسی لفظ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کسی کو رلانا۔ " خوف " کے معنی ہیں ڈرنا، دہشت کھانا اسی لفظ سے اخافت اور تخویف ہے، جس کے معنی ہیں ڈرانا، واضح رہے کہ "خوف "ایک خاص کیفیت وحالت کا نام ہے جو پیش آتی ہے۔ حاصل یہ کہ رونے اور ڈرنے سے مراد آخرت کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے عقاب وعتاب سے ڈرنا اور ان چیزوں کے خوف سے رونا گڑگڑانا ہے۔

91- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ مُّوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَآءَ اَطَّتْ وَحَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَّاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنِّىْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں وہ چیز دیکھ لیتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور اسے سن لیتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ بے شک آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے حق ہے کہ وہ چرچرائے کیونکہ اس میں چار انگلیوں جتنی بھی جگہ نہیں ہے (جو خلا ہو) ہر جگہ کسی فرشتے نے اپنی پیشانی رکھی ہوئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تم لوگ جان لو اس چیز کو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ رووُ اور تم بستروں پر خواتین سے لذت حاصل نہ کرو اور ویرانوں کی طرف نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے کے لئے۔ اللہ کی قسم! میری یہ خواہش ہے کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

شرح

لفظ "اطت "دراصل "اط "سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں آواز نکالنا، پالان اور زین وغیرہ کا چرچرانا، اونٹ کا تعب کی وجہ سے بلبلانا، اس حدیث میں آسمان سے آواز نکلنے کی جو بات فرمائی گئی ہے اس کا مفہوم بالکل ظاہر ہے کہ فرشتوں کی کثرت وازدہام اور ان کے بوجھ کی وجہ سے آسمان میں سے آواز نکلتی ہے جیسا کہ سواری کا جانور سواری کے بوجھ کی وجہ سے ایک خاص قسم کی آواز نکالتا ہے یا کسی تخت وپلنگ پر جب زیادہ لوگ بیٹھ جاتے ہیں تو وہ چرچرانے لگتا ہے یا آسمان میں سے نکلنے کا مطلب آسمان کا اللہ کے خوف سے نالہ وفریاد کرنا ہے اور اس جملے کا مقصد یہ آگاہی ہے کہ جب آسمان ایک غیر ذی روح اور منجمد چیز ہوتے ہوئے اور مقدس ملائکہ کی قرارگاہ کی حیثیت رکھنے کے باوجود خوف الٰہی سے نالہ وفریاد کرتا ہے تو انسان کہ جو جاندار ہے اور گناہ ومعصیت کی آلودگی رکھتا ہے، وہ کہیں زیادہ اس لائق ہے کہ خوف الٰہی سے گریہ وزاری اور نالہ وفریاد کرے۔ یہ معنی حدیث کے اصل مقصد سے زیادہ قریب اور مناسب تر ہیں۔ "اپنا سر سجدہ ریز کئے ہوئے نہ پڑے ہوں "سے مراد فرشتوں کا اللہ تعالیٰ کی عبادت وتابعداری میں مشغول ہونا ہے۔

91: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2312

یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے تا کہ وہ بات بھی اس جملے کے دائرہ مفہوم میں آ جائے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر فرشتہ اللہ کی عبادت وتابعداری میں مشغول ہے کہ کچھ تو قیام کی حالت میں عبادت گزار ہیں، کچھ رکوع کی حالت میں ہیں اور کچھ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان میں سے کسی خاص آسمان کا ذکر فرمایا ہے اور اس آسمان میں جو فرشتے ہیں وہ سب کے سب سجدہ کی ہی حالت میں پڑے ہوئے اللہ کی عبادت کررہے ہیں۔

صعدات "اصل میں "صعد " کی جمع ہے اور صعد جمع ہے صعید کی جیسے طرقات جمع ہے طرق کی اور طرق جمع ہے طریق کی۔صعید کے لغوی معنی مٹی، راستہ اور زمین کے بلند حصے کے ہیں اور یہاں حدیث میں اس سے مراد جنگل ہے۔ " کاش میں درخت ہوتا "یعنی انسان ہونے کی حیثیت سے گناہوں اور برائیوں کے ارتکاب سے بچنا بڑا مشکل ہے شیطان ہر وقت پیچھے لگا رہتا ہے نہ جانے کب اس کا داؤ چل جائے گا اور گناہ ومعصیت کا ارتکاب ہو جائے۔جس کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی اور اس کا عذاب مول لینا پڑ جائے گا۔

لہٰذا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آرزو ظاہر کی کہ کاش میں انسان نہ ہوتا تا کہ کل قیامت کے دن گناہوں کی آلودگی کے ساتھ نہ اٹھتا۔اور جس طرح ایک درخت کو کاٹ ڈالا جاتا ہے تو وہ سرے سے مٹ جاتا ہے، اسی طرح میں بھی ہوتا کہ مجھے کاٹ کر پھینک دیا جاتا اور میں آخرت میں ندامت وشرمندگی اور عذاب سے بچ جاتا۔واضح رہے کہ اس طرح کی غمناک اور درد انگیز آرزوئیں دوسرے بڑے صحابہ سے بھی منقول ہیں، مثلا ایک صحابی نے کہا تھا کہ کاش، میں بکری ہوتا جس کو لوگ کاٹ کر کھا جاتے ہیں۔

دوسرے صحابی نے کہا کاش میں پرندہ ہوتا کہ وہ جہاں چاہتا ہے بیٹھ جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے چلا جاتا ہے۔اس پر کوئی فکر اور کسی چیز کا دباؤ نہیں ہوتا یہ سب مقدس صحابہ وہ تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی اور آخرت کے اعتبار سے ان کی عافیت کے بخیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں تھا لیکن جب ان پاک نفس حضرات کے احساس اور فکر آخرت کا یہ حال تھا تو دوسروں کو کیا کہا جاسکتا ہے، اگرچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے کہ ہر مومن انشاء اللہ مغفرت وبخشش سے نوازا جائے گا اور اس کی عاقبت بخیر ہوگی لیکن بارگاہ بے نیازی کا خوف ہی کمر توڑے ڈالتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کیا نہ اپنے زہد واطاعت پہ ناز تھا بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس کا دشمن رات کے آخری حصے میں دھاوا بولنے والا ہے تو وہ رات کے پہلے ہی حصے میں اپنے بچاؤ کا راستہ اختیار کر لیتا ہے تا کہ دشمن کی غارت گری سے محفوظ رہ سکے اور جو شخص رات کے پہلے حصے میں بھاگنا شروع کر دیتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے جان لو اللہ کا مال بہت قیمتی ہے جو نہایت اونچی قیمت چکائے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اور وہ اونچی قیمت اس کی راہ میں جان ومال کی قربانی ہے اور یاد رکھو اللہ کا مال جنت ہے۔(ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1278)

منزل "سے مراد مطلوب ومقصود کو حاصل کر لینا ہے طیبی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ذریعے

گویا رہرو آخرت کی مثال بیان فرمائی ہے کہ شیطان اس کی تاک میں ہے نفس اور اس کی باطل آرزوئیں اس شیطان کی مددگار ہیں اور اس طرح وہ اس شخص کی مانند ہے جس کا طاقتور اور عیار دشمن اس پر دھاوا بولنے کے لئے تیار کھڑا ہوا اور انتظار کر رہا ہو کہ رات کا پچھلا پہر آئے تو تاریکی اور سناٹے میں اس پر حملہ کر کے اس کو غارت وتباہ کر دے، پس اگر وہ رہرو آخرت ہوشیار ہو جائے، راہ ہدایت پر ابتداء ہی سے چلنا شروع کر دے اور اپنے اعمال میں نیت کا اخلاص پیدا کر لے تو وہ یقیناً شیطان سے اور اس کے مکر سے محفوظ رہے گا۔ ورنہ وہ اتنا عیار دشمن ہے کہ جہاں ذرا سی غفلت دیکھتا ہے اپنے مددگاروں کو لے کر فوراً دھاوا بول دیتا ہے اور ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی راہنمائی فرمائی کہ راہ آخرت پر چلنا نہایت دشوار اور وہاں کی نعمتیں وسعادتیں حاصل کرنا سخت مشکل ہے، اس راستے میں ذرا سی غفلت وسستی بھی منزل کو دور سے دور کر دیتی ہے۔

جب تک زیادہ سے زیادہ محنت وعمل اور سعی وکوشش نہیں کی جاتی وہ نعمتیں اور سعادتیں پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "جان لو اللہ کا مال بہت قیمتی ہے" کے ذریعے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مال یعنی جنت کی اگر کوئی قیمت ہو سکتی ہے اور اگر اس کو کسی چیز کے بدلے میں حاصل کیا جا سکتا ہے تو وہ اللہ پرستی وخدا ترسی اور نیک اعمال کا سرمایہ ہے اگر اللہ کی جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو نیکی کے راستے کو اختیار کرو، برائی کے نزدیک بھی نہ بھٹکو اور زیادہ سے زیادہ اچھے کام کرو۔ اسی مفہوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ کے ذریعے اشارہ فرمایا ہے۔ آیت (والباقیات الصالحات خیر عندربک ثوابا وخیر املا)۔ اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجے بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجے بہتر ہے۔ اور فرمایا۔ آیت (ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ)۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔

92- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم وہ بات جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔

شرح

اس ارشاد گرامی میں امت کے لئے ایک تنبیہ تو یہ ہے کہ اپنے اوپر گریہ طاری رکھنا چاہئے اور ان چیزوں کی یاد تازہ رکھنی چاہئے جو رونے وہلانے اور غم کھانے کا باعث ہوتی ہیں جیسے خوف الٰہی کا احساس اور عظمت وجلال حق کی حقیقت معلوم کرنا۔ دوسری تنبیہ یہ ہے کہ جاہل وغافل لوگوں کی طرح بہت زیادہ ہنسنے اور راحت چین اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ کی طرف عفو مغفرت اور اس کی رحمت پر امید کی وجہ سے فی الجملہ راحت چین اختیار کرنا ایک حد تک گنجائش رکھتا ہے۔

92: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

زندگی کی لمبی امیدوں کے سبب دل سخت ہو جانے کا بیان

93- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيِّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ اِسْلَامِهِمْ وَبَيْنَ اَنْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يُعَاتِبُهُمُ اللّٰهُ بِهَا اِلَّا اَرْبَعُ سِنِيْنَ (وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ)

◆◆ حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ان کے والد نے انہیں یہ بتایا ہے کہ ان کے اسلام قبول کرنے اور اس آیت کے نزول کے درمیان صرف چار برس کا فاصلہ ہے۔

''اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہیں پہلے کتاب دی گئی تو ان کی امید لمبی ہوگی اور ان لوگوں کے دل سخت ہو گئے اور ان میں اکثر لوگ گناہگار ہیں''۔

94- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ کہ جس کا ذکر بہت باعظمت ہے (دوزخ پر متعین فرشتوں سے) فرمائے گا کہ اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے ایک دن بھی (یعنی کسی ایک وقت بھی) مجھ کو یاد رکھا ہے، یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہے۔

(ترمذی اور بیہقی نے اس روایت کو کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے) (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1279)

اس شخص سے مراد وہ مومن ہے جو مرتے وقت تک اخلاص کے ساتھ ایمان پر قائم رہا تھا لیکن گناہوں اور بدعملی کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا گیا تھا۔ "یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہے "یعنی اس کی دنیاوی زندگی میں کوئی ایسا موقع آیا ہو جب وہ کسی گناہ میں مبتلا ہونے سے محض میرے خوف کی وجہ سے باز رہا ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ آیت (واما من خاف مقامه ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى)۔ اور جو شخص دنیا میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا اور نفس کو خواہش سے روکا ہوگا سو جنت میں اس کا ٹھکانا ہوگا۔ طیبی کہتے ہیں کہ ذکر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے مراد وہ "ذکر "

93: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

94: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہے جس میں زبان کے ساتھ دل بھی شریک ہو اور جس کو اخلاص کہتے ہیں۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے خلوص دل اور صدق نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور ماننا ورنہ یوں تو کافر بھی زبان سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ان کے اس ذکر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، کیونکہ ان کا دل اللہ کی وحدانیت اور صدق و اخلاص سے قطعاً خالی ہوتا ہے اس بات کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ۔ من لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ دخل الجنۃ۔ جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا۔ واضح رہے کہ "خوف خداوندی" سے مراد وہ خوف ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنے اعضاء جسم کو گناہوں سے باز اور طاعات وعبادات میں مشغول رکھے ورنہ ایسے خوف کا کوئی اعتبار نہیں جو پیدا تو ہو مگر اس کی کارفرمائی اعضاء جسم پر ظاہر نہ ہو کہ نہ تو وہ گناہوں سے باز رکھے اور نہ طاعات وعبادات میں لگائے رکھے، بلکہ حقیقت میں اس کو خوف الٰہی نہیں کہا جا سکتا۔

اس کو تو "حدیث نفس "یعنی ایک ایسا وسوسہ اور ایک ایسی تحریک کہا جا سکتا ہے جو کسی ہولناک چیز کے اسباب وآثار دیکھنے کے وقت طبیعت پر طاری ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ اسباب وآثار غائب ہو جاتے ہیں تو دل پھر غفلت میں پڑ جاتا ہے۔ مشہور بزرگ حضرت فضیل نے بڑی حکیمانہ بات کہی ہے کہ جب تم سے پوچھا جائے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو؟ تو اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر لینی چاہئے کیونکہ اگر تم نے جواب میں کہا کہ نہیں، تو یقیناً کافر ہو جاؤ گے اور اگر کہا کہ ہاں، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔

حضرت فضیل نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اصل میں اللہ کا خوف تو وہی ہے جو اعضاء جسم کو گناہوں میں ملوث ہونے قطعی باز رکھے۔ بہرحال اس حدیث میں یہ بشارت ہے کہ جس مسلمان نے ایک بار بھی از راہ اخلاص اللہ کو یاد کر لیا اور کسی ایک موقع پر بھی حقیقی معنی میں اللہ کے عذاب کا خوف کھایا تو بالآخر اللہ کا خوف کھایا تو بالآخر وہ دوزخ کے عذاب سے نجات پائے گا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو دوزخ میں داخل ہی نہ کرے اور ابتداء جنت میں بھیج دے، بے شک آیت (یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء) اسی کی صفت اور شان ہے۔

95- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَاْ عَلَيَّ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ بِسُوْرَةِ النِّسَآءِ حَتّٰى اِذَا بَلَغْتُ (فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا) فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے سامنے قرأت کرو میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء کی تلاوت کرنی شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا:

''اس وقت کیا عالم ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور تم کو ان سب پر گواہ کے طور پر لے آئیں گے''۔

95: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع''، رقم الحدیث: 3025

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تو اس وقت کیسا سماں ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے (رسول مکرم) ہم آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (النساء:۴۱)

تمام نبیوں کے صدق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا یعنی کافر کو جو عذاب دے گا وہ ظلم نہیں ہوگا اور مومنوں کو بشارت دی تھی کہ ان کی نیکیوں کے اجر کو بڑھا دے گا اب اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ جزا اور سزا نبیوں اور رسولوں کی گواہی پر مترتب ہوگی جس کے خلاف وہ گواہی دیں گے اس کو سزا ملے گی اور جس کے حق میں گواہی دیں گے اس کو اجر و ثواب بیش از بیش ملے گا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ آپ پر تو خود قرآن مجید نازل ہوا ہے آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں کسی اور سے قرآن سنوں میں نے سورۃ النساء پڑھی جب میں آیت پر پہنچا (آیت) فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هولاء شهیدا (النساء:۴۱)

میں نے سر اٹھا کر دیکھا یا کسی نے میرے پہلو میں ٹہوکا دیا اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۸۰۰)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رونا خوف خدا کے غلبہ سے تھا کیونکہ اس سے پہلی آیت میں ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرمائیگا۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شہادت دینے کا معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء صادقین علیہم السلام کے صدق پر گواہی دین گے یا انبیاء سابقین کی تقویت کے لئے ان کی امت کے کافروں کے خلاف شہادت دیں گے اور اس میں ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظیم فضیلت ہے کیونکہ تمام نبیوں اور رسولوں کی شہادت آپ کی شہادت سے مانی جائے گی۔

96- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جِنَازَةٍ فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى ثُمَّ قَالَ يَا اِخْوَانِيْ لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ آپ قبر

96: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے اور رونے لگے یہاں تک کہ مٹی تر ہوگئی پھر آپ نے فرمایا: اے میرے بھائیو! اس جیسی صورتحال کی تیاری کرلو۔

97- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَشِيْرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْرَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''رولو! اگر رونہیں سکتے تو رونے جیسی شکل بنالو''۔

98- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ حَدَّثَنِىْ حَمَّادُ بْنُ اَبِىْ حُمَيْدٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ كَانَ مِثْلَ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ تُصِيْبُ شَيْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس بندے کی آنکھ سے آنسو نکلے جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہو۔ اگر چہ وہ مکھی کے سر جتنا ہو اور اس کے چہرے تک آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر جہنم کو حرام کردے گا۔

بَاب التَّوَقِّىْ عَلَى الْعَمَلِ

یہ باب عمل پر بھروسہ کرنے کے بیان میں ہے

99- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ) اَهُوَ الَّذِىْ يَزْنِىْ وَيَسْرِقُ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ قَالَ لَا يَا بِنْتَ اَبِىْ بَكْرٍ اَوْ يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُ وَيُصَلِّىْ وَهُوَ يَخَافُ اَنْ لَّا يُتَقَبَّلَ مِنْهُ.

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! (اس سے مراد کون لوگ ہیں) ''وہ لوگ جنہیں وہ چیز دی گئی''۔

97: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

98: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

99: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3175

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا:) کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو زنا کرے' چوری کرے اور شراب پیئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' اے ابوبکر کی صاحبزادی! (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اے صدیق کی صاحبزادی! بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو روزے بھی رکھتا ہے صدقہ بھی کرتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے اور اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کے یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے۔

شرح

حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری (جو اونچے درجے کے تابعین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر مجھ سے کہنے لگے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میرے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری) سے کیا کہا تھا؟ حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میرے والد نے تمہارے والد سے کہا تھا کہ ابوموسیٰ کیا یہ بات تمہارے لئے خوش کن ہے کہ ہمارا اسلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ملا ہوا تھا) ہماری ہجرت جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی، ہمارا جہاد جو آپ کے ساتھ تھا اور ہمارے سارے اعمال (یعنی نماز، روزے، زکوۃ حج اور اس طرح کے دوسرے عبادتی اعمال جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ سب ہمارے لئے ثابت و برقرار رہیں اور ہم نے جو اعمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کئے ہیں وہ اگر ہم سے برابر سرابر بھی چھوٹ جائیں تو ہماری نجات کے لئے کافی ہیں تمہارے والد نے یہ سن کر میرے والد سے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جہاد کیا ہے، نمازیں پڑھیں ہیں، روزے رکھے ہیں اور دوسرے بہت نیک اعمال جیسے صدقہ وخیرات وغیرہ کئے ہیں اور بہت سے لوگ ہمارے ہاتھوں پر یعنی ہماری وجہ سے مسلمان ہوئے ہیں اور یقیناً ہم مذکورہ چیزوں کا اجر وثواب پانے کی امید رکھتے ہیں جو ہمارے پہلے اعمال کے ثواب میں اضافہ ہی کریں گے میرے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تمہاری بات صحیح ہے لیکن میں تو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے، اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ہم نے جو اعمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئے ہیں وہ ثابت و برقرار رہیں اور جو اعمال ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کئے ہیں ان سے برابر سرابر چھوٹ جائیں۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تمہارے والد، اللہ کی قسم میرے والد سے بہتر تھے۔ (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1287)

"برابر سرابر چھوٹ جائیں" ان الفاظ کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس احساس کا اظہار کیا کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اعمال اختیار کئے جو نیک کام کئے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کس زمرے میں رکھے گئے آیا وہ قبول کئے گئے یا ان کو نا قابل قبول قرار دیا گیا ہے، اس صورت میں ہماری یہ تمنا ہی بہتر ہے کہ ان اعمال کا نہ تو ہمیں کوئی نفع پہنچے نہ نقصان، نہ ان پر ثواب ملے اور نہ وہ عذاب کا موجب بنیں گویا اگر وہ اعمال ہمارے لئے ثواب کا موجب نہیں بن سکتے تو اللہ کرے وہ ہمارے حق میں عذاب کا بھی سبب نہ ہوں۔

طاعت ناقص، موجب غفراں نشود راضیم گر مدد علت عصیاں نشود چنانچہ ہم نے جو اعمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ تربیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی نورانیت کے سبب کئے ہیں اور بجا طور پر ان کی قبولیت کا گمان رکھتے ہیں، اگر وہی ثابت و برقرار رہیں تو زہے سعادت اور جو اعمال ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کئے ہیں اور وہ نقصان وخرابی سے خالی نہیں تھے، اگر ان سے ہم برابر سرابر بھی چھوٹ جائیں تو یہی بہت غنیمت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس احساس کی بنیاد دراصل اس حقیقت پر تھی کہ اتباع کرنے والا علم وعمل کے تئیں اعتقاد واخلاص میں حجت وفساد کا خود ذمہ دار نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے متبوع کی ذمہ داری کے تحت ہوتا ہے، جیسا کہ مقتدی کی نماز کا معاملہ ہے کہ اس کی نماز کا صحیح ادا ہونا امام کی نماز کے صحیح ادا ہونے پر انحصار رکھتا ہے کہ اگر امام کی نماز صحیح ادا نہیں ہوئی تو مقتدی کی نماز بھی صحیح ادا نہیں ہوسکتی، اسی طرح مقتدی کی نماز کا فاسد امام کی نماز کے فاسد ہونے پر انحصار رکھتا ہے لہٰذا جو اعمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہنمائی میں ادا ہوئے ان کا صحت وخوبی کے ساتھ ادا ہونا اور درجہ کمال تک پہنچنا شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اسی طرح جو عباداتی اعمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وقوع پذیر ہوئے ان کا نیتوں کے غیر اور حالات کی خرابی سے متاثر ہونا بعید از امکان نہیں، چنانچہ اس بات کا اقرار تو خود صحابہ کے ہاں ان الفاظ میں ملتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ہم نے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد اپنے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور ہنوز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد خاک کرنے میں مشغول ہی تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں ایک بڑا تغیر محسوس کیا، اس کا مطلب یہ تھا کہ آفتاب نبوت کے غروب ہو جانے سے پوری کائنات پر جو اندھیرا پھیلا اس نے ان صحابہ کے قلوب کو بھی متاثر کیا اور انہیں محسوس ہوا کہ ہم زمانہ رسالت پناہ میں ایمان واخلاص اور یقین واعتقاد کے جس مقام پر تھے اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس مقام سے نیچے آ گئے۔

چنانچہ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم نے جو عبادت اعمال کئے، ان سے برابر سرابر بھی چھوٹ جانا ہمارے حق میں بڑا غنیمت ہے تو انہوں نے یقیناً بڑی عارفانہ بات فرمائی۔ واضح رہے کہ اس بات کا تعلق جب ان پاک نفوس سے جو جلیل القدر صحابہ تھے اور جو اپنے ایمان واعتقاد اور عمل وکردار کے اعتبار سے پوری امت سے افضل فرد تھے تو ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے اور ان کا کیا ٹھکانا ہوگا جو ان پاک نفسوں کے بھی بعد اس دنیا میں آئے اور ان کی طاعات وعبادات عجب وغرور اور ریا وغیرہ سے بھری ہوئی ہیں؟ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک پر اپنا فضل وکرم اور رحمت خاص کا سایہ کرے یعنی بدکاروں کو اپنے نیک بندوں کے طفیل میں حسن عاقبت سے نواز دے، ویسے تو بعض عارفین نے یہاں تک کہا ہے کہ وہ گناہ ومعصیت جو بندے میں ندامت وشرمندگی اور ذلت وخواری کا باعث ہو اس طاعت وعبادت سے بہتر ہے جو خود بینی خود نمائی اور تکبر وغرور میں مبتلا کر دے۔

روایت کے آخری جز یعنی حضرت ابو بردہ کے اس قول "تمہارے والد اللہ کی قسم، میرے والد سے بہتر تھے" کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے والد اتنی عظیم القدر ہستی ہونے اور اتنے زیادہ اعمال وفضائل کے حامل ہونے کے باوجود خوف ودہشت کے

اس مقام پر تھے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ میرے والد سے کہیں زیادہ بہتر ہوئے اور ان کا مرتبہ کہیں زیادہ بلند ہوگا، یا یہ مراد ہے کہ اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے والد باوجودیکہ میرے والد سے برتر و افضل تھے لیکن وہ آخرت کے معاملے میں اس قدر خوف زدہ تھے؟ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کا معاملہ بہت نازک ہے۔

100- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عِمْرَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْعَبْدِ رَبٍّ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اَسْفَلُهٗ طَابَ اَعْلَاهُ وَاِذَا فَسَدَ اَسْفَلُهٗ فَسَدَ اَعْلَاهُ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اعمال اس برتن کی طرح ہیں جب اس کا نیچے والا حصہ صاف ہوگا تو اوپر والا حصہ بھی صاف ہوگا۔ اگر نیچے والا حصہ خراب ہوگا تو اوپر والا حصہ بھی خراب ہوگا۔

101- حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذَكْوَانَ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذَا عَبْدِيْ حَقًّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ جب اعلانیہ طور پر نماز ادا کرتا ہے اور اچھے طریقے سے نماز ادا کرتا ہے اور تنہائی میں جب نماز ادا کرتا ہے اور اچھے طریقے سے ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ بندہ درحقیقت میرا بندہ ہے۔

102- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَاِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ بِمُنْجِيْهِ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِي اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک دوسرے کے قریب رہو، میانہ روی اختیار کرو تم میں سے کسی بھی شخص کا عمل اسے نجات نہیں دے گا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا بھی نہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! البتہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور فضل کے ذریعے ڈھانپ لیا ہے۔

میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک راہ روش کسی کام میں

100: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

101: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

102: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

آہستگی اور غور وفکر کے لئے تاخیر کرنا اور میانہ روی وہ خوبیاں ہیں جو نبوت کے چوبیس اجزاء سے ایک جز ہے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 988)

میانہ روی کے معنی ہیں کہ ہر کام اور ہر حالت میں درمیانی راہ اختیار کرنا اور افراط وتفریط سے اجتناب کرنا جیسے خرچ کرنے میں نہ تو اسراف کرنا اور نہ بخل کرنا بلکہ درمیانی طریقہ یعنی جود وسخاوت اختیار کرنا۔ یا ہمت وحوصلہ کے اظہار کے موقع پر نہ تو تہور دکھانا اور نہ بزدل بن جانا بلکہ درمیانی راہ شجاعت کو اختیار کرنا یا اعتقادی اور نظریاتی معاملات میں بھی میانہ روی اختیار کرنا کا مطلب یہ ہے کہ اسی عقیدہ پر اعتماد کیا جائے اور وہی نظریہ اپنایا جائے جو دین ودیانت اور عقل ودانش کے اعتبار سے متعدل سمجھا جائے مثلا ایک عقیدہ جبر کا ہے اور ایک قدر کا ہے یہ دونوں عقیدے افراط کے حامل ہیں ان دونوں کے برخلاف درمیانی عقیدہ وہ ہے جو اہل سنت وجماعت کا ہے اسی طرح میانہ روی اختیار کرنے کے حکم کا تعلق معیشت سے ہے اور اس کی درمیانی عقیدہ وہ ضروریات زندگی پر نہ تو اتنا خرچ کیا جائے جو اسراف وعیش کی حد تک ہو اور نہ اس قدر کم خرچ کیا جائے جو تنگی تکلیف میں مبتلا کردے بلکہ ان دونوں کے درمیان اعتدال پیدا کیا جائے جیسا کہ خود ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ "خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا معیشت کا آدھا سرمایہ ہے۔ غرض کہ انسانی زندگی کے ہر گوشہ اور ہر فعل عمل میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم ہے اور یہی چیز یعنی ہر ایک امر میں اعتدال اختیار کرنا وہ کمال ہے جو انسان کو اس کی مراد اور اس کے مقاصد تک پہنچاتا ہے کیونکہ بہت دوڑ کر چلنے والا گر جاتا ہے اور سست رفتاری سے چلنے والا بچھڑ جاتا ہے صرف اعتدال کی چال چل کر ہی منزل پر پہنچا جاسکتا ہے۔ اس لئے اللہ نے متعدد مواقع پر راہ اعتدال کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ "کھاؤ پیو اور اسراف سے اجتناب کرو۔

بعض عارفین نے کہا ہے کہ علم وعمل میں بھی میانہ روی کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی وجہ سے مختلف عملی آفات سے بچا جاسکتا ہے چنانچہ حصول علم میں اتنی مشغولیت بہتر ہے جو عمل سے باز نہ رکھے اور عمل میں اسی قدر انہماک روا ہے جو حصول علم سے باز نہ رکھے۔ نبوت کے چوبیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ کے بارے میں شارحین نے لکھا ہے کہ یا تو یہ سب چیزیں مل کر ایک جزء کا درجہ رکھتی ہیں یا ان میں سے ہر ایک چیز ایک جزء ہے اور اس کا جزء کا مطلب یہ ہے کہ یہ خوبیاں اور صفات ان خوبیوں اور صفات میں سے ایک ہیں جن سے انبیاء کرام متصف مزین ہوتے ہیں رہی یہ بات کی اجزاء نبوت کے عدد کے تعین سے کیا مراد ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کی مراد صرف شارع ہی بیان فرماسکتے ہیں جس کو بیان نہیں فرمایا گیا یوں بیان کرنے کو مختلف باتیں کہی جاسکتی ہیں مگر اس کی حقیقت تک چونکہ نور نبوت کے علاوہ کوئی بھی انسانی فہم وادراک نہیں پہنچ سکتا اس لئے اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں کہنا چاہیے اور اس کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرنا چاہیے۔

تین نجات دینے والی اور تین ہلاک کرنے والی چیزوں کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں آخرت میں ہلاک کرنے والی ہیں جو چیزیں نجات دینے والی ہیں ان میں سے ایک تو ظاہر میں اللہ سے ڈرنا ہے یعنی جلوت وخلوت ہر حالت میں اور ہر حرکت وعمل کے وقت اللہ کا خوف غالب ہو یا یہ کہ بندہ کا ظاہر بھی خوف اللہ کے احساس کا مظہر ہو

اوراس کا باطن بھی خوف اللہ سے معمور ہو) دوسری چیز خوشی و ناخوشی ہر حالت میں حق بات کہنا ہے، تیسری چیز دولت مندی وفقیری دونوں حالتوں کے درمیان میانہ روی اختیار کرنا ہے اور جو چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ان میں سے ایک تو خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جائے دوسری چیز حرص وبخل ہے انسان جس کا غلام بن جائے اور وہ تیسری چیز مرد کا اپنے نفس پر گھمنڈ کرنا ہے۔ اور یہ تیسری چیز ان سب میں بدترین خصلت ہے مذکورہ بالا روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1045)

خوشی و ناخوشی میں حق بات کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت بیانی اور حق گوئی کو اپنی کسی مصلحت کسی مفاد اور اپنے کسی جذبہ پر خوشی و ناخوشی کا پابند نہیں بنانا چاہیے بلکہ اگر کسی سے راضی وخوشی ہے تو اس کے سامنے بھی وہی بات کہے جو حق ہے اور اگر اس سے ناراض ہو تو اس صورت میں بھی حق بات ہی کہے۔ مثلا اگر کوئی شخص خود کو کسی ایسے شخص سے کوئی نفع و فائدہ پہنچتا ہے دوسروں کے ساتھ جس کا ظلم اور جس کا فسق ظاہر ثابت ہو تو اس کی ناحق تعریف وستائش اور خلاف واقعہ بات محض اس لئے بیان نہ کرے کہ ذاتی فائدہ حاصل ہونے کی وجہ سے اس سے خوش ہے۔

اس طرح اگر کسی صالح و بزرگ شخصیت سے کسی معاملہ میں کوئی اختلاف اور ناراضگی کی صورت پیدا ہو جائے تو محض اپنی ذاتی ناراضگی کی وجہ سے اس کی برائی اور مذمت نہ کرے حاصل یہ کہ خواہ کسی سے خوش ہو یا ناراض، دونوں صورتوں میں راہ استقامت پر گامزن رہے اور حق گوئی کے فریضہ کو کسی بھی حالت میں پس پشت نہ ڈالے۔

میانہ روی اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خرچ واخراجات میں نہ تو اس قدر وسعت وفراخ دستی کا طور اپنائے کہ اس پر اسراف کا اطلاق ہونے لگے اور نہ اس قدر تنگی وسختی اختیار کرے کہ فقر وافلاس ظاہر ہونے لگے یا یہ کہ مراد ہے کہ فقر غناء کے درمیان اعتدال قائم کرے اور درمیانی راستہ کو اختیار کرے کہ جیسا کہ علماء نے کہا ہے کہ حصول معاش کی جدوجہد میں اس حد پر اکتفا کرنا کہ جس سے ضروریات زندگی کی تکمیل اور بقاء کا سامان فراہم ہو جاتا ہو غنا اور فقر دونوں سے افضل ہے۔

خواہش نفس کی پیروی کی جائے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح کا تابع کر دینا ہے کہ اس کی ہر خواہش پوری کرنے لگے وہ جو کچھ کہے اور جس طرف لے جائے ادھر چل پڑے ایک ایسی خصلت ہے جو ہلاکت وتباہی میں ڈال دیتی ہے اس کے برخلاف ایمان کا کامل ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ اپنے نفس کو فرمان اور شریعت مصطفوی کا تابع بنایا جائے۔ بخل وحرص کا غلام بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ بخل وحرص انسان کی طبیعت میں داخل ہے اور اس کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان بخل وحرص کے مادہ سے بالکل خالی ہو، لیکن اپنے آپ کو بخل وحرص کا اس طرح غلام بنا دینا کہ کسی بھی صورت میں ان چیزوں سے خود کو محفوظ رکھنا ممکن نہ ہو، ایک ایسی خصلت ہے جو انسان کو اخروی تباہی و ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ہلاکت میں ڈالنے والی جن تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں از روئے گناہ اور نقصان سب سے بدتر خصلت عجب یعنی خود بینی وخود ستائی ہے جس کی وجہ سے انسان تکبر وغرور میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ خواہش نفس کی اتباع اور بخل وحرص کی غلامی یہ دونوں برائیاں اس طرح کی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں گرفتار ہو تو ان کے پھندے سے اپنے

آپ کو نکال لینا اور توبہ و انابت کی راہ اختیار کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوتا مگر خود بینی و خود ستائی ایک ایسا مرض ہے جو اگر لاحق ہو جاتا ہے تو کم ہی پیچھا چھوڑتا ہے اور انسان کو کبر و نحوست میں اس طرح مبتلا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کسی برے فعل کی اچھائی و برائی کے احساس تک سے خالی ہو جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی برے فعل پر نادم نہیں ہوتا اور توبہ و انابت کی راہ اس سے دور ہوتی چلی جاتی ہے۔

بَاب الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

یہ باب ریا کاری اور شہرت پسندی کے بیان میں ہے

ریا کاری کے معنی و مفہوم کا بیان

ریاء "رویت سے مشتق ہے۔ اور صراح میں لکھا ہے کہ ریاء کے معنی ہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں اچھا بنا کر پیش کرنا۔ اور عین العلم میں لکھا ہے کہ ریاء کا مطلب یہ ہے اپنی عبادت و نیکی کا سکہ جمانا اور اس کے ذریعہ لوگوں کی نظر میں اپنی قدر و منزلت چاہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریاء کا تعلق خاص طور پر ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے جو عبادت و نیکی کے ظاہری عمل کہلاتے ہیں اور جو چیزیں کہ از قسم عبادت نہ ہوں جیسے کثرت مال و متاع، علم و ذہانت کی فراوانی، اشعار وغیرہ کا یاد رکھنا اور نشانہ بازی کی مہارت وغیرہ تو ان میں دکھاوے کے لئے کئے جانے والے کام کو ریاء نہیں کہا جاتا بلکہ وہ افتخار و تکبر (ناز و گھمنڈ) کی ایک قسم کہلاتا ہے۔

اسی طرح نیکی و عبادت کے ظاہری اعمال میں بھی اگر کوئی کام اس صورت میں لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے جب کہ اس کا مقصد عزت و جاہ کی طلب نہ ہو، جیسا کہ بعض مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین و تعلیم، لوگوں کے دلوں کو نیک اعمال کی طرف مائل کرنے اور ان کو اتباع و پیروی کی طرف راغب کرنے کے لئے بعض اعمال اس طرح کرتے ہیں کہ لوگ ان کو دیکھیں تو یہ بھی حقیقت کے اعتبار سے ریا نہیں کہلائے گا۔

اگرچہ ظاہر میں ان کا وہ عمل ریاء کاری معلوم ہو اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے کہ ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین یعنی اونچے درجہ کے مشائخ اور بزرگوں کا ریاء مریدین کے اخلاص یعنی عدم ریاء کاری سے بہتر ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ریاء اصل میں اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی ذات میں واقعۃً کوئی صفت و کمال ہو اور وہ اپنے اس واقعی وصف و کمال پر لوگوں کے سامنے نمایاں کرے اور یہ خواہش رکھے کہ لوگ اس کے اس وصف و کمال کو جانیں تا کہ ان کی نظر میں قدر و منزلت اور عزت و وقعت حاصل ہو۔ پس جو شخص کسی ایسے وصف و کمال کو اپنی طرف منسوب کر کے لوگوں پر ظاہر کرے کہ جو واقعۃً اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو ریاء نہیں بلکہ خالص کذب اور منافقت کہا جائے گا۔

اسی پر قیاس کر کے یہ کہا گیا ہے کہ غیب اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کا وہ عیب بیان کیا جائے تو واقعتاً اس کی ذات میں موجود ہو اور اگر اس کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے جو حقیقت کے اعتبار سے اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو افتراء اور بہتان کہیں گے۔

ریاکاری کی اقسام کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفریں وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر و منزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کار بلکہ دھوکا باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سروکار رکھتے ہیں۔

اور نہ اوراد و وظائف سے بلکہ ان بدنصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پاکی اور وضو کے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اللہ تعالیٰ کے سخت غضب وقہر کے نازل ہونے کا باعث ہے اور اس صورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہو جانے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضا واجب ہوگی۔

دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی (دکھانے کی نیت) لیکن ریا کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔ اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث و آثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی ناقابل قبول ہوتا ہے۔

چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے والا عمل نیت وارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ ونیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا۔

اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا، نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاء کاری کی جو آمیزش ہے جو اگرچہ ثواب کے ارادہ ونیت سے کمتر اور ضعیف ہے۔ وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاء کاری کی آمیزش ابتداء عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر یہ عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل

نہیں کہلائے گا۔

علاوہ ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ ریاء کاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد وعزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہوا اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہوا تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء "ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جانا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔ اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہر صورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد وتوفیق کے بغیر اس دولت کا ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔

علماء نے ایک خاص صورت وحالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اور کسی عبادت وطاعت میں مصروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت وطاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی ومسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور لطف وعنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظر باعزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پردہ پوشی فرمائی اور نیک اعمال واخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت وقصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین وطاعات کا چرچا ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال کو اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔

یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود ومستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ بہت دقیق وپیچیدہ ہے اور اپنے اندر بہت تفصیل ومباحث رکھتا ہے، اگر اس کی تحقیق زیادہ وضاحت کے ساتھ جاننی ہو تو اہل اللہ اور عارفین کی کتابوں اور ان کے اقوال وملفوظات سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

103- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ فَمَنْ عَمِلَ لِيْ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ غَيْرِيْ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ وَّهُوَ لِلَّذِيْ اَشْرَكَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے شرکاء کو شرک سے بے نیاز کر دیا ہے (یعنی کوئی میرا شریک نہیں ہے) تو جو شخص میرے لیے کیے جانے والے کسی عمل میں میرے بجائے کسی اور کو شریک کر دے میں اس شخص سے بری ہوں اور وہ عمل اس شخص کے لئے ہوگا جسے اس نے شریک ٹھہرایا ہے۔

103: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

اس حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات کو واضح کرتا ہے کہ خالص ریاء کاری کے جذبہ سے کیا جانے والا عمل تو باطل ہو ہی جاتا ہے لیکن اس عمل کا بھی کوئی فوت ہو جاتا ہے جس میں ریاء کی آمیزش اور اس کا دخل ہو جائے۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم اس عمل کے بارے میں ہوگا جو ریاء کی ان دو قسموں سے تعلق رکھے کہ یا تو اس عمل کو اختیار کرنے میں سرے سے ثواب کی نیت ہی نہ ہو یا ثواب کی نیت تو ہو مگر ریاء کا قصد اس نیت پر غالب ہو اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث کا اصل مقصد اللہ کے لئے کئے جانے والے کسی بھی عمل کو ریا کی آمیزش اور اس کے دخل سے پاک رکھنے کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کرنا اور اس کے امر سے لاپرواہی اختیار کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ تنبیہ و سرزنش کرنا ہے۔

104- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ اَنْبَانَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ زِيَادِ بْنِ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِيْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ فَضَالَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَّنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

◄► حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہیں' بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پہلے والوں اور بعد والوں کو اکٹھا کرے گا اس دن جس کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک منادی اعلان کرے گا' جس شخص نے عمل میں جو اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا تھا کسی دوسرے کو شریک کرلیا تو وہ اس عمل کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کی بجائے دوسرے سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرکاء کو شرک سے بے نیاز کر دیا ہے (یعنی اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا)۔

شرح

حاصل یہ کہ ریاء کاری کے تحت جو بھی نیک کام کیا جائے گا وہ شرک کے مرادف ہوگا اگرچہ اس کو شرک خفی کہا جائے گا، کیونکہ شرک جلی کا اطلاق علی الاعلان اور آشکارا طور پر بت پرستی کرنے پر ہوتا ہے رہی یہ بات کہ ریاء کاری کو شرک خفی کس اعتبار سے کہا گیا ہے تو جاننا چاہئے کہ ریاکار جو نیک کام کرتا ہے، وہ صدق و اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے نہیں کرتا بلکہ غیر اللہ کے لئے کرتا ہے اور جب اس نے کوئی نیک کام غیر اللہ کے لئے کیا تو گویا وہ بت پرستی کی، اگرچہ وہ کھلی ہوئی بت پرستی نہیں ہے البتہ پوشیدہ طور پر بت پرستی کے مرادف ضرور ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ كل ماصدك عن الله فهو صنمك۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ ریا کا دخل روزہ میں بھی ہوسکتا ہے اس اعتبار سے یہ حدیث گویا ان حضرات کے خلاف ایک دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ریا کا تعلق روزہ سے نہیں ہوسکتا اور اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ روزے

104: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3153

کا مدار نیت پر ہے چنانچہ جس شخص کی نیت صحیح نہ ہو اس کے کھانے پینے سے رکنے کا کوئی اعتبار نہیں اور ظاہر ہے کہ نیت میں ریاء کاری یعنی دکھلاوے کا عمل دخل کیا ہو سکتا ہے۔

لیکن ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقی معنی میں ریا، یعنی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی نیک کام اور کسی عبادت کا اس لئے قصد وارادہ کرتا ہے کہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرے مگر اس کے ساتھ ہی اس کی نیت میں یہ بات بھی شامل ہوتی ہے کہ اس نیک کام اور عبادت کے ذریعہ اس کو شہرت حاصل ہو جائے۔ یا فلاں غرض پوری ہو جائے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی سے نہیں ہوتا اور یہ الگ بات ہے کہ دونوں مقصد برابر ہوں یا ان میں سے ایک غالب ہو جیسا کہ ابتدائے باب میں تفصیل گزر چکی ہے پس معلوم ہوا کہ روزے میں بھی ریا کا عمل دخل ہو سکتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک موقع پر وہ رونے لگے پوچھا گیا کہ رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس بات نے رلایا ہے کہ جو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی۔ اس وقت مجھے وہ بات یاد آ گئی تو میں رونے پر مجبور ہو گیا اور وہ بات یہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں اپنی امت پر شرک (یعنی شرک خفی) اور چھپی خواہشات سے خوف کھاتا ہوں۔

حضرت شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں! یاد رکھو، میری امت کے لوگ سورج کو نہیں پوجیں گے، چاند کو نہیں پوجیں گے، پتھر کو نہیں پوجیں گے اور کھلم کھلا بت پرستی نہیں کریں گے (یعنی وہ شرک جلی میں تو نہیں مبتلا ہوں گے) لیکن لوگوں کو دکھلانے کے لئے نیک کام کریں گے۔ (اور یہ شرک خفی ہے جس میں وہ مبتلا ہوں گے (اور چھپی خواہش یہ کہ تم میں سے کوئی شخص روزہ کی حالت میں صبح کرے اور پھر اس پر نفسانی خواہشات میں سے کسی خواہش کا غلبہ ہو جائے جیسے کھانے کی خواہش غالب ہو جائے یا جنسی خواہش جاگ اٹھے اور وہ اس خواہش کے غلبہ کی وجہ سے کھانا کھا کر یا ہم بستری کر کے اپنا روزہ توڑ ڈالے جب کہ شرعی طور پر قابل اعتبار کسی ضرورت وحالت کے پیش آنے کے بغیر روزہ توڑنا حرام ہے۔

(مسند احمد، بیہقی، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1261)

مذکورہ خواہش کو "چھپی خواہش" اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ وہ روزہ کی نیت کے وقت گویا اس کے باطن میں پوشیدہ تھی، یعنی جب اس شخص نے روزہ کی نیت کی تھی اسی وقت اس نے اپنے نفس میں یہ خواہش چھپا رکھی تھی کہ اگر کوئی نفسانی تقاضا آیا تو روزہ توڑ دوں گا۔ واضح رہے کہ طیبی نے تو خواہش سے مراد کھانے وغیرہ کو قرار دیا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ چھپی ہوئی خواہش سے مراد نفسانی خواہشات میں خاص طور پر وہ نادر الوجود خواہش ہے۔

جو ہر وقت پیدا نہ ہوتی ہو بلکہ کسی خاص موقع پر اور کسی خاص وقت پیدا ہو جاتی ہو اور جب وہ خواہش سر ابھارتی ہو تو اس وقت اس کو پورا کرنے کا داعیہ طبعی طور پر اس طرح غالب آ جاتا ہو کہ اس کی راہ میں کسی شرعی حکم کی مخالفت کا خوف بھی رکاوٹ نہ بنتا ہو، جیسا کہ روزہ کی مثال بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولا تبطلوا اعمالکم ۔لیکن اس خواہش کی تکمیل کے لئے روزہ

توڑنے والا یہ لحاظ نہ رکھے کہ میرے اس فعل کی وجہ سے اللہ کے حکم کی صریح نافرمانی ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ از قسم عبادت وطاعت جو کام شروع کیا جاتا ہے وہ لازم ہو جاتا ہے اور اس کا پورا کرنا شرعاً واجب ہوتا ہے۔

105- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِىْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى فَقَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّىْ فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَّظَرِ رَجُلٍ

⇔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم اس وقت دجال کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں جس کا مجھے تمہارے بارے میں دجال سے زیادہ اندیشہ ہے۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں خفی شرک کے بارے میں بتاؤں' ایک آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اور اچھے طریقے سے پڑھتا ہے تاکہ وہ اس شخص کو دکھائے جو اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

106- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا رَوَّادُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِىْ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ اَمَا اِنِّىْ لَسْتُ اَقُوْلُ يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَّلَا قَمَرًا وَّلَا وَثَنًا وَّلٰكِنْ اَعْمَالًا لِغَيْرِ اللّٰهِ وَشَهْوَةً خَفِيَّةً

⇔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ اندیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ سورج' چاند یا بتوں کی عبادت کرنی شروع کر دیں گے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی بجائے دوسروں کے لئے اعمال کریں گے اور ان کی شہوت پوشیدہ ہوگی۔

107- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهٖ

⇔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص شہرت کے لئے کام کریگا' اللہ تعالیٰ اس کو مشہور کروا دے گا' جو شخص دکھاوے کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دکھاوے کو پورا کر دے گا۔

108- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ

105: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

106: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

107: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُّسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهِ

◆◆ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص دکھاوے کے لئے کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا دکھاوا ظاہر کردے گا اور جو شخص شہرت کے لئے کام کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مشہور کروادے گا۔

شرح

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت و ناموری اور حصول عزت و جاہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کردے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل و رسوا کردے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کردیتا ہے اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کار تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دیکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنا اور دکھادے گا، دے گا نہیں تاکہ وہ حسرت و افسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنا اور دکھادے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر و ثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر و ثواب سے قطعاً محروم رہے گا۔

بَابُ الْحَسَدِ

یہ باب حسد کے بیان میں ہے

109- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَمُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِیْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رشک صرف دو طرح کے آدمیوں پر کیا جاسکتا ہے' ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اسے حق کے راستے میں استعمال کرنے کی توفیق دی ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی

108: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6499' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7402' ورقم الحدیث: 7403' ورقم الحدیث: 7404' ورقم الحدیث: 7405

109: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 73' ورقم الحدیث: 1409' ورقم الحدیث: 7141' ورقم الحدیث: 7316' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1893

ہواور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہواور اس کی تعلیم دیتا ہو۔

حسد اور افلاس کی مذمت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقر افلاس وقریب ہے کہ کفر کی حد تک پہنچا دے اور حسد قریب ہے کہ تقدیر پر غالب آ جائے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 979)

حدیث کے پہلے جز کا مطلب یہ ہے کہ فقر وافلاس اور تنگدستی ایسی بری چیز ہے کہ بسا اوقات انسان اس سے مجبور ہو کر کفر کی حد تک پہنچ سکتا ہے چنانچہ جو فقیر مفلس، صبر استقامت کی طاقت کھو کر قلبی افلاس میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ اللہ کی ذات پر اعتماد بھروسہ کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت مایوسی کے عالم میں اللہ کے نظام قدرت پر اعتراض کرنے لگتا ہے یا تقدیر الٰہی کا شکوہ گلا کر کے اللہ کے حکم وفیصلہ پر ہر حالت میں راضی رہنے کے تقاضا کو پس پشت ڈال دیتا ہے یا اللہ کے آگے ہاتھ پھیلانے کی بجائے غیر اللہ کے سامنے دست سوال کرنے لگتا ہے اور ماسواء اللہ کو اپنا حاجت روا ماننے لگتا ہے اور یا جب وہ دیکھتا ہے کہ اکثر کافر مال دار ہیں اور عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے برخلاف اکثر مسلمان افلاس تنگدستی کی آزمائش میں مبتلا ہیں تو وہ کفر کی طرف مائل ہونے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ فقر وافلاس دراصل مسلمانوں کے لئے ایک آزمائش اور امتحان کا درجہ رکھتا ہے۔

چنانچہ جو لوگ اس حقیقت کو جانتے ہیں اور مال ودولت اور دنیاوی زندگی کے اعتبار سے مفلس وقلاش ہونے کے باوجود اپنے دل کو غنی رکھتے ہیں اور تقدیر الٰہی پر صابر وشاکر رہ کر اس امتحان وآزمائش میں پورے اترتے ہیں ان کے حق میں وہی فقر وافلاس ایمان کی پختگی اور ترقی درجات کا ضامن بن جاتا ہے لہذا جو مسلمان مال ودولت سے تہی دست اور فقر وافلاس میں مبتلا ہوں اور تمام تر انسانی تدابیر اور محنت ومشقت کے باوجود تنگی حالات سے نجات نہ پاتے ہوں ان کو چاہے کہ وہ اپنی اس حالت کو اللہ کی طرف سے امتحان وآزمائش سمجھیں اور یہ یقین کر لیں کہ یہ دنیا اور دنیا کی ساری پریشانیاں مرد مومن کے لئے ایک ایسا وقفہ حیات ہے جس میں اگر صبر واستقامت اور اللہ کی ذات پر توکل کی دولت نصیب ہو گئی تو کبھی نہ کبھی دنیا میں بھی حالات تبدیل ہو سکتے ہیں اور آخرت کی فلاح وکامیابی تو یقیناً نصیب ہوگی اور یہاں کی ساری کلفتیں اور پریشانیاں وہاں کی بے پایاں نعمتوں اور لازوال آسائشوں میں تبدیل ہو جائیں گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے "اور جو مسلمان اس قید خانہ کی تکلیف ومصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ انگیز کر لے ان کے لئے اللہ نے آخرت کی بے پایاں انعامات کا وعدہ کیا ہے قرآن کریم میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ آیت (لایغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد)۔ الخ۔۔ اے مومن تجھ کو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالے کیونکہ یہ چند روزہ بہار ہے پھر ان کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے دوزخ ہوگا وہ برا ہی مقام ہے لیکن جو لوگ اللہ سے ڈریں اور مسلمان ہو جائیں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ ان کی مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں اللہ کے پاس ہیں یہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔

منقول ہے کہ بعض صحابہ جب کفار مشرکین کی تجارتی سرگرمیوں ان کے یہاں مال و دولت کی ریل پیل کو دیکھتے اور ان کو دنیا کی راحت و آسائش میں دیکھتے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ آ جاتے تھے کہ یہ لوگ جو اللہ کے دشمن ہیں ان کا حال تو ہم بڑا اچھا دیکھتے ہیں لیکن ہم محنت و مشقت کی سختیوں اور افلاس بھوک کی جانکاہیوں سے دم توڑتے نظر آ رہے ہیں اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو بتایا گیا کہ دنیا کا یہ آرام و چین اور یہاں کی ساری عیاشی چندروزہ ہے ان کو جلد ہی فنا ہو جانا ہے لیکن تمہیں آخرت کا جو آرام و چین اور وہاں کی جو آسائشیں اور راحت نصیب ہونے والی ہے وہ لازوال ہیں جن کو کبھی فنا نہیں آئے گی لہٰذا تم لوگ فنا ہونے والے چین اور چندروزہ کی راحت کی تمنا نہ کرو بلکہ ان نعمتوں کے امیدوار رہو جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

جس طرح فقر و افلاس بسا اوقات کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے اسی طرح بسا اوقات مال و دولت کی زیادتی بھی گمراہ کر دیتی ہے دولت مندی کا نشہ انسان کو تمرد و سرکشی میں مبتلا کر دیتا ہے اور حد سے زیادہ راحت و آسائش کا فتنہ گناہ معصیت کے اندھیروں میں پھینک دیتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خواہ مالداری ہو یا افلاس ان دونوں کا معتدل طور پر رہنا زندگی کو گمراہی کی ضلالت سے بچا سکتا ہے چنانچہ وہ فقر افلاس جس کو انگیز کیا جا سکتا ہو مایوسی اور کفر کی حد تک پہنچنے سے روکے رکھتا ہے اور بقدر ضرورت مال و دولت کا ملنا سرمایہ داری کے نشہ سے محفوظ رکھتا ہے جس کی وجہ سے تمرد سرکشی اور گناہ و معصیت کا خدشہ نہیں رہتا لہٰذا خیر الامور اوسطھا کا اصول ان دونوں پر بھی صادق آتا ہے۔ حدیث کے دوسرے جز اور حسد قریب ہے کہ تقدیر الٰہی پر غالب آ جائے گا مطلب یہ ہے کہ بفرض محال کوئی ایسی چیز ہوتی جو تقدیر پر غالب آ جاتی اور اس کو بدل دینے کی طاقت رکھتی تو وہ حسد ہوتا اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حسد، حاسد کو اس گمراہ کن گمان تک لے جاتا ہے کہ وہ تقدیر الٰہی کو بھی بدل سکتا ہے۔

110- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رشک صرف دو طرح کے آدمیوں پر کیا جا سکتا ہے' ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا کیا ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہو اور ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ رات دن اسے خرچ کرتا رہتا ہو۔

شرح

حسد کے معنیٰ ہیں دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لئے اس نعمت کے حصول کی تمنا کرنا چنانچہ حضرت میرک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسد کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی۔ (۲) مجازی۔

حقیقی کا مطلب تو یہی ہے کہ کسی شخص سے نعمت کے زائل ہو جانے کی خواہش و تمنا کرنا حسد کی یہ قسم احکام قرآنی اور تعلیمات حدیث کے پیش نظر تمام علماء امت کے نزدیک متفقہ طور پر حرام ہے مجازی کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر اپنے

110: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7529' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1918' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1936

لئے اس کے حصول کی خواہش وتمنا کرنا بغیر اس آرزو کے کہ وہ دوسرے شخص سے زائل ہو مجازی حسد کی قسم غبطہ کہلاتی ہے جسے رشک بھی کہا جاتا ہے۔ حسد مجازی یعنی غبطہ (رشک) اگر دنیاوی امور کے سلسلہ میں ہو تو مباح ہے اور اگر دینی امور کے سلسلہ میں ہو تو پھر وہ مستحب ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کو مسجد بناتا ہوا دیکھ کر یہ آرزو وخواہش کرے کہ کاش اگر میرے پاس بھی روپیہ ہو تو میں بھی ایسی مسجد بناؤں۔ یہ رشک پسندیدہ ہے اور اس پر ثواب بھی ملتا ہے۔

بہر کیف یہاں حدیث میں حسد سے مراد غبطہ ہے مگر اس حدیث میں غبطہ کی اجازت صرف انہیں دو چیزوں میں منحصر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت ان دو نعمتوں سے بڑھ کر نہیں ہے کہ جس کے حاصل ہونے کی خواہش کی جائے چنانچہ اسی لئے مظہر فرماتے ہیں کہ کسی کے لئے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر ویسی ہی نعمت حاصل ہو جانے کی آرزو وخواہش کرے۔ ہاں اگر وہ نعمت ایسی ہو کہ قرب الٰہی کا ذریعہ بنتی ہو جیسے تلاوت قرآن، صدقہ وخیرات اور ان کے علاوہ دوسری نیکیاں وبھلائیاں تو ایسی نعمت کے حصول کی خواہش وآرزو پسندیدہ ہوگی۔

قرآن کی نعمت عطا فرمائی، سے مراد یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی چنانچہ اس کو قرآن اس طرح یاد ہو جیسا کہ ہونا چاہئے اس طرح قرآن میں مشغول رہنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرتا ہو، اس کے مفہوم ومعنی کو یاد کرتا ہو اس کے علم واحکام میں غور وفکر کرتا ہو، یا پھر یہ کہ اس کے امر ونواہی پر عمل کرتا ہو یا اس کو نماز میں پڑھتا ہو۔

111- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ وَاَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ اَبِیْ عِيْسَى الْحَنَّاطِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ وَالصَّلٰوةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حسد تمام نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور صدقہ گناہ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نماز مومن کا نور ہے اور روزہ جہنم سے (بچنے کے لئے) ڈھال ہے۔

شرح

حدیث کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ جس طرح آگ اور لکڑی کا معاملہ ہے کہ آگ لکڑی کو جلا کر اس کا وجود مٹا دیتی ہے اسی طرح حسد وہ خصلت ہے جو انسان کو اپنی گرفت میں لے کر اس کی نیکیوں کو مٹا دیتا ہے۔ "معتزلہ" اس حدیث کو اپنے اس مسلک کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ ارتکاب معصیت، عمل صالح کو باطل کر دیتا ہے اور برائیاں نیکیوں کو مٹا دیتی ہیں ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اس کے اچھے اعمال محض اس گناہ کے ارتکاب سے ملیا میٹ ہو جاتے ہیں اور برائی کا خاصہ یہ ہے کہ وہ پچھلی نیکیوں کو ختم کر ڈالتی ہے لیکن ہم اہل سنت وجماعت اس بات کو غلط قرار دیتے ہیں انکا کہنا یہ ہے کہ

111: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

برائیوں سے نیکیاں ختم نہیں ہوتیں البتہ نیکیوں کا خاصہ یہ ضرور ہے کہ وہ برائیوں کو مٹا دیتی ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے ایت (ان الحسنات یذھبن السیات)۔ (بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں) جہاں تک اس حدیث سے معتزلہ کے استدلال کا سوال ہے تو اہل سنت و جماعت کی طرف سے کہا جاتا ہے اس ارشاد گرامی میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

تو اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ حسد نیکیوں کے حسن وکمال کو زائل کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الحسد یفسد الایمان کمایفسد الصبر العسل۔ یعنی حسد ایمان میں فتور پیدا کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بدمزہ کر دیتا ہے۔

بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ حسد نیکیوں کو کھا جانے سے مراد یہ ہے کہ حسد، حاسد کو محسود کا مال تلف کرنے اس کی زندگی تباہ کرنے اور اس کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے پر اکساتا ہے اگر حاسد ان چیزوں کو عملاً پورا نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کا ارادہ اور رجحان ضرور رکھتا ہے اور کچھ نہیں تو غیبت وغیرہ کے ذریعہ اس کی عزت و آبرو کو نقصان یقیناً پہنچاتا ہے لہذا حسد کی سزا یہ ملے گی کہ قیامت کے دن حاسد کی نیکیاں محسود کو دیدی جائیں گی اور یہ محسود کے ان حقوق کا بدلہ ہوگا جو حاسد اپنی گردن پر لے کر اس دنیا سے جائے گا جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ میری امت میں حقیقی مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن اپنے نامہ اعمال میں نماز، روزہ، زکوۃ اور شب بیداری کا ثواب لئے ہوئے آئے گا لیکن اس کی حالت یہ ہوگی کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر زنا کا بہتان لگایا گیا ہوگا کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔

لہذا اس کی تمام نیکیاں ان لوگوں کو دیدی جائیں گی جن پر اس نے گالی اور بہتان وغیرہ کے ذریعہ زیادتی کی ہوگی لہذا مذکورہ بالا حدیث میں نیکیوں کے مٹائے جانے سے یہی مراد ہے یعنی قیامت کے دن اپنی نیکیوں سے محروم ہو جانا نہ کہ ان کی نیکیوں کو دیوان اعمال میں سے مٹا دینا اور ختم کر دینا مراد ہے یہ مراد یوں بھی صحیح نہیں ہوگی کہ اگر کسی کی نیکیوں کو یہیں مٹا دیا جائے اور ان کو دیوان اعمال میں سے محو کر دیا جائے تو پھر وہ وہاں قیامت کے دن کن اعمال کے ساتھ آئے گا۔

درآنحالیکہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص نے دنیا میں جو اعمال کئے گئے ہوں گے وہ قیامت کے دن انہی اعمال کے ساتھ میدان حشر میں حاضر ہوگا۔ ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ہر بندہ اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق اپنی نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ثواب کی تعداد بڑھتی رہتی ہے ظاہر ہے کہ جو بندہ نیکیوں کی بجائے خطاؤں کا مرتکب ہوتا ہے وہ اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں اور ثواب کے اضافہ سے محروم ہو جاتا ہے اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ حسد، حاسد کا اچھی بات سے مٹا کر گویا ان نیکیوں سے محروم رکھتا ہے جو اس کو بری خصلت سے اجتناب کی صورت میں حاصل ہوتیں۔

بَاب الْبَغْيِ

یہ باب سرکشی کے بیان میں ہے

112-حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ اَجْدَرُ اَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ

لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی گناہ ایسا نہیں ہے' جس کی سزا اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے کو دنیا میں جلدی دیدے۔ باوجودیکہ اسے اس کے لئے آخرت میں بھی سنبھال کر رکھا جائے۔ کوئی گناہ سرکشی اور رشتے داری کے حقوق کی پامالی سے زیادہ (ایسا نہیں ہے)۔

شرح

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گناہ اس بات کے زیادہ لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں بھی اس کی سزا دیدے اور مرتکب کو آخرت میں بھی دینے کے لئے اس سزا کو اٹھا رکھے ہاں دو گناہ بیشک اس بات کے لائق ہیں کہ ایک تو امام وقت کے خلاف بغاوت کرنا اور دوسرے ناتا توڑنا۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 863)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے ملک کے سربراہ اور قانونی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اور ناتا توڑنا یعنی اپنے اعزاء وقرباء کے ساتھ بدسلوکی اور ان کے حقوق کی ادائیگی سے اعرض کرنا بڑا سخت گناہ اور نہایت غمگین بات ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ ان دونوں گناہوں کے مرتکب کو محض آخرت ہی میں عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ اللہ ان کو سزا دینے میں جلدی کرے گا بایں طور کہ ان کو دنیا میں بھی اپنے ان گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی گویا ایسے لوگ نہ دنیا میں چین پا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں یہاں بھی سزا پائیں گے خواہ اس کی صورت کچھ ہی ہو اور وہاں بھی عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے کیونکہ یہ دونوں گناہ اس طرح ہیں کہ ان کے اثرات صرف دینی زندگی کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ دنیا میں بھی برے نتائج مرتب کرتے ہیں چنانچہ حکومت کے خلاف بغاوت برپا کرنے سے سارے ملک کا نظم ونسق درہم برہم ہو جاتا ہے پوری قوم سخت افراتفری اور مختلف مصائب وآلام میں مبتلا ہو جاتی ہے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا کہ قومی اور ملی توانائی ناگہانی کا شکار ہو جاتی ہے جس سے دشمن غالب آ جانے کا موقع ملتا ہے اور سی طرح ناتا توڑنے سے آپس میں نفرت وعداوت پیدا ہوتی ہے اور دلوں میں کدورت کو راہ مل جاتی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اعزاء اور اقرباء جو باہم محبت وموانست کے ذریعہ ایک دوسرے کے دکھ دردوں میں شریک ہو کر ایک پرسکون بخش ماحول پیدا کر سکتے ہیں اور آپس کے میل جول کے سبب سے بڑی سے بڑی مصیبت اور سخت سے سخت حالات کو انگیز کرنے کی طاقت فراہم کر سکتے ہیں وہ باہمی لڑائی جھگڑے اور افتراق وانتشار کی وجہ سے سخت جسمانی وروحانی اذیت ناکیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں لہذا ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو دنیا میں زیادہ ڈھیل نہیں دی جاتی بلکہ اللہ کی طرف سے ان کی سزا کا فیصلہ جلد صادر ہو جاتا ہے تاکہ وہ پہلے تو دنیا میں اپنے کیئے کی سزا بھگت کر دوسروں کے لئے سامان عبرت بنیں اور پھر آخرت میں بھی عذاب میں مبتلا ہوں۔ یہ بات واضح ہے کہ دنیا میں سزا پانا اور آخرت میں بھی عذاب کا مستوجب ہونا محض ان دو گناہوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ کچھ اور گناہ بھی انہی کی طرح کے ہوں مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں گناہ ان میں بدتر اور زیادہ ہیبت ناک ہیں۔

113- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعُ الْخَيْرِ ثَوَابًا الْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَاَسْرَعُ الشَّرِّ عُقُوْبَةً الْبَغْيُ وَقَطِيْعَةُ الرَّحِمِ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ثواب کے اعتبار سے سب سے تیز ترین بھلائی نیکی اور صلہ رحمی ہے اور سزا کے اعتبار سے سب سے تیز ترین برائی سرکشی اور رشتے داری کے حقوق کی پامالی ہے

114- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہے لہذا مسلمان، مسلمان پر ظلم نہ کرے اس کی مدد واعانت کو ترک نہ کرے اور اس کو ذلیل وحقیر نہ سمجھے پھر آپ نے اپنے سینے کی طرف تین دفعہ اشارہ فرما کر کہا کہ پرہیزگاری اس جگہ ہے نیز فرمایا کہ مسلمان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل وحقیر کرے یعنی کسی مسلمان بھائی کو ذلیل وحقیر کرنا بجائے خود اتنی بڑی برائی ہے کہ وہ کوئی گناہ نہ بھی کرے تو اسی کی ایک برائی کی وجہ سے مستوجب مواخذہ ہوگا۔ (اور یاد رکھو کہ) مسلمان پر مسلمان کی ساری چیزیں حرام ہیں جیسے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 890)

اس کو ذلیل حقیر نہ سمجھے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کے عیب کو اچھال کر اور اس کی برائیوں کو لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو رسوا اور بدنام نہ کرے اس کے ساتھ بدزبانی اور سخت کلامی نہ کرے اور کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی غریب و محتاج ہی کیوں نہ ہو کتنا ہی ضعیف و ناتواں اور کتنا ہی نامراد وخستہ حال ہو اس کا مذاق نہ اڑائے کیونکہ کسی کو کیا معلوم کہ جو مسلمان ظاہر طور پر نہایت خستہ حال ہے اور محتاج ہے وہ اللہ کے نزدیک اس کا مقام کیا ہے اور انجام و مال کے اعتبار سے وہ کس درجہ کا ہے اس حقیقت کو کسی صورت میں فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جو بھی شخص لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کے رسول کا امتی ہے وہ عزت والا ہے اور قابل تکریم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آیت (وللہ العزۃ ولرسولہ) ۔الخ۔ لہذا کسی مومن کی عزت ایمانی کو کسی حال میں مجروح نہ کرنا چاہیے اور خصوصا مومن جن کے چہرے مہرے علم دین کی علامت اور عبادت الٰہی کا نور جھلکتا ہو ان کی تعظیم وتوقیر کو بطریق اولی ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے اکثر لوگ اور خصوصا دنیا دار جو نفس کی ظلمت وغفلت میں مبتلا ہوتے ہیں عام

113: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

طور پر فقراء و مساکین اور غریب و بے کس مسلمانوں کے وبال میں گرفتار رہتے ہیں کیونکہ وہ ان کو ذلیل و کمتر سمجھتے ہیں اور ان بے چاروں کے ساتھ انتہائی ترشی اور حقارت کا معاملہ کرتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر مومن کو ذلیل وحقیر کرنے کا عذاب اپنے سر لیتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ ان لوگوں کو دنیا میں بھی عزت و اقبال مندی سے نوازتا ہے اور آخرت میں بھی نجات عطا کرے گا جو اس کے غریب و مسکین اور ضعیف و بے کس بندوں کے ساتھ محبت و احترام کا برتاؤ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین وغرباء کی محبت حاصل ہونے کی دعا مانگا کرتے تھے نیز آپ کو اللہ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ فقراء مسکین کی ہم نشینی اختیار فرمائیں جیسا کہ سورت کہف میں مذکور ہے۔

پرہیز گاری اس جگہ ہے " کا مطلب یہ ہے کہ متقی یعنی وہ شخص جو شرک اور گناہوں سے اجتناب و پرہیز کرتا ہے اس کو کسی بھی صورت میں حقیر و کم تر نہیں سمجھنا چاہیے یا یہ مراد ہے کہ تقویٰ کا مصدر و مخزن اصل میں سینہ یعنی دل ہے اور وہ ایک ایسی صفت ہے جو باطن کی ہدایت اور نورانیت سے پیدا ہوتی ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ ان الفاظ کا مقصد ماقبل جملہ کی تاکید وتقویب ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ جو چیز کسی انسان کو معزز و مکرم بناتی ہے وہ تقویٰ ہے۔

اور جب تقویٰ کا تعلق باطن سے ہے اور اس کی جگہ دل ہے جو ایک پوشیدہ چیز ہے کہ جس کو انسان ظاہری طور پر نہیں دیکھ سکتا تو پھر کسی مسلمان کو کیونکہ حقیر و ذلیل کہا جا سکتا ہے درآنحالیکہ اس کی حقیقت معلوم نہیں ہے کہ ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ تقویٰ کی جگہ دل کو قرار دے کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس کے دل میں تقویٰ ہو وہ کسی مسلمان کو حقیر و ذلیل نہ کرے کیونکہ کوئی بھی متقی کسی مسلمان کو ذلیل کرنے والا نہیں ہوسکتا یہ مراد اگرچہ بعض علماء نے لکھی ہے لیکن پہلے معنی زیادہ صحیح اور زیادہ موزون ہیں۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان ایسا کوئی کام نہ کرے اور نہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نکالے جس سے کسی مسلمان بھائی کی خون ریزی ہو یا اس کا مال تلف و ضائع ہو اور یا اس کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچے۔ یہ حدیث اپنے الفاظ کے اختصار لیکن مفہوم و معنی کی وسعت کے اعتبار سے جوامع الکلم میں سے ہے اللہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی عطیہ ہے۔

115- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَىَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا وَلَا يَبْغِيْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی کی ہے: تم تواضع اختیار کرو اور کوئی شخص کسی دوسرے کے مقابلے میں سرکشی ظاہر نہ کرے۔

115: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوٰی

یہ باب ورع اور تقویٰ کے بیان میں ہے

116- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اَبُوْعَقِیْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ حَدَّثَنِیْ رَبِیْعَةُ بْنُ یَزِیْدَ وَعَطِیَّةُ بْنُ قَیْسٍ عَنْ عَطِیَّةَ السَّعْدِیِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰى یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَاْسُ

◆◆ حضرت عطیہ ساعدی رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہیں' بیان کرتے ہیں' (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے) کوئی بھی بندہ متقین کے درجے تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اس چیز کو ترک نہ کردے جس میں کوئی حرج نہ ہوتا کہ اس چیز سے بچا رہے' جس میں حرج ہوتا ہے۔

شرح

پوری آیت کہ جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا یوں ہے۔آیت (وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا، الطلاق:2-3)۔اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اپنے امور ومعاملات میں اللہ پر توکل واعتماد کرے تو وہ دونوں جہاں میں اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مرد کو پہنچنے والا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے اندازہ مقرر کیا ہے۔پس آیت (ومن یتق اللہ سے حیث لا یحتسب تک میں تو اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے دنیا وآخرت کے اس کے ان تمام امور ومعاملات میں کافی ہو جاتا ہے جن سے وہ ڈرتا ہے اور جو اس کے نزدیک ناپسندیدہ ہوتے ہیں بایں طور کہ اس کو ایسی تمام چیزوں سے محفوظ ومامون رکھا جاتا ہے۔اور ومن یتوکل علی اللہ سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ وہ شخص اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ واعتماد کر کے دنیا وآخرت کی نعمتوں کا طلبگار ومتلاشی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے بایں طور کہ اس کو وہ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ان اللہ بالغ امرہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مراد کو پہنچنے والا ہے سے مراد یہ ہے کہ وہ قادر مطلق اپنے احکام اور فیصلوں کو جاری اور نافذ کرنے والا ہے' یعنی اس کو ہر طرح کا حکم وفیصلہ جاری کرنے کے کلی اختیار بھی حاصل ہے اور وہ اپنے ہر حکم وفیصلہ کو نافذ کرنے کی پوری طاقت وقدرت بھی رکھتا ہے' کیونکہ جب یہ جان لیا گیا کہ از قسم رزق اور اس کے مانند ہر چیز تقدیر الٰہی اور توفیق الٰہی ہی سے تعلق رکھتی ہے کہ انسان جس چیز کی بھی خواہش وطلب رکھتا ہے وہ اس کے حکم وفیصلہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی' تو اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا کہ انسان قضا وقدر کے آگے سر تسلیم خم رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر توکل واعتماد کرے۔

116: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2451

117-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا مُغِيثُ بْنُ سُمَيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ قَالُوا صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ

◄► حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرض کی گئی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت کسے حاصل ہے؟ آپ نے فرمایا: ہروہ شخص جس کا دل صاف ہواور زبان سچی ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا: زبان کے سچے ہونے کا تو ہمیں علم ہے' دل کے صاف ہونے سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ پرہیز گار' نیک شخص جس میں کوئی گناہ نہ ہو' کوئی سرکشی نہ ہو اور کوئی کینہ اور کوئی حسد نہ ہو۔

اہل جنت واہل دوزخ لوگوں کی اقسام کا بیان

حضرت عیاض ابن حمار کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگوں کی تین قسمیں ہیں (یعنی جو اہل ایمان اس لائق ہیں کہ سابقین اور مقربین کے ساتھ جنت میں داخل ہوں وہ تین طرح کے ہیں) ایک تو وہ حاکم جو عدل وانصاف کرتا ہواور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہواور جس کو نیکیوں اور بھلائیوں کی توفیق دی گئی ہو دوسرے وہ شخص (جو چھوٹوں اور بڑوں پر) مہربان ہواور قرابت داروں اور مسلمانون کے لئے رقیق القلب ہو یعنی نرم دل ہو۔ اور تیسرے وہ شخص جو غیر حلال چیزوں سے بچنے والا پرہیز کرنے والا اور اہل وعیال کے بارے میں اللہ پر توکل کرنے والا ہو یعنی اہل وعیال کی محبت اور ان کے رزق کا خوف اس کو اللہ پر توکل کرنے سے باز نہ رکھتا ہو لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے اور حرام و ناجائز مال حاصل کرنے پر مجبور نہ کرتا ہو اور نہ وہ اپنے ان اہل وعیال کی وجہ سے علم وعمل میں مشغول ہونے غافل رہتا ہو۔ اور دوزخی لوگوں کی پانچ قسمیں ہیں۔ یعنی جو لوگ اپنے افعال بد کے وبال میں پڑ کر مستوجب عذاب ہوتے ہیں وہ پانچ طرح کے ہیں گویا یہاں ان افعال بد اور بری خصلتوں کی برائی بیان کرنا اور ان کی سختی وشدت کو ظاہر کرنا مقصود ہے جو دوزخ کے عذاب کا باعث ہیں جیسا کہ پہلے ان چیزوں کی تعریف ومدح کی گئی جو جنت میں لے جانے والی ہیں۔ ایک تو کمزور عقل والا کہ اس کی عقل کی کمزوری اس کو ناشائستہ امور سے باز نہ رکھے۔ (یعنی وہ شخص اپنی عقل پر نفسانی خواہشات اور خودغرضی کے جذبات کے غالب آ جانے کی وجہ سے ثبات واستقامت ترک کر دیتا ہے اور گناہوں اور بری باتوں سے باز رہنے پر قادر نہیں رہتا) وہ لوگ کہ جو تمہارے تابع اور تمہارے خادم ہیں ان کو نہ بیوی کی خواہش ہوتی ہے اور نہ مال کی پرواہ (یعنی وہ لوگ جو تمہارے مال داروں اور مقتدروں کے آگے پیچھے نظر آتے ہیں ان کی خدمت واطاعت میں دم بھرتے ہیں ان کے مدنظر نہ تو کسی کی بھلائی دوستی ہوتی ہے اور نہ ان کو واقعتاً خدمت واطاعت سے کوئی غرض ہوتی ہے بلکہ وہ تو محض اپنی نفسانی خواہشات اور خودغرضی کے تابع ہوتے ہیں ان کا اصل مقصد اچھے اچھے کھانوں سے اپنا پیٹ بھرنا ہے اور اچھے درجہ کے لباس اور دوسری چیزیں حاصل کرنا ہوتا ہے نہ تو انہیں بیوی کی پرواہ ہوتی ہے کہ جس کے ذریعہ وہ اپنی جنسی خواہش جائز طور پر

117: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پوری کرسکیں اور نہ انہیں اس مال و زر کی طلب ہوتی ہے جو حلال ذرائع جائز وسائل اور محنت و مشقت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ بدکاریوں حرام خوریوں اور اجنبی عورتوں اور حرام و مشتبہ اسباب میں مگن اور خوش رہتے ہیں اور یہ چیز بھی انسانی عقل کی کم زوری ہے اور ضمیر کی مردنی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حلال و پاک چیزوں سے اعراض کرنا اور حرام و مشتبہ چیزوں کو مطلب و مقصد قرار دینا نہ تو عقل کا تقاضا ہوسکتا ہے اور نہ ضمیر کے مطابق) دوسرے وہ شخص جو خائن و بددیانت ہو کہ اس کی طمع کسی پوشیدہ چیز کو بھی اس کے ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تاکہ وہ اس میں بدنیتی کر سکے خواہ وہ کتنی ہی کیوں نہ چھوٹی ہو اور کم تر ہو (یعنی اس کی طمع و حرص اس کو کسی حال میں چین سے نہیں بیٹھنے نہیں دیتی یہاں تک کہ وہ چھپی ہوئی چیزوں کو بھی تلاش و جستجو میں لگا رہتا ہے اور جب وہ چیزیں اس کے ہاتھ لگ جاتی ہیں تو ان میں بھی بدنیتی کرتا ہے اور خواہ وہ چیزیں کتنی ہی بے وقعت اور کمتر ہی کیوں نہ ہوں، نیز بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ خفا چونکہ ظہور کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے لایخفی لہ طمع کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خائن کہ وہ اس چیز میں بھی خیانت کرتا ہے جو اس کے سامنے نہیں ہوتی اور نہ وہ اس قابل ہوتی ہے کہ وہ اس کی طمع و حرص کر سکے) اور تیسرے وہ شخص جو صبح و شام تمہیں تمہارے اہل عیال میں دھوکہ دینے کے چکر میں رہتا ہے (یعنی جس شخص کو تم اپنے گھر والوں کی حفاظت اور اپنے مال و اسباب کی نگرانی سپرد کرتے ہو یا جو شخص از خود تمہارے ساتھ لگا رہتا ہے اور اپنی عفت پاک دامنی کو تم پر ظاہر کر کے یہ تاثر دیتا ہے کہ وہ تمہارے گھر بار اور اہل خانہ کی حفاظت و نگرانی میں مصروف ہے لیکن حقیقت میں وہ ہر لحہ تمہارے اہل خانہ اور تمہارے مال اسباب پر بری نظر رکھتا ہے (نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور جھوٹے اور بد خلق فحش گو کا ذکر کیا ہے۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 891)

"رجل رحیم رقیق القلب "میں رحیم سے مراد صفت فعلیہ اور رقیق سے مراد صفت قلبیہ ہے صفت فعلیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ صفت اپنا خارجی وجود بھی رکھے اور دوسروں پر اس کے اثرات ظاہر ہوں جبکہ صفت قلبیہ کا تعلق محض اس صفت کے باطنی وجود سے ہوتا ہے کہ خواہ وہ علمی اور خارجی طور پر اس کا اظہار ہو یا نہ ہو۔

لفظ بخل اور کذب مصدر قائم مقام فاعل ہیں۔ وذکر البخل والکذب۔۔ الخ۔۔۔ کے ذریعہ راوی نے یہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخیوں کی جو قسمیں بیان کی ہیں ان میں بخیل اور کاذب کا بھی ذکر فرمایا اور پوری عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے دوزخیوں کی مذکورہ قسمیں بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ دوزخیوں کی اور قسمیں بخیل و کاذب ہیں رہی یہ بات کہ راوی نے ذکر البخیل والکاذب کہنے کے بجائے ذکر البخل والکذب کیوں کہا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ بعینہ الفاظ میں راوی کو یاد نہیں رہا تھا البتہ صحیح طور پر یہ یاد تھا کہ آپ نے باقی دو قسموں کے سلسلے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے تھے ان میں بخل کذب کا ذکر ضرور تھا خواہ آپ نے والبخیل والکاذب ہی کے الفاظ فرمائے ہوں یا کچھ اور الفاظ فرمائے ہوں

اکثر روایتوں میں البخل اور الکذب کے درمیان واؤ کے بجائے او ہے یعنی البخل او الکذب اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اس موقع پر راوی کو شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو البخل کا لفظ ارشاد فرمایا تھا یا الکذب کا یعنی راوی گویا یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ آپ نے دوزخیوں کی تین قسمیں بیان کرنے کے بعد چوتھی قسم کے طور پر یا تو بخیل کو بیان کیا تھا کہ یا کاذب کو اور زیادہ

صحیح بات بھی یہی ہے کہ یہاں حرف او ہے اور جو راوی کے شک کو ظاہر کرتا ہے اور جن روایتوں میں واؤ ہے ان میں بھی واؤ حرف او کے معنی میں ہے لفظ والشنظیر کو بھی مرفوع قرار دینا زیادہ صحیح ہوگا اور اس کا عطف رجل پر کیا جاتا ہے جب کہ بعض حضرات نے اس کو منصوب قرار دیا ہے۔

118-حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِیْ رَجَآءٍ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ كُنْ وَرِعًا تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ اَشْكَرَ النَّاسِ وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَّاَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَّاَقِلَّ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! پرہیز گار ہو جاؤ تم سب سے زیادہ عبادت گزار جاؤ گے' قناعت پسند ہو جاؤ تم سب سے زیادہ شکر کرنے والے بن جاؤ گے۔لوگوں کے لئے اس بات کو پسند کرو جسے تم اپنے لیے پسند کرتے ہو' تم مومن بن جاؤ گے اور اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرو' تم کامل (مسلمان) بن جاؤ گے۔تھوڑا ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

119-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رُمْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ الْمَاضِیْ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تدبیر کی طرح کی کوئی عقل مندی نہیں ہے اور بچنے سے زیادہ کوئی پرہیز گاری نہیں ہے اور اچھے اخلاق کی مانند کوئی خوبی نہیں ہے۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر جان لو عمل تدبیر کے برابر نہیں، ورع یعنی پرہیز گاری اجتناب واحتیاط کے برابر نہیں اور حسب وفضیلت خوش خلقی کے برابر نہیں ہے۔(مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 995)

تدبیر کے معنی ہیں ہر کام کے انجام پر نظر رکھ کر اس کے لئے سامان پیدا کرنا لہذا عقل تدبیر کے مانند نہیں کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی عقل عقل تدبیر کے برابر نہیں ہوسکتی گویا مذکورہ جملہ میں عقل سے مراد مطلق علم وادراک ہے تدبیر سے مراد عقل تدبیر ہے جس کا مطلب یہ ہے جو کام بھی کیا جائے پہلے اس انجام پر نظر رکھی جائے اور اس میں جو بھلائیاں و برائیاں ہوں ان کو پہچانا جائے۔

"ورع " کے معنی پرہیز گاری کے ہیں جس کو تقویٰ بھی کہا جاتا ہے اگرچہ بعض حضرات کے نزدیک ورع اور تقویٰ کے درمیان بھی فرق ہے وہ کہتے ہیں کہ ورع کا درجہ تقویٰ کے درجہ سے بڑھا ہوا ہے بایں طور پر کہ تقویٰ کا مطلب ہے کہ حرام چیزوں سے پرہیز

118:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

119:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کرنا اور تورع کا مطلب ہے کہ ان چیزوں سے بھی بچنا جو مکروہ یا مشتبہ ہوں لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ تقویٰ اور تورع دونوں ایک ہی معنی ہیں اور عام طور پر سب لوگ ان دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں اب رہی یہ بات کہ حدیث میں جو دو لفظ روع اور کف نقل کئے گئے ہیں ان میں سے ورع کا ترجمہ پرہیز گاری اور کف کا ترجمہ اجتناب واحتیاط کیا گیا ہے۔ تو کیا ان دونوں کے درمیان کچھ فرق ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیونکہ ورع کے معنی ہیں باز رہنا اور کف کے معنی ہیں باز رہنے کے ہیں اس صورت میں حدیث کے اس جملہ ل اورع پر اشکال ہوتا ہے کہ کیونکہ اس کا لفظی ترجمہ یوں ہوں گا باز رہنا، یا رہنے کے برابر نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح اس جملہ کے کوئی معنی ہی نہیں ہوں گے۔

چنانچہ طیبی نے اس حدیث کی شرح میں اس اشکال کو ظاہر کیا ہے اور پھر اس کا جواب دیا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کف کے معنی مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے یا زبان کو لایعنی باتوں میں مشغول کرنے سے پرہیز کرنا ہے اور چونکہ دینی طور پر بھی اور سماجی و معاشرتی طور پر بھی ان دونوں چیزوں میں سے ہر ایک مفاسد اور اس کی برائیاں بہت ہیں اس لئے ان کے مفاسد کو از راہ مبالغہ بیان کرنے کے لئے گویا یہ فرمایا گیا کہ ورع یعنی حرام چیزوں سے باز رہنا اگرچہ ایک اعلیٰ وصف ہے علاوہ ازیں ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ ورع تقویٰ کے لغوی معنی اگرچہ باز رہنا اور پرہیز کرنا ہیں لیکن شرعی طور پر ان کے مفہوم میں امتثال اور اجتناب دونوں ایک ساتھ داخل ہیں اور اگر ان کا مفہوم صرف اجتناب ہی ہوتو احکام کی فرماں برداری ترک کرنے سے پرہیز کرنا بھی ان کے مفہوم میں داخل ہوتا لہٰذا بات وہی ورع اور تقویٰ کے مفہوم میں امتثال اور اجتناب دونوں داخل ہیں اور اس صورت میں بھی یہی نکلے گا کہ ورع اور تقویٰ کا اصل مفہوم یہ ہے کہ جو احکام دیئے گئے ہیں ان پر چلا جائے۔

اور ان احکام پر خواہ امتثال کے طور پر ہو یا اجتناب کے طور پر۔ اس طرح جب یہ بات واضح ہوگئی کہ ورع کا تعلق دو چیزوں سے ہے یعنی جن امور کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو اختیار کرنا اور جن امور سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنا اور کف کا تعلق صرف ایک چیز یعنی ممنوعات سے باز رہنے سے ہے تو مذکورہ اشکال رفع ہوگیا اس کے بعد یہ مسئلہ جان لینا چاہیے کہ جس سے حدیث کے مذکورہ جملہ کا مفہوم اور زیادہ صاف ہو جائے گا کہ جانب اجتناب کی رعایت جانب امتثال کی رعایت کی بہ نسبت زیادہ مقدم اور زیادہ ضروری ہے یعنی شریعت نے جن چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے ان سے باز رہنا زیادہ ضروری ہے بہ نسبت اس کے کہ جن چیزوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو اختیار کیا جائے۔

اسی بناء پر علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص جانب امتثال میں فرض وواجبات اور سنن مؤکدہ پر اکتفا کرے اور نوافل کو ترک کر دے لیکن جانب اجتناب میں خوب اہتمام کرے یعنی تمام حرام مکروہ اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرے تو وہ شخص منزل مقصود پالے گا یعنی معرفت وحقیقت اور قرب الٰہی کا درجہ حاصل کرے گا اس کے برخلاف اگر کوئی شخص جانب امتثال میں خوب اہتمام کرے لیکن یعنی فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ پر بھی عمل کرے اور نوافل ومستحبات کو بھی ادا کرے لیکن جانب اجتناب کی رعایت نہ کرے یعنی ممنوعات کا ارتکاب کرے تو وہ شخص منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بیمار ہو اور وہ پرہیز تو پوری کرے لیکن دوا نہ کھائے تو وہ اچھا ہو جائے گا خواہ کتنی ہی دیر میں اچھا ہو اس کے برخلاف اگر وہ دوائیں کھاتا رہے لیکن پرہیز بالکل نہ

کرے تو وہ ہرگز شفاء نہیں پائے گا بلکہ روز بروز بیمار ہوتا چلا جائے گا۔

حسب وفضیلت خوش خلقی کے برابر نہیں ہے۔ حسب اصل میں کہتے ہیں کہ اپنے اور اپنے باپ دادا کے فضائل کو گنوانا اور اپنے خاندانی فخریہ کارناموں کو بیان کرنا، اس جملہ میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی ذاتی فضیلت و بزرگی اور انسانیت کا اصل تقاضا یہ ہے کہ اس میں خوش خلقی ہو اگر کوئی شخص خوش خلقی کی صفت سے محروم ہے تو وہ لاکھ اپنے مناقب گنوائے اور لاکھ اپنے فخریہ کارناموں کو بیان کرے اس کی کوئی حقیقت نہیں رہے گی واضح رہے کہ اگر خوش خلقی میں خلق سے مراد تمام باطنی اوصاف ہوں تو ظاہر ہے کہ حسن اخلاق کو سب سے بہتر اور اصل فضیلت کہا جائے گا اور اگر خلق سے مراد نرم خوئی و مہربانی اور مروت کے اوصاف ہوں جیسا کہ عام طور پر خوش خلقی انہیں اوصاف سے متصف ہوتی ہے تو اس صورت میں یہ فرمانا کہ حسب وفضیلت خوش خلقی کے برابر نہیں ہے خوش خلقی کی فضیلت کو از راہ مبالغہ بیان کرنے کے لئے ہوگا۔

اہل تصوف کے نزدیک خوش خلقی کی فضیلت ان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ رہنا لوگوں کو اپنی عطاو بخشش سے بہرہ مند کرنا اور اللہ کی مخلوق کو ایذاء پہنچانے سے باز رہنا یہ وہ اوصاف ہیں جن پر حسن خلق کا اطلاق ہوتا ہے یہ حضرت حسن بصری کا قول ہے ایک بڑے بزرگ یہ کہتے ہیں کہ حسن خلق یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ عداوت ترک کر کے اور راحت و تنگی دونوں حالت میں خوش رہنا چاہیے۔

حضرت سہل تستری کے قول کے مطابق حسن خلق کا سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ مخلوق کی طرف سے جو زیادتی و سختی پیش آئے اس کو برداشت کرے اور کسی سے انتقام نہ لے ظالم کے حق میں بھی شفیق و مہربان رہے اور اس کی مغفرت کا خواہاں رہے۔

سب سے زیادہ معزز تقویٰ اختیار کرنے والا ہے

120- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوَى

◄◄ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حسب مال ہے اور کرم (عزت) پرہیز گاری ہے۔

شرح

حسب "ان فضائل وخصائل کو کہتے ہیں کہ جو کسی انسان میں ہوتے ہیں چنانچہ صاحب انسان اپنے اور اپنے باپ دادا کے خصائل وفضائل کو شمار کرتا ہے اور ان کے ذریعہ اپنی حیثیت کو بڑھاتا ہے کرم صفات خیر کا نام ہے جس کا اطلاق تمام وجوہ خیر بھلائی اور شرف پر ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک اصل حسب وفضیلت مالداری ہے کہ جو شخص مالدار اور صاحب ثروت ہو تو وہی حسب والا اور فضیلت والا سمجھا جاتا ہے اور اس کی عزت کی جاتی ہے اگر کسی کے پاس مال

120: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3270

ثروت نہ ہوتو وہ سب کی نظروں میں کم تر و بے وقعت رہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل فضیلت تقویٰ پرہیز گاری میں ہے کہ بغیر تقویٰ کے کوئی بھی فضیلت اعتبار نہیں رکھتی اللہ کی نظر میں کریم یعنی بزرگ وشریف وہی شخص ہے جو پرہیز گار ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ہے، آیت (ان اکرمکم عند اللہ اتقکم) ، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص زیادہ معزز ومکرم ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ معزز ومکرم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ومتقی ہے یعنی اگر تمہارے سوال کا مطلب یہ ہے کہ خاندانی عظمت باپ دادا کی بڑائی اور اپنے فضائل واچھی عادات سے قطع نظر ذاتی بزرگی و کرامت کیا چیز تو ہے جان لو کہ وہ تقویٰ ہے لہذا جو شخص لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے وہی سب سے زیادہ معزز ومکرم ہے خواہ وہ اپنے حسب ونسب، خاندانی عظمت و وجاہت اور اپنے اوصاف وخصائل کے اعتبار سے کم تر ہو یا برتر، صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مطلب یہ نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ذاتی بزرگی وکرامت کے بارے میں نہیں پوچھ رہے تو اس اعتبار سے انسانوں میں سب سے زیادہ شریف وبزرگ حضرت یوسف ہیں جو اللہ کے نبی (حضرت یعقوب کے بیٹے، اللہ کے (حضرت اسحٰق کے پوتے اور اللہ کے دوست حضرت ابراہیم کے پڑپوتے ہیں یعنی حضرت یوسف میں کئی طرح کی شرافت و بزرگیاں جمع ہیں کہ خود بھی نبی ہیں اور ان تین پشتوں میں نبوت رہی ہے ان کے پردادا کو خلیل اللہ کا لقب ملا ہے کہ اللہ نے ان کو خالص دوست قرار دیا ہے پھر وہ علم دانائی، حسن وجمال، عفو وکرم اخلاق واحسان، عدل وانصاف اور دینی دنیاوی سرداری وحکمرانی کے اوصاف سے بھی متصف تھے لہذا اس اعتبار سے وہ انسانوں میں سب سے زیادہ بزرک وشریف انسان تھے، صحابہ نے عرض کیا کہ آپ سے ہمارے سوال کا یہ مطلب نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عربوں کی خاندانی شرافت اور ذات و حسب کی اعلیٰ خصوصیات کے اعتبار سے پوچھ رہے ہو؟ کہ اہل عرب جو اپنے اور باپ دادا کے کارناموں ذاتی بزرگی وعزت اور اس طرح کے اور دوسرے اوصاف کے ذریعہ ایک دوسرے سے کے سامنے اظہار فخر کرتے ہیں اور اپنی بزرگی وبرائی کا دعوی کرتے ہیں نیز وہ اپنے میں ایک دوسرے کی عزت وشرافت کا معیار تقویٰ اور نسب کے بجائے مذکورہ اوصاف وخصوصیات کو قرار دیتے ہیں تو ان میں واقعتاً سب سے زیادہ معزز ومکرم کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں ہمارے سوال کا مطلب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سنو! تم میں سے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں سب سے بہتر تھے وہی اسلام میں سب سے بہتر ہیں جبکہ وہ فقیہ ہوں (یعنی تم میں سے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں اپنی خاندانی شرافت شریف النفسی بہادری، سرداری اور عمدہ اخلاق وعادات کے اعتبار سے سب سے پسندیدہ اور سب سے بہتر شمار کیے جاتے تھے اسلام کے زمانہ میں بھی وہی لوگ سب سے زیادہ پسندیدہ اور سب سے بہتر ہیں بشرطیکہ وہ اسلامی احکام وشرائع کے سمجھنے والے اور دین کا علم حاصل کرنے والے ہوں۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 827)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری جواب کا مطلب یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں جن لوگوں کی ذات اور شخصیت کی وجہ سے ان

کو سب سے بہتر سمجھا جاتا تھا وہ لوگ اپنی انہی خصوصیات کی بنا پر زمانہ اسلام میں بھی معزز و مکرم قرار دیئے جائیں گے بشرطیکہ انہوں نے ایمان و اسلام قبول کر کے دین کا علم اور شریعت کے احکام و مسائل حاصل کئے ہوں فرق یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان پر کفر کا سایہ معصیت کی تاریکی اور جہل کا غبار چھایا ہوا تھا اور خواہش نفس کے دام فریب میں مبتلا تھے اور اس اعتبار سے ان کی ذاتی شرافت وصفات کی کوئی حثیت نہیں تھی مگر اب ایمان و اسلام کی پاکیزگی اور عبادات و علم دین کے نور نے ان کی ذات و شخصیت کو نکھار دیا ہے ان کی زندگی کو روشن کر دیا ہے اور ان کو حق کا تابعدار بنا دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ معاون سے مراد وہ لوگوں کی اپنی ذات و شخصیات ہیں جو عمدہ وصفات واعلیٰ خصوصیات سے متصف ہوں جیسا کہ کتاب میں یہ روایت نقل کی جا چکی ہے کہ الناس معادن کمعادن الذهب والفضة الخ۔۔ یعنی لوگوں کی بھی کانیں ہوتی ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں، پس جو خاندان وافراد اپنی اعلیٰ خصوصیات کے اعتبار سے زمانہ جاہلیت میں سب سے بہتر شمار کئے جاتے تھے اسلام کے زمانہ میں بھی وہی سب سے بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔

121-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِى السَّلِيْلِ ضُرَيْبِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَعْرِفُ •كَلِمَةً وَّقَالَ عُثْمَانُ اٰيَةً لَّوْ اَخَذَ النَّاسُ كُلُّهُمْ بِهَا لَكَفَتْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَّةُ اٰيَةٍ قَالَ (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا)

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے ایک ایسے کلمے کا پتہ ہے (عثمان نامی راوی نے یہاں یہ الفاظ نقل کیے ہیں) ایسی آیت کا پتہ ہے کہ اگر اسے سب لوگ اختیار کرلیں تو یہ ان سب کے لئے کافی ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ آیت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ ہے۔

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا''۔

بَاب الثَّنَاءِ الْحَسَنِ

یہ باب اچھی تعریف کے بیان میں ہے

122-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّبَاوَةِ اَوِ الْبَنَاوَةِ قَالَ وَالنَّبَاوَةُ مِنَ الطَّائِفِ قَالَ يُوْشِكُ اَنْ تَعْرِفُوْا اَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالُوْا بِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالثَّنَاءِ الْحَسَنِ وَالثَّنَاءِ السَّيِّءِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

1121: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

122: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

◆◆ ابوبکر بن ابوزہیر اپنے والد کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ''بناوہ'' کے مقام پر جو طائف میں ہے (راوی کو شک ہے شاید لفظ بناوہ ہے یا شاید نباوہ ہے) ہمیں خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمایا: عنقریب تم لوگ اہل جنت کو اہل جنت کے مقابلے میں الگ طور پر جان لو گے۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ کس طرح یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: اچھی تعریف کے ذریعے اور بری تعریف کے ذریعے' تم لوگ ایک دوسرے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ مجھے اس شخص کے بارے میں بتایئے جو کوئی نیک کام کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں لوگ اس کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں کے بعد یہ بھی ہے، کہ اور وہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں (ایسے شخص کا کیا حکم ہے اس کا اجر وثواب کالعدم ہو جاتا ہے یا نہیں؟) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سوال سن کر فرمایا کہ لوگوں کا اس شخص کی تعریف وتوصیف کرنا اور اس کو محبوب رکھنا درحقیقت اس کے حق میں مومن کے ذریعہ جلد ملنے والی بشارت ہے۔

(مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1247)

جلد ملنے والی بشارت " کا مطلب یہ ہے کہ ایک سعادت وبشارت تو وہ ہے جو باقی ہے اور آخرت میں ملے گی اور ایک سعادت وبشارت یہ ہے کہ جو جلد ہی یعنی اسی دنیا میں مل گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس شخص نے اپنے اس عمل خیر کا اصل ثواب آخرت میں پانے سے پہلے ایک اور اجر وثواب اسی دنیا میں یہ پالیا کہ لوگوں نے اس کی تعریف وتوصیف کی اور اس کو اپنا محبوب قلب ونظر بنالیا اور اس کے حق میں لوگوں کو یہ معاملہ گویا اس بات کی بشارت ہے کہ اس کا وہ عمل خیر مقبول ہو گیا اور وہ آخرت میں اجر وثواب پائے گا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ یہ واضح فرمایا کہ اس شخص کا وہ عمل خیر کہ جس کی وجہ سے وہ دنیا والوں کی نظر میں قابل احترام اور محبوب بنا ہے۔

ریاء " نہیں کہلائے گا کیونکہ اس کو اس عزت واحترام اور محبت کے حاصل ہونے میں اس کے اپنے قصد وارادہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس عمل خیر کو اختیار کرنے میں اس کی نیت اور اس کا قصد وارادہ، اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور ثواب آخرت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا، یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اس شخص کو اس دنیا میں بھی مذکورہ سعادت کی صورت میں اجر وثواب عطا فرما دیا۔

123- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ كُلْثُوْمٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِىْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ اَنِّىْ قَدْ اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَاْتُ اَنِّىْ قَدْ اَسَاْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ جِيْرَانُكَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا قَالُوْا اِنَّكَ قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ

123: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

❖❖ حضرت کلثوم خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے کیسے پتہ چلے گا جب میں کوئی نیکی کروں کہ میں نے اچھائی کی ہے یا جب میں کوئی برائی کروں کہ میں نے کوئی برائی کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے پڑوسی یہ کہیں کہ تم نے اچھائی کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تم نے اچھائی کی ہے اور جب وہ یہ کہیں گے کہ تم نے برا کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے برا کیا ہے۔

124- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ لِىْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَاْتُ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ اَنْ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ

❖❖ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے نبی اکرم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! جب میں کوئی اچھائی یا برائی کرتا ہوں تو مجھے اس کا کیسے پتہ چلے گا؟ نبی اکرم نے فرمایا: جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے (تو اس کا مطلب ہے) تم نے اچھا کیا ہے اور اگر تم انہیں یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے برا کیا ہے (تو اس کا مطلب ہے) تم نے بُرا کیا ہے۔

125- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَزَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ قَالَا حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا اَبُوْهِلَالٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ اَبِىْ ثُبَيْتٍ عَنْ اَبِى الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَّلَاَ اللّٰهُ اُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا وَّهُوَ يَسْمَعُ وَاَهْلُ النَّارِ مَنْ مَّلَاَ اُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا وَّهُوَ يَسْمَعُ

❖❖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: وہ شخص اہل جنت میں سے ہے' اللہ تعالیٰ جس کے کانوں کو لوگوں کی تعریف کے ذریعے بھر دے اور وہ سن رہا ہو اور وہ شخص جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے کانوں کو لوگوں کی برائی کے ذریعے بھر دے اور وہ سن رہا ہو۔

126- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ عِمْرَانَ الْجَوْنِىِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ لِلّٰهِ فَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ ذٰلِكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ

❖❖ حضرت ابوذر غفاری نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی' ایک شخص کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے تو لوگ اس وجہ سے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ مومن کو

124: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

125: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

126: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6663' ورقم الحدیث: 6664

جلدی ملنے والی خوشخبری ہے۔

127- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ اَبُوْسِنَانِ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُطَّلَعُ عَلَيْهِ فَيُعْجِبُنِىْ قَالَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں کوئی عمل کرتا ہوں' کوئی شخص اس پر مطلع ہو جاتا ہے اور مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں دو طرح کا اجر ملے گا۔ ایک خفیہ عمل کرنے کا اور ایک اعلانیہ عمل کرنے کا۔

بَاب النِّيَّةِ

یہ باب نیت کے بیان میں ہے

128- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَا اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

◄► علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اعمال کے (اجر وثواب) کا دارومدار نیت پر ہے۔ ہر شخص کو وہی اجر ملے گا جو اس نے نیت کی ہوگی۔ جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس شخص کی ہجرت دنیا کے لئے ہوتا کہ وہ اسے حاصل کرے یا کسی خاتون کے لئے ہوتا کہ وہ اس کے ساتھ شادی کرے تو اس کی ہجرت اس طرف شمار ہوگی جس طرف نیت کر کے اس نے ہجرت کی ہے۔

129- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ

127: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2384

128: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1' ورقم الحدیث: 54' ورقم الحدیث: 2529' ورقم الحدیث: 3898' ورقم الحدیث: 5070' ورقم الحدیث: 6689' ورقم الحدیث: 6953' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 4904' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2201' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1647' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 75' ورقم الحدیث: 3437' ورقم الحدیث: 3803

129: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اَبِى الْجَعْدِ عَنْ اَبِىْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَمَثَلِ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِىْ مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِىْ حَقِّهِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ كَانَ لِىْ مِثْلُ هٰذَا عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ الَّذِىْ يَعْمَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُمَا فِى الْاَجْرِ سَوَاءٌ وَّرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ يُؤْتِهِ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِىْ مَالِهِ يُنْفِقُهُ فِىْ غَيْرِ حَقِّهِ وَرَجُلٌ لَّمْ يُؤْتِهِ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَا مَالًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ كَانَ لِىْ مِثْلُ هٰذَا عَمِلْتُ فِيْهِ مِثْلَ الَّذِىْ يَعْمَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُمَا فِى الْوِزْرِ سَوَاءٌ

◆◆ حضرت ابوکبشہ الانماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس امت کی مثال ان چار آدمیوں کی طرح ہے' ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا کیا ہو۔ وہ اپنے علم کے مطابق اپنے مال میں عمل کرتا ہو اور اسے حق کے راستے میں خرچ کرتا ہو۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہو مگر اسے مال عطا نہ کیا ہو اور وہ یہ کہتا ہو کہ اگر مجھے بھی اس شخص کی طرح مال مل جائے تو میں بھی اسے اسی طرح استعمال کروں جسے یہ استعمال کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: یہ دونوں آدمی اجر کے اعتبار سے برابر ہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا تو وہ شخص اپنے مال کے بارے غلطی کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے ناحق طور پر خرچ کرتا ہے اور ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم اور مال دونوں ہی عطا نہیں کیے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اگر مجھے بھی اس شخص کی طرح مال مل جائے تو میں بھی اسے ایسے ہی استعمال کروں گا جیسے شخص کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں' یہ دونوں گناہ میں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

130- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْمَرْوَزِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ كَبْشَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مُّفَضَّلٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ كَبْشَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے۔

131- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

132- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنْبَاَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِىٍّ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ

130: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

131: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7161' ورقم الحدیث: 7162

جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق (دوبارہ) زندہ کیا جائے گا۔

اعمال کے بدلے میں دنیا یا آخرت کی نیت کا بیان

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا، وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا، وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ ۔

(آل عمران، ۱۴۵)

اور جو شخص دنیا کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور جو آخرت کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو صلہ دیں گے۔

من یرد ثواب الدنا نوته منها یعنی جو شخص اپنے عمل کا دنیوی بدلہ چاہتا ہے ہم دنیا میں ہی اس کو اپنی مشیت کے مطابق جو کچھ ہم نے اس کے لیے مقدر کر دیا ہے دیدیتے ہیں اس آیت میں ان لوگوں پر تعریض ہے جو مال غنیمت کی طرف راغب ہو کر جہاد سے غافل ہو گئے تھے۔ **و من یرد ثواب الاخرة نوته منها** اور جو اپنے عمل سے آخرت کے ثواب کا خواستگار ہوگا ہم آخرت کا ثواب اس کو دیں گے۔

و سنجزی الشاکرین اور شکر گذاروں کو یعنی ثابت قدم رہنے والوں کو ضرور جزا دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ شاید اس فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنے عمل سے صرف شکر گذار ہونے کا طلب گار ہو نہ اس کے پیش نظر ثواب دنیا ہو نہ ثواب آخرت تو اللہ اس کو ایسی عظیم الشان جزا دے گا جس کا اندازہ کوئی عقل نہیں کر سکتی نہ کسی فہم کی رسائی وہاں تک ہو سکتی ہے اور یہ جزا صرف ذات باری ہے۔ اجزا کو مبہم رکھنا (اور تعیین کے ساتھ کسی خاص قسم کے ثواب کا ذکر نہ کرنا) بتا رہا ہے کہ جزاء غیر معروف ہے انسان کی عقل اس کو نہیں جان سکتی۔

قاموس میں ہے شکر کا معنی ہے احسان کو پہچاننا اور اس کو پھیلانا حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس کی نیت طلب آخرت کی ہو اللہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے بینیازی پیدا کر دیتا ہے اور اس کی پریشانی کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔

اور جس کی نیت طلب دنیا کی ہو اللہ محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اس کی جمعیت (خاطر) کو پراگندہ بنا دیتا ہے اور دنیا میں سے اس کو اتنا ہی ملتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے۔ (تفسیر رواہ البغوی، سورہ آل عمران، بیروت)

نیت کے معنی و مطلب کا بیان

قاموس میں ہے کہ نیت کا معنی ہے ارادہ کرنا یا کسی چیز کا ارادہ کرنا۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کسی کام کی طرف دل کو متوجہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔ (مرقات، ج ۱، ص ۴۰، مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ہمارے فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ مذکورہ حدیث میں اعمال سے پہلے "حکم" مضاف مقدر مانیں گے اور معنی یہ ہوگا کہ عمل کی قبولیت یا مردودیت کا حکم نیت کے ساتھ ہے یعنی اگر نیت اچھی ہے تو نیک عمل مقبول باعث ثواب ہوگا اور اگر نیت بری ہوئی تو عمل مردود باعث عذاب ہوگا۔ (الاشباہ)

نیت کی اہمیت

امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُ نا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، الحدیث)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اَعمال کا ثواب نیت پر ہی ہے، بغیر نیت کسی عمل پر ثواب کا اِستحقاق (یعنی حق) نہیں۔ اَعمال عمل کی جمع ہے اور اس کا اِطلاق اعضاء، زبان اور دل تینوں کے اَفعال پر ہوتا ہے اور یہاں اعمال سے مراد اَعمالِ صَالِحہ (یعنی نیک اعمال) اور مُباح (یعنی جائز) اَفعال ہیں۔ اور نیت لُغوی طور پر دل کے پختہ اِرادے کو کہتے ہیں اور شرْعاً عبادت کے اِرادے کو نیت کہا جاتا ہے۔ عبادات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مقصودہ: جیسے نماز، روزہ کہ ان سے مقصود حصولِ ثواب ہے انہیں اگر بغیر نیت ادا کیا جائے تو یہ صحیح نہ ہوں گے اس لئے کہ ان سے مقصود ثواب تھا اور جب ثواب مَفقُود ہو گیا تو اس کی وجہ سے اصل شے ہی ادا نہ ہوگی۔

(۲) غیر مقصودہ: وہ جو دوسری عبادتوں کے لئے ذریعہ ہوں جیسے نماز کے لئے چلنا، وضو، غسل وغیرہ۔ ان عباداتِ غیر مقصودہ کو اگر کوئی نیتِ عبادت کے ساتھ کریگا تو اسے ثواب ملے گا اور اگر بلانیّت کریگا تو ثواب نہیں ملے گا مگر ان کا ذریعہ یا وسیلہ بننا اب بھی درست ہوگا اور ان سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ (ماخوذ از نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری)

ایک عمل میں جتنی نیّتیں ہوں گی اتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا، مثلاً محتاج قَرابت دار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط لِوَجْہِ اللہ (یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے) دینے کی ہوگی تو ایک نیت کا ثواب پائے گا اور اگر صلہ رحمی کی نیت بھی کرے گا تو دوہرا ثواب پائے گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج، ص) اسی طرح مسجد میں نماز کے لئے جانا بھی ایک عمل ہے اس میں بہت سی نیّتیں کی جاسکتی ہیں، امامِ اہلسنّت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 673 میں اس کے لئے چالیس نیّتیں بیان کیں اور فرمایا: "بے شک جو علمِ نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ)

بلکہ مباح کاموں میں بھی اچھی نیت کرنے سے ثواب ملے گا، مثلاً خوشبو لگانے میں اتباعِ سنت، تعظیمِ مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دور کرنے کی نیّتیں ہوں تو ہر نیّت کا الگ ثواب ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات)

خُلوصِ نیت

حضرتِ سیّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں مُقیم تھے اور حضرتِ سیّدُ نا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اِعتِکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں خیال آیا کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ مجھے اس مسجد کا

مُتَوَلّی (یعنی انتظام سنبھالنے والا) بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف میں اضافہ کر دیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہمہ وقت نماز میں مشغول دیکھے جاتے۔ لیکن کسی نے آپ کی طرف توجّہ نہیں کی۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر آئے تو ندائے غیبی آئی۔ اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔ یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور آپ اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوصِ نیت کے ساتھ ساری رات عبادت میں مشغول رہے۔

صبح کے وقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک مجمع موجود تھا، اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہذا اسی شخص کو مُتَوَلّی بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیے جائیں۔

سارا مجمع اس بات پر متفق ہو کر آپ کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ ہم باہمی طور پر کیے گئے متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا مُتَوَلّی بنانا چاہتے ہیں۔ آپ علیہ رحمۃ نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ! میں ایک سال تک ریاکارانہ عبادت میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی تَوَلِیت حاصل ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا اب جبکہ میں صِدقِ دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تمام لوگ مجھے مُتَوَلّی بنانے آ پہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ مسجد سے باہر نکلوں گا۔ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ)

اچھی نیت والوں کیلئے ثواب جہاد کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے اکثر شہداء بستر والے ہوں گے اور بہت سے میدان جنگ میں قتل والوں کی نیت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

جہاد کی نیت اور عذر پائے جانے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جتنا بھی (جہاد میں) چلے ہو اور تم نے جتنی وادیاں بھی عبور کی ہیں۔ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو (اس سب کے اجر میں) تمہارے ساتھ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا مدینہ میں رہنے کے باوجود (وہ اجر میں شریک تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مدینہ میں رہنے کے باوجود (وہ اجر میں شریک ہیں کیونکہ) انہیں عذر نے روک لیا تھا۔ (یعنی وہ جہاد میں نکلنے کی سچی نیت رکھتے تھے مگر عذر کی وجہ سے نہیں نکل سکے)۔ (بخاری)

عذر کی نیت میں سچائی کے سبب ثواب کا بیان

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عذر کی وجہ سے پیچھے رہ جانے والے کو مجاہد جیسا اجر ملتا ہے ایک قول یہ ہے کہ بالکل مجاہد کے برابر اجر ملتا ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ اسے مجاہد کا اجر ملتا ہے لیکن بڑھا چڑھا کر نہیں۔ جبکہ مجاہد کو اس کا اجر بڑھا چڑھا کر ملتا ہے۔ (تفسیر قرطبی مختصرا)

اچھی نیت کے جہاد پر جانے کا بیان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ایک آدمی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی لوگوں میں اپنا تذکرہ چھوڑنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی اپنی حیثیت دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے لڑتا ہے وہی اللہ کے راستے میں ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو (طبعی) بہادری کی وجہ سے یا غیرت کی وجہ سے یا ریاکاری کے لئے لڑتا ہے کہ ان میں سے اللہ کے راستے میں کون ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے لڑے تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے۔ بس وہی اللہ کے راستے میں ہے۔ (مسلم شریف)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے بارے میں پوچھا اور کہنے لگا ایک شخص اپنا غصہ نکالنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص (قومی) غیرت کی وجہ سے لڑتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سر مبارک اٹھایا کیونکہ وہ کھڑا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے لڑے تا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو جائے بس وہی اللہ کے راستے میں ہے۔ (مسلم شریف)

نیک نیت والے مجاہد کی فضیلت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے جہاد اور قتال کے بارے میں بتائیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو اگر تم نے ڈٹ کر اللہ کی رضا کی نیت سے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ تمھیں اسی حال میں اٹھائے گا۔ اور اگر تم نے جہاد کیا ریاکاری اور مال بڑھانے کے لئے تو اللہ تعالیٰ تمھیں اسی حال میں اٹھائے گا۔ اے عبداللہ بن عمرو تم نے جس حال (یعنی نیت) پر قتال کیا یا مارے گئے اللہ تعالیٰ تمہیں اسی حالت (اور نیت) پر اٹھائے گا۔ (ابوداؤد، بیہقی۔ المستدرک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے۔ اور دنیا کا کچھ مال بھی چاہتا ہے (یعنی اس کی نیت جہاد کی بھی ہے اور مال کی بھی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ لوگوں پر یہ بات بڑی بھاری گزری اور انہوں نے اس (سوال کرنے والے) شخص سے کہا جاؤ دوبارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو تم انہیں اپنی بات (صحیح طرح سے) سمجھا نہیں سکے۔ اس شخص نے (حاضر خدمت ہو کر) عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے۔ اور دنیا کا کچھ مال بھی چاہتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر پوچھو۔ اس نے تیسری

بار پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ (ابوداؤد۔ ابن حبان۔ المستدرک)

بَاب الْاَمَلِ وَالْاَجَلِ

یہ باب اُمید اور موت کے بیان میں ہے

امل کے معنی ہیں امید رکھنا اور حرص کے معنی ہیں لالچ کرنا یا آرزو و ارادے کو دراز وسیع کرنا، "حرص" کا تعلق نیک آرزوؤں اور اچھے ارادوں سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ آیت (ان تحرص علی هداهم) اور لفظ حرص کا اطلاق نفسانی خواہشات کے زیادتی اور دنیاوی چیزوں کے لالچ پر بھی ہوتا ہے جو ایک بری چیز ہے، چنانچہ قاموس میں لکھا ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ تم اپنا حصہ بھی حاصل کرلو اور غیر کے حصے کی بھی طمع رکھو۔

حاصل یہ کہ نیک امور جیسے حصول علم، اللہ کے دین کی سربلندی اور اچھے اعمال، اس میں حریص ہونا یعنی آرزوؤں اور ارادوں کو دراز و وسیع کرنا، متفقہ طور پر علماء کے نزدیک بہت اچھی بات ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر کے آخر میں اس آرزو اور ارادہ کا اظہار فرمایا تھا کہ اگر میں اگلے سال تک جیتا رہا تو (محرم کی) نویں تاریخ کو بھی روزہ ضرور رکھوں گا اس کے برخلاف جس آرزو و ارادے کی درازی کا تعلق دنیاوی خواہشات نفس جیسے مال و دولت جمع کرنے اور جاہ و منصب کی طلب سے ہو تو وہ بہت بری بات ہے۔

جہاں تک عنوان کے پہلے لفظ 'امل " کا تعلق ہے تو اس سے مراد دنیاوی امور (یعنی خوش حال زندگی اور محض دنیاوی بہبودی وترقی وغیرہ) کی امیدوں، تمناؤں اور خیالی منصوبوں کی درازی و وسعت میں اس حد تک مبتلا ہو جاتا ہے کہ موت کے لئے مستعد رہنے اور توشہ آخرت تیار کرنے سے غافل ہو جائے۔ اور یہ شان صرف انہی لوگوں کی ہوسکتی ہے جو دین و آخرت سے غافل، اللہ فراموش اور دنیاوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھنے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ آیت (ذرهم یأکلوا ویتمتعوا ویلههم الامل)، یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کہ (وہ خوب) کھالیں اور چین اڑا لیں اور خیالی منصوبے (یعنی دنیا بھر کی آرزوئیں اور تمنائیں) ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں۔

133- حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ اَبِىْ عَنْ اَبِىْ يَعْلٰى عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَطَّ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَّخَطًّا وَّسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ وَخُطُوطًا اِلٰى جَانِبِ الْخَطِّ الَّذِىْ وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ وَخَطًّا خَارِجًا مِّنَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ الْخَطُّ الْاَوْسَطُ وَهٰذِهِ الْخُطُوطُ اِلٰى جَنْبِهِ الْاَعْرَاضُ تَنْهَشُهٗ اَوْ تَنْهَسُهٗ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا اَصَابَهٗ هٰذَا وَالْخَطُّ الْمُرَبَّعُ الْاَجَلُ الْمُحِيطُ وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْاَمَلُ

133: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6417 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2454

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: آپ نے ایک مرتبہ مربع لکیریں کھینچیں اوراس مربع خط کے درمیان ایک اور لکیر کھینچی' اس مربع خط کے درمیان جو خط تھا اس کے آس پاس اور لکیریں کھینچیں اوراس مربع خط سے باہر ایک لکیر کھینچی پھر آپ نے فرمایا: کیا تم یہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اوراس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: یہ انسان ہے' جو درمیان والا خط ہے' اور یہ خطوط جو اس کے آس پاس ہیں یہ وہ مصیبتیں ہیں جو اسے لاحق ہوتی ہیں یہ ہر طرف سے اس پر حملہ کرتی ہیں اگر ایک اس تک نہیں پہنچتی تو دوسری پہنچ جاتی ہے اور یہ مربع خط موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اوراس سے باہر والا خط امیدیں ہیں۔ (جو پوری نہیں ہوتی ہیں)

شرح

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ انسان دور دراز کی امیدیں اور آرزوئیں رکھتا ہے اوراس وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کی وہ امیدیں اور آرزوئیں کبھی نہ کبھی پوری ہوں گی۔ حالانکہ حقیقت میں وہ ان امیدوں اور آرزوؤں سے بہت دور اور اپنی موت سے بہت قریب ہوتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں کی منزل تکمیل تک پہنچنے سے پہلے موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے۔

134-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ عِنْدَ قَفَاهُ وَبَسَطَ يَدَهٗ اَمَامَهٗ ثُمَّ قَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: یہ آدم کا بیٹا ہے اور یہ اس کی موت اس کی گُدّی کے پاس ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو آگے کی طرف پھیلایا اور فرمایا: یہ اس کی آرزوئیں ہیں۔

135-حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ فِىْ حُبِّ اثْنَتَيْنِ فِىْ حُبِّ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بوڑھے آدمی کا دل دو طرح کی چیزوں کی محبت میں ہمیشہ جوان رہتا ہے زندگی کی محبت میں اور مال زیادہ ہونے کی محبت میں۔

136-حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ

134: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2334

135: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

136: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2409' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2339

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آدم کا بیٹا بوڑھا ہو جاتا ہے۔لیکن دو چیزیں اس میں جوان رہتی ہیں۔ایک مال کا لالچ اور دوسرا (لمبی عمر) کا لالچ۔

شرح

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اگر (بالفرض والتقدیر) آدمی کے پاس مال و دولت سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی تلاش میں رہے گا (یعنی اس کی حرص وطمع کی درازی کا یہ عالم ہے کہ کسی بھی حد پر پہنچ کر اس کو سیری حاصل نہیں ہوتی اور آدمی کے پیٹ کو مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی (یعنی جب تک وہ قبر میں جا کر نہیں لیٹ جاتا۔

اس وقت تک اس کی حرص وطمع کا خاتمہ نہیں ہوتا۔تاہم یہ بات اکثر لوگوں کے اعتبار سے فرمائی ہے ورنہ ایسے بندگان اللہ بھی ہیں جن میں حرص وطمع ہونے کا تو کیا سوال اپنی ضرورت کے بقدر مال واسباب کی بھی انہیں پروانہیں ہوتی۔اور اللہ تعالیٰ بری حرص سے جس بندہ کی توبہ چاہتا ہے قبول کر لیتا ہے۔(بخاری ومسلم،مشکوٰۃ شریف:جلد چہارم:حدیث نمبر 1198)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کو قبول کرنا چونکہ پروردگار کی شان رحمت ہے اور ان گناہوں کا تعلق خواہ ظاہری بدعملیوں سے یا باطنی برائیوں سے،اس لئے بری حرص میں مبتلا ہونے والا شخص اگر اخلاص وپختگی کے ساتھ اس برائی سے اپنے نفس کو باز رکھنے کا عہد کر لیتا ہے اور اپنے پروردگار سے توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے، یا یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اس برائی سے پاک کرنا چاہتا ہے اس پر اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے بایں طور کہ اس کو اس بری خصلت کے ازالہ کی توفیق اور نفس کو پاکیزہ ومہذب بنانے کی باطنی طاقت عطا فرماتا ہے۔اس حدیث میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ انسان کی جبلت میں بخل کا مادہ رکھا گیا ہے اور یہ بخل ہی ہے جو حرص واہل اور طمع ولالچ کا باعث بنتا ہے۔لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ انفاق و ایثار کے ذریعہ بخل کی سرکوبی کرتا رہے تاکہ حرص کو راہ پانے کا موقع نہ ملے۔

137- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ لَاَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ وَّلَا يَمْلَاُ نَفْسَهٗ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر آدم کے بیٹے کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ یہ چاہے گا کہ ان دونوں کے ہمراہ تیسری بھی ہو۔اس کے من کو صرف مٹی بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔

138- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ

137: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

138: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3550

اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری اُمت کی عمریں ساٹھ سے لے کر ستر سال تک ہوں گی اور ان میں بہت کم لوگ ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں گے۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے عذر کا کوئی موقع نہیں چھوڑا (یعنی اس کا عذر دور کر دیا) جس کی موت کو اتنا موخر کیا کہ اس کو ساٹھ سال کی عمر تک پہنچا دیا۔

(بخاری مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1197)

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ نے اتنی لمبی عمر عطا کی اور اتنے طویل زمانہ تک اس کو مہلت دی اور اس نے اس کے باوجود توبہ وانابت کی راہ اختیار نہیں کی اور گناہوں سے باز نہیں آیا تو اب اس کے لئے عذر خواہی کا وہ کون سا موقع رہ گیا ہے جس کے سہارے وہ قیامت میں عفو وبخشش کی امید رکھتا ہے۔ اگر کوئی جوان گناہ ومعصیت اور بے عملی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہے تو وہ کہتا ہے کہ جب میں بڑھاپے کی منزل میں پہنچوں گا تو اپنی بدعملیوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرلوں گا اور اپنی زندگی کے اس حصہ کو اللہ کی رضا جوئی اور اس کی عبادت میں صرف کروں گا، لیکن جو شخص بڑھاپے کی منزل میں پہنچ چکا ہے

اور توبہ وانابت اور عمل کرنے کا آخری موقع بھی اس کے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے تو وہ اپنی بے عملی اور گناہوں پر کیا کہے گا؟ ہائے! کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو عمر کی آخری منزل میں بھی پہنچ کر اپنی بے عملیوں اور اپنے گناہوں پر نادم وشرمسار نہیں ہیں اور اس آخری مرحلہ پر بھی جب کہ موت ان کو آ دبوچنے کے لئے بالکل تیار کھڑی ہے، انہیں اپنے رحیم وکریم پروردگار کا دامن عفوو رحمت پکڑ لینے کی توفیق نہیں ہوتی۔ بعض حضرات کے قول کے مطابق اس ارشاد گرامی کے معنی یہ ہے کہ بوڑھے شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ واجب ہے کہ وہ برابر پروردگار کی بارگاہ میں عذر خواہی اور توبہ واستغفار کرتا رہے اور اس میں قطعاً تقصیر وکوتاہی نہ کرے۔

بَاب الْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

یہ باب عمل پر مداومت اختیار کرنے کے بیان میں ہے

139- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِیْ ذَهَبَ بِنَفْسِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ وَّكَانَ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَاِنْ كَانَ يَسِيْرًا

◆◆ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' اس ذات کی قسم! جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو قبض کیا ہے آپ کا وصال اس وقت تک نہیں ہوا جب تک آپ اکثر نمازیں بیٹھ کر ادا نہیں کرتے تھے اور آپ کے نزدیک پسندیدہ ترین نیک عمل وہ تھا جسے بندہ باقاعدگی کے ساتھ انجام دے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

140- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِىْ امْرَاَةٌ فَدَخَلَ عَلَىَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا قَالَتْ وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنَ اِلَيْهِ الَّذِىْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے پاس ایک خاتون موجود تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ فلاں خاتون ہیں۔ یہ سوتی نہیں ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نماز کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اتنی ہی عبادت کرو جتنی استطاعت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا فضل تم سے منقطع نہیں ہوتا بلکہ تم اکتاہٹ کا شکار ہو جاتے ہو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ تھا جسے کرنے والا باقاعدگی سے' اسے سر انجام دے۔

141- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْجُرَيْرِىِّ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ التَّمِيْمِىِّ الْاُسَيِّدِىِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتّٰى كَاَنَّا رَاْىَ الْعَيْنِ فَقُمْتُ اِلٰى اَهْلِىْ وَوَلَدِىْ فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ قَالَ فَذَكَرْتُ الَّذِىْ كُنَّا فِيْهِ فَخَرَجْتُ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ نَافَقْتُ نَافَقْتُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّا لَنَفْعَلُهٗ فَذَهَبَ حَنْظَلَةُ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا حَنْظَلَةُ لَوْ كُنْتُمْ كَمَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِىْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ اَوْ عَلٰى طُرُقِكُمْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً

◆◆ حضرت حنظلہ کاتب تمیمی اسیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہوتے تھے تو جب ہم جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہیں پھر میں اٹھ کر اپنے گھر والوں اور بچوں کے پاس آتا تو میں ہنستا' کھیلتا' میں نے اس بات کو سوچا جو میری کیفیت تھی پھر میں نکلا' میری ملاقات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی' میں نے کہا میں منافق ہو چکا ہوں' میں منافق ہو چکا ہوں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں پھر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ گئے

140: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1831

141: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6900' ورقم الحدیث: 6901' ورقم الحدیث: 6902' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2452' ورقم الحدیث: 2514

انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے حنظلہ! جب تم میرے پاس ہوتے ہو اس وقت جو تمہاری کیفیت ہوتی ہے اگر ویسی ہی رہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تمہارے راستوں میں تمہارے ساتھ مصافحہ کریں۔ اے حنظلہ! وقت' وقت کی بات ہوتی ہے۔ (یعنی کیفیت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہے)

142- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُوْنَ فَاِنَّ خَيْرَ الْعَمَلِ اَدْوَمُهُ وَاِنْ قَلَّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اتنے عمل کا خود کو پابند کرو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو کیونکہ سب سے بہتر عمل وہ ہے جو باقاعدگی سے کیا جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔

143- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَشْعَرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ جَارِيَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ فَاَتٰى نَاحِيَةَ مَكَّةَ فَمَكَثَ مَلِيًّا ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَجَدَ الرَّجُلَ يُصَلِّي عَلٰى حَالِهِ فَقَامَ فَجَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ ثَلَاثًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو وہاں ایک چٹان پر نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ مکہ کے ایک کنارے میں آئے۔ آپ وہاں کچھ دیر ٹھہرے پھر جب واپس آئے تو اس شخص کو بدستور اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے پایا آپ کھڑے ہوئے آپ نے دونوں ہاتھ اکٹھے کئے اور پھر فرمایا: اے لوگو! میانہ روی اختیار کرو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (پھر فرمایا) بے شک اللہ تعالیٰ اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا۔ جب تک تم اکتاہٹ کا شکار نہیں ہو جاتے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کے لئے حرص وزیادتی ہے اور پھر حرص وزیادتی کے لئے سستی وبکی ہے۔ پس اگر عمل کرنے والے نے میانہ روی سے کام لیا اور اعتدال کے قریب رہا اور اس نے افراط وتفریط سے اجتناب کیا تو اس کے بارے میں امید رکھو کہ وہ اپنی مراد پالے گا اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا گیا (یعنی اس نے طاعت وعبادت اور اوراد وظائف کی مشغولیت اور دنیاوی نعمتوں ولذتوں میں اجتناب میں اس لئے مبالغہ وکثرت کو اختیار کیا کہ لوگوں میں عابد وزاہد مشہور ہو اور پھر وہ لوگوں میں عابد وزاہد مشہور بھی ہو گیا) تو تم اس کو عابد وزاہد اور صالح شمار نہ کرو کیونکہ درحقیقت وہ ریاء کاروں میں سے ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1254)

شرۃ کے معنی ہیں نشاط رغبت اور حرص میں مبتلا ہونا یہاں حدیث میں اس لفظ سے مراد کسی چیز میں افراط اور کسی کام میں حد سے

142: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

143: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

زیادہ انہماک ہے اور "فترۃ" کے معنی ہیں سستی و کمزوری اور کمی۔ مطلب یہ ہے کہ جو عابد ابتداء طاعت و عبادت اور اوراد و وظائف وغیرہ میں حد سے زیادہ مشغول و منہمک رہتا ہے وہ بعد میں سست و کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی طاعت و عبادت وغیرہ کم ہو جاتی ہے۔
اس بات کو اصولی انداز میں زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ کوئی انسان جب کسی چیز کو اختیار کرنا چاہتا ہے اور کوئی کام کرتا ہے تو شروع میں بہت زیادہ استغراق انہماک دکھاتا ہے اور اس قدر ذوق وشوق بلکہ حرص و لالچ میں مبتلا ہوتا ہے کہ اپنی بساط سے بڑھ کر محنت و مشقت اور اپنی طاقت و ہمت سے زیادہ مشغولیت اختیار کرتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعد میں جلد ہی سست و کمزور پڑ جاتا ہے اور اپنے مقصد کی راہ میں تھکن و بے دلی کا شکار ہو جاتا ہے۔

پس اگر کوئی عابد و زاہد اپنے اعمال و اشغال میں میانہ روی اختیار کرے اور افراط و تفریط کی راہ سے بچ کر اعتدال کی راہ پر کہ جس کو صراط مستقیم کہا جاتا ہے گامزن رہے تو اس کے بارے میں بجا طور پر امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہو جو کامل طور پر مراد پانے والے ہیں۔ لیکن اگر وہ افراط کی راہ پر چلا اور اس نے عبادت و طاعت اور دینی اعمال و اشغال میں اس حد تک غور کیا اور اپنی بے دینی زندگی کو اس طرح نمایاں کیا کہ وہ عابد و زاہد مشہور ہو گیا اور لوگ اس کی عبادت گزاری اور زہد و تقویٰ کی طرف اشارہ کرنے لگے تو اس کی طرف کوئی التفات نہیں کرنا چاہئے اور اس کو نیک و صالح نہ سمجھنا چاہئے۔ واضح رہے کہ لفظ فارجوہ (اس کے بارے میں امید رکھو) اور لفظ ولا تعدوا اس کو عابد و زاہد شمار نہ کرو کے ذریعہ ان دونوں قسم کے لوگوں کی عافیت کی طرف ایک مبہم اشارہ مقصود ہے کیونکہ کسی شخص کے اخروی انجام کا حقیقی علم بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہوسکتا ہے اس کے بارے میں کوئی انسان آخری فیصلہ نہیں کر سکتا لہٰذا مذکورہ الفاظ کے ذریعہ یہ حدیث صرف یہ بتانا چاہتی ہے کہ جو شخص میانہ روی کا راستہ اختیار کرتا ہے صحیح عمل کرتا ہے اور راہ راست سے بھٹکتا نہیں تو بظاہر اس کے بارے میں یہ امید رکھنی چاہئے کہ اس کی عاقبت سدھر گئی اور وہ نجات پا جائے گا اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ افراط و تفریط کی راہ پر چل کر دنیاوی عزت و جاہ کا طلبگار رہتا ہے۔

اور گندم نما جو فروشی کا شیوہ اپنا کر فتنہ و فساد کے بیج بوتا ہے تو ظاہر میں اس کو فلاح یاب نہ سمجھو اور اس کا شمار مخلص دینداروں میں نہ کرو۔ رہی عاقبت کی بات تو وہاں کا انجام دونوں صورتوں میں غیر واضح ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ خاتمہ کس حالت میں ہو اور آخرت میں کیا معاملہ ہوگا حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گزرد اگر چہ عاقبت کے بارے میں بھی امید یہی رکھنی چاہئے کہ رحمت باری نے جس جس شخص کو اطاعت و عبادت کی توفیق بخشی ہے اور راہ مستقیم پر گامزن کیا ہے اس کی عاقبت ضرور سنورے گی اور اس کا خاتمہ یقیناً ایمان و اخلاص پر ہوگا اس کی رحمت کاملہ کا دستور یہی ہے کہ نیکو کاروں کو بری راہ پر کم ہی لگایا جاسکتا ہے جب کہ اکثر یہی ہوتا کہ بدکاروں کو بالآخر نیکی کی طرف کھینچ لیا جاتا ہے۔

میانہ روی اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک سیرت نیک راہ روش اور میانہ روی وہ خوبیاں ہیں جو نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جز ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 989)
ہدی صالح اور سمت صالح کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہدی کا تعلق انسان کے باطنی احوال سے ہے اسی لئے اس کا ترجمہ نیک

سیرت کیا گیا ہے۔ جس کو نیک خوئی سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے اور سمت کا تعلق انسان کے ظاہری احوال کردار سے ہے اس لئے اس کا ترجمہ نیک راہ روش کیا گیا ہے اس کو نیک چلنی بھی کہا جاتا ہے راہ سلوک وطریقت میں ان دونوں کا وہی درجہ ہے جو شریعت میں ایمان واسلام کا ہے اس اعتبار سے نیک خوئی اور نیک چلنی یہ دونوں خوبیاں ایک ساتھ جس مومن میں ہوں تو نور علی نور اور اس کے مرتبہ حقیقت کے کامل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اس حدیث میں ان خوبیوں کو نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء کہا گیا ہے جب کہ پچھلی حدیث میں چوبیس کا عدد منقول ہوا ہے لہذا دونوں روایتوں میں یہ تفاوت وفرق یا تو کسی راوی کے وہم وخطا میں مبتلا ہو جانے کی بنا پر ہے یا اس میں بھی کوئی بھید ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر چوبیس کا عدد ذکر فرمایا ہے اور کسی موقع پر پچیس کا۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ یہ خوبیاں نبوت کے چوبیس اجزاء میں سے ایک جزء ہیں اور پھر آپ نے از راہ عنایت ان خوبیوں کا ایک درجہ اور بڑھا دیا اور یہ فرمایا کہ یہ خوبیاں نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہیں یا یہ کہ پچھلی حدیث میں جن تین خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ مل کر چوبیس اجزاء میں سے ایک جزء کا درجہ پاتی ہیں اور اس حدیث میں جن تین خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ مل کر پچیس اجزاء میں سے ایک جزء کا درجہ پاتی ہیں اس صورت میں یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یہ راوی کے وہم وخطا میں مبتلا ہو جانے کا نتیجہ ہے کہ اس سے ایک روایت میں چوبیس کا عدد نقل کیا ہے اور ایک روایت میں پچیس کا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا نصف معیشت ہے انسانوں سے دوستی نصف عقل ہے اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے ان چار روایتوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 996)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اور اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی خرچ کرنے میں نہ تو اسراف کرنا اور نہ تنگی کرنا بلکہ میانہ روای اختیار کرنا زندگی کا آدھا سرمایہ ہے بایں طور کہ انسان کی معاشی زندگی کا دارومدار دو چیزوں پر ہے ایک تو آمدنی دوسری خرچ اور ان دونوں کے درمیان توازن خوشحالی کی علامت ہے اور معیشت کے مستحکم ہونے کا ذریعہ بھی ہے لہذا جس طرح آمدنی کے توازن کا بگڑنا، خوش حالی کے منافی اور معشت کے عدم استحکام کا سبب ہے اسی طرح اگر اخراجات کا توازن بگڑ جائے تو نہ صرف خوش حالی مفقود ہوگی بلکہ معیشت کا سارا ڈھانچہ درہم برہم ہو جائے گا لہذا مصارف میں اعتدال کرنا میانہ روی اختیار کرنا معیشت کا نصف حصہ ہوا۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ محبت ظاہر کرنا اور ان کی محبت کو اپنے معاملات واحوال میں خیر وبرکت کا سرچشمہ جاننا اس عقل کا نصف حصہ ہے جو حسن معاشرت کی ضامن ہے گویا پوری عقل مندی یہ ہے کہ انسان کوئی کسب وپیشہ اور سعی ومحنت کر کے جائز روزی حاصل کرے اور اس کے ساتھ آپس میں محبت ومروت کے جذبات بھی رکھے۔ حدیث کے تیسرے جز کا مطلب یہ ہے کہ کسی علمی مسئلہ میں خوب سوچ سمجھ کر اور اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے کیونکہ جو شخص سوال کرنے میں دانا اور سمجھ دار ہوتا ہے اسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جو بہت زیادہ ضروری ہو اور بہت کارآمد ہو اور

چونکہ وہ اپنے علم میں اضافہ کا متمنی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ پوچھی جانے والی چیزوں کے درمیان تمیز کرنا جانتا ہے کہ کیا پوچھنا چاہیے اور کس سے پوچھنا چاہیے اس لئے جب وہ اپنے سوال کا جواب پالیتا ہے تو حل طلب مسئلہ میں اس کا علم پورا ہو جاتا ہے اس اعتبار سے گویا علم کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو سوال اور دوسرے جواب۔

رہی یہ بات کہ اچھی طرح سوال کرنے کا مطلب تو جاننا چاہیے کہ اچھے سوال کا اطلاق اس سوال پر ہوتا ہے کہ جس کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کر لی گئی ہو۔ اس میں جتنے احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں ان سب کی واقفیت ہو تا کہ شافی کافی جواب پائے اور جواب میں کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے پائے اس طرح کا سوال بذات خود علم کی ایک شق ہوگا اور اس پر یہ اشکال وارد نہ ہوگا کہ جب سوال کرنا جہل اور تردد پر دلالت کرتا ہے تو سوال کرنے کو نصف علم کس طرح کہا گیا ہے تاہم مذکورہ اشکال کے پیش نظر ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ جو شخص خوب سوچ سمجھ کر اور صحیح اندازہ میں سوال کرتا ہے کہ اس کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جو علمی ذوق کا حامل ہے اور علم میں اپنا کچھ حصہ ضرور رکھتا ہے اور اس بات کا خواہش مند ہے کہ اپنے ناقص علم کو پورا کرے لہذا اس کے سوال کو نصف علم کہنا موزوں ہوگا اس کے برخلاف جو شخص بغیر سوچے سمجھے اس اور خراب انداز میں سوال کرتا ہے وہ اپنے اس سوال کے ذریعہ اپنے نقصان عقل و کمال اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ سوال کی نوعیت اور سوال کرنے کا انداز سوال کرنے والے کی شخصیت و حالت پر بذات خود دلالت کرتا ہے اور اس کے سوال کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوتا کہ یہ شخص بالکل ہی جاہل ہے یا علم سے کچھ سروکار رکھتا ہے جس شخص میں علم و عقل کی روشنی ہوگی یہ سوال بھی عالمانہ اور عاقلانہ ہوگا۔ اور جو شخص نرا جاہل ہوگا اس کی اور باتوں کی طرح اس کا سوال بھی جاہلانہ اور عامیانہ ہوگا جیسا کہ کسی نے کہا کہ جب جاہل بات کرتا ہے تو گدھے کی طرح معلوم ہوتا ہے اور جب چپ رہتا ہے تو دیوار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

بَاب ذِكْرِ الذُّنُوبِ

یہ باب گناہوں کے تذکرہ میں ہے

144-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَّأَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا كُنَّا نَعْمَلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جو زمانہ جاہلیت میں عمل کیا کرتے تھے اس پر ہمارا مواخذہ ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام میں اچھے کام کرے اس پر ان چیزوں کا مواخذہ نہیں ہوگا جو اس نے زمانہ جاہلیت میں کی تھیں۔ لیکن جو (اسلام میں) برے عمل کرے اس سے پہلے اور بعد والے ہر عمل کا مواخذہ ہوگا۔

144: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6921' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 315' ورقم الحدیث: 316

145-حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ بَانَكَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِىْ عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَآئِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا

◄► عوف بن حارث' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کم تر سمجھے جانے والے گناہوں سے بھی بچو' کیونکہ ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوگی۔

146-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِىْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ فَاِنْ زَادَ زَادَتْ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِىْ ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهٖ (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ)

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ توبہ کرے اور اس سے الگ ہو جائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اگر وہ اور گناہ کرے تو وہ سیاہی اور بھر جاتی ہے۔ یہ وہ ''ران'' ہے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

''ہرگز نہیں بلکہ وہ ''ران'' ہے جو ان کے دلوں پر ہے اس کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں''۔

147-حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ الرَّمْلِىُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ خَدِيْجٍ الْمَعَافِرِىُّ عَنْ اَرْطَاةَ بْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِىْ عَامِرٍ الْاَلْهَانِىِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَاَعْلَمَنَّ اَقْوَامًا مِّنْ اُمَّتِىْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ اَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيْضًا فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا قَالَ ثَوْبَانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا جَلِّهِمْ لَنَا اَنْ لَّا نَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ قَالَ اَمَا اِنَّهُمْ اِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ وَيَاْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَاْخُذُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ اَقْوَامٌ اِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْهَا

◄► حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میں اپنی اُمت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن تہامہ کے سفید پہاڑوں جتنی نیکیاں لے کر آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں غبار کی طرح کر دے گا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کے بارے میں ہمیں بتائیں اور انہیں واضح کریں تاکہ ہم لاعلمی میں ان جیسے نہ ہو جائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے بھائی ہوں گے تمہارے جیسے ہوں گے۔ وہ رات کے وقت وہی عمل کریں گے جو تم کرتے ہو لیکن وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جب تنہا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ افعال کا ارتکاب کریں گے۔

154: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

146: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3334

147: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

148- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَمِّهٖ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ قَالَ التَّقْوٰى وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّارَ قَالَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کون سی چیز زیادہ (لوگوں کو) جنت میں داخل کرے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پرہیزگاری اور اچھے اخلاق' آپ سے دریافت کیا گیا' کون سی چیز زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا: دو اعضاء' منہ اور شرم گاہ۔

بَاب ذِكْرِ التَّوْبَةِ

یہ باب توبہ کے تذکرہ میں ہے

149- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْهُ بِضَالَّتِهٖ اِذَا وَجَدَهَا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک شخص کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے' جسے اپنی گمشدہ چیز مل جائے۔

150- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ الْمَدِيْنِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَآءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ عَلَيْكُمْ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر تم خطا کرو اور تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔

151- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ رَّجُلٍ اَضَلَّ رَاحِلَتَهٗ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَالْتَمَسَهَا حَتّٰى اِذَا اَعْيٰى تَسَجّٰى بِثَوْبِهٖ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةَ الرَّاحِلَةِ حَيْثُ فَقَدَهَا فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ فَاِذَا هُوَ بِرَاحِلَتِهٖ

148: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2004

149: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

150: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

151: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک جنگل میں اپنی سواری کو گم کردے پھر اسے تلاش کرے جب وہ تھک جائے تو چادر لپیٹ کر (لیٹ) جائے پھر اس دوران وہ اپنی سواری کی چاپ سنے جسے وہ گم کر چکا تھا اور اپنے چہرے سے چادر ہٹائے تو اس کی سواری وہاں موجود ہو۔

152- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ ابْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ

حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
گناہ سے توبہ کرنے والا اس طرح ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

153- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِىْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تمام اولاد آدم گنہگار ہیں سب سے بہتر گناہ گار وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کریں۔

154- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِىْ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّدَمُ تَوْبَةٌ فَقَالَ لَهُ اَبِىْ اَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ النَّدَمُ تَوْبَةٌ قَالَ نَعَمْ

ابن معقل بیان کرتے ہیں' میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے انہیں بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ندامت بھی توبہ ہے۔ میرے والد نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں

155- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ اَنْبَاَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ

152: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

153: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2499

154: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

155: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3537' ورقم الحدیث: 3537م

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس پر نزع کا عالم طاری نہ ہو۔

156-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ سَمِعْتُ اَبِىْ حَدَّثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَجَعَلَ يَسْاَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ شَيْئًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَىَّ هٰذِهٖ فَقَالَ هِىَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِىْ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اس بات کا تذکرہ کیا کہ اس نے ایک خاتون کا بوسہ لے لیا ہے وہ آپ سے اس کے کفارے کے بارے میں دریافت کرتا رہا لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اور تم دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کرو اور رات کے کچھ حصے میں بھی' بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ ان لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں''۔

اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ ہر اس شخص کے لئے ہے میری اُمت میں سے جو بھی اس پر عمل کرے۔

157-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِىُّ اَلَا اُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثَيْنِ عَجِيْبَيْنِ اَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰى بَنِيْهِ فَقَالَ اِذَا اَنَا مِتُّ فَاَحْرِقُوْنِىْ ثُمَّ اسْحَقُوْنِىْ ثُمَّ ذَرُّوْنِىْ فِى الرِّيْحِ فِى الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَىَّ رَبِّىْ لَيُعَذِّبُنِىْ عَذَابًا مَّا عَذَّبَهٗ اَحَدًا قَالَ فَفَعَلُوْا بِهٖ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلْاَرْضِ اَدِّىْ مَا اَخَذْتِ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ لَهٗ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ خَشْيَتُكَ اَوْ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ فَغَفَرَ لَهٗ لِذٰلِكَ قَالَ الزُّهْرِىُّ وَحَدَّثَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَاَةٌ النَّارَ فِىْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَا هِىَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا هِىَ اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ

قَالَ الزُّهْرِىُّ لِئَلَّا يَتَّكِلَ رَجُلٌ وَّلَا يَيْئَسَ رَجُلٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے اپنے اوپر زیادتی کی جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بچوں کی یہ نصیحت کی اور بولا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے پیس کر تیز ہوا میں

156: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3481' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6915' ورقم الحدیث: 6916' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:

سمندر میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پروردگار نے مجھ پر گرفت کی تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا۔ جو عذاب وہ کسی اور نہیں دے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: انہوں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے زمین سے کہا تم نے جو پکڑا ہے تم اسے جمع کرو تو وہ شخص کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا: تیری خشیت کی وجہ سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تیرے خوف کی وجہ سے اے میرے پروردگار! (نبی اکرم فرماتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اس کی بخشش کر دی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی اس بلی کو اس نے باندھ دیا تھا اسے کھانے کے لئے بھی نہیں دیتی تھی اور اسے چھوڑتی بھی نہیں تھی کہ وہ خود ہی زمین میں سے کچھ کھا پی لیتی یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی۔

زہری فرماتے ہیں: یہ اس لئے ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے فضل پر اندھا بھروسہ نہ کرے اور کوئی شخص اس سے بالکل ہی مایوس نہ ہو جائے۔

158- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ الْمُسَيَّبِ الثَّقَفِيِّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ يَا عِبَادِىْ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَسَلُوْنِى الْمَغْفِرَةَ فَاَغْفِرَ لَكُمْ وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اَنِّىْ ذُوْ قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِىْ بِقُدْرَتِىْ غَفَرْتُ لَهٗ وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَسَلُوْنِى الْهُدٰى اَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ فَسَلُوْنِىْ اَرْزُقْكُمْ وَلَوْ اَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَاَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا فَكَانُوْا عَلٰى قَلْبِ اَتْقٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِىْ لَمْ يَزِدْ فِىْ مُلْكِىْ جَنَاحُ بَعُوْضَةٍ وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا فَكَانُوْا عَلٰى قَلْبِ اَشْقٰى عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِىْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُّلْكِىْ جَنَاحُ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَاَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا فَسَاَلَ كُلُّ سَائِلٍ مِّنْهُمْ مَّا بَلَغَتْ اُمْنِيَّتُهٗ مَا نَقَصَ مِنْ مُّلْكِىْ اِلَّا كَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ مَّرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهَا اِبْرَةً ثُمَّ نَزَعَهَا ذٰلِكَ بِاَنِّىْ جَوَادٌ مَّاجِدٌ عَطَائِىْ كَلَامٌ اِذَا اَرَدْتُّ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

◄► حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گنہگار ہے۔ ماسوائے اس کے جسے میں عافیت عطا کروں تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہاری مغفرت کر دوں گا۔ تم میں سے جو شخص یہ جانتا ہو کہ میں مغفرت کی قدرت رکھتا ہوں اسے میری قدرت کے وسیلے سے مغفرت طلب کرنی چاہیے میں اسے بخش دوں گا۔ تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے ماسوائے اس کے جسے میں ہدایت عطا کروں۔ تم میں سے ہر ایک غریب ہے ماسوائے اس کے جسے میں خوشحال کروں تو تم مجھ سے مانگو میں تمہیں رزق دوں گا اگر تمہارے زندہ تمہارے مردے' تمہارے پہلے والے' تمہارے بعد والے' تمہارے تری اور تمہارے خشکی والے سب لوگ اکٹھے ہو جائیں اور وہ میرے بندوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار بندے جتنے پرہیزگار بن جائیں تو بھی میری بادشاہت میں مچھر کے پر جتنا اضافہ نہیں کریں گے اور اگر وہ سب

اکٹھے ہوکر میرے بندوں میں سب سے زیادہ بدنصیب (گنہگار) بندے جیسے ہوجائیں تو وہ پھر بھی میری بادشاہت میں مچھر کے پر جتنی کمی نہیں کریں گے۔ اگر تمہارے زندہ' تمہارے مردے' تمہارے پہلے والے' تمہارے بعد والے' تری والے اور خشکی والے سب لوگ اکٹھے ہوجائیں اور ان سب میں سے ہر ایک مانگے' اس حد تک جو اس کی آرزو ہو' تو بھی میری بادشاہی میں اتنی کمی نہیں کریں گے جتنی کوئی شخص سمندر کے پاس سے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر باہر نکال کر یہ دیکھے (کہ کتنا پانی باہر آیا ہے؟) میں سخی ہوں' بزرگی والا ہوں' میری عطا صرف کلام ہے جب میں کسی شے کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے کہتا ہوں کہ "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے۔

بَاب ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ

یہ باب ہے کہ موت اور اس کی تیاری کا بیان

آپ کہیے: جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تمہیں ضرور پیش آنے والی ہے پھر تم اس کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے جو ہر غیب اور شہادت کا جاننے والا ہے پس وہ تم کو خبر دے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے۔ (جمعہ، ۸)

159- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لذتوں کو ختم کردینے والی کو اکثر یاد کرو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد موت ہے۔

شرح

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے مسجد شریف تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ گویا لوگ آپس میں کسی بات پر ہنس رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس طرح ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ خبردار تم پر کونسی غفلت طاری ہے کہ اس طرح بے فکری کے ساتھ ہنسنے میں مشغول ہوا گر تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا اکثر ذکر کرتے رہو تو وہ تم کو اس چیز یعنی زیادہ ہنسنے اور غافل لوگوں کی طرح کے کلام وگفتگو سے باز رکھے جس کو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ یعنی لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز موت ہے پس تم لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز یعنی موت کو بہت یاد کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ قبر پر ایسا کوئی دن (یعنی ایسا کوئی وقت اور زمانہ نہیں گزرتا جس میں وہ زبان قال یا زبان حال سے یہ نہ کہتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں (یعنی میں ایک ایسی دور دراز اور ویران وسنسان جگہ کی طرح ہوں جہاں جو بھی آجاتا ہے وہ اپنے عزیز واقارب اپنے متعلقین اور اپنے گھر والوں سے ناقابل عبور مسافت کی دوری پر جا پڑتا ہے۔ لہٰذا اے انسان تجھ کو لازم ہے کہ تو دنیا میں اس طرح رہ جس طرح کوئی مسافر اپنے عزیز واقارب اور گھر والوں سے دور مسافرت کی حالت میں ہوتا ہے۔ میں تنہائی کا گھر ہوں (یعنی ایک ایسا گھر ہوں جس میں تنہائی اور وحشت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا، ہاں جو لوگ اللہ رب العزت کی وحدانیت کا نور لے کر آتے ہیں

159: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3547

وہ بے شک تنہائی محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہی نوران کا رفیق ودم ساز بن جاتا ہے) میں خاک کا گھر ہوں (یعنی میں اس مٹی کا گھروندہ ہوں جو ہر جاندار کی اصل اور بنیاد ہے پس جس کی اصل اور جس کا مرجع مٹی ہو اس کی شان یہی ہے کہ مسکین وخاک نشین رہے، تاکہ مٹی کے ساتھ اس کی مناسبت ہر وقت تازہ رہے) میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں (پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) جب کسی مومن بندے کو دفن کیا جاتا ہے تو جس طرح کہ کوئی خوش اخلاق میزبان اپنے کسی عزیز مہمان کی آمد کے وقت کلمات ترحیب کے ذریعے اس کا استقبال کرتا ہے اسی طرح قبر بھی اس بندہ مومن کا استقبال کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ خوش آمدید تم ایک اچھی کشادہ آرام کی جگہ اور اپنے ہی مکان میں آئے ہو، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے زیادہ پیارے تھے جو مجھ پر چلتے ہیں پس آج جب کہ میں تم پر حاکم وقادر بنائی گئی ہوں اور تم میرے مجبور ومقہور ہوئے ہو تو تم عنقریب میرے اس نیک سلوک کو دیکھو گے۔ جو میں تمہارے ساتھ کروں گی یعنی میں تمہارے لئے کشادہ وفراخ ہو جاؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ قبر اس بندے کے لے کشادہ وفراخ ہو جاتی ہے اور وہ کشادگی وفراخی اس کو اپنی حد نظر تک معلوم ہوتی ہے اور پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے (جس میں سے وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھتا رہتا ہے اسی دروازے سے گزر کر اس تک ٹھنڈی اور مشکبار ہوائیں آتی ہیں اور وہ جنت کے مکانات، حوریں، نہریں میوے اور درخت اور دوسری روح افزا نعمتیں دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے اور جب کوئی بندہ فاسق یا کافر دفن کیا جاتا ہے تو جس طرح کوئی شخص اپنے یہاں آئے ہوئے ناآشنا وغیرہ عزیز اور بن بلائے مہمان کے ساتھ بے رخی اور بے مروتی کا برتا کرتا ہے اسی طرح قبر بھی اس کافر کو جھڑکتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ تو تیرا آنا مبارک اور نہ تو اچھی کشادہ آرام کی جگہ اور اپنے مکان میں آیا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے برا تھا جو مجھ پر چلتے ہیں پس آج جب کہ میں تجھ پر حاکم وقادر بنائی گئی ہوں اور تو میرا مجبور ومقہور ہوا ہے تو جلد ہی دیکھ لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور پھر قبر اس کو دباتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پسلیوں کی صورت حال دکھانے کے لئے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور بتایا کہ اس طرح قبر کے دبانے کی وجہ سے اس کافر کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کافر پر ستر اژدہا مسلط کر دیئے جاتے ہیں اور وہ ایسے اژدہا ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک اژدہا بھی زمین پر پھنکار مار دے تو وہ زمین جب تک کہ دنیا باقی ہے سبزہ اگانے کے قابل نہ رہے، وہ اژدہا اس کافر کو کاٹتے اور نوچتے ہیں۔ اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ اس بندہ کو قیامت کے دن حساب کے لئے نہ لے جایا جائے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1282)

لذت کو فنا کر دینے والی چیز کو بہت یاد کیا کرو" یہ درحقیقت غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے ایک بڑی اور مؤثر نصیحت ہے اور اس میں کوئی شبہ بھی نہیں کہ موت کو یاد کرنا غافل کے دل کو زندہ کرتا ہے۔

حضرت شیخ عارف باللہ مولانا نورالدین علی متقی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک تھیلی نما چیز بنا کر اپنے پاس رکھتے تھے جس پر "موت" کا لفظ لکھا ہوا ہوتا تھا، جب کوئی شخص ان کا مرید ہوتا تو وہ اس تھیلی کو اس مرید کی گردن میں لٹکا دیتے تھے تا کہ اس کے دل پر ہر وقت یہ احساس طاری رہے کہ موت بالکل قریب ہے، دور نہیں ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ گویا اس طریقہ سے سالکین طریقت کی تربیت فرماتے تھے اور مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ کسی وقت غافل نہ ہوں اور بیداری کے ساتھ طاعت وعبادت اور ذکر اللہ میں لگے رہیں۔ اسی طرح ایک بہت نیک اور اللہ ترس بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے اعیان سلطنت میں سے کسی ایک کو اس خدمت پر مامور رکھتے تھے کہ وہ ہر وقت ان کے پیچھے کھڑا رہے اور الموت الموت کہتا رہے تا کہ دل کو اللہ کی طرف سے غافل ہونے کا موقع ہی نہ ملے اور ہر طرح کی روحانی بیماری کا علاج ہوتا رہے۔ فانہ لم یات الخ کے ذریعے گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ موت کو بہت زیادہ یاد کرنا چاہئے

اور میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں" یعنی میں ایک ایسا مکان ہوں جس میں آنے والا انسان کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بن جاتا ہے، پس اے انسان، تیرے لئے یہ بات کیسے مناسب ہوسکتی ہے کہ تو کھانے پینے کی چیزوں کو لذت اور عمدگی کو جویا ہو اور تیری خواہش وارادہ ایک ایسے جسم کو اعلیٰ قسم کے طعام ومشروبات کے ذریعے بنانے اور لذت پہنچانے میں منہمک ہو جس کو آخر کار فنا ہو جانا ہے اور حقیر کیڑے مکوڑے کی خوراک بننا ہے ہاں جو چیز یہاں تیرے لئے فائدہ مند ہوسکتی ہے وہ صرف نیک عمل ہے، اگر اچھے اعمال کا سرمایہ لے کر میری آغوش میں آئے گا تو یقیناً تجھے فائدہ پہنچے گا۔

اسی وجہ سے قبر کو اعمال کا صندوق کہا گیا ہے۔ بعض حضرات نے حجر میں پیدا ہونے والے کیڑوں کے بارے میں یہ تحقیق بیان کی ہے کہ جب جسم میں سڑاند پیدا ہوتی ہے تو اس سڑاند اور بدبو سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں اور اس جسم کو کھا کھا کر زندہ رہتے ہیں، پھر جب وہاں ہڈیوں کے ڈھانچہ کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہتا تو وہ کیڑے آپس میں ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ آخر میں ایک کیڑا باقی رہ جاتا ہے اور پھر وہ بھی بھوک کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ قبروں میں کیڑے مکوڑں کی خوراک بننے اور زمین کے کھانے سے انبیاء، شہداء اور اولیاء کے اجسام محفوظ رہتے ہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث (ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء) اور شہداء کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آیت (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم) رہی بات ان علماء باعمل کی جن کو اولیاء اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے تو جب شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے تو ان علماء کو بدرجہ اولیٰ حاصل ہوگی کیونکہ ان کے قلم کی سیاہی کی ایک بوند شہداء کے خون سے افضل ہے۔

بندہ فاسق" سے فسق وفجور میں اکمل ترین فرد، یعنی کافر مراد ہے۔ اس کا قرینہ مقابلہ کا لفظ مومن ہے۔ نیز ایک قرینہ اس کے حق میں قبر کا یہ کہنا بھی ہے کہ تو میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے برا تھا جو مجھ پر چلتے ہیں۔ اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں فاسق سے کافر مراد لیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے آیت (اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا، السجدہ:18) علاوہ ازیں یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہئے

کہ قرآن وحدیث کا اسلوب اور معمول بھی یہی ہے کہ برزخ وآخرت کے بارے میں جب کوئی حکم وفیصلہ بیان کیا جاتا ہے تو اس کے دو ہی فریق ہوتے ہیں ایک تو مومن اور دوسرا کافر جہاں تک فاسق مومن کا تعلق ہے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا جاتا ہے اور یہ سکوت اختیار کرنا یا تو اس کی پردہ پوشی کے نقطہ نظر سے ہوتا ہے یا اس لئے کہ اس کو خوف ورجا کے درمیان رکھا جائے نہ کہ اس کا مقصد اس کو دونوں مرتبوں یعنی کفر وایمان کے درمیان ایک الگ تیسرے مرتبہ پر رکھنا ہے جیسا کہ معتزلہ نے غلط گمان کیا ہے۔

"اس کافر پر ستر اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں" میں "ستر" کا عدد یا تو تحدید کے لئے ہے کہ اس متعین تعداد میں اژدھے اس پر مسلط کئے جاتے ہیں یا اس عدد سے کثرت مراد ہے جس کا مقصد اس مفہوم کو ادا کرنا ہے کہ اس پر بہت زیادہ اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت سے اس دوسرے احتمال کی تائید ہوتی ہے جو کہ قبر میں کافر پر عذاب کئے جانے کے سلسلے میں منقول ہے اور جس میں فرمایا گیا ہے کہ کافر پر اس کی قبر میں ایک کم سو اژدھے مسلط ہوں گے۔

160- حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآئَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْضَلُ قَالَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا قَالَ فَاَىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكْيَسُ قَالَ اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَّاَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهٗ اسْتِعْدَادًا اُولٰٓئِكَ الْاَكْيَاسُ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا ایک انصاری آپ کے پاس آیا اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا پھر اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کون سا مومن زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں اس نے دریافت کیا: کون سا مومن زیادہ سمجھدار ہے؟ آپ نے فرمایا: جو موت کو کثرت سے یاد کرتا ہو اور موت کے بعد کے لیے زیادہ اچھے طریقے سے تیاری کرتا ہو وہی لوگ سمجھدار ہیں۔

161- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنِىْ ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِىْ يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ

◆◆ حضرت ابویعلی شداد بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سمجھدار شخص وہ ہے جو اپنے آپ کا خیال رکھے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرے اور عاجز شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہش نفس کے حوالے کر دے اور اللہ تعالیٰ سے آرزو رکھے۔

162- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ

160: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2307' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1833

161: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

162: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2459

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس آئے وہ اس وقت مرنے والا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم کیا محسوس کررہے ہو؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے اور مجھے اپنے گناہوں کا خوف بھی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے عالم میں جس بندے کے دل میں یہ کیفیت اکٹھی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کرے گا جس کی اُسے اُمید ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھے گا جس کا اسے اندیشہ ہے۔

163- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا اخْرُجِي اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اخْرُجِي حَمِيدَةً وَّاَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَيُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيَقُولُونَ فُلَانٌ فَيُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ ادْخُلِي حَمِيدَةً وَّاَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِي فِيهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ قَالَ اخْرُجِي اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ اخْرُجِي ذَمِيمَةً وَّاَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَّغَسَّاقٍ وَّآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ اَزْوَاجٌ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَلَا يُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيُقَالُ فُلَانٌ فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ ارْجِعِي ذَمِيمَةً فَاِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَصِيرُ اِلَى الْقَبْرِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میت کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ نیک شخص ہو تو فرشتے کہتے ہیں تم باہر آجاؤ اے پاکیزہ جان جو پاکیزہ جسم میں تھی تم باہر آجاؤ۔ اس حالت میں کہ تعریف کی گئی ہو اور تمہیں راحت اور آرام کی خوشخبری نصیب ہو اور تمہارا پروردگار غضب ناک نہیں ہوگا' یہ بات اس سے کہی جاتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جسم سے باہر آجاتی ہے پھر اسے لے کر آسمان کی طرف جایا جاتا ہے۔ پھر اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں فلاں ہے تو کہا جاتا ہے پاکیزہ نفس کو خوش آمدید! جو ایک پاکیزہ جسم میں تھا۔ تم اندر آجاؤ اس حالت میں کہ تمہاری تعریف کی گئی ہو تمہیں راحت اور آرام کی خوشخبری ہو تمہارا پروردگار ناراض نہیں ہے۔ (اس بات کی بھی خوشخبری ہو) یہ مسلسل اس سے کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اگر وہ کوئی بُرا شخص ہو تو کہا جاتا ہے اے خبیث جان! ایک خبیث جسم میں سے باہر نکل آؤ اس حالت میں کہ تمہاری مذمت کی گئی ہو تمہیں

163: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 983

کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کی اطلاع نصیب ہو اور اس کی ہم مثل دوسری چیزوں کی یہ اس سے مسلسل کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ باہر آجاتی ہے پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا پوچھا جاتا ہے' یہ کون ہے؟ جواب دیا: جاتا ہے فلاں ہے' کہا جاتا ہے ایسی خبیث جان کو خوش آمدید نہیں کہا جائے گا۔ جو ایک خبیث جسم میں تھی تم واپس چلی جاؤ اس حالت میں کہ مذمت کی گئی ہو کیونکہ تمہارے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاسکتے تو اسے آسمان سے واپس پھینک دیا جاتا ہے اور وہ پھر قبر میں آجاتی ہے۔

164- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ وَعُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنِي اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَجَلُ اَحَدِكُمْ بِاَرْضٍ اَوْثَبَتْهُ اِلَيْهَا الْحَاجَةُ فَاِذَا بَلَغَ اَقْصٰى اَثَرِهٖ قَبَضَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فَتَقُوْلُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَبِّ هٰذَا مَا اسْتَوْدَعْتَنِي

⇔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب آدمی نے کسی ایک جگہ پر مرنا ہو تو کوئی کام کھینچ کر اسے وہاں لے جاتا ہے جب وہ اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے۔ قیامت کے دن زمین یہ کہے گی' اے میرے پروردگار! یہ وہ ہے' جسے تو نے امانت کے طور پر میرے پاس رکھوایا تھا۔

165- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللّٰهِ فِيْ كَرَاهِيَةِ لِقَاءِ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهٖ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَمَغْفِرَتِهٖ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَاِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ

⇔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرنے کی صورت یہی ہے کہ وہ اپنی موت کو ناپسند کرے اور ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں یہ کیفیت موت کے وقت ہوتی ہے۔ جب آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جب اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔

164: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

165: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

166-حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص نازل ہونے والی کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے اگر اس نے ضرور آرزو کرنی ہو' تو یہ کہے:

''اے اللہ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو' تو مجھے زندہ رکھنا جب موت میرے لئے بہتر ہو' تو مجھے موت دیدینا''۔

بَاب ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلٰى

باب قبر اور آزمائش کے بیان میں ہے

عذاب قبر کا بیان

عذاب قبر قرآن واحادیث سے ثابت ہے اس میں کوئی شبہ اور کلام نہیں، یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ یہاں قبر سے مراد محض ڈیڑھ دوگز کا گڑھا نہیں ہے بلکہ قبر کا مطلب عالم برزخ ہے جو آخرت اور دنیا کے درمیان ایک عالم ہے اور یہ عالم ہر جگہ ہو سکتا ہے جیسے بعض لوگ ڈوب جاتے ہیں، جلا دیئے جاتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو ان پر بھی عذاب مسلط کیا جاتا ہے یہ نہیں ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں دفن کیا جاتا ہے صرف ان پر ہی عذاب ہوتا ہے اور جو لوگ دوسرے طریقے اختیار کرتے ہیں وہ عذاب سے بچ جاتے ہیں۔ عذاب قبر کی تصدیق کے درجات میں صحیح اور اولی مرتبہ اس بات کا اعتقاد و یقین رکھنا ضروری ہے کہ قبر میں دفن کرنے کے بعد اللہ کے نیک بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جو لوگ بدکار و گناہ گار ہوتے ہیں ان پر اللہ کا سخت عذاب نازل کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں منکر نکیر، عذاب دینے والے فرشتے اور سانپ و بچھو جو بدکردار لوگوں پر مسلط کئے جاتے ہیں اور جن کا وجود احادیث سے ثابت ہے۔ یہ سب صحیح اور واقعی چیزیں ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

یہ جان لینا چاہئے کہ کسی چیز کو دیکھ لینا اور اس کا مشاہدہ میں آجانا ہی اس کی صداقت کی دلیل نہیں ہوتا، اس لئے ان چیزوں کے بارہ میں یہ بات دل میں جاگزیں کر لینا کہ جب ان چیزوں کو آنکھ سے دیکھا نہیں جاتا اور یہ مشاہدہ میں نہیں آتیں تو ان کا اعتبار کیسے کیا جائے؟ بالکل غلط اور خلاف عقل ہے، اس لئے کہ اتنی بات تو ظاہر ہے کہ عالم بالا کی چیزوں کا مشاہدہ کر لینا، عالم ملکوت کو بچشم دیکھ لینا ان ظاہری آنکھوں کے بس کی بات نہیں ہے، ان کو مشاہدہ کرنے کے لئے چشم حقیقت کی ضرورت ہے ہاں یہ بات بھی ناممکن نہیں ہے کہ اگر اللہ چاہے تو ان دونوں ظاہری آنکھوں سے بھی عالم ملکوت کو دکھلا سکتا ہے۔

پھر دوسرے یہ کہ اسی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو ہم بظاہر دیکھ نہیں پاتے اور نہ آنکھیں ان کا

166: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6507' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6763' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1067' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1837

مشاہدہ کرتی ہیں، لیکن اس کے باوجود اس کا ادراک بھی ہوتا ہے اور اس کی حقیقت بھی تسلیم ہوتی ہے مثلاً ایک آدمی عالم خواب میں دنیا بھر کی چیزیں دیکھ اور سن لیتا ہے، ہر طرح کے غم و مصیبت اور لذت و آرام محسوس کرتا ہے لیکن دوسرا اسے نہیں دیکھ سکتا، یا اسی طرح کسی آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا اسے لذت حاصل ہوتی ہے یا وہ کسی غم و چین کا احساس کرتا ہے لیکن اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا ایک دوسرا آدمی اس سے بے خبر رہتا ہے اور وہ اس کا ادراک و احساس نہیں کر سکتا۔

زمانہ نبوت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے لیکن وہیں مجلس میں بیٹھے ہوئے صحابہ نہیں دیکھتے تھے اور نہ ان کی ظاہری آنکھیں حضرت جبرائیل کا مشاہدہ کرتی تھیں، لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام ان پر ایمان لاتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح عذاب قبر کا معاملہ ہے، وہاں جو کچھ بندے کے ساتھ ہوتا ہے اس دنیا میں اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور نہ ان آنکھوں سے اسے دیکھا جا سکتا ہے، بس یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ عذاب قبر کے بارہ میں اللہ اور اللہ کے رسول نے جو کچھ بتایا ہے وہ سب مبنی بر حقیقت اور یقینی چیزیں ہیں۔

167- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَّهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انسان کے جسم کی ہر چیز خراب ہو جاتی ہے ماسوائے ایک ہڈی کے یہ ریڑھ کی ہڈی کا ایک حصہ ہے۔ اسی سے قیامت کے دن (آدمی کی) دوبارہ تخلیق ہوگی۔

168- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَحِيْرٍ عَنْ هَانِئٍ مَّوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبْكِيْ حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ

◆◆ ہانی' جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس آتے تھے تو بہت زیادہ رویا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ جب جنت اور جہنم کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ نہیں روتے؟ لیکن آپ اس قبر کی وجہ سے رو پڑتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ جو شخص اس سے نجات پا گیا اس کے بعد والے مراحل اس سے زیادہ آسان ہوں گے۔ جو شخص اس سے نجات نہ پا سکا اس کے بعد والے مراحل اس سے زیادہ مشکل ہوں گے۔

167: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3108' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1820

168: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے جو بھی منظر دیکھا ہے ان میں قبر سب سے زیادہ خوفناک ہے۔

169- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَطَآءٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِیْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَّلَا مَشْعُوْفٍ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ فِی الْاِسْلَامِ فَيُقَالُ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآئَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ هَلْ رَاَيْتَ اللّٰهَ فَيَقُوْلُ مَا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرَى اللّٰهَ فَيُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ وَيُقَالُ لَهٗ عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِیْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَّشْعُوْفًا فَيُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُهٗ فَيُفْرَجُ لَهٗ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب میت قبر میں جاتی ہے تو نیک آدمی کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ اسے کوئی خوف یا گھبراہٹ نہیں ہوتی پھر اس سے کہا جاتا ہے تمہارا کیا عقیدہ تھا؟ وہ جواب دیتا ہے میں مسلمان تھا پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تم ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ جواب دیتا ہے یہ اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلائل لے کر ہمارے پاس آئے اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔ اس سے کہا جاتا ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کسی شخص کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے تو اس شخص کے لئے جہنم کی طرف ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے اور اسے اس کی طرف دکھایا جاتا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے اس شخص سے کہا جاتا ہے تم اس کی طرف دیکھو جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا ہے۔ پھر اس شخص کے لئے جنت کی طرف کی ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے تو وہ اس کی آرائش وزیبائش کو دیکھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانہ ہوگا اس سے کہا جاتا ہے تم نے یقین کے ساتھ زندگی بسر کی اس حالت میں تمہیں موت آ گئی اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اسی حالت میں تمہیں زندہ کیا جائے گا۔

اس طرح بُرے شخص کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے وہ پریشان اور گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے اس سے کہا جاتا ہے تمہارا کیا عقیدہ تھا؟ وہ جواب دیتا ہے مجھے نہیں پتہ۔ اس سے کہا جاتا ہے ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا وہ بات میں نے بھی کہہ دی اس کے لئے جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے وہ اس کی آرائش وزیبائش کو دیکھتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے اس چیز کی طرف دیکھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا نہیں کی۔ پھر اس کے لئے جہنم کی طرف

169: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2308

کی ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے وہ اس کی طرف دیکھتا ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانہ ہوگا تم نے شک میں زندگی بسر کی اور اسی حالت میں مرے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہیں اسی حالت میں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

شرح

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالی کیری آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے نکیر کہتے ہیں وہ دونوں اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تم اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کہتے تھے؟ اگر وہ آدمی مومن ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے فرماتے ہیں۔

ہم جانتے تھے کہ تو یقیناً یہی کہے گا، اس کے بعد اس کی قبر کی لمبائی اور چوڑائی میں ستر ستر گز کشادہ کردی جاتی ہے اور اس مردہ سے کہا جاتا ہے کہ (سو جاؤ) مردہ کہتا ہے (میں چاہتا ہوں) کہ اپنے اہل وعیال میں واپس چلا جاؤں تاکہ ان کو (اپنے اس حال سے) باخبر کردوں۔ فرشتے اس سے فرماتے ہیں تو اس دولہا کی طرح سو جا جس کو صرف وہی آدمی جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے محبوب ہو یعنی ہر کسی کا جگانا اچھا نہیں لگتا کیونکہ اس سے وحشت ہوتی ہے البتہ جب محبوب جگاتا ہے تو اچھا لگتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔ اور اگر وہ مردہ منافق ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تھا وہی میں کہتا تھا لیکن میں (اس کی حقیقت کو) نہیں جانتا (منافق کا یہ جواب سن کر) فرشتے فرماتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ یقیناً تو یہی کہے گا، (اس کے بعد) زمین کو مل جانے کا حکم دیا جاتا ہے، چنانچہ زمین اس مردہ کو اس طرح دباتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں اور بائیں پسلیاں دائیں نکل آتی ہیں اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔ (جامع ترمذی، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 127)

قبر میں فرشتے ہیبت ناک اور خوفناک شکل میں آتے ہیں تاکہ ان کے خوف اور شکل کی وجہ سے کافروں پر ہیبت طاری ہو جائے اور وہ جواب دینے میں بدحواس ہو جائیں لیکن یہ مومنوں کے لئے آزمائش وامتحان ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھتا ہے اور وہ نڈر ہو کر صحیح جواب دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اس لئے کہ وہ دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قبر میں ہر قسم کے خوف وہراس سے نڈر ہو جاتے ہیں۔ مردہ کے جواب میں فرشتوں کا یہ کہنا کہ "ہم جانتے ہیں کہ تو یقیناً یہی کہے گا" یا تو اس بناء پر ہوگا کہ پروردگار عالم کی جانب سے ان کو خبر دی جاتی ہوگی کہ فلاں مردہ یہ جواب دے گا اور فلاں مردہ وہ جواب دے گا، یا وہ مردہ کی پیشانی اور اس کے آثار سے یہ معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ مومن کی پیشانی پر نور ایمانی کی چمک اور سعادت ونیک بختی کا نشان ہوتا ہے اور کافر ومنافق کے چہرہ پر پھٹکار برستی ہے۔

مومن جب صحیح جواب دے دیتا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت اور اس کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو اس کی یہ

خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو اس اچھے معاملہ اور عظیم نعمت کی خبر دے دے جیسا کہ جب کوئی مسافر کسی جگہ راحت وسکون پاتا ہے اور وہاں عیش وآرام کے سامان اسے ملتے ہیں تو اس کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ کاش اس وقت میں اپنے اہل وعیال اور اعزاو اقرباء کے پاس جاتا تاکہ انہیں اپنے اس آرام وراحت سے اور چین وسکون سے مطلع کردیتا۔ اس لئے مومن مردہ اپنے اہل وعیال کے پاس واپس جانے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

170- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ) قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ)

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو لوگ قول ثابت پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ انہیں ثابت قدم رکھے گا''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آدمی سے پوچھا جائے گا تمہارا پروردگار کون ہے؟ وہ کہے گا میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔

''جن لوگوں نے قول ثابت پر ایمان رکھا اللہ تعالیٰ انہیں دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھے گا''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ ایمان والوں کو دنیا میں (بھی) مضبوط کلمہ کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں (بھی) اور اللہ ظالموں کو گمراہ کردیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (ابراہیم:27)

کلمہ طیبہ کے حاملین کے قول کا دنیا اور آخرت میں ثابت ہونا

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ کلمہ طیبہ کی صفت یہ ہے کہ اس کی اصل ثابت ہوتی ہے اور کلمہ خبیثہ کی صفت یہ ہوتی ہے کہ اس کی اصل ثابت نہیں ہوتی اور کلمہ خبیثہ کے حاملین کے لیے ثبات اور قرار نہیں ہوتا اور کلمہ طیبہ کے حاملین کے لیے ثبات اور قرار ہوتا ہے اب اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ کے حاملین کا قوم دنیا اور آخرت میں ثابت ہوتا ہے دنیا میں ثبوت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کلمہ طیبہ اور اس کے تقاضوں پر ثابت قدم رکھتا ہے اور دنیا میں ان کے نیک کاموں پر تعریف وتحسین ہوتی ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کو ان نیک کاموں پر بہت زیادہ اجر عطا فرماتا ہے اور جس طرح دنیا میں وہ کلمہ طیبہ پر قائم تھے اللہ تعالیٰ ان کو قبر اور حشر میں بھی کلمہ طیبہ پر قائم رکھتا ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہی پر قائم رکھتا ہے یعنی جو لوگ کلمہ خبیثہ کے حاملین ہیں اور یہی لوگ کافر اور ظالم ہیں ان کو دنیا میں بھی مذمت فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ان کو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔

170: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: اس آیت کی تفسیر بھی ہے کہ دنیا میں کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھنے کا معنی یہ ہے کہ قبر میں جب فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو فرشتوں کے جواب میں کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابراھیم: 27 کی تفسیر میں فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے جب اس پوچھا جاتا ہے تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارا نبی کوب ہے؟ (سنن الترمذی رقم الحدیث 3120، صحیح البخاری رقم الحدیث 1369، صحیح مسلم رقم الحدیث: 2871، سنن ابوداؤد رقم الحدیث 4750، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4269، السنن الکبریللنسائی رقم الحدیث 11264، سنن النسائی رقم الحدیث: 2056)

قبر میں فرشتوں کے سوال کرنے کے متعلق احادیث

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب بندہ کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کے چلے جاتے ہیں تو وہ لوگوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آ کر اس کو بیٹھا دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تم اس شخص (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ وہ کہتا ہے کہ میں گوہی دیتا ہوں کہ کہ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے دیکھو! اپنے دوزخ کے ٹھکانے کو اللہ نے اس کو تمہارے لیے جنت کے ٹھکانوں سے تبدیل کردیا ہے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا وہ اپنے دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا اور رہا کافر یا منافق تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے اس کہا جائے گا تم نے نہ کچھ جانا نہ کہا پھر اس کے دو کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے ضرب لگائی جاتی ہے جس سے وہ چیخ مارتا ہے اور جن وانس کے علاوہ سب اس کی چیخ سنتے ہیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 1338 صحیح مسلم رقم الحدیث: 2870، سنن ابوداؤد رقم الحدیث 3231، 4752، سنن النسائی رقم الحدیث: 2051، 2049)

امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ (ابراھیم: 27) عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے اس سے پوچھا جائے گا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: 2871)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ متوفی 273ھ اپنی سند کے ساتھ روایات کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب میت کو قبر میں رکھ دیا جائے گا تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آئیں گے ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جائے گا وہ کہیں گے تم اس شخص کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ پس وہ جو دنیا میں کہا کرتا تھا وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وہ کہیں گے تم جانتے تھے کہ تم یہی کہتے تھے پھر اس کی قبر کو ستر ضرب ستر وسیع کردیا جائے گا پھر اس کی قبر کو منور کردیا جائے گا پھر اسے کہا جائے گا سو جاؤ وہ کہے گا میں اپنے گھر والوں کو جا کر اس کی خبر دے دوں! فرشتے کہیں گے تم اس عروس (دلہن) کی طرح سو جاؤ جس کو وہی بیدار کرتا ہے جو اس کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے حتیٰ کہ اللہ اس کو اس کی

قبر سے اٹھائے گا اور اگر وہ منافق ہوگا تو وہ کہے گا میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا میں وہی کہہ دیا میں نہیں جانتا۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے پھر زمین سے کہا جائے گا اس پر تنگ ہو کر ایک دوسرے سے مل جاؤ زمین تنگ ہو کر مل جائے گی اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی پھر اس کو عذاب ہوتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ اس کو قبر سے آٹھائے گا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: 1071 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 3117 العشر یۃ للا جری رقم الحدیث: 365)

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد متوفی 360ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ جب مسلمان بندہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ پس اللہ اس کو ان کے جوابات میں ثابت قدم رکھتا ہے پس وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں پھر اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی: یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین ۔ (ابراہیم: ۲۲)

(المعجم الکبیر رقم الحدیث 9145، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مجمع الزوائد ج 3 ص 54، بیروت الشریعۃ للآ جری رقم الحدیث: 811)

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی 275ھ روایت کرتے ہیں: حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ایک نصاری کے نجازہ میں گئے ہم قبر تک پہنچے جب لحد بنائی گئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ زمین کو کرید رہے تھے آپ نے اپنا سر (اقدس) اٹھا کر دو یا تین بار فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو اور فرمایا جب لوگ پیٹھ پھیر کر جائیں گے تو یہ ضرور ان کی جوتیوں کی آواز سنے گا جب اس سے کہا جائے گا اے شخص! تیرا رب کوب ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ ھناد نے کہا اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اس کو بٹھا دیں گے، اور اس سے ہیں گے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے، پھر وہ کہیں گے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا میرا دین اسلام ہے پھر وہ کہیں گے وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہے گا وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، پھر وہ کہیں گے تم کو کیسے معلوم ہو؟ وہ کہے گا میں کتاب پڑھی، میں اس پر ایمان لای اور میں اس کی تصدیق کی اور یہ اللہ تعالیٰ اس ارشاد کے مطابق ہے: (ابراہیم: 22) پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندہ نے سچ کہا اس کے لیے جنت سے لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، پھر اس کے پاس جنت کی ہوائیں اور جنت کی خوشبو آئے گی اور اس کی منتہائے بصر تک اس کی قب کھول دی جائے گی پھر آپ نے کافر کی موت کا ذکر کی اور فرمایا اس کے جسم میں اس کی روح لوٹائی جائے گی اور اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھائیں گے اور اس سے کہیں گے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا پھر وہ اس کہیں گے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا پھر وہ کہیں گے یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر اسمان سے ایک منادی ندا کریگا اس نے جھوٹ بولا اس کے لیے دوزخ سے فرش بچھا دو اور اس کو دوزخ کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ ایک دروازہ کھول دو پھر اس کے پاس دوزخ کی تپش اور دوزخ کی گرم ہوائیں آئیں گی اور اس کی قبر تنگ کر دی جائے گی حتیٰ کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جائیں گی

پھراس پرایک اندھااور گونگا مسلط کیا جائے گا اس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوگا جس کی ضرب اگر پہاڑ پر لگائی جائے وہ وہ بھی مٹی کا ڈھیر ہو جائے پھر وہ گرز اس پر مارے گا جس سے وہ کافر چیخ مارے گا جس کو جن اور انس کے سوا سب سنیں گے اور وہ کافر مٹی ہو جائے گا۔

اور امام عبدالرزاق متوفی 211ھ امام احمد متوفی 241ھ امام آجری متوفی 360ھ، اور مام ابوعبداللہ حکم نیشاپوری متوفی 405ھ نے اس حدیث کو بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث 4753، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 6737، مسند احمد ج4 ص 287 طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث 18733، الشریعہ للآجری رقم الحدیث: 812، المستدرک ج1 ص 37)

حضرت عثمان بن عفان بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جن میت کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو آپ اس کی قبر پر کھڑے رہے اور فرمایا اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کروں کیونکہ ان اس سے سوال کیا جائے گا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3221، المستدرک ج1 ص 370 شرح السنہ رقم الحدیث: 1523، عمل الیوم واللیلہ لابن السنی رقم الحدیث: 586)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے صوبتے ہوئے سورج کی مثل دکھائی جاتی ہے تو وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث رقم الحدیث: 4272، موارد الظمآن رقم الحدیث: 779، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 3116)

قبر میں سوالات اس مت کی خصوصیت ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے خچر پر سوار ہو کر بنو نجار کے باغ میں جا رہے تھے تم بھی آپ کے ساتھے۔ ایک جگہ خچر نے ٹھوکر کر کھائی قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دیتا وہاں پر پانچ یا چھ یا چار قبریں تھیں آپ نے فرمایا ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں جانتا ہوں آپ نے پوچھا یہ لوگ کب مرے تھے اس نے کہا یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے تھے آپ نے فرمایا اس امت کو اپنی قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تم کو عذاب قبر سنواتا جس کو میں سن رہا ہوں پھر آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو، ہم نے کہا ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں پھر فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو ہم نے کہا ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، پھر فرمایا: ظاہر اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو ہم نے کہا ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، پھر فرمایا دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو ہم نے کہ ہم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: 2867، مسند احمد ج3 ص 233)

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن عبدالبر نے کہا اس حدیث میں مذکور ہے کہ اس امت کو آزمائش میں مبتلا کی جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں سوال اور جواب اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور امام ابوعبداللہ ترمذی نے نوادر الاصول میں کہا ہے کہ میت سے سوال کرنا اس امت کا خاصہ ہے کیونکہ ہم سے پہلی امتوں

کے پاس جب رسول اللہ کا پیغام لے کر آتے تھے اور قوم ان کے پیغام کا انکار کرتی تو رسول ان سے الگ ہو جاتے اور ان پر عذاب بھیج دیا جاتا اور جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رحمت کے ساتھ بھیجا اور فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء:۱۰۷) تو ان سے عذاب روک لیا اور آپ کو جہاد کا حکم دیا حتیٰ کہ جہاد کی برکت سے لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے اور اسلام ان کے دلوں میں راسخ ہو گیا پھر ان کو مہلت دی گئی یہاں سے نفاق کا ظہور ہوا اور بعض لوگ کفر کی چھپاتے اور ایمان کو ظاہر کرتے اور مسلمانوں کے درمیان ان پر پردہ رہتا، اور جب وہ مر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے قبر میں امتحان لینے والے بھیجے تا کہ سوال کے ذریعے ان کا پردہ چاک ہو اور خبیث طیب سے ممتاز ہو جائے سو جو دنیا میں اسلام پر ثابت قدم تھا اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہی پر برقرار رکھتا ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں امام ابو عبداللہ ترمذی کی یہ تفسیر اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مومن اور منافق سے قبر میں سوال ہوگا حالانکہ احادیث میں تصریح ہے کہ کافر سے بھی سوال ہوگا۔

(التذکرہ ج1 ص230،229،مطبوعہ دار البخاری المدینہ المنورہ، 1417ھ)

جو مسلمان قبر کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہیں گے:

پانچ قسم کے شخص قبر میں سوال اور جواب سے محفوظ رہتے ہیں، ان کا ذکر حسب ذیل احادیث میں ہے۔

(1) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایک دن اور ایک رات (مسلمانوں کی) سرحد کی حفاظت کرنا ایک ماہ کے روزوں اور نمازوں کے قیام سے افضل ہے اور اگر وہ اسی حال میں فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جاری رہے گا جس عمل کو وہ کیا کرتا تھا اس کا رزق جاری رہے گا اور وہ قبر کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث:1913، سنن الترمذی رقم الحدیث:1665، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث:9617، مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص327، مسند احمد ج5 ص441، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:4623، المستدرک ج2 ص80، السنن الکبریٰ للبیہقی ج9 ص38، شرح السنہ رقم الحدیث،:2617)

(2) امام نسائی راشد بن سعد اور ایک صحابی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا وجہ ہے کہ شہید کے سوا تمام مسلمانوں کا قبر میں امتحان لیا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے سر پر تلواروں کا چلنا اس کے امتحان کے لیے کافی ہے۔ (سنن النسائی:2052،مطبوعہ دار المعروف بیروت)

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ کے نزدیک شہید کی چھ خصلتیں ہیں اس کی پہلی دفعہ میں مغفرت ہو جاتی ہے اس کو جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اس کا بڑی آنکھوں والی حوروں سے عقد کیا جاتا ہے اور اس کے ستر رشتہ داروں کے متعلق اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (سنن الترمذی رقم الحدیث:1663، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:2799، مسند احمد ج4 ص131)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک قبر پر خیمہ لگا دیا تھا اور اس کو یہ پتا نہیں تھا کہ یہ قبر ہے پس اچانک وہ کسی انسان کی قبر تھی جو سورۃ الملک پڑھ رہا تھا حتیٰ

کہ اس نے اس سورت کو ختم کر لیا وہ شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں ایک قبر پر خیمہ لگا دیا تھا اور میرا یہ گمان نہیں تھا کہ یہ قبر ہے پس اس میں ایک انسان سورۃ الملک پڑھ رہا تھا حتیٰ کہ اس نے سورت کو ختم کر دیا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ سورت مانعہ ہے اور منجیہ ہے یہ عذاب قبر سے نجات دے دیتی ہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: 2890، المعجم الکبیر رقم الحدیث: 12801، حلیۃ الاولیاء ج 3 ص 81)

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ الملک پڑھتا ہے وہ قبر کے امتحان سے محفوظ رہتا ہے۔

(التذکرہ ج 1 ص 234، مطبوعہ دار البخاری المدینہ المنورہ، 1417ھ)

(4) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص بیماری میں مرا وہ شہادت کی موت مرا اور وہ قبر کے امتحان سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کو صبح شام جنت سے رزق دیا جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1615، مسند ابویعلی رقم الحدیث: 6145، حلیۃ الاولیاء ج 8 ص 201، اس حدیث کے سند ضعیف ہے)

(5) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو اس کو اللہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھتا ہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: 1074، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 5592، مسند احمد ج 2 ص 129)

یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند منقطع ہے تاہم ابوعبداللہ ترمذی نے نوادر الاصول میں اس کو سند متصل سے اور امام ابو نعیم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص جمعہ کی رات کو یا جمعہ کے دن فوت ہوا اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا اور جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس پر شہدا کی مہر لگی ہوئی ہوگی۔ (حلیۃ الاولیاء ج 3 ص 155)

اس کی سند میں عمر بن موسیٰ ضعیف راوی ہے۔

نیک اعمال کا آخرت میں کام آنے کا بیان

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی دمشق متوفی 774ھ لکھتے ہیں: امام عبداللہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت مسجد مدینہ میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا میں آج رات خواب میں ایک عجیب منظر دیکھا کہ میری امت میں سے ایک شخص کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا اس شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس نیکی نے ملک الموت کو واپس بھیج دیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا اس کو شیاطین پریشان کر رہے تھے تو اس کے پاس اللہ کا ذکر آیا اور اس نے ان شیاطین سے چھڑا لیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا پیاس سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی وہ جب بھی حوض پر آتا تو اس کو حوض سے روک دیا جاتا تو اس کے پاس اس کے روزے آئے اور انہوں نے اس کو پانی پلا کر سیراب کی اور میں اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا اور انبیاء علیہم السلام حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے وہ جب بھی ان کے قریب جاتا وہ اس کو دھکا دیتے پھر اس کا غسل جنابت آیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو میرے طرف بٹھا دیا اور میں نے اپنی

امت میں سے ایک شخص کو دیکھا اس کے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے ہر طرف اندھیرا تھا وہ ان اندھیروں میں حیران تھا کہ اس کا حج اور عمرہ آیا اور اس کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آیا۔ اور میں اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا وہ مومنوں سے بات کرتا تھا اور وہ اس سے بات نہیں کرتے تھے پھر اس کا صلہ رحم (رشتہ داروں سے ملنا جلنا) آیا اور اس نے کہا اے مومنوں کی جماعت اس سے بات کرو اس سے بات کرو تو انہوں نے اس سے باتیں کیں۔ اور میں نے اپی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے چہرے سے آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھوں سے ہٹا رہا ہے اتنے میں اس کا صدقہ آیا اور وہ ان شعلوں کے آگے حجاب بن گیا اور اس کے سر پر سایہ بن گیا اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اس کو ہر طرف سے پکڑ رکھا ہے تو اس کا امر بالمعروف اور نہی ان المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) آیا اور اس کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور رحمت کے فرشتوں کے ساتھ داخل کر دیا، اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گھٹنو کے بل گرا ہوا ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب ہے، اتنے میں اس کے اچھے اخلاق آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اللہ کے پاس پہنچا دیا۔ اور میں اپنی امت میں سے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال اس کی بائیں جانب سے آ رہا ہے اتنے میں اس کا خوف آیا اور اس صحیفہ اعمال کو اس کے دائیں ہاتھ میں رکھ دیا۔ اور میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا وہ جہنم کے کنارے پر تھا پھر خوف خدا سے اس کا لرزانا آیا اور اس نے اس کو دوزخ سے نکال دیا۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ پل صراط پر کپکپا رہا تھا تو اللہ کے ساتھ اس کا حسن ظن آیا اور اس کی کپکپاہٹ دور کی اور اس کو روانہ کی۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پل صراط پر گھسٹ گھسٹ کر چل رہا تھا تو اس نے مجھ درود پڑھا تھا وہ آیا اور اس نے اس کو سیدھا کر دیا اور وہ چلنے لگا۔ اور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازے پر پہنچا تو اس پر جنت کے دروازے بند کر دیئے گئے تو اس کا کلمہ شہادت آیا اور اس نے جنت کے دروازے کھولے اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج2 ص مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1419، کنز العمال رقم الحدیث: 4352)

علامہ قرطبی نے اس حدیث کو درج کرنے کے بعد لکھا: یہ حدیث بہت عظیم ہے یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ بعض نیکیوں سے بعض مخصوص عذاب ساقط ہو جاتے ہیں جبکہ حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص سے اس کے تمام عذاب اس نیکی کی وجہ سے ساقط کر دیئے کہ وہ مقروضوں سے درگزر کرتا تھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 2077، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1560، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2460) (التذکرہ ج1 ص 367۔366، مطبوعہ دار البخاری المدینۃ المنورہ: 1417ھ

171- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهٖ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کے سامنے

171: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1369 'ورقم الحدیث: 4699' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7148' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4750' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3120' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2056

اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہو تو اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنم کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ جب قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو یہ تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔

172- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ اَنْبَانَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَّعْلُقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يُبْعَثُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان کے والد نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مؤمن کی جان ایک پرندے کی شکل میں ہوتی ہے جو جنت کے درخت پر لٹک جاتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے اس کے جسم کی طرف واپس کر دیا جائے گا۔

173- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ حَفْصٍ الْاُبُلِّيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب میت قبر میں داخل ہوتی ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سورج غروب ہونے والا ہے جب وہ بیٹھتا ہے تو اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے کہتا ہے: مجھے نماز پڑھ لینے دو۔

شرح

باعمل مومن مردہ جس وقت قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو وہ جس طرح دنیا میں ایمان واسلام پر قائم رہا اور فرائض اسلام کی ادائیگی سے کبھی غافل نہ رہا، اسی طرح قبر میں بھی اسے سب سے پہلے نماز ہی یاد آتی ہے چنانچہ جب منکر ونکیر اس کے پاس قبر میں حاضر ہوتے ہیں تو وہ سوال وجواب سے پہلے نماز ادا کرنے کے لئے کہتا ہے کہ پہلے نماز پڑھ لوں اس کے بعد تمہیں جو کچھ کہنا سننا ہو کہو سنو یا سوال وجواب کے بعد وہ یہ الفاظ کہتا ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے درمیان بیٹھا ہوں، اس کے شعور و احساس میں سب سے پہلے نماز ہی آتی ہے۔

یہ حالت اس کی رعایت حال پر دلالت کرتی ہے کہ گویا وہ ہنوز دنیا میں ہی ہے اور سو کر ابھی اٹھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بندہ دنیا میں پکا نمازی ہوگا اور جس کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی ہوگی، قبر میں بھی حسب عادت اسے پہلے نماز ہی یاد آئے گی۔ دفن کے بعد مردہ کے سامنے غروب آفتاب کا وقت پیش کرنا اس کی حالت مسافر اور تنہائی کی مناسبت کی وجہ سے ہے چنانچہ جب کوئی مسافر کسی شہر میں شام کو پہنچتا ہے تو وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھتا ہے کہ کہاں جاؤں اور کیا کروں؟ جیسا کہ شام غریباں مشہور ہے۔ تو زلف را کشادی وتاریک شد جہاں اکنوں فتاد شام غریباں کجا روند اور نماز شام غریباں چو گریہ آغازم بہائے ہائے غریبانہ گریہ پردازم۔

172: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَاب ذِكْرِ الْبَعْثِ

یہ باب دوبارہ زندہ ہونے کے بیان میں ہے

حضرت ابورزین عقیلی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ وند تعالیٰ مخلوقات کو دوبارہ کس طرح زندہ کر کے اٹھائے گا (جب کہ ان کے جسم و بدن گل سڑ کر خاک ہو چکے ہوں گے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کبھی قحط اور خشک سالی کے زمانہ میں اپنی قوم کے جنگل اور کھیتوں کے درمیان سے گزرے ہو، وہاں سبزہ کا نام ونشان تک نظر نہیں آیا ہوگا (بلکہ ساری زمین بالکل بنجر اور خشک نظر آئی ہوگی) پھر جب تم (بارش کے بعد وہاں سے گزرے ہو گے تو تمہیں (پورے علاقہ میں) لہلہاتا ہوا سبزہ نظر آیا ہوگا میں نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پس مخلوقات میں قدرت الٰہی کی یہی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ مردوں کو اس طرح زندہ کرے گا ان دونوں روایتوں کو زرین نے نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 103)

174- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَىِ الصُّوْرِ بِاَيْدِيْهِمَا اَوْ فِىْ اَيْدِيْهِمَا قَرْنَانِ يُلَاحِظَانِ النَّظَرَ مَتٰى يُؤْمَرَانِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''صور'' پر مقرر دونوں فرشتے اپنے ہاتھوں میں دو سینگ لئے کھڑے ہیں اور اس بات کا انتظار کر رہے ہیں' انہیں کب حکم ہوتا ہے۔ (کہ وہ صور میں پھونک ماردیں)

شرح

صور اصل میں نرسنگا (سنکھ) اور قرنا کو کہتے ہیں جس میں پھونکنے سے ایک بلند آواز پیدا ہوتی ہے اور یہاں وہ مخصوص نرسنگا (سنکھ) مراد ہے جس کو حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے حضرت اسرافیل علیہ السلام کا یہ صور پھونکنا دو مرتبہ ہوگا ایک بار تو اس وقت جب قیامت آنے کو ہوگی اور اس صور کی آواز سے تمام لوگ مر جائیں گے اور دوسری بار اس وقت جب تمام لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرنے کے لئے دوبارہ زندہ کرنا مقصود ہوگا چنانچہ اس صور کی آواز سے تمام لوگ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہوں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آرام وسکون سے کیسے بیٹھا رہوں جب کہ صور پھونکنے والا حضرت اسرافیل علیہ السلام) صور کو (پھونکنے کے لئے) منہ میں دبائے ہوئے ہیں، اپنا کان (بارگاہ حق جل مجدہ کی طرف) لگائے ہوئے ہیں کہ جب بھی حکم صادر ہو فوراً پھونک دیں) اور پیشانی جھکائے ہوئے (بالکل تیاری کی حالت میں) ہیں اور انتظار کر رہے ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ملے (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا کہ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا

174: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

فرماتے ہیں؟ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا تلقین فرماتے ہیں کہ ہم کسی بھی آفت اور سختی کے وقت کیا کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب بھی کوئی آفت و مصیبت آئے تو بس حق تعالیٰ ہی کی طرف لو لگاؤ اسی کی بارگاہ میں التجا کرو اور اس کے فضل و کرم پر بھروسہ و اعتماد رکھو، نیز، یہ پڑھا کرو حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

(مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 99)

حسبنا اللہ و نعم الوکیل "پڑھنا ایک ایسا عمل ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی آفت و مصیبت اور سخت سے سخت مشکل کو دفع کر کے عافیت و سلامتی عطا فرما دیتا ہے، چنانچہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ میں ڈالا جانا تھا تو آپ کی زبان پر یہی بابرکت کلمہ تھا، اسی طرح ایک غزوہ (جہاد) کے موقع پر جب کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم ۔یعنی دشمنوں نے آپ لوگوں کے مقابلہ کے لئے بڑا لاؤ لشکر جمع کر لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے ڈرنا چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پڑھا۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۔

175- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَدَهُ فَلَطَمَهُ قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ) فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ رَّفَعَ رَاْسَهُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَرَفَعَ رَاْسَهُ قَبْلِىْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک یہودی نے مدینہ منورہ کے ایک بازار میں کہا اس ذات کی قسم! جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی ہے تو ایک انصاری نے ہاتھ اٹھایا اور اسے طمانچہ رسید کر دیا اور بولا تم یہ بات کہہ رہے ہو؟ جبکہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں۔ جب اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمانوں اور زمین میں جو چیز ہے بے ہوش ہو جائے گی ماسوائے اُس کے جسے اللہ تعالیٰ چاہے (کہ وہ بے ہوش نہ ہو) پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو وہ سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے ایک کنارے کو تھامے ہوئے ہوں گے مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے مجھ سے پہلے سر اٹھایا تھا؟ یا یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص یہ کہے میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں تو اس نے غلط کہا۔

175: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

176-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُوْلُ يَاْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَاَرَضِيهِ بِيَدِهٖ وَقَبَضَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ قَالَ وَيَتَمَايَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلِ شَيْءٍ مِّنْهُ حَتّٰى اِنِّىْ لَاَقُوْلُ اَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ اس وقت منبر پر تھے آپ نے فرمایا: جبار (اللہ تعالیٰ) تمام آسمانوں اور زمین کو اپنے دست مبارک میں لے گا اور اپنی مٹھی کو بند کرے گا اس طرح وہ مٹھی کو بند کرے گا اور پھر کھولے گا اور فرمائے گا: میں زبردست ہوں میں بادشاہ ہوں۔ دنیا کے بڑے لوگ کہاں ہیں؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف اور بائیں طرف ہلنے لگے یہاں تک کہ میں نے آپ کے نیچے منبر کو دیکھا تو وہ بھی ہل رہا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت گر نہ جائے۔

177-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِىْ صَغِيْرَةَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ حُفَاةً عُرَاةً قُلْتُ وَالنِّسَآءُ قَالَ وَالنِّسَآءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا يُسْتَحْيَا قَالَ يَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَهَمُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن لوگوں کو کیسے زندہ کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: برہنہ پاؤں' برہنہ جسم' میں نے دریافت کیا: خواتین کو بھی؟ آپ نے فرمایا: خواتین بھی ہوں گی میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمیں شرم نہیں آئے گی۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اس وقت معاملہ اتنا خوف زدہ کرنے والا ہوگا کہ کسی ایک کو دوسرے کا خیال بھی نہیں آئے گا۔

178-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رِفَاعَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِيْرُ وَاَمَّا الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيْرُ الصُّحُفُ فِى الْاَيْدِىْ فَاٰخِذٌ بِيَمِيْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن تین طرح کی پیشیاں ہوں گی ان میں سے دو پیشیوں میں بحث ہوگی اور معذرت ہوگی اور تیسری پیشی میں نامہ اعمال اُڑ کر ہاتھوں میں آ جائیں گے کسی کے دائیں ہاتھ میں آئیں گے اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آئیں گے۔

179-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ

176: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

4178: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6527' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 7127' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2083

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) قَالَ يَقُومُ اَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے)

''جب سب لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کوئی شخص اپنے نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔

180- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ) فَاَيْنَ تَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

''جب زمین کو دوسری زمین میں تبدیل کر دیا جائے گا اور آسمانوں کو بھی''۔

اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پل صراط'' پر ہوں گے۔

شرح

لفظ صراط کے اصل معنی "راستہ" کے ہیں اور یہاں حدیث میں "صراط" سے مراد "پل صراط" ہے یعنی وہ پل جس کے بارے میں شارع نے خبر دی ہے کہ وہ دوزخ کی پشت پر بنا ہوا ہے اور جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پل صراط کے بجائے کوئی بھی "صراط" مراد ہو۔ قیامت کے دن زمین کے تبدیل کئے جانے سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں، جس میں سے ایک قول تو یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین کو سفید روٹی میں تبدیل کر دیا جائے گا، چنانچہ اہل ایمان میدان حضر میں حساب سے فارغ ہونے کے وقت تک اپنے قدموں کے نیچے سے یہی روٹی توڑ توڑ کر کھاتے رہیں گے، اس قول کی تائید اسی حدیث سے بھی ہوتی ہے جو آگے آنے والے باب الحشر کی پہلی حدیث ہے، نیز آسمان کے تبدیل کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ تارے ٹوٹ پھوٹ کر گر پڑیں گے اور چاند وسورج کو گہن کی صورت میں معطل و بیکار کر دیا جائے گا! اور طیبی نے یہ کہا ہے کہ کسی بھی چیز کی تبدیلی دو صورتوں میں ہوتی ہے ایک تو ذات (یعنی اصل چیز) کی تبدیلی، جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے سونے کو چاندی میں تبدیل کر لیا ہے، یعنی سونا دیکر چاندی لے لی ہے۔

اور دوسری صورت صفات کی تبدیلی ہے جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے چھلے کو انگوٹھی میں تبدیل کر لیا ہے، یعنی چھلے کو پگھلا کر اس کی انگوٹھی بنوالی ہے، اس صورت میں ذات (یعنی اصل چیز مثلاً سونا یا چاندی، تو ایک ہی رہتی ہے البتہ اس کی حقیقت اور

179: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

180: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6531' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 7133' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2422 ورقم الحدیث: 3336

صورت بدل جاتی ہے، پس زمین وآسمان کے دوسری زمین اور دوسرے آسمان میں تبدیل کیے جانے والی بات ان دونوں صورتوں کا احتمال رکھتی ہے کہ اصل زمین وآسمان کی تبدیلی بھی مراد ہوسکتی ہے اور صفات یعنی ہیئت وصورت کی تبدیلی بھی مراد ہو سکتی ہے۔

لیکن سلف کے زیادہ تر اقوال اس طرف ہیں کہ صفات کی تبدیلی مراد ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زمین تو یہی زمین رہے گی البتہ اس کی صفات میں تغیر ہو جائے گا، اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ زمین کو اس طرح وسیع وکشادہ کر دیا جائے گا کہ اس میں کوئی نشیب وفراز باقی نہیں رہے گا تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ذات کی تبدیلی بالکل ناممکن ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس زمین اور ان آسمانوں کی جگہ دوسری زمین اور دوسرے آسمان پیدا کر دے جیسا کہ بعض اقوال اس پر بھی دلالت کرتے ہیں۔

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ ایک (نئی) زمین پیدا فرمائیں گے جو چاندی کی ہوگی اور جو آسمان پیدا فرمائیں گے وہ سونے کا ہوگا، اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی زمین پیدا فرمائیں گے جو سفید و پاکیزہ ہوگی اور اس پر کسی نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوگا، خود حدیث کے ظاہری اسلوب سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ "تبدیلی" سے ذات کا تغیر مراد ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سوال کرنا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب اس کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس دن زمین دوسری زمین سے بدلی دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے جو واحد ہے اور غالب بھی (ابراهيم:48)

زمین کے تبدیل ہونے کے متعلق صحابہ اور تابعین کے اقوال

اس آیت میں فرمایا ہے کہ زمین دوسرز مین سے بدل دی جائے گی اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں:

(1) ابوصالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے زمین یہی ہوگی صرف اس کی صفات تبدیل کر دی جائیں گی اس میں زیادتی یا کمی کر دی جائے گی اس کے ٹیلے، پہاڑ وادیا اور درخت ختم کر دیئے جائیں گے اور اس کو چمڑے کی طرح پھیلا کر ہموار کر دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیامت کی نشانیوں کے متعلق ایک حدیث روایت کی ہے اس مذکور ہے کہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے گرادیا جائے گا اور زمین کو رنگے ہوئے چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 4081، مصنف ابن ابی شیبہ ج 15 ص 157، مسند ابویعلی رقم الحدیث: 5294، المستدرک ج 4 ص 489، 488، مسند احمد ج 1 ص 375، یہ ضعیف حدیث ہے)

(2) عمر بن میمون نے حضرت ابن مسعود سے اور عطا نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا جو چاندی کی طرح صاف ہوگی اس پر کوئی؛ گناہ نہیں ہوگا۔

(3) حضرت ابو ہریرہ، سعید بن جبیر اور قرظی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس زمین کو سفید روٹی سے بدل دیا جائے گا مومن اپنے

قدموں کے نیچے سے اس کو کھائے گا دوسروں نے کہا حساب سے فارغ ہونے تک مسلمان اس کو کھاتے رہیں گے۔
(زاد المسیر ج 4 ص 376، 375 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، 1407ھ)

زمین کے ہونے کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کا حشر اس زمین پر کیا جائے گا جو میدہ کی روٹی کی سفید ہوگی اس میں کسی گھر کے کی کوئی نشان نہیں ہوگی۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث: 6521، صحیح مسلم رقم الحدیث: 2790،)

مسروق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی یوم تبدل الارض غیر الارض رسول اللہ! اس دن لوگ کہاں ہوں گے! آپ نے فرمایا پل صراط پر۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 2791 سنن الترمذی رقم الحدیث 3121، مسند احمد ج 6 ص 35، سنن الدارمی رقم الحدیث 2812، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4279، صحیح ابن حبان رقم الحدیث 7380، المستدرک ج 2 ص 352)

عمرو بن میمون حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یوم تبدل الارض غیر الارض کی تفسیر میں فرمایا وہ سفید زمین ہوگی گویا کہ وہ چاندی ہے اس میں کوئی حرم خون نہیں بہایا گیا اور نہ اس میں کوئی گناہ کیا گیا ہے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: 7163، المعجم الکبیر رقم الحدیث: 10323)

زمین کو تبدیل کرنے کی حکمت اور مختلف اقوال میں تطبیق کا بیان

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافی متوفی 852ھ لکھتے ہیں: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے قیامت کے دن لوگوں کا حشر اس زمین پر کیا جائے گا جو میدہ کی روٹی کی سفید ہوگی اس میں کسی کی گھر کی نشانی نہیں ہوگی علامہ خطمی نے کہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ زمین بالکل ہموار ہوگی قاضی عیاض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اس زمین میں کوئی عمارت ہوگی نہ پہاڑیاں اور چٹانیں ہوں گی جس سے زمین پر کوئی علامت مقرر کی جاسکے علامہ ابوحمزہ نے کہا اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر دلیل ہے اور قیامت کی ہولناکیوں کا اس کو پہلے علم ہوجائے اور وہ اپنے آپ کو ان دہشت ناک چیزوں کے لیے تیار کرلے تاکہ وہ تمام امور اچانک پیش آئیں اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ میدان حشر کی زمین اس موجودہ زمین سے بہت بڑی ہوگی اور زمین کی ان صفات میں یہ حکمت ہے کہ جس زمین میں حساب وکتاب ہوگا ہو زمین ظلم اور گناہوں سے پاک ہو اور اللہ تعالیٰ سبحانہ اپنے مومن بندوں پر جو تجلی فرمائے گا وہ ایسی زمین ہو جو اس تجلی کی عظمت کے لائق ہو کیونکہ اس زمین میں صرف اللہ وحدہ لاشریک کا حکم ہوگا پس اس کے مناسب یہ ہے کہ وہ زمین بھی خالص اس کے لیے ہو (یعنی اس میں مجازا بھی کسی اور کا حکم نافذ نہ ہو) اور اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ دنیا کی زمین مضمحل ہوجائے گی اور معدوم ہوجائے گی اور اس میں متقدمین کا اختلاف ہے معض کے نزدیک زمین کا مادہ اور اس کی ذات تبدیل کردی جائے گی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے یہی ثابت ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک زمین یہی رہے گی اور اس کی صفات تبدیل کردی جائیں گی جیسا کہ سنن ابن ماجہ مستدرک اور مسند احمد میں ہے کہ پہاڑوں اور ٹیلوں کی ختم کر

کے زمین کو چپٹا کر کے پھیلا دیا جائے گا ان میں تطبیق دینے کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں جو ہے کہ زمین روٹی کی طرح ہوگی یہ محشر کی زمین کے متعلق ہے اور جس حدیث میں یہ کہا کہ پہاڑ ٹیلوں وادیاں اور درخت سب کو گرا کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا وہ اسی زمین کے متعلق ہے قیامت میں اسی زمین پر یہ تمام تغیرات وارد ہونگے اور محشر میں جو زمین سفید روٹی کر طرح ہوگی جس سے مسلمان کھائیں گے وہ اور زمین ہوگی جو اپنی ذات اور صفات میں اس زمین سے مختلف ہوگی۔

(فتح الباری ج 11 ص 376-375)

آسمان کو تبدیل کرنے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ (المعارج:8) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (الرحمٰن:37) جس دن آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا۔

وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ (التکویر:۱۱) اور جب آسمان کھینچ لیا جائے گا۔

وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ (المرسلٰت:۹) اور جب آسمان چیر دیا جائے گا۔

زمین کو دوبارہ تبدیل کرنے کی تفصیل اور تطبیق کا بیان

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں صاحب الافصاح سے نقل کیا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کا تبدیل کرنا دو مرتبہ ہوگا پہلے صور پھونکے کے وقت صرف ان کی صفات تبدیل ہوں گی پس ستارے منتشر ہو جائیں گے اور سورج اور چاند کو گہن لگ جائے گا اور آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور سروں سے کھینچ لیا جائے گا اور پہاڑ چلنے لگیں گے اور زمین میں تموج ہوگا اور سمندر آگ بن جائیں گے پھر ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک زمین پھٹ جائے گی پھر اس کی بنیاد اور ہیئت بدل جائے گی پھر اس کے بعد صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ نے ہوش ہو جائیں گے آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا اور زمین کو پھیلا دیا جائے گا اور آسمان کو دوسرے آسمان سے بدل دیا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ (۶۸) وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۶۹)

اور جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمینوں میں سب بوہوش ہو جائیں گے۔ مگر جن کو اللہ چاہے گا، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور تمام نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا۔ اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر بالکل ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اور زمین کو چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا اور اس کو اسی طرح لوٹا دیا جائے گا جس طرح اس میں قبریں تھیں اور لوگ اس کی پشت پر اور اس کے اندر تھے پھر زمین کو دوسری بار تبدیل کا جائے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب لوگ محشر میں ہوں گے پھر ان کے لیے زمین کو تبدیل کی جائے گا جس کو الساھرہ کہا جائے گا اس زمین پر ان کا حساب ہوگا اور یہ سفید چاندی کی زمین ہوگی جس پر کوئی خون حرام نہیں بہایا جائے گا اور نہ اس پر کوئی ظلم کیا گیا ہوگا اور اس وقت لوگ پل صراط پر ہوں گے اور وہ پل جہنم کی پشت پر ہوگا اور جب لوگوں کا اس زمین پر حساب لیا جائے گا جس کا نام الساھرہ ہے جنتی پل صراط سے گزر کر جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی جہنم میں گر جائیں گے اور لوگ نبیوں کے حوضوں پر کھڑے ہوئے پانی پی رہے ہوں گے اور اس وقت زمین کو میدہ کی روٹی کی طرح بنا دیا جائے گا اور وہ اپنے پیروں کے نیچے سے توڑ توڑ کر کھا رہے ہوں گے۔ جنت میں داخل ہونے والے تمام لوگ اس سے کھائیں گے اور جنت میں ان کو سالن ملے گا جو بیل اور مچھلی کی کلیجی سے بنا ہوگا۔

(التذکرہ فی امور الاخرہ ج 1 ص300۔299، مطبوعہ دار البخاری، المدینہ المنورہ، 1417ھ)

آسمان کی تبدیل کے متعلق اقوال کا بیان

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی بار زمین کی صفات کو تبدیل کی جائے گا اور اس کو چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا اور دوسری بار زمین کے مادے اور اس کی ذات کو بدل دیا جائے گا پہلے وہ مٹی کی تھی اور اب اس کو سفید روٹی بنا دیا جائے گا یہ تو زمین کی تبدیلی تھی اور آسمان کی تبدیلی کے متعلق علامہ قرطبی نے لکھا ہے جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور ابن الانبار نے یہ کہا ہے کہ آسمان دھواں بن جائے گا اور سمندر آگ بن جائیں گے، ایک قول یہ ہے کہ آسمان کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جس طرح وثیقہ (اسٹام پیپر) لپیٹ دیا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ (الانبیاء:104) جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جس طرح دستاویزات کو لپیٹ دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیات اور احادیث کے اشارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ یہ زمین ہے۔ اسی جگہ میدان حشر قائم ہوگا لیکن اس زمین کا مادہ اور اس کی ذات اور صفات یہ نہیں ہوں گی پہلے اس زمین کو ہموار کر دیا جائے گا اور دوسرے صور کے وقت یہ زمین میدہ کی روٹی کی بنا دی جائے گی اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ سمندر آگ بن جائے گا اس سے معلوم ہوا یہی سمندر آگ (دوزخ) بن جائے گا مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جنت اور دوزخ تو اب بھی موجود ہیں اپنی مخلوق اور کائنات کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

181- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ بْنِ الْعُتْوَارِيِّ اَحَدِ بَنِىْ لَيْثٍ قَالَ وَكَانَ فِىْ حَجْرِ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَعْنِىْ اَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُوْضَعُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ جَهَنَّمَ عَلٰى

181: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6987 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3121

حَسَكٍ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ ثُمَّ يَسْتَجِيزُ النَّاسُ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّمَخْدُوجٌ بِهِ ثُمَّ نَاجٍ وَّمُحْتَبَسٌ بِهِ وَمَنْكُوسٌ فِيهَا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پل صراط کو جہنم کے اوپر رکھا جائے گا اس پر "سعدان" کے کانٹوں کی طرح کے کانٹے ہوں گے پھر لوگ اس پر سے گزرنا شروع ہوں گے کچھ صحیح اور سالم گزر جائیں گے کچھ زخمی ہو کر پھر نجات پائیں گے اور کچھ اس میں گر جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

182- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اُمِّ مُبَشِّرٍ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَرْجُو اَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ اَحَدٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ (وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا) قَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيهِ يَقُوْلُ (ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا)

◆◆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے یہ اُمید ہے کہ جن لوگوں نے غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شرکت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

"تم میں سے ہر ایک اس پر وارد ہوگا اور یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے طے شدہ فیصلہ ہے"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور ظالموں کو ان کے گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے"۔

بَاب صِفَةِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تذکرہ میں ہے

امت مسلمہ کی فضیلت کا بیان

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔(آل عمران، ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یقیناً ان کے لئے بہتر ہوتا، ان میں سے کچھ ایمان والے بھی ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن

182: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عباس نے فرمایا کہ اس آیت میں امت سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ مکہ سے ہجرت کی۔

سدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا اس آیت سے خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب مراد ہیں اور جو مسلمان ان کے طریقہ پر گامزن ہوں۔

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا سنو تم نے ستر امتوں کو پورا کر دیا تم ان کے آخر میں ہو اور تم اللہ کے نزدیک سب سے مکرم ہو۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دین نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو پورا کر دیں گے ہم ستر امتوں میں سب سے آخر میں ہیں اور سب سے بہتر ہیں۔

(جامع البیان ج ۴ ص ۳۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

تمام امتوں سے افضل امت ہونے کا مدار

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ خبر دی ہے کہ وہ اس وقت تمام امتوں سے افضل ہے اور جب تک یہ امت نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور برائی سے روکتی رہے گی اور اللہ پر صحیح صادق اور کامل ایمان رکھے گی اس وقت تک یہ امت تمام امتوں سے افضل ہی رہے گی اس آیت میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کو ایمان پر مقدم کیا ہے اس لیے کہ ان ہی دو وصفوں کی وجہ سے مسلمانوں کو دوسروں پر فضیلت ہے کیونکہ ایمان کا تو دوسری امتیں بھی دعوی کرتی ہیں لیکن دوسری امتوں نے ایمان کی حقیقت کو بگاڑ دیا تھا اور ان میں شر اور فساد غالب آ چکا تھا اس لیے ان کا ایمان صحیح نہیں تھا اور وہ نیکی کا حکم دیتے تھے نہ برائی سے روکتے تھے۔

183- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ سِيمَآءُ اُمَّتِىْ لَيْسَ لِاَحَدٍ غَيْرِهَا

◄► ابو مالک الاشجعی' ابو حازم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ میرے پاس آؤ گے جبکہ تمہاری پیشانیاں وضو کی وجہ سے چمک رہی ہوں گی۔ یہ میری امت کا مخصوص نشان ہے جو ان کے علاوہ کسی کا نہیں ہوگا۔

184- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قُبَّةٍ فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا

183: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

184: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 580' ورقم الحدیث: 581

نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَّمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ

◄► حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمے میں موجود تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم لوگ اہل جنت کا تہائی حصہ ہو۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' مجھے یہ امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گئے اور جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا اور شرک کرنے والوں کے درمیان تمہاری مثال اسی طرح ہے' جیسے سیاہ بیل کی کھال پر سفید بال ہو۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) سرخ بیل کی کھال پر سیاہ بال ہو۔

185- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَيَجِيْءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ وَاَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَقَلُّ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهُ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيُقَالُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهُ فَتُدْعٰى اُمَّةُ مُحَمَّدٍ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ وَمَا عِلْمُكُمْ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ اَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا فَصَدَّقْنَاهُ قَالَ فَذٰلِكُمْ قَوْلُهُ تَعَالٰى (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا)

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (قیامت کے دن) ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ دو آدمی ہوں گے۔ کوئی ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ تین آدمی ہوں گے' یا اس سے زیادہ یا کم ہوں گے تو اس نبی سے دریافت کیا جائے کہ کیا تم نے اپنی قوم کو تبلیغ کر دی تھی۔ وہ جواب دے گا جی ہاں! تو اس کی قوم کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا اس نے تم لوگوں کی تبلیغ کر دی تھی وہ جواب دیں گے نہیں تو (نبی سے) دریافت کیا جائے گا تمہارے حق میں کون گواہی دے گا۔ وہ نبی جواب دیں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے کیا جائے گا کیا اس نبی نے تبلیغ کر دی تھی؟ وہ جواب دیں گے جی ہاں! اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا تمہیں اس بات کا کیسے پتہ چلا' وہ جواب دیں گے ہمیں ہمارے نبی نے اس بارے میں بتایا ہے کہ تمام رسولوں نے تبلیغ کر دی ہے اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی اُمت بنایا ہے' تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو''۔

186- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ

185: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6528' ورقم الحدیث: 6642' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 528' ورقم الحدیث: 529' ورقم الحدیث: 530' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2547

هِلَالِ بْنِ اَبِىْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِىِّ قَالَ صَدَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ عَبْدٍ يُّؤْمِنُ ثُمَّ يُسَدِّدُ اِلَّا سُلِكَ بِهٖ فِى الْجَنَّةِ وَاَرْجُوْ اَلَّا يَدْخُلُوْهَا حَتّٰى تَبَوَّؤُا اَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ذَرَارِيْكُمْ مَّسَاكِنَ فِى الْجَنَّةِ وَلَقَدْ وَعَدَنِىْ رَبِّىْ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

◆◆ حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری (محمد) کی جان ہے جو بھی بندہ ایمان رکھتا ہو اور اس پر قائم رہے تو وہ اس کی وجہ سے جنت میں جائے گا اور مجھے امید ہے کہ دوسرے لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے جب تک تم لوگ اور تمہاری نیک اولاد جنت میں اپنی جگہوں پر نہیں پہنچ جاتے۔ میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ جنت میں میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو کسی حساب کتاب کے بغیر داخل کرے گا۔

187- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْاَلْهَانِىُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ الْبَاهِلِىَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَعَدَنِىْ رَبِّىْ سُبْحَانَهٗ اَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَّثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِ رَبِّىْ عَزَّ وَجَلَّ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ نے فرمایا: میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار افراد کو جنت میں یوں داخل کرے گا کہ ان سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا اور انہیں کوئی سزا یا عذاب نہیں دیا جائے گا' ان میں سے ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے اور (اس کے علاوہ) میرے پروردگار کے تین ''لپ'' ہوں گے۔

188- حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النَّحَّاسِ الرَّمْلِىُّ وَاَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّىُّ قَالَا حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُكْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعِيْنَ اُمَّةً نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا

◆◆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن ہم ستر امتوں کو مکمل کرلیں گے۔ ہم ان میں سب سے آخر والے اور سب سے بہتر ہوں گے۔

186: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3339' ورقم الحدیث: 7349' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2959' ورقم الحدیث: 2960' ورقم الحدیث: 2961

187: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

188: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2437

189-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ وَفَّيْتُمْ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ

◆◆ حضرت بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: تم ستر امتوں (کی تعداد) کو پورا کر دو گے۔ تم ان میں سے سب سے بہتر ہو گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز ہو گے۔

190-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْحٰقَ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ الْاَصْبَهَانِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ

◆◆ سلمان بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے 80 صفیں اس امت کی ہوں گی' چالیس دیگر تمام امتوں کی ہوں گی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کے جنتیوں کی تعداد دوسری امتوں کے مقابلہ میں دو تہائی زائد ہوگی لیکن پیچھے باب الشفاعت میں ایک روایت گزری ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ مجھے امید ہے تم (مسلمان) اہل جنت کی مجموعی تعداد کا نصف حصہ ہو گئے۔ ان دونوں روایتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کی بارگاہ سے یہی امید قائم کی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ اہل جنت کی مجموعی تعداد کا نصف حصہ ہوں ' مگر بعد میں حق تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امید کو اور بڑھا دیا ہو اور جنتیوں میں امت محمدیہ کی تعداد کو دو تہائی تک کرنے کی بشارت عطا فرمائی ہو اور یہ اضافہ وزیادتی یقیناً رب کریم کے اس خاص فضل وکرم کا آئینہ دار ہے جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کا نصیب ہے۔ ایک احتمال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسری امتوں کے چالیس صفوں کے مقابلہ میں اہل اسلام کی اسی صفیں اس طرح کی ہوں گی کہ وہ صفوں کے اعتبار سے تو زیادہ ہونگی مگر اشخاص کی تعداد سے چالیس صفوں ہی کے برابر ہوں گی گویا اہل جنت میں جتنے لوگ دوسری امتوں کی چالیس صفوں میں ہوں گے اتنے ہی لوگ امت محمدیہ کی اسی صفوں میں ہوں گے لیکن یہ احتمال بس یوں ہی ہے صحیح توجیہہ وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی۔

191-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْسَلَمَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ

189: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2927

191: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2546

عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ یُّحَاسَبُ یُقَالُ اَیْنَ الْاُمَّةُ الْاُمِّیَّةُ وَنَبِیُّهَا فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہم ان امتوں میں سے سب سے آخر والے ہیں اور سب سے پہلے ہم سے حساب لیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا: ''اُمی'' امت کہاں ہے؟ اس کے نبی کہاں ہیں؟ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دنیا میں آنے کے اعتبار سے) ہم سب سے آخر والے ہیں اور (قیامت کے دن) سب سے پہلے ہوں گے۔

192-حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ اَبِی الْمُسَاوِرِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اُذِنَ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِی السُّجُوْدِ فَیَسْجُدُوْنَ لَهٗ طَوِیْلًا ثُمَّ یُقَالُ ارْفَعُوْا رُءُوْسَكُمْ قَدْ جَعَلْنَا عِدَّتَكُمْ فِدَائَكُمْ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوبردہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو جمع کرے گا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سجدے کی اجازت دی جائے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں طویل سجدہ کریں گے اور پھر فرمایا جائے گا اپنے سروں کو اٹھاؤ' ہم نے تمہاری تعداد کے حساب سے جہنم کو تمہارا فدیہ دیدیا ہے۔

193-حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا كَثِیْرُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ مَرْحُوْمَةٌ عَذَابُهَا بِاَیْدِیْهَا فَاِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ دُفِعَ اِلٰی كُلِّ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ فَیُقَالُ هٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: یہ امت ہے' جس پر رحم کیا گیا ہے' اس کا عذاب اس کے سامنے ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان شخص کو مشرکین میں سے ایک شخص دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ جہنم کے لئے تمہارا فدیہ ہے۔

شرح: امت مسلمہ کیلئے جنتی دروازے کا بیان

حضرت سالم تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جنت کے جس دروازے سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے اس کی چوڑائی اس سوار کی تین مسافت کے بقدر ہوگی جو گھوڑے کو تیز دوڑانا خوب جانتا ہے پھر بھی وہ لوگ (یعنی میری امت کے جنتی) اس دروازے سے داخل ہوتے نہایت تنگی محسوس کریں گے یہاں تک کہ ان کے کاندھے ایک دوسرے سے رگڑ کھائیں گے یعنی باوجودیکہ وہ دروازہ اس قدر چوڑا ہوگا مگر جب اہل اسلام ہجوم در ہجوم اندر داخل ہوں گے تو وہ دروازہ بھی تنگ معلوم ہوگا اور وہ لوگ

191: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

193: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ایک دوسرے کے کاندھے سے رگڑ کھاتے ہوئے بڑی دشواری کے ساتھ دروازہ پار کریں گے۔ "اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، جب میں نے حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس حدیث کے روای کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا اور فرمایا کہ خالد بن ابی بکر منکر روایتیں بیان کرتے ہیں۔

(مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 210)

اس سوار کی تین۔ مسافت کے بقدر "میں" تین "مراد سے یا تو تین راتوں کی مسافت ہے یا تین سال کی اور یہی (تین سال کی مسافت مراد لینا، زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس میں زیادہ مبالغہ ہے، پھر تین سال کے مسافت "سے بھی کثرت "مراد لینا پڑے گی تا کہ یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہ پڑے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جنّت کے دروازوں میں سے ہر دروازے کے دونوں بازوؤں کا درمیانی فاصلہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر ہے اور اگر "تین سال کو اس کے حقیقی مفہوم پر محمول کرتے ہوئے" کثرت "مراد نہ لی جائے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ ہوسکتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ اس دروازے کی چوڑائی کم بتائی گئی ہو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سال کی مسافت کے فاصلہ سے تعبیر فرمایا اور پھر بعد میں اس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہو، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "چالیس سال کی مسافت "کے ذریعہ واضح فرمایا ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ ان دونوں روایتوں کو جنّت میں داخل ہونے والوں کے اعتبار سے مختلف چوڑائی معلوم ہوگی کہ جس دروازے کے ذریعہ کم لوگ داخل ہوں گے وہ بہت زیادہ چوڑا معلوم ہوگا اور جس دروازے سے بہت زیادہ تعداد میں لوگ داخل ہوں گے وہ بہت زیادہ چوڑا ہو جانے کے باوجود کم چوڑا معلوم ہوگا ترمذی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

اور مصابیح میں ہے کہ یہ "روایت ضعیف منکر ہے! نیز مصابیح کے شارح نے یہ وضاحت کی ہے کہ اس حدیث کو منکر اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ یہ حدیث ان صحیح احادیث کے خلاف ہے جو مذکورہ مضمون سے متعلق منقول ہیں پھر ترمذی نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حضرت محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی امام بخاری سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے اپنی ناواقفیت کا اظہار کیا اور یہ اصول ہے کہ جب کوئی ایسا عالم حدیث امام فن جو حدیث کے تمام طرق واسناد کی کامل بصیرت اور پوری معلومات رکھتا ہو، یہ کہے کہ میں فلاں حدیث کی واقفیت نہیں رکھتا تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کے مخلد ابن ابی بکر، منکر روایتیں بیان کرتے ہیں کے بارے میں سید جمال الدین نے کہا ہے کہ لفظ مخلد صاحب مشکوۃ کا سہو ہے اصل نام خالد ابن ابی بکر ہے کیونکہ ترمذی میں خالد ابن ابی بکر ہی منقول ہے اور اسماء رجال کی کتابوں میں بھی اسی طرح ہے۔

بَاب مَا يُرْجٰى مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یہ باب ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جس رحمت کی امید ہوگی

194-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ قَسَمَ مِنْهَا رَحْمَةً بَيْنَ جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ فَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى اَوْلَادِهَا وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں' ان میں سے ایک رحمت اس نے اپنی تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ لوگ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں' اسی کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ اچھائی کا سلوک کرتے ہیں' اس کی وجہ سے وحشی جانور اپنی اولاد مہربانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتوں کو سنبھال کر رکھا ہے' وہ ان کے ذریعے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔

195-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَجَعَلَ فِى الْاَرْضِ مِنْهَا رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا وَالْبَهَائِمُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّالطَّيْرُ وَاَخَّرَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا اللّٰهُ بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کیں ان میں سے ایک رحمت زمین میں رکھی اور اس کی وجہ سے ماں اپنی اولاد پر مہربانی کرتی ہے۔ جانور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور پرندے بھی اور اس نے ننانوے رحمتوں کو قیامت کے دن کے لئے سنبھال کر رکھا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو مکمل کر دے گا۔

196-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ اِنَّ رَحْمَتِىْ تَغْلِبُ غَضَبِىْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اپنے لیے یہ لازم لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آ جائے گی۔

197-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَرَّ بِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى حِمَارٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

194: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

195: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6908

196: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ میں اس وقت گھوڑے پر سوار تھا۔ آپ نے دریافت کیا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق کیا ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ بندے اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جب وہ ایسا کرلیں تو وہ انہیں عذاب نہ دے۔

198- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيٰى الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَامْرَاَةٌ تَحْصِبُ تَنُّوْرَهَا وَمَعَهَا ابْنٌ لَّهَا فَاِذَا ارْتَفَعَ وَهَجُ التَّنُّوْرِ تَنَحَّتْ بِهٖ فَاَتَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَرْحَمِ الرَّاحِمِيْنَ قَالَ بَلٰى قَالَتْ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَرْحَمَ بِعِبَادِهٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِهَا قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَاِنَّ الْاُمَّ لَا تُلْقِىْ وَلَدَهَا فِى النَّارِ فَاَكَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِىْ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِىْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللّٰهِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوے میں شریک تھے۔ آپ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے' آپ نے دریافت کیا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم مسلمان ہیں۔ وہاں ایک عورت اپنے تندور کو دہکا رہی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جب تندور کی آگ باہر آنے لگی' تو وہ عورت وہاں سے ہٹی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔ اس نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ رحم نہیں کرتا؟ جو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔ راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ پھر آپ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف اسی کو عذاب دے گا جو نافرمان ہو اور نافرمانی پر کمربستہ ہو جائے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دے۔

199- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِىُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِىٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِىُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ لَهٗ مَعْصِيَةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم میں صرف بدبخت شخص داخل ہوگا۔

198: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

199: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عرض کی گئی: یارسول اللہ (ﷺ)! بد بخت شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی نافرمانی کو ترک نہ کرے۔

200- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخُوْ حَزْمِ الْقُطَعِيِّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ اَوْ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ) فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰى فَلَا يُجْعَلُ مَعِىْ اِلٰهٌ اٰخَرُ فَمَنِ اتَّقٰى اَنْ يَّجْعَلَ مَعِىْ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

''وہ تقویٰ کا اہل ہے اور مغفرت کا اہل ہے''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھ سے اس حوالے سے بچا جائے کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا جائے (کہ کسی کو میرے ساتھ معبود نہ بنایا جائے) تو جو شخص اس بات سے بچ گیا کہ اس نے کسی دوسرے کو میرے ساتھ معبود بنایا ہو' تو میں اس بات کا اہل ہوں کہ میں اس کی مغفرت کر دوں۔

201- قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ حَزْمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَبُّكُمْ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰى فَلَا يُشْرَكَ بِىْ غَيْرِىْ وَاَنَا اَهْلٌ لِّمَنِ اتَّقٰى اَنْ يُّشْرِكَ بِىْ اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ

◄► حضرت انس بیان کرتے ہیں' نبی اکرم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے:

''وہ ہی تقویٰ کا اہل ہے اور مغفرت کا اہل ہے''۔

نبی اکرم نے فرمایا: تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔ میں اس بات کا اہل ہوں کہ میرے حوالے سے (شرک) سے بچا جائے کسی دوسرے کو میرا شریک قرار نہ دیا جائے اور میں اس بات کا بھی اہل ہوں کہ جو کسی کو میرا شریک ٹھہرانے سے بچے میں اس کی مغفرت کر دوں۔

202- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِىْ عَامِرُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ فَيُنْشَرُ لَهٗ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ

200: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

201: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3328

202: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3639' ورقم الحدیث: 2640

عَزَّ وَجَلَّ هَلْ تُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ اَظَلَمَتْكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ حَسَنَةٌ فَيُهَابُ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ بَلٰى اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَاتٍ وَّاِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تُظْلَمُ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كِفَّةٍ وَّالْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى الْبِطَاقَةُ الرُّقْعَةُ وَاَهْلُ مِصْرَ يَقُوْلُوْنَ لِلرُّقْعَةِ بِطَاقَةً

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب لوگوں کی موجودگی میں میری امت کے ایک شخص کو بلایا جائے گا اس کے سامنے ننانوے دفتر کھول دیئے جائیں گے اور ہر دفتر حد نگاہ تک بڑا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتے ہو۔ وہ جواب دے گا نہیں اے میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میرے لکھنے والے محافظوں نے تمہاری ساتھ کوئی زیادتی کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا اس کے مقابلے میں تمہارے پاس کوئی نیکی بھی ہے؟ وہ جواب دے گا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں! تمہاری کچھ نیکیاں ہمارے پاس ہیں اور تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ پھر اس کے لئے ایک تحریر نکالی جائے گی جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ لکھا ہوگا۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار ان دفتروں کے سامنے اس تحریر کی کیا حیثیت ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی پھر ان تمام دفتروں کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور اس ایک تحریر کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ دفتر ہلکے ہوں گے اور وہ تحریر بھاری ہوگی۔

محمد بن یحییٰ نامی راوی بیان کرتے ہیں' بطاقہ کا مطلب رقعہ یا تحریر ہے۔ اہل مصر رقعے کو بطاقہ کہتے ہیں۔

بَاب ذِكْرِ الْحَوْضِ

یہ باب حوض کے تذکرہ میں ہے.

حوض کوثر کے معنی مفہوم کا بیان

حوض کے معنی: لغت میں "حوض کے معنی ہیں "پانی جمع ہونا اور بہنا۔ اسی لئے جو گندا خون عورتوں کو ہر مہینہ آتا ہے۔" حیض " کہلاتا ہے اور یہ لفظ بھی "حوض "ہی سے مشتق ہے یہاں حوض سے وہ "حوض "(نہر) مراد ہے جو قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہوگا اور جس کی صفات وخصوصیات اس باب میں نقل ہونے والی احادیث سے معلوم ہوں۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو حوض ہوں گے۔ ایک حوض تو میدان محشر میں پل صراط سے پہلے عطا ہوگا اور دوسرا حوض جنت میں ہوگا اور دونوں کا نام کوثر ہوگا۔

واضح رہے کہ عربی میں " کوثر "کے معنی ہیں خیر کثیر یعنی بیشمار بھلائیاں اور نعمتیں! پھر زیادہ صحیح یہ ہے کہ میدان حشر میں جو حوض عطا ہوگا وہ "میزان "کے مرحلہ سے پہلے ہی ہوگا پس لوگ اپنی قبروں سے پیاس کی حالت میں نکلیں گے اور پہلے حوض پر

آئیں گے۔اس کے بعد میزان (یعنی اعمال کے تولے جانے) کا مرحلہ پیش آئے گا۔اسی طرح میدان حشر میں ہر پیغمبر کا اپنا حوض ہوگا جس پر اس کی امت آئے گی چنانچہ اس وقت تمام پیغمبر آپس میں فخر کا اظہار کریں گے کہ دیکھیں کس کے حوض پر زیادہ لوگ آتے ہیں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔

203-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِىْ حَوْضًا مَّا بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ اَبْيَضَ مِثْلَ اللَّبَنِ اٰنِيَتُهٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ وَاِنِّىْ لَاَكْثَرُ الْاَنْبِيَآءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◈◈ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا بیت المقدس اور خانہ کعبہ کے درمیان فاصلہ ہے۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں اور قیامت کے دن تمام انبیاء میں سے سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔

204-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِىٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِىْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ اِلٰى عَدَنَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَلَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهٖ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَىَّ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَتْ لِاَحَدٍ غَيْرِكُمْ

◈◈ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرا حوض اس سے زیادہ بڑا ہے جتنا ایلہ اور عدن کے درمیان فاصلہ ہے۔اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں اس سے کچھ لوگوں کو یوں پرے ہٹاؤں گا جیسے کوئی شخص اجنبی اونٹ کو اپنے حوض پر سے ہٹاتا ہے۔عرض کی گئی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تم لوگ وضو کے اثرات کی وجہ سے چمکدار پیشانیوں کے ہمراہ آؤ گے یہ علامت تمہارے علاوہ کسی اور میں نہیں ہوگی۔

205-حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِىُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ حَدَّثَنِى الْعَبَّاسُ بْنُ سَالِمٍ الدِّمَشْقِىُّ نُبِّئْتُ عَنْ اَبِىْ سَلَّامٍ الْحَبَشِىِّ قَالَ بَعَثَ اِلَىَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَاَتَيْتُهٗ عَلٰى بَرِيْدٍ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَقَدْ شَقَقْنَا عَلَيْكَ يَا اَبَا سَلَّامٍ فِىْ مَرْكَبِكَ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا

203:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

204:اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث:582

205:اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث:2442

اَرَدْتُ الْمَشَقَّةَ عَلَيْكَ وَلٰكِنْ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهٖ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ تُشَافِهَنِيْ بِهٖ قَالَ فَقُلْتُ حَدَّثَنِيْ ثَوْبَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَوْضِيْ مَا بَيْنَ عَدَنَ اِلٰى اَيْلَةَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ اَكَاوِيْبُهٗ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَّمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا وَّاَوَّلُ مَنْ يَّرِدُهٗ عَلَيَّ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الدُّنْسُ ثِيَابًا وَّالشُّعْثُ رُءُوْسًا الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُنَعَّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ قَالَ فَبَكٰى عُمَرُ حَتّٰى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهٗ ثُمَّ قَالَ لٰكِنِّيْ قَدْ نَكَحْتُ الْمُنَعَّمَاتِ وَفُتِحَتْ لِيَ السُّدَدُ لَا جَرَمَ اَنِّيْ لَا اَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِيْ عَلٰى جَسَدِيْ حَتّٰى يَتَّسِخَ وَلَا اَدْهُنُ رَاْسِيْ حَتّٰى يَشْعَثَ

ابوسلام حبشی بیان کرتے ہیں' حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا۔ میں ڈاک والی سواری پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا: اے ابوسلام ہم نے آپ کو سواری کے حوالے سے کافی تکلیف دی۔ ابوسلام نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ کی قسم! اے امیر المومنین (ایسا ہی ہے) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارا مقصد آپ کو مشقت کا شکار کرنا نہیں تھا۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں' حوض کوثر کے بارے میں۔ اس لیے میری یہ خواہش تھی کہ میں آپ سے براہ راست خود وہ حدیث سن لیتا۔ ابوسلام بیان کرتے ہیں' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا ایلہ سے لے کر عدن تک کا فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہے جو اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور اس حوض پر میرے پاس سب سے پہلے غریب مہاجرین آئیں گے جن کے کپڑے پرانے ہوں گے اور بال بکھرے ہوئے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کسی صاحب حیثیت عورت کے ساتھ شادی نہیں کر سکتے اور ان کے لئے بند دروازے نہیں کھولے جاتے۔

راوی بیان کرتے ہیں' حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رو پڑے یہاں تک کہ ان کی داڑھی گیلی ہوگئی۔ پھر انہوں نے فرمایا: میں نے تو صاحب حیثیت عورتوں سے شادی بھی کی ہے اور میرے لیے بند دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ میں اپنے کپڑوں کو اس وقت تک نہ دھوؤں جب تک یہ میلے نہ ہو جائیں اور میں اپنے سر کو اس وقت تک تیل نہ لگاؤں جب تک یہ غبار آلود نہ ہو جائیں۔

206- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ اَوْ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَعُمَانَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میرے حوض کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا صنعاء اور مدینہ کے درمیان ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جتنا مدینہ اور عمان کے درمیان ہے۔

206: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5954

207- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس (حوض) میں سونے اور چاندی کے پیالے ہیں جو آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنے ہیں۔

208- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَسَلَّمَ عَلَى الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ لَاحِقُونَ ثُمَّ قَالَ لَوَدِدْنَا أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانِي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي وَأَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهَا قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ قَالَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ثُمَّ قَالَ لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ فَأُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمُّوا فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ وَلَمْ يَزَالُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَأَقُولُ أَلَا سُحْقًا سُحْقًا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ قبرستان تشریف لائے' آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم پر سلام ہو اے مومنوں کی قوم! کے علاقے میں رہنے والو! اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے آملیں گے''۔

پھر آپ نے یہ فرمایا: ہماری یہ خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے اصحاب ہو۔ میرے بھائی وہ لوگ ہیں' جو میرے بعد آئیں گے۔ میں تم لوگوں کا حوض پر پیش رو ہوں گا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اسے کیسے پہچانیں گے جو آپ کی اُمت کا شخص بعد میں آئے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر کسی شخص کا سفید پیشانی والا گھوڑا ہو' تو کیا وہ سیاہ مشکی گھوڑوں کے درمیان اسے نہیں پہچانے گا۔ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! (پہچان لے گا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جب قیامت کے دن آئیں گے تو وضو کے اثرات کی وجہ سے ان کی پیشانیاں روشن ہوں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میرے حوض سے کچھ لوگوں کو یوں پرے کیا جائے گا جیسے گمشدہ اونٹ کو پرے کیا جاتا ہے' میں انہیں بلند آواز میں کہوں گا' انہیں آنے دو! تو کہا جائے گا ان لوگوں نے آپ کے بعد دین میں تبدیلی کر لی تھی اور پھر یہ ایڑھیوں کے بل مڑ گئے تھے اور ایسے ہی رہے (یعنی انہوں نے دوسرا دین اختیار کر لیا) تو میں کہوں گا انہیں دور کر دو۔ انہیں دور کر دو۔

207: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 5955

208: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَاب ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ
یہ باب شفاعت کے بیان میں ہے

شفاعت کے معنی ومفہوم کا بیان

شفاعت کے معنی "شفاعت کا مطلب ہے گناہوں کی معافی کی سفارش کرنا! " چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بارگاہ رب العزت میں گنہگار اور مجرم بندوں کے گناہوں اور جرموں کے معاف کیے جانے کی درخواست پیش کریں گے اس لئے عام طور پر "شفاعت " کا لفظ اسی مفہوم کے لئے استعمال ہوتا! ویسے "شفاعت " کا لفظ شفع سے نکلا ہے جس کے اصل معنی جوڑا (جفت) کرنے، کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ ملانے کے ہیں وتر (بمعنی طاق) کے مقابلہ پر شفع (بمعنی جفت) کا لفظ آتا ہے وہ اس معنی کے اعتبار سے ہے۔ اسی طرح زمین یا مکان میں ہمسائیگی کی وجہ سے جو حق خرید حاصل ہوتا ہے اس کو بھی "شفعہ" اسی معنی کی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ پس "شفاعت "میں بھی یہ معنی اس اعتبار سے موجود ہیں کہ شفاعت کرنے والا جرم وگناہ کرنے والے کی معافی کی درخواست پیش کر کے گویا خود کو اس مجرم وگناہ گار) کے ساتھ ملاتا ہے۔

شفاعت کی دو قسمیں جن لوگوں نے اس دنیا میں کبیرہ اور صغیرہ گناہ کیئے ہونگے ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا قبول ہونا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ واضح رہے کہ شفاعت کی مختلف نوعیتیں ہوں گی۔ اور وہ تمام نوعیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے ثابت ہیں چنانچہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص ہوں گی اور بعض ایسی ہیں جن میں دوسروں کے ساتھ مشارکت ہوگی لیکن شفاعت کا دروازہ چونکہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں گے اس لئے حقیقت میں تمام شفاعتیں لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف منسوب ہوں گی اور علی الاطلاق تمام شفاعتوں کے والی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ شفاعت کی سب سے پہلی قسم "شفاعت عظمی "ہے اور یہ وہ شفاعت ہے جو تمام مخلوق کے حق میں ہوگی۔ اور یہ شفاعت کرنے کا شرف صرف ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔ انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے بھی کسی کو اس شفاعت کی مجال وجرأت نہیں ہوگی اور اس شفاعت عظمی "سے مراد ہے تمام میدان حشر کے لوگوں کو راحت دینے، وقوف کی طوالت وشدت کو ختم کرنے، حساب کتاب اور پروردگار کے آخری فیصلے کو ظاہر کرنے اور تمام لوگوں کو محشر کی ہولناکیوں، شدتوں اور سختیوں سے چھٹکارا دینے کی سفارش کرنا اس کی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی ! شفاعت کی دوسری قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ایک طبقہ کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے اس شفاعت کا ثبوت بھی منقول ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ شفاعت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہے۔

شفاعت کی تیسری قسم وہ ہے جس کی مدد سے ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا جن کے نامہ اعمال میں ثواب اور گناہ مساوی طور پر ہوں گے۔ شفاعت کی چوتھی قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کو جنت میں پہنچانا مقصود ہوگا جو اپنے گناہ اور جرائم کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ کے مستوجب قرار پائیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ان لوگوں کے حق میں شفاعت کریں گے اور ان کو جنت میں داخل کرائیں گے! شفاعت کی پانچویں قسم وہ ہے جس کے ذریعہ کچھ لوگوں کے درجات ومراتب اور ان کے اعزاز واکرام میں

ترقی اور اضافہ کرنا مقصود ہوگا شفاعت کی چھٹی قسم وہ ہے جو ان گناہ گاروں کے حق میں ہوگی جنہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہ اس شفاعت کے بعد وہاں سے نکال کر جنت میں پہنچائے جائیں گے، اس شفاعت کا حق مشترکہ ہوگا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے انبیاء، ملائکہ، علماء اور شہدا بھی اپنے اپنے طور پر اور اپنے اپنے لوگوں کے لئے یہ شفاعت کریں گے۔ شفاعت کی ساتویں قسم وہ ہے جس کے ذریعہ ان لوگوں کے عذاب میں تخفیف کرانا مقصود ہوگا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب و دوزخ کے مستوجب قرار دیئے جا چکے ہوں گے۔

شفاعت کی نویں قسم وہ ہے جو صرف اہل مدینہ کے حق میں ہوگی اور شفاعت کی دسویں قسم وہ ہے جو امتیاز و اختصاص کے طور پر صرف ان لوگوں کے حق میں کی جائے گی۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا جائے گا۔ علماء نے کہا ہے کہ شفاعت کے متعدد مواقع و محل ہوں گے، شفاعت کا سب سے پہلا موقع تو وہ ہوگا جب لوگوں کو درگاہ رب العزت میں پیش کرنے کے لئے میدان محشر میں لا کھڑا کر دیا جائے گا۔

اس وقت لوگ خوف و خجالت کے پسینے میں غرق ہوں گے، ہر ایک پر ہیبت و دہشت چھائی ہوگی ہر شخص مواخذہ و عذاب کے خوف سے کانپ رہا ہوگا اس وقت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے تا کہ لوگوں کو کچھ اطمینان و راحت مل جائے اور وہ بیٹھ کر دم لے سکیں پھر جب درگاہ رب العزت سے حکم ہوگا کہ ان سب کو لے جایا جائے اور حساب لیا جائے تو اس موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخواست کریں گے کہ ان کو حساب سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اور یوں ہی معاف فرما دیا جائے اور اگر سب کا حساب ضروری لیا جانا ہو تو سرسری حساب پر اکتفا کر لیا جائے، حساب میں سختی و شدت اور سخت باز پرس نہ کی جائے، کیونکہ جو بھی سخت حساب سے دوچار ہوگا، اس کا عذاب سے بچنا ممکن ہی نہیں ہوگا۔ پھر حساب کے بعد جو لوگ مستوجب عذاب قرار پائیں گے، ان کو دوزخ میں بھیجا جائے گا تو یہ موقع بھی شفاعت کا ہوگا تا آنکہ ان کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے اور ان کو دوزخ سے نکلوا کر جنت میں پہنچوائیں گے۔ غرضیکہ ان ہولناک مواقع پر شروع سے لے کر آخر تک رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور غفار و کریم پروردگار کی رحمت و عنایت سے عفو و کرم کی بہت کچھ امید رکھنی چاہئے۔ ویسے جو کچھ بھی فیصلہ صادر ہو۔

209- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّىْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِىْ فَهِىَ نَائِلَةٌ مَّنْ مَّاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر نبی کی مخصوص دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہر نبی نے اپنی مخصوص دعا مانگ لی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے سنبھال کر رکھا ہے۔ یہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو ان میں سے ایسی حالت میں مرے گا کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

210- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى وَاَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَرَوِىُّ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ

209: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 490' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3602

اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِيَدِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں' میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا' قیامت کے دن سب سے پہلے میرے لیے زمین کوشق کیا جائے گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ قیامت کے دن "لواء حمد" میرے ہاتھوں میں ہوگا اور یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

211-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ يَدَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَلَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمْ نَارٌ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ بِخَطَايَاهُمْ فَاَمَاتَتْهُمْ اِمَاتَةً حَتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ لَهُمْ فِي الشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَقِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ كَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِي الْبَادِيَةِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہاں تک اہل جہنم کا تعلق ہے تو وہ اس میں رہیں گے نہ وہ اس میں مریں گے اور نہ ہی زندہ رہیں گے۔ البتہ کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) خطاؤں کی وجہ سے جہنم کی آگ پکڑے گی اور انہیں مردہ کردے گی یہاں تک کہ جب وہ جل کر راکھ ہو جائیں گے ان کے لئے شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ انہیں گروہوں کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت کی نہروں کے پاس رکھ دیا جائے گا۔ اہل جنت سے کہا جائے گا ان پر پانی بہاؤ تو وہ یوں پھوٹ پڑیں گے جیسے سیلابی پانی کی گزرگاہ میں کوئی دانہ پھوٹتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں' حاضرین میں سے ایک صاحب بولے ایسا لگتا ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگل میں بھی رہے ہیں۔

212-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ

◆◆ امام جعفر صادق اپنے والد (امام باقر) کے حوالے سے حضرت جابر کے حوالے سے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

210: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3148' ورقم الحدیث: 3615

211: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 458

212: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2436

213-حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْبَدْرٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ اَنْ يَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِىْ الْجَنَّةَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِاَنَّهَا اَعَمُّ وَاَكْفٰى اَتُرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِيْنَ لَا وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ.

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے شفاعت اور اس بات کے درمیان اختیار دیا گیا کہ میری امت کی نصف تعداد جنت میں داخل ہو جائے تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ زیادہ عام ہے اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہو گی' نہیں! بلکہ یہ گناہگاروں کے لئے خطا کرنے والوں کے لئے (گناہوں میں) ملوث ہو جانے والوں کے لئے ہو گی۔

214-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْهَمُوْنَ اَوْ يَهُمُّوْنَ شَكَّ سَعِيْدٌ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ تَشَفَّعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَاَرَاحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ يُرِحْنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ وَيَشْكُوْ اِلَيْهِمْ ذَنْبَهُ الَّذِىْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِىْ مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ وَّيَسْتَحْيِىْ مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَهُ النَّفْسَ بِغَيْرِ النَّفْسِ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِىْ فَانْطَلِقُ قَالَ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَرْفَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ فَاَمْشِىْ بَيْنَ السِّمَاطَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ثُمَّ عَادَ اِلٰى حَدِيْثِ اَنَسٍ قَالَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ فَيُؤْذَنُ لِىْ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِىْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِىْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ يَا مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِىْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِىْ ثُمَّ يُقَالُ لِىْ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِىْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّىْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِىْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِىْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِىْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِىَ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ قَالَ يَقُوْلُ قَتَادَةُ عَلٰى اَثَرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ

213: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

214: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4476' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 477' ورقم الحدیث: 775

مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن تمام اہل ایمان اکٹھے ہوں گے۔ پھر وہ ارادہ کریں گے اور وہ یہ کہیں گے اگر کوئی ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرے اور ہمیں اس جگہ سے راحت پہنچائے (تو مناسب ہوگا) پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو تمام لوگوں کے جدامجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ذریعے آپ کو پیدا کیا ہے۔ فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا۔ آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں ہمارے لیے شفاعت کریں تا کہ وہ ہمیں اس جگہ سے نجات عطا فرمائے تو وہ جواب دیں گے میں یہ نہیں کرسکتا۔ وہ ان کے سامنے تذکرہ کریں گے۔ وہ شکایت کریں گے اپنے اس گناہ کی جو صادر ہوا تھا۔ انہیں اس کی وجہ سے حیا آئے گی (وہ فرمائیں گے) تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث کیا۔ وہ ان کے پاس آئیں گے تو وہ جواب دیں گے میں یہ نہیں کرسکتا۔ پھر وہ اپنے پروردگار سے اپنے اس سوال کا تذکرہ کریں گے' جس کے بارے میں انہیں علم نہیں تھا۔ انہیں اس وجہ سے حیا آئے گی (وہ فرمائیں گے) تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو پروردگار کے خلیل ہیں لوگ ان کے پاس آئیں گے۔ وہ جواب دیں گے میں یہ نہیں کرسکتا تم لوگ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ایسے بندے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا انہیں تورات عطا کی۔ وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ جواب دیں گے۔ میں یہ نہیں کرسکتا وہ اپنے ایک شخص کو قتل کرنے کا تذکرہ کریں گے (اور وہ فرمائیں گے) تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے رسول اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ جواب دیں گے۔ میں یہ نہیں کرسکتا تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گزشتہ اور آئندہ ذنب کی مغفرت کردی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لوگ میرے پاس آئیں گے میں چل پڑوں گا۔

یہاں پر حسن نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے کہ میں اہل ایمان کی دو قطاروں کے درمیان چلتا ہوا آؤں گا۔

اس کے بعد تمام راویوں کا اتفاق ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

میں اپنے پروردگار سے اجازت مانگوں گا۔ مجھے اجازت ملے گی۔ جب میں اس کی زیارت کروں گا تو میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور ہوگا وہ مجھے اتنی دیر سجدے میں رہنے دے گا اور فرمائے گا (کہا جائے گا) اے محمد! اپنے سر کو اٹھاؤ بولو سنا جائے گا' مانگو دیا جائیگا۔ شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں اس کی حمد ان الفاظ میں بیان کروں گا جو اس وقت مجھے تعلیم دے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں داخل کردے گا۔

پھر میں واپس آؤں گا جب میں اس کی زیارت کروں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور ہوگا وہ اتنی دیر مجھے سجدے میں رہنے دے گا پھر مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اٹھو بولو سنا جائے گا' مانگو دیا جائے گا۔ شفاعت کرو قبول کی جائے گی تو اس حمد کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا جو وہ اس وقت مجھے تعلیم کرے گا۔ پھر وہ فرمائے گا تم شفاعت کرو! تو میرے لیے ایک

حد مقرر کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔

جب میں تیسری مرتبہ آؤں گا تو جیسا پہلے ہوا ہے ویسا ہی پھر ہوگا۔

چوتھی بار میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! اب صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک لیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں' قتادہ نامی راوی اس حدیث کے بعد یہ بیان کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم میں سے ہر وہ شخص نکل جائے گا جو لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو جس کے دل میں ''جو'' کے وزن جتنی نیکی ہوگی اور جہنم سے ہر وہ شخص نکل جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو اور جس کے دل میں گندم کے دانے کے وزن جتنی بھلائی ہو اور جہنم سے ہر وہ شخص نکل جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو اور جس کے دل میں ذرّے (چیونٹی) کے وزن جتنی بھلائی ہو۔

215- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلَّاقِ بْنِ اَبِي مُسْلِمٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ

◆◆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن تین طرح کے لوگ شفاعت کریں گے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

216- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ

◆◆ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا۔ صاحب شفاعت ہوں گا۔ میں یہ بات فخر کے بغیر کہہ رہا ہوں۔

217- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' میری شفاعت کی وجہ سے کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا اور ان کا نام ''جہنمی'' رکھا جائے گا۔

218- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَقِيقٍ عَنْ

215: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

216: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3612

217: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6566' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4740' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2600

218: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2438

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْجَدْعَاءِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَاكَ قَالَ سِوَایَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا سَمِعْتُهٗ

حضرت عبداللہ بن ابوجدعاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' میری امت کے ایک فرد کی شفاعت کی وجہ سے بنوتمیم قبیلے کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا وہ آپ کے علاوہ اور کوئی شخص ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے علاوہ ہوگا۔

راوی کہتے ہیں میں نے (حضرت عبداللہ) سے دریافت کیا' کیا آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے۔

219- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَیْمَ بْنَ عَامِرٍ یَّقُوْلُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیَّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا خَیَّرَنِیْ رَبِّیَ اللَّیْلَةَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ خَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنَا مِنْ اَهْلِهَا قَالَ هِیَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو۔ گزشتہ رات میرے پروردگار نے مجھے کیا اختیار دیا ہے۔ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میری امت کا نصف حصہ جنت میں داخل ہو جائے (اس کے) اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا ہے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے وہ ہمیں بھی اس کے اہل میں شامل کر لے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہر مسلمان کے لئے ہوگی۔

بَاب صِفَةِ النَّارِ
یہ باب جہنم کے تذکرہ کے بیان میں ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن (یعنی قیامت کے دن) دوزخ کو (اس جگہ سے کہ جہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے) لایا جائے گا اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے متعین ہوں گے جو اس کو کھینچے ہوئے لائیں گے۔ (رواہ مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 231)

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن دوزخ کو لاکھوں فرشتے اس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے اور ایسی جگہ رکھ دینگے کہ وہ اہل محشر اور جنت کے درمیان حائل ہو جائے گی اور جنت تک جانے کے لئے اس پل صراط کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوگا جو دوزخ کی پیٹھ پر رکھا ہوگا دوزخ جو ستر ہزار باگیں ہوں گی ان کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ جب لائی جائے گی تو اہل دوزخ پر اپنی غضب ناکی کا اظہار کر رہی ہوگی اور چاہے گی سب وہ نگل لے اور ہڑپ کر جائے پس نگہبان فرشتے اس کو انہیں باگوں کے ذریعہ

219: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

روکیں گے اگر اس کی باگیں چھوڑ دی جائیں اور اس کو حملہ آور ہونے سے باز نہ رکھا جائے تو وہ مومن اور کافر سب کو چٹ کر جائے۔

220- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَيَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ نُفَيْعٍ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْئًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَوْلَا اَنَّهَا اُطْفِئَتْ بِالْمَآءِ مَرَّتَيْنِ مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا وَاِنَّهَا لَتَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَّا يُعِيْدَهَا فِيْهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تمہاری یہ آگ' جہنم کی آگ کا 70واں حصہ ہے اور اگر اس کو پانی کے ذریعے دو مرتبہ بجھایا نہ گیا ہوتا تو تم اس کے ذریعے کبھی نفع حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اب یہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتی ہے: اسے اب دوبارہ جہنم میں نہ ڈالا جائے۔

شرح

دنیا کی آگ کا دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی آگ جو درجہ حرارت رکھتی ہے دوزخ کی آگ اس سے ستر درجہ حرارت زیادہ گرم ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ستر کے عدد سے مراد دنیا کی آگ کا مقابلہ پر دوزخ کی آگ کی گرمی کی شدت و زیادتی کو بیان کرنا ہو نہ کہ یہ خاص عدد ہی مراد ہے گویا اصل مفہوم یہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ تمہاری دنیا کی آگ کے مقابلہ پر بہت زیادہ درجہ حرارت رکھتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سوال کیا گیا، اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ گویا از راہ تاکید اسی جملہ کی تکرار تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں فرمایا تھا اور اس سے جواب کا حاصل یہ نکلا کہ بیشک کسی کو جلانے کے لئے یہ دنیا کی آگ ہی بہت ہے کہ اگر تم کسی انسان کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے اس آگ میں ڈال دو تو وہ جل کر کوئلہ ہو جائے گا مگر دوزخ کی آگ جس عذاب الٰہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اس کا تقاضا ہے کہ اس کی حرارت و گرمی اس دنیا کی آگ کی حرارت و گرمی سے بہت زیادہ ہوتا کہ اللہ کا عذاب دنیا والوں کے عذاب سے ممتاز رہے اور دوزخ کی اس آگ میں جلنے والوں کو معلوم ہو کہ ان کے اللہ کا عذاب اتنا شدید اور اتنا سخت ہے کہ اگر دنیا میں کوئی شخص انہیں وہاں کی آگ میں جلاتا تو وہ عذاب اس عذاب الٰہی کے مقابلے پر ہیچ ہوتا حاصل یہ کہ دوزخ کی آگ دراصل عذاب الٰہی ہے جیسا کہ اس کا اضاف عذاب میں ذکر ہوتا ہے اس لئے اس کو دنیا کی بہ نسبت کہیں زیادہ درجہ حرارت رکھنا ہی چاہے۔

221- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ فَشِدَّةُ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ مِنْ زَمْهَرِيْرِهَا وَشِدَّةُ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ سَمُوْمِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جہنم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں

220: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

221: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شکایت کی اور عرض کیا اے میرے پروردگار! میرا ایک حصہ دوسرے کو کھا جاتا ہے تو پروردگار نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس گرمی کے موسم میں ہوتی ہے اور ایک سانس سردی کے موسم میں ہوتی ہے یہ جو تمہیں شدید گرمی لگتی ہے یہ اس کی تپش کی وجہ سے ہے۔

222- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ بُکَیْرٍ حَدَّثَنَا شَرِیْكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوقِدَتِ النَّارُ اَلْفَ سَنَةٍ فَابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوقِدَتْ اَلْفَ سَنَةٍ فَاحْمَرَّتْ ثُمَّ اُوقِدَتْ اَلْفَ سَنَةٍ فَاسْوَدَّتْ فَهِیَ سَوْدَآءُ كَاللَّیْلِ الْمُظْلِمِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' آگ کو ایک ہزار سال تک دہکایا گیا تو وہ سفید ہوگئی۔ پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو وہ سرخ ہوگئی پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ کالی رات کی مانند سیاہ ہے۔

شرح

یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی۔ "یہ آگ کا خاصہ ہے کہ جب وہ دیر تک جلتی رہتی ہے اور خوب صاف و تیز ہو جاتی ہے تو بالکل سفید معلوم ہونے لگتی ہے، پہلے اس میں جو سرخی ہوتی ہے وہ دھویں کی آمیزش کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بہر حال یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ دوزخ وجود میں آچکی ہے جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔ اس کے برخلاف معتزلہ کا مسلک یہی ہے کہ دوزخ ابھی تیار نہیں ہوئی ہے اور وجود میں نہیں ہے۔ اہل سنت و جماعت کی بڑی دلیل قرآن کی اس آیت (اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ، آل عمران: 131) میں اعدت کا لفظ ہے جو ماضی کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔

223- حَدَّثَنَا الْخَلِیْلُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَیْدٍ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتَی یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْیَا مِنَ الْكُفَّارِ فَیُقَالُ اغْمِسُوْهُ فِی النَّارِ غَمْسَةً فَیُغْمَسُ فِیْهَا ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ اَیْ فُلَانُ هَلْ اَصَابَكَ نَعِیْمٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا مَا اَصَابَنِیْ نَعِیْمٌ قَطُّ وَیُؤْتَی بِاَشَدِّ الْمُؤْمِنِیْنَ ضُرًّا وَّبَلَاءً فَیُقَالُ اغْمِسُوْهُ غَمْسَةً فِی الْجَنَّةِ فَیُغْمَسُ فِیْهَا غَمْسَةً فَیُقَالُ لَهٗ اَیْ فُلَانُ هَلْ اَصَابَكَ ضُرٌّ قَطُّ اَوْ بَلَاءٌ فَیَقُوْلُ مَا اَصَابَنِیْ قَطُّ ضُرٌّ وَّلَا بَلَاءٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن کفار سے تعلق رکھنے والے سب سے زیادہ نعمتوں کے مالک شخص کو بلایا جائے گا اس کے بارے میں حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں ڈبکی لگا کر لاؤ۔ پھر اسے جہنم میں ڈبکی لگائی جائے گی پھر اس سے دریافت کیا جائے گا۔ اے فلاں کیا تمہیں کبھی کوئی نعمت نصیب ہوئی۔ وہ جواب دے گا نہیں' مجھے کبھی کوئی نعمت نہیں ملی۔ پھر اہل ایمان سے تعلق رکھنے والے سب سے زیادہ مصائب زدہ شخص کو بلا کر لایا جائے گا اور اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اس کو جنت کا ایک چکر لگوا کر لاؤ۔ اس کو جنت کا چکر لگوایا جائے گا تو اس سے دریافت کیا جائے گا اے

222: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2591

223: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

فلاں! تمہیں کبھی کوئی تکلیف لاحق ہوئی یا آزمائش آئی تو وہ جواب دے گا مجھے کبھی کوئی تکلیف یا آزمائش لاحق نہیں ہوئی۔

224-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْكَافِرَ لَيَعْظُمُ حَتّٰى اِنَّ ضِرْسَهٗ لَاَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّفَضِيْلَةُ جَسَدِهٖ عَلٰى ضِرْسِهٖ كَفَضِيْلَةِ جَسَدِ اَحَدِكُمْ عَلٰى ضِرْسِهٖ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' کافر اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اس کی داڑھ ''احد'' پہاڑ سے بڑے ہوگی اور اس کا جسم اس کی داڑھ سے اتنا ہی بڑا ہوگا جتنا کسی بھی شخص کا جسم اس کی داڑھ سے بڑا ہوتا ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر دوزخی کی کھال بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی، اس کے دانت احد پہاڑ کے برابر ہوں گے اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی "

(ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 240)

ایک روایت میں بیالیس ہاتھ کی وضاحت کے لئے بذرع الجبار کے الفاظ بھی منقول ہیں یعنی ہاتھ بھی کونسا، ایک لمبے چوڑے شخص کا ہاتھ اوپر کی حدیث میں کافر دوزخی کے بیٹھنے جگہ مدینہ اور ربذہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر بیان فرمائی گئی ہے جب کہ اس حدیث میں مکہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کا ذکر ہے؟ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مقدار کا یہ فرق واختلاف دراصل کافر دوزخی کو دیئے جانے والے عذاب میں فرق واختلاف کی بنیاد پر ہے کہ جو کافر سخت ترین عذاب کا مستوجب ہوگا اس کی جسامت بھی اسی اعتبار سے لمبی چوڑی ہوگی اور اسی لحاظ سے بیٹھنے کی جگہ بھی زیادہ لمبی چوڑی ہوگی اور جو کافر نسبتا ہلکے عذاب کا مستوجب ہوگا اس کی جسامت نسبتاً کم لمبی چوڑی ہوگی اور اسی لہٰذا سے اس کے بیٹھنے کی جگہ بھی کم لمبی چوڑی ہوگی اسی پر کھال وغیرہ کی مقدار اختلاف کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

225-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ بُرْدَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَدَخَلَ عَلَيْنَا الْحَارِثُ بْنُ اُقَيْشٍ فَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ لَيْلَتَئِذٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ اَكْثَرُ مِنْ مُّضَرَ وَاِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّعْظُمُ لِلنَّارِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَحَدَ زَوَايَاهَا

◆◆ عبداللہ بن قیس بیان کرتے ہیں' میں حضرت ابو بردہ کے پاس ایک رات موجود تھا۔ حضرت حارث بن قیس ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت حارث نے ہمیں اسی رات یہ حدیث سنائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی شفاعت کے ذریعے مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور میری امت میں کچھ لوگ اتنے بڑے ہوں گے کہ ''احد'' پہاڑ ان کے دانتوں جتنا ہوگا۔

224: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں کافر کے جسم کو اس قدر موٹا اور فربہ بنادیا جائے گا کہ اس کے دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دوزخ میں کافر کا دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور اس کے جسم کی کھال تین دن کی مسافت کے برابر موٹی ہوگی۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 237)

اس حدیث میں اہل دوزخ کے جسم کے پھیلاؤ اور مٹاپے کا ذکر ہے جب کہ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ قیامت کے دن متکبرین کو میدان حشر میں اس حالت میں لایا جائے گا کہ ان کے جسم تو چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ان کی صورتیں مردوں کی ہوں گی اور پھر انہیں ہانک کر قید خانہ میں لایا جائے گا۔

پس ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ متکبرین سے مراد مؤمن گناہ گار ہیں جب کہ مذکورہ بالا حدیث میں کفار کا ذکر کیا گیا ہے لیکن زیادہ درست یہ کہنا ہے کہ ان کو میدان حشر میں چیونٹیوں ہی کے جسم میں لایا جائے گا جہاں وہ لوگوں کے تلووں تلے خوب روندے جائیں گے اس کے بعد پھر ان کے بدن اپنی اصلی حالت میں آجائیں گے اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے، دوزخ میں ان کے بدن دوبارہ غیر معمولی ساخت کے ہوجائیں گے اور ان کا مٹاپا اور پھیلاؤ اتنا بڑھ جائے گا جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے نیز ان کے بدن کو اس قدر موٹا اور فربہ اس لئے کیا جائے گا تا کہ انہیں زیادہ سے زیادہ عذاب ہو سکے۔

226- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسَلُ الْبُكَاءُ عَلٰى اَهْلِ النَّارِ فَيَبْكُوْنَ حَتّٰى يَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ ثُمَّ يَبْكُوْنَ الدَّمَ حَتّٰى يَصِيْرَ فِيْ وُجُوْهِهِمْ كَهَيْئَةِ الْاُخْدُوْدِ لَوْ اُرْسِلَتْ فِيْهَا السُّفُنُ لَجَرَتْ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: رونے کو اہل جہنم پر بھیجا جائے گا۔ وہ روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہوجائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے چہروں میں اس طرح گڑھے پڑجائیں گے کہ اگر ان میں کشتیوں کو ڈالا جائے تو وہ بھی چلنے لگ پڑیں گی۔

227- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ) وَلَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قَطَرَتْ فِي الْاَرْضِ لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا مَعِيْشَتَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ لَيْسَ لَهٗ طَعَامٌ غَيْرُهٗ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔

225: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

226: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

227: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2585

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے یوں ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب مرو تو مسلمان ہونے کی حالت میں مرنا''۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں) زقوم (جو جہنمیوں کی مخصوص خوراک ہے) اگر اس کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو اہل دنیا کی زندگی خراب ہو جائے تو اس شخص کا کیا عالم ہوگا جس کی خوراک یہی ہوگی۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کے احاطہ کے لئے چار دیواریں ہوں گی جن میں سے ہر دیوار کی چوڑائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کے زخموں سے جو زرد پانی بہے گا (یعنی خراب خون اور پیپ) اگر اس کا ڈول بھر کر دنیا میں انڈیل دیا جائے تو یقیناً تمام دنیا والے سڑ جائیں۔ "(ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ، آل عمران:102) تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا اگر (دوزخ کے) زقوم یعنی تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ بھی اس دنیا کے گھر میں ٹپک پڑے تو یقیناً دنیا والوں کے سامان زندگی کو تہس نہس کر دے پھر (سوچو) اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 246)

حق تقاتہ (جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے) کا مطلب یہ ہے، واجبات کو بجالانا اور سیأات سے پرہیز کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے ان الفاظ کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ۔ ھو ان یطاع فلا یعصی ویشکر فلایکفر ویذکر فلا ینسی ۔ وہ (اللہ سے ڈرنے کا حق) یہ ہے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور کسی حال میں اس کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے اور کسی بھی حال میں کفران نعمت نہ کیا جائے، اس کو یاد کیا جائے اور کسی بھی حال میں اس کو بھولا نہ جائے۔ حاکم نے یہ تفسیر ووضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اسی طرح ابن مردویہ اور ابن حاتم نے بھی اور محدثین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، بہرحال اگر یہ الفاظ حق تقاتہ کمال تقویٰ کو بیان کرنے کے لئے ہیں (یعنی یہ کہا جائے کہ "حق تقاتہ "سے مراد کمال تقویٰ ہے) تو پھر کوئی اشکال ہی نہیں ہوگا اور اگر ان الفاظ کو اصل تقویٰ کی تعبیر قرار دیا جائے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ یہ آیت قرآن ہی کی اس دوسری آیت (فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، التغابن: 16) کے ذریعہ منسوخ ہے کیونکہ اصل تقویٰ یعنی حق تعالیٰ سے اس کے مرتبہ کے لائق حیثیت بھلا کون بشر اختیار کر سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد جو مضمون ارشاد فرمایا وہ اس آیت کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل تقویٰ، عذاب دوزخ سے سلامت و محفوظ رکھنے کا سبب ہے اور تقویٰ اختیار نہ کرنا گویا عذاب دوزخ میں گرفتار ہونا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناسبت سے دوزخ کے بعض عذاب کا ذکر کرنا مناسب سمجھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے اس شخص سے جو سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر تیرے پاس روئے زمین کی چیزوں میں سے کوئی ایسی چیز ہوتی جس کا بدلہ میں دے سکتا اور اس کے عوض دوزخ کا عذاب سے خواہ وہ کتنا ہی ہلکا ہو چھٹکارا پا سکتا، تو کیا تو ایسا کرتا وہ دوزخی کہے گا کہ ہاں میں دنیا کی حاصل شدہ بڑی سے بڑی چیز بدلہ میں دے کر دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا پانا چاہوں گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بدنصیب انسان میں نے تو اسی وقت جب تو آدم کی پشت میں تھا، اس (بدلہ میں کوئی چیز دینے) سے بھی آسان وسہل چیز تیرے لئے طے کردی تھی اور وہ یہ کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا، مگر تو اس سے مکر گیا اور میرے احکام کی کوئی پابندی نہیں کی یہاں تک کہ بتوں وغیرہ کی پرستش وتعظیم کے ذریعہ میرا شریک ٹھہرا کر رہا، پس اب میں اس عذاب دوزخ کے بدلہ میں کوئی چیز قبول نہیں کروں گا خواہ تو دنیا کی تمام چیزیں ہی کیوں نہ لے آئے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 235)

لفظی ترجمہ کے اعتبار سے اس جگہ اردت منک الخ کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے تجھ سے اس سے بھی آسان وسہل چیز چاہی تھی "اور مظہر نے لکھا ہے کہ یہاں "ارادہ" کا لفظ امر کے معنی میں ہے (یعنی چاہنے سے مراد حکم دینا ہے) نیز ارادہ اور امر میں فرق یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے سب اسی کے ارادے ومشیت سے ہوتا ہے جب کہ امر کا اطلاق کبھی اس چیز پر بھی ہوتا ہے جو اس کے ارادہ ومشیت کے خلاف ہو۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ درست یہ ہے کہ یہاں "ارادہ" کو میثاق یعنی عہد لینے پر محمول کیا جائے جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں فرمایا گیا ہے واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظہورہم ذریتہم الخ اور اس کا قرینہ خود حدیث قدسی کے یہ الفاظ وانت فی صلب ادم ہیں (مکرنے) کو عہد توڑنے "محمول کیا جائے۔

اہل دوزخ کی بھوک کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں پر بھوک اس طرح مسلط کردی جائے گی کہ اس بھوک کی اذیت اس عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ دوزخی پہلے سے گرفتار ہونگے چنانچہ وہ بھوک کی اذیت سے بے تاب ہوکر فریاد کریں گے اور ان کی فریادرسی ضریع کے کھانے کے ذریعہ کی جائے گی جو نہ فربہ کرے گی نہ بھوک کو دفع کرے گا پھر وہ پہلے کھانے کو لاحاصل دیکھ کر دوسری مرتبہ فریاد کریں گے اور اس مرتبہ ان کی فریادرسی گلے میں پھنسی جانے والے کھانے کے ذریعہ کی جائے گی اس وقت ان کو یہ یاد آئے گا کہ جب (دنیا میں) کھاتے وقت ان کے گلے میں پھنس جاتی تھی تو اس کو وہ کسی پینے والی چیز سے نیچے اتارتے تھے چنانچہ وہ اپنے گلے میں پھنسے ہوئے کھانے کو اتارنے کے لئے کسی پینے والی چیز کی التجاء کریں گے تب ان کو تیز گرم پانی دیا جائے گا جس کو زنبوروں کے ذریعہ پکڑ کر اٹھایا جائے گا یعنی جن برتنوں میں وہ تیز گرم پانی ہوگا وہ زنبوروں کے ذریعہ پکڑ کر اٹھائے جائیں گے اور اٹھانے والے یا تو فرشتے ہوں گے یا براہ راست دست قدرت ان کو اٹھا کر دوزخیوں کے منہ کو لگائے گا اور جب گرم پانی کے وہ برتن ان کے مونہوں تک پہنچے گے تو ان کے چہروں (کے گوشت) کو بھون ڈالیں گے اور جب ان برتنوں کے اندر کی چیز (جو ان کو پینے کے لئے دی جائے گی جیسے پیپ پیلا پانی وغیرہ) ان کے پیٹ میں داخل ہوگی تو پیٹ کے اندر

کی چیزوں (یعنی آنتوں وغیرہ) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی پس اس صورت حال سے بیتاب ہو کر "وہ دوزخی (جہنم پر) متعین فرشتوں سے کہیں گے اے دوزخ کے سنتریو! اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ کم سے کم ایک ہی دن کے لئے ہمارے اوپر مسلط اس عذاب کو ہلکا کر دے دوزخ کے سنتری جواب دیں گے کہ (اب ہم سے دعا کے لئے کہتے ہو) کیا اللہ کے رسول خدائی معجزے اور واضع دلیلیں لے کر تمہارے پاس نہیں آئے تھے (اور تم سے یہ نہ کہتے تھے کہ کفر و سرکشی کی راہ چھوڑ کر اللہ کے اطاعت و فرمانبرداری کا راستہ اختیار کر لو تا کہ کل آخرت میں دوزخ کے سخت عذاب سے محفوظ رہ سکو؟) وہ کہیں گے کہ بے شک اللہ کے رسول ہمارے پاس آئے تھے اور ان کی تعلیمات ہم تک پہنچی تھی، لیکن وائے افسوس ہم گمراہی میں پڑے رہے اور ایمان و سلامتی کی راہ اختیار نہ کر سکے دوزخ کے سنتری کہیں گے کہ پھر تو تم خود ہی دعا کرو اور اپنا معاملہ سمجھو ہم تو تمہاری شفاعت کرنے سے رہے اور کافروں کی دعا زبان کاری و بے فائدگی کے علاوہ کچھ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخی جب جہنم کے سنتریوں سے دعا و شفاعت کرنے میں نا کام ہو جائیں گے اور انہیں سخت مایوسی کا منہ دیکھنا پڑے گا تو وہ یقین کر لیں گے کہ ہمیں عذاب الٰہی سے نجات ملنے والی نہیں ہے پھر کیوں نہ موت ہی مانگی جائے چنانچہ وہ آپس میں کہیں گے کہ مالک یعنی داروغہ جنت سے مدد کی درخواست کرو! اور پھر وہ التجاء کریں گے کہ اے مالک اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمیں موت دے دے تا کہ ہمیں آرام مل جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں کی التجاء سن کر مالک خود اپنی طرف سے یا پروردگار کی طرف جواب دے گا کہ اس دوزخ سے نجات یا موت کا خیال چھوڑ دو تمہیں ہمیشہ ہمیشہ یہیں اور اسی عذاب میں گرفتار رہنا ہے "حضرت اعمش (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام نے (بطریق مرفوع یا موقوف) مجھ سے بیان کیا کہ مالک سے ان دوزخیوں کی التجاء اور مالک کی طرف سے ان کو جواب دینے کے درمیان ایک ہزار برس کا وقفہ ہوگا یعنی وہ دوزخی مالک سے التجاء کرنے کے بعد ایک ہزار سال تک جواب کا انتظار کرتے رہیں گے اور اس دوران بھی اس عذاب میں مبتلا رہیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ دوزخی (آپس میں) کہیں گے کہ اب ہمیں براہ راست اپنے پروردگار ہی سے نجات کی التجا کرنی چاہئے کیونکہ وہی قادر مطلق رحیم و کریم اور غفار ہے) ہمارے حق میں بھلائی و بہتری کرنے والا اس پروردگار سے بہتر اور کوئی نہیں چنانچہ وہ التجا کریں گے کہ ہمارے پروردگار ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم (توحید کے راستہ سے) بھٹک گئے تھے اے پروردگار ہمیں دوزخ (اور یہاں کے عذاب) سے رہائی عطا فرما دے اگر ہم اس کے بعد بھی کفر و شرک کی طرف جائیں تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو جواب دے گا دور رہو کم بختو کتوں کی طرح ذلیل و خوار رہو) ایسے دوزخ میں پڑے رہو اور رہائی اور نجات کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کرو تمہاری گلوخلاصی ہر گز نہیں ہو سکتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر کار وہ دوزخی ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور تب وہ حسرت اور نالہ و فریاد کرنے لگے گیں حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ اس حدیث کو مرفوع قرار نہیں دیا جاتا لیکن ترمذی نے اس حدیث کو مرفوع نقل کیا ہے جیسا کہ روایت کی ابتداء سے معلوم ہوتا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 249)

اس بھوک کی اذیت اس عذاب کے برابر ہوگی۔ الخ۔ کا مطلب یہ ہے کہ ان پر جو بھوک مسلط کی جائے گی اس کی دردناکی دوزخ کے اور تمام عذاب کی دردناکیوں کے برابر ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ بھوک کی آگ دوزخ کی مانند ہے۔ اور ان کی فریادرسی

ضریع کے کھانے کے ذریعہ کی جائے گی۔ جب وہ دوزخی بھوک سے بیتاب ہو کر کچھ کھانے کو مانگیں گے تو ان کو کھانے کے لئے ضریع دیا جائے گا واضح رہے کہ ضریع ایک خاردار جھاڑ کو کہتے ہیں جو حجاز میں ہوتا ہے، یہ ایک ایسی زہریلی اور کڑوی گھاس ہوتی ہے جس کے پاس کوئی جانور بھی نہیں پھٹکتا اور اگر کوئی جانور اس کو کھالیتا ہے تو مر جاتا ہے۔ بہر حال یہاں حدیث میں ضریع سے مراد آگ کے کانٹے ہیں جو ایلوے سے زیادہ کڑوے مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ بدبودار ہوں گے۔ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دفع کرے گا۔ یہ دراصل قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ (لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ، الغاشیۃ:6-7) (اور) ان (دوزخیوں) کو ایک خاردار جھاڑ کے سوا اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ تو کھانے والوں کو فربہ کرے گا اور نہ ان کی بھوک کو دفع کرے گا۔ گلے میں پھنس جانے کے ذریعہ فریاد رسی " کا مطلب یہ ہے کہ دوسری مرتبہ ان کو کھانے کے لئے ہڈی یا آگ کے کانٹے وغیرہ کی طرح کی ایسی چیزیں دی جائیں گی۔ جو گلے میں جا کر پھنس جائیں گی کہ نہ حلق سے نیچے اتر سکیں گی اور نہ باہر آسکیں گی پس حدیث کے اس جملہ میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ (اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ، وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ، المزمل:12-13) "حقیقت یہ ہے کہ (کفر و شرک کرنے والوں کے لئے) ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور (دوزخ کی) بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا ہے اور دردناک عذاب ہے۔ حدیث کے یہ الفاظ وما دعا الکافرین الا فی ضلال۔ (اور کافروں کی دعا زیاں کاری و بے قاعدگی کے علاوہ کچھ نہیں) بھی دراصل قرآن ہی کے الفاظ ہیں اور ان کی دعا کو زیاں کاری سے تعبیر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس وقت ان کے حق میں کوئی بھی دعا و شفقت کارگر نہیں ہوگی، خواہ وہ خود دعا کریں اور گڑگڑائیں یا کسی اور سے دعا و شفاعت کرائیں لیکن اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ کافر و مشرک کی دعا اس دنیا میں بھی قبول نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن و حدیث کے ان الفاظ سے بعض حضرات نے نتیجہ اخذ کیا ہے، حقیقت حال تو یہ ہے کہ اس دنیا میں شیطان تک کی درخواست جو اس نے اپنی عمر کی درازی کے لئے کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے پھر کافر کی دعا قبول کیوں نہیں ہوسکتی، بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرے۔ غلبت علینا شقوتنا (ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا) میں شقوۃ شین کے زبر اور قاف کے جزم کے ساتھ ہے اور یہ لفظ شقاوۃ (شین کے زبر کے ساتھ) بھی پڑھا گیا ہے، دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی "بدبختی "جو سعادت "(نیک بختی) کی ضد ہے مذکورہ جملہ کا مطلب یہ ہے کہ ہماری تقدیر کہ جس میں ہمارا خاتمہ بد لکھ دیا گیا، پوری ہو کر رہی اور ہم خود اپنی بدبختی کا شکار ہو گئے۔

اگر ہم اس کے بعد بھی کفر و شرک کی طرف جائیں۔ الخ۔ کافر دوزخیوں کا یہ کہنا بھی مکر و کذب پر مبنی ہوگا جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکذبون ۔ اور اگر یہ لوگ پھر (دنیا میں) واپس بھی بھیج دیئے جائیں تب بھی یہ وہی کام کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ یاخذون فی الزفیر والحسرۃ والویل (حسرت و نالہ و فریاد کرنے لگیں گے) میں لفظ زفیر کے اصل معنی ہیں۔

گدھے کا سانس اندر لے جانا جیسا کہ شہیق کے معنی گدھے کا سانس باہر نکالنا یا یہ کہ جب گدھا رینگنا شروع کرتا ہے تو پہلے اس کی آواز باریک اور چھوٹی نکلتی ہے جس کو زفیر " کہا جاتا ہے اور آخر میں اس کی آواز تیز اور بڑی ہو جاتی ہے کہ اس کو شہیق سے تعبیر کیا جاتا ہے، حدیث کے ان الفاظ میں قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ لھم فیھا زفیر وشھیق ۔ "دوزخ میں

گدھے کی چھوٹی اور بڑی آواز کی طرح ان دوزخیوں کی چیخ وپکار پڑی رہے گی۔ "بہرحال حدیث کے اس آخری جزء کا مطلب یہ ہے کہ دوزخی جب بارگاہ الٰہی کا جواب سن لیں گے تو وہ بالکل مایوس وناامید ہوجائیں گے کہ دوزخ کے سنتریوں کو پکارنا کچھ سودمند نہ ہو داروغہ دوزخ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے موت ہی دلوادے اس کا بھی فائدہ نہ ہوا آخر میں بارگاہ الٰہی میں روئے گڑ گڑائے وہاں بھی کوئی بات قبول نہیں ہوئی، اب کہاں جائیں، کس کے سامنے فریاد کریں۔ ایسے میں وہ بے معنی آوازوں اور بے ہنگم صداؤں میں نالہ وفریاد اور چیخ وپکار کرنے لگیں گے جیسا کہ مایوسی کے عالم میں ہوتا ہے۔

روایت کے آخر میں ان الفاظ "اس حدیث کو مرفوع قرار نہیں دیا جاتا۔" کا مطلب یہ ہے کہ بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نہیں ہے بلکہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا بیان ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث بہرصورت مرفوع حدیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ہی کے حکم میں ہے کیونکہ اس کے احوال، دوزخیوں کی گفتگو اور دوزخ کے عذاب وغیرہ سے متعلق جو بھی مضمون کوئی بھی صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر اپنی طرف سے بیان کر ہی نہیں سکتا۔

228- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَاْكُلُ النَّارُ ابْنَ ادَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جہنم ابن آدم کو کھالے گی۔ صرف وہ سجدوں کے نشان کو نہیں کھائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لئے یہ بات حرام قرار دی ہے کہ وہ سجدوں کے نشان کو کھائے۔

229- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُوقَفُ عَلَى الصِّرَاطِ فَيُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَطَّلِعُوْنَ خَائِفِيْنَ وَجِلِيْنَ اَنْ يُخْرَجُوْا مِنْ مَكَانِهِمِ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَطَّلِعُوْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ فَرِحِيْنَ اَنْ يُخْرَجُوْا مِنْ مَكَانِهِمِ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ فَيُقَالُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُذْبَحُ عَلَى الصِّرَاطِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْفَرِيْقَيْنِ كِلَاهُمَا خُلُوْدٌ فِيْمَا تَجِدُوْنَ لَا مَوْتَ فِيْهَا اَبَدًا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا۔ اسے پل صراط پر ٹھہرا دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ اے اہل جنت! وہ جھانک کر دیکھیں گے اور خوفزدہ ہوں گے کہ کہیں انہیں ان کی جگہ سے نکال نہ دیا جائے جہاں وہ ہیں پھر کہا جائے گا اے اہل جہنم! وہ جھانک کر دیکھیں گے اس خوشی کے ساتھ کہ شاید انہیں ان کی جگہ سے نکال دیا جائے جہاں وہ ہیں تو کہا جائے گا کیا تم لوگ اس کو جانتے ہو۔ وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے' تو حکم ہوگا اور اسے پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا پھر دونوں فریقوں سے کہا جائے گا تم دونوں اب ہمیشہ وہاں رہو گے جہاں تم ہو۔ تمہیں اس میں اب کبھی موت نہیں آئے گی۔

228: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

229: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ

یہ باب جنّت کی صفت میں ہے

صراح میں لکھا ہے کہ "جنت "کے معنی ہیں باغ بہشت "جنت "اصل میں "ڈھانپنے "کے معنی میں آتا ہے۔اس مناسبت سے پہلے اس لفظ کا اطلاق "سایہ دار درختوں "پر ہوتا تھا جو اپنے نیچے کی چیز کو گویا اپنے سائے میں چھپائے اور ڈھانپتے رہتے ہیں، پھر اس لفظ کو "باغ "کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا جو سایہ دار درختوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور پھر آخر میں یہ لفظ "ثواب وانعام ملنے کی جگہ یعنی بہشت "کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا، چنانچہ بہشت کو "جنت "اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہاں گھنے درخت اور باغات ہیں جو ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔

جنت کی تخلیق کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے۔ "پھر ہم نے پوچھا کہ جنت کس چیز سے بنی ہے یعنی اس کی عمارت پتھر یا اینٹ کی ہے یا مٹی اور یا لکڑی وغیرہ کی؟ فرمایا: "جنت کی (تعمیر اینٹوں کی ہے اور اینٹیں بھی اس طرح کی ہیں کہ) ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی، اس کا گارا (یا وہ مصالح جس سے اینٹیں جوڑی جاتی ہیں، تیز خوشبودار خاص مشک کا ہے، اس کی کنکریاں (رنگ اور چمک دمک میں) موتی اور یاقوت کی طرح ہیں اور اس کی مٹی زعفران (کی طرح زرد اور خوشبودار ہے، جو شخص اس (جنت میں) داخل ہوگا، عیش وعشرت میں رہے گا کبھی کوئی رنج وفکر نہیں دیکھے گا، ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں، نہ اس کا لباس پرانا اور بوسیدہ ہوگا اور نہ اس کی جوانی فنا ہوگی۔(احمد، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 196)

شارحین نے حدیث کے پہلے جزء (یعنی یہ سوال کہ مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب کہ " پانی سے "کے ضمن میں لکھا ہے کہ حکماء کا اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ اجسام میں سے جو چیز سب سے پہلا عالم وجود میں آئی ہے وہ کیا ہے؟ اکثر کا کہنا یہ ہے کہ سب سے پہلے پانی کا جوہر وجود میں آیا، پھر اس جوہر کو کثیف منجمد کر کے زمین پیدا کی گئی اور اسی جوہر کو رقیق ولطیف کر کے آگ ہوا کو پیدا کیا گیا اور آگ کے دھویں سے آسمان وجود میں آیا۔

یہ بات توریت میں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر پیدا کیا اور پھر اس پر ہیبت وجلال کی نظر ڈالی تو اس کے اجزاء پگھل کر پانی بن گئے، اس پانی سے ایک بخار بلند ہوا اور دھوئیں کی طرح اوپر کو جا کر پھیل گیا جس سے آسمان وجود میں آیا، پھر پانی کے اوپر جھاگ ظاہر ہوا اور اس سے زمین پیدا ہوئی، اس کے بعد پہاڑ پیدا کر کے ان کو زمین کا لنگر بنایا گیا (یعنی پہلے زمین کو قرار نہیں تھا ہلتی جلتی تھی پھر پہاڑوں کے ذریعہ ان کو ساکن ومنجد کیا گیا۔

بعض شارحین نے یہ لکھا ہے کہ حدیث میں' 'پانی "سے مراد نطفہ (منی) ہے اگر اس مراد کو صحیح مانا جائے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ "مخلوق "سے مراد "حیوانات "ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنی ہم نے ہر حیوان کو (خواہ انسان ہو یا غیر انسان) پانی سے پیدا کیا ہے۔اسی طرح ایک موقع پر یوں فرمایا گیا ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء یعنی اللہ تعالیٰ

نے ہر چلنے والے جاندار کو پانی سے پیدا فرمایا ہے رہی یہ بات کہ نطفہ مادہ " تخلق " کو " پانی " سے کیوں تعبیر کیا گیا ہے تو اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے، پہلی بات یہ ہے کہ وہ مادہ تخلیق پانی ہی کی صورت میں ہوتا ہے دوسرے یہ کہ ہر مخلوق (حیوانات) کی بہت بڑی ضرورت پانی ہی ہے اور ہر حیوان (خواہ انسان ہو یا غیر انسان) سب سے زیادہ فائدہ پانی ہی سے حاصل کرتا ہے۔

230- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِىَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَمِنْ بَلْهَ مَا قَدْ اَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِىَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) قَالَ وَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْرَؤُهَا مِنْ قُرَّاتِ اَعْيُنٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کی ہے' جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہیں کسی کان نے اس کے بارے میں سنا نہیں اور کسی انسان کے ذہن میں اس کا خیال بھی نہیں آیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں اس بارے میں مطلع کیا ہے اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو۔

''کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا پوشیدہ رکھا گیا ہے جو جزاء ہوگی اس چیز کی جو وہ عمل کرتے تھے''۔

راوی بیان کرتے ہیں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ ''قُرَّاتِ اَعْيُنٍ''

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اس کے اعمال کی جزاء میں کس نعمت کو چھپا کر رکھا گیا ہے تو کیا کوئی مومن کسی فاسق کی مثل ہو سکتا ہے! وہ برابر نہیں ہیں (السجدۃ:۱۸۔۱۷)

اہل جنت کا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا درجہ

اس آیت کے موافق یہ حدیثیں ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ان نعمتوں کو تیار کر رکھا ہے جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا ہے بلکہ یہ ان نعمتوں کے علاوہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مطلع نہیں فرمایا ہے پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین (السجدہ:۱۷)

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۲۵۔۲۸۲۴ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۳۲۸ صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۸۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے رب سے سوال کیا کہ جنت والوں کا سب سے کم درجہ کون سا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اس وقت آئے گا جب تمام جنتی جنت میں داخل ہو چکے

230: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 4779' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 7065

ہوں گے اس سے کہا جائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کیسے جنت میں جاؤں! سب لوگوں نے جنت کے گھروں پر قبضہ کرلیا ہے اور انہوں نے جنت کی چیزیں لے لی ہیں اس سے کہا جائے گا کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں دنیا کے بادشاہوں کے ملکوں میں سے کسی ملک کی مثل مل جائے وہ کہے گا: میں راضی ہوں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں وہ ملک بھی مل جائے اور اس جیسی تین امثال اور مل جائیں گی پھر جب پانچ امثال کا کہا جائے گا تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں راضی ہوں! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں وہ ملک بھی مل جائے گا اور اس جیسی دس امثال اور مل جائیں گی اور تم کو وہ چیز بھی مل جائے گی جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا اور جس چیز سے تمہاری آنکھوں کو لذت ملے گی وہ کہے گا: اے میرے رب! میں راضی ہوں! حضرت موسیٰ نے پوچھا اے میرے رب! پھر جنت میں سب سے بلند درجہ کون سا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کو میں نے پسند کرلیا اور ان کی عزت اور کرامت میں نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اور میں نے ان کی کرامت پر مہر لگادی ہے ان کی کرامت کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا ہے اور اس کا مصداق اللہ عزوجل کی کتاب میں ہے **فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین** (السجدہ:۱۷)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا اور سب آخر میں جنت میں داخل کیا جائے گا ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا کہا جائے گا اس کے اوپر اس کے گناہ صغیرہ پیش کرو اور اس کے گناہ کبیرہ اس سے اٹھالو پھر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں دن یہ کام کیا تھا اور فلاں دن یہ کام کیا تھا وہ کہے گا ہاں اور وہ ان گناہوں کا انکار نہیں کرسکے گا اور وہ اس سے خوف زدہ ہوگا کہ ابھی اس کے بڑے بڑے گناہ بھی پیش کیے جائیں گے پھر اس سے کہا جائے گا تیرے ہر گناہ کے بدلہ میں ایک نیکی ہے وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے کئی کام اور بھی کیے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا! (یعنی بڑے بڑے گناہ) پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہنستے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۹۰ سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۵۹۶)

نہ کسی آنکھ نے الخ کے بارے میں بھی یہ احتمال ہے کہ اس چیز (یعنی جنت) کے مظاہر شکل وصورت آوازیں اور خاطر داریاں مراد ہوں، مطلب یہ کہ وہاں جو اعلیٰ مناظر ہوں گے اور وہاں جو نظر افروز شکلیں اور صورتیں دکھائی دیں گی ان جیسے مناظر اور جیسی شکلیں اور صورتیں اس دنیا میں نہ دیکھی گئی ہیں اور نہ کبھی دیکھیں جاسکتی ہیں، اسی طرح وہاں کی آوازوں میں جو مٹھاس، نغمگی اور دلکشی ہوگی، ایسی میٹھی، نغمہ ریز اور دلکش آوازیں اس دنیا میں آج تک نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کبھی سنی جا سکتی ہیں اور ایسے ہی وہاں جو خاطر و مدارت ہوں گی، جو نعمتیں اور لذتیں حاصل ہوں گی، ان کا تصور بھی اس دنیا میں آج تک کسی انسان کے دل میں نہیں آیا ہوگا اور نہ کبھی اس کا کوئی تصور کیا جاسکتا ہے۔ آیت میں جس چیز کو آنکھ کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے فرحت و شادمانی، چین وراحت اور مقصود مراد پانا ہے! واضح رہے کہ (آنکھ کی ٹھنڈک) میں لفظ قرۃ دراصل قر سے نکلا ہے جس کے معنی ثبات وقرار کے ہیں۔ چنانچہ آنکھ جب اپنی محبوب چیز کو دیکھتی ہے تو قرار پا جاتی ہے اور اس طرح مطمئن ہو جاتی ہے کہ کسی اور طرف مائل نہیں ہوتی اس کے برخلاف جب آنکھ کسی غیر پسندیدہ اور ناگوار چیز کو دیکھتی ہے اور اس کی محبوب شی سامنے نہیں ہوتی تو وہ پریشان اور کھوئی

سی رہتی ہے اور کسی ایک سمت قرار پانے کے بجائے ادھر ادھر بھٹکنا شروع کر دیتی ہے ایسے ہی فرحت وسرور اور راحت واطمینان کی حالت میں آنکھوں کو عجیب طرح کا کیف وسکون اور آرام ملتا ہے جب کہ خوف وغم کی حالت میں وہ متحرک ومضطرب ہو جاتی ہیں۔ یا یہ کہ "قرۃ" کے لفظ "قر" سے مشتق ہے جس کے معنی "ٹھنڈک اور خشکی" کے ہیں اس صورت میں کہا جائے گا کہ آنکھ کی ٹھنڈک سی مراد وہ مخصوص لذت وکیف ہے جو محبوب اور پسندیدہ چیز کو دیکھ کر اور اپنا مقصود ومطلوب پا کر آنکھ محسوس کرتی ہے، اس کے برخلاف آنکھ جب کسی غیر پسندیدہ اور ناگوار چیز اور دشمن کو دیکھتی ہے اور مطلوب ومقصود کے انتظار میں ہوتی ہے تو گویا اس وقت وہ ایک خاص جلن اور سوزش محسوس کرتی ہے! اسی مناسبت سے "پیاری اولاد" کو قرۃ العین یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا جاتا ہے! نیز ایک حدیث میں جو یوں آیا ہے کہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز رکھی گئی ہے تو اس میں بھی لفظ قرۃ کے دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

231- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَشِبْرٌ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الْاَرْضِ وَمَا عَلَيْهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

⟡ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جنت میں ایک بالشت جتنی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

232- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُوْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

⟡ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

شرح

سفر کا قاعدہ ہوتا تھا کہ جب سوار کسی جگہ اترنا چاہتا تو اپنا کوڑا وہاں ڈال دیتا تاکہ دوسرا شخص وہاں نہ اترے اور وہ جگہ اس کے ٹھہرنے کے لئے مخصوص ہو جائے پس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کی اتنی تھوڑی سی جگہ اور وہاں کا چھوٹا سا مکان بھی کہ جہاں مسافر سفر میں ٹھہرتا ہے اس پوری دنیا اور یہاں کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی اور زیادہ اچھا ہے کیونکہ جنت اور جنت کی تمام نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں جب کہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں فنا ہو جانے والی ہیں۔

جنت الفردوس کی اہمیت کا بیان

233- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ كُلُّ دَرَجَةٍ مِّنْهَا مَا بَيْنَ السَّمَآءِ،

231: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

4232: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

233: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَالْاَرْضِ وَاِنَّ اَعْلَاهَا الْفِرْدَوْسُ وَاِنَّ اَوْسَطَهَا الْفِرْدَوْسُ وَاِنَّ الْعَرْشَ عَلَى الْفِرْدَوْسِ مِنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ فَاِذَا مَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جنت کے ایک سو درجے ہیں۔ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔اس کا بالائی حصہ فردوس ہے اور عرش' فردوس کے اوپر ہے۔اس کا درمیانی حصہ بھی فردوس ہے اور عرش فردوس کے اوپر ہے۔اس میں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس مانگو۔

جنتی خیمے کا بیان

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کو جنت میں جو خیمہ ملے گا وہ پورا ایک کھوکھلا موتی ہوگا جس کا عرض ایک اور روایت میں ہے کہ "جس کا طول ساٹھ کوس کی مسافت کے بقدر ہوگا، اس خیمہ کے ہر گوشہ میں اس (مومن) کے اہل خانہ ہونگے اور ایک گوشہ کے آدمی دوسرے گوشہ کے آدمیوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ان سب اہل خانہ کے پاس مومن آتا جاتا رہے گا۔(مومن کے لئے) دو جنتیں چاندی کی ہوں گی کہ ان جنتیوں کے برتن، باسن (مکانات ومحلات اور خانہ داری کے دوسرے ضروری وآرائشی سامان تخت کرسی میز پلنگ، جھاڑ، فانوس، یہاں تک درخت وغیرہ) سب چاندی کے ہوں گے اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی کہ ان جنتوں کے برتن باسن اور ان میں ہر چیز سونے کی ہوگی اور جنت العدن میں جنتیوں اور پروردگار کی طرف سے ان کے دیکھنے کے درمیان ذات باری تعالیٰ کی عظمت وبزرگی کے پردہ کے علاوہ اور کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 183)

یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ زیادہ صحیح اس روایت کے الفاظ ہیں جس میں اس خیمہ کا عرض ساٹھ کوس کی مسافت کے بقدر بیان کیا گیا ہے یا اس روایت کے الفاظ زیادہ صحیح ہیں جس میں خیمہ کے طول کو ساتھ کوس کی مسافت کے بقدر بتایا گیا ہے، اصل مقصد اس خیمہ کی وسعت وکشادگی کو بیان کرنا ہے جو دونوں روایتوں سے حاصل ہو جاتا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ اس خیمہ کی چوڑائی ساتھ کوس کے بقدر ہے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی لمبائی کتنی زیادہ ہوگی اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کی لمبائی ساٹھ کوس کی مسافت کے بقدر ہے تو اس پر قیاس کر کے اس کی چوڑائی کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔اہل خانہ سے مراد بیوی وغیرہ ہیں! اور ایک شارح نے لکھا ہے کہ "اہل "سے مراد بیویاں ہیں جو اس مومن کو وہاں ملیں گی اور جن سے وہ جنسی لذت حاصل کرے گا، چنانچہ "آتا جاتا رہے گا "کے الفاظ کے ذریعہ اسی بات کو کنایہ بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ مومن اپنی ان بیویوں کے ساتھ جنسی اختلاط کرتا رہے گا

اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو جنتیں خالص چاندی کی اور دو جنتیں خالص سونے کی ہوں گی جب کہ ایک روایت میں جنت کی عمارتوں اور محلات کی تعریف میں بیان کیا گیا ہے کہ ان میں جو اینٹیں لگی ہوں گی ان کی ترتیب یہ ہوگی کہ ایک اینٹ تو سونے کی ہوگی اور ایک اینٹ چاندی کی۔پس ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہوگی کہ پہلی روایت میں ان چیزوں کا ذکر ہے جو جنت کے اندر ہوں گی، جیسے برتن، باسن اور دیگر اشیاء چنانچہ ایک جنت میں تو تمام چیزیں سونے کی ہوں گی اور ایک جنت میں تمام چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دوسری روایت میں جنت کی عمارتوں کی خوبی بیان کی گئی ہے کہ جنت کی ہر عمارت ومحل کی دیوار میں

سونے اور چاندی کی اینٹیں ہوں گی۔

جنتوں کی تعداد اور ان کے نام علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جنتیں چار ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورت رحمٰن میں فرمایا ہے۔ (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ،الرحمٰن:46) "اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہروقت) ڈرتا ہو اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ "اس کے بعد کی آیتوں میں ان دونوں جنتوں کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی گئی ہے اور پھر ارشاد ہوا۔(وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ،الرحمٰن:16) "اور ان دو جنتوں سے کم درجہ میں دو جنتیں اور ہیں۔ "پہلی دو جنتوں کی طرح آگے کی آیات میں ان دو جنتوں کی بھی تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہے رہی حدیث کی بات تو اوپر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کہ یہ الفاظ جنتان من فضة انیتھما وما فیھا وجنتان من ذھب انیتھما وما فیھا اس پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ جنتیں چار ہیں اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جنتان من الذھب للسابقین وجنتان من فضة لا صحاب الیمین ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت میں "جنتان "(دو جنتوں) کا جو لفظ ہے اس سے جنت کی دو قسمیں مراد ہوں یعنی ان جنتوں میں سے ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی ہوگی۔

حاصل یہ نکلا کہ اصل میں چار جنتیں ہیں، دو سونے کی ہیں جو خاص مقربین کے لئے ہیں اور دو چاندی کی ہیں جو عام مومنین کے لئے ہیں، لیکن یہ بھی واضح رہے کہ "جنتان " گو تثنیہ کا صیغہ ہے مگر بعض موقعوں پر تثنیہ کا صیغہ ہے مگر بعض موقعوں پر تثنیہ سے کثرت (یعنی دو سے زائد کی تعداد بھی مراد ہوتی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ "جنتان "سے مراد چار چار جنتیں ہوں اور "کاملین" کو ان دو اصل جنتوں کے علاوہ جو دو جنتیں اور عطا ہوں جو سونے اور چاندی ہی کی ہوں گی اور وہ جنتیں زیبائش وخوشنمائی کے لئے ان کاملین کے محلات کے دائیں بائیں واقع ہوں گی، اس کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں جنت کے تعلق سے آٹھ نام ذکر ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) جنت العدن (۲) جنت الفردوس (۳) جنت الخلد (۴) جنت النعیم (۵) جنت الماوی (۶) دار السلام (۷) دار القرار (۸) دار المقامہ۔ "اور جنت العدن میں جنتیوں اور پروردگار کی طرف ان کو دیکھنے۔۔الخ۔ کے ذریعہ اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو وہ جسمانی حجاب اور طبعی کدورتیں جو بندے اور پروردگار کے دیدار کے درمیان حائل ہوتی ہیں اٹھ جائیں گی مگر ذات مقدس کی کبریائی وعظمت اور ہیبت وجلال کا پردہ باقی رہے گا تاہم اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس پردہ کو بھی اٹھا دے گا یعنی نظروں کو تاب دیدار بخش دے گا اور جنتی لوگ اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

234- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ أَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُورٌ يَتَلَأْلَأُ وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ وَقَصْرٌ مَشِيدٌ وَنَهَرٌ مُطَّرِدٌ وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ نَضِيجَةٌ وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ فِي مَقَامٍ أَبَدًا فِي حَبْرَةٍ وَ

234: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نَضْرَةٍ فِیْ دُوْرٍ عَالِیَةٍ سَلِیْمَةٍ بَهِیَّةٍ قَالُوْا نَحْنُ الْمُشَمِّرُوْنَ لَهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلُوْا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ وَحَضَّ عَلَیْهِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا کوئی شخص جنت کی تیاری کرنے والا ہے کیونکہ جنت وہ چیز ہے' جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا: رب کعبہ کی قسم! وہ ایک نور ہے جو جھلملا رہا ہے۔ ایک پودا ہے جو جھوم رہا ہے ایک محل ہے جو بلند ہے۔ ایک نہر ہے جو بہہ رہی ہے اور اس میں بہت سے پھل ہیں جو پکے ہوئے ہیں اور بیویاں ہیں جو خوبصورت ہیں اور بہت زیادہ لباس ہیں۔ ایسی جگہ ہے جو ہمیشہ رہے گی۔ وہاں تازگی اور بہار رہے گی' بلند مقامات ہیں' بلند محل ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: ہم اس کے لئے تیاری کرنے کے لئے تیار ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انشاء اللہ بھی کہو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا تذکرہ کیا اور اس کی ترغیب دی۔

235- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ عَلٰی ضَوْءِ اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّیٍّ فِی السَّمَآءِ اِضَائَةً لَّا یَبُوْلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ وَلَا یَتْفُلُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ اَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ اَخْلَاقُهُمْ عَلٰی خُلُقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰی صُوْرَةِ اَبِیْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں داخل ہونے والا سب سے پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔ پھر اس کے بعد لوگ آسمان میں موجود سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح روشن ہوں گے۔ وہ لوگ جنت میں پیشاب نہیں کریں گے' پاخانہ نہیں کریں گے' ناک صاف نہیں کریں گے' تھوک نہیں پھینکیں گے' ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی' ان کا پسینہ مشک کی طرح مہکتا ہوگا' ان کی انگیٹھیاں عود سے بنی ہوئی ہوں گی۔ اس میں ان کی بیویاں ہوں گی جو ''حورعین'' ہوں گی۔ ان (جنتیوں) کے اجسام ایک طرح کے ہوں گے جو ان کے جدامجد حضرت آدم کی طرح ساٹھ گز کے ہوں گے۔

شرح

حور "اصل میں حوراء، کی جمع ہے اور حوراء اس حسین وجمیل عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی سفیدی وسیاہی بہت زیادہ سفید وسیاہ ہو، عین عنا! کی جمع ہے جس کے معنی "بڑی بڑی آنکھوں والی" ہے آگے دوسری فصل کے آخر میں ایک روایت آئے گی جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ ہوگا۔ جس کے بہتر ۷۲ بیویاں ہوں گی، جب کہ یہاں دو بیویوں کا ذکر ہے؟ لہٰذا ان دونوں روایتوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ یہاں حدیث میں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حور عین میں سے دو بیویاں ایسی ہونگی جن کا حسن وجمال سب سے زیادہ ہوگا یہاں تک کہ ان کی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا گودا باہر سے نظر آئے گا، ظاہر ہے کہ یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ ہر جنتی کو اس نوعیت کی دو بیویوں کے علاوہ اور بہت سی بیویاں بھی ملیں۔" ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن اگر، ہوگا۔" کا مطلب یہ ہے کہ یہاں دنیا میں تو انگیٹھیوں کا ایندھن کوئلہ وغیرہ ہوتا ہے اور یہاں خوشبو

235: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3327' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7078

حاصل کرنے کے لئے اگر چلایا جاتا ہے لیکن جنت میں انگیٹھیوں کا ایندھن ہی اگر، ہوگا۔

واضح رہے کہ وقود (واؤ کے پیش کے ساتھ) کے معنی ہیں وہ ایندھن (یعنی لکڑیاں وغیرہ) جس سے آگ جلائی جائے مجامیر اصل میں مجمر کے جمع ہے جس کے معنی ہیں وہ چیز جس میں آگ سلگانے کے لئے آگ رکھی جائے یعنی انگیٹھی یا عودسوز، یوں تو یہ لفظ میم کے زیر کے ساتھ ہے لیکن میم کے زبر کے ساتھ بھی منقول ہے۔ الوۃ (الف کے زبر اور پیش کے ساتھ) آگر کی لکڑی کو کہتے ہیں جس کو دھونی دینے کے لئے جلایا یا سلگایا جاتا ہے۔ علی خلق رجل میں لفظ "خلق "خ کے پیش کے ساتھ ہے اور ترجمہ میں اسی کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس صورت میں علی صورۃ ابیہم ایک علیحدہ جملہ ہوگا جس کا مقصد جنتیوں کی سیرت کو بیان کرنے کے بعد ان کی شکل وصورت کو بیان کرنا ہے، لیکن بعض روایتوں میں یہ لفظ خ کے زبر کے ساتھ منقول ہے۔

جس کا بامطلب ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ سب (جنتی لوگ) ایک شخص کی سی شکل وصورت رکھیں گے، حسن وخوبصورتی میں یکساں ہوں گے اور ایک ہی عمر والے ہوں گے، یعنی سب کے سب تیس تیس یا تینتیس تینتیس سال کی عمر کے نظر آئیں گے، اس صورت میں کہا جائے گا کہ علی صورت ابیھم کا جملہ اپنے پہلے جملہ علی خلق رجل واحد کی وضاحت وبیان کے لئے ہے یہ بات ذہن میں رہے کہ پیش والی روایت بھی صحیح ہے اور زبر والی روایت بھی۔

کھانے کا فضلہ ڈکار اور پسینہ ہو جائے گا " کا مطلب یہ ہے کہ نظام قدرت نے جس طرح اسے دنیا میں کھانے کے فضلہ کا اخراج کے لئے پاخانہ کی صورت رکھی ہے اسی طرح جنت میں جنتیوں کے کھانے کے فضلہ کے اخراج کے لئے ڈکار اور پسینہ کو ذریعہ بنا دیا جائے گا کہ تمام فضلہ ہوا اور پسینہ بن کر ڈکار کی صورت میں اور مسامات کے راستے نکل جایا کرے گا اور ڈکار کی صورت میں نکل جائے گا اور بعض اوقات یا بعض اشخاص کا فضلہ پسینہ بن کر مسامات کے راستے خارج ہو جائے گا یا یہ کہ بعض کھانے کا فضلہ تو ڈکار بن کر خارج ہوگا اور بعض کھانے کا فضلہ پسینہ بن کر نکلے گا لیکن اس سلسلے میں زیادہ بہتر اور موزوں یہ کہنا ہے کہ ڈکار تو کھانے کے فضلہ کے اخراج کا ذریعہ بنے گی اور پسینہ پانی کے فضلہ کے اخراج کا ذریعہ ہوگا۔

جیسے سانس جاری ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سانس کی آمدورفت کا سلسلہ کسی تکلف یا سعی کے بغیر ازخود جاری رہتا ہے اسی طرح تسبیح تحمید اور ذکر الٰہی کے کلمات اہل جنت کی زبان پر رواں ہوں گے یا یہ مراد ہے کہ جس طرح معمول کے مطابق سانس کی آمدورفت کی وجہ سے تمہیں کوئی دقت وپریشانی نہیں ہوتی اور تم کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے اسی طرح جنتی لوگ تسبیح وتحلیل اور تحمید کی وجہ سے کوئی دقت وپریشانی اور بوجھ محسوس نہیں کریں گے اور یہ کہ جس طرح تمہیں سانس لینے سے کوئی چیز باز نہیں رکھتی اسی طرح ان لوگوں کے تسبیح وتحلیل اور تحمید میں مشغول ہونے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنے گی۔

236-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ

◄► یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

237-حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ

236م: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7079 237: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3361

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ مَجْرَاهُ عَلَى الْيَاقُوْتِ وَالدُّرِّ تُرْبَتُهُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حوض کوثر ایک نہر ہے جو جنت میں ہے اس کے دونوں کنارے سونے کے بنے ہوئے ہیں اور اس میں یاقوت اور موتی ہیں۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "کوثر" کے بارے میں پوچھا گیا (کہ وہ کیا چیز ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے یعنی جنت میں (میرے لئے مخصوص ہے اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں کی طرح لمبی ہیں۔ "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ سن کر) عرض کیا کہ وہ پرندے تو بہت فربہ اور تنومند ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان پرندوں کو کھانے والے (یعنی جنتی لوگ ان پرندوں سے بھی زیادہ توانا اور خوشحال ہوں گے۔

(ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 206)

لفظ "نہر" کے زبر کے ساتھ بھی ہے اور جزم کے ساتھ بھی منقول ہے! مطلب یہ ہے کہ کوثر "پانی کی ایک نہر ہے جس کے دونوں سروں پر دو حوض ہیں ایک حوض تو موقف (میدان محشر) میں ہے اور دوسرا حوض جنت میں ہے اور چونکہ اس نہر کا زیادہ حصہ جنت میں ہے اس لئے "یعنی فی الجنۃ کے ذریعہ وضاحت کی گئی ہے کہ وہ نہر جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی سیراب ہوں گے۔ کاعناق الجزر (اونٹ کی گردن کی طرح، میں لفظ "جزر "اصل میں جزور کی جمع ہے اور یہ لفظ ایسے اونٹ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو نحر و ذبح کے لئے تیار ہو، لہٰذا اس جملہ کے ذریعہ اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ وہ پرندے جو حوض کوثر میں ہوں گے، نحر و ذبح کے لئے تیار ملیں گے تاکہ حوض کوثر سے سیراب ہونے والے ان کا گوشت کھا سکیں۔

238- حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ (وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ وَمَاءٍ مَسْكُوْبٍ)

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی سوار اس کے سائے کے نیچے ایک سو سال تک چلتا رہے تو بھی اسے پار نہیں کرسکتا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اگر تم لوگ چاہو تو یہ پڑھ سکتے ہو' "اور پھیلے ہوئے سائے اور بہتے چھلکتے پانی"۔

238: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

طوبیٰ درخت کی مسافت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے (جس کا نام طوبیٰ ہے) اگر کوئی سوار اس درخت کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے تب بھی اس کی مسافت ختم نہ ہوگی اور جنت میں تمہارے کمان کی برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر و برتر ہے جن پر آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے۔

(بخاری ؤ مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 182)

جن پر آفتاب طلوح و غروب ہوتا ہے۔ سے مراد تمام دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں ہیں۔ "طلوع یا غروب "میں حرف "یا" یا تو راوی کے شک کو ظاہر کرنے کے لئے ہے یا اظہار حیرت کے لئے ہے، یا "اور "کے معنی میں ہے اس طرح کی پہلے جو حدیث گزری ہے اس میں "ایک کوڑے کے برابر جگہ "کا ذکر ہے اور یہاں "ایک کمان کی برابر جگہ "کا ذکر کیا گیا ہے تو دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے اور یہاں بھی وہی وضاحت پیش نظر رہنی چاہئے جو پہلے بیان ہو چکی ہے، البتہ اس فرق کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سفر کے دوران سوار تو اترنے کی جگہ اپنا کوڑا ڈال دیا کرتا تھا اور جو شخص پیدل ہوتا تھا وہ جس جگہ ٹھہرنا چاہتا وہاں اپنی کمان ڈال دیتا تھا تا کہ وہ جگہ اس کے ٹھہرنے کے لئے مخصوص ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی زیارت کا بیان

239- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ اَبِي الْعِشْرِينَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ قَالَ سَعِيدٌ اَوَ فِيهَا سُوقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ فَيُؤْذَنُ لَهُمْ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُورُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّورٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ لُّؤْلُؤٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَّمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَّيَجْلِسُ اَدْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ دَنِيءٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ مَا يُرَوْنَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِاَفْضَلَ مِنْهُمْ مَّجْلِسًا قَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا قَالَ نَعَمْ هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا لَا قَالَ كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَبْقٰى فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ اَحَدٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُحَاضَرَةً حَتّٰى اِنَّهُ يَقُولُ لِلرَّجُلِ مِنْكُمْ اَلَا تَذْكُرُ يَا فُلَانُ يَوْمَ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا يُذَكِّرُهُ بَعْضَ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُولُ يَا رَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي فَيَقُولُ بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِي بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَاَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَّمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهٖ شَيْئًا قَطُّ ثُمَّ يَقُولُ قُومُوا اِلٰى مَا اَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ قَالَ فَنَاْتِي سُوقًا قَدْ حُفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ اِلٰى مِثْلِهٖ وَلَمْ تَسْمَعِ الْاٰذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ قَالَ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيهِ شَيْءٌ وَّلَا يُشْتَرٰى وَفِي ذٰلِكَ السُّوقِ يَلْقَى

239: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2549

اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَمَا فِيهِمْ دَنِيءٌ فَيَرُوْعُهٗ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِي اٰخِرُ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَتَمَثَّلَ لَهٗ عَلَيْهِ اَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّحْزَنَ فِيهَا قَالَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَتَلْقَانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ وَالطِّيْبِ اَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُوْلُ اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحِقُّنَا اَنْ نَّنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں' وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں اکٹھا کر دے تو سعید بن مسیب نے دریافت کیا: اس میں بازار بھی ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بتایا ہے جب اہل جنت' جنت میں داخل ہوں گے تو وہ اس میں اپنے اعمال کے حساب سے رہائش اختیار کریں گے۔ دنیا کے دنوں کے حساب سے جمعے کے دن انہیں اجازت دی جائے گی وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش کو ان کے سامنے ظاہر کرے گا اور جنت کے ایک باغ میں ان کے سامنے جلوہ گر ہوگا۔ ان لوگوں کے لئے نور کے منبر' موتی کے منبر' یاقوت کے منبر' زمرد کے منبر' سونے کے منبر اور چاندی کے منبر ہوں گے۔ تم میں سے سب سے کم تر حیثیت کا مالک شخص بھی ان پر بیٹھے گا۔ ویسے ان میں سے کوئی بھی کم تر نہیں ہوگا۔ وہ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوگا۔ اور وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ ان پر بیٹھے ہوئے لوگ مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے ان سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ ہم نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح تمہیں اپنے پروردگار کی زیارت کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک جنتی کو اس محفل میں حاضر کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ تم میں سے ایک شخص سے فرمائے گا۔ اے فلاں! کیا تمہیں یاد نہیں ہے فلاں دن تم نے یہ عمل کیا تھا اور وہ عمل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی لغزش سے یاد کروائے گا۔ وہ جواب دے گا اے میرے پروردگار! کیا تم نے میری مغفرت نہیں کر دی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں! میں نے مغفرت کی وجہ سے ہی تمہیں اس مقام تک پہنچایا ہے۔ ابھی یہی عالم ہوگا کہ ان کے اوپر سے انہیں ایک بادل ڈھانپ لے گا۔ پھر ان کے اوپر خوشبو کی بارش ہوگی۔ ایسی خوشبو انہوں نے کبھی نہیں سونگھی ہوگی۔ پھر وہ فرمائے گا۔ اٹھو اور اس بزرگی کی طرف جاؤ جو میں نے تمہارے لیے تیار کی ہے اور اس میں سے بزرگی حاصل کرلو جس کی تمہیں طلب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' (یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں) پھر ہم لوگ بازار میں آئیں گے۔ فرشتوں نے انہیں ڈھانپا ہوا ہوگا۔ ان جیسی چیز کو کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کبھی کسی کان نے نہیں سنا اور کسی کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں آیا تو وہاں ہمیں وہ چیزیں ملیں گیں جن کی ہمیں طلب ہوگی لیکن وہاں کوئی چیز فروخت نہیں کی جا رہی ہوگی اور نہ ہی کوئی چیز خریدی جا رہی ہوگی۔ اس بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملیں گے۔ ایک شخص اپنے سے زیادہ قدر ومنزلت والے شخص کے پاس آئے گا اور دوسرا شخص اس سے کم تر حیثیت والے شخص سے ملاقات کرے گا حالانکہ ان میں سے کوئی بھی کم تر نہیں ہوگا۔ جب وہ اس پر اپنے سے بہتر لباس دیکھے گا تو الجھن کا شکار ہوگا پھر اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اس کے اپنے جسم پر اس سے بہتر لباس آ

جائے گا۔ ایسا اس وجہ سے ہوگا تا کہ وہاں کوئی بھی شخص غمزدہ نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں) پھر ہم وہاں سے اپنے گھروں میں واپس آئیں گے اپنی بیویوں سے ملیں گے تو وہ پوچھیں گی تمہیں خوش آمدید! اب جب تم آئے ہو تمہارا جمال اور خوشبو پہلے سے کہیں زیادہ ہو چکے ہیں۔ جب تم ہم سے جدا ہوئے تھے تو ہم جواب دیں گے۔ آج ہم اپنے عظیم پروردگار کے ہم نشین ہوئے ہیں اور یہ لازم ہے کہ ہمارے اندر یہی تبدیلی ہوتی جو ہوئی ہے۔

شرح

جنت میں چونکہ نہ شب وروز کی گردش ہوگی اور نہ ایام کا وجود، لہٰذا دنیاوی اعتبار سے جمعہ کے دن۔ " سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کا عرصہ جتنے وقت پر مشتمل ہوتا ہے جنت میں اسی کا تعین کر کے کچھ وقت "جمعہ کا دن " قرار دے دیا جائے گا اور اس اعتبار سے وہ وقت گویا وہ دن ہوگا جو دنیا میں جمعہ کا ہوتا ہے اور پھر اس وقت جنتیوں کو حکم ہوگا کہ اپنے پروردگار کی زیارت کے لئے اپنے اپنے محلات اور مکانات سے نکل کر فلاں باغ میں پہنچیں، پس جنت میں پروردگار کی زیارت کے لئے "جمعہ کے دن " کا تعین دراصل اس بات کا نتیجہ اور اجر وانعام ہوگا کہ وہ جنتی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جمعہ کے دن اپنے گھروں سے نکل کر جامع مسجد پہنچتے اور جمعہ کی نماز پڑھتے تھے۔ پروردگار ان کے سامنے اپنا عرش ظاہر کرے گا۔ "میں " عرش " سے مراد پروردگار کا نہایت لطف وکرم اور زیادہ سے زیادہ رحمت وعنایت ہے، ورنہ یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ عرش، جنت کی چھت ہے، لہٰذا جنتیوں کے سامنے عرش کا ظاہر ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

نہ کہ ان میں کوئی معمولی اور ذلیل ہوگا۔ "یہ جملہ ماقبل عبارت کی وضاحت ہے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے جو یہ کہا ہے کہ۔ "ان جنتیوں میں سے جو جنتی ادنیٰ مرتبہ و درجہ کا ہوگا۔ "تو "ادنیٰ " سے مراد اعلی درجات اور زیادہ سے زیادہ مراتب رکھنے والے جنتیوں کے مقابلہ پر کمتر درجہ اور قلیل مراتب رکھنا ہے نہ کہ "ادنیٰ " کا لفظ حقارت " کی جگہ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ذات کے اعتبار سے ذلیل وحقیر اور ادنیٰ ہونا ہے۔

پس واضح رہے کہ جنت میں ذاتی شخصیت کی حد تک ہر جنتی یکساں مرتبہ کا ہوگا، کوئی کسی کے مقابلہ پر ذلیل وحقیر نہیں ہوگا، صرف حیثیت اور مرتبہ کا فرق ہوگا کہ دنیا میں اختیار کئے جانے والے اعمال وافعال کے اعتبار سے کچھ لوگ اعلی درجات اور زیادہ مراتب کے حامل ہوں گے اور کچھ لوگ ان کی بہ نسبت کم درجہ و مرتبہ کے ہوں گے۔ "ٹیلوں پر بیٹھنے والے لوگوں کو یہ احساس نہیں ہوگا۔ الخ۔ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ٹیلوں پر بیٹھتے ہونگے وہ کرسیوں اور منبروں پر بیٹھنے والوں کو دیکھ کر احساس کمتری کا شکار نہیں ہوں گے کیونکہ جنت میں ہر شخص اپنے مرتبہ اور اپنی حیثیت پر صابر وشاکر ہوگا، جو لوگ کمتر درجہ کے ہوں گے وہ یہ جانتے ہیں کہ باوجودیکہ ہم کمتر درجہ کے ہیں اور ہمارے مقابلہ پر فلاں لوگ برتر درجہ کے ہیں۔ اپنے طور پر پوری طرح مطمئن ہونگے، نہ وہ بلند مرتبے کی آرزو کریں گے نہ انہیں بلند مرتبہ کی محرومی کا احساس اور غم ہوگا اور نہ انہیں کسی طرح کی غیرت وخجالت محسوس ہوگی۔

فیروعہ مایری علیہ من اللباس "اس کی عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہیں اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ لفظ روع کے دو معنی آتے ہیں ایک تو ڈرانا دوسرے خوش کرنا پہلے معنی مراد لینے کی صورت میں (اس عبارت کا ترجمہ و مطلب وہی ہوگا جو اوپر بیان کیا گیا یعنی جب

وہ بلند رتبہ شخص اس کم مرتبہ شخص کے بدن کا لباس دیکھے گا تو اس کو ڈر یعنی کراہت محسوس ہوگی کیونکہ وہ لباس اس کے لباس سے کمتر درجہ کا ہوگا۔ دوسرے معنی کی صورت میں ترجمہ و مطلب یہ ہوگا کہ جب وہ بلند مرتبہ شخص اس کم مرتبہ شخص کا لباس دیکھے گا تو اسے اس بات کی بہت خوشی محسوس ہوگی کہ خود ان کے بدن پر اعلیٰ لباس ہے، لیکن زیادہ صحیح معنی پہلے ہی ہیں اور اس عبارت سے متعلق آگے کے جملوں کا ترجمہ بھی اسی پہلے معنی کو بنیاد بنا کر کیا گیا ہے۔

رؤیت باری تعالیٰ کا بیان

رؤیۃ اللہ یا دیدار الٰہی کا "مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی یہ سعادت مومنین کو آخرت میں نصیب ہوگی جس کی تفصیل و وضاحت کے لئے یہ باب قائم کیا گیا اور اس موضوع سے متعلق احادیث اس میں نقل کی گئی ہیں۔

حق تعالیٰ کی رویت عقلاً ناممکن نہیں۔

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ایک ایسی حقیقت ہے جس کا وجود عقلاً بھی درست ہے اور اس دیدار کے لئے اللہ تعالیٰ کا کسی خاص جگہ (مقام پر اور کسی خاص سمت و جہت میں موجود و قائم ہونا نیز اس کی ذات کا اور دیکھنے والوں کا آمنے سامنے ہونا قطعی ضروری اور شرط کے درجہ کی چیز نہیں ہے، بلکہ وہ اپنی ذات اور اپنے وجود کے اعتبار سے جو کچھ بھی ہے اسی حیثیت کے ساتھ اس کا دیکھا جانا ممکن ہے اگرچہ وہ جسم و جسمانیت سے ماوراء اور مکان و جہت کی قید سے آزاد ہے۔ رہی یہ بات کہ چیز مرئی (یعنی کھلی آنکھوں سے نظر آنے والی چیز) کو دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جسم ہو، کسی خاص جگہ و مقام پر موجود قائم ہو اور نگاہ کی سمت و جہت میں ہو تو دیکھنے میں ان چیزوں کا عمل دخل ہونا دراصل اس لئے ضروری ہے کہ قدرت نے اسی طرح کا نظام جاری فرمایا ہے اور انسانی نگاہ و بصر کو اپنا فعل انجام دینے کے لئے ان اسباب کا پابند بنا دیا ہے، اگر قادر مطلق اس جاری نظام اور عادت کے برخلاف ان عوامل کے بغیر بھی کسی کو کوئی چیز دکھانا چاہے تو بے شک اس پر قادر ہے اور ایسا ممکن ہوسکتا ہے۔ پس اس میں کوئی خلاف عقل بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن انسانی نگاہ میں بصیرت یعنی چشم قلب کی قوت رکھ دے کہ جس طرح آج دنیا میں اہل ایمان کو بصیرت سے پاتے اور دیکھتے ہیں کل کو آخرت میں بصر یعنی سر کی آنکھوں سے اس کو دیکھیں گے۔

رؤیت کا تعلق آخرت سے ہے: تمام علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حق تعالیٰ کا یہ دیدار تمام اہل ایمان کو آخرت میں نصیب ہوگا اس کا ثبوت وہ قرآنی آیات، احادیث صحیحہ، اجماع صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ جو اس ضمن میں مذکور و منقول ہیں تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حق تعالیٰ کے اس دیدار کے منکر ہیں انہوں نے دیدار الٰہی سے متعلق قرآنی آیات و احادیث اور منقول دلیل کی جس طرح تاویل کی ہے۔

اس کی تفصیل اور علماء حق کی طرف سے ان کی تاویلات کے مضبوط جوابات مختلف تحقیقی کتابوں میں مذکور ہیں۔ عورتیں بھی روایت سے محروم نہ رہیں گی: عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کو دیدار ہوگا اور بعض انکار کرتے ہیں لیکن درست یہ ہے کہ عورتیں اس سعادت سے محروم نہ رہیں گی مردوں کی طرح ان کو بھی حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ ان (عورتوں) کو بعض خاص ایام میں جیسے جمعہ کے ایام میں یا عیدین کے دن ہی دیدار کی سعادت ملے گی جو عام بازیابی کے اوقات ہونگے۔ جو حضرات مطلقاً عورتوں کے دیدار کے منکر ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ عورتیں چونکہ خیموں میں پردہ نشین

ہوں گی جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے حور مقصورات فی الخیام لہٰذا ان کو دیدار کیسے ہو سکتا ہے، یہ ایک نا قابل التفات بات ہے کیونکہ اول تو دیدار الٰہی کے بارے میں جو آیات و احادیث منقول ہیں ان میں کوئی خصوص مذکور نہیں ہے بلکہ وہ سب عموم پر محمول ہیں اور مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہیں دوسرے یہ کہ عالم آخرت کو دنیا میں قیاس کرنا اور وہاں عورتوں کے خیمے میں رہنے کو دنیا کے پردہ پر منطبق کرنا بجائے خود غلط ہے کیونکہ جنت کے خیمے (کہ جن میں وہاں کی عورتیں رہیں گی) پردہ و حجاب کو مستلزم نہیں ہوں گے، علاوہ ازیں یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ فاطمہ زہراء، خدیجہ کبری، عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور دوسری امہات المومنین نیز ان جیسی دیگر عظیم خواتین جو لاکھوں کروڑوں مردوں سے زیادہ عظمت و فضیلت رکھتی ہیں آخر کس طرح دیدار الٰہی کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ سکتی ہیں۔

جنات اور ملائکہ کو بھی اللہ کی رویت حاصل ہوگی: جنات اور ملائکہ کے بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ آیا ان کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا یا نہیں؟ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ دیگر فرشتوں کو اللہ کے دیدار کی سعادت حاصل نہیں ہوگی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس سعادت سے ایک ہی بار مشرف ہوں گے اور اسی طرح جنات بھی دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے لیکن اس سلسلہ میں صحیح و درست قول یہی ہے کہ دیدار الٰہی کی سعادت تمام اہل ایمان کے لئے ہے کیا انسان کیا فرشتے اور کیا جنات۔ دنیا میں اللہ کی رویت: یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے کہ کیا اس دنیا میں بحالت بیداری کھلی آنکھوں سے اللہ کا دیدار ہو سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں ارباب تحقیق نے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار دنیا میں بھی ممکن تو ہے لیکن بالاتفاق غیر واقع ہے، رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں اللہ کا دیدار ہونا امر واقع ہے تو یہ استثنائی صورت ہے اگرچہ بعض حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں بچشم سر اللہ کا دیدار ہوا تھا یہ ایک بحث ہے جو آگے متعلقہ احادیث کی تشریح میں بیان ہوگی، بہر حال محدثین فقہاء متکلمین اور مشائخ طریقت سب اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ نہ آج تک اس دنیا میں کسی کو بھی، خواہ وہ کوئی بڑے سے بڑا ولی ہی کیوں نہ ہو، اللہ کا دیدار حاصل ہوا ہے نہ اولیاء اللہ اور مشائخ میں سے کسی نے اس کا دعوی کیا ہے اور نہ آئندہ کسی کو حاصل ہو سکتا ہے، بلکہ مشائخ نے متفقہ طور پر یہاں تک کرتے ہیں) تو اس کی تکذیب کرنا اور اس کو گمراہ قرار دینا لازم ہے۔

فقہ شافعی کی مستند کتاب "انوار" میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں اس دنیا میں بچشم سر عیاناً خدا کو دیکھتا ہوں اور اللہ مجھ سے بالمشافہ گفتگو کرتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک سوال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن ہے اور انسانی حاسہ بصر میں ایسا کوئی نقص بھی نہیں کہ کسی چیز کو دیکھنے میں رکاوٹ پیش آئے تو پھر حق تعالیٰ کے دیدار نہ ہونے کا سبب کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنا اور نظر آنا دراصل نظام قدرت اور تخلیق الٰہی کا سبب ہے نہ کہ اس کی اصل علت اور حاسہ بصر ہے جو انسان اپنی آنکھوں میں لئے پھرتا ہے۔ حاسہ بصر تو صرف ایسا ظاہری سبب ہے جس کو حق تعالیٰ نے ایک خاص نظام اور معمول کے تحت ذریعہ بنا دیا ہے اگر وہ کسی کو دکھانا چاہے تو آنکھوں کی بینائی کے بغیر بھی دکھا سکتا ہے اور اگر کسی کو نہ دکھانا چاہے تو وہ کھلی آنکھ اور مضبوط بینائی رکھنے کے باوجود نہیں دیکھ سکتا مثلاً ایک بڑا پہاڑ سامنے ہو اور اللہ کسی کی آنکھوں میں دیکھنے کی صفت پیدا نہ کرے تو وہ اس پہاڑ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا اسی طرح اگر کوئی اندھا شخص دنیا کے مشرقی کنارے پر ہو اور دنیا کے مغربی کنارے پر ایک مچھر پڑا ہو

اور اللہ تعالیٰ اس اندھے کو وہ مچھر دکھانا چاہے تو یہ یقیناً دیکھ سکتا ہے پس واضح ہوا کہ دیکھنا یا دکھانا نظام قدرت کے تحت ہے آنکھ کا عمل یا غیر عمل بے شک ہے لیکن آنکھ کا وہ عمل یا اس عمل کی وہ طاقت جس سے انسان دیکھنے پر قادر ہوتا ہے غیر محدود اور خود مختار نہیں ہے بلکہ اس کی کارکردگی اس حد تک ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کو کارگر کیا ہے حق تعالیٰ کی مصلحت چونکہ یہی ہے کہ وہ انسان کو دنیا میں اپنا دیدار نہ کرائے اس لئے اس نے حاسہ بصر میں وہ توانائی ہی نہیں رکھی جس سے اللہ کو دیکھا جا سکے۔ اس بات کو دنیا کی عام چیزوں پر قیاس کرنا ذہن و قیاس کی مہمل تابعداری ہے۔

خواب کی حالت میں اللہ کی رویت: کیا خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ صرف ممکن امر واقع بھی ہے اور یہ از روئے عقل و نقل کچھ بعید بھی نہیں ہے ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ایک قلبی مشاہدہ ہے جس کا تعلق مثال سے ہوتا ہے نہ کہ مثل سے اور اللہ کا مثل نہیں ہے۔ بہرحال بحالت خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا اللہ رسیدہ لوگوں سے ثابت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے، میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو دریافت کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا تلاوت قرآن کریم۔ "پھر پوچھا کہ معانی و مطالب سمجھنے کے ساتھ یا اس کے بغیر! فرمایا "خواہ معانی سمجھنے کے ساتھ تلاوت کرے یا اس کے بغیر ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس کی رویت ہو سکتی ہے۔

چودھویں کے چاند کی طرح رؤیت باری تعالیٰ کا بیان

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ وقت آنے والا ہے جب (قیامت میں) تم اپنے پروردگار کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھو گے۔ "ایک روایت میں ہے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان کیا کہ (ایک دن) ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں شب کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: "تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس (پروردگار کو دیکھنے میں تم کوئی رکاوٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرو گے پس اگر تم سے ہو سکے تو تم اس نماز کو جو سورج نکلنے سے پہلے کی ہے (یعنی نماز فجر) اور اس نماز کو جو سورج ڈوبنے سے پہلے کی ہے (یعنی عصر) نہ چھوڑو تو یقیناً ایسا کرو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ، (ق:39) اور اپنے پروردگار کی حمد و پاکی بیان کرو یعنی نماز پڑھو سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 221)

جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ "یہ تشبیہ "دیکھنے" کی "دیکھنے" کے ساتھ ہے نہ کہ "دیکھی جانے والی چیز" کی "دیکھی جانے والی چیز" کے ساتھ اس اجمال و ابہام کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھ رہے ہو تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ تم جس طرح اس وقت چودھویں شب کے چاند کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اور اس چاند کے نظر آنے میں تمہیں کوئی شک و شبہ نہیں یہ مراد ہرگز نہیں تھی کہ جس طرح یہ چاند تمہارے سامنے ہے اور ایک خاص جگہ پر اور ایک خاص سمت میں محدود و قائم نظر آ رہا ہے اسی طرح تمہارے

پروردگار کی ذات بھی تمہارے سامنے کسی خاص جگہ اور کسی خاص سمت میں محدود و قائم نظر آئے گی۔

لاتضامون فی رویة "(اس کو دیکھنے میں تم کوئی رکاوٹ و پریشانی محسوس نہیں کرو گے) "میں لفظ تضامون اس طرح بھی منقول ہے اور تضامون بھی نقل کیا گیا ہے لیکن زیادہ تضامون ہی نقل ہوا ہے اور اس صورت یہ لفظ ضم سے ہوگا جس کے معنی" ضرر اور ظلم "کے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ "پروردگار کے دیدار میں تم پر ظلم نہیں ہوگا کہ کوئی دیکھے اور کوئی محروم رہے یا اس کے دیدار میں تم آپس میں ایک دوسرے پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کرو گے کہ ایک دوسرے کے دیکھنے کا انکار کرو اور کسی کو جھٹلاؤ۔" دوسری صورت میں یہ لفظ تضام سے ہوگا جس کے معنی ہیں آپس میں ایک دوسرے سے ملنا، اژدہام کرنے، دھکا پیل مچانے اور ایک دوسرے پر گرنے پڑنے کی نوبت نہیں آئے گی بلکہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ رہ کر نہایت اطمینان و فراغت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا جیسا کہ چودھویں شب میں چمکتے چاند کو دیکھنے کے لئے اس طرح کی زحمت و پریشانی اٹھانا نہیں پڑتی، بخلاف پہلی تاریخ کے چاند کے، وہ دھندلا اور باریک ہونے کی وجہ سے صاف نظر نہیں آتا اور اس کے دیکھنے کے لئے خاصا اہتمام اور جد و جہد کرنا پڑتی ہے۔

اگر تم سے ہو سکے کہ تم اس نماز کو۔ الخ۔ کا مطلب یہ ہے کہ فجر اور عصر کا وقت بہت بابرکت اور اس وقت کی نمازیں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اس لئے تم ان نمازوں کی پابندی کا زیادہ خیال رکھو اور مقدور بھر کوشش کرو کہ یہ نمازیں فوت نہ ہونے پائیں، نیز اس بات کو ذہن میں رکھو کہ نماز کی پابندی کرنے والا اس امر کا زیادہ لائق ہے کہ اس کو پروردگار کا دیدار نصیب ہو کیونکہ نماز کی پابندی ہی سے شہود ذات کا وصف و ملکہ میسر ہوتا ہے! یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد گرامی جعلت قرة عینی فی الصلوة میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) میں اشارہ فرمایا ہے واضح رہے کہ یوں تو یہ اہمیت تمام نمازوں کی ہیں لیکن اس موقع پر فجر و عصر کی نماز کو اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ ان دونوں وقتوں کی نمازیں باقی اوقات کی نمازوں پر فضیلت و برتری رکھتی ہیں اور اس فضیلت و برتری کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ صبح کے وقت تو لوگ نیند و استراحت کے جال میں پھنسے رہتے ہیں اور عصر کا وقت دنیا کے کاروبار مثلاً بازار جانے وغیرہ کے چکر میں پھنسنے کا ہے۔

جو شخص ان دونوں اوقات میں سستی و کوتاہی کا شکار نہیں ہوگا اور رکاوٹوں کے باوجود ان دونوں نمازوں کا خیال رکھے گا وہ دوسرے اوقات کی نمازوں کا خیال بدرجہ اولیٰ رکھے گا جو نسبتاً زیادہ سہل و آسان ہیں حدیث میں دونوں اوقات کی نمازوں کو خاص طور پر ذکر کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ دونوں وقت دوسرے اوقات کی بہ نسبت زیادہ فضیلت و شرف رکھتے ہیں اور یہ کہ آخرت میں پروردگار کا دیدار انہی اوقات میں ہوا کرے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی اپنی حاصل شدہ نعمتوں سے لذت و کیف اٹھانے میں مشغول ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے ایک عظیم نور پھیل جائے گا وہ اس نور کو دیکھنے کے لئے اپنا سر اٹھائیں گے تو کیا دیکھیں گے کہ ان کے اوپر پروردگار جلوہ گر ہے اور پروردگار ان سے فرمائے گا کہ اہل جنت اسلام علیکم اور یہ (یعنی اس وقت پروردگار کا جنتیوں کو سلام کرنا) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سلام قولا من رب رحیم سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور وہ دیدار الٰہی میں اس قدر محو ہوں گے کہ اس وقت جنتیوں کی نعمتوں میں سے کسی چیز کی طرف توجہ

التفات نہیں کریں گے تا آنکہ پروردگار ان کی نظروں سے مخفی ہو جائے گا اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔

(مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 229)

تا آنکہ ان کی نظروں سے مخفی ہو جائے گا الخ کا مطلب یہ ہے کہ وہ جب تک چاہے گا ان کی نظروں کے سامنے خود کو جلوہ گر رکھے گا اور پھر ان کی آنکھوں کے سامنے حجاب حائل کر دے گا لیکن اس کے جلوے کی نورانیت اور اس کے دیدار سے حاصل ہونے والے کیف وسرور کا خمار باقی رہے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ حجاب اور جنتیوں کی نظر سے پروردگار کا مخفی ہو جانا بھی اس کی طرف سے اپنے بندوں پر ایک طرح کا لطف وکرم ہی ہوگا کیونکہ پروردگار کا اہل جنت کو برابر اپنی درگاہ اور حضور وشہود میں رکھنا اور ہر وقت ان کی نظر کے سامنے جلوہ گر رہنا ایک ایسی صورت حال ہوگی جو جنتیوں کی تاب وطاقت سے باہر ہوگی، ظاہر ہے ایک دفعہ دیدار کرنے کے بعد پھر ان کو اتنے عرصہ کی ضرورت ہوگی جس میں وہ خود کو سنبھال سکیں اور اپنی اصل حالت پر واپس آ جائیں تا کہ جنت کی دوسری نعمتوں سے لطف اندوز ہو کر ذات باری تعالیٰ کی تجلی کا استحقاق نئے سرے سے حاصل کر سکیں اور ہر بار دیدار الٰہی کا نیا ذوق اور نیا کیف وسرور حاصل کریں۔

بازار جنت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ لوگ جمع ہوا کریں گے اور وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے چہرے اور کپڑوں پر (طرح طرح کی خوشبوئیں اور مہک) ڈالے گی جس سے وہاں موجود جنتیوں کے حسن وجمال میں اضافہ ہو جائے گا اور پھر جب وہ لوگ بہت زیادہ حسین وجمیل بن کر (اس بازار سے) اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئیں گے تو وہ گھر والے ان سے کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہم سے الگ ہو کر تم نے اپنے حسن وجمال کو کتنا بڑھا لیا ہے؟ اس کے جواب میں وہ کہیں گے کہ اور واللہ! ہمارے جانے کے بعد تم نے بھی تو اپنے حسن وجمال کو بڑھا لیا ہے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 185)

بازار "سے مراد حسن وجمال کی افزائش کا مرکز ہے جہاں جنتی لوگ جمع ہوا کریں گے اور وہاں طرح طرح کی دلفریب، دیدہ زیب اور خوش جمال صورتیں موجود ہوا کریں گی اور ہر جنتی اپنی پسند وخواہش کے مطابق جو شکل وصورت چاہے گا اختیار کر لیا کرے گا۔ ہر جمعہ "سے مراد ہر ہفتہ ہے یعنی ہفتہ میں ایک دن وہاں لوگ جمع ہوا کریں گے اور "ہفتہ "سے بھی حقیقی ہفتہ مراد نہیں ہے کیونکہ جنت میں نہ سورج ہوگا اور نہ دن رات کی گردش ہوگی، ہمیشہ یکساں وقت رہے گا لہٰذا ہفتہ سے "ایک ہفتہ کے بقدر وقت "کا عرصہ مراد ہے۔ شمالی ہوا "سے مراد عام طور پر وہ ہوا ہوتی ہے جو اگر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو دائیں ہاتھ کی سمت سے آئے۔ اس کو اتری ہوا بھی کہا جاتا ہے لیکن یہاں حدیث میں اس جیسی ہوا مراد ہے جس کو عرب میں شمال کہا جاتا ہے۔ یہ ہوا چونکہ شمال سے چلتی ہے اور ٹھنڈے ملکوں اور بحر احمر سے ہوتی ہوئی آتی ہے اس لئے کافی ٹھنڈی ہوتی ہے اور "شمالی ہوا" کہلاتی ہے۔ جنتی لوگ اس تفریح گاہ سے لوٹنے پر اپنے گھر والوں کا حسن وجمال جو بڑھا ہوا پائیں گے تو اس کا سبب یہ ہوگا کہ وہ "شمالی ہوا" ان گھر والوں تک بھی پہنچے گی اور اس کی وجہ سے ان کا حسن وجمال بھی بڑھ جائے گا یا یہ کہ وہ جنتی لوگ جب اس تفریح گاہ سے اپنے بڑھے ہوئے حسن وجمال کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس آئیں گے تو ان کے حسن وجمال کا عکس ان کے گھر والوں پر پڑے گا جس

سے وہ سب بھی پہلے کی بہ نسبت کہیں زیادہ حسین وجمیل نظر آئیں گے۔

240- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْرَقُ اَبُوْمَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُّدْخِلُهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اِلَّا زَوَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً ثِنْتَيْنِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِنْ مِّيْرَاثِهِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ مَا مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ اِلَّا وَلَهَا قُبُلٌ شَهِيٌّ وَّلَهُ ذَكَرٌ لَّا يَنْثَنِيْ

قَالَ هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ مِّنْ مِّيْرَاثِهِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَعْنِيْ رِجَالًا دَخَلُوا النَّارَ فَوَرِثَ اَهْلُ الْجَنَّةِ نِسَآئَهُمْ كَمَا وُرِثَتِ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ جس بھی شخص کو جنت میں داخل کرے گا اسے 72 بیویاں عطا کرے گا جن میں سے دو حوریں ہوں گی اور ستر اہل جہنم کی میراث ہوں گی۔ ان میں سے ہر ایک بیوی کی اشتہاء انگیز شرمگاہ ہوگی اور مرد کی شرمگاہ ایسی ہوگی جو بیان نہیں کی جاسکتی۔

ہشام بن خالد بیان کرتے ہیں' اہل جہنم میں سے جن کی میراث ہوگی یعنی جو لوگ جہنم میں داخل ہو گئے تو اہل جنت ان کی بیویوں کے وارث ہوں گے جیسا کہ فرعون کی اہلیہ بھی وراثت میں آئیں گی۔

حوران جنت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبح کو شام کو ایک بار اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنتیوں میں سے کسی کی عورت (یعنی کوئی حور) زمین کی طرف جھانک لے تو مشرق ومغرب کے درمیان کو (یعنی دنیا کے اس کونے سے لے کر اس کونے تک کی تمام چیزوں کو) روشن ومنور کردے اور مشرق سے لے کر مغرب تک کی تمام فضاء کو خوشبو سے بھر دے، نیز اس کے سر کی ایک اوڑھنی اس دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ "

(بخاری، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 181)

صبح اور شام کی تخصیص معمول کا لحاظ رکھتے ہوئے ہے کہ عام طور پر فوج ولشکر کی روانگی میدان جنگ میں معرکہ آرائی اور حملہ وغیرہ کی ابتداء انہی اوقات میں ہوئی ہے۔ ورنہ یہاں نطق مراد ہے خواہ وہ صبح وشام کا وقت ہو یا کوئی اور وقت "اللہ کی راہ" سے مراد جہاد وغیرہ بھی ہے اور ہجرات بھی، اسی طرح حج، طلب علم اور ہر اس مقصد کے لئے گھر سے نکلنا اور سفر کرنا بھی مراد ہے جس کا مطمع نظر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول اور بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اسی کے فرمان کی بجا آوری ہو یہاں تک کہ اپنے اہل وعیال کا نفقہ پورا کرنے کے لئے اور عبادت الٰہی اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں دلجمعی واطمینان اور حضور قلب کے حصول کی غرض سے رزق حلال کی تلاش میں نکلنا اور سفر کرنا بھی اللہ کی راہ میں نکلنے کا مفہوم رکھتا ہے! حاصل یہ ہے کہ "الہ کی راہ" میں گھر بار چھوڑ کر مصروف عمل رہنے والے لوگوں کو جو فضیلت اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگا دیا جائے کہ جو شخص محض ایک بار بھی اللہ کی راہ میں نکلتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کو جو اجر وثواب ملتا ہے یا اس کو آخرت میں جو نعمتیں حاصل ہوں گی

240: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وہ اس دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں! نیز ذکر چونکہ اللہ کے راستہ میں نکلنے کی فضیلت کا تھا جس کا اجر اللہ کے ہاں جنت ہے اس مناسبت سے جنت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت (یعنی حور) کی کچھ خوبیاں بھی بیان فرمائی گئیں۔ لفظ بینھما کی ضمیریں مشرق ومغرب کی طرف لوٹائی گئی ہیں، لیکن یہ ضمیریں آسمان وزمین کی طرف یا جنت اور زمین کی طرف بھی لوٹائی جاسکتی ہیں، ویسے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ جنت اور زمین کی طرف راجع ہوں کیونکہ عبارت میں بھی یہی دونوں صریحا مذکور ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی مرد جزا یافتہ شخص جنت میں ستر مسندوں کا تکیہ لگا کر بیٹھے گا قبل اس کے کہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدلے پھر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت اس کے پاس آئے گی اور (اس کو اپنی طرف متوجہ ومائل کرنے کے لئے) اس کے کاندھے پر ٹھوکا دے گی، وہ مرد اس طرف متوجہ ہوگا اس کے رخساروں میں جو آئینہ سے زیادہ صاف وروشن ہوں گے اپنا چہرہ دیکھے گا اور حقیقت یہ ہے کہ اس عورت کے (کسی زیور یا تاج میں جڑا ہوا) ایک معمولی سا موتی بھی (اس قدر بیش قیمت اور نظر کو خیرہ کرنے والا ہوگا کہ) اگر وہ دنیا میں آجائے تو مشرق سے مغرب تک (کی ہر چیز) کو روشن ومنور کردے۔ بہر حال وہ عورت اس مرد کو سلام کرے گی اور مرد اس کے سلام کا جواب دے گا اور پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گی کہ میں "مزید "میں سے ہوں۔ صورت حال یہ ہوگی کہ اس عورت کے جسم پر ستر (رنگ برنگ) کپڑوں کا (تہ درتہ لباس ہوگا اور اس مرد کی نظر عورت کے اس لباس میں سے بھی پار ہوجائے گی (یعنی وہ لباس کے نیچے چھپے ہوئے عورت کے حسن وجمال اور اس کے جسم کی نزاکت ولطافت کا نظارا کرے گا) یہاں تک کہ وہ مرد اس عورت کی پنڈلی کے گودے کو لباس کے پیچھے سے دیکھے گا (گویا اس کی نگاہ اتنی تیز اور صاف ہوگی کہ کوئی بھی چیز اس کے) آگے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں بنے گی) اور اس عورت کے سر پر تاج رکھے ہونگے اور ان تاجوں کا معمولی سا موتی بھی ایسا ہوگا کہ اگر وہ (دنیا میں آجائے) تو مشرق سے مغرب تک (کی ہر چیز) کو روشن ومنور کردے۔ (احمد، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 216)

قبل اس کے کہ وہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدلے "کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس مرد کے پہلوؤں میں اتنے زیادہ گاؤ تکئے رکھے ہونگے کہ وہ ایک ہی پہلو پر بیٹھا ہوا دوسرا پہلو بدلنے تک طرح طرح کے ستر تکیوں سے ٹیک لگائے گا۔" میں، مزید، میں سے ہوں۔

ان نعمتوں میں سے ایک نعمت ہوں جن کا حق تعالیٰ نے تمہاری نیکوکاریوں کے بدلہ وجزاء کے علاوہ خصوصی انعام کے طور پر مزید عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا یہ گویا قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہوگا کہ (لَھُمْ مَّا یَشَاءُوْنَ فِیْھَا وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ، ق: 35) "ان (اہل ایمان) کو جنت میں وہ کچھ ملے گا جو ہم (جزاء کے طور پر) دینا چاہیں گے اس کے علاوہ ہمارے پاس اور بھی (خصوصی انعام) ہیں اس مضمون کی ایک آیت یہ بھی ہے: (لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ . یونس:26) "نیک کاروں کے لئے جنت ہیں مزید برآں۔ "ویسے مفسرین نے اس آیت میں زیادۃ (مزید برآں) کی تفسیر "حق تعالیٰ کا دیدار " کیا ہے، تاہم یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ان مزید نعمتوں (خصوصی انعام) میں سے ایک نعمت بعض حوریں بھی ہیں، رہی یہ بات کہ حوران جنت کی اس نعمت کو "مزید یا زیادہ سے کیوں تعبیر فرمایا گیا ہے تو وجہ یہ ہے کہ وہ فضل الٰہی سے بندوں کو ان نیک اعمال کی جزاء میں عطا کی جائیں گی، اب وہ جنت عطا ہونے کے بعد پھر بندوں کو جو کچھ ملے گا وہ خصوصی عنایت وانعام اور فضل بر فضل ہوگا اور ظاہر

ہے کہ اصل اجر و بدلہ سے زائد چیز ہوگی۔

241- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِی الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ اِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِی الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ كَمَا يَشْتَهِیْ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب مومن جنت میں بچے کی طلب کرے گا تو اس کا حمل اور اس کی پیدائش اور اس کا بالغ ہونا ایک ہی لمحے میں ہوگا جیسے مومن چاہے گا۔

242- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيُقَالُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ اَتَضْحَكُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يُقَالُ هٰذَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میں جہنم میں سے نکلنے والے سب سے آخری شخص کو' جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ وہ شخص ہوگا جو جہنم سے سرین کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جائے گا اور اسے ایسے محسوس ہوگا جیسے وہ ساری کی ساری بھر چکی ہے۔ وہ واپس جائے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے تو اسے پایا ہے کہ وہ بھر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ وہاں آئے گا تو اسے ایسا محسوس ہوگا کہ وہ بھر چکی ہے۔ وہ واپس آئے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اس کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ بھر چکی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ وہاں آئے گا تو اسے یوں محسوس ہوگا کہ جیسے وہ بھر چکی ہے۔ وہ واپس آئے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! وہ تو بھر چکی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہارے لیے (جنت میں) دنیا جتنی اور اس سے دس گنا زیادہ (زمین) ہے۔ اگر تمہارے پاس دنیا کی (دس گنا) نعمتیں ہوتیں' تو وہ شخص کہے گا کیا تو میرا مذاق اڑا رہا ہے؟ کیا تو میرے ساتھ ہنسی مزاق کر رہا ہے؟ جبکہ تو بادشاہ (مالک) ہے۔

241: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2563

242: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6571' ورقم الحدیث: 7511' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 460' ورقم الحدیث: 461' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2595

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسکرائے یوں کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ (راوی کہتے ہیں) یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قدر و منزلت کے اعتبار سے جنت میں سب سے کم تر حیثیت کا مالک ہوگا۔

اہل جنت کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنتیوں کو (مخاطب کرنے کے لئے) آواز دے گا کہ "اے جنتیو!" تمام جنتی (یہ آواز سن کر) جواب دیں گے کہ ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، تیری خدمت میں موجود ہیں، تمام تر بھلائی تیرے ہی قبضہ قدرت اور ارادے میں ہے (کہ جس کو چاہے عطا کرے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا (میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ) کیا تم (جنت کا انعام پا کر) (مجھ سے راضی وخوش ہو؟ "وہ عرض کریں گے کہ پروردگار! بھلا ہم آپ سے راضی وخوش کیوں نہیں ہوں گے، آپ نے تو ہمیں وہ بڑی سے بڑی نعمت اور سرفرازی عطا فرمائی ہے جو اپنی مخلوق سے کسی کو بھی عطا نہیں کی اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں اس سے بھی بڑی اور اس سے بھی بہتر نعمت تمہیں عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے کہ پروردگار! اس سے بھی بڑی اور اس سے بھی بہتر نعمت اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں تمہیں اپنی رضا و خوشنودی عطا کروں گا اور پھر تم سے کبھی ناخوش نہ ہوں گا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 192)

مولیٰ کریم کا اپنے بندے سے راضی وخوش ہو جانا تمام نعمتوں اور سعادتوں کے حاصل ہو جانے کی ضمانت ہے لہٰذا جب پروردگار اہل جنت کے تئیں اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار فرمادے گا تو گویا انہیں تمام ہی نعمتیں اور سرفرازیاں حاصل ہو جائیں گی اور عظیم ترین نعمت دیدار الٰہی، بھی اسی کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ پہلے حق تعالیٰ جنتیوں سے پوچھیں گے کہ آیا تم مجھ سے خوش و راضی ہو؟ اور جب ان کی طرف سے اثبات میں جواب مل جائے گا تب حق تعالیٰ ان کے تئیں اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار فرمائیں گے۔ تا کہ واضح ہو جائے بندے سے اللہ تعالیٰ کے راضی وخوش ہونے کی دلیل و علامت یہ ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی وخوش پاتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا پروردگار بھی اس سے راضی وخوش ہے منقول ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپس میں یہ بحث و تمحیص اور غور و فکر کیا کرتے تھے کہ اس بات کو جاننے کا ذریعہ کیا ہوسکتا ہے کہ ہمارا پروردگار ہم سے راضی وخوش ہے؟

آخر کار انہوں نے اس پر اطلاق کیا کہ خود ہم اپنے رب سے راضی وخوش ہیں تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہمارا رب بھی ہم سے راضی وخوش ہے۔ اور پھر تم سے کبھی ناخوش نہ ہوگا۔ ظاہر ہے یہ اہل جنت کے حق میں سب سے بڑی سرفرازی کی بشارت ہوگی کہ ان کا پروردگار ہمیشہ ہمیشہ ان سے راضی وخوش رہے گا۔ اس سعادت و نعمت سے بڑی سعادت و نعمت اور کیا ہوسکتی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی تھوڑی سی بھی رضا و خوشنودی پوری جنت اور جنت کی تمام نعمتوں اور سعادتوں سے بڑھ کر ہے چہ جائیکہ وہ رضا و خوشنودی مستقل طور پر اور ہمیشہ کے لئے حاصل ہو جائے، خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ورضوان من اللہ اکبر لہٰذا ہر صاحب ایمان کو یہی التجا کرنی چاہئے کہ اللھم ارض عنا وارضنا عنك (اے اللہ! ہم سے راضی ہو جایئے اور ہمیں اپنے سے راضی کیجئے۔

243- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ

243: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2572' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 5536

وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت یہ کہتی ہے' اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم یہ دعا کرتی ہے' اے اللہ! اسے جہنم سے پناہ دے۔

244-حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا لَهٗ مَنْزِلَانِ مَنْزِلٌ فِى الْجَنَّةِ وَمَنْزِلٌ فِى النَّارِ فَاِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ وَرِثَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهٗ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى (اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ)

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے ہر ایک شخص کے دو ٹھکانے ہیں' ایک ٹھکانہ جنت میں ہے اور ایک ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ جب کوئی شخص مرتا ہے اور جہنم میں داخل ہوتا ہے تو اہل جنت (جنت میں موجود اس کے) مخصوص ٹھکانے کے وارث بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔

''یہی لوگ وارث ہیں''۔

جنت کے وارث ہونے کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے کہ مومنین جنت الفردوس کے وارث ہوں گے، اس وراثت کی دو طرح توجیہہ ہے، ایک یہ کہ انسان دنیا میں کچھ مال و متاع کو تو اپنے قوت بازو سے حاصل کرتا ہے اور اس میں اس کی محنت اور سکب کا دخل ہوتا ہے، اور کچھ مال اس کو وراثت سے ملتا ہے مثلاً کوئی عزیز کچھ مال اور ترکہ چھوڑ کر مر یا اور وہ اس کو وراثت سے مل گیا تو اس مال میں اس کی محنت اور کسب اور اس کے کسی استحقاق کا دخل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مؤمنوں کو جنت بہ طور وراثت ملے گی یعنی اس میں ان کی محنت اور ان کے عمل کا کوئی دخل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنوں کو جنت بہ طور وراثت ملے گی یعنی اس میں ان کی محنت اور ان کے عمل کا کوئی دخل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت ان کے کسی حق کے بغیر محض اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے اور اس کی دوسری توجیہہ یہ ہے کہ وراثت میں انسان کو کسی کا ترکہ ملتا ہے اور آخرت میں مومنوں کو ایک جنت تو اپنی ملے گی اور ننانوے جنتیں کفار کے ترکہ سے ملیں گی جو ان کے لئے بنائی گئی تھیں وہ اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ میں چلے گئے اور اپنی جنتوں کو ترکہ میں چھوڑ گئے جو مومنوں کو وراثت میں دیدی جائیں گی، جیسا کہ حسب ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ مومنین جنت میں اپنے ٹھکانوں کے وارث ہوں گے اور اپنے ان بھائیوں کے ٹھکانوں کے وارث ہوں گے جو اگر اللہ کی اطاعت کرتے تو ان ٹھکانوں میں رہتے جو ان کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ (جامع البیان رقم الحدیث: ۱۹۲۵۲، المستدرک ج ۲ ص ۳۹۳ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے)

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

چك سنتیکا بھاولنگر

244: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔